فسانۂ آزاد

تاریخ تصنیف

[illegible] پنڈت رتن ناتھ

[illegible]

جلد دوم

اس اُردو ناول سے ناظرین کو مہذب ظرافت کے پیرایہ میں

عمدہ عمدہ اخلاقی نتیجے حاصل ہوتے ہیں

حسب الایماء منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای بیکنٹھ باشی سنہ ۱۸۸۰ء میں

سخن سنج ظریف طبع پنڈت رتن ناتھ صاحب در کاشمیری لکھنوی نے تصنیف فرمایا تھا

جو کہ

اب بعد نظر ثانی و صحت تام و کمال

بار پنجم

باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ میں چھپا

ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

[illegible]

فہرست مضامین رنگین فسانۂ آزاد جلد دوم

فسانۂ آزاد

جلد دوم

منم آن سحر بیان کز ندد طبع سلیم ・ نیر ناطقہ نام سخنم بے تعظیم
نم آن بحر لبالب ز معانی کہ بود ・ قطرۂ آب ز شرم سخنم دُرِ یتیم
فوج فوج است معانی بلم در پرِ آن ・ ہم مرغان اولی اجنحہ در باغ نعیم
غنچہ از نسبت سحبان سخن عار کنند ・ گر کنم طرز سخن باد صبا را تعلیم
آن خردمند حکیمم کہ لبِ بابۂ عقل ・ گیرم اندر رحم جوہر کل نبض سقیم
گر بیاد سخنم عود برآتش مانند ・ حشر اموات شود ہر طرف از شمیم

طبع گوشہ چشم است زارباب خرد
ورنہ مستغنیم از مال و منال و زر و سیم

بلبل ساخسار سحر طرازی عندلیب گلزار نکتہ پردازی حضرت شیخ جلال الدین عرفی شیرازی طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کا یہ کلام فصاحت و ندرت التیام اگر میرے حسب حال ہوتا تو میرا جیب و دامن گوہر مقصود سے مالا مال ہوتا۔ مگر افسوس ؎

جہان گشتم و دردا بہیچ شہر و دیار ・ نیافتم کہ فروشند بخت در بازار

نظیری ؎

حاشا ز شرب قسمت گلہ بے انصافی است
طبع چون آب و غزلہای روان ما را بس

آغاز داستان

یہ تو اپنی ہیچمدانی کا ایک مجنونانہ بیان ہے۔ اب یہان سے آغاز داستان ہے۔

بحر زخار ناپیدا کنار مین ایک جہاز مثل محبوبان طناز اٹھکھیلیان کرتا چلا آتا ہے باد خنک و طرب انگیز کا جھونکا جگر تک کو سردی پہونچاتا ہے سوا ے لاجوردی آسمان اور نیلی چادر آب کے کالے کوسون تک کچھ اور نظر ہی نہین آتا ہے۔ کاروان سالار عشاق زار و سر قافلہ دلدادگان حسن و جمال خوبان فرخار یعنی آزاد عالی نژاد کو کبھی یاد صنم ناز فروش کبھی خیال مہ پاش نگین دل و ستم کوش گولا کہ نسبط کیا مگر آنسو چشم خونچکان سے نکل ہی آئے کف افسوس ملکر یہ حسرت بار شعر زبان پر لائے ؎

نہ بہ سبیل پروا کسے بودم کہ خود را ・ بہ سبیل پروا تر سے از خویش دادم

شب کا سہانا سمان ۔ اختر و انجم نور افشان ضیا سے قمر آرائش نور نظر سماک سے سماک صفا پرور ۔ باد مسرت انگیز و ہوش ربا کے طرۂ تابدار سے کاکل مین غالیہ ریز تھی عنبر بیز لخلخہ آمیز تھی جو لپٹ آتی تھی روضۂ رضوان کی خبر لاتی تھی حیرت تھی کہ یا الٰہی جہاز پر ناخدا سے نفض و تاتار بسایا ہے ۔ یا خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے سمندر مین عطر لنڈھایا ہے ۔ یا باد صبا کی کارگزاری ہے یا کسی مرغولہ مو کے گیسوئے عنبرین کی مشکباری ہے ۔ یہ زلف چلیپا ہے یا عود قماری ہے ۔ آسمان بھی میرے ہی ماتم مین نیلی پوش ہے یا بحر کف برلب کا بھی مجھی شور بخت کے غم مین یہ جوش و خروش ہے یا یہ عشق خرد سوز ہے ۔ یا تیر جگر دوز ہے کشتی دل لہر خراب ہے سفینہ حباب ہے

چار سو جب طوفان الم اور دل ہی بحر غم سے عبور مشکل ہی ناخدا کی غفلت عیاری ہی۔ باد مخالف کی گرم بازاری ہی ؎

کشتی نشستگانیم ای باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

پیاری حسن آرا اسوقت فرش گل پر خواب ناز مین ہونگی ؎

بہت من سخت میترسم کہ از اہل جفا باشی	بہ گل بسیار می مانی مبادا بیوفا باشی

ہاے گھر بار چھوڑا دلبر دلدار چھوڑا۔ آرام تن چھوڑا پیارا وطن چھوڑا۔ مگر ؎

برنگ مرغ دست آموز این چشتی دل خود را	بصحرا میگذارم باز در کوی تو می آید

طاقت گویائی نہ یاراے تقریر ہی۔ طائر دل تیر محن کا نخچیر ہی۔ ہاے آہ بھی بے تاثیر ہی۔ ؎

نالہ خواہم کہ بطرز دگر ایجاد کنم	دست بر دل گیرم و در کوی تو فریاد کنم

دل درد مند ہی۔ لو سے کباب جگر بلند ہی ؎

اگر آہ از دل دارم کہ جیب گردہ تر آتش	بہ افلاک نہ رسانم کہ اثر کسی نہ کرد

یہی حالت جنون مین دیوانہ وار گھومتے تھے کہ ایک بت دریں کمر پری پیکر نازک بدن غنچہ دہن نے آہ سرد بھرکر نظر ڈالی۔ کنکھیون سے دیکھا دیدہ و دانستہ بات ٹالی۔ یہ یورپین لیڈی صاحب حسن و جمال تھی۔ زہرہ تمثال مشتری خصال تھی۔ از سر تا پا سیاہ ریشمی لباس زیب تن اور وہ جبین وہ کھیں کہ خدا کی قدرت مجسم نظر آتی تھی۔ صباحت و ملاحت ختم ہوئی جاتی تھی۔

میان آزاد بادل ناشاد جہاز پر اپنی پیاری حسن آرا کی یاد مین سر دھنتے تھے چپکے چپکے ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے کسی سے کچھ کہتے تھے نہ سنتے تھے۔ مگر اس بت جادو جمال نے جو کنکھیون سے انپر نظر ڈالی تو دیکھا کہ رنگ رو باختہ ہین بھانپ گئی کہ حضرت عشق کے ساختہ و پرداختہ ہین۔ تھوڑی دیر تک انکی کیفیت بغور دیکھا کی بعد ازان اپنے شوہر سے یون ہمکلام ہوئی کہ وہ میم (ہم) (یعنے مس وینیشیا) چارلی پیارے وہ ہندوستانی جنٹلمین جو سامنے ٹہل رہا ہی دیکھا؟ وہ

صاحب (ص) یعنے لفٹنٹ اپلیٹن صاحب۔ ہان ہان دیکھا۔ پھر؟

هم۔ اسکے بشرے سے کیا پایا جاتا ہی غور کرکے دیکھو۔

صں۔ (عینک صاف کرکے) ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر کے بعد ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ کسی کی جدائی کا اسکو اسقدر رنج ہی کہ دیوانہ ہورہا ہی جب مین انگلستان سے تمکو چھوڑکر جہاز پر جاتا تھا تو میرا بھی یہی حال تھا وہ وقت مجھے نہین بھولتا پہلے دن سے دوسرے روز میری بیقراری کو چوگنی ترقی ہوئی اور تیسرے روز دوسرے دن سے بھی زیادہ

جسقدر دور ہوتا جاتا تھا اسیقدر رنج و ملال بھی ترقی پاتا تھا

هم (آہ سرد بھرکر) اسکا باعث مین سمجھ گئی میری بھی یہی کیفیت تھی۔

راوی۔ ان دونون کی شادی ہندوستان مین ہوئی تھی مگر اقرار انگلستان سے ہوچکا تھا یہ کلفٹن میسون میں ساتھ گئی۔ ماہ کے بعد ہوا کہ ساتھ جا تے تھے شکار کو جاتے یا سیر کو جاتے ساتھ چھوٹتا۔ ایکدن شب ماہ مین دونون عاشق و معشوق شہر کے ایک نامی باغ مین بیٹھے تھے درخت لہلہاتے پھول کھلے سبز و شاداب چمن عدیم النسیم والا جواب حیرت تھی کہ یہ باغبان کی خیابان پردازی ہی یا کسی ساحر کی جادو طرازی ہی۔ گل بوٹون پر جوبن تھا نور کا ہر گلبن تھا۔ یہ بلبل شاخسار رعنائی بھی اپنے شہر بلند اقبال اپنی عاشق خجستہ خصال کے ساتھ ایک روش مین

دلربایانہ چہک رہی تھی۔ پھولوں کی بوباس سے ہوا زلفِ
مہوشان فرخار کی طرح مہک رہی تھی۔ دونوں عاشق و
معشوق مست تھے اُسوقت جنون کے بندے عشق پرست
تھے اور کیونکر نہ ہوتے شباب کی امنگ تھی۔ جوانی کی ترنگ
تھی۔ باغ پر فضا بہار روح افزا۔ ہو کا عالم۔ جانور
نہ آدم۔ گل اپنے اپنے جوبن پر۔ بوئے گل صبا کے
دوش پر۔ اور طرّہ یہ کہ چاندنی نے کھیت کیا۔
آتش مستی کو اور بھی بھڑکا دیا۔ ٹہلتے ٹہلتے دونوں ایک
روش میں کرسیوں پر بیٹھے میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگے۔

م۔ اہاہا! کیا سہانا سماں ہے۔

ص۔ دل کی کلی کھلی جاتی ہے۔

م۔ ہمارا دماغ اسوقت عرش پر ہے۔

ص۔ خصوصاً ہمارا۔

م۔ یہ خصوصیت کیسی۔

ص۔ ہمارا دماغ اسوجہ سے عرش پر ہے کہ ہم اسوقت
ایک سرو سیمین بر کے ساتھ باغ میں بہار کے مزے
اٹھا رہے ہیں۔

م۔ (مسکرائیں اور شرمائیں)

ص۔ کون سرو سیمین بر جو مصروف خرام ناز ہے۔

م۔ تم نے اورینٹل (مشرقی) زبانوں کی کتابیں اس
کثرت سے پڑھی ہیں کہ اکثر جملے انھیں کے خیالات کی
طرح بولتے ہو۔ اسوقت ہوا خوب ٹھنڈی ہے۔ شاید
کہیں مینھ برسا ہے۔

ص۔ اب بات نہ ٹالو۔

م۔ اسکی بھی ٹھیک وجہ کیا ہے کہ ستارے سب کے سب
گئے ہیں۔

ص۔ میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔ بات نہ ٹالو۔ واسطے خدا کے
ایسی گفتگو کرو کہ ہمیں اپنا ما فی الضمیر کہنے کی جرأت ہو۔
ستاروں کے مدھم ہونے کا سبب کسی پروفیسر سے پوچھو۔

م۔ (مسکرا کر) اچھا۔

ص۔ چلو اس کنج میں ٹہلیں۔

م۔ کس اعتبار پر۔

ص۔ اتنے دنوں کی محبت کے اعتبار پر۔ ہماری عزت
اور بات کے اعتبار پر اور کس اعتبار پر۔

م۔ اچھا چلو۔

دونوں عاشق و معشوق ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے اور
ایک دوسرے کو ساتھ لیے ہوئے آہستہ آہستہ چلے۔
سایہ تک کا بار اُس رشکِ خوبانِ فرخار کی کمر نازک کو گران
گزرتا تھا۔ کہ ہر ہر جگہ سے بل کھاتی تھی قدم قدم پر لچکی جاتی تھی
دونوں اور بھی مست ہو گئے۔ چاندنی رات اور [illegible]
قصہ سا ہاتھ تھکے مقابل ہیں پرستان کی پریاں مات ستی
کیا جنون کی کیفیت تھی۔ ع

گشتہ ام از جنون بیابانی کہ بفوج ناند	دگر معاملہ با پیر مے فروش نماند

معشوق مثل نرگس حیران۔ عاشق گل کی طرح چاک گریبان
بس یہ نقشہ تھا کہ ع

گر جنون آید بسر کم رہ بر و بیگانہ نیست
ور خرد بر سر رسد شرح این نکو درخانہ نیست

پھر ایک صاف و شفاف روش میں بنچ پر جا بیٹھے

ص۔ اسوقت دو چاند ہیں

م۔ (تالیاں بجا کر) ہاں ہیں۔ ایک ایک کے دو دو

سوجھنے لگے آپ۔

ص۔ ہاں جنون اور عشق نے تو ایسا ہی چوندھیا دیا ہے۔

م۔ پھر وہی!!!۔

ص۔ ایک چاند آسمان پر ہے وہ (انگلی کے اشارے سے قمر کو بتا کر) اور دوسرا چاند یہ ہے۔

مس نے لجا کر گوری گوری گردن دوسرے رخ پھیر لی۔

ص۔ کیوں مزاج کیسا ہے اسوقت۔

م۔ اسوقت مزاج کا حال کیا پوچھتے ہو۔ بیمار بھی ہو تو اچھا ہو جائے۔

ص۔ ہمکو بھی ایک مرض ہے ہم تو اتنی دیر بیٹھے رہے مگر اچھے نہ ہوسکے۔

م۔ کیا مرض ہے۔

ص۔ مرض عشق۔

راوی۔ ہر مرض کی دوا مقرر ہے! مرض عشق لا دوا دیکھا

م۔ خیر کوئی مرض ہو ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔

ص۔ اس مرض کی ڈاکٹر تم ہو۔

م۔ کتنے دن کی رخصت لیکر ہندوستان سے آئے ہو۔

ص۔ اٹھارہ مہینے کی۔

م۔ کتنے دن باقی ہیں۔

ص۔ (مسکرا کر) جتنے دن میں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

م۔ (شرما کر) نو مہینے ہا (کھلکھلا کر ہنس پڑیں)

ص۔ ہاں نو مہینے۔

م۔ فوج میں بھی لفٹنٹ ہوا ور سول میں بھی کام کرتے ہو

ص۔ فوج میں لفٹنٹ ہوں اور سول میں اسسٹنٹ کمشنر

م۔ ہندوستان کیسا ملک ہے۔

ص۔ واہ کیا پوچھنا۔ اول تو ارزانی بہت خرچ نہیں ہوتا دوسرے کوٹھیاں اور بنگلے سستے کرایہ پر ملتے ہیں تیسرے نوکر چاکر چار چار پانچ پانچ روپیہ ماہوار کے جتنے چاہو نوکر رکھ لو پھر حکومت ان سب پر طرہ ہے۔ وہاں ہم لوگ شاہی کرتے ہیں جس گلی کوچے میں نکل گئے سب ڈر گئے ہیں

م۔ اُنکا ڈر برا۔

ص۔ اور کیا ہم ڈریں۔

م۔ اسطرح پر رہو کہ وہ تم سے ڈریں نہیں بلکہ تمکو دیکھکر خوش ہوں ڈرنا کیا معنے۔

ص۔ ڈریں نہیں تو ہمارا رعب کیونکر جمے بھلا۔

م۔ واہ ڈرنے سے کہیں رعب جمتا ہے تم انکو مثل اپنے وطن والوں کے سمجھو۔ پھر دیکھو کس طور پر پیش آتے ہیں۔ روزنڈ (پادری) کرسٹوفر ہندوستان میں بیس برس رہ آئے ہیں۔ وہ (پاپا) سے بیان کرتے تھے کہ وہاں عموماً انگلشمین ہندوستانیوں کو نگر کہتے ہیں۔ یہ بڑی بری بات ہے۔

ص۔ غلط ہے۔ کہتے ہیں۔ مگر سب نہیں۔

م۔ ہم اگر ہندوستان میں ہوں تو سب سے مل جل کے رہیں۔ بھلے مانسوں اور امیروں کی لیڈیوں میں اس ملک کی لیڈیاں آنے جانے پاتی ہیں؟

ص۔ ہاں جاسکتی ہیں۔ مگر رواج نہیں اور وہاں کی عورتیں یہاں کی لیڈیوں سے ملیں تو کہیں کیا۔ وہ تو بالکل ان پڑھ ہوتی ہیں اور انکا طرز معاشرت بھی مختلف ہے۔

م۔ ہم اگر وہاں ہوں تو ہندوستان کی لیڈیوں سے ملا کریں۔

ص - (مسکرا کر) یہ تم گھڑی گھڑی کیا کہتی ہو کہ ہم ہندوستان میں ہوں - ہم ہندوستان میں ہوں ہندوستان تو تم کو چلنا ہی پڑیگا ہمارے ساتھ -

مس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا سفیدی سرخی اور سرخی سفیدی سے کئی بار مبدل ہوئی - اور کسی قدر تیکھی ہو کر پوچھا کہ کیا کہا آخر میں یہ کون لفظ کہا -

ص - اب تو کہا سو کہا - پیاری کہا -

ہم - خاموش -

ص - (گلے میں ہاتھ ڈال کر) پیاری -

ہم - (چھوڑا کر) ہائیں ! -

ص - (قدموں پہ ٹوپی رکھکر) پیاری دنیا میں تمہیں عاشق ہوں -

اُس پری نے ایک ادائے ہوش ربا سے اُن پر نظر ڈالی اور بیٹھ گئی اتنی شہ جو پائی تو عاشق زار کے تن پژمردہ میں از سر نو جان آئی - اور اُس نے آہستہ سے رخسار زیبا اُن کا بوسہ لیا اسکے جواب میں معشوق حور وش نے اُنکے لبوں کو چوس لیا مگر آنکھیں نیچی کر کے اور گردن موڑ کر کہا کہ پیارے تمنے میرے دل پر فتح پائی اور کچھ اسی وقت فتح نہیں پائی برسوں سے مگر میں نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک تمہاری خو بو چال ڈھال وضع قطع سے اچھی طرح واقف نہ ہولونگی ہرگز شادی نہ کرونگی اب میں نے ٹھان لی ہے کہ اگر اب شادی ہوگی تو تمہارے ہی ساتھ ہوگی - عاشق صادق نے فرط طرب سے پیشانی نورانی اور رخ زیبا اور بناگوش صفا کوش کے کئی بار بے جھجک بوسے لیے اور کبھی کبھی بوسوں کا جواب بھی پایا -

مس کے رخسار گلگوں سے اشک لڑھکتے ہوئے دامن کی خبر لانے لگے عاشق صادق نے اپنے معشوق گلفام نازک اندام کو زور سے گلے لگایا اور دونوں ملکر خوب روئے اسکے بعد لالاب پر جا کر منھ اور ہاتھ دھوئے اور پھر بدستور ٹہلنے لگے -

ہم - میری زندگی میں آج کا مبارک دن سب سے زیادہ قابل یادگار ہے -

ص - میری نہ کہو ہماری کہو -

ہم - ہاں دونوں کی زندگی میں - بیشک -

ص - چلو ہندوستان کی بھی ہوا کھاؤ -

ہم - وہاں ولیم سے ملونگی اور رکین ٹو فرسٹ ملا تو شاہ جہان گنج کرنل گرگ سے ملا کرینگے -

ص - کرنل گرگ تو این سیتاپور میں بنگال کے پسیڈنسی اور وہ نیپال کی ترائی کے پاس - اور رکین ٹو فرسٹ شاہ جہان گنج سے دو منزل اور ولیم کرانچی میں ہیں - سمجھیں - پھر بھلا سب سے ملنے کی کون صورت ہے - کیونکہ ہمارے مقام سے ان سب شہروں کا بہت فاصلہ ہے -

ہم - ایک آدھ وقت تو مل سکینگے -

ص - ہاں یہ مانا -

ہم - جہاں تم ہو وہ مقام کیسا ہے -

ص - بہت اچھا شکار خوب کھیلنے میں آتا ہے -

ہم - چلو اب گھر چلیں -

ص - (بوسہ لیکر) اچھا ایک بوسہ لو تو پھر چلیں -

نگار مرغوب اور دلدار مطلوب نے عاشق شاد و بامراد کی گردن سیمیں میں دست رنگین ڈال کر چاہا کہ علیحدہ ہو اور غایت جوش حسن پرستی میں رخسار جانان کو چوم لے لیکن

ہنوز روسے تابان تک لب بھی نہ جانے پائے تھے کہ تیز رو گھوڑے کی ٹاپون کی آواز آئی مِس وینیشیا کے دل پر ایک قسم کی ہیبت چھائی وہ آواز رفتہ رفتہ قریب اور بلند ہوئی وحشت وہ چند ہوئی دونون حیران وششدر کہ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہی۔ اس گھوڑے پر کون سوار ہی۔ شدہ شدہ اسپ تیز گام باغ کیطرف آیا اور عین پھاٹک پر ٹھہر کر ہنہنایا۔ معلوم ہوا کہ ایک سوار اِسپر سے اُترا اور اُترکر پھاٹک کو کھلوایا۔ سوار (س) یعنے کرنل میکفرسن صاحب) پھاٹک کھولو پھاٹک کھولو۔

ھ - سپاہی ہوسے ہی۔

ص - آواز ہی سکہے دیتی ہی۔

ھ - یہ ہی کون؟

ص - خدا جانے۔

ھ - یہ شیرا لی اِسوقت کہانسے آگیا کمبخت نے مزا کرکرا کردیا۔

ص - آسنے بھی دو۔

ھ - ناحق کچھ بکے وکے۔

ص - واہ اِسکے تو تماشا بھی دکھا دون۔

ھ - تم کچھ پیے ہوسے تھوڑا ہی ہو۔

ص - واہ یہان ہر دم چڑھی رہتی ہی

ھ - ناحق لڑائی وڑائی ہو۔

ص - اِسکی یہان کچھ پروا نہین وہ ڈگ لگائے ہون کہ یاد کرے۔

ھ - آؤ چھپ رہین۔

ص - اَین! لفٹنٹ! فوجی افسر! جوان آدمی ہین چھپ رہون تو ہنسی نہ ہو۔

ھ - مگر تم اکیلے تو اِسوقت نہین ہو۔

ص - اُف - توبہ توبہ - تمھاری طرف اگر آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھے تو خون ہی پی لون اُسکا۔

یہ کہکر لفٹنٹ نہایت جوش مین آیا۔ اتنے مین پھاٹک کھلا اور وہ ناخوش آیند مہمان گھوڑے پر سوار ہوکر باغ مین داخل۔ بیچون بیچ مین پہونچکر پوچھا کہ۔

Is Lt. Appleton here

یعنی لفٹنٹ اپلٹن یہان ہین۔

صاحب اور مِس دونون کا رنگ فق ہوگیا۔ آدھی رات کا وقت۔ شہر سے تین چار میل پر باغ۔ ہر سمت جنگل۔ کسی کو کانو کان خبر بھی نہین کہ کہان گئے ہین چوطرفہ سناٹا یہ کون اِسوقت آیا۔ اِسکو معلوم کہان سے ہوا کہ لفٹنٹ اپلٹن یہان ہین۔

ھ - کسی مصیبت سے اسوقت دوچار ہونا ہی۔ صید بلا واد بار ہونا ہی۔

ص - معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہی۔ مگر گھبرانا بیکار ہی غور کرکے دیکھو توکہ اسپر کون سوار ہی۔

ھ - میرا کلیجہ اسوقت دھڑ دھڑ کرتا ہی۔

ص - (آہستہ سے بوسہ لیکر) استقلال! استقلال!۔

س - Love making is going on here

(اہا ہا یہان تو بوسہ بازی ہو رہی ہی۔)

چُرٹ جلانے کے لئے دیا سلائی روشن کی اور کہا کہ عاشق ومعشوق دونون سے معافی چاہتا ہون کہ میرے چرٹ پینے سے بد دماغ نہون اِسکے بعد سوار نے بہ آواز بلند کہا کہ۔

Is there any man - by the name of Lt. Appleton

یہان لفٹنٹ اپلٹن کے نام کا کوئی آدمی ہی۔ اِس سوال کا کسی نے جواب نہ دیا بولنے کا نام تک نہ لیا۔ عاشق ومعشوق مثل تصویر

خاموش پنبہ درگوش۔ مگر از بس متحیر کہ اسپلیٹن کا نام لیا ہو یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہو۔ سوار نے گھوڑا پھیرا اور دوسری روش مین جاکر پھر یہی سوال کیا۔ اتنے مین اتفاق سے چھڑ ٹ گر پڑا۔ اور سوار نے پکار کر کہا کہ اگر کسی انسان کے کان مین اسوقت میری آواز پہونچے تو وہ مہربانی کرکے مجھے یہ چھڑ ٹ اُٹھا دے۔ اِسپر ایک خوشرو جوان بہت اکڑتا ہوا اُٹھا اور یون ہمکلام ہوا۔

جوان (جو) مین اُٹھا دونگا۔

س۔ مشکور ہوا۔ مین اگر اِسوقت گھوڑے پر سے اُترتا تو گھوڑا مجھے بہت دق کرتا۔ پھاٹک کے پاس مین ذرا اُتر پڑا تھا تو اُسنے نہایت پریشان کر دیا تھا۔ آپکا نام کیا ہے

جو۔ لفٹنٹ اسپلیٹن مین ہی ہون۔

س۔ پیارے دوست تمھین کو تو مین ڈھونڈ ھتا تھا۔

جو۔ کیون!۔

س۔ بھائی مجھے افسوس ہو کہ میرا مشن (پیغام) تمکو اسوقت کہ اپنے معشوق زہرہ تمثال و جادو جمال سے اس باغ دلکشا اور میدان وسیع فصحت آباد اور گلزار رشک سواد اور چاندنی رات اور تنہائی مین مصروف بوس و کنار تھے عیش و طرب سے دو چار تھے ہرگز پسند نہ آئیگا اور تمھارا بے اختیار جی چاہیگا کہ مجھے گولی ماردو۔ مگر مین مجبور ہون۔ اور بے قصور ہون۔

سوار یہ تقریر وحشت تخمیر کرکے چھڑ ٹ پٹنے لگا مگر لفٹنٹ اسپلیٹن کی یہ کیفیت تھی کہ اگر بجلی بھی گر تی تو اِنکو خبر نہو تی۔ بالکل از خود رفتہ تھوڑی دیر تک سکتے کا عالم رہا آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا۔ بلا مبالغہ اپنے آپے مین نہ تھے اگر کوئی اِنکے عضو عضو کو کند چھری سے ریتتا تو بھی خبر نہ ہوتی۔ درد کیسا

مگر اسی حالت مین ایک ایسی آواز اِنکے کان مین آئی کہ دم اِنکو ہوش مین لائی۔ وہ اِنکی معشوقہ نازنین ادر ناطورہ جبین کی آواز تھی۔ اُس محبت رنگین ادا نے نہ اِنکو پکارا نہ غل مچایا مگر سوار کی ناخوش آیند باتین سنکر اِسکا دل بھر آیا اور ایک تاریک اور بھیانک نقشہ مجسم نظر آیا۔ الغرض وہ بیچاری ایسا ڈر گئی کہ بے اختیار رو دی اور سسکیان بھرنے لگی چپکے چپکے گریہ و زاری کرنے لگی بیشک اگر اُنشی منی توپ بھی دغتی تو اسپلیٹن کے کان مین بھنک نہ پڑتی لیکن یہ آواز وہ تھی جسنے اسپلیٹن کے زخم جگر پر نمک کا کام کیا۔ آواز سنتے ہی سوار کو چھوڑ کر یہ اپنی پیاری دنیا کیطرف گئے اور جاتے ہی خوب محبت سے بغل مین لیکر اُنھون نے پیار سے گلے لگایا۔ وہ پری بھی بصد ناز دلبری اُنسے پیش آئی اور دونون کوئی دس منٹ تک خوب روئے سوار کے دل پر اِسکا بڑا اثر پہونچا فوراً گھوڑے سے اُترا اور بہزار خرابی ایک شجر رفیع کے تنے سے سمند دغا پسند کو باندھ کر عاشق کیطرف چلا۔

س۔ اسپلیٹن۔ میرا جی چاہتا ہو کہ اِسوقت زمین دھنس جائے اور مین زمین کے اندر چلا جاؤن۔ اُف! تم دونون کے رونے سے اسوقت کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔

ص۔ ہمارے قریب آنکر بیٹھیے ذرا۔

س۔ (بنچ پر اُنکے پاس بیٹھکر) پیاری لڑکی مین ایک بوڑھا آدمی ہون اور لڑکے بالے رکھتا ہون سچ کہتا ہون کہ اسوقت میرے دل کا عجیب حال ہو۔ گو مین نے تمھین کبھی پیشتر نہین دیکھا تھا اور نہ اِسوقت اچھی طرح دیکھ سکتا ہون کیونکہ ساٹھ برس کا میرا سن ہوا در ضعف بصر ہو اور اسوقت مین برانڈی بھی بہت پی ہو تاہم تمھاری حالت زار پر جسکے عشر عشیر سے بھی مین ابھی واقف نہین مجھے افسوس آتا ہو کہ ایسا مشن کیون لایا

اس فقرۂ ہوش ربا اور جان گزا نے ونیشیا بیچاری کی آتش غم کو اور بھی بھڑکایا اور اپیلٹن کو انتہا سے زیادہ تڑپایا دونون اپنے اپنے دل مین سوچنے لگے کہ یا الٰہی کون ایسی بات ہو جسکو یہ خود ہماری تباہی کا باعث سمجھتا ہو۔ مگر ان دونون مین سے ایک کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ اس خبر وحشت اثر کو جنسے انکے خرمن عیش و عشرت پر بجلی گرائی تھی دریافت کرین۔ یا اپنے ناخوش آیند لوڑھے مہمان سے پوچھین کہ وہ خبر ہم کو سُنا و توقف عمل مین نہ لاؤ۔ جلد بتاؤ پیر مرد نے لاکھ چاہا کہ اصل حال بتائے اور جو پیغام لایا ہو وہ کہہ سُنائے مگر زبان گویا بالکل بند ہو گئی اور پریشانی و حیرانی دہ چند ہو گئی ؎

عجب دردے ست جانم را اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

س۔ دل کی لگی تجہی ہوئی ہو۔

ص۔ کیسی کچھ۔ خدا دشمن کو بھی اپنے یار آشنا سے جدا نکرے۔

س۔ ہم بھی یہ سب پاپڑ بیل چکے ہین۔ صدہا مصیبتین جھیل چکے ہین۔ ہائے میری! میری!! میری!!!

یہ کہکر سوار کی آنکھون سے بھی آنسو جاری ہوے حضرت پیر مرد بے اختیار مصروف گریہ و زاری ہوے عاشق و معشوق متحیر کہ یا خدا یہ ہو کیا رہا ہو معلوم ہوتا ہو اُسنے بھی کوئی صدمۂ عظیم سہا ہو۔ پیر مرد یعنی سوار خاموش تھا۔ از خود رفتہ و بیہوش تھا۔

س۔ (زبان حال سے) ؎

ولمین کچھ داغ تھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئے کیا یاد آیا

ص۔ ؎

دم آغاز جنون طوق گلوگیر ہوا
غل مچا بھی نہ پائے تھے کہ صیاد آیا

ہم۔ (زبان حال سے) ع آنکھ کُھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا

عاشق کی آنکھون کے نیچے تصویر غم پھر گئی آرزو کا خون ہو گیا۔ معشوق کو اس درجہ صدمہ پہونچا کہ مجنون ہو گیا تیر الم کلیجے کے وار پار ہوا۔ طائر دل شہباز محن کا شکار ہوا۔ ہائے ؎

ہاتھ آسمان کی نہ گردن مین حمائل دیکھا
حوصلہ تنگ تھا اسکو کشش دل دیکھا

س۔ (دوسرا چرٹ چلا کر) ہائے اگر مین اسوقت پیک فرخندہ فال ہوتا تو دونون عاشق و معشوق کا دامن گوہر مقصود سے مالا مال ہوتا ہائے اگر مین کوئی مژدہ طرب انگیز لاتا تو عاشق کا چہرہ بشاش ہو جاتا فرط شادی سے معشوق گلبدن جامے مین پھولے نہ سماتا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ میرا پیام باعث تفرقہ پردازی عاشق کے لئے وقت جانبازی ہو ؎

ص۔ کنارہ دریا پہونچکے پانی پیا نہین ایک بوند بھر
چڑھی ہو موجونکی جیسے تیوری حباب آنکھین دکھا رہے ہین

ونیشیا کلیجے کو دونون ہاتھون سے تھام کر اور ایک آہ سرد بھر کر تین چار بار اُٹھی مگر اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گئی۔ سچ ہو کہ ؎

پہلو سے یار کے اُٹھنے کو تو اُٹھے لیکن
اسطرح اُٹھے کہ گر پڑے آنسو کیطرح

اپیلٹن نے آہستہ سے اس نگار رنگین ادا و مہر لقا کے پیارے پیارے ہاتھون کو چوم کر اور جنون کی حالت مین جھوم جھوم کر زبان حال سے یون کہا ؎

نزع مین ہون مری بالین سے نہ اُٹھئے للہ
آپ کس وقت مین بندہ کو دغا دیتے ہین

س۔ اب استقلال کو کام مین لاؤ۔ واسطے خدا کے اسقدر نہ گھبراؤ معشوق کم سن ہو استے ولاسا دو۔ سمجھاؤ۔ نیک و بد کا خلاق زمانہ ہو۔ کبھی وصل کبھی مفارقت جانا نہ ہو دنیا کا یہی کارخانہ ہو

ص۔ (زبان حال سے) ؎

کون سنتا ہی تری عرض جنون میں ناصح　　خضر بھی آئیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں

ہائے ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ بزم طرب تھی اور معشوق زہرہ تمثال تھا اور حضرت صبا کا یہ شعر حسب حال تھا ؎

جناب یوسف اگر بزم دلستان دیکھیں　　جو خواب میں بھی نہ دیکھا ہو وہ سماں دیکھیں

عاشق و معشوق اپنے طالع فرخ پر اتراتے تھے - بوس و کنار سے لطف صحبت بڑھاتے تھے اور گویا کا یہ شعر زبان پر لاتے تھے ؎

وہ ہم نہیں چمنستان کی جو خزاں دیکھیں　　دکھائیگا ہمیں کیا رنگ آسمان دیکھیں

لیکن جہاں گل ہی وہاں خار ہی - جہاں خزانہ ہی وہاں مار ہی ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ بات بنگئی تھی شادی کی دلون مین ٹھن گئی تھی نظم

بندے کے لیے جو آفتین ہین　　اے عشق تری کرامتین ہین
دو دن کی حیات پر فلک سے　　کیا کیا شکوے شکایتین ہین
درد و غم و یاس و داغ حرمان　　اک دل ہی ہزار آفتین ہین

س - پیاری لڑکی اسوقت آفت و پریشانی کا بازار گرم ہی لیکن کہنا مانو اس بات کو بھلا دو میرا دل گواہی دیتا ہی کہ تمھارا اسپلیٹن تم سے جلد ملیگا -

ونیشیا دل ہی دل مین سوچنے لگی کہ اللہ اللہ اب اسوقت کی جدائی قضا ہو گئی کہ ٹالے نہ ٹلیگی - کیا اسپلیٹن ہم کو چھوڑ کر اور ہماری محبت سے منھ موڑ کر چل دینگے - سوچی کہ یہ بات محال ہی اسپلیٹن کی جدائی خواب و خیال ہی - ہماری جدائی کا صدمہ اسکو ایک پل نہ بھائیگا - ونیشیا کے بغیر دم بھر چین نہ آئیگا - مگر پھر خیال آیا کہ محبت سے ضرور درد و بار ہوتا ہی - اسپلیٹن کے وصل سے جلد ہاتھ دھونا ہی - فراق یار مین عمر بھر رونا ہی - بیٹھے بٹھائے مفت مین رسوا ہونا ہی س ۔ اسپلیٹن - اب صرف چند گھنٹے باقی ہین -

ونیشیا نے زور سے ایک نعرہ (ہائے) بلند کیا اور غش کی حالت طاری ہوئی -

سوار سوچا کہ ہائے اس کم سن اور بھولی اور ناتجربہ کار رئیس کے ننھے سے کلیجے پر اسوقت کیا جانے کیا گذری ہو گی - اسپلیٹن نے چاہا کہ اپنی پیاری ونیشیا کو مدد دے لخلخہ سونگھا کے ہوش مین لائے مگر وہ خود بیہوش دین و دنیا فراموش تھا ع

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

جب سوار تجربہ کار نے یہ کیفیت معشوق و حالت عاشق زار کی دیکھی تو تالاب سے اپنی لمبی ٹوپی مین پانی بھر لایا اور ونیشیا کے منھ اور سر پر آب سرد ٹپکایا - پھر دو تین بار گیا اور آبِ سلیج پانی لایا - اسکے بعد باغ کے دو تین درختون کی پتیون کو کہ بو باس مین عطر و گلاب سے بھی گو سے سبقت لیگئی تھین توڑا اور خوب زور سے ہتھیلی پر نچوڑا اسی کا لخلخہ بنایا اور اس نوش لب کو سونگھایا تو تھوڑی دیر مین ہوش آیا آنکھین کھولتے ہی تین بار اپنے محبوب رعنا کا نام لیا - اسپلیٹن - اسپلیٹن اسپلیٹن اسپلیٹن نے اسکا جواب آنکھوں ہی آنکھون مین دیا بولنے کا نام ہی نہ لیا گویا کے یہ اشعار حسب حال تھے ؎

وہ دن گئے کہ جو ہم سے کنار رہتے تھے　　دراعم اپنے ہی پہلو مین دو فرقت یار
جدھر کو جاؤن مجھے دیکھ کر کہتی ہے خلق　　ہی آمد آمد غم اور رود داغ صبر و قرار

س - (ونیشیا کے قدم پر ٹوپی رکھکر) ڈیر مس -

ہم - پیر مرد مجھے اسوقت معاف کرنا تمھاری آواز میرے دل پہ تیر اور میرے زخم جگر پر نمک اور میرے کلیجے پر نشتر کا کام کرتی ہی - مگر - اتنا مین ضرور جانتی ہوں کہ تم بے قصور ہو تم مجبور ہو - ہائے بیکسی و ہائے بیکسی ؎

پوچھتا ہی کیا ہمدم حال اس زندگانی کا　　جیتے جی ابھی جانا نام آتے ہی کہانی ہے

س۔ اسپلیٹن۔ اب صرف پونے چھ گھنٹے باقی ہین۔ ڈیڑھ
بس جو کچھ کہنا سننا ہو کہہ سن لو ہنسنا بولنا ہو ہنس بول لو ؎

آخر تو کھڑا ہو سر پہ صیاد خزان | دل کھول کے خوب چہچہالے بلبل

ص۔ جدائی کی گھڑی تو اب ٹل نہین سکتی لیکن مین نے
اپنے دل کو خوب مضبوط کر لیا ہو۔ اب تم صاف صاف بتاؤ
کہ ماجرا کیا ہو پیاری ونیشیا ذرا دل کو تم بھی مضبوط رکھو۔
ونیشیا نے کہا ہاے میرا دل خوگر راحت ہو۔ رنج آشنا
نہین غم کا قصہ مشکل ہو۔ کبھی سُنا نہین۔ یہ کہکر ونیشیا کا دل
ہاتھ سے جاتا رہا آنسوؤن کا تار بندھ گیا۔ ؎

دل پریشانی جاوید تمنا میکرد | با سر زلف پریشان تو سودا کردم

ص۔ (گلے مین ہاتھ ڈال کر) پیاری ذرا رونا موقوف
کرو۔

ھ۔ (زبان حال سے) ؎

تھمتے تھمتے تھمینگے آنسو | رونا ہو یہ کچھ ہنسی نہین ہو
بہ رخصت آہ ہم گرد دل شیدائی را | آتشے در زنم این گنبد مینائی را

س۔ اسپلیٹن۔ اب صرف ساڑھے پانچ ہی گھنٹے رہ گئے۔

ھ (چیخ کر) ہاے ؎

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را | نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

ص۔ پیر مرد اب تمکو جو کچھ کہنا ہو کہہ چلو۔

س۔ ہارس گارڈز مین آج مین بوتا گیا تھا۔ برطن کی
ایک نو آبادی سے بڑی سخت جنگ چھڑنے والی ہو۔ گو
مین بھی رخصت پر ہون۔ لیکن مجھے حکم ہوا ہے کہ فوراً اس
نو آبادی کیطرف کوچ کر دون۔ نشے کے باعث سے
مین نے تمھین اب تک نہین پہچانا تھا اور حیرت و
مسرت کے سبب سے تم مجھے نہ پہچان سکے۔ لیکن
اب مین تم کو بتاتا ہون کہ مین کرنل میکفرسن ہون تمھاری
رجمنٹ کا کرنل۔

ص۔ اخّاہ۔ کرنل میکفرسن! اب پہچانا۔

س۔ مجھے حکم ہوا ہو کہ تمکو بھی ساتھ لیتا جاؤن۔

ص۔ کب۔

س۔ اسی دم۔

ص۔ اُف ابھی ابھی؟

س۔ ہان اور کیا۔ صبح تڑکے گجر دم جہاز روانہ ہوگا۔
اب کوئی ایک کا عمل ہے۔

ص۔ واے ناکامی پانچ ہی گھنٹے باقی ہین۔

س۔ انھین پانچ گھنٹے مین جو کچھ تیاری کرنی ہو کر لو۔

ص۔ این! بس!!! افسوس!!!۔

ھ۔ ہاے کیا ناکامی و نامرادی ہو۔

کرنل نے پھر کہا کہ اسپلیٹن جو کچھ تیاری کرنی ہو انھین
پانچ گھنٹون مین کر لو مگر مردانہ وار کارروائی کرو۔ اسپلیٹن
کی گردن مین ونیشیا کا دست رنگین تھا۔ اور سینہ پاش
پاش نہایت ہی حزین تھا نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن۔
آخر کار جی کڑا کر کے اسپلیٹن نے کہا کہ مین اسی دم مستعد ہون
ابھی ابھی چلیے۔

ھ۔ ہا۔ آف۔ س۔ ہین۔ یہ چھوڑ کے۔

راوی۔ حضرات ناظرین ستم کا سامنا ہو۔ ونیشیا نے
لاکھ کلیجے پر پتھر رکھ لیا مگر اشکون کا دریا امنڈ امنڈ کر
آتا تھا۔

جب اسکے معشوق رعنا جوان بلند بالا نے کہا کہ مین
مستعد ہون ابھی چلیے تو ونیشیا نے بڑی جرأت کر کے روتے

روتے کچھ کہا جو پیر مرد اور اپیلیٹن دونون کی سمجھ مین
خاک نہ آیا۔ وجہ یہ کہ ہچکیان لیتی اور سسکیان بھرتی جاتی
تھی پوری بات مُنھ سے نہین نکلتی تھی۔ ہا۔ اُف۔ بس
نہین۔ یہ۔ چھو۔ سکے۔
اتنا تو سنائی دیا باقی غتربود مطلب ونیشیا کا یہ تھا۔
(ہائے افسوس۔ ہمین یہین چھوڑ کے) یعنے تم جو کہتے ہو کہ چلو
ہم چلنے کے لیئے ابھی مستعد ہین۔ تو کیا ہمین یہین چھوڑ کے
چل دوگے ہاے ستم ؎

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

ص۔ (گلے لگا کر) ایسی باتین نہ کرو کہ ہماری سپہ گری مین
فرق آجائے۔ (بوسہ لیکر) پیاری ونیشیا۔
ونیشیا نے فرط بیقراری اور گریہ و زاری کی حالت مین
اپنے محبوب کمسن ہرسکے زانو پر سر رکھدیا اور خوب پھوٹ
پھوٹ کر رویا زار زار روئی کہ اپیلیٹن کی آستین تر کردی ؎

فلک بہ گریہ درآید ز اشکباری من
زمین بلرزہ درآید ز بیقراری من

ونیشیا نے معشوق زہرہ تمثال کے زانو سے سر ہٹایا اور
آنسوؤن کو رومال سے پونچھ کر جبین مبین کے آہستہ آہستہ بوسے
لیئے۔ پیر مرد ایک درخت کے سایہ مین چروٹ پی رہے تھے انھون
نے ایکی بآواز بلند کہا کہ اپیلیٹن اب کوچ کا وقت آگیا۔
بس جو کہنا سننا ہو کہہ سن لو۔ اور چلو اپیلیٹن نے بت رنگین ادا
کو بدقت تمام ساتھ لیا اور چل کھڑا ہوا۔ کرنل صاحب پیچھے پیچھے
ھ۔ اب خدا جانے ملنا ہو یا نہو۔
ص۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔
ھ۔ ہاے ہاے تم جنگ پہ جاتے ہو۔ یا ہمین قتل کیئے جاتے ہو۔
ص۔ (بوسہ لیکر) صبر۔ صبر۔ صبر۔ صبر۔
ھ۔ ہاے صبر نہ کرتی تو اسوقت چل بھی سکتی۔ مگر ایک
ایک قدم ایک ایک منزل ہے۔
ص۔ آہ۔ آہ۔ آہ۔ اُف۔
ھ۔ (رخسار تابان چوم کر) نہ جاؤ تو کیسا۔
ص۔ ارے غضب! انگلشمین نہین اگر نہ جاؤن۔
ھ۔ ہان ہے تو ایسا ہی مگر مین اسوقت جو کہون میری خطا معاف کرنا
ص۔ اُف کیا غضب کی بات کہی۔ خطا! ٹھنڈی سانسین
بھرکے خطا!!!۔
ھ۔ دیکھو اپیلیٹن ڈیر نوکری انسان اسی لئے کرتا ہے کہ
بھوکون نہ مرے۔ اسکی تمھین پروا نہین۔ تم خود امیر کے لڑکے
نہ سہی مگر میری دولت کسکے لئے ہے۔ تم سے بڑھکر کوئی ہے اور اگر
تمکو ایسا ہی خیال ہے تو لائق فائق تربیت یافتہ آدمی ہو اخبار ولتا
کے لئے مضمون لکھکر تنخواہ سے زیادہ پاسکتے ہو پھر کیون جاؤ۔
ص۔ نہین نہین قضا چاہے ٹل ہی جائے مگر جانا نہین ٹل سکتا
انگلشمین اور لفٹنٹ ہوکر جنگ کے نام سے بھاگون کیا مجال ہے
اور پیاری صیغہ ملیٹری کے قواعد اور قوانین بھی تو سخت ہین
نہ جاؤن تو گرفتار ہو جاؤن کورٹ مارشل ہو جسین اخبار
کو کھولو جبن میگزین کو پڑھو میری بزدلی اور جبنیت کا حال
ضرور دیکھو نامہ نگار مضمونون کا تار باندھ دین اور پھر مین بس
لائق نہ رہون کہ کسی کو انگلستان مین صورت دکھاؤن۔
ھ۔ اب آس کی کمر بالکل ٹوٹ گئی ؎

لگائے ٹوٹ گھڑی ہے نامرادی	تمنا سے دلی نکلے کدھر سے

جسوقت باغ سے باہر ہوے اندھیرا سا آنکھون کے تلے
چھایا۔ قدم قدم پر آگو ہم یاس و نومیدی کو ساتھ پایا شاعر عزا

و سخندان بے ہمتا رسالدار فقیر محمد خان گویا کی یہ غزل بالکل حسب حال ہے۔ لہذا اعوالہ قلم ترود مآل ہوتی ہے ؎

ہر ایک گلشن عالم مین مو پریشان ہی — چمن مین سنبل گرزلف سوگواران ہی
ہر ایک شاخ اُٹھائے ہو ہاتھ ماتم مین — ہر ایک نخل پہ بلبل بھی نوحہ خوان ہی
کلی جو چٹکی تو آواز آئی نالون کی — چمن تمام یہ لبریز سوز و افغان ہی
اُڑا رہی ہو صبا خاک صحن گلشن مین — گلو نکا چاک گریبان ہی ٹکڑے دامان ہی
چمن مین بیٹھے ہو سوسن بھی ماتمی پوشاک — برنگ دیدۂ تر نرگس آج گریان ہی

جسطرح جان تن سے نکلتی ہو اسطرح یہ دونون چمن سے نکلے

ص۔ انکو کوٹھی پر پہونچاتا ہون اور مین اپنے گھر سے ابھی ابھی تیار ہو کر آتا ہون۔

س۔ اتنی دیر۔

م۔ اتنے تھوڑے عرصے مین بھی تم مجھ سے جدا ہونا چاہتے ہو۔

ص۔ مگر یہ آجکل کوئی نہین ہو سب دیہات گئے ہین یارون دوستون سے ملنے کا وقت نہین۔ بس اسباب لیا اور ابھی ابھی آیا اسی دم۔

م۔ اُف کیا ازغیب کا تھپیڑا آیا۔ کیسے ہنس بول رہے تھے کہان وہ تیاریان تھین کہان اب جدائی کی گھڑی آئی

راوی۔ ؎

دیروز سے بگلاب نگہ دیدم — فرخندہ کلے بر سر آتش بدیدم
گفتم کہ چہ کردی کہ ترا می سوزند — آہستہ کہ درین باغ دمی خندیدم

س۔ اُف او وہ اب تو تڑکا ہو چلا۔

م۔ (آہستہ سے) اس بڈھے نے تو اور بھی ہاتھ پاؤن پھیلا دیے۔

ص۔ اچھا لیٹن۔ قدم تیز اُٹھاؤ۔

ص۔ جہاز کس وقت روانہ ہوگا۔

س۔ تڑکے گجر دم۔

ص۔ اوہ تو ابھی عرصہ ہو۔ مین گھوڑے پر سوار رہوا اور چلا۔

عاشق خستہ حال و جگر فگار نے اپنی معشوقۂ طرحدار ادا اور بیرمرد سلیقہ شعار کو مس ونیشیا کی کوٹھی سبز رنگ غیرت نگارخانۂ ارژنگ پر چھوڑا اور رنج والم سے بمقتضاے مجبوری و مصلحت تھوڑی دیر کے لئے منہ موڑا۔ طرارے بھرتا تیز قدم دھرتا گھر مین داخل ہو کر آدمی کو آواز دی۔ اندر سے خادمہ آئی۔ اسکو حکم حاکم مرگ مفاجات کی خبر سنائی۔ سنتے ہی خادمہ باتمیز دہرول عزیز آنکھون مین آنسو بھر لائی۔ مگر آقا کے حکم سے طاقت انکار نہ تھی۔ گنجائش اصرار نہ تھی آبدیدہ ہو کر خدمتگار کو جگایا۔ اسباب بندھوایا۔ فرس تندخو پر کاٹھی کس گئے مین ل آدمیون سے رخصت ہو کر اور رو رو کر روانہ ہوا۔ عازم کوے جانانہ ہوا۔ اثناے راہ مین رہوار صبا رفتار کو تیز کیا۔ عجلت کے سبب سے قدم قدم پر تیز کیا۔ کبھی مہمیز کا اشارہ بتایا کبھی کوڑا جمایا۔ گھوڑا نازک مزاج تاب کہان کہ کوڑا کھاے ع

تپا ہوا اور سپٹے ہو آیا

جب دو رستے ٹاپون کی آواز آئی تو بیرمرد یعنے کرنل میکفرسن نے بادیدۂ پرنم کہا لو ونیشیا افسوس جدائی کی گھڑی نے مجسم صورت دکھائی۔ ونیشیا بیچاری فلک کی ستائی عین حالت آشفتگی و بینوائی مین بجانا سے پر مردہ تھی جنون کے مارے تنگی عیش تھی تمام عالم انکی نظر مین تیرہ و تار تھا۔ طائر دل صید تیر ادبار تھا۔ انشا ؎

دل ستم زدہ بیتابیون نے لوٹ لیا — ہمارے قبلہ کو وہابیون نے لوٹ لیا

اپلیٹن کی خشگی وردی اسوقت چاندنی رات مین جگمگاتی تھی جرأت بلا کین لیتی تھی۔ بسالت صدقے ہوتی جاتی تھی۔ سمند وغا پسند سے اُتر کر اُس سکین و بے بس نے اپنی پیاری ونیشیا کو بیتابانہ گلے لگایا۔ اور دلاسا دیکے سمجھایا۔ ادھر صبر و استقلال کی فہمایش تھی ادھر حزن و ملال کی افزایش تھی۔ عاشق بحر حسرت مین غوطہ زن معشوق نخچیر تیر حزن و محن ادھر چشم خونچکان۔ اُدھر سینہ بریان۔ اِدھر دیدۂ مطروح۔ اُدھر سینہ مجروح۔ صبا۔

| ہمکو تو ملکے حسینون سے بڑے رنج ہوے |
| خوش رہا کرتے تھے پریون مین سلیمان کیونکر |

ہاے اگر ایک گلبدن سے آنکھ نہ لڑتی تو علتین سیر چمن مین اوس کیون پڑتی۔

س۔ بھائی اپلیٹن یہ فقط تمھاری ناتجربہ کاری اور جھوٹا وہم و گمان ہو کہ جدائی کے نام سے اس درجہ خفقان ہو اگر خواستہ خدا ہو تو گل و بلبل کا پھر وصال ہوگا عاشق و معشوق کا دامن گوہر آرزو سے پھر مالا مال ہوگا۔ صبا۔

| بہار آئے الہی وہی سمان پھر ہو | پھر ایک جا گل و بلبل کو باغبان دیکھین |

ص۔ میری جان سے زیادہ پیاری ونیشیا۔ خدارا اسوقت لب لعل شکر خا سے ایک بوسہ تو لے لو۔ ونیشیا اسوقت دل پھٹا جاتا ہو۔ ونیشیا پیاری ونیشیا ہاے کلیجہ مُنہ کو آتا ہو۔ خُدا کے لیئے رخصت کیوقت ذرا تو بولو۔ اُف جان جان۔

ونیشیا بیچاری بڑی دقت سے کچھ کہنے کو تھی کہ اتنے مین کرنل نے غل مچا کر کہا کہ۔ اپلیٹن۔ تم اپنی ڈیوٹی (فرض) کو ذرا عزیز نہین رکھتے۔ اور اگر اب تم نے چلنے مین توقف کیا تو تمھاری وہی سزا ہوگی جو مورچے سے بھاگ جانے اور دشمن کو پیٹھ دکھانے والے سپاہی کی سزا ہوتی ہو مین بحیثیت کرنل سکیفرسن حکم دیتا ہون کہ گھوڑے کی پیٹھ پر آؤ اور رکیٹ ڈرا کو۔

اپلیٹن نے ونیشیا کو آخری مرتبہ پھر پیار کیا اور رو رو کر کہا کہ پیاری اگر ہنگام رخصت مجھپر احسان کرنا ہو تو ایک بوسہ لے لو اُس خستہ حزین ستم رسیدہ و غمگین نے بمجبوری بوسہ لیا۔ ہنوز رخسار عاشق زار پر معشوق جگر فگار کے لب شیرین کی تری بدستور تھی کہ اپلیٹن پھرتی کے ساتھ پشت توسن آہو شکار پر اُچک گئے۔ اور (الوداع ونی) کی آواز ونیشیا کے کان مین آئی تھی کہ گلگون خوش خرام و تیزگام ہوا ہو گیا۔ اپلیٹن نے چلتے وقت غل مچا کر کہا کہ الوداع ونیشیا۔ مگر گھوڑا اس چستی و چالاکی سے سرپٹ بھاگا کہ صرف (الوداع ونی) تو اس غمزدہ و خستہ نے سُنا مگر اپنا پورا نام ونی شیا اپنے عاشق کی زبان سے نہ سُن سکی حسرت ہی رہ گئی کہ (ونی) کے بعد (شیا) کا لفظ بھی سن لیتی۔ مگر دل کی دل ہی مین رہی جبتک گھوڑے کی ٹاپونکی آواز کان میں آئی تب تک وہ دل شکستہ خوب روئی اور چلائی مگر جب آواز غائب ہو گئی تو ونیشیا کو ہر سمت بھیانک بھیانک کالی کالی بھیب صورتین نظر آنے لگین۔ اور واہمے نے وہ رنگ جمایا کہ وہ کل فرضی صورتین اس کمسن اور ناتجربہ کار دل فگار کو ڈرانے لگین کبھی واہمے نے بے سر اور بے دُم کا گھوڑا چلتا پھرتا دکھایا کبھی انسان کے دھڑ پر گدھے کا سر نظر آیا ایکدفعہ دیکھا کہ ہاتھی درخت پر بیٹھا ہو۔ بتا کھڑکا اور بندہ سرکا۔ یہ مثل حسب حال تھی زندگی وبال تھی۔ ایک تو یار آشنا کی مفارقت کا غم دوسرے سترہ اٹھارہ برس کا سن تجربہ بھی کم تیسرے تنہائی اور شب تیرہ و تار چاندنی غائب۔ اندھیرا نمودار۔ امیر کی صاحبزادی خوگر راحت و شادی

ناز و نعم کی پرورده صد ہا آدمیون مین رہنے سہنے کی عادی عشق کی پہلی ہی منزل۔ ننھا سا کلیجا۔ دل صید آفات مشکل۔ سے

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آسان نمود اول و لے افتاد مشکلہا

رنج جدائی اور خوف تنہائی اور شب دیجور اور قلق موفور سے غشی کی حالت طاری ہوئی۔ بیخودی و ازخود رفتگی کی گرم بازاری ہوئی۔ مثل تصویر خاموش قوت سامعہ سے کچھ دیر کے لیئے بے بہرہ پنبہ در گوش اتنے مین حسن اتفاق سے ایک باورچی جو حسب ضرورت کسی گانون کو گیا تھا کھٹ بٹ کرتا ایک ٹٹو پر آتا تھا احاطہ کوٹھی کے پاس آیا تو دیکھا کہ درخت کے سایے مین کوئی کھڑا ہوا ہو عین پھاٹک پر ڈھئی دیے اڑا ہوا ہو۔ پہلے شک ہوا کہ صرف مغالطۂ نظر ہو۔ انسان نہین فقط واہمے کا اثر ہے۔ لیکن قریب آیا تو شک کا فور اور مغالطۂ نظر کا احتمال دور ہوگیا خوب غور کرکے دیکھا تو خوف نے ٹٹولیا۔ ڈرتے ڈرتے ایک مرتبہ چلا اٹھا کہ تو کون ہو اس آواز نے بیچاری ونیشیا کو چونکا دیا بھیانک بھیانک صورتین تو آنکھون کے تلے پھر ہی رہی تھین سمجھی کہ کسی بھوت پریت نے مجسم صورت دکھائی۔ غضب ہوگیا شامت آئی۔ زور سے چیخ کر گری تو بیہوش۔ دین و دنیا فراموش۔ چیخنے کی آواز سے باورچی نے بھانپ لیا کہ مِس ونیشیا ہو۔ اتنے مین کوٹھی کے حوالی موالی نے باہم کہا کہ یہ عجیب سانحہ ہوش رُبا ہو۔ کہ پھاٹک کے قریب کسی نے اسوقت غل مچایا اور اِس زور سے چلایا کہ

سامعین کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے دس پانچ آدمی بتیان روشن کرکے چلے کہ دیکھین کیا ماجرا ہے۔ انسان ہو یا چھلاوا ہو باورچی نے آواز دی کہ جلد آؤ خدا کے لیے دیر نہ لگاؤ ورنہ ناکامی ہوگی۔ اور صبح کو انتہا کی بدنامی ہوگی۔ لوگون نے لمبے لمبے ڈگ بڑھائے اور قریب آسکے تو دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہو اور سامنے ٹٹو ہی کھڑی ہو باورچی۔ غور کرکے دیکھو کہ یہ کون ہو۔ آواز تو مِس ونیشیا کی سی تھی

ایک آدمی۔ (روشنی قریب لیجا کر) ارے۔

دوسرا آدمی۔ این! ارے یہ ماجرا کیا ہو۔ یہ تو ہماری آقا زادی مِس ونیشیا ہو۔

تیسرا آدمی۔ دیکھیے کیا ہوا اٹھاؤ غش مین ہو لخلخہ سونگھاؤ

چوتھا آدمی۔ (رو رو کر) کیسا غش اور کیسی بیہوشی یہان یہان کا کام ہی تمام ہو۔ اس خاندان کی بقا کا پیمانہ لبریز ہوگیا مِس ونیشیا آفتاب لب بام ہو۔ نبض چھوٹ گئی۔ ہماری آرزو کی کمر ٹوٹ گئی۔

سب نے دل کر دیکھا تو ہاتھ پاؤن مثل یخ سرد تھے۔ سب اعضا و جوارح آلودہ خاک و گرد تھے۔ سمجھے کہ سانحۂ غمگین ہو ہائے دم واپسین ہو۔ نوکرون چاکرون نے ایسا کہرام مچایا کہ مِس ونیشیا کی چچی کو خواب ناز سے جگایا۔ آنکھ کھلتے ہی ماتم کی آواز کان مین آئی تو خود بھی بے سمجھے بوجھے خوب رو لی بیٹی۔ پیش خدمتون نے روتے روتے کہا کہ حضور ادھر تو آئین جلد جلد قدم اٹھائین۔ مِس ونیشیا کو دم واپسین ہچکی لگی جاتی ہے۔ اس فقرہ ہوش رُبا کا سُننا تھا کہ اُس خاتون عصمت مآب نے نعرہ بلند کیا پیش خدمتون نے ہاتھ مین ہاتھ دیا۔

خاتون۔ (خا) یعنی مِس ونیشیا کی چچی۔ ارے لوگو

بتاؤ تو ماجرا کیا ہی۔ پیاری ونیشیا کس مصیبت مین مبتلا ہی۔ پیشخدمت حضور ابھی ابھی اس مسہری پر بیٹھے مل کر لیٹا یا ہی۔ جانے کیا ازغیب کا تھپیڑا کھایا ہی ہوش ہی نہ حواس ہی۔ بس اب تو ہجوم نومیدی و یاس ہی۔

خاتون ثریا جاہ و خرد آگاہ نے بکمال استقلال ونیشیا کی پیشانی اور سینۂ نورانی اور نبض پر ہاتھ رکھکر کہا کہ گھبرانے کی بات نہین صبر کو ہاتھ سے نہ دو لخلخہ سونگھاؤ اور معًا ڈاکٹر کو بلاؤ۔

خدام باادب حکم پاتے ہی ہتا ہوے ڈاکٹر کو جگایا۔ سارا حال کہ سنایا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوٹھی کے احاطے مین ایک فٹن گھڑگھڑاتی ہوئی آئی۔ لوگون نے غل مچایا کہ ڈاکٹر کی سواری آئی۔ خاتون بالغ خرد نے کشادہ پیشانی ڈاکٹر سے ہاتھ ملایا۔ اور ونیشیا کے قریب لیجاکر بٹھایا۔ ڈاکٹر نے کل کیفیت معاینہ کرکے کہا کہ مفصل حال بتاؤ۔ اور رائحہ روح افزا برابر سونگھاتے جاؤ۔

خا۔ (علیحدہ لیجاکر) مفصل کیفیت تو مجھے خود بھی نہین معلوم لیکن اسقدر جانتی ہون کہ لفٹنٹ اپلیٹن نام ایک خوبرو اور عنبرین موجوان رعنا ہی۔ کشیدہ قامت قمر طلعت اور بلند بالا ہی۔ ام اسکے اور رنگلر ہے۔ مجمع علم و ہنر ہی۔ شاعری اور نکتہ پردازی مین طاق۔ نثاری اور جادوطرازی مین شہرۂ آفاق۔ سائنس مین بھی پایۂ گاہ حاصل ہی عالم و فاضل اور مرد کامل ہی۔ وہ ونیشیا کے ہان اکثر آیا جایا کرتا ہی اور قیاس سے کہتی ہون کہ اسکے عشق کا دم بھرتا ہی۔ اسکا بھی اسیر دل آیا ہی اور کیون نہ آئے ایک جری اور ذی لیاقت جوان فوجی افسر پایا ہی۔ میری بھی خواہش ہی کہ ونیشیا کا اسی کے ساتھ بیاہ ہو اور اس کے والدین بھی تہ دل سے چاہتے ہین کہ ان دونون مین نکاح ہو۔ آج حسب معمول سر شام ہوا کھانے گئی مگر خلاف معمول دیر کرکے آئی مین سوتی تھی کہ لوگون نے جگایا اور ونیشیا کا حال بتایا۔ دیکھا تو ہاتھ پاؤن سرد اور آغشتۂ خاک گرد ہین۔ خدا جانے یہ کیا ماجرا ہی۔ مگر کوئی نیا گل ضرور کھلا ہی۔

ڈاکٹر نے مس ونیشیا کا سارا حال بغور سنا۔ اور خاتون عفت مآب سے کہا کہ آپ کے استقلال سے مین خوش ہوا۔

ڈاکٹر۔ خدام سے پوچھیے کہ کس حیثیت مین سب سے پہلے دیکھا تھا۔

خا۔ پھاٹک کے پاس چپ چاپ کھڑی تھی باورچی گنوار آدمی سمجھا کہ بھوت پریت ہی۔ غل مچایا۔ تو ونیشیا ڈر سے چیخی اور بیہوش ہو گئی۔

ڈاکٹر۔ لفٹنٹ اپلیٹن کو بلاؤ۔

خاتون معمر نے کہ از بس مستقل مزاج و زن پاک و پارسا تھی آدمیون کو حکم دیا کہ ڈاکٹر صاحب کی فٹن پر اپلیٹن کو بلا لاؤ اور ابھی ابھی لاؤ۔ کہنا کہ گاڑی دروازے پر کھڑی ہی چلو تمھاری ونیشیا بیہوش پڑی ہے۔

فٹن واپس آئی تو اپلیٹن ندارد۔ ایک خادمہ آئی اور جھک کر اشارے سے آداب بجا لائی۔

خا۔ تمھارے آقا کہان ہین۔

خادمہ۔ میم صاحب وہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی آئے تھے اور دم کے دم ٹھہر کر گھوڑے پر سوار ہوے اور کچھ اسباب لے کر چلے گئے۔ ہم سے کہ گئے ہیں کہ کہین جنگ ہونیوالی ہی۔ اُن کے نام حکم آیا تھا کہ مثا فوج میں شریک ہوکر میدان جنگ مین جائین جہاز اب تھوڑی دیر مین

ڈاکٹر۔ بس وجہ معلوم ہو گئی۔ گھبرانے کا مقام نہین۔
ڈاکٹر نے خاتون عفت مآب کو دلاسا دیا اور ایک آدمی کو بھیجکر ڈاکٹر خانے سے دوا منگائی۔ وَنیشیا کو پلائی اور کچھ پیشانی اور سر پر لگائی دس منٹ مین وَنیشیا نے آنکھ کھولی تو چچی بولی کہ پیاری وَنیشیا طبیعت کا کیا حال ہی۔ اُس نوعروس خستہ جگر نے بصد نزاکت چچی کا ہاتھ اپنے پیارے ہاتھون مین لے کر کہا کہ چچی جان انتہا کا حزن و ملال ہی۔ حتی کہ جینے سے بیزار ہون زندگی وبال ہی رنج و غم نے مجھے بھیانک بھیانک صورتین دکھائین کبھی پریت سوجھے۔ کبھی چڑیلین نظر آئین۔ ایک رنج تنہائی کا کیا کم تھا کہ اُسپر یہ اور طرہ ہوا ؎

	سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے	
	اور جو کا دیا جلا دنے جاتے جاتے	

قلب بے اختیار ہی۔ دل سخت مصیبت سے دوچار ہی ؎

	ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	
	پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی	

ادھر کا قصہ تو یہان چھوڑا۔ اب ایلیٹن کا حال سنیے معشوقہ زرین کمر اور دلدار دلبر کے لعل نوشین کا بوسہ پاکر اور شبدیز سبک خیز کی باگ اُٹھا کر چلے تو ایک ایک قدم پر یہ سوچتے اور شور و شیون دل تھا اور رنج و محن۔ کبھی سوچتے تھے کہ ہائے وقت رخصت اپنی کہی نہ اُسکی سُنی پیاری وَنیشیا نے اسیسے ہجوم یاس و ناامیدی کیوقت بھی ہمارا کہنا مانا ہمارے التماس عجز اساس کو قبول فرمایا اور لب لعل شکر خا سے بوسہ لیا اور سینہ اشک ورجہ طوطا چشمی کی کہ اپنے ہتہ اوسمین سپہ بلا اجازت آ گئے اور گھوڑے کو کڑا کڑا دیا۔

داہنی جانب کرنیل میکفرسن صاحب کا کمیت خوش خرام و تیز گام طرارے بھرتا جاتا تھا۔ بائین طرف عاشق زار افسردہ دل و جگر فگار لفٹننٹ ایلیٹن کا شبدیز سبک خیز اٹکھیلیان کرتا جاتا تھا۔ دونون تندخو گھوڑونکی ٹاپو سے جنگل گونجنے لگا اور آواز بازگشت نے گویا ٹاپ زیانہ کا کام کیا جسقدر ٹاپونکی آواز بلند ہوتی تھی اُسیقدر اُنکی سرعت و تیزی دوچند ہوتی تھی۔ کرنیل برانڈی کے نشہ مین چور سیہ مست و مخمور تھا۔ مگر ایلیٹن بیچارہ مصیبت کا مارا دلفگار و رنجور تھا لیکن بندگی سرکار کی فوج کا لفٹننٹ اگر کسی زن جادو نگاہ غیرت مہر و ماہ کے عشق کا اسدرجہ دم بھرے کہ مورچے پر جانے سے انکار کرے تو لوگ تالیان بجائین۔ وقائع نگار رخاکہ ڈرائین ناچار بھر درویش بر جان درویش معشوق سے اجازت بھی پائی مگر گھوڑے کی باگ اُٹھائی گو فرس آہو شکار پر سوار تھا مگر دل مصروف طرف کوے یار تھا۔ صبا ؎

	آدم سے باغ خلد چھٹا ہم سے کوے یار	
	وہ ابتدا سے رنج تھی یہ انتہاے رنج	

دو کوس تک دونون سوار چپ چاپ گھوڑے کڑکڑاتے چلے جاتے تھے اور گلگون تیز طبیعت ہوا کو شرماتے تھے اُسکے بعد کرنل میکفرسن قدم قدم جانے لگے اور اپنے ساتھی سے یون اظہار ہمدردی فرمانے لگے۔

س۔ ایلیٹن۔ اب وقت پر پہونچ جائینگے۔

ص۔ ہان!۔

س۔ انگلستان کے ساتھ ہمدردی کا یہی موقع ہو جان جائے مگر بات نہ جائے۔ عزت و عظمت مین ذرا فرق نہ آنے پائے۔ آمین۔

حاضر ہین ہم جو معرکۂ کارزار ہو | مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

انگلستان کے اقبال کی یہی کافی دلیل ہے کہ ہم لوگ پیادے سے لیکر تا بہ جنرل جنگ پر جانا اور اپنے وطن کے نام پر سر کٹانا بڑی معراج سمجھتے ہین جب تو ہمنے نپولین کو نیچا دکھایا اور جنگ بحری مین ہسپانیہ کے مشہور مشہور جنرلون نے اپنے ملک کا نام ڈبایا ؎

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

انگلستان! - پیارا انگلستان!!

ص - صحیح -

س - تم مورچے پر چلنے سے اسوقت خوش ہو یا نہین -

ص - ہان

س - تلوار کے منہہ مرنے اور توپ کا گولا کھا کر جان دینے اور میدان کارزار مین زمین پر ٹھنڈے ہو جانے سے بڑھ کر سپاہی کو کوئی خوشی نہین ہے -

ص - بجا -

س - تم اسوقت خوش نہین نظر آتے اسکا کیا باعث ہے - یہ تو وہ وقت ہے کہ سپاہی اور پیادہ اور کرنل اور جنرل سب کے سب خوش خوش مورچے پر جاتے ہین اور مناتے ہین کہ یا الٰہی فتح ہو -

ص - اسوقت میرا دل بھر آیا - اور آنکھین پُرنم ہو گئین -

س - سنو ابھی تم صاحبزادے ہو - اتفاقات کی اور بات ہے ورنہ تمھین ابھی ظاہر اسباب بہت دن جینا ہے اگر فوج مین عزت اور نام نیک چاہتے ہو تو ان خیالات کو دل سے نکالو - بات مانو - اب جنگ کا خیال کرو عشق و حسن کا جھگڑا بس ختم ہو گیا - اور فوجی آدمیون کو تو غم اپنے قریب آنے ہی نہ دینا چاہیے - ایک ذرا سی گولی مین وارا نیارا ہے - آج مرے کل دوسرا دن - گویا پیدا ہی نہین ہوے تھے صرف میدان جنگ اور رن کی زمین سے انھین سروکار ہے -

ص - کرنل مجھے صرف یہ خیال ہے کہ مین نے مس دنیشیا کو چلتے وقت کیون مجبور کیا کہ بوسہ لے - اُسنے تو اپنی حالت حُزن و ملال مین میرا کہنا مانا اور مین نے اس درجہ بے تمیزی کی کہ اجازت تک نہ لی اور روانہ ہو گیا اُف - کرنل خیال میرے دل کے ساتھ وہ کرتا ہے جو کفر ایمان کے ساتھ اور دوست جان کے ساتھ - اسے اس دل کو کون سمجھاوے - صبا ؎

تو نہ ہوتا تو نہ دنیا مین کوئی غم ہوتا
کیون عدم سے مجھے ساتھ اپنے دل شیدا لائے

س - اگر دل کو مضبوط نہ رکھوگے تو ہم سمجھینگے کہ تم فوج کے قابل نہین ہو یہان دنیشیا کہان وہ یہان تھی وہان تھی - یہان تو ہر دم کانون مین گولے کی آواز آنی چاہیے اور زبان سے بزن بزن نکلنا چاہیے -

ص - ہمین تو دنیشیا کی صورت ہر برگ و بار اور در و دیوار سے نظر آتی ہے - بقول شاعر ؎

اتنی تو دید عشق کی تاثیر دیکھتے | جس سمت دیکھتے تری تصویر دیکھتے

س - اسوقت کارزار کا خیال ضرور چاہیے - اب ملال کیسے کیا ہوتا ہے زندگی ہے تو مس دنیشیا مسز ایلیٹن ضرور کہلائینگی -

الغرض ادھر دنیشیا اُدھر عاشق شیدا کا عجب حال تھا جینا وبال تھا لفٹنٹ ایلیٹن میدان جنگ سے بخیر و عافیت واپس آئے تو سُنا مس دنیشیا اپنے باپ کے ساتھ ہندوستان گئی ہین غنچۂ دل نسیم طرب کے جھونکے سے کھل گیا ایسے خوش ہوے

کہ گویا قارون کا خزانہ ملگیا۔ عاشق کی آرزو سے دلی بر آئی معشوق نے منھ مانگی مراد پائی۔ ہندوستان مین آئے تو خوشی کے شادیانے بجائے مس ونیشیا واقعی مسز اپیلٹن ہوئین سہ

جس طرح اُنھین بہم ملایا	بچھڑے ہوئے سب ملین خدایا

راوی نے یہ روایت عمداً نذر ناظرین کی تاکہ مس ونیشیا کا حال سمجھ مین آئے اور اپیلٹن کے نام سے اجنبیت نہ پائی جائے۔

اُس بت شیرین حرکات مجموعۂ صفات کائنات یعنی مس ونیشیا نے جو میان آزاد کو ناکام و نامراد پایا۔ تو اپنے پیارے شوہر سے بصد ناز یون فرمایا۔

م۔ چارلی۔ پیارے اس جنٹلمین سے کیونکر پوچھین کہ آہ سرد اور دل پُر درد کا سبب کیا ہے۔ بتاؤ۔

ص۔ پیاری تم او۔ لیے ایسے آدمیون کو جنٹلمین کیون کہتی ہو یہ تو (نگر) یعنے (کالا آدمی) ہے۔

م۔ دیکھو تمنے پھر وہی چھیڑ خانی کی۔

ص۔ تو پھر تم ہمارے چڑھانے کے لیے کالے آدمیون کو جنٹلمین کیون کہتی ہو۔

م۔ کالا آدمی تو ہم حبشی کو کہتے ہین یہ تو گورا چٹا خوبصورت آدمی ہے۔

ص۔ تو خوبصورت ہونے سے جنٹلمین بن جاتا ہے۔ واہ جنٹلمین کی اچھی تعریف کی۔ انگلستان کے سپاہی سب سُرخ سفید ہوتے ہین تو کیا اس سے وہ سب کے سب جنٹلمین ہوگئے

م۔ تم تو اپنی ہی دلیل سے آپ قائل ہوگئے تمھارے کلام سے ہی ثابت ہوا کہ جنٹلمین گورے چمڑے سے انسان نہین ہوتا۔ پھر کیا فرض ہے کہ تم سب تو جنٹلمین ہو اور اس ملک کے باشندے نگر ہی کہلائین واہ اچھا انصاف ہے نگر انگر انگر کیا معنے۔

میان آزاد ونیشیا اور اپیلٹن کی ملاقات

اتنے مین جہاز کے ایک کونے سے آواز آئی کہ داد گیدی کی ہوئی قرولی نہوا تمنچہ۔ ورنہ لاش پھڑکتی ہوتی اسوقت میان آزاد سمجھ گئے کہ حضرت خواجہ بدیع صاحب کو دورے شیطان نے اُنگلی دکھائی۔ جنت سر پر سوار ہوئی قرولی یاد آئی ڈرے کہ ایسا نہو کسی یورپین سے لڑ پڑین۔ افیم کی ترنگ مین بیوجہ جھگڑ پڑین۔ قریب جاکر پوچھا کہ کس پر بگڑے کیون چلایا۔ کون یاد آیا۔ کس پر غل مچایا۔

خوجی۔ (خوجی یعنی خواجہ بدیع الزمان بدیع) اجی جاؤ بھی یہان شکار ہاتھ سے جاتا رہا واللہ گرفتار ہی کرلیا تھا گیدی کو پاتا تو اتنی قرولیان لگاتا کہ چھٹی کا دودھ یاد آتا۔ مگر میرا پانون پھسل گیا اور وہ نکلگیا۔

آزاد۔ (مسکراکر) یار ایک آنچ کی ہمیشہ کسر رہجاتی ہے خیر ابکی چیر چھوڑ کر ناگیدی کو۔ یہ تھا کون۔

خو۔ تھا کون؟ تھا کون؟ ہوتا کون؟ وہی بہروپیا مردود اور کس کو پڑی تھی بھلا۔

آزاد۔ بہروپیا؟

خو۔ جی ہان بہروپیا بڑا تعجب ہوا آپ کو۔

آزاد۔ بھی ہان تعجب کہین لیئے جاتا ہے۔ کیا بہروپیا بھی جہاز پر سوار ہو لیا ہے۔ بڑا لاگو ہے بھئی۔

خو۔ سوار نہین ہوا تو آیا کہان سے۔ ٹھہر جا گیدی تو خواجہ بدیع جو قرولیان ہی نہ بھونکی ہون تو مونچھ منڈوا ڈالون انشاء اللہ

آزاد۔ کیا سوتے تھے خوجی یا پینک مین تھے۔

خو۔ خوجی کی ایسی تیسی مردود کہیں کا۔ پھر تم نے خوجی کہا ہم کو
کیوں جی؟
آزاد۔ معاف کرنا بھئی۔ قصور ہوا۔
خو۔ واہ اچھا قصور ہوا۔ کسی کو دو جوتے لگائیے اور
کہیے قصور ہوا۔ خواجہ بدیع صریح مجھ کمبخت کا نام تھا۔
آزاد۔ نام تھا۔ کیا اب نہیں ہے۔
خو۔ جب دیکھو خوجی خوجی۔ خوجی کی ایسی تیسی مردک کہیں کا
آزاد۔ جناب خواجہ بدیع صاحب یہ بہروپیا کمبخت کہاں
سے آگیا۔
خو۔ ارے صاحب اب تو خواب میں بھی آنے لگا۔ ابھی
ابھی میں سوتا تھا آپ موجود۔ میرے ہاتھ میں اسوقت
افیم کی ڈبیا تھی پھینک کے ڈبیا اور لپکے کتارا جو کھینچے
جھپٹا تو دو کوس نکل گیا۔ مگر شامت اعمال سے ایک مقام پر
ذرا سا پانی پڑا تھا۔ روح فنا ہو گئی پھسلا تو اراراد ھون۔
آزاد۔ کیا گر پڑے؟ ارے توبہ!
خو۔ بس کچھ نہ پوچھیے۔ پھر آپ جانیے میرا گرنا یہ معلوم
ہوا جیسے ہاتھی پہاڑ سے گرا دھڑام۔ دھڑام۔
آزاد۔ اس میں کیا شک ہے۔ آپکے ہاتھ پاؤں ہی کیسے
ویسے ہیں۔ وہ تو کہیے بڑی خیریت گذری۔
خو۔ اور کیا۔ اللہ نے بچایا۔
آزاد۔ تو یہ کہیے بچتے بچتے اکھڑ گیا۔
خو۔ وہ جاتا کہاں ہو گیدی رگید کے اندر دو قرولیاں
تو خواجہ بدیع۔ یہاں کمیدانی کر چکے ہیں۔
لفٹنٹ اپلٹن اور ونیشیا دونوں میاں آزاد اور
خوجی کی تقریر سنتے تھے۔ اپلٹن تو اردو خوب سمجھتے تھے

مگر ونیشیا ناواقف تھیں۔ اپلٹن نے ترجمہ کر کے بتایا تو ونیشیا
نے قہقہہ لگایا کہ معقول ہے مگر۔ انچہ بھر کا آدمی۔ ایک ایک بالشت
کے ہاتھ پاؤں اور اس کے گرنے سے اتنی بڑی آواز ہوئی
کہ جیسے ہاتھی گرے۔
ص۔ سڑی ہے کوئی۔
م۔ پکا سودائی معلوم ہوتا ہے۔
ص۔ خدا جانے کیا واہی تباہی بکتا تھا قرولی بات بات
پر بھونکتے ہیں آپ۔
م۔ اہاہاہا۔ تم چپ رہو ہم اس جنٹلمین سے پوچھتے ہیں کہ
یہ کون پاگل ہے بس انھیں باتوں باتوں میں ہم اسکا بھی
حال پوچھ لینگے۔ ہے نہ۔
ص۔ اچھا مگر ہندوستانی سمجھ بوجھ بہت ہیں تم گفتگو کرو اس سے
ہم اب تو اتنے دن ہم بھی ہندوستان میں رہ آئے ہیں
ہم سے یہ باتیں نہ کرو اچھا تمھیں پوچھو۔
ص۔ (انگلی کے اشارے سے میاں آزاد کو بلایا)۔
میاں آزاد ایسی بھلا کب سننے والے تھے ٹک ٹک تک
دیدم دم نکشیدم اب ایک بالشتیا آدمی پھر وار سے غصہ کے
لال بھبوکا غضب سے عجب حال ہوا خیال ہوا کہ ونیشیا
قہقہہ لگاتی تالیاں بجاتی گی لیکن کچھ تھا دل سے نہ ہوا
بات کا جواب کاست ملا۔ ونیشیا نے جو یہ کیفیت دیکھی تو
اٹھلاتی اور مسکراتی ہوئی میاں آزاد کی طرف گئی۔ میاں آزاد
لیڈیوں سے پہلے ملے اور جنٹلمینوں میں بیٹھنے کے عادی تو تھے ہی
انھوں نے ایک معزز اور خیر رو اور کسی لیڈی کو جو آتا دیکھ
پایا تو بصد ادب ٹوپی اتار لی اور تسلیم بجا لا کے مسکرا کے
اور پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لیجائنگی۔

م- انگلستان -

آزاد- ہان - ہندوستان مین کس قدر عرصہ تک رہنے کا اتفاق ہوا-

م- بہت کم - یہی کوئی برس سوا برس -

آزاد- درست -

م- یہ پستہ قد آدمی کون ہی -

آزاد- جی ایک مسخرہ ہی-

م- خوب باتین کرتا ہی - ہنستے ہنستے اسوقت پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے -

آزاد- جی ہان بڑا مسخرہ ہی-

م- (اپنے شوہر کیطرف مخاطب ہوکر) چارلی یہ جنٹلمین کہتے ہین کہ وہ بونا مسخرہ ہی (آزاد سے) یہ لفٹنٹ رپیلٹن ہین میرے شوہر- آئیے آپ سے اُنکی ملاقات کرادون -

آزاد- (ہاتھ بڑھا کر) گڈ مارننگ سر-

ص- (مصافحہ کرکے) گڈ مارننگ- آپ کہان جائینگے -

آزاد- ٹرکی -

م- ہان! کیون؟ کوئی خاص کام ہی یا صرف بطریق سیر و سیاحت -

آزاد- ایک ضروری کام ہی-

ص- وہان تو آجکل جنگ چھڑی ہی-

آزاد- جی ہان مین بھی اسی لیے جاتا ہون -

ص- اوہ! جنگ کے واسطے -

آزاد- ہان ایک سبب حائل ہی-

م- آپ تو ٹرکی کا ہاتھ بٹائینگے -

آزاد- جی اسمین کیا شک ہی-

ص- اگر آپ مجھے معاف کرین تو ایک بات دریافت کرون اسوقت آپ آہ سرد کیون بھرتے تھے- آپ کی ٹھنڈی سانسون کیطرف میری بیوی نے مجھے متوجہ کیا اسکا کوئی سبب خاص ضرور ہی-

آزاد- کیا عرض کرون کسی ایسے نے مجھے ٹرکی جانے کا حکم دیا ہی کہ اُسکی تصویر ہر وقت نظر کے سامنے رہتی ہی-

م- ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے- آپکی شادی ہوئی ہی-

آزاد- جی نہین ہین نا کتخدا ہون - مگر ٹرکی سے سرخرو واپس آنے پر میری شادی منحصر ہی-

م- مین سمجھ گئی-

ص- اخاہ میان آزاد تو آپ کا نام نہین ہی-

آزاد- (متحیر ہوکر) ہان ہی تو یہی نام - آپکو کیونکر معلوم ہوا-

ص- ایک اخبار مین ہمنے آپ کا ذکر خیر دیکھا تھا آپ تو بڑے لائق فائق اور مشہور و معروف جنٹلمین ہین -

جنٹلمین کے لفظ پر (مینشیا) نے بصد شوخی اپنے شوہر کو چپکے سے ایک ٹھوکا دیا -

م- خدا کرے میان آزاد سرخرو آئین -

ص- میان آزاد ٹھیک ٹھیک حال بتاؤ کس نازنین ماہرو کی دلفریبیون نے ٹرکی جانے پر مجبور کر دیا -

آزاد- دل چوٹ کھا گیا اور کیا بتائین -

م- نام معشوق سیمین بر کیا ہی-

آزاد- حسن آرا بیگم -

م- کیا پیارا نام ہی- (بھولے پن کے ساتھ) جی چاہتا ہی اس نام کو چوم لون -

ص- (مسکراکر) اوہ واہ! بہت بھلا معلوم ہوا ٦

ہم۔ مس حسن آرا بیگم پڑھ لکھ تو ضرور لیتی ہونگی۔
آزاد۔ نہایت تربیت یافتہ لیڈی ہیں ذکی الطبع حلیم المزاج خوش فکر۔ ہنس مکھ۔ خندہ پیشانی۔
ہم۔ حسین تو ضرور ہی ہونگی۔
ص۔ حسین تو ایسی ہیں کہ ہندوستان سے ٹرکی بھیجا اور جاتے ہیں یہی ثبوت حسن گلو سوز کافی ہے قیامت کی ہی چہرہ ہونگی
اپلیٹن کسی ضرورت سے ذرا ناخدا کے پاس گئے تو مس وینشیا نے بڑی بے تکلفی سے پوچھا کہ حسن آرا بیگم کی صورت قطع وضع چال ڈھال خو بو کیسی ہے میان آزاد ہیسا آدمی تو ٹکے ہی انکو دل لگی جو سوجھی تو انھوں نے دبے دانتوں کہا کہ بس یعنہ آپ ہی کا سا مکھڑا ہے۔ ایسی ہی گوری گوری گردن۔ ایسی ہی سیم تن۔ ایسی ہی عنبرین مو۔ ایسی ہی قوس ابرو ایسا ہی بوٹا سا قد۔
ہم۔ (شرما کر) تو مس حسن آرا میری چھوٹی بہن معلوم ہوتی ہیں کیوں صاحب ہمارے گورے پن کی در پردہ خوب تعریف کی
آزاد۔ (ہاتھ جوڑ کر) معاف کیجیے گا۔ آپکو اپنے معشوق پرچہرہ کا ہمشکل پایا تو اسقدر کہنے کی جرأت ہوئی۔ ورنہ ہم تھے اور آہ سرد۔ ہم تھے اور دل پر درد۔ ہر دم بے چین لب پر فغان زبان پر بین۔ ؎

کس دن شب غم جانکو آفت نہیں ہوتی
کب شام سے یان صبح قیامت نہیں ہوتی
اللہ ہمیں عشق کے پھندے سے نکالے
دم ٹوٹتے ہیں قطع محبت نہیں ہوتی
الٹی ہی تجھے سوجھتی ہے ہمدم فلک دون
سیدھی کبھی کج بخت سے ہی قسمت نہیں ہوتی

ہم۔ سنو جو چاہتے ہو کہ آرزو بر آئے تو استقلال سے کام لو اور مس حسن آرا کو دل سے بالکل بھلا دو۔ ورنہ مشکل ہے مقدم تو یہ بات ہے کہ دل قابو میں ہو جب وطن چھوڑا احباب چھوٹے پھر اب بھی مستقل مزاج نہو گے تو کب ہو گے۔
آزاد۔ دل پر قابو نہیں ہاں اتنا قابو تھا کہ اس صنم ستم کوش و ناز فروش کا کہنا مان لیا۔ روم کا جانا دل میں ٹھان لیا اب آف بھی نکروں۔ ٹھنڈی سانس بھی نہ بھروں۔
ہم۔ اسمیں کچھ ہرج نہیں۔ اگر رونا آئے تو ضبط نکرو۔ ٹھنڈی سانسیں ضرور بھرو۔ لیکن دل کو ہاتھ سے نہ دو۔ دن رات مس حسن آرا ہی کے خیال میں نہ رہو۔

آزاد۔
نا صحا پند مجھ سے وحشی کو
اسکو سمجھا جو کچھ سمجھتا ہو

ہم۔ مس حسن آرا ہیں سنگدل ذرا کیوں؟۔
آزاد۔ حسینہ تو سنگدل ہوا ہی کرتے ہیں۔
ص۔ مس حسن آرا کی باتیں ہو رہی ہیں۔ کیا سن ہوگا انکا
آزاد۔ یہی کوئی چودہ پندرہ سال۔
ہم۔ ایں! ذرا سی لڑکی ہے۔ چودہ پندرہ سال؟۔
ص۔ نہیں نہیں ذرا سی نہیں ہے ہندوستان کی پانزدہ سالہ لڑکی ہے۔
ہم۔ (مسکرا کر) ہاں سچ کہا۔
اتنے میں جہاز پر ایک دل لگی باز کو سوجھی کہ آؤ خوجی کو بنائیں۔ اور خوب قہقہے لگائیں۔ دو چار اور زندہ دل انکے شریک حال ہو گئے۔ دیکھا کہ میاں خوجی پلنگ میں سو گئے تو ایک شخص نے دو تنکا مریمیں ان کی ناک میں ٹال دیں اور ذرا فق بھر کے ہیں قدم پر ہو رہا خوجی نے جو آنکھ کھولی تو آ چھیں آ چھیں آ چھیں۔ چھیں چھیں۔ باؤلے کے کیطرح ادھر ادھر پھرنے لگے۔ مس وینشیا اور لفٹنٹ اپلیٹن اور میاں آزاد اور جہاز کے مسافر ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے

حضرت خواجہ بدیع صاحب بہت ہی جھلّائے اور خوب ہی گرمائے۔ اب آپ ہی آپ بے نقط سُنا رہے ہین۔

آزاد۔ بھائی خواجہ بدیع صاحب۔

خو۔ بس الگ رہیے گا۔ (آ چھین۔)

آزاد۔ آخر یہ ہوا کیا۔ کچھ بتاؤ تو۔

خو۔ چلیے آپکو کیا وہ چاہیے جو کچھ ہوا۔ (آ چھین)۔

آزاد۔ یار یہ اُسی بہروپیے کا سارا فساد ہی۔ آپ نے اچھے گھر بیعانہ دیا۔

خو۔ (دیکھیے تو کتنی (ہا چھین) قرولیان بھونکی ہون مردود کو کہ (ہا چھین) یاد ہی تو کرے۔ (چھین)۔

آزاد۔ مگر تم گرگر پڑتے ہو۔ میان ایک دفعہ جی کڑا کرکے گرفتار ہی کر لو۔

خو۔ ہونھ! کیا ہنسی ٹھٹھا ہی گرفتار کر لینا (آ چھین)

ہم۔ اسوقت اُسنے کیا کیا۔

خو۔ ناک مین مرچین ڈال دین کیدی نے۔

اسپر اور بھی قہقہہ پڑا اور قہقہے کی آواز نے میان خوجی کو اور بھی چوندھیا دیا پاتے تو سب کو کچا ہی کھا جاتے اور بہروپیے کی تو ہڈی تک نہ باقی رہتی۔ مگر خدا گنجے کو ناخن نہین دیتا۔

آزاد۔ ابکی آپ تاک مین بیٹھے رہیے۔ بس آتے ہی گرفتار کر لیجیے۔ مگر ہے بڑا شریر۔ سچ مچ ناک مین دم کر دیا۔

خو۔ اُف اوہ! کچھ ٹھکانا ہی۔ یہ ناک مین مرچین جھونکنا کیا معنی یہ ناک کان کی دل لگی کیسی۔

آزاد۔ اور کیا صاحب یہ بڑی بیجا بات ہی۔

خو۔ بیجا اور بجا کے بھروسے نہ رہیے گا۔ مین ایک آدھ دن ہاتھ پانون ڈھیلے کرکے دھر دونگا۔ کہانکے بڑے کڑے خان ہین آپ کوئی نرما سمجھے ہو مجھے مین نے بھی کیدائی کی ہی

ہم۔ (میان آزاد سے) کیا کہتا ہی۔

آزاد۔ (ترجمہ کرکے) کہتا ہی کہ مین فوج مین کپتان رہ چکا ہون۔

ہم۔ ول۔ کپتان صاحب۔

خو۔ واہ وا واہ۔

آزاد۔ اور کیون بندہ پرور یہ خاکسار نے کیا کیا تھا جو حضور نے لے ڈالا اسوقت کہ ہاتھ پانون ڈھیلے کر دونگا اور چنین و چنان۔

خو۔ (آنکھین کھولکر) ارے یہ آپ تھے۔

آزاد۔ اور نہین تو کیا آپ کے باپ تھے۔

خو۔ بھائی معاف کرنا۔

آزاد۔ یار کوئی تدبیر ایسی کرو کہ بہروپیا پکڑ لیا جائے

خو۔ تم بولو نہین۔ بس دیکھتے جاؤ صبح شام مین گرفتار ہی کیا چاہتا ہون کیدی کو۔

آزاد۔ لیکن اب ذرا ہوشیار رہیے گا۔ بہروپیا گیا جہنم مین ایسا نہو کوئی حریف روپیہ و پیسے غائب کر دے بیوقوف کہین کا ابے گدھے یہان بہروپیا کہان۔

خو۔ بس خیر دی بزرگی ہو چکی تمہین ہو کہینگا سنیگا بھی بس رخصت (بوریا بدھنا اُٹھاکر) بندہ چلتا ہی۔ یار اٹھ ہو چکا۔ اور سنیے ہم گدھے ہین۔ کیا جانے کتنے گدھے ہنکا دیے

آزاد۔ چلیے گدھے نہین گدھے گر سہی۔ لیکن جائیے گا کہان یہ بھی خشکی ہی کچھ۔ معقول!۔

خو۔ او جہاز کے کپتان۔ او ناخدا۔ جہاز روک لے۔

آزاد۔ اوہ!!! جہاز روک لے!!! کیا خوب!!! ۲۱۶

راوی - واللہ پھڑکا دیا - واہ میان خوجی - کیون نہو اپنے حساب گویا جھکڑے پر لدے ہین جب چاہا روک لیا

م - (زور سے قہقہہ لگا کر) کیا جہاز کو روکنے کا حکم دیتا ہی -

ص - (ہنسکر) ہان بہت بگڑے ہین -

خو - ارے جہاز روک لے - او ناخدا -

ص - وہ یون نہ سنے گا دو چار ہاتھ قرولی کے لگائیے تو پھر سنے ؛

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ خدمتگار نے آکر صاحب سے کہا حضور (حاضری) چنی گئی -

م - میان آزاد سے بھی کہو کہ ہمارے ہی ساتھ کھانا کھائین

ص - مسٹر آزاد - میری بیوی کی خواہش ہی کہ اسوقت ہم لوگ آپ ساتھ کھانا کھائین ہم اپنے کیبن مین کھاتے ہین -

آزاد - کیا مضائقہ -

م - ہم چاہتے ہین کہ آپ ہمارے ساتھ بیٹھیا اٹھا کیجیے دو گھڑی غم ہی غلط ہو گا -

آزاد - مین کمال مشکور ہوا -

م - مسٹر آزاد - ہم دونون کو تمھارے ساتھ ایک قسم کی ہمدردی ہی -

آزاد - مین تہ دل سے ممنون ہون - شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون مگر اسقدر مشکور ہون کہ زبان سے ادا نہین ہوتا

ص - جو اسوقت تمھاری کیفیت ہی وہی میری کیفیت تھی

م - وہ وقت خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے ہین اور پیارے چارلی ایک دن باغ مین ٹہل رہے تھے رات کا وقت ٹھنڈی ہوا - اودی گھٹا عجب سہانا سمان تھا - چارلی اسوقت ایسے خود رفتہ ہوے کہ میرے قدمون پر ٹوپی رکھکر انھون نے کہا

کہ ونیشیا مین تمھین پیار کرتا ہون - تم پر عاشق ہون مین نے شرم کے مارے کچھ جواب نہ دیا مگر میری بھی آرزو تھی کہ انھین کے ساتھ شادی ہو خیر بڑی دیر کے بعد مین نے اُن سے زبان ہاری بس پھر ایک ایسا سانحہ ہوا کہ مہینون روئی -

ص - مزے مزے کی باتین ہو رہی تھین کہ ایک سوار گھوڑے کو کڑکڑاتا ہوا آیا اور آتے ہی میرا نام لے کر کہا کہ لفٹنٹ ایپلٹن یہان ہی -

م - اُف جب مجھے وہ وقت یاد آتا ہی تو کانپ اُٹھتی ہون -

ص - بس - ع

کالو تو لہو نہین بدن مین

اسنے پھر میرا نام لیا - آخرکار معلوم ہوا کہ میری رجمنٹ کا کرنل ہی - کہا کہ ہارس گارڈ سے مجھے حکم ہوا ہی کہ تمکو کل صبح کو جہاز پر سوار ہو جاؤن - انگلستان کی ایک نوآبادی سے جنگ عظیم کسی غنیم نے چھیڑی ہی -

آزاد - ارے غضب! اوہ! ستم! ستم! صبح کو جہاز پر جانا ہی - اور شب کو شادی کی باتین ہو رہی ہین - ہائے اسوقت کیا حال ہوا ہوگا - معاذ اللہ معاذ اللہ -

م - حال! اپنے آپے مین کون تھا -

ص - پیاری ونیشیا کی یہ کیفیت کہ آنسو جاری اور بولا نہین جاتا فرط غم سے اظہار حال محال ہی - اب فرمائیے مین اس پیامبر کو سمجھاؤن یا اپنے دل کو سمجھاؤن یا ونیشیا کو سمجھاؤن اُنکی گریہ وزاری اور بیقراری ناگفتہ بہ اور کرنل مجھ سے بار بار کہے کہ ایپلٹن اب پانچ ہی گھنٹے باقی ہین ایپلٹن اب چار ہی گھنٹے باقی ہین - آخرکار مین مجبور ہو کر

اُنسے رخصت ہوا۔ اُف رونا آتا ہی۔

آزاد - کیا قیامت کا سامنا تھا۔

ص - کرنل نے اسقدر جلدی کی کہ اُنسے اچھی طرح رخصت بھی نہو سکا۔ مگر جہاز پر جب کبھی ونشیا یاد آتی تھی تو غم کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی تھی۔ ونشیا کی بھولی بھولی تقریر ستم ڈھاتی تھی۔

آزاد -

ہمین اس قید الم سے تو رہائی ہوتی
وعدۂ دیدار کا ہی شکل دکھائی ہوتی
دشت غربت مین وحشت مجھے لائی ہوتی
وصل کی رات ہو یون چلی آئی ہوتی

شب ہجران کی عوض موت ہی آئی ہوتی
کل جو آئی تھی قضا ابھی آئی ہوتی
بیکسی ساتھ مرے ٹوٹ کے آئی ہوتی
اے سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتی

ہم - اُنکے خطوں پر جو میدان جنگ سے میرے نام آتے تھے میری زندگی کا دار و مدار تھا۔ دن رات رونے ہی سے سروکار تھا اُف میری زندگی کے وہ دن بڑے سخت تھے۔

ص - مگر خدا نے ہماری سُن لی۔

ہم - کوئی دس گیارہ مہینے کے بعد بچھڑے ہوئے باہم ملے میان آزاد آبدیدہ ہوگئے تو اُس مہ پری پیکر نے اپنے اودے ریشمی رومال دستی سے اُنکے آنسو پونچھے۔

ص - مسٹر آزاد ہم بھی ایک وقت مین ایسے ہی مایوس تھے مگر خدا نے ہمکو ہماری پیاری ونشیا سے ملایا۔ اسیطرح تم بھی مس حسن آرا سے ملوگے ایک دن۔ خدا کے لئے غم کو دور کرو۔

ہم - آمین۔

آزاد - ہمت مردان مدد خدا۔

ہم - مس حسن آرا کو اپنی خیر و عافیت کے خطوط تو بھیجے ہونگے

آزاد - برابر۔

حاضری نوش جان کر کے ونشیا اور اسپلیٹن اور میان آزاد بے تکلفی کے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ دیئے ہوئے اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ دونون بیچ مین اُس صنم رعنا کو لیے ہوئے ٹہلنے لگے آزاد کو ونشیا کی ایک ایک ادا عجب بھاتی تھی اور وہ نازنین جمیلہ کبھی بصد شوخی اٹھلاتی تھی کبھی ناز و ادا کے ساتھ مسکراتی تھی۔ واہ رے آزاد واللہ خوش قسمت ہو تو ایسا ہو۔ بلاتشبیہ اپنے وقت کے کنھیا تھے۔ جہان رہے منظور نظر گلرخان پری وش رہے جس سے ایک مرتبہ بات کی وہ ہزار جان سے عاشق و شیدا ہوگئی۔ عجب جادو بیان آدمی تھا۔ ؎

اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان مین ہی
کسی کی آنکھ مین جادو تری زبان مین ہی

آدمی خوبرو اور عنبرین موجوان رعنا بلند بالا تو تھے ہی۔ اور طرہ اُسپر یہ کہ بذلہ سنج و شیرین مقال خوش تقریر و نازک خیال ونشیا کو بھی اُن سے ایک پاک محبت ہوگئی۔ ہر دم انھین کے ساتھ رہتی تھی۔ ہنس ہنس کر چہل کرتی تھی اور اُنکی محبت کا دم بھرتی تھی۔ اعلےٰ درجے کا عشق صادق تھا اگر جہاز پر ونشیا کا ساتھ نہوتا تو میان آزاد بڑی مصیبت مین بسر کرتے ایک تو تنہائی دوسرے درد جدائی تیسرے سفر بصعوبت سفر مگر خدا اسباب الاسباب ہی میان آزاد اس صفائی اور شرافت سے پیش آئے کہ اسپلیٹن کو ونشیا کا اُنکے ساتھ رہنا بیجا ب بے تکلف اُنسے ہنسنا بولنا ذرا بھی شاق نہ گذرا۔ آزاد نے جو ایک جوان اور پری چہرہ معشوق کو اپنا ہمدرد پایا تو خدا کا شکر بجا لائے کہ خیر دو گھڑی غم تو غلط ہوا جہاز کا سفر دراز نہ کھلا۔

خوجی - (لہرا لہرا کر) ؎

اگر تم نہیں ہو اور صحبت حسین سہی
ہمکو تو دل لگی سے غرض ہو کہین سہی

آزاد نے جو یہ شعر سُنا تو کسی بہانے سے ونیشیا سے ذرا دیر کے لئے رخصت ہو کر خوجی کو جا کر سمجھایا۔

آزاد۔ ہائیں! ہائیں یہ کیا غضب کرتے ہو اس کا شوہر اشعار خوب سمجھ لیتا ہی۔ فارسی خوان ہی۔

خو۔ وہ گیدی اس رمز و کنایہ کو کیا جانے۔

آزاد۔ تم بڑے بدہو۔ لاحول ولا۔

خو۔ (ہنسکر) ہو نھ! کیا اُڑان گھائیان بتاتے ہین اُستاد شہید مردون سے بھی دل لگی! کیون؟

آزاد۔ خدا را ایسی باتین نہ کرو۔

خو۔ واللہ یہ حُسن آرا کے ٹکّر کی ہین یا نہین سچ کہنا اُستاد وہ بمبئی والی بیگم بھی ایسی ہی شوخ تھی۔

اتنے مین میان خوجی کو بہت رنگین ادا ونیشیا نے ایک ادائے دلربا کے ساتھ اُنگلی کے اشارے سے بلایا خواجہ بدیع نے جو دیکھا کہ ایک غنچہ دہن گلبدن کی اُنکے حال پر کمال عنایت ہی تو ریشہ خطمی ہو گئے اور بہت اکڑتے اور اینڈتے ہوے چلے۔ اہاہا ہا۔ ذرا حضرت کے قد و قامت کو دیکھیے اور اس لڑکھڑاہٹ کو دیکھیے کہ بیتا ہوے جاتے ہین اپنے نزدیک لندھور پہلوان کے بھی چچا ہین۔ ای شاباش ہی واہ کیون نہو اسوقت ذرا پاؤن پھسلے تو دل لگی ہو مگر مصیبت تو یہ ہی کہ اتنا بڑا ڈیوہ کا ڈوہ جب گریگا تو جہاز سطح آب سے تہ آب کی خبر لائیگا۔ اللہ اللہ کرکے خیر کندے تولتے ہوے آپ میم صاحب کے پاس پہونچے۔

آزاد۔ ٹوپی اُتار کر سلام کرو۔ ٹوپی اُتار و خوجی۔

خوجی کا لفظ کہنا تھا کہ خواجہ بدیع صاحب کے غصے کے تھرمامیٹر کا پارہ ایک سو بیس درجے پر پہونچا بس پلٹتے پلٹتے

اور پلٹتے ہی اُلٹے پاؤن بھاگنے لگے۔

آزاد۔ او گیدی (مُسکرا کر) او گیدی۔ جو پلٹ گیا نہ تو اتنی قرولیان بھونکی ہونگی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔

ہم۔ (ہنسکر) کیا بہت خفا ہو گئے حضور۔ ای یہ آکے پھر پلٹنا کیا معنے۔ اِدھر آئیے صاحب۔

آزاد۔ (خوجی کو روک کر) کیون بھئی کیا شیطان نے پھر اُنگلی دکھادی میان خوجی۔

خو۔ خوجی مردک پر خدا کی مار۔ خوجی گیدی پر شیطان کی پھٹکار۔ ایک دفعہ خوجی کہا مین خون پی کے رہ گیا اب پھر دُہرایا خدا جانے کب کا دیا اس گھڑی وقت آ گیا ہے آتا ہی ورنہ واللہ ابھی قرولیون کے بھٹا سا سر اڑادیتا لاکھ گیا گذرا ہون تو کیا ہوا مگر پھر رسالداری اور کمیدانی کیا کیے ہین گھانس نہین کھودی ہی۔ جی ہان۔

ہم۔ اخاہ یہ خوجی کی لفظ پر بگڑے ہم سمجھے ہم سے روٹھ گئے

خو۔ (ریشہ خطمی ہو کر) نہین میم صاحب ایسی بات آپ فرماتی ہین۔

آزاد۔ ذرا لیے اِنکی زوجہ کر مہ کا حال پوچھیے

ہم۔ کیا آپکی بیوی کے بھی آپ کے سے لمبے چوڑے ہاتھ پاؤن ہین۔

آزاد۔ اِنکی بیوی کا نام بوا زعفران ہی۔ دیوتی ہی دیوتی خوجی نے جو بوا زعفران کا نام سُنا تو چہرہ زرد و دل سرد رنگ فق کلیجا شق ہو گیا۔ اور یاد جو آیا کہ خوب سے بہا در کی بڑی تھین تو سہم گئے ایک دفعہ ہی آنکھین بند کر لین ونیشیا بھی نہین کہ کیا اسرار ہی مگر میان آزاد تو واقعہ کا نقشہ سمجھا یا تو خوب کھلکھلائین۔

چوری

ایک ایوان سپہر توامان کے بام فلک احتشام پر چار کم سن نوخیز شوخ و تیز خاتونان معالی دودمان خواب نازمین ہین اور ایک عاشق زار دل ریش و سینہ فگار زبان حال و قال سے کہ رہا ہو کہ ؎

گرفتی پردہ گفتی وقت خواب ست | نہ خواب ست این حریفان را جواب ست

چارون ہمجولیان میٹھی نیند سوتی ہین۔ ایک سرو سمن بر دوسری ترک زرین کمر۔ تیسری افشان جبین نازنینی۔ چوتھی غیرت لعبتان چینی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ مصور کامل فن مسلم الثبوت استاد رشک مانی غیرت بہزاد نے ناز و ادا اور شرم و حیا کی تصویر کھینچدی ہو۔ بہار النسا بیگم کی زلف عنبر بار سے بہشت کی لپٹین آتی تھین روح افزا کے گھونگھر والے بال نوجوانون کے مزاج کی طرح بل کھاتے تھے۔ سپہر آرا کا دست حنائی سینۂ صافی پر عجب لطف دکھاتا تھا۔ اور خاتون مہ لقا عروس شیرین ادائی حسن آرا بیگم کے گورے گورے پیارے پیارے مکھڑے کے گرد اگرد جعد مشک رنگ دیکھکر دھوکا ہوتا تھا کہ مہ انور گہ کر چھوٹا ہو۔ ادھر یہ چارون پریان بیخبر آرام مین ہین ادھر نگاہ شوق اپنا کام کر رہی ہو یعنی خدام عالی مقام شہزادۂ سلیمان قدر میرزا ہمایون فر بہادر کے پاس ان بتان ملائک نظر فریب عدوے صبر و شکیب کے بام پر سونے کی خبر لائے۔ اور خود بدولت سنتے ہی مہتابی پر بے تابانہ دوڑے آئے سچ ہو ؎

کمند جلوۂ نازت توجذبہ دارد | کز آسمان بزمین آورد مسیحا را

جب لیلائے شب کی زلف چلیپا تا بہ کمر پہونچی تو چاندنی کا عمل اٹھ گیا اور کالے کوسون تک گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا اب وہ چارون پری پیکر رشک قمر نظر سے اوجھل ہوئین تو شہزادۂ بلند ارادہ کے حواس خمسہ بلا اجازت فرو ہوگئے اپنے معشوق شمع رو کو نہ پایا تو آنکھون تلے اندھیرا چھایا تاریکی مین بھلا کہین چاند نظر آیا ہو ؎

ہو یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہین
وان لڑی آنکھ جہان اپنا گذارہ ہی نہین

پلنگ پر لیٹے مگر سونا کیا معنی پلک کا جھپکنا تک محال تھا جینا وبال تھا۔ کبھی حالت بیہوشی۔ کبھی خود فراموشی۔ افسوس ؎

غلط ست آنکہ گویند کہ بدل رہیست دل را
دل من زغصہ خون شد دل تو خبر ندارد

طرح طرح کے خیالات میرزا ہمایون فر کے دل مین جاتے تھے اور دل کی دھڑکن کے مارے اور بھی گھبراتے تھے تھوڑی دیر کے بعد کیا سنتے ہین کہ کوئی دل جلا یہ حقانی اشعار بآواز بلند پڑھتا ہوا راہ راہ جاتا ہو اور سامعین فہمی ہوش بادہ عرفان کے جرعہ نوش کو بے اختیار وجد مین لاتا ہو ؎

ہجز درد تبید لا تراپوہمو دربان آمدہ | یاد تو مرعاشقان را مونس جان آمدہ
صد ہزاران ہمچو موسیٰ مست در ہر گوشۂ | رب ارنی گو ید و بر دار جویان آمدہ

یہ پر درد اور معرفت کی ڈوبی ہوئی غزل سنکر شہزادۂ ہمایون فر کے دل کی عجب کیفیت ہوئی ایسے مست ہوئے کہ آنکھ لگ گئی۔ ایک خدمتگار نے بصد ادب آہستہ سے جگایا۔ اور پانون دبا کر یون بیان کیا۔

خادم۔ (رخ) حضور حضور۔

شہزادہ۔ ہون۔

خ۔ حضور میر تصدق حسین صاحب باندہ سے آئے ہین

شہزادہ۔ کون۔

۳۰

خ۔ حضور باندہ سے میر صاحب آئے ہین

شہزور۔ (خراٹے لینے لگے)

میر صاحب (میر) جی حضور کو رنش عرض ہو اُٹھیے اُٹھیے بس اب یہ نخرے رہنے دیجیے دیکھیے تو کون آیا ہی۔

شہزور۔ (آنکھ کھولکر) کون صاحب ہین۔

میر۔ پہچانیے۔

شہزور۔ (غور سے دیکھ کر) اسم مبارک۔

میر۔ میرزا ہمایون فر۔

شہزور۔ اخاہ۔ تصدق حسین ہین۔ (اُٹھکر بغلگیر ہوے) آؤ یار بھئی خوب آئے۔

میر۔ کہیے کچھ اڑوسی پڑوسیون کا حال تو کہیے مہتابی پر وہ دونون مہ پارہ نظر آتی ہین یا نہین۔

شہزور۔ ارے میان اب تو جوکڑی ہی۔ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر سب ست ہین مگر چشم شرم آلود پاس ناموس و ننگ حیا قدم قدم پر ساتھ۔ ادب کا ہر دم خیال بقول شاعر ؎

حیا بہ پیش رخت چشم بستہ می آید | ادب بہ بزم تو صد جا نشستہ می آید

میر۔ یہ کیسے گہرے ہین اُستاد۔

شہزور۔ ہان خوب یاد آیا۔ مین ابھی ابھی تو خواب دیکھ رہا تھا خواب مین مین نے دیکھا کہ ایک طرار اور نمکین مہری حسن آرا بیگم کا خط لائی ہو خط پڑھ ہی چکا تھا کہ آپ بلا کیطرح نازل ہوے جی چاہتا ہی کہ گولی مار دون۔

میر۔ اور کیون صاحب یہ آپنے توبہ جو کی تھی۔

شہزور۔ ؎

بعہد گل شدم از توبہ شراب خجل
کہ کس مباد ز کردار نا صواب خجل

اور بھئی حق یون ہی کہ ؎

بعزم توبہ سحر گفتم استخارہ کنم | بہار توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم

میر۔ ناحق مفت مین ذلیل ہوگے۔ کلنک کا ٹیکا لگاؤ گے۔ خدا کے لیے پھر توبہ کرو۔

شہزور۔ ابھی ابھی اسی دم۔ مگر ؎

توبہ ما چو زلف خوبان است | چون شکستیم خوشنما تر شد

میر۔ آخر ان چارون چھوکریون مین سے آپ ریجھے کس پر ہین۔ یا چارون پر دل آیا ہی۔

شہزور۔ چار نکاح جائز ہین یا ناجائز۔

میر۔ ہان شرعاً تو جائز ہین مگر جب چارون کو ایک نظر سے دیکھیے۔

شہزور۔ یعنی کانا ہو جائے۔ ایک آنکھ بھوانی کے بھینٹ کر دے؟

میر۔ اُن چارون مین کوئی نہ کوئی کافر ادا سب سے حسن و جمال اور رعنائی و دلربائی مین بڑھ چڑھ کر ضرور ہوگی اُسی پر آپ سب سے زیادہ لٹو ہونگے وہی مطبوع طبع ہوگی۔ اُسکی لقب خاص محل ہوگا۔ پھر عدل کہان رہا۔ اور سالیون کے ساتھ شادی کرنے کو آپ شرعاً جائز سمجھتے ہین؟ معقول بولیے حضرت۔

شہزور۔ آپ بھی طرفہ معجون ہین ایسے سب سالیان اور سب جورو ہین سالی کی سالی جورو کی جورو چین ہی چین لکھتا ہی

میر۔ تو واقع مین چارون پر دانت ہین۔

شہزور۔ نہین میان ہنستا ہون۔ وہ ہی تو ناکتخدا ہین۔

میر۔ اچھا تو پھر امیدوار ہم بھی ہین۔

شہزور۔ اب رنگ لائی گلہری۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ محلے مین دفعتاً غل ہوا۔

چور چور لینا جانے نہ پائے۔ گانس لو۔ پھانس لو۔ لینا پھانس لیا ہے۔ جسے دیکھو چونک پڑتا ہے ہائیں ہائیں کہاں ہے کہاں ہے۔ کوئی چراغ روشن کرتا ہے۔ کوئی بیوی کا زیور ٹٹولتا ہے چوطرفہ کھلبلی مچ گئی۔ محلے والے باہم یون چہ میگوئیان کر رہے ہین۔

۱۔ پکڑا گیا۔ ہے پکڑا گیا۔

۲۔ ہان ہان گرفتار ہوگیا۔

۳۔ ارے کہان کو دا۔ پکڑا گیا چور کہ نہین پکڑا گیا۔

۴۔ ڈھیلے آج شام کو ہمارے یہان بھی آئے تھے۔

۵۔ بھیا اندھیاری رات بڑی کٹھن ہے۔ اور ان ساڑن کی اندھیاری مان چڑھ بنت ہے۔

۶۔ مین نے کئی بار غور سے دیکھا کہ کالا کالا آدمی مہتابی پہ کھڑا ہے جب مین اٹھا تو غائب ہوگیا۔

۷۔ ارے میان کسکے گھر مین چور آئے تھے۔

۸۔ اجی وہی سامنے والے محل مین۔

۹۔ سامنے والے محل مین؟ بیگم صاحب کے ہان؟۔

۱۰۔ ہان ہان بارے بخیر گذشت۔

شہزہ۔ ارے یار کچھ سُنا۔

میر۔ ہان چور کہین گھسا تھا۔

شہزہ۔ کمبخت کہین نہین۔ وہین وہین۔

میر۔ وہین کہان؟۔

شہزہ۔ تمہارے سر مین۔ اجی حسن آرا کے ہان اور کہان کیون کبھی موقع تو اچھا ہے چلتے ہو اسوقت چلو ہو آئین۔ اسی بہانے احسان جتائین مفت کرم داشتن۔

میر۔ سوچ لو۔ ایسا نہو پیچھے میرے ماتھے جائے۔ تم تو شہزادے بن کے چھوٹ جاؤ گے۔ اُلّو مین بنونگا۔

شہزہ۔ (خدمتگار سے) پانی لاؤ منہ دھوئین اور بارنش کا بوٹ لاؤ۔

میر۔ چل کر کیا کہوگے۔

شہزہ۔ مبارکباد۔

میر۔ اپنی اپنی انتظام کرتے چلتے ہو کہ گردن ہی ناپی جائے۔

شہزہ۔ اجی کہینگے کیا۔ بس افسوس کرینگے۔

میر۔ تو افسوس کرنے جاتے ہین آپ لاحول ولا قوۃ۔

شہزہ۔ مطلب سعدی دیگر ست۔ افسوس اظہار ہمدردی ہے شاید اسی بہیر مین نظرے خوش گذرے کی ٹھہرے۔ اور نہین تو نہ سہی۔ آواز ہی سن لینگے حالانکہ ؎

قانع بہ تجلی نشو و طالب دیدار
پروانہ بہ مہتاب تجلی نشو انکرد

نگر ؎

چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد
گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی

دونون خوش گپیان کرتے ہوئے چلے۔

حسن آرا بیگم کا محل عشرت منزل کچھ کالے کوسون تو تھا ہی نہین کہ سواری پر جاتے گھر سے دو قدم چلے اور دن سے داخل۔

کیا دیکھتے ہین کہ چالیس پچاس آدمیون کے غول مین ایک شخص چور کو لیے کھڑا ہے۔ اور چوطرفہ سے بے بھاؤ کی پڑ رہی ہین۔ ایک نے تڑ سے چپت جمائی۔ دوسرے نے ٹپ رسید کی اور بغلی ڈوب کر دہ ہو رہا۔ تیسرے نے آتے ہی زناٹے سے دھپ دی۔ چوتھے نے عین کھوپڑی پر چٹاخ سے دھول لگائی۔ الغرض چور پر اتنی پڑین کہ بلبلا گیا

مگر قہر درویش بر جان درویش کرتا گیا۔ جائے ماندن نہ پائے
رفتن۔ جھلا جھلا کر روتا جاتا تھا مگر اس کراہنے پن کے صدقے
کہ اُف تک نہ کی۔ چپت پڑی اور رگھو رنے لگا۔ دو تین رحم دل
رقیق القلب آدمی تو البتہ بچاتے تھے اور لوگوں کو سمجھاتے
تھے کہ بس اب تو کھوپڑی پلپلی کر دی باقی اور تڑاتڑ جماتے جاتے
تھے۔ ایک نے کہا خوب ہاتھ گرمائے۔ دوسرے نے کہا واہ
تڑاتڑ کی چپت رسید کی واللہ کہ چھٹی کا دودھ ہی تو میاں
یاد کرتے ہونگے۔ تیسرے بولے میں بھی کڑی آمد کی
آگیا جو تھا بولا ہم تو پورے ہاتھ سے لگاتے تھے جس میں
چوٹ بہت کم آئے مگر آواز وہ ہو کہ جیسے آسمان کی خبر لائے
پانچویں ارے یار ہاتھ درد کرنے لگا۔ مگر خدا جانے ریڑ
کی کھوپڑی بنی ہے مردود کی یا اینٹ کی ہے۔ چھٹا جی ہاں
جانو کھائی تو جانے گا۔ چھوڑ دو ان دونوں۔

چور۔ چھوڑونگا تو چچا ہی بنا کر چھوڑونگا۔ بچہ دیکھو تو سہی

شہزور۔ بڑے شاہ ہیں چور معلوم ہوتے ہیں حضرت۔

چور۔ حضور برسوں غلام دردولت پر بھی ہو آیا ہے۔

شہزور۔ مجھے کسی نے اطلاع نہ دی ورنہ میں آپکی شان کے
موافق آپکی خوب خدمت کر دیتا۔

مصاحب۔ ای حضور یہ گلباز ہے۔ دور دور کے چور
اسکا نام سنیں تو کان پکڑیں۔

چور۔ ابے تیرا باپ بھی ہماری ہی ٹکڑی میں بیٹھتا تھا۔

مصاحب۔ چپ نہیں دونگا ایک چپوٹا تیسی حلق
میں ہو رہے گی۔

چور۔ جھٹ جاؤں تو چچا بیٹے اور بیٹے کا حال بتا دوں
کیا کروں بے بس ہوں ورنہ تم سب کو پیس کے دھر دیتا ہم
بنا ڈالتا۔ شرمہ۔

نواب صاحب۔ (ن ر (بہار النسا بیگم کے میاں) اللہ ری
زبان کیا طرار آدمی ہے۔

شہزور۔ اجی حضرت اسکی پور پور میں پیچ ہیں۔ واللہ اور
آدمی شہ زور بھی ہے۔

میر۔ بجا ارشاد ہوا مگر تیل بدن میں ضرور ملے ہے۔

ن۔ جی ہاں یہ اکثر چوروں کا قاعدہ ہے۔

شہزور۔ (گستاخی معاف) چوروں کے قاعدے سے حضور
خوب واقف نکلے۔ سچ ہے۔ (ولی را ولی می شناسد)۔

ن۔ بجا ہے۔ ولی را ولی می شناسد کی اچھی پھبتی کہی۔

میر۔ حضرت یہ آخر آیا کدھر سے اور پکڑا کیونکر گیا۔

ن۔ میں پھر پھرا کر کوئی دس بجے کے وقت شہر سے آیا تو
پھاٹک کے پاس سرنگ گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ کوئی بیس منٹ
تک مشعل روشن کرا کے میں نے گھوڑے کو دیکھا اور ایک
آدھ گھنٹے تک باغ میں ٹہلا کیا۔ گیارہ بجے اندر گیا دسترخوان
بچھا کھانا کھایا۔ لوٹتے پوٹتے بارہ بج گئے۔ مگر ایک بجے تک
آنکھ کھل گئی ٹہلا کیا۔ دو کے عمل میں خوب گہری نیند آئی
میں یک دفعہ ہی حضرت سلامت غل کی آواز سنی۔ تو چونک
اٹھا معلوم ہوا کہ چور آیا ہے۔ تلوار لیکر دوڑ پڑا۔ اب سنیے چور
جو گھبرایا تو زینے پر چڑھنے لگا۔ میں تو اوپر سے آرہا ہوں اور
وہ نیچے سے زینوں پر چڑھتا ہے۔ جوں بیچ میں مڈھ بھیڑ ہوئی
اُسنے چھری نکالی مگر میں نے ایک ہاتھ چھوڑا۔ ولایتی چپلتی
ہوئی پڑی ذرا ہاتھ اوچھا نہ پڑے تو پھنڈا را انگل جانے مگر
اُسکی بدی تو تھی ہی نہیں بچ نکلا۔ پھر قبلہ تلوار کی تیک سے
آگے کون ٹھہر سکتا ہے۔ بھلا ایسا ہاتھ کہ ہوش پتیر ...

ہو گئے بھاگتے راہ نہ ملی پاؤن کہین رکھتا ہو قدم کہین پڑتا ہو زینہ اُترتے اُترتے دو بار ٹھوکر کھائی۔ اب چھت پر پہونچے وہان مستورات کھڑی غل مچا رہی تھین جھپٹ کے جا کے نیچے کودپڑے مگر جبتک مین پہونچون پہونچون میری چھوٹی سالی نے اس پھرتی سے رسی کا پھندا بنا کر پھینکا کہ اُلجھ کر ادارا کے گرا۔ اُٹھ کر بھاگنے ہی کو تھا کہ بندۂ درگاہ سگلے پر تڑاق سے موجود۔ جاتے ہی چپاپٹ جوتون سے دہائی دینا شروع کی اب ہزار دن قسمین دیتے ہین کہ نہ چھوڑیے تو ہمارا ہی مردہ دیکھے۔ نہ چھوڑے تو ہماری ہی بھتی کھائے۔ نہ چھوڑے تو ہمین کو روئے ہمین کو ہی ہو کرے۔ مگر مین کچھ سڑی تو تھا ہی نہین کہ چھوڑ دیتا چھ طرف سے خوب گانسے رہا۔ اتنے مین خدمتگار سپاہی لوگ جا کر سب آن موجود ہوئے۔ مشکین کسی گئین حضرت کی اور کشان کشان لوگ انکو یہان لائے تب سے سب بھاؤ کی پڑ رہی ہین انپر مجکو دھمکاتا ہو مرد کہ جب چھوٹونگا تو حلال ہی کر ڈالون گا مگر یہان ان بھڑن مین کب آتے ہین۔

شہزہ۔ اجی بکنے دیجیے نامعقول کو۔ ذرا کسی آدمی کو حکم دیجیے کہ دیکھے بید کے نشان تو نہین ہین۔ ابھی تو سارا آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے۔

ن۔ بہت خوب۔ حسین علی۔ دیکھ تو لو۔

حسین علی۔ اے صاحب بارے بید ہی بید کے نشان ہین اگر دھاری گرمی۔ ہمسے سنیے پار سال ہمارے کھیت مین بیٹھا تھا مولی چرائی۔ ککڑی چرائی۔ کدال چرائی۔ پکڑا گیا تو پندرہ جرب (ضرب) بید کا حکم ہوا۔

شہزہ۔ ہان تو سزا یافتہ ہین حضور یہ کہیے۔

میر۔ ابکی پھر بڑا گھر دیکھا میان نے۔

چور۔ ہونھ وہ تو ننہال ہو۔

میر۔ شاباش بیچا کے بسیون بسوے۔

ن۔ (شہزادے سے) یہ آپ نے کہان اسوقت تکلیف فرمائی پڑوسیون پر اس درجہ ہمدردی۔

شہزہ۔ حضرت ہمسایہ گھر کا جایا۔ مین نے کہا چلکر دیکھون تو کیا واردات خدا نخواستہ ہوئی بارے شکر ہو کہ بخیر گذشت آپ اسقدر قریب ہین مگر خدا آپکو توفیق ہی نہین دیتا کہ کبھی غریب خانہ تک تشریف لائیے سچ ہو۔ ع

شاہان کم التفات بحال گدا کنند

ن۔ پیرو مرشد کیا عرض کرون۔ بوجوہ چند در چند حاضر نہو سکا معاف فرمائیے گا۔ ذرا دم کے دم تشریف رکھیے حقہ نوش جان فرمایئے

شہزہ۔ بہت اچھا حضرت ہم تو بے تکلف آدمی ہین۔

ن۔ چلیے کوٹھی مین بیٹھین۔ یہان اوس مضر ہو۔

شہزہ۔ ای حضرت اسوقت جلس مین تو کچھ بیٹھنا نہین اچھا معلوم ہوتا ہو۔

ن۔ کیا مضائقہ۔ کرسیان لاؤ جی۔ مونڈھے نکالو۔

نوابصاحب اور شہزادہ میرزا ہمایون فر اور میر صاحب کرسیون پر دروازے کے قریب متمکن ہوے۔ تو یون باہم چہ میگوئیان ہونے لگین۔

ن۔ ان ذات شریف کو اب کوتوالی چبوترہ دکھاؤ۔

شہزہ۔ حضرت آپ کی سالی تو واللہ بڑی شیر دل نکلین دوسری کم سن عورت ہو تو ڈر جائے اور ہی بوٹی بوٹی کانپنے لگے واللہ۔

ن۔ جی ہاں۔

شہر - چھوٹی ہین نہ آپ کے گھر کے لوگون سے -

ن - جی ہان -

مکان کے اندر اُن مہوشان زہرہ تمثال اور گلرخان جادو جمال کے فرشتہ خان کو بھی خبر نہین کہ باہر میرزا ہمایون فر تشریف رکھتے ہین آپس مین ہنس ہنس کر یون باتین کر رہی تھین - ع -

مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست ہے

سپہر آرا - (سپہر) ہے ہے باجی مین نے جب اُس کالے کالے سنڈے کو دیکھا تو سن سے جان نکل گئی -

روح افزا - (روح) موا تمبا کو کا پنڈا تھا موٹے موٹے ہاتھ پاؤن -

سپہر - جنازہ نکلے مونڈی کاٹے کا - علم بردار کا علم ٹوٹ پڑے -

حسن آرا - (حسن) وہ تو خیر گذری کہ صندوق ہاتھ سے گر پڑا نہین تو سب موس لیجاتا -

سپہر - بہار النسا بہن کی چڑچڑی ساس لاکھون ہی سناتین کہ میری بہو کا گہنا سب بیچ کھایا جانے کیا باندھنو باندھتین

بہار النسا - (بہار) چور چور کی بھنک کان مین پڑی تو مین کلبلا کر چونک اُٹھی بھاگی تو چونڈا بھی کھل گیا - اللہ جانتا ہے بڑی محنت سے باندھا تھا - چلو خیر -

روح - (قہقہہ لگا کر) بس ہماری باجی کو دن رات چوٹی کنگھی بناؤ چناؤ ہی کی فکر رہتی ہے - خواب مین بھی کھرتی ہی ہونگی -

حسن - بہنی خاتون جنت کی قسم جتنا انکو اس بات کا خیال ہے اور جسقدر یہ بنتی ٹھنتی رہتی ہین اسقدر ہمارے خاندان بھر مین تو کسی کو نہین ہے جبھی تو دولہا بھائی انپر ریجھے ہوئے ہین کیون بہن -

بہار - چلو بیٹھی رہو - چھوٹا منھ بڑی بات -

سپہر - بگڑ گئین بگڑ گئین جیسے کوئی انگلی دھکی مین آجائیگا -

روح - باجی ذرا تمھین اپنے دل مین سوچو کہ کہان تو چور کی بات چیت ہو رہی تھی اور کہان تمنے اپنے جوڑے کا ذکر چھیڑ دیا - اور کہے سے چڑتی ہو -

حسن - اماجان روز کہا کرتی ہین کہ خورشید دولہا کو بہار النسا کے ساتھ عشق ہے -

بہار - ہان سنا ہے - ہونھ - عشق ہے - کالے سر کی ایک تو اُنسے بچنے نہین پاتی ہے - عشق ہے آئین وہان سے بڑی وہ بن کے - عشق نہین وہ ہے -

سپہر - کیا دولہا بھائی سے کچھ اچھی ہین آپ -

بہار - جلئیے جرئیے ہی سہی - پھر آپکو کیا - اے ہان ٹرٹر لگائی ہے ناحق بن ناحق - کون اچھا ہے کون بُرا ہے - پھر -

اب لطیفہ سنیے کہ میرزا ہمایون فر باہر بیٹھے چپکے چپکے ساری گفتگو سنا کیے تھے بعض بعض پیاری پیاری بھولی بھولی باتون پر ہنسی بڑی دقتون سے ضبط کر سکے - نواب بیچارے کٹ کٹ گئے مگر چپ مجبوراً اندر جا کر سمجھائین تو بھی خلاف ادب ہے چپکے بیٹھے رہین تو بھی رہا نہین جاتا جان عذاب مین تھی چھیڑ کر شہزادہ بلند ارادہ نے کہا کہ سیری تو نہین ہوتی مگر اب تخفیف تصدیع - یار زندہ صحبت باقی -

ن - تشریف لیجائیے گا - اسوقت آپ نے کمال ممنون فرمایا - ع

زالتفات بمهمانسرای دهقانی	ز وقار شوکت سلطان نگفت جز بکرم
که سایه بر سرش انداخت چون تو سلطانی	کلاه گوشهٔ دهقان بآفتاب رسید

شہزہ۔ حضرت بندہ تو آپ سب صاحبونکا خاک پا ہے۔
ایک ذرۂ بیمقدار۔ ناچیز آدمی شاہی اور شہزادگی اور
سلطانی اور خسروی کیسکی۔
ن۔ یہ آپکی بزرگی ہے۔ اِس درجہ کسر نفسی عین دلیل کمال ہے۔
میر۔ آپ ہمارے ملک کے شہزادے ہین۔
ن۔ اسمین کیا شک ہے۔
شہزہ۔ اجی حضرت آپ نے سُنا نہین۔ ع

که درین راه فلان ابن فلان چیزی نیست

اب رخصت ہوتا ہون۔
ن۔ فی امان اللہ۔
ادھر شاہزادۂ والا نژاد فرخ نہاد باد دل شاد اپنے
دولتخانۂ عظمت کاشانہ کی طرف بصد زیب و تجمل مصاحب
سے باتین کرتے اور فرط طرب سے مستانہ وار قدم دھرتے
روانہ ہوے اُدھر نواب صاحب نے محلسرا مین تشریف ارزانی
فرمائی اور یون باتین کرنے لگے۔
ن۔ تم لوگون کی بھی عجب عادت ہے۔ جب دیکھو گی کہ کوئی
غیر آدمی آن کر بیٹھا ہے۔ بس تب ہی خواہ مخواہ غل مچاؤگی
اس وقت ایک بھلے مانس بیٹھے تھے اور یہان چہل ہو رہی
تھی۔ ایک بولی دولھا بھائی اپنے ریجھے ہین۔ دوسری
بولین نگوسوا سے بناؤ چناؤ اور سنگار نکھارکے اور بھی کچھ
آتا ہے۔ گھر بھر کا کچا چٹھا کہ سنایا اور مین دل ہی دل مین
کٹ کٹ کے رہ گیا۔
بہار۔ وہ بھلے مانس نگوڑا کون سٹری سودائی تھا
جو اسقدر وقت بے وقت پنچایت کرنے آ بیٹھا۔
روح۔ ای تو اب کوئی انکے مارے اپنے گھر مین بات نکرے

گھونٹ کر مار نہ ڈالیے۔ واہ یا تو دولھا بھائی اتنی انگریزیت
برتتے ہین کہ ڈاکٹر کو منھ دکھاؤ۔ یا اتنا پردہ کہ کوئی اپنی
چار دیواری مین بھی نہ بولے۔
حسن۔ ہم بھی تو سنین دولھا بھائی وہ بھلے مانس کون تھے؟
ن۔ اجی یہی جو سامنے رہتے ہین۔ شہزادے۔
بہار۔ ہمایون فر۔
ن۔ ہان ہان۔
حسن۔ ارے تو آپ نے آن کر ہمسے کہ کیون نہ دیا۔
روح۔ ای ہان پھر ہم کاہے کو بولتے۔
بہار۔ اپنی خطا نہ کہین گے۔ دوسرون کو مفت مفت
للکارینگے۔
ن۔ اسوقت وہان سے آنیکا موقع نہ تھا۔ حسن آرا۔
تمہاری بڑی تعریف کرتے تھے۔
حسن۔ (رنگ فق)
سپہر۔ کلیجا دھک دھک کرنے لگا۔
روح افزا نے حسن آرا کے چپکے سے چٹکی لی حسن آرا کا
خون خشک ہو گیا کہ بارخدا کہین کسی موذی نے اپنی طرف
سے نمک مرچ لگا کر تو نہین کچھ ٹٹی پٹی پڑھا دی ہے۔ بہار النسا تو رازدان
تھی ہی بات ٹال دی۔
بہار۔ اب وہ چور کہان بھیجا گیا۔
ن۔ مجھسے ہمایون فر نے پوچھا کہ چور کو کس نے گرفتار کیا
مین نے کہا میری چھوٹی سالی نے بہت ہی ہنسے اور کہنے
لگے کہ بڑی عقلمند معلوم ہوتی ہین۔
بہار۔ ارے! ابھی تعریف کرتے تھے حسن آرا کی۔
ن۔ ہان بہت خوش ہوے۔

یہ بات جو سُنی تو حسن آرا کی جان مین جان آئی تو آپ باہر گئے کہ باغ مین مسہری پر مزے سے آرام کرین۔ تو ان بہنون کو باہم مکالمہ کرنے کا اچھا موقع ملا بے تکلفی سے باتین کرنے لگین۔

حسن۔ اُف اللہ جانتا ہی مین تو دھک سے رہ گئی تھی تھر تھر کانپتی تھی کہ یا اللہ دیکھیے کیا ہوتا ہی۔ میرا ماتھا ٹھنکا کہ اُنکا عورت کے بھیس مین یہان آنا اور بیٹھنا اور گاوریان کھانا اور بیدھڑک ہمکو بے حجاب دیکھ جانا اور پتنگ ڈھانا اور خط بھجوانا۔ سارا کچا چٹھا کسی گھر کے بھیدی نے دولھا بھائی سے کہدیا۔

روح۔ اور مین کیا سمجھی؟ مین بھی یہی سمجھی بہن۔ جبھی تو مین نے چٹکی لی کہ ہی ہی غضب ہی ہو گیا۔

بہار۔ میری بری گت تھی اُسوقت اِسی سے مین نے بات کاٹ دی کہ کسی وقت اکیلے مین باتون باتون مین ٹوہ لونگی کہ آخرش یہ ماجرا کیا ہے۔ کچھ سُنین تو سہی۔

سپہر۔ سچ کہون مین تو بھاگ جانے کو تھی۔ جی چاہتا تھا جاکے کنوئین مین کود پڑون۔

حسن۔ ہان صورت دکھانے کے لائق تو نہ رہتی پھر سپہرا اور اُس موے کی بدذاتی اور ڈھٹائی تو دیکھو کہ چور کا نام سنتے ہی آڈٹتا۔ بھلا کیا وجہ تھی اِسکی ایسا کہان کا بڑا رستم تھا خاصہ بدذات ہی چھنٹا ہوا۔

حسن۔ تین بجے ساڑھے تین بجے کے وقت آپ جو آئے تو کیون آئے۔

روح۔ مین بتاؤن۔ اُسکو یہ خبر نہو گی کہ دولھا بھائی گھر پر ہین۔ نہین تو نہ آتا اور جو یہ نہوتے تو چوری کے پھیر مین وہ تو گھر مین گھس پڑتا۔

بہار۔ نہین واہ۔ شہزادہ ہی۔ کوئی ایسا ویسا ہی۔

سپہر۔ کام تو شہدون کے ایسے ہین۔

اب ایک اور لطیفہ سنیے۔ چور آیا غل غپاڑا ہوا یکڑا گیا زمانہ بھر مین ہلڑ مچا محلہ بھر جاگ اُٹھا چور تھانے پر پہونچا۔ مگر بڑی بیگم صاحب ابھی تک خرّاٹے ہی لے رہی ہین جب بیدار ہوئین تو بی مغلانی کو آواز دی۔

بڑی بیگم۔ (ب) مغلانی۔ اری مغلانی۔ کیا مرگئی۔

مغلانی۔ جی کہیے۔

ب۔ کچھ غل سا مچا تھا ابھی۔

راوی۔ سبحان اللہ۔ بہت جلد چیتین۔

مغلانی۔ ہان بیگم صاحب کچھ آواز تو آئی تھی۔

راوی۔ معقول بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی سبحان اللہ

ب۔ ذری کسی سے پوچھو تو۔

مغلانی۔ اری بیوی پوچھنا اسمین کیا ہی۔ بھیڑیا دیڑیا آیا ہو گا۔

ب۔ مین نے آج ہاتھی کو خواب مین دیکھا ہی اللہ بچائے

پیاری کی مان۔ (پیا) بیگم صاحب۔ رات چور آیا تھا۔

ب۔ کیا؟ کس کے ہان۔

پیا۔ آپ کے ہان اور کسکے ہان۔

ب۔ اُف اللہ بچائے۔ مغلانی جاکے پوچھو تو۔ کچھ سب خیریت ہی نہ۔ بس تم اتنا پوچھنا روح افزا سے کہ بڑی بیگم صاحب پوچھتی ہین یہ غل کیسا مچا تھا؟

حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا تینون کی بہن کھلا

ہنس ہنس پڑین کوئی دس منٹ تک قہقہہ رہا۔ شاید ہمارے ناظرین پوچھین کہ بہار النسا بیگم کہان تھین پس ناگفتہ بہ نواب صاحب جانین اور وہ جانین۔

حسن۔ امان جان بہت جلد جاگین۔ بی مغلانی کیا تم بھی گھوڑے بیچکر سوئی تھین۔ اللہ ری نیند۔

مغلانی۔ ذری آنکھ لگ گئی تھی۔ مگر کچھ غُل کی آواز ضرور آئی تھی۔

حسن۔ کچھ کچھ! محلہ بھر جاگ اُٹھا تمھارے نزدیک کچھ ہی کچھ غُل تھا۔ ٹھیک۔

روح۔ دونون اچھی رہین۔ چور آیا۔ غُل مچایا۔ کوٹھوں کوٹھوں دوڑا۔ پکڑا گیا۔ تھانے بھیجا۔ اب جب سب کے سب سونے لگے تو تم آن کے پوچھتی ہو کہ کیا غل مچا تھا۔

سپہر۔ امی کاہیکے واسطے بہکاتی ہو۔ بی مغلانی تم جاکے سورہو۔ غُل تھا نہ ڈول تھا کوئی سوتے سوتے برّا اُٹھا ہوگا تم جاؤ سورہو۔

حسن۔ جاکے بڑی بیگم صاحب سے کہدو کہ چور آیا تھا مگر جاگ ہوگئی۔

مغلانی۔ ای خدا نہ کرے۔ بُری فال مُنھ سے نہ نکالو۔

تینون بہنین مغلانی کی سادگی پر بے اختیار ہنس پڑین

حسن۔ اُف بہن پیٹ مین بل پڑگئے۔

روح۔ میرا تو بُرا حال ہو مارے ہنسی کے۔ اُف

سپہر۔ بی مغلانی تمنے تو دھوپ مین بال سفید کیے ہین۔ سُنتے جاتے ہین کہ چور تھا نہ دور تھا۔ یہ دونون بہنین ملکے تمکو بیوقوف بناتی ہین تم مانتی ہی نہین ہو۔

مغلانی۔ اے گیا چولھے مین نگوڑا چور۔ ادھر آنیکا رُخ کرے تو آنکھین ہی پھوٹ جائین موے کی۔ کیا ہنسی ٹھٹھا ہو اندر سے باہر تک اللہ کی عنایت سے پچاس آدمی۔ چور مونڈی کاٹا آئیگا کدھر سے۔

سپہر۔ دیکھو تو سہی بھلا۔ اور پھر بُری فال مُنھ سے نکالنا۔

مغلانی۔ ابھی بڑی بیگم سُن لین تو غُل مچائین۔

سپہر۔ اور نہین تو کیا اُنکو ایسی باتون سے بڑی چڑھ ہو۔

بی مغلانی کو نیند کے جھونک مین اُٹھنا بڑا اخار گذرا تھا یہاں آئین تو ان سب نے ملکر بنا ڈالا جھنجھلائی ہوئی گئین اور بڑی بیگم سے یون کہنے لگین۔

مغلانی۔ ای حضور نہ کچھ ہو نہ وہو۔ بیکار و بیکار کو جگایا۔

ب۔ آخر کچھ کہو گی بھی یا بڑبڑایا کروگی۔

مغلانی۔ (لیٹ کر) کہوں کیا بیوی۔

ب۔ آخر کہین گئی تھین۔ کچھ پیغام کہا۔ غُل کیسا تھا۔ چور آئے تھے۔ بھیڑیا تھا۔ کیا تھا۔

مغلانی۔ نہ بھیڑیا تھا نہ چور تھا نہ کہیں غل تھا نہ شور تھا کوئی سوتے سوتے برّا اُٹھا بس اور تھا کیا۔

ب۔ پیاری کی مان۔

پیا۔ آئی حضور آئی کہیے۔

ب۔ تم باہر جاکر آدمیوں سے ابھی پوچھو کہ یہ غُل کیسا تھا۔

پیا۔ بیوی مین ابھی گھڑی ڈیڑھ گھڑی ہوئی کہ باہر سے آئی ہون۔ کوٹھے پر کل منھا آیا تھا۔ کوٹھری کا قلف (قفل) توڑکر جمع جتھا ٹٹولتا تھا (مگر) صندوق جب اُٹھایا تو بھڑبھڑا کے گر پڑا ہاتھ سے بس جاگ ہوگئی اتنے مین نواب صاحب کوٹھے پر سے ننگی تلوار لے کر دوڑ آئے۔

(پیاری کی مان کھانسنے لگی) -

ب - ہان ہان پھر - کھانسی بھی نگوڑی اسیوقت آتی ہو -

پیا - پھر چور کو پکڑ لیا بس نیچے لے گیا وہ سئیس پکڑکے مین آتو آمحلہ بھر جاگ اُٹھا - سب دوڑ آئے بیوی ہین کیا کہون - کئی گھونسے پڑے - دے تکی - کچومر نکال ڈالا -

ب - خورشید دولہا کے دشمنون کو تو کہین چوٹ ووٹ نہین آئی -

پیا - نا بیوی ایک پھانس تک تو چبھی نہین -

ب - چور کچھ لے تو نہین گیا -

پیا - ایک جھنجھی تک نہین - لیجاتا تو ضرور مل جاگ جو ہو گئی -

ب - چور اب ہو کہان

پیا - نواب صاحب نے اُسکو خادم حسین کے سپرد کرکے تھانے پر بھیجا ہو -

ب - گیا موا جھل خانے - (جیلخانہ)

مغلانی - اب چکی پیسنی پڑیگی -

ب - تو تو کہتی تھی کہ کوئی سوتے سوتے بڑا اُٹھا تھا - چھوٹی زمانے بھر کی - ذرا صاف صاف نہ پوچھا گیا چل جا ہٹ -

مغلانی - ای بیوی حسن آرا بیگم -

ب - بس چلو اب بہت باتین نہ بناؤ - شرماتے نہ شرمانے دے -

روح - (حسن آرا سے) اب نہ سوؤ نہین تو نماز قضا ہو جائیگی -

سپہر - ای نہین ابھی کوئی چار کا عمل ہو گا -

حسن - چار بج گئے - ہماری بھی آنکھین جھپکی پڑتی ہین ابھی دو گھنٹے رات ہے -

بہار النسا بھی تشریف لائین -

بہار - اب دو گھنٹے رات کہان ہو چار بج گئے ساڑھے پانچ پر تڑکا ہوتا ہو -

حسن - ہان جب ہی - ہے

مرغان سحر چہک رہے ہین | گلہاے چمن مہک رہے ہین

بہار - چشم بد دور ہماری بہن کیا جلد شعر کہہ لیتی ہین کسی روز اپنے دولہا بھائی کو شعر سناؤ -

حسن - واہ ہم کیا اور ہمارے شعر کیا - کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا -

بہار - ای تم سب نے ملکر قہقہہ لگایا تھا - نواب سمجھے کہ اُنکو تم کسی بات پر ہنس رہی ہو ہمسے کہا کہ تمہاری بہنین ہمکو ہنس رہی ہین - چھیڑ خانی بُری - پھر ہم بھی چھیڑینگے تو اپنی داؤن بُرا نہ لگے -

روح - اوہو - اوہو - چھیڑینگے -

سپہر - کیسے شوق سے چھیڑین -

حسن - بڑی بہن کے پیارے دولہا ہین نہین تو ہم سب ملکر اُنکو بنا لیتے -

خیر اسی چھیڑ چھاڑ اور چہ میگوئی مین پو پھٹنے لگی - اب تھانے کا حال سنیے کہ کوئی ساڑھے تین بجے کے وقت نواب صاحب کے نوکر چور کو لے کر تھانہ پر پہونچے تھانہ دار صاحب نذار دجمعدار شراب پیے مست پڑے ہین محرر چوک کے کسی کمرے پر ہین کانسٹبل اپنی اپنی ڈیوٹی پر صرف ایک برق انداز تپائی پر بیٹھا اونگھ رہا ہو -

خادم حسین۔ (خا) (ملازم نواب صاحب)
صوبہ دار صاحب ہین۔
کانسٹبل۔ اونگھ رہا ہو۔
خا۔ ارے یہان کوئی ہو۔
کانسٹبل۔ (پینک مین)
خا۔ ارے یہان کوئی ہو یا سب کو سانپ سونگھ گیا۔
خدمتگار۔ (خد) اچھا سناٹا ہو۔
خا۔ (آگے بڑھکر) ارے کوئی ہو۔ ؟۔
کانسٹبل۔ حکم در۔
خا۔ ذرا سامنے آؤ۔
کانسٹبل۔ کون ؟۔
خا۔ خادم حسین۔
کانسٹبل۔ کہان سے آئے ہو۔
خا۔ اب یہانتک آؤگے بھی کہ وہین سے باتین بناؤگے
خد۔ کب سے حیران ہین کچھ ٹھکانا ہو۔
کانسٹبل۔ (اُٹھکر) کہان سے آئے ہو۔ کیا کوئی واردات ہو گئی۔
خا۔ ہان انکو پہچانو۔ رات کو کوئی تین بجے چوری کرتے ہوے یہ پکڑے گئے۔
کانسٹبل۔ اُف۔ وہی جھگڑے کی سنائی۔ کتنے کی چوری ہوئی۔
خا۔ چوری ہونے نہین پائی تھی کہ جاگ ہو گئی۔
کانسٹبل۔ پھر۔
خا۔ پھر یہ پکڑے گئے مشکین کسی گئین ذلیل ہوے۔
کانسٹبل۔ محلہ کا کانسٹبل تو ساتھ آیا ہی نہیں۔

خا۔ کانسٹبل کسی حلوائی کی بھٹی مین سو رہا ہوگا۔ برق انداز کا کہین پتا ہی نہ تھا۔
خد۔ سارا محلہ بھر اُمنڈ آیا مگر سپاہی کا پتا نہ تھا۔
کانسٹبل۔ جب مال کچھ چوری ہی نہین گیا تو اُسکو پکڑ کیون لائے بیچارے کو۔
چور۔ (مارے خوشامد کے) ہان صوبہ دار صاحب دیکھو تو بھلا
کانسٹبل۔ بیکار جھگڑا اٹھایا۔
خا۔ اب کچھ رپٹ وپٹ لکھوگے یا نہین۔
کانسٹبل۔ اجی کیسی رپٹ۔ آئیے وہان سے رپٹ لکھو چھوڑ دو چور کو۔
خا۔ واہ چھوڑ دینے کی ایک ہی کہی۔ لکھیم پور کے تھانے پر مین بھی چار مہینے محرر رہ چکا ہون۔ اور سنئے کہنے لگے چھوڑ دو۔ واہ واہ واہ۔
کانسٹبل۔ نہ چھوڑوگے تم۔
خا۔ ہوش کی دوا کرو میان۔ کسی اور بھروسے نہ بھولنا مین کسی ایسے ویسے کا نوکر نہین ہون۔ میان بڑے نامی وکیل ہین اور گھر کے رئیس۔ چھوڑ دینے کی ایک ہی کہی اسکے ساتھ تمکو بھی پھنسواؤن تو سہی۔ محلے کے برق انداز کی تو نوکری مین فرق آگیا سمجھو۔ وہ تو بچتا نہین نظر آتا۔
کانسٹبل۔ (چور سے) ابے تجھے اُنھون نے کتنے گھنٹے اپنے ہان رکھا تھا۔
چور۔ صاحب پکڑ کے بس یہان لے آئے۔
کانسٹبل۔ دُت گو کھے۔ ابے تو کہنا کہ مین راہ راہ چلا جاتا تھا انسے مجھ سے لاگ ڈانٹ تھی انھون نے گھات پاکر مجھے پکڑ لیا اور خوب پیٹا اور چار گھنٹے تک اصطبل کی کوٹھری مین ؟

بندر کھا۔

چور۔ لاگ ڈانٹ کیا بتاؤن۔

کانسٹبل۔ کہدینا کہ اس شخص کی جورو پر یہ بری نگاہ ڈالتے تھے تو مین نے کئی دفعہ انکو ٹوکا۔ یہ زبردست مین غریب آدمی۔ بس لاگ ڈانٹ ہوگئی۔

چور۔ مگر میری جورو تو چار برس ہوے ایک کے ساتھ نکل گئی۔

کانسٹبل۔ بس تو بات بن گئی۔ کہدینا کہ انھین کی سازش سے نکلی تھی۔

چور۔ مین گانون پر تھا جب وہ ایک کے ساتھ چل دی۔

کانسٹبل۔ اچھا تیرے گھر مین کوئی اور جوان ہے۔

چور۔ ہان۔ بہن ہے۔

کانسٹبل۔ کیا سن ہو گا۔

چور۔ لڑکوری ہے۔ کوئی بیس بائیس برس کی ہوگی

کانسٹبل۔ کیسی ہے؟

چور۔ آپ سے رنگ کھلتا ہے۔

کانسٹبل۔ بس اُسی کا نام لینا۔ تو انپر دو جرم قائم ہوگئے۔ ایک یہ کہ جھوٹ موٹ تجھکو پھانس لیا۔ دوسرے حبس بیجا۔

چور۔ اچھا۔

خند۔ اسوقت کچھ ہنسی آتی ہے اور کچھ غصہ آتا ہے۔

کانسٹبل۔ جب بڑا گھر دیکھو گے تب ہنسی کا حال کھل جائے گا۔

خند۔ ہمارے ہی گھر مین چوری ہو اور ہمین ہنسین ؟

کانسٹبل۔ رات کو میٹھی نیند مین تمنے جگایا ہے۔ دیکھو تو ہوتا کیا ہے چڈا گھیرو۔ چلو روزنامچہ لکھا دو۔

خا۔ تین بجے کے وقت کوٹھے کی کوٹھری مین دھما کے کی آواز آئی بیگم صاحبہ کی بڑی صاحبزادی جاگ اٹھین تو دیکھا کہ کوٹھری مین روشنی ہے روشنی دیکھتے ہی آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا۔ تھوڑی دیر مارے ڈر کے نہ بولین پھر جلدی سے اپنی بہنون کو جگایا۔ انھون نے جو غل مچایا تو الصاحب سہ منزلہ پر سو رہے تھے فوراً اٹھے اور تلوار جو انکے سرہانے رکھی تھی لیکر جھپٹ پڑے۔

کانسٹبل۔ ذرا ٹھہرو تلوار کا لائسنس انکے پاس ہے جو لائسنس نہو تو چودہ ہی برس کو بھیجون۔

خا۔ پورے بیس برس کو؟ بھائی کچھ تو میعاد کم کر۔

کانسٹبل۔ دیکھو معلوم ہوگی۔

خا۔ ایک تلوار کا لائسنس! انکے ساتھ بیس تو سپاہی تلوار باندھے نکلتے ہین۔ یہ ایک ہی تلوار لیے پھرتے ہین ہونھ

کانسٹبل۔ اچھا خیر کہو کہو۔

خا۔ زینے پر دونون کی مڈھ بھیڑ ہوئی۔ چور نے چھری نکالی انھون نے تلوار کا بھرپور ہاتھ چھوڑا تو چور گھبرا کر پیچھے ہٹا اور زینے پر سے نیچے بھاگا۔ اور ایسا گھبرایا کہ گر پڑا گرنا تھا کہ نوالصاحب چھاپ بیٹھے پھر ہم لوگ پہونچے پکڑا چور کو نیچے لائے۔ پھر تو صدہا آدمی جمع ہوگئے۔

کانسٹبل نے لکھنا شروع کیا مگر خیر سے لکھے پڑھے واجبی ہی واجبی تھے ذرا عبارت اور املا ملاحظہ فرمائیے

وہو ہذا

آیا چور وقت رات کے تین بج کے۔ اور نشان کے

مالک مکان بیگم با شوہر (مشہور) بڑی بیگم تین بجے رات آیا اور دھم لگا تو ساہب جادین (صاحبزادی کی خرابی) بیگم کی ڈر کے اپنی بہنون کو جگ آیا (جگایا) بہنون کو جگ چکی تو غول (غل مچایئن- چور بھاگ کے جلنیے (زینے) پر اور نواب بھی تلوار لگائی- نہ لگ ہی (لگی) چور بھاگا نواب نے پکڑ لیا جب چور گر پڑا تو نوکر لوگ آئے چور کو پکڑ لائے-

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

میان آزاد فرخ نہاد نے جو ایک پری رخ مہ پارہ تربیت یافتہ خاتون نیک سیرت کو اسدرجہ ہمدرد پایا تھا تو وحشت دل کسیقدر دور ہوئی تھی جب کبھی حسن آرا کا چاند سا مکھڑا اور بھولی بھولی پیاری پیاری باتین یاد آتی تھین تو دو گھڑی غم غلط کرنے کے لئے ونیشیا کے پاس جا بیٹھتے تھے- اِس شایستہ لیڈی کی قدرتی دلربا نگاہین اور سچی ہمدردی کی باتین میان آزاد کے ساتھ وہ کرتی تھین جو کتے کے ساتھ اور مار گزیدہ کے ساتھ تریاق اور عاشق زار کے ساتھ بوسہ لعل نگار گلعذار کرتا ہے- ایک روز شام کے وقت ونیشیا ٹھکر اٹھلا رہی تھی میان آزاد نے مسکرا کر کہا کہ آج ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے عجب لطف دکھاتے ہین- ونیشیا بولی کوئی ہمارے دل سے پوچھے کہ ہم کیسے بشاش ہین- یہ کہکر میان آزاد کے ہاتھ مین ہاتھ دے کر اور بھی ناز و ادا سے اٹھلانے لگین نیلگون فرانسیسی گون پر عالم تھا اور ایک نئے فشن کی تیرشن ٹوپی زیب سر تھی جس سے بانکپن بھی بانکپن کا سبق لیتا- نازک کمر ی اُسپر طرہ تھی- الوڈی رونا لینیے عطر گلاب خالص کی بو باس اور زلف چلیپا سے وہ

لپٹین آتی تھین کہ مست کیئے دیتی تھین- اگر میان آزاد ایک ایک پیاری ادا کی قیمت ہفت اقلیم کی بادشاہی بھی لگاتے تو بھی کم تھی-

> ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ
> نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

جسطرح بہن کو بھائی کا پیار ہوتا ہے اسیطرح یہ آزاد کو دل سے چاہتی تھین اور اُنکے میان بھی آزاد کو مثل اپنے حقیقی بھائی کے سمجھتے تھے اور چونکہ ایلیٹن کی جان آزاد نے بچائی تھی اِس سبب سے دونون میان بی بی کو اُنسے ایک قسم کا عشق ہو گیا تھا- ونیشیا کا فرط محبت سے میان آزاد کے ہاتھ مین دست سیمین دیکر اٹھکیلیان کرنا اور گیسوے عنبرین سے دماغ جان آزاد کو رشک خطا و ختن بنانا اور اِس گلبدن کا بار بار مسکرانا عجب کیفیت دکھلاتا تھا سہ

> ای خوشا صبح کہ عاشق ز شکر خواب وصال
> دست در گردن معشوق حمائل برخاست

اِتنے مین اُنکے کھانے کا وقت آیا- میان آزاد اور لفٹنٹ ایلیٹن اور ونیشیا اور ایک بڈلہ سنج مبیٹھ کر ڈنر کھانے لگے-

م- بس بنا لیا-

بڈ- اجی ایکدن بڑی دل لگی ہوئی- ہم ڈبلن سے کوئی دس میل کے فاصلے پر ایک دوست کے یہان فروکش ہوے- شب کو دوست کے خدمتگار کی جورو دس انڈے آقا کی چوری سے چٹ کر گئی جب اُنکی بیوی نے پوچھا کہ یہ انڈے کہان گئے تو خدمتگار نے بگڑی ہوئی بات بنا کر کہا کہ بلی کھا گئی خیر- مگر بندۂ درگاہ نے

دیکھ لیا تھا کہ بڑی بلّی چکھ چکی ہین تھوڑی دیر کے بعد
بلّی آئی تو چھلا کر خدمتگار کی جورو نے اپنے میان سے
کہا کہ خدا کے لیئے اس بلّی کا کچھ علاج کرو تب تو ہم سے
نہ رہا گیا۔ ہمنے بہ آواز بلند کہا کہ بڑی بی کہین ایسا نہ کرنا
کہ بلّی کو مار ڈالو۔ پھر انڈے ہضم نہ ہونگے۔ افوہ مصرع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

عورت نے تو سانس تک نہ لی۔ مگر خدمتگار بے اختیار ہنس پڑا۔
آزاد۔ واللہ ہر تو یون ہی کوئی برتن ٹوٹ جائے
بلّی کا نام بد۔
بد۔ ایک مرتبہ ہمارے ایک لڑکے کے چیچک نکلی۔
دوسرا بھی مبتلا ہوا رفتہ رفتہ محلے بھر کے بچے اسی مرض مین
گرفتار ہوے۔ خیر ڈاکٹر صاحب نے جب بل بھیجا تو
فیصدی بیس پونڈ کے حساب سے کم کر کے فیس بھیجدی
انھون نے بڑی شد و مد سے خط لکھا کہ فیس خلاف ضابطہ
کم کیون بھیجی۔ مین نے جواب لکھا کہ کمیشن مجرا کر لیا۔ پوچھا
کمیشن کیسا مین نے کہا حضرت ابتدا چیچک کی ہمارے ہی
گھر سے ہوئی۔ اگر ہمارے بچون کو چیچک نہ نکلتی تو اتنے لڑکے
کیون مبتلاے مرض ہوتے لہذا ہمارا کمیشن واجبی ہے۔
ص۔ پرسون تمھاری سالگرہ ہے۔
بد۔ چھوٹی چھوٹی لڑکیون کو خواہش ہوتی ہے کہ سال مین
بارہ مرتبہ سالگرہ ہو۔ مگر جب ذرا سیانی ہوئین پھر
البتہ سالگرہ کے نام سے چڑھ جاتی ہین تو وجہ کیا۔ بات
یہ ہے کہ کم سن لڑکیون کو تمیز کہا کہ سن دس سال اور جوبن
کیا چیز ہے۔ مگر جہان بیس بائیس کی ہوئین اور جوانی اور
جوبن نے رنگ دکھایا بس پھر تو مناتی ہین کہ یا اللہ برس بس
کے بعد سالگرہ آئے ایسا نہو کہ جوانی جواب دیکر چلدے
اتنے مین لفٹنٹ اپلیٹن نے پوچھا کہ اس گلاس مین
برانڈی لبالب بھری ہے نہ۔ تو حضرت بذلہ سنج کیا فرماتے
ہین کہ مان گلاس کے نیچے حصے مین تو لبالب بھری ہے
مگر اوپر کے حصے مین نہین نظر آتی۔
آزاد۔ آپ شادی کیون نہین کرتے حضرت۔
بد۔ بیوی چل بسین۔
آزاد۔ دوسری شادی کیجیے۔
بد۔ بھئی پہلی شادی سے ہم سیکھ گئے کہ جورو کا ملنا تو
آسان ہے مگر شادی کے بعد اسباب کا دستیاب ہونا البتہ
ٹیڑھی کھیر ہے۔
آزاد۔ کیا خوب یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ایک صاحب
نخاس مین کوڑا خریدنے گئے لوگون نے پوچھا حضرت
کوڑا کیا کیجیے گا۔ گھوڑا تو آپ کے پاس ہے ہی نہین مسکرا کر
فرمایا کہ بس ذرا سی بات تک نہ سمجھ مین آئی۔ اجی پہلے
کوڑا سستا سا خرید لین پھر تو گھوڑے کی ضرورت ہوگی
مقدم تو کوڑا خریدنا ہے۔ گھوڑا تو رفتہ رفتہ
مل ہی جائے گا۔
بد۔ ہم ایک شرط کے ساتھ شادی کرین گے۔
آزاد۔ پھر نکاح کی شرطین تو سخت ہوا ہی کرتی ہین
م۔ وہ شرط کیا ہے۔
بد۔ بیوی بیوہ ہو۔ مگر دو شوہرون کو چٹ کر چکی ہو
آزاد۔ معقول!
بد۔ اور دس بچے ہون۔
م۔ اخوہ یہ بچون کی قید کیون کی۔

بند۔ این! یہ آپ نہین سمجھین۔ اگر جوان بیوی آئی تو وہ ہمکو ٹھیک بنائیگی ناز برداری کرتے کرتے ناک مین دم آجائیگا مسن بیوی اسی کو غنیمت سمجھیگی کہ شادی تو ہوئی نخرے بھی کم کریگی اور بیچ بڑے کام آئینگے۔

آزاد۔ وہ کیا۔

بند۔ قحط کے دنون مین کوڑے کر ڈالینگے۔

بند۔ دنیا مین بعض اوقات اچھی باتون کو بھی لوگ برا سمجھنے لگتے ہین لوگون کا قاعدہ ہو کہ اگر کسی جوان لیڈی کو ذکورون سے کم ملتے جلتے دیکھا تو کہا کہ فلان لیڈی گو کم سن ہو مگر مردون کی صورت سے اُسکی طبیعت نفور ہو ہاے طبیعت جوان نہین بوڑھی عورتون کی سی باتین اور خو بو ہو۔ اگر نوجوان خاتون کفایت شعار ہوئی تو بھی یہ مشہور ہو گا کہ ابھی کم سن ہوتی تو فضول خرچی کی طرف ضرور مائل ہوتی۔ یہ کنجوس ہو جیسے بوڑھی عورتین ہوا کرتی ہین اگر نوجوان لیڈی گرہستی کے کاروبار مین طاق ہوا اور تدبیر منزل اور امور خانہ داری کا نہ دل سے خیال رکھنے لگے تو بھی ایک دیرینہ روز کی پھبتی حضرات اُسپر چست کرینگے۔ اگر نوجوان لیڈی نے جانورون پر رحم ظاہر کیا اور اُن بے زبانون پر سختی نکی تو بھی ظاہر بین آدمی یہی راے اُسکی نسبت قائم کرینگے کہ وہ مسن عورتون کی خو بو کیطرف زیادہ متوجہ ہو۔ جوانی کی اُمنگ جیسی چاہیئے وہ بات نہین۔ لاحول ولا قوۃ اب فرمایئے۔ کفایت شعاری انتظام خانہ داری مردون سے کم ملنا جلنا بے زبان جانورون سے برحم پیش آنا اسمین کیا گناہ ہو۔ مگر واللہ کیا بھیڑیا دھسان خلقت ہو۔

ص۔ مشہور تو ایسا ہی ہو جیسا آپ نے کہا۔

آزاد۔ ہان واقعی یہی حال ہو کہ کم سن عورت کفایت شعار ہوئی اور نوجوانون کے زمرے سے گویا خارج کی گئی واہ اچھا انصاف ہو۔

بند۔ لیڈی کو اور چاہے جو کچھ کہو مگر ایک بات نہ کہو۔

آزاد۔ وہ کیا۔

ص۔ وہ کون بات ہو۔ بھئی ہم بھی سنین بھلا۔

بند۔ دو برس گھٹا کر عمر بتاؤ۔ دو دن بڑھا کر عمر نہ بتاؤ۔ اگر پچیس برس کی عورت ہو تو اُس کو بائیس برس کی کہو۔ خوش ہو جاے اور جو پچاس برس کی ہو اور سوا پچاس کہو تین مہینے بڑھا کر تو معاذاللہ اسقدر بگڑے کہ توبہ ہی بھلی۔

م۔ ہان بس جتنے عیب ہین سب عورتون ہی مین ہین تم لوگ بالکل بے عیب ہو اور کفایت شعاری نوجوان سے منزلون دور رہتی ہو۔

آزاد۔ آپ دن کے وقت پیدا ہوے تھے۔ یا شب کو

بند۔ امان کہتی تھین کہ کچھ رات باقی تھی جب ہم دنیا مین نازل ہوے۔

م۔ کتنی رات باقی تھی۔

بند۔ ایہی کوئی منٹ سوا منٹ رات ہو گی بس۔

ونیشیا اور اسپلین منٹ بھر رات کا فقرہ سنکر بے اختیار ہنس پڑے اور میان آزاد نے بیٹھے ٹھوکی کہ اُستاد اس فن کے بانی کار ہو کوئی دو گھنٹے تک یہی دل لگی رہی اتنے مین کیا دیکھتے ہین۔ کہ میان خوجی لڑھکتے ہوے چلے آتے ہین ایک سوکھا کتا راہا تھ مین ہو بند لہ سچ نے

کہا آئیے آئیے بس آپ ہی کی کسر تھی

خ۔ مجھے بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ کسی سے پوچھون تو یہ سمندر ہے کیا شی۔

م۔ ہان ضرور پوچھیے۔ (بذلہ سنج کو دکھا کر) انسے پوچھیے یہ ایسے معاملات سے خوب واقف ہین۔

خ۔ کیون حضرت یہ سمندر کیا شی ہے اور کس فقیر کی دعا سے بنا۔

بذ۔ تاریخ الحمقا مین اسکا کل حال درج ہے۔

خ۔ کچھ تو فرمائیے۔

بذ۔ اگلے وقتون مین جب لوگ کپڑون کے عوض کھال پہنتے تھے اور جانوران صحرائی کے کچے گوشت پر بسر کرتے تھے۔ ایک ملک تھا گھامڑ نگر۔

خ۔ ذری ٹھہر جائیے گا۔ وہان افیم بھی بکتی تھی۔

بذ۔ اُس ملک کے باشندے بڑے جری اور سپاہی آدمی تھے۔ مگر پستہ قد۔

خ۔ (مونچھون پر تاؤ دیکر) ہون ہون۔ پستہ قد تو جری ہوتے ہی ہین۔

بذ۔ لیکن کوئی باشندہ بغیر قرولی باندھے گھر سے نہین نکلتا تھا۔ قرولی نہو قرابینچہ سہی۔

خ۔ (اکڑ کر) کیون میان آزاد۔ وہی بات آگئی نہ۔

بذ۔ ایک اُن لوگون مین سخت عیب تھا۔

خ۔ ارے! وہ کیا! بتاؤ تو جی۔

بذ۔ سب مرد و زن افیم پیتے تھے

خ۔ (تیوری پر بل چڑھا کر) او گیدی۔

آزاد۔ ہائین ہائین! شریف پور جنٹلمین سے یہ سخت کلامی۔

خ۔ ہم تو مرے پانؤن۔ اور ہاتھون سے سٹک تھک گئے۔ آپ شریف لیے پھرتے ہین۔ نہ ہوئی قرولی ورنہ ڈھیر کر دیتا۔ او گیدی۔

بذ۔ غرض کہ کوئی افیم کا شائق نہ تھا۔

خ۔ ایین! کیا! شائق نہ تھا۔

بذ۔ کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جہان افیمی نہو۔ دن رات افیم ہی گھلا کرتی تھی۔

خ۔ (ہنسکر) ہان۔ یہ مانا۔ واہ کون ملک تھا۔ ہاے ہم نہ ہوے۔

بذ۔ مرد تو وہ بانکے تھے پستہ قد مگر عورتین گران ڈیل۔

خ۔ یہ بُری سنائی۔ زعفران وہین کی ہوگی۔

آزاد۔ (ہنسکر) ہان واللہ کیا کہی ہے۔

بذ۔ جہان میان ذرا اکڑے اور بیوی نے بغل مین داب کر دو تین جھٹکے دیے یاد بابا اور بازار بھر مین ہنڈایا۔

خ۔ (اُچک کر) اہاہاہا۔ یار سنتے ہو۔ وہ بیوی بیاہنے کا تھا۔ کیون اب تو اس گیدی کا مکان بھی مل گیا۔ اچھا ٹھہر جاؤ چچا بنا چھوڑون تو سہی۔

بذ۔ وہان کے باشندے کیدانیان کرتے تھے۔

خ۔ جھک مارتا تھا ہمارا باپ۔

آزاد۔ ایین! باوحشت خیر ہے میان۔

خ۔ واللہ جھک مارتا تھا گیدی۔

آزاد۔ کون جھک مارتا تھا۔

خ۔ ہمارا باپ۔

آزاد - شاباش - خلف الرشید پیدا ہوے کہ باپ کو بھی گالی سے نہ چھوڑا -

خ - اجی وہ ہمارا باپ ہی نہ تھا - جھوٹا تھا گیدی

آزاد - آخر اب کیونکر جانین -

خ - قرولیان بھونکنے کا مردک نے کام کیا جھک مارتا تھا

م - (کھلکھلا کر ہنس پڑین) شاید سچ کہتا ہو -

خ - قسم قرآن کی جھک مارتا تھا مردک -

آزاد - معقول ایسے بگڑ گئے -

خ - قسم امام حسینؑ کی جھک مارتا تھا پاجی بلکہ اور اپج -

بیٹس باد -

اس بیٹس باد پر میان آزاد آدھ گھنٹے تک ہنسا کیے

خ - آزاد کے نمک کی قسم جھک مارتا تھا -

آزاد - آپ کے والد بھی تو پستہ قد تھے -

خ - نہین وہ لمبا بیوقوف تھا - مگر امان البتہ گرانڈیل تھین چشم بد دور وہ اسی ملک کی تھین جسکا یہ ذکر کر رہے ہین -

آزاد - لیکن پھر شادی آپکے باپ کے ساتھ کیونکر ہوئی

خ - اجی بھگا لایا ہوگا بدمعاش - اماں سیدھی عورت تو چشم بد دور تھی ہین - آگئین دم مین -

آزاد - کیا زندہ ہین -

خ - انکو کوئی بیس برس ہوے انھین دفنائے ہوے کو -

آزاد - پھر یہ چشم بد دور کیون بار بار کہتے ہو -

خ - الفت کی وجہ سے -

م - تو وہ کیسکے ساتھ بھاگ آئی تھین -

خ - اجی اسی باپ کے ساتھ -

م - اپنے باپ کے ساتھ یا آپکے باپ کے ساتھ -

خ - میرا باپ کاہے کو ہوا - جھک مارتا ہو کہ ہمارا باپ بنتا ہو ہم بھی اسی ملک کے ہین -

آزاد - تو مصنوعی باپ تھا -

خ - بیشک کیا مزے سے باپ بن بیٹھے گیدی ایسی ہی باتون پر تو ہم قرولی بھونکتے ہین -

م - آپ کسی امیر کی گود کیون نہین بیٹھ جاتے -

خ - ہان کیا مضائقہ ہی - مگر افیمی ہو ورنہ ہم اسکو آدمی ہی نہین سمجھتے جو افیم نہ پیئے -

م - چین مین جاؤ -

خ - ہان صاحب اس ملک مین اور کیا کیا ہوتا تھا بھلا اس ملک کے آدمیون کی تصویرین بھی تمھارے پاس ہین -

م - نہین تو مگر دے دین - بس بالکل تمھارے ہی سے ہاتھ پاؤن تھے کرارے جوان مگر پاس قرولیان اور پونڈا بہت کھاتے تھے -

خ - اہو ہو ہو وہ ہمارے آبا و اجداد تھے سب -

م - مگر آپ کی والدہ شریفہ نے جل دیا -

خ - میان آزاد دیکھو بس انھین باتون مین تم سے ہم سے نہین بنتی - مرد خدا وہان سے تو لمبے چوڑے اقرار کرکے لائے تھے کہ قرولی ضرور لے دینگے اور یہان سلامت مکر گئے لے اب یہین قرولی منگا دو تو خیریت ہی - ورنہ ہم بگڑ ہی جائینگے - واللہ کون گیدی دم بھر ٹھہرے یہان -

آزاد - اور یہان سے آپ جائینگے آخر کہان جہنم جائیے - جائیے نہ بسم اللہ -

م - انکے پاس کچھ روپیہ رو پیہ بھی ہی یا مفلس ہی ہین -

آزاد - جی مین انکا خزانچی ہون - چاہے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو چٹکیون مین حاضر کرتا ہون -

ید - اس خزانچی کے لفظ پر ہمین ایک لطیفہ یاد آیا -

آزاد - آپکے پاس بھی تو لطائف وظرائف کا خزانہ بھرا ہو چشم بد دور - فرمائیے -

ید - شادی کے قبل نوجوان و نوخیز لیڈیان اپنے مطبوع شوہر کو اپنا خزانہ کہتی اور سمجھتی ہین - شادی ہونے کے بعد خزانے سے خزانچی اسکا نام بدل دیتی ہین - صبح شام فرمایشون کی گرم بازاری ہوا کرتی ہی - آج اخبار مین نئی فیشن کی لیس کا اشتہار پڑھا اسی پر لٹو ہو گئین کل پڑھا کہ پیرس مین لیڈیون کی نازک نازک طلائی گھڑیان بکتی ہین - وہ فوراً منگوالین میان کی تنخواہ مین چاہے ٹکا نہ بچے - اُن کو اس سے کچھ سروکار نہین خزانچی کے خزانچی میان کے میان -

م - اچھا ہوا تمھاری بیوی بیچاری چل بسین ورنہ تم تو انکو گھونٹ گھونٹ کے مار ڈالتے -

ید - شادی کے بعد وہ ایسی رونی صورت بنائے رکھتی تھین کہ معلوم ہوتا تھا آج باپ کے مرنے کی خبر آئی ہی - دو برس کے بعد بوجوہ چند در چند مجھے چھ مہینے کے لیے جدائی ہوئی چھ مہینے کے بعد جو دیکھتا ہون اللہ ہی اللہ - بات بات پر مسکرانا اور بات بات پر قہقہے لگانا - بات ہوئی اور کھل کھلا دین مین نے ایک دن پوچھا کہ کیا تم وہی ہو جو ناک بھون چڑھائے رہا کرتی تھین مسکرا کر کہا ہان ہون تو وہی کیون مین نے کہا شکر ہو کہ کایا پلٹ تو ہوئی یا تو بولتی ہی نہ تھین بات کا جواب دینا بھی گران گذرتا تھا اب بات بات پر قہقہے لگاتی ہو - اسکا کیا خوب جواب دیا ہی ہنس کے بولین کہ واہ اسمین تعجب ہی کی کون بات ہی بھلا - ایک دن مجھے خیال آگیا بس تب سے اب ہر وقت ہنستی رہتی ہون - تب تو مین نے اپنا منھ پیٹ لیا - پوچھا تم کیون پیٹتے ہو - مین نے رونی صورت بنا کر کہا کہ بیوی ہم تو خوش ہوتے تھے کہ تم ہنس مکھ خندہ پیشانی ہو گئین اب ہمیشہ تم سے خوب بنے گی - مگر معلوم ہو گیا کہ تمھارے ہنسی اور رونے دونون کا اعتبار نہین - اگر تمھین اسیطرح بیٹھے بیٹھے کسی دن خیال آگیا کہ رونا اچھا - اور رو دین - چلو پھر رونا ہی شروع کر دو گی بس بس معلوم ہو گیا - روؤ تو رنج ہنسو تو خوشی نہین - اور مصیبت تو تب ہی ہوتی ہی کہ جب تیز طبع جوان عورت کی کسی افسردہ دل اور سبک مغز مرد کے ساتھ شادی ہو اسی ہو طوطی را با زاغ در قفس کردند - بیوی کے نکھار سنگار چہل مذاق کے دن میان کا اسّی برس کا سن آج مرے کل دوسرا دن - منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت فرانسیس مین ایک بڑی طباع اور خرد آگاہ لیڈی تھی جسکے دلکش اور دلچسپ ناول مشہور دیار و امصار ہین اس بیچاری پر بھی ایسی ہی مصیبت پڑی تھی - ایک ناول مین اس مصنفہ نامی نے اپنے کھوسٹ میان کا بیان بھی ایک پیرایہ مین درج کیا ہی - سترہ برس کے سن مین جو مراد ون کے دن تھے اور جوانی پھٹی پڑتی تھی اور ہر عضو بدن کان حسن اور جان حسن تھا اتفاق سے ایک بوڑھے کے ساتھ اُس خاتون نوخیز کی شادی ہوئی بوڑھے کھوسٹ کو دن رات سوا اسکے اور کوئی کام نہ تھا کہ بھیڑ - بکری اور بیل گائے بھینس خریدے

اور بیچے یہ عالی گوہر پاکیزہ مشرب چمن طبع شگفتہ جبین تربیت یافتہ خاتون اور ابھی عنفوان شباب اور جوانی کی ترنگ۔ شوہر ملے سر کہ جبین کھوسٹ۔ اپنے ناول مین اپنے شوہر کا حال یون بیان کیا ہی۔ (موچھین سفید آنکھ قہر آلود) جسکے دیکھنے سے ڈر معلوم ہو۔ بات بات پر زبان کٹتی تھی۔ نوکر چاکر اور دسی پردسی گھوڑے کتے تک کی جان نکلتی تھی۔ دیکھا اور دم فنا اور بیوی بھی تھراتی تھی چند سال تک بیچاری نے طوعًا و کرہًا بسر کی ایکدن خبر مشہور ہوئی کہ پیرسن ڈیوڈونٹ کہین چل دین۔ انکا پتا ہی نہین ملتا۔ خدا جانے کہان چلی گئین (پیرسن ڈیوڈونٹ اُس خاتون جمیلہ کا نام تھا) بھاگ کر پیرس کے ایک محلے مین اسنے بود و باش شروع کی اور ناول تصنیف کر کے بھیجے یہ خاتون حسینہ اپنے نادر ناولون کے سبب سے بہت مشہور تھی مگر میان ایسا کمبخت ملا تھا کہ چھوڑتے ہی بن پڑی۔

آزاد۔ حضرت مجھے بھی ایک بات اسوقت یاد آئی۔ ہمارے محلے مین ایک خواجہ صاحب رہتے تھے۔ بڑے باوضع اور خوش مذاق شریف زادے اُنکے ایک لڑکی تھی جو چودھوین برس لڑکی کا نکاح ہوا وہ چھوکری اسقدر حسین تھی کہ اللہ کس بدبخت نے ایسی کافر صورت آجتک دیکھی بھی ہوگی۔ اسکا جوبن پھٹا پڑتا تھا اور وہ سادگی کہ کرو بناؤ کبھی گرد۔ نور کا عالم تھا چال وہ مستانہ ادا وہ معشوقانہ کہ واہ جی واہ عطر پر عاشق تھی۔ اور نفیس طبع اتنی بڑی کہ دن بھر مین تین بار پوشاک بدلتی تھی تقریر کے وقت بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ منہ سے پھول جھڑتے ہین لعل نگارین اور چشم سرمگین پر وہ جوبن تھا کہ انسان پہرون گھورا کرتا۔ شوخی ایک ایک رگ مین کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اس ملک فریب کنواری کو اُسکے بیوقوف اور بدبخت والدین نے ایک گنوار جاہل بدشعور بدصورت کے ساتھ بیاہا جسکے چیچک کے داغ اور کالا کوئلہ چہرہ اور چھوٹی چھوٹی دھنسی ہوئی آنکھین دیکھکر آدمی کا جی چاہتا کہ اس سے بات نہ کرے۔ ان سب پر طرہ یہ کہ تپ دق کے مرض مہلک سے اُسی سال نجات پائی تھی۔ مگر ڈاکٹر نے کہدیا تھا کہ جان ابھی معرض خطر مین ہی۔ خدا کی قسم اسطرح کا رنج ہوا ہی کہ بیان سے باہر ہاے وہ عندلیب گلشن ناز و ادا اس زاغ راغ نفرت کے لائق نہ تھی ہی ہی شاخ صندل پر مار سیاہ نے قبضہ کر لیا۔ ہی ہی چاند کو گہن لگ گیا۔ اس مہ انور کے دل پر کیا گذرتی ہوگی۔ واللہ جسوقت اپنے بدقطع و بدوضع بدشکل شوہر پر نظر ڈالتی ہوگی۔ ضرور رو دیتی ہوگی کہ ہاے قسمت پھوٹ گئی کہین کی نہ رہی۔ ماں باپ نے لیکے اندھے کنوئین مین ڈھکیل دیا۔

م۔ کیا بڑی حسین عورت ہی۔

آزاد۔ کیا کہون۔ بس قابل تعریف ہی۔ مین نے ایکدفعہ دور سے گوری گردن دیکھ لی تھی بس دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ خدا گواہ ہی دو مہینے کامل تین تین گھنٹے اور چار چار گھنٹے کوٹھے پر کھڑا رہا ہون کہ شاید ایک نظر بھر کر اُس بیدادگر کو دیکھ پاؤن تو تن مردہ مین از سر نو جان آجائے۔

ص۔ (یعنی اسپلٹین) افسوس۔ کیا میان بالکل سیاہ فام اور چیچک رو ہی۔

آزاد۔ اجی صورت دیکھیے تو بات کرنے کو جی نہ چاہے

م

م - ہائے ستم - ایسی مہ جبین اور ایسے بدشکل کے ساتھ بیاہی جائے

آزاد - ہائے ستم و اے ستم - کمال افسوس کی بات ہے -

خ - (پینک سے چونک کر) باپ نہ تھے - گیدی نامعقول کو کیا کہوں

آزاد - پھر گرمائے بھئی واقعی تمھارا باپ پاگل تھا کہ تم ایسے اسکے پاگل لڑکے ہوئے -

خ - اجی خدا خدا کیجیے باپ کسکا تھا - کسکا باپ تھا کسکا -

ص - کوئی آپکا باپ تھا یا کوئی تھا ہی نہیں - یون ہی پیدا ہوگئے

خ - ہوگا کوئی - وہ تو نہ تھا - ہم بس اسی ملک کے ہین اور وہین کوئی ہمارا باپ بھی ہوگا -

یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جہاز کے کپتان نے سب کو اطلاع دی کہ ایک گھنٹے مین بڑی سخت آندھی آنیوالی ہو مستعد ہو رہو - یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی سب کے ہوش و حواس غائب ہوگئے - اور جہاز پر کھلبل پڑ گئی -

م - آندھی ہو کہان - ہمین تو آندھی واندھی کچھ بھی نظر نہین آتی -

آزاد - ہماری سمجھ ہی مین نہین آیا کہ کہا کیا - خاصہ صاف مطلع ہو - یہ انھون نے بیٹھے بٹھائے اچھا شگوفہ چھوڑا کہنے لگے آندھی آئی - مفت مین بیٹھے بٹھائے لوگون کو حیران کر دیا -

آج تو اپریل کی پہلی تاریخ بھی نہین ہو کہ ہم سمجھین سب کو اپریل فول بنایا -

ص - اسکی کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہوگی - بے وجہ کبھی کپتان آندھی کا نام زبان پر نہ لاتا مگر بظاہر آندھی کے ذرا بھی آثار نہین پائے جاتے -

اتنے مین چو طرف سے یاس و بیم کی صدائین آنے لگین

ایک پیر فرتوت جو طفلی سے صدہا بار جہاز پر سوار ہو چکے تھے کف افسوس مل ملکر کہنے لگے کہ یہ آندھی نہین پیام اجل ہو - شاید دس پانچ آدمی کسی طرح بچ نکلین ورنہ اب ڈوبے اور اب ڈوبے - ایک معمر لیڈی نے کہا کہ اب جہاز کی خیریت نظر نہین آتی - آندھی بہت ہی سخت آنیوالی ہو - ایک نوجوان فرانسیسی نے جو قریب کھڑا ہوا تھا پوچھا کہ پھر آخر اب کیا تدبیر کیجائے نہ کسی طرح ممکن ہو یا نہین - لیڈی نے آہ سرد بھر کر کہا کہ بیٹا اب زیست سے ہاتھ دھو رکھو اور دنیا سے کوچ کرنے کی تیاریان کرو -

یہ ہوش ربا فقرہ سنکر نوجوان نے بصد حسرت ایک نوخیز لیڈی کیطرف دیکھا اور دونون کی آنکھین پرنم ہوگئین میان آزاد کے قریب دو بھائی کھڑے باہم باتین کرتے تھے ایک نے کہا ہائے اب ہم اپنے بوڑھے باپ کو نہ دیکھینگے اور جب وہ ہمارے ڈوبنے کی خبر سنینگے تو انکا کیا حال ہوگا - چھوٹا بھائی آبدیدہ ہو کر بولا ہم ہی حاصل عمر ہین - اور دونون کے دونون یہان اور دونون ڈوبینگے ساری خدائی مین اور نہ کوئی رشتہ دار ہو نہ دوست ہو نہ یار ہو - انھین تسکین دینے والا بھی تو کوئی نہین ہو - ہائے انکے دل پر کیسی گذرے گی - اے کاش ہم دونون مین سے ایک ہی یہان ہوتا دوسرا انکی دلجوئی کے لیے انھین کے پاس رہتا اب وہ سر ٹکرا ٹکرا کر جان دینگے روتے روتے اندھے ہو جائینگے مگر ہم دونون مین سے ایک کو بھی نہ پائینگے دیکھنے کو ترس جائینگے -

اتنے مین کپتان نے پھر سب کو اطلاع دی کہ خبردار ہوشیار آندھی آن پہونچی - جہاز کا خدا حافظ ہو - امید زیست منقطع

ہوگئی ہی۔ سب دست بدعا ہو کہ خدا اس مصیبت سے بچائے یہ فقرہ سنکر ایک شخص بولا کہ دعا مانگنا محض فضول ہی دعا سے کہین آندھی کو کوئی روک سکتا ہی۔ اسپلیٹن نے کہا ہان ہی تو ایسا ہی مگر انسان کے دل کو ایک قسم کی تسکین تو ہوتی ہی کہ شاید خدا ہماری اس مصیبت کے وقت سن لے۔

خ۔ (چونک کر) ہائین یہ غل کیسا ہی بھئی۔ کیا ٹرکی آن پہونچے چلو سفر تو ختم ہوا۔ بھائی آزاد یہان اُترتے ہی پوچھنا کہ افیم کہان بکتی ہی۔ یار اب تین ہی چار دن کی رہگئی ہی

آزاد۔ افیم گئی جہنم مین کچھ بسنت کی بھی خبر ہی۔ انھین افیم ہی کی پڑی ہی

خ۔ (آنکھین کھولکر) کیون کیون۔ یہ کیا بات۔ آخر یہ سب کے سب چلاتے کیون ہین۔

آزاد۔ ناخدا نے کہا کہ بہت بڑا طوفان آنے والا ہے جہاز اب کسی صورت بچ نہین سکتا۔ لوگونکے جی چھوٹ گئے آپ کو افیم کی تلاش ہی

خ۔ تیری شنائی۔ کہتے تھے ٹرکی ورکی جانیکا قصد نکرو نامانا تو نا نا لو اب بھگتو۔ خیر خدا کرے جہاز تباہ ہو تو چین مین پہونچے کہ افیم تو ملے بہت سی۔ اور حسن آرا بھی وہان سے قریب ہونگی

آزاد۔ ہائے کمبخت پھر یاد دلائی۔ ہائے حسن آرا بیچاری جب ہمارے ڈوبنے کا حال سنیگی تو کڑھ کڑھ مریگی گھٹ گھٹ کے مریگی۔

خ۔ صبر کرو بھائی آزاد صبر کرو لیکن ہمین تو آسمان افیمونکے دل کیطرح صاف نظر آتا ہی۔ یہ آندھی کی خبر کس نے اُڑا دی۔

جہاز پر ایک عجب طرح کی کھلبلی مچی ہوئی ہی کہ اتنے مین ہوا کا زور ذرا کم ہو گیا اور رُخ بدل گیا۔ ناخدا نے اب ان سب کو یہ مژدہ سنایا کہ اگر خدا نے چاہا تو آندھی زیادہ نہ ستائیگی اور تھوڑی دیر مین فرو ہو جائیگی

آدھ گھنٹے مین وہ طوفان فرو ہوا۔ ناخدا نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا اسطرح کی تیز ہوا آنیوالی تھی کہ ہمین شک کی جگہ یقین ہو گیا تھا کہ کسیطرح جہاز نہ بچے گا اور بہت ہی جلد ڈوب جائیگا مگر

صدقے اس بندہ نوازی کے ترے ہم جائین
باپ مان ہوتے ہین کب ایسے شفیق و مشفق

دفعتہً ہوا از خود فرو ہو گئی اور وہ تیزی اور وہ تندی سب جاتی رہی معلوم ہوتا ہی کوئی اندیشہ ہی نہ تھا۔ یہ خدا کی شان ہی ورنہ ابتک خدا جانے جہاز کہان کا کہان پہونچا ہوتا بارے الحمد للہ کہ بخیر گذشت سب کی جان مین جان آئی مگر خوجی بیچارے البتہ پشیمان تھے کہ اچھے گھر بیعانہ دیا ایک نہ ایکدن غرقاب ضرور ہونگے انکی رائے ہی کہ چاہے پھونک پھونک کے انسان قدم رکھے مگر پانی مین ڈوبکر نہ مرے

پریون کی چہل

خیر ادھر کا قصہ تو ادھر چھوڑا۔ اب سنیے کہ شام کیوقت جبکہ باد سرد و طرب انگیز سے جگر تک کو خنکی پہونچتی تھی اور پھولون کی بوباس سے مشام معنبر ہوا جاتا تھا۔ اور بادل اٹکھیلیون پر تھے حسن آرا بیگم اپنی پیاری بہنون کو ساتھ لیے ہاتھ مین ہاتھ دیے مصروف گلگشت چمن و تماشائے نسرین و نسترن تھین۔ اُدھر بادل کا جھومنا اور ادھر ان بتان طناز کا جوانی کی ترنگ مین مستانہ وار باغ سراپا بہار مین چہک چہک کر گھومنا عجب لطف دکھاتا تھا۔ غنچۂ دل کھلا جاتا تھا روح افزا کے ڈوپٹے پر وہ عالم تھا کہ اہوہو ہو۔ حسن آرا کا ہلکا صندلی دوپٹا اور اُودا پائجامہ بدلی مین عجب جوبن دکھاتا تھا مگر بہار النسا بیگم اس وقت سفید سادہ باریک ڈوپٹا خلاف معمول اوڑھے

تھین - ہان سپہر آرا البتہ متوالی تھی - وضع دنیا سے
نرالی تھی - وہ بانکی سج دھج کہ زاہد صد سالہ بھی دیکھے تو
گھنٹون گھورا ہی کرے - زلف پریشان شاداں و فرحان
مست و خندان اٹھلا اٹھلا کر روشون مین آہستہ آہستہ
قدم اٹھاتی تھی اور گلہاے معنبر کی بھینی بھینی مہک سے
اور بھی مست ہوئی جاتی تھی - ؎

باغ مین آج جو اُس گل کی سواری آئی
شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی

روح افزا نے گلاب کا ایک پھول توڑا تو سپہر آرا بیگم مچل
گئین کہ بہن یہ ہمکو دے ڈالو ہم اپنے جوڑے مین لگائینگے -
روح - بس باغ بھر مین اب یہی نگوڑا پھول رہ گیا ہے -
سپہر - (بھولے پن کے ساتھ) اور تو سب چھوٹے چھوٹے ہین
روح - تمھین بڑی شوقین ہو -
بہار - ہونھ اتنی بڑی ہو کر چھوٹی بہن سے لڑتی ہین - موا
پھول بھی کوئی بڑی کائنات ہے جیسے -
روح - اچھا آپ رہنے دین -
حسن - سپہر آرا جانین روح افزا جانین - تم بیچ مین کیون
بولتی ہو بہن -
روح - انکی عادت ہے - یہ اپنی عادت سے ناچار ہین بیچاری
بہار - ٹانگ برابر لڑکی اُس سے ذرا سے پھول پر لڑتی ہین
روح - پھر -
سپہر - اچھی بہن دے ڈالو - ہم اپنے جوڑے مین لگائینگے
(آبدیدہ ہو کر) اچھا نہ دو -
روح - لو بس اتنے ہی مین رو دین (سپہر آرا کو گلے
لگا کر) ہم تو ہنستے تھے تم ہنسی ہنسی مین رو دین -

سپہر آرا پھول لے کر مسکرائی -
سپہر - واہ کہین روئی نہ ہون - رو دین میرے دشمن
جو میری طرف دیکھ نہ سکین مین نے جان بوجھ کر روہانسا
منھ بنایا تھا جس مین پھول دے دو -
حسن - مہری ذری اس کوے کو تو مار کے ہکا دے موا
کب سے قانون قانون کر رہا ہے -
بہار - ہان مجھے بھی اسکی بولی سے نفرت ہے جب دیکھو
ٹاؤن ٹاؤن - ٹاؤن ٹاؤن -
سپہر - ٹاؤن ٹاؤن کہنا چاہیئے کہ قانون قانون - وہ
بولین قانون قانون یہ بولین ٹاؤن ٹاؤن -
روح - یہ خوب ہوئی - ایک ہی ہوئی - ٹاؤن ٹاؤن یا
قانون قانون جو کچھ ہو یہ کوا بولتا ہے کہ حسن آرا اور بہار النساء
حسن - ہمنے تو قانون قانون ہی سنا ہے -
بہار - اور ہمنے ٹاؤن ٹاؤن سنا ہے -
حسن - بدتی ہو کچھ کچھ - ؟
بہار - ہان بدتے ہین - آؤ - آؤ - کیا کیا بدتی ہو -
حسن - پانچ پانچ روپے بدتے ہین آؤ ہاتھ مارو - ہاتھ پر
ہاتھ مارو -
بہار - پانچ پانچ کوئی اور بدتے ہونگے ہم دو دو اشرفی
بدتے ہین -
روح - ہم حسن آرا کے ہاتھ پر بدتے ہین - ایک ایک
اشرفی جسکا جی چاہے بدے -
مہری - (ہنستی ہوئی) سرکار ہمارے پاس تو ایک
اٹھنی ہے ہمکو بڑے حضور نے انعام مین دی ہے - لونڈی
اٹھنی لگاتی ہے کوئی ہمارے برابر کی ہو تو ہم آٹھ آنے

پہلین - جوا تو ہو ہی یا اِدھر یا اُدھر -

حسن - اچھا تو دو اشرفیان ہو گئین - مکرنے کی سند نہین - جی ہان - کوئی ضامن دو - ہم یون نہ مانینگے بد بد کے آدمی مکر جاتے ہین -

بہار - اچھا ہم سپہر آرا کے پاس رکھواتے ہین تم بھی دو اشرفیان بسا دو کسی کے پاس -

حسن - کیا کچھ چور دن ہوا ر تھوڑا ہی ہر بھلے مانس کی بات کافی ہر - قول جان کے ساتھ ہر -

دونون بہنون نے جا کے بڑی بیگم سے پوچھا اور جنھون نے شرط نہین بدی تھی وہ بھی ساتھ گئین - بڑی بیگم نے کہا ہم نے تو وہ سنا ہر جو حسن آرا کہتی ہین - تاؤن قاؤن سنا ہر - بہار النسا بولی یہی تو ہم بھی کہتے ہین - قاؤن قاؤن - سب ہمجولیون نے ملکے ان سے لڑنا شروع کیا کہ واہ پانچ روپیے کے لئے جھوٹ بولتی ہو تم نے تو ٹاؤن ٹاؤن کہا تھا - حسن آرا بولی اِسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب کوئی انکی بات کا اعتبار نہ کریگا کہتی ہین اور مکر جاتی ہین - آدمی کی بات جہان گئی بس گئی اور اعتبار رہی پر سارے زمانے کا دارومدار ہر - بہار النسا نے کہا ہم بد کے پاس نہین کھڑے ہوتے -

سپہر - بہن روپے دیدو - تین روپے تم دو دو روپے ہم دین -

حسن - ہان ہین تو ایسی ہی حسیس کہ ٹانگ برابر لڑکی اور اس سے لینے بیٹھین -

بہار - چلیے آپ کی بلا سے - اچھا آؤ دے بھی دین کہان کی جھنجھٹ - آئے دن ٹھٹنے ہی دیا کرتی ہین -

بہار النسا نے بی مغلانی سے صندوقچہ منگوایا اور کھولکر پانچ روپے کا ایک نوٹ روح افزا کو دیا - روح افزا نے کہا بہن یہ کہان کا ہر جو بمبئی کا ہوا تو ہرگز مین نہ لینے کی چونی بٹے کی کون دے -

بہار - ہم نہین جانتے تم اُنسے پڑھوا منگواؤ -

روح - بی مغلانی ذری یہ نوٹ خورشید دولھا سے پڑھوا منگوانا کہ کہان کا ہر -

مغلانی نے باہر جا کر نواب صاحب سے کہا کہ حضور ذری اس نوٹ کو پڑھ دیجیے کہ اسکا نمبر کیا ہر نواب صاحب نے پڑھکر کہا ۱۱۲۰۰ - گیارہ ہزار دو سو -

مغلانی - (اندر آکر) بیوی گیارہ ہزار دو سو -

حسن - کیا گیارہ ہزار دو سو کا بھی ایک نوٹ ہوا ہر کہین

مغلانی - نہین بیوی یہ نمبر ہر اِس نوٹ کا -

روح - جاؤ سڑن ہی رہین بس -

سپہر - نمبر کس نے پڑھوانے کو کہے تھے تم سے - پوچھو کہ ہے کہان کا نوٹ -

مغلانی - (نوٹ لیکر) اے ہین کیا جانون موا لوٹھ کیا ہوتا ہر ہمارے وخت (وقت) مین لوٹھ ووٹھ تھا کہان - یہ کاغذ کے گھوڑے آج کل دوڑائے جاتے ہین (باہر جا کر) حضور نمبر نہین پوچھتی ہین - آیا کہان سے ہی وہ تو یہ - ہر کہان کا -

ن - دیکھون ناگپور کا ہر -

حسن - نہ لینا - اے روح افزا بہن لینا نہین -

روح - یہ ہم نہ لینگے - بہن الہ آباد یا کلکتے کا دیجیے -

بہار - یہ السیٹھ یہان کسو کو نہین بھاتی - لاؤ لاؤ

بدل دون لو یہ لو۔ اچھا جانے دو۔ تم نقد روپے لے لو
گنو ایک دو تین چار پانچ۔
سپہر۔ کہو پائے۔
روح۔ نہین پائے۔
سپہر۔ نہ پائین تو مہنا مت نہ مچاتین۔
حسن۔ بی مغلانی کسی سے کہو کہ پانچ روپیہ نقد کی
مٹھائی لائے۔
بہار۔ بہن نقد کس مزے سے کہتی ہین۔
سپہر۔ تازی تیج میل مٹھائی ہو باسی نہ اُٹھا لائے
بہار۔ بھلا ہم کو بھی ملے گی؟
حسن۔ مل چکی۔
تھوڑی دیر مین باہر سے مٹھائی کی جنگیر آئی صرف
دو روپیہ کی مٹھائی۔
حسن۔ این یہ پانچ روپیہ کی مٹھائی ہو اتنی سی۔
لونڈی۔ نہین تو باہر نواب صاحب نے تین روپے
لے لیئے اور سپاہی سے کہا دو ہی روپے کی لاؤ۔
بہار۔ یہ کیون ذرا ہی بلاؤ تو۔
حسن۔ واہ یہ اچھی ہوئی۔
ن۔ (اندر آکر) اب کیون بلایا۔ اخاہ مٹھائی کھلانے
کے لیئے بلایا ہو گا۔
بہار۔ ہان۔ (چپکے سے) مُنھ دھو رکھیے۔ یہ تین روپے
آپ نے کیون اُڑا لئے۔
ن۔ این خواب دیکھتی ہو کیا۔
بہار۔ جی ہم علم غیب پڑھے ہین۔
ن۔ کچھ خیر ہو۔ بھلا دو روپے کی اتنی مٹھائی ملتی۔

بہار۔ شان خدا۔ بہن آپ چٹکیون پر اُڑاتے ہین لے
اب یہ دھاندلی تہ کر رکھو۔ روپے لاؤ۔
ن۔ اب تھین یقین کیونکر آئے اچھا دو روپیہ اور دو
تو دیکھین اتنی مٹھائی آتی ہو یا کم آتی ہو۔
بہار۔ (تنک کر) لاؤ لاؤ۔
ن۔ یہ یہان آکر کس نے پرچہ جڑا۔ لو صاحب لو ہمنے کہا
تھا دو کی آج آئے باقی کی پھر منگوا لینگے۔
بہار النسا بیگم نے روپے لیکر رکھ لیئے اور نواب صاحب
باہر چلے گئے۔
حسن۔ ای واہ آسمان سے گرا کھجور مین اٹکا۔ اتنے
روپے ملے تو آپ نے صندوقچہ مین رکھ لیئے۔
روح۔ اُف ری بے ایمانی!۔
سپہر۔ کچھ ٹھکانا ہو۔
بہار۔ کچھ ٹھکانا ہو! کچھ ٹھکانا ہو! کہتے ہوئے شرم نہین
آتی۔ انہین کی وجہ سے شرط بدی اور اب یہی ہمکو بناتی
ہین (منھ چڑھا کر) کچھ ٹھکانا ہو۔ اکچھ ٹھکانا ہو۔
سپہر۔ (قہقہہ لگا کر) اے لو ہمسے کیون خفا ہوتی ہو بہن ہمنے
کیا ہاتھ جوڑے تھے کہ تم ضرور ہی شرط بدو۔
بہار۔ (مسکرا کر) چلو بس ٹھس مین چنگی ڈال جا لو بھاگ کھڑی
خیر مٹھائی تقسیم ہوئی۔ بڑی بیگم کے پاس بھیجی نواب صاحب
کو دی لونڈیون باندیون نے چکھی اور چارون بہنین ملکر کھانے
لگین باہم بھولے پن کے ساتھ ہنسی دل لگی ہوتی جاتی
تھی سپہر آرا چھین چھین کے کھاتی تھی۔ ادھر تو یہ چہلین
ہین چہل ہوتی تھی ادھر ایک نیا شگوفہ کھلا۔
دروازے پر ایک ڈولی آئی دو کہار ایک تلنگا تیلیا ہوا

ایک عورت ڈولی سے اُتری اور کہارون اور خدمتگار نے
اُسکے اُترتے ہی کہا بسم اللہ اسّی برس کا سن چہرے پر
جھریان۔ مگر ابھی تک رخسار تابان پر سرخی باقی ہی۔
ازسرتاپا سیاہ پوش۔ مگر باوجود مسن ہونے کے جھکی نہ تھی
عمر بھر کبھی جریب ہاتھ مین نہ لی۔ عینک البتہ لگاتی تھین
آہستہ آہستہ قدم دھرتی ہوئی اندر داخل ہوئین۔

مغلانی۔ (بڑی بیگم سے) لیجیے وہ آئی ہین۔

بڑی بیگم۔ کون۔ اخاہ۔ آئیے آئیے۔ آپ نے کاہے کو
تکلیف کی مجھی کو کیون نہ یاد کرلیا۔

ضعیفہ۔ (ض) ایک ہی بات ہی۔

ب۔ اچھی رہین۔

ض۔ شکر ہی۔ صاحبزادیان کہان ہین۔

ب۔ اُس طرف ہین امام باڑے مین۔ بلواؤن۔

ض۔ ابھی نہین

ب۔ ارے کوئی پنکھا جھلو۔

ض۔ نہین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی۔ کچھ تم سے
تخلیے مین کہنا ہی۔

ب۔ خیریت تو ہی۔

ض۔ (دبے دانتون) ہان۔

ب۔ پھر ہو اللہ خیر کرے جیسے پانون تلے سے مٹی نکلگئی
(نوکرون سے) تم سب ذری ہٹ جانا۔ اب کہیے۔

ض۔ اپنی لڑکیون کی ذرا خبرداری رکھو۔

ب۔ (متحیر ہوکر خاموش)

ض۔ دیکھو کنواری لڑکیان اور پھر جوان اور اُس پر
طرہ یہ کہ نام خدا حسن کی کان ہین۔ اور امیرزادیان ہین
اس سن مین سب کی نظر پڑتی ہی اور لڑکیان اکثر بگڑ بھی جایا
کرتی ہین۔

ب۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر خاموش۔)

ض۔ بڑا نازک مقام ہی۔

ب۔ (گردن نیچی کرکے) ایک بات مجھ سے سچ سچ کہدو
بولو۔ کہوگی سچ مچ۔

ض۔ اور جھوٹ مین کب بولی۔

ب۔ دیکھو تمکو مین مان اور اپنی بڑی بہن کی جگہ سمجھتی ہون
لڑکیان جیسے میری ویسے تمھاری۔ ہی کہ نہین؟۔

ض۔ بیشک اسمین کہنا کیا ہی۔

ب۔ تو پھر اس ماملے (معاملے) مین بھی راست راست
بولنا۔

ض۔ بلا کم و کاست۔

بڑی بیگم رونے لگین تو ضعیفہ نے سمجھایا کہ ہائین رونا
کیا معنے۔

ب۔ بھلا بہن سچ کہو کوئی ایسی بات تو۔
(ایسی بات تو) یہانتک بڑی بیگم کہہ چکی تھین کہ آنسو
ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ اور پھر ضعیفہ نے تسلی دی۔

ب۔ کوئی ایسی بات تو نہین سنی جس سے مجھے سنکھیا
کھاکے سو رہنا پڑے جو ٹھیک جواب نہ دیا تو حشر کے
روز دامن پکڑونگی۔

ض۔ ایسی کوئی بات ابھی تک نہین ہوئی۔

ب۔ کیا خدانا کردہ ہونے کو ہی۔

ض۔ نہ مگر لوگ تاک مین ہین۔

ب۔ اللہ کرے جنازہ نکلے موذن کا جو میری بچیون کو

بُری نظر سے دیکھین۔

ض۔ بس اب ہوشیار رہو۔

ب۔ کیا ہوشیاری کرون۔ اندر سے باہر تک پچاسون آدمی نوکر چاکر لونڈیان مغلانیان ہین۔ پھر سچ کہون مجھکو تو دونون نیک معلوم ہوتی ہین۔

ض۔ کوئی مان کے پیٹ سے بدھی پیدا ہوا ہے یہ موے شہدے خراب کرڈالتے ہین بھلے مانس کو۔

ب۔ گھر بھر مین کوئی جوان عورت ہی نہین نوکر رکھی کہ کسی کے بہکانے سے لڑکیون کو ورغلائے کوئی ایک جوان ہے مگر معتبر۔

ض۔ مین سب کہونگی۔

ب۔ لوگلوریان بنی رکھی ہین کھاؤ۔

ض۔ تم تو بھول بھول جاتی ہو۔

ب۔ بیگم۔ کیا؟

ض۔ مین پان کہان کھاتی ہون۔

ب۔ ہان ہان۔ سچ کہا۔ اب میرے حواس بھی تو ٹھکانے نہین ہین۔

ض۔ تم گھبراؤ نہین لڑکیان ماشاء اللہ سب نیک ہین۔

ب۔ ہان بدی تو کسی کے مزاج مین بھی نہین ہے۔

ض۔ دونون پڑھ لیتی ہین یا ایک۔

ب۔ دونون۔

ض۔ اچھا یہ مین لکھ لائی ہون۔ اُنسے کہنا کہ صبح کو روز پڑھ لیا کرین۔ سب بلا چٹ۔

یہ کہکر ایک کاغذ دیا جسمین یہ لکھا تھا۔

الٰہی یکتائی بے ہمتائی وقیوم توانائی وبہمہ چیز دانائی وبہمہ حال بینائی از عیب مصفائی واز شرک مبرائی۔ اصل ہر دوائی شہنشاہ فرمانروائی۔ مسند نشین استغنائی الٰہی محتاج جانی و نہ آرزو مند مکانی۔ پیداست کہ درمیان جانی بلکہ جان زندہ بچیزی ست کہ تو آنی۔ الٰہی عذر ما بپذیر کہ تو غنی و ما فقیر۔ عیبہاے ما را مگیر کہ تو قوی و ما فقیر۔ الٰہی دلی دہ کہ در کار تو جان بازیم و جانے دہ کہ کار آن جہان سازیم الٰہی ہمتے دہ کہ از دنیا بیزار شویم و توفیقے دہ کہ استوار شویم۔ الٰہی نگہدار کہ پریشان نشویم و براہ آزما سرگردان نشویم۔ الٰہی تو آن ساز کہ دیگران نسازند۔ تو آن نواز کہ دیگران ننوازند۔ الٰہی چون بتو نگرم بادشاہم تاج بر سر۔ چون بخود می نگرم خاکم از خاک کمتر ؎

پیوستہ دلم دم از رضای تو زند ۔ جان در تن من نفس برای تو زند

گر بر سر خاک من گیاہی روید ۔ ہر برگ از ان بوی وفای تو زند

ض۔ اگر صبح کو اُٹھ کر اسکو پڑھ لے تو جو آرزو ہو مدعا پوری ہو جائے۔

ب۔ اچھا ضرور پڑھینگی۔

ض۔ ذری صاحبزادیون کو تو بلواؤ۔

ب۔ پیاری کی مان۔ او پیاری کی مان۔ ذری جاکے حسن آرا سپہر آرا کو بلاؤ کہو چلیے اُستانی جی آئی ہین۔

ض۔ ہان ذری جلدی بھیجنا بٹیا۔

پیاری کی مان اُٹھکر گئین کہ حسن آرا اور سپہر آرا کو بلائین اب سنیے کہ وہان چار دن بہنین بیٹھی شطرنج کھیل رہی تھین حسن آرا اور روح افزا ایک طرف۔ سپہر آرا اور بہار النسا دوسری جانب حسن آرا کی بازی مین رخ۔ فرزین۔ ایک فیل اور چھ پیادے۔ اور دوسری بازی مین فرزین اور

دو رُخ اور ایک پیادہ۔ مگر بہار النسا کی بازی دبی ہوئی تھی۔ یون باتین ہو رہی تھین۔

سپہر۔ بہار النسا بہن تو کہنا نہین مانتین۔ کہدیا کہ پیادہ نہ بڑھو پیادہ نہ بڑھو لے کے بڑھ دیا اسپ کا اسپ پٹ گیا۔ اور بازی کی بازی دب گئی۔

بہار۔ اچھا پھر کیا کرتے۔ یہ۔

سپہر۔ اسپ اس گھر کیون نہ آئین۔

بہار۔ تمکو تو بس ایک چال سوجھتی ہی۔ اور یہان دس بیس چالین ذہن مین رہتی ہین دیکھو تم اسپ کو اس گھر مین آتین۔ وہ اس رخ کو مار کے کشت دیتین تم کہان جاتین بتا چلو تو ابھی ابھی معقول کر دون۔

سپہر۔ ہم اکیون یہ گھر نہ تھا بادشاہ کو۔

بہار۔ اچھا۔ تو رخ تو گیا جہنم مین یا نہین گیا۔ لو لو۔

سپہر۔ ہان رُخ پٹ جاتا تھا۔

بہار۔ (پیار کر کے) رخ ہی نہین کٹتا۔ بازی گئی گذری تھی بادشاہ کو تو ایک ہی گھر تھا۔ وہ پیل کی کشت دیکر وزیر کو بھی ٹھک لیجاتین۔ بس یہ پھندے ہی تو تھین نہین سوجھتے یہی تو ساری کرامات ہی شطرنج مین اور ہی کیا۔

سپہر۔ اُف بازی ہی ستیاناس ہو گئی تھی۔ حسن آرا بہن خوب کھیلتی ہین اور تم بھی اچھا کھیلتی ہو۔

روح۔ اور ہم؟ ہمارا نام ہی نہین۔

سپہر۔ بہن تم ان دونون کو نہین پاتین۔ چاہے جو کہو ہم ایک نہ مانین گے۔

روح۔ اچھا اکیلے کھلوالو۔

حسن۔ مین تو رُخ اٹھا کے اُنسے کھیلتی ہون۔

بہار۔ مین بھی ابھی ابھی سہی۔

روح۔ مگر کوئی بیچ مین بول نہ اُٹھے۔

بہار۔ کوئی نہین۔ بس ہم اور تم۔

یہ میٹھی میٹھی باتین چارون بہنون مین بھولے پن کے ساتھ ہو ہی رہی تھین کہ پیاری کی مان تشریف لائین اس بڈھی عورت کی عادت تھی کہ جب کبھی بڑی بیگم کسی کو بلواتین تو یہ ڈپٹی ہوئی جاتی اور خوب غل مچاتی تھی کہ چلو ابھی ابھی چلو۔ اب بھی حسب معمول ایسا ہی کیا۔ چلیے صاحب چلیے۔ جلدی سے اُٹھیے حکم ہی کہ ابھی ابھی لاؤ۔ سپہر آرا کو یہ تقریر بڑی بُری معلوم ہوئی۔ تنک کر بولی کہ جاؤ یہان سے کہدو نہین آتے واہ بوڑھی ہو گئی ابھی تک عقل نہ شعور آئی وہان چودھراین بن کے سیدھی طرح بات نہین کیجاتی۔ پیاری کی مان بہت ہی خفیف ہوئی چپ چاپ سنا کی۔ اتنے مین مغلانی نے آکر کہا کہ بیگم صاحب اُستانی جی آئی ہین۔ آپ سب کے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہی۔ ذری دم کے دم چلی چلیے۔ بازی یونہی رہنے دیجیے اُستانی جی کو آپ سب سے بڑی الفت ہی حسن آرا اور سپہر آرا اور بہار النسا اور روح افزا ملکر گئین۔ اور دوپٹے کو سنبھال سنبھال کر چارون تمیز کے ساتھ آداب بجا لائین اُستانی جی نے سپہر آرا کو گلے لگایا اور سب بہنون سے بزرگانہ گفتگو کرنا شروع کی۔

اُستا۔ ان دونون کو ہمنے آج پہلے ہی مرتبہ دیکھا (روح افزا اور بہار النسا کو) تمھارا کیا نام ہی بیٹی۔

بہار۔ بہار النسا۔

اُستا۔ بہار النسا بیگم واہ وا یہ تو خوب نام ہی۔ اور تمھارا؟

روح۔ روح افزا۔

بی استانی جی نے انکو دعائے خیر دی کہ اللہ کرے بی شاد اور بامراد رہیں دودھون نہائیں پوتون پھلیں اور بڑی بیگم سے رخصت ہو کر ڈولی پر سوار ہوئیں اور وعدہ کر گئیں کہ ابکی جمعرات کو پھر آؤنگی -

تباہی! تباہی!! تباہی!!!

این نکتہ سربستہ بیادم ز حباب است
کاین عمر بیک چشم زدن نقش بر آب است

وہ قطرۂ بارش جدائی - وہ غرقۂ بحر آشنائی یعنی آزاد فرخ نہاد با دل شاد خاتون پریزاد و ماہ سیما و نیشیا اور اسکے پیارے شوہر جوان روئین تن لفٹنٹ ایلیٹن سے گپین اڑاتا بذلہ سنج کی لطیفہ گوئی کے لطف اٹھاتا اپنے سچے ہمدردون کی صحبت کا دم بھرتا غم غلط کرتا سمندر کی طغیانی اور جہاز کی روانی دیکھتا طرح طرح سے اپنا دل بہلاتا تھا - جسوقت ناظورۂ جادو جمال پری تمثال کا چاہ زنخدان یاد آتا تھا جی ڈوبا جاتا تھا مگر دل کو سمجھاتا تھا کہ ؎

یا ہاتھ توڑے جائینگے یا کھولینگے نقاب
سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

ایک روز جہاز کے ناخدا نے سب کو اطلاع دی کہ ایک گھنٹہ مین بڑی سخت آندھی آنیوالی ہے مستعد ہو رہو - یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی سب کے ہوش و حواس غائب ہو گئے جہاز کے ناخدا نے آلہ بیرومیٹر کے ذریعے سے جہاز والون کو بصد حزن و ملال آگاہ کر دیا کہ بہت جلد طوفان عظیم آنیوالا ہے اس ناگہانی کے دفعیہ کا انسان ضعیف البنیان میں یارا نہیں مشیت ایزدی میں چارا نہیں - لوگ اس خبر وحشت اثر کو سنکر از بس سراسیمہ و حیران ہوئے - انتہا کے سرگردان پریشان ہوئے - جسکو دیکھیے جگر خون جسپر نظر ڈالیے دل ریش محزون ہوش و حواس نے ہوا بتائی - آنکھون مین تاریکی چھائی سارا عالم تیرہ و تار نظر آتا تھا - اجل کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھرا جاتا تھا - کوئی مثل سنبل پریشان - کوئی مثل گل چاک گریبان لبون پر آہ شعلہ فشان زبان پر الامان - ؎

اگر ہو آنکھون مین آنسو تو دل ہو غم سے بھرا
جگر مین درد ہو تو ہو زبان پہ واویلا

آسمان حق پرستون کے دل کی طرح صاف - چاندنی خوب نکھری ہوئی - ماہ منیر مثل محبوب چاردہ سالہ جلوہ کنان بحر و بر سے تجلی صبح اقبال عیان - اجرام نورانی فلک سے قدرت ربانی نمودار - انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب کا مفہوم آشکار -

میان آزاد کا جہاز جسکا پیارا نام جینی ڈینس Jeannie Deans تھا مستوفان طناز کیطرح اٹکھیلیان کرتا جاتا تھا ناخدا نے پھر اطلاع دی کہ طوفان آتا ہے بیرومیٹر سے طوفان عظیم کی آمد آمد صاف ظاہر ہے - لوگو خبردار ہوشیار طرفۃ العین مین مصیبت سے دوچار ہونا ہے زندگی سے ہاتھ دھونا ہے - بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے جان کے لالے پڑے - حیرت تھی کہ یا الٰہی جائین تو کہان جائین - اس بحر ناپیدا کنار اور طوفان حسرت بار سے نجات کیونکر پائین دل بیقرار و بیتاب تھا - زہرہ آب آب تھا - دیکھا کہ کپتان کے بھی ہاتھ پاؤن پھول گئے اور اسکے لفٹنٹ بھی سب سٹی پٹی بھول گئے - گھبرا کے کبھی سیڑھیون سے نیچے اتر آتے تھے اور گھبرا کر پھر اوپر چڑھ جاتے تھے - اس سبب سے آتش غم اور بھی تیز ہوئی

ہر گوشے سے بلند صدائے بربیز بربیز ہوئی۔ ناخدا نے لاکھ سمجھایا۔ مگر کسی کو اُسکی فہمایش سے جان بچنے کا یقین نہ آیا۔ کھُپ گئی کہ اب ہم ہین اور گرداب بلا۔ ہم ہین اور چار موجہ فنا۔ ؎

	کسی طرح سے سمجھتا نہین دل ناشاد وہی بکا ہے وہی زاری اور وہی فریاد	

اتنے مین ہوا نے وہ زور باندھا کہ الامان۔ الامان ناخدا نے صرف ایک مین سیل یعنے main sail تو بدستور رہنے دیا باقی اور سب اُتار لیے۔ اب جہاز راہ خدا پر چھوڑ دیا گیا۔ موجون کی یہ کیفیت کہ آسمان سے باتین کرتی تھین۔ جہاز تھپیڑے کھا کر گنبد کیطرح اُدھر سے اِدھر آتا تھا۔ اور اِدھر سے اُدھر جاتا تھا۔ سمندر اس درجہ جوش و خروش پر تھا کہ الحذر الحذر۔ جہاز والے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ جان و مال کو رو بیٹھے۔ سمندر کی ڈراؤنی صورت دیکھکر بدن کانپ اُٹھتا تھا۔ مرد و زن یا علی مدد یا خدا بچائیو کا غل مچاتے تھے۔ بچے سہمکر اپنی ماؤن سے چمٹے جاتے تھے۔ کوئی عورت مُنہ ڈھانپ کے روتی تھی کہ ہائے عمر بھر کی کمائی اِس سمندر مین گنوائی۔ کوئی اپنے پیارے معصوم بچے کو چھاتی سے لگا کر کہتی کہ اماں کا کلیجا پھٹا جاتا ہے بیٹا ہم تم سے اور تم ہم سے رخصت ہوتے ہو۔ وہ نادان مسکراتا تھا اور اس بھولے پن سے اپنی مادر مہربان کے دل پر بجلیان گراتا تھا۔ ؎

	مطلب گر بود از ہستی ہمین آزار بود ورنہ در کنج عدم آسودگی بسیار بود	

کسی کو ہجوم یاس و حرمان سے چپ لگ گئی تھی۔ کسی بیچارے کے ہاتھ پاؤن مین کپکپی تھی۔ کوئی بمقتضائے اضطراب و اضطرار سمندر مین کود پڑنے کا ارادہ کر کر کے رہ رہ جاتا تھا کوئی مارے ہول کے ناخداؤن خلاصیون سے لپٹا جاتا تھا کوئی مصروف مناجات تھا کسی کے لب پر یا دافع البلیات تھا غرض فرط خوف سے کیا بوڑھے کیا جوان کیا عقلمند کیا نادان سب کی عقل گم حواس باختہ ہو گئے تھے۔

خاتون ماہ لقا وینشیا کے چہرے سے رنگ کافور ہو گیا۔ بدلسیج کے دل سے خیال لطیفہ گوئی منزلون دور ہو گیا میان آزاد کا چہرہ زرد ابلیٹن کے لب پر نالہ پر درد۔ وینشیا کے دست رنگین مین ابلیٹن کا ہاتھ اُدھر آزاد اُدھر بدلسیج ساتھ تمام جہاز لبریز آہ و فغان تھا۔ رونگٹا رونگٹا مرثیہ خوان تھا اِس طوفان نے جہاز کو ماتم کدہ کر دیا۔ رگہائے تن مین غم و الم کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ ؎

	دل ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان انیس تھے یہی دو تین چار پہلو مین	

میان آزاد نامراد با دل ناشاد سوچنے لگے کہ بارخدایا یہ کس مصیبت سے دوچار کیا۔ معشوق زہرہ تمثال کے عوض صنم اجل سے ہمکنار کیا۔ جی لگانے کی خوب سزا پائی وصال محبوب کی دھن مین جان ہی گنوائی۔ ہماری ہڈیان تک گل جائینگی۔ مگر حسن آرا بیگم اس سانحہ جگر دوز کی خبر بھی نہ پائینگی۔ وہ بیچاری برسون ہماری خبر سے بیخبر رہینگی نصیب اعدا انواع و اقسام کے صدمے سہینگی۔ اور وفور غم سے تڑپ تڑپ کر کہینگی۔ ؎

ای بادشہ خوبان داد از غم تنہائی	دل بی تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی
ای درد تو ام درمان در بستر ناکامی	وی یاد تو ام مونس در گوشۂ تنہائی
تنہائی و مہجوری وز راز تو جنانم کرد	کر دست بنخواہد شد دامان شکیبائی

مین غرق ہوئیے فنا اُس بحر صدق و صفا کو ورد دل سے کیونکر آگاہ کردن ٹھان لی تھی کہ چاہے اپنے کو برباد و تباہ کردون مگر معشوق زرین کمر کا حکم بجالاون۔ ٹر کی جاؤن اور پھر جاؤن اسمین مرون یا زندہ آؤن لیکن۔ ؎

مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست ہی

پیاری سپہر آرا بار بار فال دیکھینگی۔ کہ آزاد کب تک مجیدی تمغے لٹکا ئینگے۔ میدان کارزار سے سرخرو ہو کر واپس آئینگے منتین مانینگی کہ آزاد آئین تو ہم مسجد مین گھی کے چراغ جلائین۔ آزاد صورت دکھائین تو ہم گلگلے چڑھائین مگر آزاد اب دو گھڑی کے مہمان آفتاب لب بام ہین۔ نامراد و ناکام ہین۔ آزاد کی کشتی زندگی بحر ہستی مین غوطے کھاتی ہی کوئی دم کے دم مین تہ کی خبر لاتی ہی۔ کوہ فنا سے ٹکرائی یہ ڈگمگائی وہ ڈگمگائی۔ ؎

کشتی نشستگانیم ای باد شرط برخیز
باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

مگر دنیا بامید قائم ہی۔ دل کو اس حالت مین بھی ڈھارس دیتے تھے کہ سائین کے سو کھیل ہین۔ ؎

روزے برسی بوصل حافظ
گر طاقت انتظار دارے

اب سنیے کہ جہاز بھر مین تو کہرام مچا تھا مگر خوجی افیمی لمبی تانے سو ہی رہے تھے۔ اِس نیند پر خدا کی مار اس پینک پر شیطان کی پھٹکار۔ میان آزاد نے جگایا کہ خواجہ صاحب اُٹھیے طوفان آیا ہی۔ حضرت نے لیٹے ہی لیٹے بھنبھنا کر فرمایا کہ چپ گیدی ہمنے خواب مین بہرو پیا پکڑ پایا ہی تب تو میان آزاد جھلائے اور کسکر ایک لات لگائی کہ خوجی کلبلا کر

اُٹھ بیٹھے تو تلاطم کا عالم دیکھا ہاتھ پاؤن سرد ہو گئے سمندر کی بھیانک صورت دیکھی تو کانپ اُٹھے دیکھا ہزارون مرد مبتلا بلا ہی ہر سمت آہ و بکا ہی۔ پانی بلیون اُچھلتا ہی مفر کی کوئی صورت نہین دیوان حافظ اٹھا لیا اور صدق دل سے فال دیکھی آزاد کو پڑھ کر غزل سنائی۔ غزل

رفتم بباغ تا کہ بچینم سحر گلے　　آمد بگوش ناگہم آواز بلبلے
مسکین چو من بعشق گلی گشتہ مبتلا　　و اندر چمن فگندہ بفریاد غلغلے
میگشتم اندران چمن و باغ دمبدم　　میکردم اندران گل و بلبل تاملے
چون کرد در دلم اثر آواز عندلیب　　گشتم چنانچہ ہیچ نماندم تحملے
بس گل شگفتہ میشود این باغ را ولے　　کس بے جفاے خار نچیدہ است از و گلے

ناخدا خوب سمجھتا تھا کہ حالت ہر گھڑی نازک ہوتی جاتی ہی طوفان ہی کہ اُمنڈا چلا آتا ہی۔ موج کے تھپیڑے اسقدر بلند ہوتے تھے کہ کلیجہ بانسون اُچھلتا تھا لیکن آزمودہ کار تھا اسکی پھرتی اور استقلال سے لوگون کو کچھ یون ہی سی تشفی و تسلی ہوئی تھی کہ شاید جان بچ نکلے۔ اپنے اپنے مذہب اور عقیدے کے بموجب اہل جہاز جناب باری سے دعا مانگتے تھے اب سنیے کہ جس مقام پر جہاز غرق ہوتا تھا اسکے سامنے ایک چھوٹا اور پرفضا ٹاپو تھا۔ جزیرۂ پیرم۔ یہ جزیرہ ساحل مین سے چار میل کے فاصلے پر ہی طول ساڑھے چار میل عرض دو میل۔ سطح بحر سے ۲۳۰ میل بلند اسکے گوشہ جنوب و مغرب مین ایک نہایت دلکش بندرگاہ ہی۔ دو چار آدمیون نے اس جزیرہ کو بصد حسرت دیکھ کر کہا کہ ہاے خدا جانے یہ کون ٹاپو ہی۔ آزاد خوب واقف تھے کہ یہ جزیرہ پیرم ہی اُنھون نے کئی یورپین سیاحون سے کہا تھا کہ اگر اس جزیرے مین کوئلے کا بندوبست ہو تو خوب بات ہی۔ مگر اکثرون نے

جواب دیا کہ جزیرۂ مذکور مین پانی کی عنقائیت ہی۔ یہ جزیرہ جہاز والون کو ترساتا تھا اور سب کے سب دست بدعا تھے کہ یا الٰہی کسی طرح اس ٹاپو تک جہاز مع الخیر پہونچ جائے تیری بندہ نوازی کے صدقے ہمین جزیرہ تک پہونچا دے ہاے اس ٹاپو کے پاس ہی آندھی آتی تو اتنے بندگان خدا کی جان کیون جاتی مگر افسوس۔ ؎

قسمت تو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند	دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

اتنے مین ناخدا نے حکم دیا کہ

All hands ahoy

اس جگر خراش فقرے سے جہاز مین کہرام مچ گیا۔ صداے ماتم ہر گوشہ سے بلند ہوئی جہاز کے مسافرون کی پریشانی اور مایوسی دہ چند ہوئی۔ یا تون خواب آلود ہوے۔ جسم شعلے کیطرح تھرانے لگا۔

ناخدا نے پھر پکار کر کہا۔

All hands ahoy

یعنی جتنے آدمی جہاز مین ہین سب مچان عرشے پر آ جائین

اہل جہاز نے شور الامان بلند کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ادھر حاملان عرش اور نور فلک اور ادھر خفتگان تہ خاک اور گاو زمین کانپ اُٹھے۔ ہر فرد بشر کے چہرے پر بیکسی برستی تھی۔ ؎

فلک بگریہ در آمد ز اشکباری شان	زمین بلرزہ در آمد ز بیقراری شان

آزاد نے اس حالت نومیدی مین ہاتھ ملکر کہا۔ ؎

ہزار حیف کہ لاالہ کے سب وہ دھوکا تھا	روان ہین آنکھون سے یا اگی ہی دلمین آگ
وہ ربط اور وہ محبت تھی مثل موج سراب	ہوا نہ کوئی بھی تم ہی قرین ہو آتش آب

امید وصل نہین تا زیست یا قسمت	دکھائے دیکھیے کیا کیا یہ چرخ خانہ خراب

مرنے کی تیاریان ہو رہی تھین مگر جب وحشت اور نومیدی اور انتہا کی پریشانی مین خیال آتا تھا کہ شاید بعد مرگ وصال ہو تو گویا جی اُٹھتے تھے کبھی کان مین حسن آرا بیگم کی آواز آتی تھی کہ کیون آزاد داغ مفارقت دیے چلے کبھی چونک پڑتے تھے کہ این! سپہر آرا کے رونے کی آواز کہان سے آئی۔ مگر حسن آرا اور سپہر آرا دونون کو اُنکے درد دل کی خبر نہ تھی۔ نہین تو تے مین کیا دیکھتے ہین کہ اسپیلین اپنی چاہتی بیوی کا پیارا پیارا ہاتھ پکڑکر بیچارہ اسی کے ساتھ تختے پر کھڑے رو رہے ہین۔ اور بڈلسنج کی آنکھین روتے روتے مثل خون کبوتر سرخ ہین۔ میان آزاد کو دیکھکر وینشیا نے بصد حسرت کہا۔ مسٹر آزاد۔ الاس! الاس!!

آزاد۔ رخصت۔

وینشیا۔ دائمی۔

آزاد۔ جہاز اب گرداب تلاطم مین ہی۔

وینشیا۔ چاہیے جو ہو۔

آزاد۔ (روکر) ہاے ستم واے ستم۔

مس۔ مسٹر آزاد۔

آزاد۔ اب کیا۔ صبر۔ اب کیا۔ صبر۔ اب کیا۔ صبر

مس سمجھ گئی کہ غم اور الم نے اس بیچارے کو دیوانہ بنا دیا۔

بڈلسنج۔ ارے! ہی ہی۔ لو اب بھنور مین جہاز آ گیا۔

اسوقت عورتون نے اس زور شور سے آوازیں بلند کی کہ کل جہاز والون کے کلیجے دہل گئے۔

مس۔ alack! alack!! alack!!!

ص۔ بس اتنی ہی دنیا تھی۔

آزاد - ہاں اتنی ہی دنیا تھی -

خوجی - بھائی - پیارے - ہائے آزاد - خدا گواہ ہے کہ مین اسوقت افیم کے نشے مین نہین مگر حیف صد حیف کہ تمھاری جان جاتی ہے ہائے حسن آرا سمجھین گی کہ آزاد نے دھوکا دیا - پردہ نشین بیگم اس عصمت سمات کو کیا معلوم ہوگا کہ جہاز ڈوب گیا - اور آزاد کی جان گئی -

ہائے افسوس دائے افسوس ہ

زجوشِ آتشِ غم شعلہ افشان شد چراغ من
خدایا بر دلم رحمے کہ خون گردید داغ من

ارے آزاد - ہائے تیری جوانی مفت گئی حسن آرا کے عشق نے تجکو کہین کا نہ رکھا - حیف - صد حیف -

جہاز پر جتنے مرد اور عورتین اور بچے تھے سب صید مصیبت تھے بچے اپنی ماؤن سے چپٹے ہوئے زار زار روتے تھے عورتون نے شور محشر برپا کیا تھا مرد گریہ کنان اور انتہا کے پریشان - جو لوگ تھوڑی ہی دیر ہوئی خوش و خرم تھے انکو اسوقت گریہ کنان پایا - خود اپنی قضا کا نوحہ خوان پایا -

مدت شادی و غم نسبت برابر بہ جہان
گریۂ شمع شبے خندۂ صبح ست دمے

جہاز تین بار گھوما اور ہوا سے تند اسکو کئی گز کے فاصلے پر لے گئی -

میم - پیارے ڈارلنگ - ایلیٹن - رخصت -

ایلیٹن - (ص) پیاری - رخ -

ہائے رخصت کہنے کو تھا - مگر رخ کہتے ہی جہاز نے جو تین بار چکر کھایا اور (صت) زبان سے نہ نکل سکا - دنیا کی اسوقت عجیب کیفیت تھی -

آزاد فرخ نہاد تو ایک جری اور دلیر آدمی تھے کوشش بلیغ کی کہ بنی نوع انسان کی جان بچائین - کپتان اور اسکے لفٹنٹ اور اہل جہاز سب آزاد کے عاشق تھے - ایک قسم کی دلی محبت ہو گئی تھی - آزاد نے سعی مشکور کی کہ اہل جہاز ڈوبنے سے بچ جائین - مگر یہ خیال محال تھا کپتان نے اسوقت بڑی مایوسی سے کہا کہ کیا اسوقت یہان کوئی آدمی بھی ایسا نہین جو میرے اسسٹنٹون کو مدد دے اور بندگان خدا کی جان بچانے مین جی کڑا کرے جان بچانے مین کوشش موفور کر رہا ہون - السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ

پھر کپتان نے غل مچا کر کہا کہ -

Lower the Life Boats

واضح ہو کہ ہر جہاز کے ساتھ چند لائف بوٹ رہتے ہین رسیون اور زنجیرون سے جکڑے ہوئے - اب وہ وقت آگیا تھا کہ لائیف بوٹ سے مدد لیجائے - لائیف بوٹ جہاز کے غرقاب ہونے کے وقت کام آتے ہین ناخدا نے کہا کہ لائیف بوٹ جو اس جہاز کے ساتھ ہین انکو نیچا کرو آزاد نے اسمین بڑی مدد دی -

اب جہاز ڈوبنے ہی کو تھا - دس فٹ سے زیادہ پانی جہاز کے ہولڈ مین آگیا تھا - آزاد نے کپتان سے کہا کہ پانی کو پمپ کے ذریعہ سے نکالو ورنہ غضب ہی ہو جائیگا کپتان نے کہا کہ پمپ کے ذریعہ سے پانی نکالنا بیکار ہے -

آزاد - کیون ؟ -

کپتان - پہلے تو آندھی کا ذرا بھی گمان نہ تھا - دفعتہ طوفان جو آیا تو امواج بحر پہاڑ کی بلندی کے برابر اونچی ہونے لگین جو شئے تختے پر تھی سب کو بہا لے گئین

آزاد نے کپتان کی بڑی تعریف کی اور لائیف بوٹ

کو نیچا کیا اُسوقت آزاد کی پھرتی اور ہمدردی اور سچی
شجاعت کے اہل جہاز تہ دل سے مداح تھے اور ونیشیا
اِس جری نوجوان کو حسرت کی نظر سے دیکھتی تھی۔ آزاد
نے بہت سے لڑکون اور عورتون کو لائیف بوٹ مین
جگہ دی۔ اس کام مین جو اُسکی سچی ہمدردی اور بسالت
پر دال تھا اُسکی جان خود معرض خطر مین تھی۔ مگر آزاد
کی جرأت اور شجاعت اعلیٰ درجہ کی تھی۔

آزاد اُسوقت عورتون اور بچون کو مدد دے رہے تھے
کہ وہ جہاز سے لائیف بوٹ مین کود آوین۔ اُنھون نے کسی
کی ایک نہ سُنی پھر ونیشیا نے بصد حسرت اُنکو باواز بلند پکارا۔
آزاد اور سب کو چھوڑ کر ونیشیا کیطرف آئے اور اُنکو گود مین
اُٹھا کر لائیف بوٹ کیطرف لیگئے ونیشیا نے کہا پیارے
آزاد میری جان سے زیادہ پیارے ایلیٹن کو تو لاؤ۔ اتنے
مین ایلیٹن بھی آیا ونیشیا اور ایلیٹن دونون لائیف بوٹ
مین کود ے اور آزاد نے فرط طرب سے تین بار کہا

Hip Hip Hurrah
Hip Hip Hurrah.
Hip Hip Hurrah.

آزاد کی بسالت اُسوقت قابل دید تھی۔ بلکہ دیدنی نہ شنید
تھی۔ لوگونکو شک کی جگہ یقین ہوگیا کہ یہ انسان نہین فرشتہ
آسمان سے آیا ہی کہ گنہگارونکو غرق ہونے دے اور بیگناہون
کی زبان بچائے دوسرے لائیف بوٹ مین بھی آزاد کی کوشش مع فوا
سے کئی آدمی کود ے جہاز کے کپتان نے جہاز کو اُسوقت
چھوڑا جب تین بار چکر کھا کر وہ غرقاب ہونیکو تھا ناخدا
لائیف بوٹ مین کودا تو میان آزاد نے باواز بلند کہا۔

Save the compass to
enable you to steer
for the land.

یعنی کمپاس اپنے ساتھ لیتے آؤ تا کہ اُسکے ذریعہ سے
لائیف بوٹ خشکی کیطرف جا سکین۔ ناخدا نے کمپاس لیا
جزیرہ بیرم سامنے نظر آتا تھا مگر فرط یاس سے کسی کو اُمید
نہ تھی کہ وہان تک پہونچ سکین گے۔

بیرم کے باشندے بمقتضاے ہمدردی انسانی نہایت
حسرت اور غایت ملال کے ساتھ دیکھتے تھے کہ ایک جہاز ڈوب
رہا ہی ان لوگون نے جزیرے کے ساحل پر خوب تیز روشنی کی
اور کئی من تیل برابر ڈالتے گئے تا کہ شعلے بلند ہون اور اہل جہاز
نے اگر یاس اور غم اور پریشانی کے سبب سے اس جزیرے
کو نہ دیکھا ہو تو روشنی سے سمجھ جائین کہ زمین قریب ہی۔ تین
مختلف مقامات پر آگ جلائی گئی۔ صدہا آدمی اس واقعہ
ہوش ربا کے دیکھنے کے لیے اپنے اپنے مکان چھوڑ کر ساحل
جزیرہ پر کھڑے ہوے تھے اور غل مچا رہے تھے اکثر رقیق القلب
آدمی پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے اور تہ دل سے آرزومند تھے
کہ جہاز ڈوبنے سے بچ جائے۔ مگر بعض ذات شریف اس مصیبت
کو دیکھ دیکھ کر کھلے جاتے تھے کہ سویرے منھ اندھیرے گھر سے نکلے تھے
خوب قیمین چیر نکلے یہ شقی القلب بدکردار ناہنجار ناخداترس مارے
خوشی کے تالیان بجاتے تھے جامے مین پھولے نہین سماتے
تھے اور باہم خوش خوش یون گپین اُڑاتے تھے۔
ایک۔ بس اب جہاز کے ڈوبنے مین باقی کیا ہی۔
دوسرا۔ ابھی لو بارہ ہین۔
تیسرا۔ تڑکے ہی سے لیس ہو کر آڈٹو نکا۔

چوتھا۔ دس بارہ برس ہوے کہ ایک فرانسیسی جہاز اسی مقام پر غرق ہوا تھا۔ کئی سو آدمیون کی جان گئی مگر یارون کی ہنڈیا چڑھی۔ ایک صندوق بہتا ہوا ادھر آنکلا۔ اُس مین جواہرات تھے ہم تینون بھائیون نے بڑی کشش اور کوشش سے نکالا۔ مگر نصف تو چھن گیا۔ نصف ہمارے ہتے چڑھا۔

پانچوان۔ سارے! ہم جانتے ہین جہاز بچ جائیگا افسوس۔

چھٹا۔ کیا مجال۔ کیا طاقت۔ وہ دیکھو چکر کھایا۔

ساتوان۔ (موچھون پر تاؤ دیکر) صبحکو قسمت آزمائی ہوگی

آٹھوان۔ ابھی ہمنے اسیطرح بہت کچھ پیدا کیا۔ مگر دعا مانگو کہ جہاز جلد ڈوب جائے

نوان۔ خدا کرے یہ تو ابھی غرقاب ہو جائے۔ اور دس دن تک جتنے جہاز ادھر سے آئین بس غرق ہی ہوتے جائین۔

یہ سنگدل شقی دست بدعا تھے کہ جہاز فوراً ڈوب جائے تو صبح کو مال و اسباب اِنکے ہاتھ آئے لیکن جزیرہ پیرم مین ایسے رحم دل طیب النفس نیک مرد بھی تھے جو دل ہی دل مین دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا اس جہاز کا تو ناخدا ہوجا عورتین پھوٹ پھوٹ کر روتی تھین کہ خدا جانے کون کون بدبخت اسوقت لقمۂ نہنگ اجل ہوگا کسی زن نوجوان وخوبرو کا پیارا شوہر ڈوبتا ہوگا کسی کا معصوم بچہ اِس سے ہمیشہ کے لیئے جدا ہوگا۔ جزیرہ پیرم مین اسوقت ساحل بحر کے قرب وجوار از دحام عام تھا اسمین ایک زن خوبرو و آئینہ زانو اس سانحہ تا دیدنی اور دردانگیز اور واقعۂ ناشنیدنی و حسرت خیز سے تڑپ رہی تھی۔ اِسکے پیارے شوہر نے جو ایک اوسط درجے کا تاجر تھا اُسکو لکھا تھا کہ مین تین دن مین جنی ڈٹینس جہاز پر بمبئی سے مصر جاؤنگا خوب جانتی تھی کہ اسی جہاز پر وہ بھی سوار ہوگا۔ تمام عالم اُسکی نظر مین تیرہ و تار تھا اور گو تین لائیف بوٹ پر آدمی آرہے تھے۔ مگر وفور غم سے اس درجہ اشکبار تھی کہ اُسکو کوئی شے نظر ہی نہین آتی تھی۔ زن مذکورہ کی بیقراری اور اشکباری اور اضطراب و بیتابی کا حال ناگفتہ بہ تھا یہ ڈاڑھین مار مار کر روتی جاتی تھی کہ اتنے مین ایک ملاح نے اُسکے آنسو پونچھے اور یون تشفی کی۔ میری پیاری بیٹی۔ گو تو مجھ کو نہین جانتی کہ مین کون لیکن مین تجھ کو خوب جانتا ہون۔ دس برس کے سن سے مین نے ملاحی کا کام کیا ہے اور اب مین پچاس برس کا ہون تیس روز سے مین نے جہاز رانی چھوڑ دی اب مین بوڑھا ہوا مین نے سمندر کی جو جو کیفیتین دیکھی ہین وہ اس جزیرے مین کسی نے کم دیکھی ہونگی۔ یہ کچھ فرض نہین کہ جب جہاز ڈوبے تو سب کے سب غرق ہی ہو جائین۔ بحر باسفک مین ایک جہاز طوفان عظیم کے سبب سے چٹکیون مین غرق ہو گیا مگر صرف گیارہ ڈوبے باقی سب قدرت خدا سے بچ گئے۔ تین لائیف بوٹ سامنے آرہے ہین کیا عجب کہ ان مین تیرا شوہر بھی ہو۔ تھوڑی دیر اور تامل کر۔ قبل از مرگ واویلا جناب باری کی درگاہ سے مردود ہوتا ہے۔ اُس زن مضطرب حال کی آنکھون مین ایسا اندھیرا چھایا تھا کہ لائیف بوٹ اُسنے ابتک نہین دیکھے تھے۔ پیر مرد نے جو لائیف بوٹ کا نام لیا تو اُسکو ذرا یون ہی سی تشفی ہوئی کہ شاید اپنے پیارے شوہر کی صورت

دیکھ سکے آنسوؤن کو پوچھ کر بہت غور کے ساتھ سمندر کیطرف نظر کی تو دیکھا کہ واقعی تین لائیف بوٹ چلے آتے ہین - لپک کر آگ کو خوب تیز روشن کیا تاکہ روشنی کی سمت بوٹ آئین - ملّاح نے بھی اُس فلک ستائی کو بڑی مدد دی اور برابر تسکین دیتا گیا -

عورت (ع) یہ روشنی وہ لوگ دیکھتے ہونگے -

ملاح - ضرور اِس سے اُنکو بڑی تقویت ہوگی -

ع - ہاے - کیا معلوم کِس کِس بیچارے کی جان پر بن آئیگی -

ملاح - افسوس -

ع - بھلا - لائیف بوٹ تو نہ ڈوب جائینگے -

ملاح - ہلکی پھلکی کشتیان ہین -

ع - طوفان تو اور بھی سخت ہوا جاتا ہر -

ملاح - آگ روشن کرو - آگ روشن کرو -

اس عورت بیچاری مصیبت کی ماری کو یقین واثق تھا کہ اُسکا پیارا شوہر کسی نہ کسی لائیف بوٹ پر ضرور ہوگا - سچ ہر دنیا بامید قائم - یہ اچھی طرح معلوم ہی نہین کہ بمبئی سے وہ روانہ بھی ہوا یا نہین مگر کھڑی دعا مانگ رہی ہر کہ یا الٰہی یہ لائیف بوٹ بچ جائین کہ پیارے شوہر سے ملون - ہوا نے اِسقدر زور باندھا کہ الحذر - یہی معلوم ہوتا تھا کہ طوفان کو گویا اُن بندگان سے جانی دشمنی ہر - جو جہاز پر سوار ہین خوجی طوفان کو گالیان دیتے جاتے تھے کہ او کمبخت - او بے ایمان طوفان او بیرحم او سنگدل طوفان - او گیدی - کیکا بدلہ لیا - ہاے اسی سے تو مین پانی کی صورت سے کانپتا تھا - اِس پانی کو آگ لگے - مار ہی ڈالا میان آزاد کو اسوقت مطلق خیال نہ رہا کہ خواجہ بدیع صاحب بھی اُنکے ساتھ ہمدم و ہمساز ہین اور لوگونکو تو لائیف بوٹ پر آنے مین مدد دی مگر اُنکو بالکل بھول ہی گئے - یہ اسوقت ایسے چوندھیا گئے کہ ایک مقام پر کھڑے ہوے جہاز اور طوفان اور سمندر کو بے نقط سنا رہے تھے -

کپتان دو بار حکم دے چکا کہ توپ داغو -

اتنے مین ایک توپ دغی - دھننا -

ع - اِسکے کیا معنی -

ملاح - (ہاتھ ملکر) ہاے ہاے -

ع - یہ توپ کیون دغی -

ملاح - مصیبت کی علامت ہر -

ہوا اور بھی تیز ہوئی - ملاح نے کہا اتنی عمر مین مین نے ایسا طوفان عظیم نہین دیکھا - جہاز تو اب کھلونا ہوگیا جیسے تنکا ویسے جہاز - لہرین تو دیکھو کتنی بلند ہوتی جاتی ہین - اُف الامان - الامان - سمندر اسوقت گویا خونخوار ہو رہا ہر - کچھ ٹھکانا ہر - اتنے مین چاندنی کافور ہوگئی - گھٹا ٹوپ اندھیرا کالے کوسون تک چھایا - مگر ہوا کی تیزی کے سبب شعلے خوب بلند تھے اور جزیرہ پیرم کے چند خداترس آدمی آگ کو اور بھی تیز کرتے جاتے تھے -

ملاح - آگ روشن کرو - آگ روشن کرو -

ع - تیل - تیل - تیل -

ملاح - ان ڈوبنے والے بیچارون پر ذرا رحم کرو -

ع - ہر ہر اسوقت تو کھڑا نہین رہا جاتا - پانون لاکھ جاتی ہون جمتے ہی نہین -

ملاح - بیٹھ جاؤ - آگ سے دور شعلون سے الگ -

پھر جہاز پر توپ دغی دھننا -

ملاح - (بآواز بلند)

مرحبا۔ کپتان اسمتھ۔ (عورت سے) اس طوفان عظیم مین ایسے چھوٹے جہاز کو اتنے عرصہ تک بچپانا کپتان اسمتھ ہی کا کام ہی۔ ایسا ناخدا بھی کم دیکھا۔

ع۔ یہ دوسری توپ کیون دغی۔

ملاح۔ مصیبت کی علامت ہی۔ (دوربین لگاکر) اُف او ہی۔ ارے رے رے۔

ایک لہر آئی۔ جہاز تہ و بالا ہونے لگا وہ گئی تو دوسری آئی۔ ہنوز جہاز سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تیسری موج کے تھپیڑون نے آفت ڈھائی میان آزاد بکمال شجاعت و استقلال پھر جہاز پر سے کودنے ہی کو تھے کہ ناخدا نے میان خوجی کو بھی انکے لائیف بوٹ مین بہزار خرابی پہونچایا۔ آتے ہی انھون نے غل مچایا کہ ارے یار دافیم کی ڈبیا تو وہین رہ گئی۔ میان کوئی بندہ خدا ذری لپک کے ہماری ڈبیا لے آئے آزاد کو جو پایا تو چمٹ گئے۔ بھائی آزاد۔ جب اتنا بڑا جہاز نہ بچا تو یہ ننھی ننھی کشتیان بھلا کیونکر بچینگی۔ آزاد نے کہا۔ خدا مالک ہی۔ جب زور سے آندھی آتی ہی تو تناور درخت بھی پھٹ پڑتے ہین کبھی کسی نے یہ نہ دیکھا ہو گا کہ آندھی چلنے سے گھاس ٹوٹ گئی۔

جزیرہ ہیرم مین اُس زن خوبرو نے جو بڑی دیر تک آگ روشن کی اور ایسے طوفان عظیم کے وقت اس لق و دق میدان مین کھڑی رہی تو تپ آگئی۔ مگر وہان سے جاتی کیونکر۔

ادھر تو یہ باتین ہوتی تھین ادھر جہاز کو ایک موج بلاخیز نے اس زور کا تھپیڑا دیا کہ اچھل گیا ناخدا لائیف بوٹ مین آگیا تھا۔ دوسرا تھپیڑا دیا۔ تھپیڑا تھپیڑا دیا ملاح نے دور ہی سے دیکھکر کہا ہاے ہاے سب ڈوب گئے بیچارے لائیف بوٹون مین تو کوئی پچاس ساٹھ آدمیون سے زیادہ نہین آنے پائے۔ جہاز گھومنے لگا۔ جسطرح پھرکی کو بچہ گھماتا ہی۔ اسیطرح امواج بلاخیز کے تھپیڑون سے جہاز نے چکر کھایا اہل جہاز کا حال ناگفتہ بہ انکی بیکسی اور بے بسی اُن کی آشفتہ حالی اور پریشانی۔ انکی سراسیمگی اور حیرانی۔ عورتون کی گریہ و زاری۔ مرد و زن کی اشکباری۔ بچون کی بیقراری کی انتہا نہ تھی۔ اگر کوئی فوٹوگرافر اسوقت جہاز اور اہل جہاز کا فوٹو اُتارتا تو بڑے بڑے سنگدل اُسکو دیکھکر زار زار روتے اجل جھپٹی جاتی ہی اجل کے پنجے مین مرغ حیات پھنس گیا مگر پھڑپھڑا رہا ہی کہ شاید تڑپ کے نکل سکے۔ ادھر یہ مصیبت زدے جہاز پر دیوانہ وار پھرتے تھے کہ کس طرف بھاگ جائین جان بچائین اور ادھر اجل کھڑی ہنس رہی تھی کہ اس وحشت کے صدقے کوئی انسے اتنا تو پوچھو کہ مجھ سے بھاگ کے جائینگے کہان۔

جان بڑی پیاری چیز ہی۔ خوب جانتے تھے کہ ناخدا نادارد کمپاس کا پتا نہین۔ جہاز مین پانی برابر آرہا ہی طوفان ستم پر ستم ڈھا رہا ہی۔ سمندر جوش و خروش پر ہی۔ لائیف بوٹ دور نکل گئے۔ مگر پھر بھی کوشش کرتے جاتے تے کہ شاید کسی طور پر بچ جائین۔ ہاے افسوس واے افسوس سہ

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

دو اجل رسیدہ بہنین اس حالت مایوسی مین یون باتین کرنے لگین۔

بڑی بہن۔ (بڑی) کود پڑو پانی مین کود پڑو شاید بچ جائین۔

چھوٹی بہن۔ (چھوٹی) (سر پیٹ کر) اب جو جا بچے کرد بچنا محال ہے۔

بڑی۔ ہر ہر۔ اِس طوفان ظالم سے خدا سمجھے۔
چھوٹی۔ ہائے اماں جب سنینگی تو کیا کرینگی۔
بڑی۔ اُف ہائے غضب۔ ارے یہ ہوا کیا۔
چھوٹی۔ مین تو کودتی ہون۔
بڑی بہن۔ (روکر) ہائین کیون جان دیتی ہو۔

حضرات ناظرین کسقدر افسوسناک معاملہ ہو۔ جہاز اب ڈوبتا ہو ایک بہن مارے گھبراہٹ کے کہتی ہو کہ بہن پانی مین کودی پڑتی ہون ہائے کوئی پوچھے کہ سمندر مین کودنے سے کیا بچ جائیگی مگر پوچھے تو اُس سے جو ہوش مین ہو۔ دوسری بہن کہتی ہو کہ ہائین ہائین کودنا نہین کودنا نہین۔ جان کیون دیتی ہو۔ اُف ہائے کیا غضب کا فقرہ ہو۔ دہشت گھبراہٹ ازخود رفتگی۔ جوشش خون آشفتگی و فرط غم و الم۔ یہ سب اس فقرے سے تیر ظاہر ہین جوش خون اور بہن کی محبت اسکی مقتضی نہ ہوئی کہ بہن کو کودنے دے۔ گو خوب جانتی تھی کہ کودیگی تو اور نہ کودیگی تو ہر طرح جان جائیگی۔ مگر دنیا بامید قائم۔

ایک عورت نے جو اس سانحۂ ہوش ربا سے مجنون ہوگئی تھی اپنے پیارے بچے کو سمندر مین پھینکدیا اور کہا اے سمندر یہ لڑکا مین تیرے سپرد کرتی ہون یہ کہکر خود بھی کود پڑی اور لقمہ نہنگ اجل ہوئی۔ تینون لائیف بوٹ موجون کے تھپیڑے کھاتے سختیان اُٹھاتے جزیرہ ہیرم کے رخ جانے لگے کل ستر آدمی اُسمین تھے تاریکی ایسی چھائی تھی اور لہرین اسقدر بلند ہو ہو جاتی تھین کہ جزیرہ مذکور اچھی طرح نظر نہین آتا تھا۔ مگر روشنی نے انکو بڑی مدد دی۔ ورنہ کمپاس سے چندان مطلب برآری ممکن نہ تھی۔

ملاح ساحل پر اُن بوٹون کی آمد آمد کا منتظر کھڑا تھا اور وہ زن جو پیر و کبھی دوربین ملاح سے لیکر دیکھتی تھی اُسکے دل کی اسوقت عجب کیفیت تھی۔ جہاز کے غرق ہونے اور صدہا بندگان خدا کی جان جانے کا ازبس ملال تھا مگر جب سوچتی تھی کہ ایک لائیف بوٹ پر اُسکا شوہر بھی آتا ہوگا تو باچھین کھل جاتی تھین اور پھر جو خیال آتا تھا کہ مبادا بوٹ پر نہ کود سکا ہو تو اوداس ہو جاتی تھی۔

اتنے مین باد مخالف جو چلی تو وہ لائیف بوٹونکا رخ بدل گیا۔

ملاح۔ ارے رے رے اُف۔ یہ بُرا ہوا۔
ع۔ (چونک کر) کیا ہوا۔
ملاح۔ بوٹون کو دیکھو۔
ع۔ (ہاتھ ملکر) ارے یہ تو دوسرے رخ جانے لگے ہائے ہائے یہ کیا ستم ہوگیا۔
ملاح۔ گھبراؤ نہین۔ گھبراؤ نہین۔ کمپاس اُنکے پاس ہی اور کپتان اسمتھ بڑا لائق اور تجربہ کار ناخدا ہی اور اُن کے لفٹنٹ بھی آزمودہ کار جہاز ران ہین۔
ع۔ مگر اس سے فائدہ کیا ہوگا۔ باد مخالف سے کچھ بس چلتا ہی۔

ملاح نے دیکھا کہ ایک لائیف بوٹ بھنور مین پڑ گیا اور چکر کھانے لگا۔ یہ بحر ہند کے مختلف مقامات سے خوب واقف تھا۔ اب سنئے کہ جس مقام پر یہ لائیف بوٹ تھا وہان دو تین پہاڑ بھی قریب تھے جنکی چوٹیان ہمیشہ پانی مین چھپی رہتی تھین۔ ان پہاڑون سے جہاز ران کم واقف تھے کیونکہ جہاز کے اصلی راستے پر وہ واقع نہ تھے مگر پیر مرد

پیچے پیچے کا حال جانتا تھا۔ سمجھ گیا کہ اگر ذرا ہوشیاری نہ کی تو کشتی کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑ جائینگے۔ زن خوبرو سے اِس امر کا تذکرہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ طرح طرح کے سوالات کرتی جاتی تھی مگر ملاح کی نظر اُسی طرف تھی۔

ع۔ کشتیان اب کہان ہین۔

ملاح۔ خاموش۔

ع۔ (خوف زدہ ہو کر) اب لائیف بوٹ کہان پر ہین

ملاح۔ (جواب ندارد)

ع۔ کیا بھنور مین پڑ گئین۔

ملاح۔ پہاڑون سے ضرور ٹکرائین گی۔

ع۔ اب ہین کہان پر۔

ملاح۔ ٹھہر جاؤ۔ ٹھہر جاؤ۔ اسوقت باتین نکرو۔

تیس چالیس شقی اس لائیف بوٹ کی حالت زار دیکھکر خوش ہو رہے تھے ایک بولا ڈوب ڈوب۔ دوسرے نے کہا۔ ارے بچگئی کشتی۔ تیسرے نے کہا بکری کی مان کبتک خیر منائیگی۔ چوتھا بولا۔ وہ ڈوبی ارے پھر بچی۔ ہاے بچ گئی۔ ملاح کا بس چلتا تو خود جا کے تپوار ہاتھ مین لیتا اور اُن اجل رسیدہ بیچارون کو بچاتا مگر یہ امر محال تھا زن خوبرو اُن شقی القلب آدمیون کی گفتگو سُنکر اور بھی زار زار رونے لگی۔ کہ یہ کمبخت کھڑے ہوے دعا مانگ رہے ہین کہ کشتی غرقاب ہو جائے۔

جب ڈنیں جہاز چکر کھا کر غرقاب ہو گیا بچون اور عورتون اور مردونکے چیخنے چلانے کی آواز سے لائیف بوٹ والون کے کلیجے دہل گئے۔ ایک تو خود گرداب بلا مین تھا۔ باقی دونون کے بیٹھنے والون نے پیچھے پھر کر اس سانحۂ ہوش ربا کو نظر عبرت سے دیکھا اور اسقدر روئے چلائے کہ الامان الامان۔ دیکھتے ہی دیکھتے جہاز ڈوب گیا۔

ساحل جزیرہ پیرم پر بھی شور مچا۔ گو اکثر سنگدل جہاز کے ڈوبنے کی دعا مانگ رہے تھے۔ مگر جسوقت دیکھا کہ بچے اور زن و مرد اس بیکسی سے جان دیتے ہین بے اختیار آنسو نکل پڑے شعلے ہوا کے سبب سے خوب تیز تھے لہذا شب کی تاریکی مانع مشاہدہ نہوئی زن خوبرو سکتے کے عالم مین تھی۔ ملاح نے پیشتر ہی کہدیا تھا کہ اتنے عرصے مین جہاز غرق ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا کبھی زن خوبرو کشتیونکی طرف دیکھتی تھی کبھی سوچتی تھی کہ مبادا جہاز ہی مین رہ گیا ہو اور ڈوب گیا ہو۔

اب سنیے کہ جس لائیف بوٹ پر ناظورۂ ماہ لقا وفیشیا اور لفٹنٹ اپلٹن تھے وہ باد مخالف کے زور سے جزیرۂ پیرم سے تھوڑے فاصلے پر بہتا چلا گیا اور تپوار ایک اناڑی کے ہاتھ مین ملاح تو خرانٹ جہاز ران تھا بھانپ گیا کہ کسی نادان نوآموز کے ہاتھ مین تپوار ہے کشتی کا بچنا معلوم۔ بادیدہ مطروح و سینۂ مجروح خدا کے آسرے پر بیٹھا سمندر کو دیکھ رہا ہے۔ اجل ہر سمت سے اپنی بھیانک صورت دکھاتی تھی چہار طرف مصیبت ہی مصیبت نظر آتی تھی۔ جہاز پر سے بوٹ مین آئے مگر یہان بھی مصیبت نے ساتھ نہ چھوڑا۔

نئی بپتا	ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

س۔ آزاد کس بوٹ پر ہین۔

ص۔ وہ سامنے جاتا ہے

س۔ اب ہمارا بوٹ بچ بھی سکتا ہے بھلا۔

ص۔ خدا بڑا کارساز ہے۔

مس۔ (آہ سرد بھر کر) یا الٰہی ہمین بچا لے۔ (رو کر) ہائے ہم بیگناہ ہین۔

ص۔ اُف اسوقت جیسے کوئی کلیجہ مسوس رہا ہے۔ توپ کا مقابلہ کرتے ذرا خوف نہین معلوم ہوتا مگر اسوقت روح تک لرز رہی ہو۔ خیر خدا حافظ ہو ونیشیا گھبراؤ نہین خدا کی خدائی مین کسی کو دخل نہین ہو

مس۔ یقین نہین آتا کہ بچین۔

ص۔ صبر۔ صبر۔ استقلال۔ استقلال۔

مس۔ صبر نہین تو اور یہان اُس کیا چل سکتا ہو (آسمان کیطرف دیکھکر) یا خدا بچائیو۔

ص۔ لو آزاد کی کشتی بھی ادھر ہی آنے لگی۔

مس۔ ہان آئی۔ مگر وہ بھی تو ادھر ہی چلی آتی ہو۔ ماجرا کیا ہو یا خدا۔ یا خدا۔

ص۔ اپنی خوشی سے تھوڑا ہی آتے ہین کچھ۔

مس۔ کوئی نہ بچیگا۔ ہائے اب جان گئی۔ اپلیٹن۔ رخصت

یہ کہکر ونیشیا رُخِ انور ڈھانپ کے خوب زار زار روئی یہانتک کہ ہچکی بندھ گئی۔ اپلیٹن بھی زندگی سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ مگر ونیشیا کو بکمال استقلال سمجھایا کہ پیاری ونیشیا ذرا مستقل مزاج رہو۔ یہ وقت استقلال کا ہو۔ اگر استقلال نہ کروگی۔ تو کروگی کیا۔ مگر تاہم مستقل رہنا چاہیئے دیکھو اگر مستقل نہ رہتے تو جہاز سے یہان تک کیونکر آتے اور لوگون کی طرح ہم بھی نہ ڈوب جاتے۔

مس۔ اب تو بچنے کی کوئی صورت ہی نہین ہو (سمندر کیطرف نظر کرکے) اُف۔ ہائے یہ ہمارا جانی دشمن ہو۔

ص۔ آزاد کی کشتی کا رخ بدل گیا۔ افسوس۔

م۔ ہائے ہائے۔

ص۔ ایسا طوفان تو ہمنے آجتک دیکھا ہی نہین۔ یا الٰہی مدد دے یا خدا مدد دے۔

سراسر ہمچو مہر و ماہ گردیدیم دنیا را
ندارد منزل آسایشی دیدیم دنیا را

ایک لائیف بوٹ جسپر کپتان اسمتھ تھے وہ تو مع الخیر ساحل جزیرۂ بیرم تک پہونچ گیا۔ مگر دو لائیف بوٹ ابھی سمندر رہی مین ہین۔ رات اور بھی تیرہ و تار ہو تی گئی۔ مگر طوفان نے نظر عنایت کی۔ جب طوفان کسی قدر کم ہوا تو یہ دونون بوٹ بھی جزیرۂ مذکور کی طرف چلے۔ کپتان اسمتھ نے لائیف بوٹ پر سے اُترتے ہی لوگون سے پوچھا کہ پال نامے ایک ملاح اس ٹاپو مین کہین ساحل ہی کے قریب رہتا ہو اُس سے مین ملنا چاہتا ہون ملاح تو وہان پر کھڑا ہی تھا آگے بڑھا کپتان اُسکو دیکھکر از بس محظوظ ہوے ملاح نے کہا کہ مین پہلے تو سمجھا تھا کہ کوئی اور جہاز ہو مگر پھر مجھے معلوم ہوا کہ ڈنی ڈخشس ہو۔ افسوس صد افسوس۔ کتنے ٹن کا جہاز تھا۔ کپتان صاحب نے کہا کہ ساڑھے تین سو ٹن کا تھا۔ تینون لائیف بوٹ مین کوئی ستر بہتر آدمی کو دے۔ باقی بیچارے اسی لیے پیدا ہوے تھے کہ اس خونخوار سمندر مین جان گنوائین۔ افسوس مین نے بڑی پھرتی کی۔ اغلب ہو کہ دو بار توپ دغنے کی آواز یہان آئی ہو۔ بہت عرصے تک کوشش کرتا رہا کہ جہانتک ممکن ہو جہاز کو ڈوبنے سے بچاؤن مگر تم تو خود بڑے تجربہ کار ہو۔ ساٹھ ستر برس تک جہاز رانی کیا کیے تم نے دیکھا ہی ہوگا کہ مین کتنی دیر تک جہاز پر رہا۔ ملاح نے کہا جی ہان مین دوربین سے بہت غور کے ساتھ کل کارروائی بصد حسرت

دیکھ رہا تھا آپ نے سوائے اعلیٰ مستول کے اور سب مستولونکو تباہ کر دیا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا یہ ساٹھ ستر آدمی بھی نہ بچتے وہ کون شخص ہی جو دو بار لائیف بوٹ سے جہاز پر آیا اور لوگون کو لے لیگیا یہ بڑا جری آدمی ہی۔ مین نے ایسے جیوٹ کے بہادر کم دیکھے ہین۔ جو اورون کے لیئے اپنی جان پر کھیل جائین کپتان نے کہا وہ ایک ہندوستانی ہی میان آزاد بڑا لائق آدمی ہی اس سے مجھے بڑی مدد ملی۔ اسکی بسالت اور شجاعت اور جوانمردی کا نقش میرے لوحۂ دل پر منقوش ہوگیا۔ قابل داد کام کیا ہی۔ آہا ہا ہا کس بانکپن سے لوگون کو مدد دی ہی کہ سبحان اللہ مین اسکی جوانمردی کی بڑی تعریف کرونگا اور مختلف اخبارون مین چھپوا دونگا کپتان اُسی مقام پر بیٹھ گیا۔ ایک شخص نے کہا اگر مضایقہ نہو تو تھوڑی سی شراب پی لیجیے آپ اسوقت انتہا کے بدحواس ہین اور محنت بھی اسدرجہ کی ہی کہ شاید تمام عمر نہ کی ہوگی۔ کپتان نے اُسکا شکریہ ادا کیا اور بوتل لیکر دیکھا تو جمیکا رم ایک گلاس پانی مین ملا کر پیا پھر ایک گلاس لیا تھوڑی ہی دیر مین چوتھائی بوتل شراب لنڈھائی جب ذرا کچھ اور نشے جمے تو کھڑا ہوا اور سمندر کے اُس مقام کو بحسرت و حیرت دیکھکر دردناک اور جگر دوز آواز سے یون گانے لگا

Three times round went my
gallant Ship. And
three times went She.
Three times went my gall-
-ant Ship when she went
to the bottom of the sea

میان آزاد اور خوجی ایک لائیف بوٹ پر تھے۔ وینشیا اور اسپلیٹن دوسرے پر اب دونون بوٹ ایک دوسرے سے تھوڑے ہی فاصلے پر جانے لگے کہ اتنے مین ایک موج نے یہ ستم ڈھایا کہ اسپلیٹن والا بوٹ جکر کھا کر دوسرے رُخ بہتا چلا گیا اور یہانتک تہ و بالا ہونے لگا کہ تین آدمی سمندر مین گر پڑے اور حیف صد حیف کہ اُن تینون مین لفٹننٹ اسپلیٹن بھی تھے ادھر یہ گرے اُدھر وینشیا نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوگئی۔ آزاد فوراً بوٹ پر سے کود پڑا اور انتہا کی جرأت اور شجاعت سے اسپلیٹن کی مدد کو چلا۔ ادھر اسپلیٹن کا وفادار کتا بھی آقا کے گرتے ہی پانی مین کود پڑا اور سر کے بال دانتون سے پکڑ کر اپنے آقا کو اُسنے اُبھارا۔ میان آزاد بھی پیرتے ہوے دن سے جا پہونچے ایک ٹھپکی جو دیتے ہین تو اسپلیٹن بخوبی اُبھرے۔ بوٹ قریب آیا لوگون نے مدد دیکر اسپلیٹن کو کھینچ لیا یہ اسوقت ایسے گھبرائے ہوے تھے کہ روح تک گویا لرز رہی تھی وینشیا کو غش کی حالت مین دیکھ قریب جا بیٹھے اور لب لعل شکر خا کا زور سے بوسہ لیا۔ مُنھ پر خوب چھینٹے دیے تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو شوہر کو لائیف بوٹ مین دیکھ کر فرط طرب سے آنکھین اشکبار ہوگئین ص۔ اس نیوفونڈلنڈ کے رفیق بے زبان اور میان آزاد جوانمرد نے مجھے اسوقت بچا لیا۔ ادھر مین گرا اُدھر کتا کودا اور بوٹ سے میان آزاد کود پڑے۔

میان آزاد کی مدد سے لفٹننٹ اسپلیٹن تو بچ گئے مگر لائیف بوٹ اس پھرتی سے گئے کہ خود بچا ہے میان آزاد سوار نہ ہوسکے بدرجۂ مجبوری اُنکو پیرتے ہوے جانا پڑا جب لائیف بوٹ ساحل کے بالکل قریب پہونچا تب کہین

لوگون کو میان آزاد نظر آئے۔ آزاد جزیرے کے رخ بمقتضائے قہر درویش بر جان درویش ڈوبتا تیرتا جانے لگا کپتان اسمتھ نے جو دوربین کے ذریعہ سے دیکھا تو اور بھی حوصلہ بڑھایا اور ہمت دلائی۔ شاباش آزاد شاباش مرحبا

As if a moder Byron was crossing the Hallespont

یعنی گویا اپنے وقت کے بیرن ہو اور بلسپانٹ مین تیر رہے ہو

Azad, you are the Cynosure of all eyes

یعنی آزاد سب کی آنکھین تمھاری ہی طرف ہین۔

اور واقعی یہی حال تھا۔ عورت اور مرد اور لائیف بوٹ کے بیٹھنے والے سب اس جوانمرد کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے اور دست بدعا تھے کہ یا الٰہی اس جوان اشجع کو بچا۔ آزاد جزیرہ پیرم کے ساحل پر آئے اور آتے ہی مارے تھکاوٹ کے گر پڑے کپتان اسمتھ اور اپلیٹن اور اس پیرمرد نے آزاد کی پیٹھ ٹھوکی۔

وئنیشیا نے بصد ادائے دلربا میان آزاد کا شکریہ ادا کیا اور کہا تمام عمر تمھاری مشکور رہونگی کہ تمنے میرے شوہر کی جان بچائی عروس مہ لقا وئنیشیا نے اپنے پیارے پیارے ہاتھون مین جام بادۂ ناب لیکر کہا آؤ اُٹھو دوا پیو آزاد نے وئنیشیا کیطرف دیکھا تو اُس سرمایۂ نازنینی غیرت لعبتان چینی نے پھر کسیقدر تیکھی ہوکر کہا کہ اُٹھو دوا پی لو آزاد اُٹھ بیٹھے اور شراب ناب راح روح کیمیائے فتوح کو دوا سمجھ کر ہونٹھون سے لگایا مگر پیتے ہوئے جھجکے۔ وئنیشیا نے زبردستی اپنے ہاتھ سے شراب پلادی۔ ملاح نے دیکھا کہ وہ زن خوبرو ایک جوان کے ساتھ کھڑی باتین کرتی ہے پوچھا کہو تمھارا شوہر آیا۔ عورت مسکرائی اور اشارے سے دکھایا کہ یہی ہے ملاح نے کہا بیچاری اسوقت زار زار روتی تھی مگر مین نے اُسکی بہت کچھ تشفی کی۔ تم کس لائیف بوٹ مین تھے اُسنے کہا دوسرے لائیف بوٹ مین۔ جو کپتان اسمتھ کے لائیف بوٹ کے بعد داخل ہوا

کپتان میان آزاد وئنیشیا اپلیٹن اور خوجی چار دن اُس پیرمرد کے مدعو ہوے پیرمرد ساحل بحر کے قریب ایک گانْون مین رہتا تھا اسکا مکان چھوٹا سا تھا مگر احاطہ نہایت وسیع اور میدان کھلا ہوا اُس غریب آدمی کے پاس اسقدر سامان تو تھا نہین کہ وئنیشیا اور اپلیٹن اور آزاد کی خاطر خواہ تواضع کرتا مگر جو کچھ حاضر تھا اُسمین دریغ نہ کیا۔ کچھ روٹیان اور تین مرغیون کا گوشت اور پانچ مچھلیان یہ سامان دعوت تھا

م۔ جسقدر ذائقہ آج کھانے مین حاصل ہوا عمر بھر نہین حاصل ہوا تھا۔

آزاد۔ اسوقت جی چاہتا ہے اگر بس چلے تو اپنے مہربان کو اس جزیرے کا بادشاہ کر دون۔

م۔ کیا عمدہ اور دلچسپ مقام ہے۔

ص۔ ایسی مچھلی بھی کبھی کھائی نہ ہوگی۔

ملاح۔ مین نے آج صبح کو دیکھا کہ دو ابابیلین پانی کی سطح کے بالکل قریب سمندر مین جا رہی ہین۔ بس اُسیوقت ماتھا ٹھنکا مین نے کہا خدا ہی خیر کرے کسی جہاز پر تباہی ضرور آئیگی یہ تیسرا مرتبہ ہے کہ دو ابابیلون کے سطح آب کے قریب جانے سے طوفان آیا مین نے تین بار تجربہ کیا۔

کھانا کھانے کے بعد سب کے سب بڑی دیر تک بیٹھے

رہے۔ خوب باتین ہوا کین ملاح الگ دون کی لے رہا تھا کہ مین نے یہ کیا اور وہ کیا اور ایک مرتبہ جہاز پر سے کود کر ڈوبتے کو نکالا یون انعام پائے اور فلان فلان اخبار مین میری تعریف چھپی۔ کپتان الگ مشیخت مین آکر گپ اڑا رہے تھے جسمین ایک صحیح تو ننانوے لغو آزاد اور ونیشیا ٹہلنے لگے۔ اپلیٹن اور خوجی یون باتین کرتے تھے

ص۔ بڑی بیش بہا اشیا کل یہان والون کے ہاتھ آئینگی۔

خ۔ اِسمین کیا شک ہی۔ دیکھین ہماری افیم کی ڈبیا کس خوش نصیب کے ہاتھ لگتی ہی۔

اپلیٹن نے جو یہ فقرہ سُنا تو کھلکھلا کر ہنس پڑا ونیشیا سے کہا ڈیر ونیشیا خوجی کہتے ہین کہ کل ڈوبی چیزون مین سے اکثر اشیا گرانبہا جزیرے والون کے ہاتھ آئینگی خدا جانے ہماری افیم کی ڈبیا کس خوش قسمت کے ہاتھ لگے۔ آزاد اور ونیشیا مارے ہنسی کے لوٹ لوٹ گئے افیم کی ڈبیا کیا جواہرات کی ڈبیا تھی۔

نور کے تڑکے میان آزاد اور وہ خاتون پریزاد اور اپلیٹن اور کپتان اسمتھ جزیرے کی سیر کو چلے اُن کے نیک نفس اور مہمان نواز میزبان نے کہا کہ یہ جزیرہ عدن سے کوئی ہفتیٹھ میل شمال و مغرب کیطرف واقع ہی آخری جنگ فارس مین سلطان زنجبار نے برٹش گورنمنٹ کو یہ جزیرہ دیدیا تھا۔ میان آزاد نے کہا یہان توپخانہ کی ایک باڑھی بھی تو ہی ملاح نے کہا ہان برٹش کیطرف سے توپخانہ یہان رہتا ہی تا کہ غلامی کی تجارت نہونے پائے۔ ونیشیا کے سوا اور کسی کے پاس ٹکا بھی نہ تھا۔ اور ونیشیا کے پاس بھی واجبی ہی واجبی رقم تھی میان آزاد نے بندگان خدا کی جان بچانے مین

اس درجہ شجاعت اور ہمدردی ظاہر کی تھی کہ جزیرہ پیرم کے باشندے ہزار جان سے انپر عاشق ہوگئے تھے۔ اُن لوگون نے باہم صلاح کر کے کسی قدر چندہ جمع کیا اور جو لوگ اپنی خوش قسمتی سے جیتے بچے تھے اُنکی اِس چندہ سے مدد کی روپیہ کا تقسیم کرنا میان آزاد کے سپرد کیا گیا۔ حسن اتفاق سے ایک کشتی جو بمبئی سے لندن جاتی تھی جزیرہ پیرم کے بندرگاہ مین لنگرانداز ہوئی۔ اس کشتی کے کمینڈر کپتان ولیمس نے سویز تک کا پاس اُنکو مُفت دیا باڑھی کے افسرون نے لباس سے اُن لوگونکی مدد کی کپتان اسمتھ تو میان آزاد کے دلی دوست ہو ہی گئے تھے۔ ولیمس سے بھی اُنھون نے آزاد کی تعریف کی اور کہا اس جرأتی دمی کے سبب سے مَیں چالیس کی جان بچ گئی۔ دو بار یہ جوانمرد جہاز مین کودا۔ ایکبار لائیف بوٹ سے کود کر مسٹر اپلیٹن کو اُسنے بچایا۔ یہ کئی غوطے کھا چکے تھے۔ ملاح نے کہا مین تو سمجھتا تھا کہ اب یہ نہ بچینگے مگر ساحل تک پیرتے ہوے چلے ہی آئے۔ کپتان ولیمس نے میان آزاد کی پیٹھ ٹھوک کر کہا شاباش۔ ع۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند	

ونیشیا نے میان آزاد سے کہا کہ ہم کل کسی وقت داخل سویز ہونگے۔ آپ کی مفارقت کا جس وقت خیال کرتی ہون بے اختیار دل بھر آتا ہی۔ آپ کا احسان تمام عمر نہ بھولونگی کہ میرے پیارے شوہر کو آپ نے بچایا ورنہ اُسوقت مین بھی سمندر مین کود پڑتی اور مارے غم کے اپنی جان دیدیتی۔

نور کے تڑکے نسیم سحری کے جھونکے جگر تک کو سرد ی بخشتے تھے اور سمندر کی موجین خوبان طناز کی طرح

اٹھکیلیون پر تھین اور میان آزاد فرخ نہاد باد دل شاد جہاز پر خواب ناز مین تھے کہ دفعۃً مسٹر اپیلیٹن نے انکو آواز دی۔ مسٹر آزاد۔ مسٹر آزاد۔ اٹھیے سویرا ہو مالٹا پہونچ گئے۔ آزاد اُٹھے تو دیکھا کہ مالٹا کے گرجا اور مساجد کے سنہرے منار اور کنگرے آفتاب کی کرن سے چمک رہے ہین اور دور سے کل شہر کے اونچے اونچے مکانات اور عمارات عجب لطافت کے ساتھ نظر آتے ہین میان آزاد اس کیفیت کو دیکھ کر ازبس محظوظ ہوے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا جہاز مالٹا مین لنگر انداز ہوا۔ لوگ خوشی خوشی اُترے۔ خوجی اور میان آزاد مسجد مین گئے۔ اور مسٹر اپیلیٹن اور کپتان اسمتھ گرجا کی طرف روانہ ہوے۔ سنیٹ مائیکیل کے گرجا مین ڈیڑھ گھنٹے تک عبادت کی۔ اور وہان سے چلے تو میان آزاد کو مسجد سے ساتھ لیا۔

کپتان اسمتھ نے کہا کہ صبح کو نیسولا اینڈر راور ٹیٹل کمپنی کا اسٹیمر یعنی دودکش جہاز (ایری آرٹا) لندن روانہ ہوگا۔ رات بھر سب کے سب مل جُل کر رہے صبح کو جدائی کا وقت تھا۔ جس وقت وینشیا اور اپیلیٹن ایری آرٹا پر سوار ہونے لگے میان آزاد ڈھارین مار مار کر رونے لگے۔ وینشیا تڑپتی تھی بے اختیار جی چاہتا تھا کہ آزاد کو بھی جہاز پر بٹھا لے یا خود جانے کا نام نہ لے۔

اول تو میان آزاد کی لیاقت اور قابلیت اس درجہ اعلی تھی کہ تربیت یافتہ لیڈیان اور جنٹلمین بڑی خوشی کے ساتھ اُن سے ملتے تھے اور اُن سے گفتگو کر کے خوش ہوتے تھے۔ دوسرے میان آزاد یوروپین لیڈیون اور جنٹلمینون کی طرز معاشرت اور طریق گفتگو اور داب و آداب سے بھی خوب واقف تھے لہذا جب کسی لیڈی یا جنٹلمین سے ملتے تو مغایرت یا اجنبیت نہین پائی جاتی تھی وینشیا کو آزاد سے پاک اور دلی محبت تھی۔ اور کیونکر نہوتی اپیلیٹن کی جان بچائی تھی۔ علاوہ برین جو سچی جوانمردی اور پکی ہمدردی میان آزاد نے جہاز ڈوبنے کے وقت ظاہر کی تھی اُسکا نقش وینشیا کے لوح دل پر بخوبی منقوش ہوگیا تھا۔ وینشیا کا دل اسقدر بھر آیا کہ جہاز پر جانا اور میان آزاد کو مالٹا مین اکیلا چھوڑ دینا ازبس شاق گذرا اور اپیلیٹن سے کہنے لگی کہ اگر تمھاری راے ہو تو جب آزاد ہمارے سامنے روانہ ہو جائین تب ہم لندن جانے کا خیال دل مین لائین۔ مین کیا کرون مجبور ہون۔ دل کو لاکھ لاکھ سمجھاتی ہون بہلاتی ہون مگر دل نہین مانتا۔ کسی پہلو قرار نہین۔ میرا دل گواہی دیتا ہو کہ آزاد کی مفارقت مین جان جائیگی۔ حیرت ہو کہ اب ہم کرین تو کیا کرین

اپیلیٹن نے آزاد سے کہا کہ اب اسوقت مجھ سے اور کچھ نہین کہا جاتا صرف اسقدر کہتا ہون کہ ضرورت کے وقت جان جوکھم کے وقت مجھکو ضرور یاد کرنا۔ اپیلیٹن کو اب اپنا درم ناخریدہ غلام سمجھو۔

وینشیا۔ آزاد جیسے بہن کو اپنے بھائی کی محبت ہوتی ہو ویسی ہی مجھکو تمھاری محبت ہو۔

آزاد۔ اب اِس وقت کوئی اس قدر تشفی کر دے کہ مین تم کو اور تمھارے پیارے شوہر کو پھر بھی دیکھونگا تو مین جی اُٹھون۔ مین سوچتا ہون کہ دو تین دن تک

مین یہان اکیلا کیونکر رہ سکون گا- ایک ایک گھنٹہ ایک ایک سال کے برابر گذریگا- طرح طرح کے خیالات دل مین جگہ پائینگے-

اسمتھ- بیشک- بیشک-

ص- آزاد-

آزاد- یار زندہ صحبت باقی-

ہم- اب ہندوستان ہی مین ملینگے یا شاید یورپ مین ملاقات ہو-

آزاد- مسٹر اپلٹن- مین ہندوستان مین رہون یا جہان رہون ملونگا ایک مرتبہ ضرور- مگر یہ دو دن کس طرح کٹینگے-

ہم- یہ اقرار کرو اور رحمی وعدہ کرو کہ خط برابر بھیجتے جاؤگے-

آزاد- برابر! اسمین کیا فرق پڑے گا-

ص- ہمارے نام خط اس پتے سے بھیجنا- سی اپلٹن اسکوائر قریب کو ٹھی مشیور رکاکس اینڈ کمپنی آرمی ایجنٹس- پکا ڈلی- لندن-

آزاد نے یہ پتہ ایک کاغذ پر لکھ لیا- اور حفاظت کے ساتھ جیب مین رکھا-

ہم- مسٹر اپلٹن نے چودہ مہینے کی رخصت لی ہے چودہ مہینے کے بعد وہ اپنی رجمنٹ مین ہون گے خدا نے چاہا تو اس عرصے مین آپ بھی واپس آگئے ہونگے-

آزاد- دیکھیے-

ہم- خدا جانے لڑائی کب تک رہے-

آزاد- اور کیا کیا واقعے پیش آئین-

ص- جنگ طول کھینچے گی-

آزاد- اکثر افسرون کو امید ہے کہ برٹش گورنمنٹ ٹرکی کا جنبہ کریگی-

ص- وہ ہم نہین کہسکتے- لیکن اگر ایسا ہو تو خدا کرے ہم بھی بھیجے جائین- پھر ہمارا آپکا ساتھ ہو برٹش گورنمنٹ کی حکمت یہ ہے کہ کسی کا جنبہ نہ کرین مگر اپنی چال سے بھی ہم غافل نہ رہین گے- ٹرکی کی حالت اچھی نہین ہے- انتظام بھی خراب ہے اور زر دار نہین- جنرل اغناٹف نے ٹرکی کا نام مریض رکھا ہے اور ہم بھی اُن سے اتفاق کرتے ہین-

آزاد- مانا کہ انگلستان کی طرح یا فرانس اور جرمنی کی طرح وہان شایستہ طور پر حکومت نہوتی ہو مگر وہان کی بدنظمی کو لوگ بہت مبالغے سے بیان کرتے ہین-

الغرض ونیشیا اور اپلٹن میان آزاد سے بحسرت تمام رخصت ہوے- وقت رخصت ونیشیا کی آنکھین اسقدر اشکبار تھین کہ وہ بیچاری آزاد کی صورت بھی اچھی طرح نہ دیکھ سکی- اپلٹن نے مصافحہ کیا- اور میان آزاد مالٹا مین اکیلے رہ گئے-

اُستانی جی کا آنا اور دل لگی دل لگی مین پند سودمند سنانا

اُستانی جی حسب وعدہ بڑی بیگم کے ہان گئین ڈولی سے اترین بیگم سے ملین- حسن آرا سپہر آرا روح افزا وہ

بہار النسا کو کوٹھے پر سے بلوایا۔ یہ ادب کے ساتھ آئین
اور سلام کرکے بیٹھین مزاج پرسی کی ادھر ادھر کی باتین ہونے
لگین۔ شہر کی عورتون کا ذکر ہونے لگا تو استانی جی نے
کہا بڑی بیگم ہمکو بیوہ ہوے کوئی پچیس برس ہوئین تب سے
ہم برابر اسی ٹوہ مین رہتے ہین کہ کوئی بہو بیٹی بگڑنے
نہ پائے۔ جہانتک ہمارے امکان مین ہی ہم کبھی اس بات
مین دریغ نہ کرینگے۔ ہمنے آجتک کبھی نہین دیکھا کہ کوئی عورت
بدراہ ہوکے پھلی پھولی ہو۔ چار دن کی چاندنی پھر وہی
اندھیرا پاکھ۔ اکثر آدمی آن آن کے میرے قدمون پر
ٹوپی رکھتے ہین کہ فلان عورت ہمکو ملجائے حضور دعا دین
کیونکہ یہ مشہور ہوگیا ہی کہ استانی جی کی دعا مین بڑا اثر ہی
مین اس سے سارا کچا چٹھا پوچھ کر اس عورت کو اور اسکے
عزیزون اور رشتہ دارون کو اطلاع دیدیتی ہون۔ پھر وہ
جانین انکا کام جانے۔ مجھسے واسطہ نہین۔ مین کسی طرح سے
بانچ لیتی ہون جو وہ پندرہ برس کا میرا ایک عزیز ہے
اسکو مین زنانے کپڑے پہنا کر بٹھا دیتی ہون۔ جو آتا ہی پہلے
اس سے ملاقات ہوتی ہی اگر بدوضع ہوا تو اسکو چھیڑتا ہی اور
وہ عورت کے بھیس مین پھسلا پھسلا کر اس سے کچا چٹھا
شراب پلاکر پوچھ لیتا ہی یہ ترکیب مین نے نکالی ہی۔ ہی نہ
اچھی ترکیب۔ اور بھلا مانس ہوا تو اسکی طرف نظر بھی
نہین کرتا بس وہ پھر مجھسے ملتا ہی اور اگر بھلے مانس کا کوئی
کام میرے ذریعے سے نکلتا ہی تو مین جان لڑا دیتی ہون
اور ہزار بات کی ایک بات یہ ہی کہ عورت اگر نیک ہی تو
مرد کیا کرسکتا ہی۔ اور اگر بد ہی تو لاکھ پردے مین رکھو وہ
اپنی سی ہی کر جائیگی۔ مگر شریف خاندانون کی بہو بیٹیان تو

آگ مین جل جائین بھاڑ مین کود پڑین مگر انہی آبرو ضرور
بچائین۔ اور یہ ہی نہین تو آخر یش دنیا کیونکر قائم ہی نہین تو
دنیا تہ و بالا ہو جائے۔ پرسون ایک جوان آدمی گورا چٹا
گھوڑے پر سوار دروازے پر آیا۔ تین بار حسب معمول
دستک دی۔ لونڈی باہر گئی دیکھ آئی۔ اور انکو اندر بلا لائی
وہ لڑکا دلھن بنا ہوا بیٹھا تھا۔ اُس سوار نے جو رنگین ادا
معلوم ہوتا تھا گھورنا شروع کیا سمجھا کہ چودہ پندرہ برس
کی کوئی جوان عورت ہی اور نور حسن تو اُس کے چہرے
سے برستا ہی ہی شیدا اور دلدادہ اور از خود رفتہ ہوگیا
پہلے تو اُسنے ذرا رکاوٹ کی پھر گھل گھل کے باتین کرنے لگا
حضرت تو مفتون ہو ہی چکے تھے لگے عشق کی باتین کرنے
جب خوب آزما لیا کہ شمع رخ انور کا پروانہ اور عاشق دیوانہ
ہی تو شراب ناب پلائی اور اُسنے بھی بلا عذر جسکی پر چسکی
لگائی خوب سرور گٹھے اور نشے جمے تو پوچھا کہ یہان آنیکی
صاف صاف غرض بتاؤ۔ القصہ شراب کی ترنگ مین صاف
صاف راست براست بلا کم وکاست بک اُٹھا۔ تھوڑی دیر
کے بعد مین نے لونڈی کو اشارہ کیا اُس نے زور سے دروازہ
دھم دھمایا تو اُس طفل عروس نما نے کہا کہ بس اب خیر اسی
مین ہی کہ دوسرے دروازے سے بھاگ جاؤ ورنہ یہ جو آیا
ہی تم کو زندہ نہ چھوڑیگا۔ یہ سنکر انکا نشہ ہرن ہوگیا اور
بگٹٹ بھاگے تو ابتک آتے ہی ہین۔
ب۔ تم بڑا ثواب کرتی ہو کس کس گھر کی بہو بیٹیون کو
تم نے بچایا۔
استا۔ یہان سے سات کوس پر ایک گانون ہی۔ مانکپور
اُسکے چودھری کی بہو پر ایک تھانہ دار عاشق ہوا مگر دال نہ گلی

تو میرے پاس آیا کہا کہ بس مین یہ چاہتا ہون کہ میری آرزو پوری ہو شراب کے نشے مین تھوڑی دیر کے لیے آپ نے آپ سارا حال کہدیا۔ سانحہ یہ گذرا کہ وہ عورت ایک دن راستے مین ڈولی پر سے گر پڑی اتفاق سے اُسوقت تھانہ دار صاحب بھی سامنے سے گھوڑا اکڑاتے چلے آتے تھے اُنکی اور اُس نیک نوجوان بی بی کی جو چار آنکھین ہوئین تو عاشق ہوگئے عورت بہت جمیلہ و حسینہ ہے۔ تھانہ دار نے لاکھ لاکھ کوشش کی مگر ایک بھی نہ چل سکی آخر کار اُسکے خسر پر زور ڈالا اور اُس زن نیک و پارسا کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارا کہا مانو گی تو ہم تمہارے خسر کو قید کرا دینگے۔ اُسنے جواب دیا کہ مونڈی کاٹے سے کہدینا کہ کسی بھروسے پر پھولے نہین ایک خسر اکیا کنبے بھر کو اگر تو قید کرا دیگا تو بھی تیرا منھ کالا ہی رہیگا۔ مین نے تھانہ دار کو ظاہر مین تشفی دی اور دوسرے دن اُس گانون مین جا کر اُسکے خسر سے حال کہدیا اُسنے اُسی دم بہو سے پوچھا جوان عورت اور پھر طرح کی خوبرو شرمائی لجائی مگر اصل کیفیت کہ سنائی کہ ہوتے تھانہ دار خدا اُسے غارت کرے مجھے فلان مقام پر اتفاق سے دیکھ لیا تھا تب سے گھر دیکھا ہے بیسیون مرتبہ پیغام بھیج چکا ہے بارہا کہلا دم آگیا مگر مارے لحاظ کے کہہ نہ سکی اب حال کھل گیا تو صاف صاف بیان کردیا۔

چودھری ناک پر مکھی نہین بیٹھنے دیتا تھا۔ گو اب بوڑھا ہوگیا ہو مگر بڑا بیکھا بوڑھا ہے۔ شاہی مین کئی خانہ جنگیان لڑا ہے اور کئی مرتبہ گڑھی فتح کر چکا ہے۔ اُسکی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا ایک خدمتگار سے پوچھا کہ تھانہ دار کون قوم ہے معلوم ہوا کہ پاسی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہا کہ پاسی کمینے کے منھ کیا لگون مگر سزا ضرور دونگا۔ ایک دن شمشیر بران لیکر تھانہ دار کے مکان پر شب کے وقت گیا۔ سپاہی اونگھ رہا تھا۔ تلوار ٹیک کر کھپریل پر ہو رہا۔ کھپریل کی دیوار بہت پست تھی نیچے کودا دیکھا تھانہ دار سو رہا ہے۔ جاتے کے ساتھ ہی ایک کان کاٹ لیا اور تنبیہہ لگا کر کہا کہ سنا ہے ہم وہی چودھری ہین جسکی بہو پر تو بری نظر ڈالتا تھا اور سمجھ یا درکھو ہم سپاہی زادون کے اگر منھ چڑھو گے تو اور بھی برا ہوگا۔ خیر اِسی مین ہے کہ یہان چل دو نہین تو اگر کسی روز حرارا آیا تو جان لے لونگا۔ اب مین تمہارا کان لیے جاتا ہون۔ بولا اور مین نے پلٹ کر ایک تلا ہوا ہاتھ دیا لاش ابھی ابھی پھڑک رہی ہوگی یہ کہکر چودھری صاحب نے طرارہ بھرا تو اُس پار تھے۔ پھر تو یادی بھرتے ہوے یہ گئے وہ گئے۔ تھانہ دار پر ایسا کچھ رعب جم گیا کہ منھ تک نہین۔ صبح کو کان کا علاج ہونے لگا۔ اب جو کوئی پوچھتا ہے کہ آخر یہ ہوا کیا کوئی چور آیا تھا۔ یا کسی سے لاگ ڈانٹ تھی آخر ماجرا کیا ہے۔ تو وہ بے وا انھون کہتے کیا ہین کہ نہ معلوم کیا ہوا۔ ایک کتا تو شب کے وقت البتہ آیا تھا مین خواب مین تھا تو مارے درد کے آنکھ کھل گئی اور دیکھا کہ کتا پلنگ سے اتر کر بھاگا مجھے غش آگیا۔ پھر نہ معلوم کیا ہوا مجھے ہوش نہ تھا۔

چودھری وہ کان لیکر چمپت ہوا تو گھر مین دم لیا۔ بہو کے پاس آنکر کان بہو کی گود مین ڈالدیا اور کہا لو یہ اُسی شقی بدمعاش کا کان ہے چاہا تھا کہ وہین تہ تیغ کرون مگر ہاتھ جیسے کسی نے روک لیا۔ قتل نہ کیا گیا۔ پھر چاہا کہ ناک آزادون پر پھر بدا تھا آخرکار مین نے کان صاف اڑا لیا۔ مگر شاباش شرفا کی بہو بیٹیان ایسی ہی ہوتی ہین عصمت کو ہاتھ سے نہین دیتین زندہ باش

ہو نے بکمال دانائی دنجر دی کہا کہ اب مجھکو میکے بھیجدو ورنہ خوف ہے کہ مبادا وہ بد وضع انتقام لینے پر آمادہ ہو جائے اور مجھ پر آنچ آجائے۔ چنانچہ راتون رات چالیس آدمیونکے ساتھ وہ اپنے میکے بھیجی گئی۔

مین نے ایسے ایسے کام کیے ہین۔ یہ ایک دفتر بے پایان ہے کوئی کہانتک بیان کرے۔ ایک مرتبہ آدھی رات کیوقت ہمارے مکان پر کسی نے تین دفعہ دستک دی حسب معمول دروازہ کھولا گیا تو ایک ہندو سپید پوش بگر گھا ہوا اور بدتمیز اندر آیا۔ پوچھا کیا کام ہے کہنے لگا کہ ایک فقیر میری جورو کو روز بہکاتا ہے اور عورت کو فقیر سے ایک قسم کا دور دور کا لطف سا ہو گیا ہے۔ کوئی دعا ایسی دیجیے کہ عورت کا دل فقیر کیطرف سے پھر جائے اسکی درخواست کو مین نے قبول کیا دوسرے دن مین کسی بہانے سے اُس عورت کے پاس گئی اور باتون باتون ہی باتون مین مین نے اُس فقیر کا ذکر چھیڑا نام سنتے ہی کھل گئی تب مین نے کہا کہ وہ ایک ہی کائیان ہے اُسنے شہر بھر مین تمکو بدنام کر دیا کہ مجھ سے اُلفت ہے اور لوگ تمھاری عقل پر ہنستے ہین۔ وہ فقیر صبح کو گدڑی بازار مین بیٹھا رہتا ہے شام کو بھیک مانگتا ہے عورت۔ (ع) ہان! بھیک مانگتا ہے!!! اوی نہین۔

استا۔ نہین سہی۔ دکھادون؟ کہو تو کسی روز دکھادون۔

ع۔ مین جانون بڑا سدھ سادھو ہے۔

استا۔ واہ سدھ سادھو کہین ہو نہین۔

ع۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ یہ تو آج کھلا۔

استا۔ لے بہن اب آج سے اوس سے بات چیت نہ کرنا۔

ہان استا اب خیال رہے۔ ناحق کیون بدنام ہو گی مفت مفت مین گناہ بے لذت سے فائدہ۔

ع۔ اور اسکا پاجی پن تو اسی سے ظاہر ہے کہ مجھکو جھوٹ موٹ بدنام کر دیا۔

استا۔ ارے غضب کھڑا جنوا دے موے کو۔

ع۔ اور کیا۔

استا۔ اور اوپر سے تیر اندازی کرے۔

ع۔ ایسی جگہ مارے کمبخت کو جہان پانی نہ ملے۔

استا۔ ہے ہے جو تمھارے میان سن لین تو کیا جانے کیا کرین اور تم کو تو مین جانون مار ہی ڈالین۔ صورت دیکھنے کے روادار نہ رہین۔

ع۔ ہے ہے کیا جانے کیا کر ڈالین۔

استا۔ ایسے نگوڑے شہدون کو کوئی بھلا منہ لگاتا ہے تم بھلے مانسون کی بہو بیٹی سادھوا اور فقیر سے تمھین کیا کام خبردار خبردار آج سے نہ جانا وہان۔ دیکھو ہین آبرو بڑی چیز ہے۔

ع۔ ہان پھر جاکے مین اور رہو کیا۔

استا۔ تمھین سچ تو ہو گا مگر سچ کہتی ہون اور بغیر کیے رہا بھی نہین جاتا کہ دو تین عورتین [illegible] تمھارا حال کہہ چکین

ع قسم لو جو مین نے کوئی ایسی بات کی ہو جس سے آبرو جائے تمھارے یہان مذہب مین خدا جانے کیا پیشہ کرتے ہین ہم انجان ہین اسوقت عیب (دیا) سکے سامنے کہتی ہون کہ جیسی پاک پیدا ہوئی ہون ویسے ہی اب بھی ہون اب صاف صاف بتا دو کہ وہ عورتین کیا کہتی تھین۔

استا۔ بات کا بتنگڑ تو بنا ہی ہے لوگونکا قاعدہ ہے جیسے منہ اتنی ہی باتین بڑی بیگم نے کہا بہن تمھین خدا ایسی ہی توفیق نیک دے اور اب تو کچھ دل کا ہاتھ ہی بگڑا ہے

استا۔ وہ وہ باتین سنے ویکھی ہین کہ کہنے اور یاد کرنے ؟

سے رونگٹے بدن کے کھڑے ہوتے ہین۔

ب۔ یہ اس گناہی کے سبب سے تو اتنا مہنگا سمان ہی جب دیکھو کال آتا ہی۔ سُنا دور دور تک قحط نے لاکھون آدمی مار ڈالے گھر کے گھر خالی محلّے کے محلّے اُجاڑ پڑے ہین گانون کے گانون ہین جیسے جھاڑو پھیر دی یہ جو بھونچال آتا ہی یہ کیا ہی۔ یہ بھی گناہ کے سبب سے۔ پرسون دو دفعہ بھونچال آیا۔ رات بھر مین قرآن ہی پڑھا کی۔ آگے سو سو برس کے ہوکر آدمی مرتے تھے اب جوان جوان چٹ پٹ مر جاتے ہین۔ تو کاہے سے گناہ کے مارے جب دیکھو ہیضہ موجود ہر فصل مین وبا۔ مینھہ وقت پر برستا ہی نہین گرمی پڑتی ہی تو جھلسا دیتی ہی۔ یہ بخار کیا جانے اسے کیا کہتے ہین وہی لال بخار جسمین بند بند ٹوٹتا ہی وہ پہلے کب آتا تھا۔ پانی کے مزے کو تو دیکھو روز بروز کھاری ہوتا جاتا ہی۔ آگے گھر گھر میٹھے کنوئین تھے اب محلے مین دو چار میٹھے کنوئین ہین باقی سب کھاری۔ کلّی تک نہ کیجائے۔ ہمارا کنوان ابھی تک ویسا ہی شیرین ہی اور باہر کی باؤلی بھی۔

اُستا۔ یہ تمھاری نیک نیتی ہی۔

ب۔ اجی وضع نبھائے چلے جاتے ہین۔ جبتک چل سکے کچھ اپنا بس تھوڑا ہی ہی اسمین۔

استا۔ ہم تو چھٹپنے سے یہی باتین دیکھتے بھالتے آئے ہین ہم تو سمجھتے ہین کہ زیادہ پردہ بھی خراب ہی اور زیادہ آزادی بھی بڑی بڑی پردہ والیان جنکے میان ناک پر مکھی نہین بیٹھنے دیتے تھے اُنکی وہ گت دیکھی ہی کہ توبہ ہی بھلی پردہ کا مقدم ہی سب سے بڑا ایسی بھی پردہ ہو۔ گھونگھٹ اور بیچ [illegible] بھر کا ہی۔ بھلا کپڑے کے پردہ سے کہین [illegible] اپنا خیال ہی

ب۔ ہان یہ تو ٹھیک کہتی ہو۔

اُستا۔ ابھی پانچ ہی چھ روز ہوے کہ ایک عورت کوئی ساٹھ ستر برس کی ہی وہ مکان کیطرف سے کوئی بارہ بجے رات کو روتی ہوئی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی کہ کل سے کھانا نہین کھایا کوئی اللہ کا بندہ ایک ٹکڑا کھلوا دے۔ پہلے مین سمجھی کہ جسطرح اور فقیر اور فقیرنین جھوٹ موٹ کہا کرتی ہین کہ ہم نے چار روز سے کھانا نہین کھایا بھوکون مرتے ہین اسیطرح اسنے بھی چلّانا شروع کیا لیکن اُسکی آواز ایسی بھیانک تھی اور ایسی رقت برستی تھی کہ مین نے دروازہ کھلوا کر اُسکو اندر بلوا لیا۔ یقین مانو چلنا دوبھر تھا۔ مین نے ایک باسی روٹی اور ایک بوٹی دی پھر دال موٹھ کھلائی جب اُسنے کھا کر پانی پیا تو جان مین جان آئی اور اپنی بیتی کہہ سنائی کہ مین ایک بھلے مانس کی لڑکی ہون۔ چودہ برس کی تھی جب میرا نکاح ہوا۔ نکاح ہوا تو مین میان کے ان اپنی سسرال مین رہنے لگی مگر میان کو پردے کا مرض حد سے زیادہ دن رات ڈنڈا لیئے موجود کہ دروازہ کیون کھلا۔ کھڑکی سے کیون جھانکی۔ یہ کیون کیا۔ وہ کیون کیا۔ اُٹھتے جوتی بیٹھتے لات۔ ناک مین دم آگیا۔ مگر اشرفی کا لقمہ کھلاتے تھے۔ اچھا کپڑا پہناتے تھے۔ زیور سے مین گوندنی کیطرح لدی ہوئی تھی میری خاطرداری بہت کرتے تھے اور میرا دم بھرتے تھے مگر پردے کا جنون تھا۔ ایک روز مجھے کچھ ایسی سوجھی کہ بس مین تباہ ہوگئی۔ اُنکے پردے کے خیال نے کچھ نہ کیا اور مین خیر کچھ دن تو میان کے فرشتہ خان کو بھی خبر نہوئی۔ کچھ نہ سمجھے۔ مگر پاپ کہین چھپا کیا ہی۔ آخر تو یہ خون کی طرح سر پر چڑھ کے بولے۔ کوئی لاکھ چھپا مین گر پھوڑے کہ پاپ چھپکا نہ چھپیگا۔

شدہ شدہ میان سے بھی گو بیدون نے باتون باتون مین
کہنا شروع کیا۔ آنکو یقین نہ آیا۔ مگر ٹوہ مین رہے۔ اتنے
مین بندی اور بھی کھل کھیلی۔ مگر میان گو ٹوہ مین تھے لیکن
آنکو پتا نہین ملتا تھا۔ ایک دن شدنی امر گھر کی لونڈی سے
اور مجھ سے جو تکرار ہوئی تو وہ تنک کر چلی گئی۔ مگر چلتے وقت
اتنا کہہ گئی کہ بیوی تمنے میان کا نام ڈبو دیا۔ میان نے جو اتنا سنا
بس آگ ہو گئے دو دن تک کھانا نہ کھایا اور مجھ سے گھڑی
گھڑی پوچھین کہ کل حال صاف صاف بتاؤ آخر یہ کیا ماجرا ہے
یہ اُنسے کہا کیا اب مین صاف کیا اپنا سر بتاؤن مین نے پھوٹ پھوٹ
کے رونا شروع کیا۔ دو دن تک گھر مین وہ بم پچ مچی کہ بس
کچھ نہ پوچھو مین چار مرتبہ میان نے مجھکو مارا اور خوب للکارا
مار کھانے کا تو مین نے کام ہی کیا تھا بلکہ کام تو مین نے ایسا کیا تھا
کہ قتل کیجاتی میری بوٹیان چیل کوؤن کو دیجاتین تو بھی
سزاوار تھی۔ خیر تیسرے دن میان گئے باہر خربوزون کی کھانچی
چکانے۔ بندی نے جو موقع پایا تو زیور لیکر نکل کھڑی ہوئی پہلے
سے کہی بدی تو تھی ہی ساتھ ہو کر بھاگ گئی۔ کچھ دن تو خیر
اچھی طرح رہی سہی مگر دوسرے ہی مہینے وہ زیور لیکر چلدیا مین
صبح کو جو اٹھی تو ندارد۔ ادھر دیکھا اُدھر دیکھا کہین پتا ہی نہین
زیور کو جو صندوق مین جاکے دیکھتی ہون تو غائب۔ ہے ہے
سر پیٹنا شروع کیا ایک چھلا تک نہ رہا۔ رات کو مجھ سے کہا تھا
کہ آج کل چوری چکاری بہت ہوتی ہے گہنا رتی رتی اُتار
رکھو۔ ایسا نہو رات کو چور آکے گلا گھونٹ کر سب لیجائے
اور تم منہ ہی تکتی رہو۔ مین سادی کیا جانون کہ اُسکے پیٹ
مین کیا ہے۔ گہنا مین نے سب اُتار کر صندوق مین رکھدیا صبح
کو چھلا تک پاس نہ رہا۔ بس ہاتھ ملتے رہ گئی۔ کچھ دن ادھر اُدھر
آوارہ پھرا کی۔ اب برسون سے بھیک مانگتی ہون ہاے
جو مین راہ راہ چلتی تو گڑھے مین کیون گرتی۔ مگر میری تو
یون ہی بدی ہوئی تھی قسمت مین یہی لکھا تھا کہ ٹھوکرین
کھاؤن تو پھر ٹلتی کیونکر۔ اگر میان کے کہنے پر چلتی تو آج خاصی بیگم
بنی ہوتی۔ ہاے میرے نصیب مجھے کیا سوجھی یہ کہکر وہ پھوٹ
پھوٹ کے روئی۔ مین نے اُسکو دو روپے دیے اور رخصت کیا

ب۔ بری چال کے یہی نتیجے ہین۔

اُستا۔ ہمنے تو آجتک نہین دیکھا کہ کوئی بھلے مانس کی بہو بیٹی
بگڑ کے بنی ہو پھر۔ یا آوارہ ہو کر فیل نشین ہوئی ہو۔
ہمنے تو اُسپلے ہی پاتھتے دیکھا۔

ب۔ بُرے کام کا بُرا ہی نتیجہ ہے۔

اُستا۔ ہونا ہی ایسا چاہیئے۔

ب۔ مغلانی گلوری تو بنا لاؤ۔ باتون مین تمھاری خاطر ہی
کرنا بھول گئی۔

اُستا۔ اے آپس مین اِسکا کیا خیال ہے۔

ب۔ ہے ہے جب مین اُس عورت کی باتین یاد کرتی ہون
تو کانپ اُٹھتی ہون۔

اُستا۔ کس عورت کی؟

ب۔ یہی جو تم نے بیان کی ابھی ابھی۔

اُستا۔ اور جو اُسکی زبان سے اُسوقت سنتین تو دیکھتین
کہ قلب کی کیا حالت ہوتی ہے۔ سننے سے حیرت ہوتی تھی رات
بھر مجھے نیند آئی ہو تو قسم لو۔ مگر مین بڑی خوش ہون
کہ تمھاری صاحبزادیان پڑھی لکھی ہین جو مین اُنکے کام آؤن
تو ایسی خوش ہون کہ میرا اللہ ہی جانتا ہے۔ اور مین تو
غیرون کی لڑکیون کو تلقین و تعلیم دینے کو اپنا فخر اور

اپنی سعادت اور اپنا زادراہ سمجھتی ہون بھلا اُنسے جی
چراؤن گی اُن کو تو ایسا بتاؤن کہ جسکا حق ہی مگر بات یہ ہی
کہ چھوٹی لڑکیان کچھ اپنے برابر والیون ہی سے خوب گھل
گھل کے باتین کرتی ہین ہم سے باتین کرنے مین اُن کو لطف
نہ حاصل ہوگا۔

ب۔ اور اُنکے برابر والی ایسی کوئی ہی نہین جو اُنھین کچھ
سمجھائے یا آوارہ عورتون کا ذکر کرکے ایسا نتیجہ نکالے
اور وہ بات پیدا کرے کہ سننے والے کے دل پر نقش ہوجائے
اور ایسا نقش ہوجائے کہ مٹائے نہ مٹے۔

اُستا۔ اُنکی صحبت مین کوئی اُنکی ہمجولی اور بھی بیٹھتی ہی۔

ب۔ بیگم نے کہا بس آجکل تو یہی چار بہنین ہین اور ادھر اُدھر
محلے کی پاس پڑوس کی بہو بیٹیان یا رشتے ناتے کی عورتین
آتی جاتی رہتی ہین۔

اُستانی جی نے کہا یہان ایک لڑکی ہی جانی بیگم اُسکی
صحبت مین نہ بیٹھنے پائین۔ بڑی بیگم بولین کون جانی بیگم
وہ تو یہان نہین آتی جاتی۔

اُستا۔ مین خبر پا چکی ہون کہ جانی بیگم بھی دس بیس دفعہ آئی تھی

ب۔ ذری حسن آرا کو تو بلا لانا کوئی۔ کہنا کچھ پوچھنا ہی
آپ سے۔

اُستا۔ کیا حسن آرا سے پوچھو گی۔

ب۔ ہان دریافت کرلون۔

اُستا۔ ہنستے ہنستے پوچھیے گا۔ ڈانٹ نہ بیٹھنا۔

ب۔ نہین۔

لونڈی نے جاکر حسن آرا بیگم سے کہا کہ چلیے آپکو بڑی بیگم صاحب
نے یاد فرمایا ہی حسن آرا اسوقت ایک پائجامہ کاڑھ رہی تھی
پوچھا خیریت تو ہی لونڈی نے کہا ہان سب خدا کا فضل ہی
ذرا چلی چلیے۔ حسن آرا نے گٹھری باندھی اور چلین۔

حسن۔ کیون اماجان۔ کاہے کیواسطے یاد کیا۔

ب۔ یہان آؤ تو بتائین۔ پاس آؤ۔

حسن۔ حاضر ہوئی فرمایئے۔

ب۔ ہمارے یہان کوئی وہ لڑکی آتی ہی۔ اجی دیکھو بھولی
جاتی ہون لڑکی سی ہی۔ ابھی کم سن بالکل۔

حسن۔ کون! کچھ پتہ بتایئے تو معلوم ہو۔

ب۔ اجی وہ جانی بیگم کہلاتی ہی۔ چلبلی سی لڑکی۔

حسن۔ ہان دو چار دفعہ آئی تھی۔

ب۔ اب نہ آنے پائے۔

حسن۔ کیون اماجان کیون۔

ب۔ وہ بڑی چلبلی لڑکی ہی۔ اُنھون نے پہلے پوچھا تو ہم
سمجھے نہین اب یاد آگئی۔

حسن۔ ہان! اب یہ ہمین کیا معلوم تھا کہ کن کیسے ہین آ کے
دو گھڑی آکے ہنس بول لیتی تھی مگر ایک بات ہماری سمجھ مین
نہ آئی وہ یہ کہ زمانہ بھر اُسکو بدوضع کہتا ہی مگر وہ انتہا کی
خوش خلق اور وضعدار آدمی ہی ہان بات چیت مین البتہ برق ہی
بات کو ٹال کر بڑی بیگم نے کہا اُستانی جی اب
کس روز آؤ گی۔ اب کی جمعرات کو آؤ تو اچھی اچھی کہانیان
لڑکیون کو سناؤ جس مین اُنکا دل بہلے۔ دو چار دن یہین
آن کے رہو۔ اُستانی جی نے کہا بیگم صاحب مجھ کو تو ایک
گاؤن جانا ہی شاید دو دن مین وہان سے آنا ہو دو دن
بعد پھر جو پلٹین گے تو ایک دو دن یہان رہینگے ہان اگر کہو تو
بدھ کو ضرور آؤن۔ یہ کہکر اُستانی جی رخصت ہوئین

خوجی

اخاہ۔ بعد مدت۔ مگر بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ یہ خوجی کیا معنی۔ خوجی ہی کون مردک۔ خوجی خوجی۔ خاصہ بھلا چنگا نام ہی خواجہ بدیع صاحب یہ کہنے لگے خوجی۔ واہ نہ ہوئی قرولی ورنہ اپنے آپ اپنے پیٹ مین خواجہ صاحب بھونک دیتے خوجی خوجی کی دم مین ندا مردک کی۔ جزیرہ مالٹا مین مختلف ملکون کے آدمی ہین۔ آرمینین۔ عرب۔ انگریز۔ اسکاچ۔ آئرش۔ اہل ہسپانیہ۔ یونانی۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر دو دن سے اس جزیرے مین ایک بڑے گران ڈیل جوان کا گذر ہوا ہی۔ قد کوئی آدھ گز کا ہاتھ پانوٗن دو دو ماشے کے۔ ہوا ذرا تیز چلے تو پتا ہو جائین۔ کنکی لگانے کی ضرورت پڑے۔ مگر بات بات پر تیکھے ہوئے جاتے ہین کسی نے ذرا ترچھی نظر سے دیکھا اور حضرت نے قرولی سیدھی کی ہو کہ دو دن اُنکو کسی امر کا خیال ہی نہ تھا۔ دنیا کی فکر نہ دین کی کچھ کسی سے واسطہ ہی نہین۔ بس افیم ہو اور چاہے کچھ ہو یا نہو۔ اِس وحشت کے صدقے۔ کہ میان آزاد نے تو جہاز پر سے لائیف بوٹ مین بلوایا۔ آپ غُل مچاتے ہین کہ ارے یارو افیم کی ڈبیا لیک کے لے آنا ہی صل علی۔ چہ خوش بُرا نباشد۔ کوئی بگڑے دل ہوتے تو ڈبیا لانے کے عوض حضرت ہی کو جہاز پر پھر اُچھال دیتے کہ لیجیے خواجہ بدیع صاحب اب افیم گھولیے۔ سمندر بھر پڑا ہی۔

آزاد نے کہا بھئی تمہارا یہ فقرہ عمر بھر نہ بھولیگا کہ بیرم کے ماشنے سے اور اسباب بِسْ بہا تو پاوین ہی گے لیکن دیکھین ہماری افیم کی ڈبیا کس خوش نصیب کے ہاتھ لگتی ہی۔

خ۔ پھر اسمین ہنسی کی کیا بات ہی۔ آخر سُنیے آپ کِس بات پر ہماری تو جان پر بن آئی اور آپکو دل لگی سوجھتی ہی۔ یہان خدا جانے کیسی کیسی منتین مانین تب کہین خدا خدا کرکے افیم ہاتھ لگی۔ وہ افیم یہانتک ساتھ آئی۔ وہ وہانتک۔ وہانتک

آزاد۔ این یا وحشت۔

خ۔ اُف۔ واللہ جہاز کے ڈوبنے کا کس مردک کو رنج ہوا نہیے حساب۔ مرگ انبوہ جشنے دارد مگر افیم ہاے افیم۔ چنیا بیگم کے ڈوبنے کا البتہ کمال رنج ہی اُس دن سے جمائیون پر جمائیان آتی ہین۔ وہ تو کہیے ملاح بیچارے نے رحم کھاکر دو دن کا سہارا کر دیا اب اسوقت کیا کیا جائے۔

آزاد۔ لاحول ولا قوۃ۔

میان آزاد سے دو پیسے لیے اور ایک دوکان پر پہونچے۔

خ۔ افیم دو۔ افیم۔

دُکاندار مُنھ تاکتا ہی کہ یہ بک کیا رہے ہین۔

خ۔ ہم افیم مانگتے ہین۔ ارے میان افیون۔ افیون۔

دُکاندار نے ہاتھ سے کہا کہ ہم سمجھتے نہین۔

خ۔ عجب جانگلو ہی۔ ابے ہم افیم مانگتے ہین۔

دُکاندار ہنسنے لگا۔

خ۔ کیا چھچھوندی کی طرح دانت نکالتا ہی۔ ابے گیدی نہوئی قرولی ورنہ دھوان اُس پار ہوتا۔

راوی۔ کیا خوب۔ قرولی ہوتی تو دھوان اُس پار ہوتا ماشاء اللہ۔

خ۔ لے بس اب دل لگی ہو چکی لاؤ افیم لاؤ۔

پیسے حضرت دساہی دکھاتے ہین اتنے مین میان آزاد پہونچے۔

آزاد - این خوجی -

خ - جھک مارتے ہین آپ خوجی پر لعنت مردک پر

آزاد - ارے غضب - لاحول ولا قوۃ معاف فرمائیے گا جناب خواجہ بدیع صاحب -

خ - ارے دو کرور مرتبہ سمجھا چکا کہ خوجی مجھ بدبخت کا نام نہین مین خواجہ صاحب الشہیر بہ خواجہ بدیع صاحب ہون - خوجی - خوجی - اور دو ہی کرور بار معاف بھی کر چکا -

آزاد - یہان کیا خریداری ہوتی ہی -

خ - اجی یہان تو سب جانگلو ہی جانگلو رہتے ہین ایک گھنٹے بھر سے افیم مانگ رہا ہون سنتا ہی نہین -

آزاد - گھر گھنٹے سے تو آپ تڑپ رہے ہین - بھلا یہ یاد رہتا ہی - یا افیم - اور یہ بد و ساہی پیسے کیا ہونگے - بالکل گونگے ہی رہے اب بتاؤ جانگلو تم ہو یا وہ ہی -

خ - بھئی یہان پر تو ہم بھی قائل ہو گئے -

اس فقرے پر میان آزاد بے اختیار ہنس پڑے اور خوجی بہت ہی خفیف ہوے -

خ - لاحول ولا قوۃ -

آزاد - عقل سے تو تم کام ہی نہین لیتے -

خ - ہمنے تو خود ہی کہدیا نہ کہ یہانپر ہم بھی قائل ہو گئے -

آزاد - چلو ہم افیم دلوا دین - آؤ - آٹھو -

خ - قربان - قربان - واللہ تن مردہ مین از سر نو جان آگئی -

آزاد - پیسے باندھ رکھیے - جب ٹرکی سے پلٹ کر جائیگا تو بیوی کو دیجیے گا -

خ - ہمارا تو دل یہی گواہی دیتا ہی کہ اسکندریہ تک بھی پہونچنا محال ہی جہاز کا حال تو ہم دیکھ چکے اور آپنے ٹھیکہ لیا ہی کہ دنیا بھر کو ڈوبنے سے آپ بچا لینگے - کوئی پانی مین گرا اور آپ جھم سے کود پڑے ایک نہ ایکدن آپکی جان ضرور جانی ہی - پوچھیے کوئی جیے کوئی مرے آپ کو اس سے کیا واسطہ مگر خبط -

میان آزاد نے کہا بھئی اب ہمارا کہا مانو ہمکو تو ٹرکی جانے دو اور تم چلدو ہندوستان - خوجی نے اپنا منھ پیٹ لیا واہ - واہ - واہ - واللہ مین نہ مانونگا -

از من جدا مشو کہ توام نور دیدۂ　　آرام جان و مونس قلب رمیدۂ
از دامن تو دست ندارند عاشقان　　پیراہن صبوری ایشان دریدۂ
یا کم نمیرسد خبر مین دیگر از فنا　　تا بیکسون بلطف و عنایت تو دیدۂ

اور اب تنہا واپس کس سے جایا جائیگا - نا حضرت بندے کو معاف کیجیے - اب مین ساتھ چھوڑنے والا نہین ہون بھئی افیم البتہ دلوا دو - اور مین چلا جاؤنگا تو تم لڑو گے کس کے برتے پر -

آزاد - چہ خوش - آپ ہی کے برتے پر تو مین لڑنے جاتا ہون نہ -

خ - کون قسم کھا کے کہتا ہون جب سنیے گا یہی سنیے گا کہ خواجہ بدیع صاحب نے توپ مین کیل لگا دی -

آزاد - جی اسمین کیا شک ہی -

خ - شک و شک کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - کیلی لکڑی چوٹے مین بھی نہین جلتی دیکھیے جسوقت بدیع صاحب سب با رفتار پر سوار ہوتے ہین اور اکڑ کر بیٹھتے ہین ا دیکھی بہوئے اسوقت اچھے اچھے جنڈیل اور کنڈیل جھک جھک گئے

تعظیم کرنے لگتے ہین -
آزاد نے مسکرا کر کہا بھئی واللہ جنٹڈیل اور کنڈیل کی تم نے ایک ہی کہی مگر واسطے خدا کے میدان جنگ مین میرے ساتھ نہ جائیے گا - بلی بخشے چوہا بیچارہ لنڈورا ہی بھی جائے گا -
خوجی بہت ہی بگڑے اور اکڑ کر بولے - واللہ ایک کٹاری سے لشکر کے لشکر اور پرے کے پرے نہ صاف کر دیے ہون تو خواجہ بدیع نہین پھر مونچھون کو تاؤ دیکر کہا انشاء اللہ دیکھیے تو جائیے مگر یار جواب کی جہاز غرقاب ہوا تو بس گئے ہی گذرے
یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک حبشی سامنے سے اٹھلاتا ٹہلتا جان مچھلیان بھری ہوئین سینہ چوڑا - میان خوجی نے جو دیکھا کہ ایک شخص اکڑتا ہوا سامنے سے آرہا ہی تو حضرت بھی اینٹھنے لگے - میان آزاد کو بے اختیار ہنسی آئی حبشی نے قریب آکر شانے سے ذرا دھکا دیا تو میان خوجی نے بیس لڑھکنیان کھائین اور دھم سے منہ کے بل گرے -
آزاد نے قہقہہ لگا کر کہا دیکھیے سنبھلیے میان خواجہ بدیع صاحب خواجہ صاحب بیچارے تو تھے ہی جھاڑ پونچھ کر اٹھ کھڑے ہوے اور حبشی کو للکار کر کہا او گیدی نہ ہوئی قرولی اسوقت ورنہ بدن کو چھلنی کر دیتا اتفاق سے مین اپنے رنگ مین آیا ہی نہین تو وہ شیخی دیتا کہ انجر پنجر ڈھیلے ہو جاتے
میان آزاد نے کہا افسوس تو یہی ہو کہ آپ اپنے ہی غم مین ہمیشہ شیخی کھا جاتے ہین بھلا اس حبشی سے تم کیا تمہارا اگلا پچھلا مقابلہ کرے - خوجی جبین بہ جبین ہو کر بولے اچھا لڑ کر دیکھ لو چھاتی پر نہ چڑھ بیٹھون تو خواجہ بدیع نام نہین - اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی - کہو تو للکارون جا کے - آزاد نے کہا بس جانے دیجیے اب کیون ہاتھ پاؤن کے دشمن ہوے ہو
میان آزاد اور خوجی دوسرے دن جہاز پر سوار ہوے اور اسکندریہ چلے - میان آزاد کو نہ سیر بحر بھاتی تھی نہ منظر اسپلین کی اسوقت یاد آتی تھی - انکی آرزو دلی یہ تھی کہ جسطور پر ممکن ہو فوراً ٹرکی پہونچون میدان کارزار مین تیغ حمیت کے جوہر دکھاؤن اور مہم مین سرخروئی حاصل کر کے ہندوستان واپس آؤن اور حسن آرا بیگم کو عقد نکاح مین لاؤن - جب محبوبہ مطلوب کا خندۂ نمکین یاد آتا تھا تو انکے دل پر بجلیان گراتا تھا - خیال کیا کہ قسطنطنیہ جانا اور روم کے افسران فوجی کی خدمت مین بار پانا اور رسوخ بڑھانا اور میدان جنگ مین قابلیت اور بسالت دکھانا آسان اور یہان ہو خدا جانے اہل روم کسطرح پیش آئین صیغۂ جنگی مین ہم عہدہ پائین نہ پائین - کیا افتاد پڑے - ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے - یہ سوچکر انکا دل اسقدر بھر آیا کہ بے اختیار آبدیدہ ہوگئے - میان خوجی نے سمجھا کہ دیکھو آزاد ہماری تمہاری حالت اب ایک ہو تم مشتاق تیغ ہم محبوب ملیح کی مفارقت مین سر دھنتے ہین تم روتے ہو ہم دیوانون کسطرح ہنستے ہین تمھین حسن آرا بیگم ہمین ضیا بیگم نے کہین کا نہ رکھا دونون کی کیفیت ایک ہی اسوقت ذرا دل بہلاؤ - دو گھڑی بیٹھ باتین ہو کھانا کھاؤ - آزاد نے کہا سبحان اللہ غم غلط کرنے کی کیا خوب تدبیر بتائی ہو - ہماری تو جان پر بن آئی ہو آپ فرماتے ہین کھانا کھاؤ - دل بہلاؤ - خوجی نے کہا بھئی دادی جان ایک مثل کہا کرتی تھین کہ ٹکڑے کھائیے دل بہلائیے پیٹ بھرا

تو گھر کو آئے - میان چندروزہ زندگی کے لیے کون کبھی رنج کرے - بجز غم حسین کوئی غم ہی نہ کیا - ؎

بحر کی لڑنے کو جب اکبر چلے — بولے سرور قتل ہمکو کر چلے
تشنگی بیٹے کی سُنکر خلد سے — جام لے کر ساقی کوثر چلے
روکے اکبر نے کہا ہنگام قتل — خشک لب تھے ہم بچشم تر چلے
کیا کہون مین وادی پرخار مین — کسطرح سے عابد مضطر چلے
پاے گلگون جنکے نازک گل سے ہون — پھر بھلا کانٹون پہ وہ کیونکر چلے
برق سان دیکھا جو اکبر کو طپان — شاہ گریان مثل ابر تر چلے
دوست تیر شاہ کے گویا ہون شاد — تیر اور تلوار دشمن پر چلے

آزاد - حضرت خواجہ صاحب اسوقت دل ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہی - کلیجہ منھ کو آتا ہی - اپنے مرنے کا رنج نہین - آج نہین کل مرے - کل نہین پرسون مرے - یون نہ مرے زخم کھا کر مرے - ؎

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید — ز جام دہر مئی کل من علیہا فان

مگر افسوس تو یہ ہی کہ حسن آرا بیچاری کڑھے گی اور ہمارے حال زار سے انکو کوئی بھی مطلع نہ کریگا - ستم تو یہ ہی - وہ اپنے دلمین سوچینگی کہ آزاد دغا دیگئے - روم نہ جا سکے - عاشق صادق نہ تھے زمانہ ساز تھے کسی اور مہ وش پر دل آیا ہوگا کسی اور کو عقد نکاح مین لایا ہوگا - ؎

فشاید ہوس باختن با گلے
کہ ہر بامدادش شود بلبلے

اگر اتنی تشفی ہو جاے کہ آزاد کا حال حسن آرا بیگم کو بخوبی معلوم ہو جائیگا تو دل کو بڑی تقویت ہو ورنہ خیر - ؎

اب تو چل ہی کھڑے ہوئے آزاد
پھر ملین گے اگر خدا لایا

خ - بھائی چاہے ملاقات ہو چاہے خدا نخواستہ نہو مگر یہ خیال دل سے دور کر دو کہ حسن آرا تمھاری طرف سے بدگمان ہونگی - یہ تمھاری بدگمانی ہی حسن آرا اور یہ خیال ای لاحول کیا مجال -

آزاد -

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

خ - نیش کے بعد نوش ہی -

آزاد - اور جو یہ معلوم ہو جائے کہ نیش کے بعد بھی نوش نہین تو - فرہاد نے نیش کے بعد کیا پایا -

خ - مشہور ہی کہ گو یہان وصال نہوا - مگر وہان ہوگا -

آزاد - اس عشق کا برا ہو جس نے ہمین دین کا رکھا نہ دنیا کا -

خ - ہی تو ایسا ہی مگر -

آزاد - اب تو یا ہم جیسی ٹھنی پڑے جھیلین گے ضرور اگر ہم مر گئے تو تم حسن آرا کو ہماری وفات کی اطلاع دوگے یا نہین -

خ - تم مروگے - کیا طاقت -

آزاد - یہ بھی اختیاری امر ہی کچھ -

خ - کیا مجال مرنا نہوا ہنسی ٹھٹھا ہوا - اور وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہ تھی -

آزاد - این کیا خوب -

خ - کیا خوب سمیت -

آزاد - سُن تو لو -

خ - غیر ممکن بات کوئی اور سنتے ہونگے - دعوی بے دلیل

مہمل ہوتا ہی ثبوت دو کہ تم مرجاؤ گے۔
آزاد۔ کیا کوئی مرنے سے انکار بھی کرسکتا ہی۔
خ۔ تو مرتے ہم ایسے ہین ہم ایسے دُبلے پتلے بوڑھے انہی نہ کہ تم ایسے ہٹّے کٹّے چاق چوبند
آزاد۔ اور شاید ہم ہی تمھارے پہلے مرجائین۔
خ۔ واہ اجی تم ہمکو مارکے مروگے۔
آزاد۔ خیر۔
خ۔ خیر کیا معنی۔ کچھ زبردستی ہی۔ ہم تمکو مرنے نہ دینگے اِدھر تمکو نزع کی حالت مین دیکھا اور ہم نے زہر کھالیا اب فرمائیے پہلے کون مرگیا۔
آزاد۔ اچھا جو ہم ڈوب گئے۔
خ۔ سنو میان ڈوبنے والے اور ہی ہوتے ہین۔ اُنکی ایسی صورت ہی نہین ہوتی۔ اس تیرہ صدی مین سو دو سو چند ہی ڈوبنے والے ہین اور ڈوبنے والے سمندرون مین ڈوبنے نہین آیا کرتے ہین اُنکے لیئے ایک چلو کافی ہی بس۔
آزاد۔ اگر بفرضِ محال (جیسا کہ تم سمجھتے ہو) ہم مرگئے تو حسن آرا بیگم کو ضرور اطلاع دینا۔
خ۔ کیا مجال۔
آزاد۔ نہ اطلاع دوگے۔
خ۔ ہرگز نہین۔
آزاد۔ آخر وجہ۔
خ۔ اگر ہم ڈوبتے ترتے لڑھکتے پڑھکتے وہانتک پہونچ تو جاکے کہین گے کہ ایک عورت کو میان آزاد عقدِ نکاح مین لائے اب مرنے سے روم مین دندناتے ہین ہم یہ نہ کہینگے کہ آزاد جان بحق تسلیم ہوئے۔ ہم صاف یہی کہینگے کہ میان آزاد وہان گلچھرے اُڑا رہے ہین۔ ایک حسین عورت کے ساتھ شادی کرلی۔ چین ہی چین لکھتا ہی۔ مینے ایکدن تذکرہ کیا کہ حسن آرا بیگم بھی یاد ہین۔ بس نام سنتے ہی ایک چپت جمائی تو مین اُسوقت تو کچھ نہ بولا۔ مگر دوسرے روز بھاگ کے چلا آیا۔
آزاد۔ تسلیم خوب حق دوستی آپ ادا کرینگے۔
خ۔ یہ فعل بھی خالی از حکمت نہین ہی۔
آزاد۔ اور وہ حکمت کیا ہی ہم بھی سُنین۔
خ۔ اگر آپکا کوئی دوست بیوقوف احمق گھامڑ آپکے مرنے کے بعد حسن آرا کو لکھ بھیجے کہ میان آزاد عالم جاودانی سے پدرود کرگئے۔
آزاد۔ کس سے کس سے پدرود کرگئے۔
خ۔ عالم جاودانی سے۔
آزاد۔ بہت ہی خوب۔
خ۔ کیون۔ عالم جاودانی سے پدرود کرنا یعنی مرجانا۔
آزاد۔ درست۔ بجا۔ عالم جاودانی سے پدرود کرگئے کہ عالم فانی؟
خ۔ لاحول ولاقوۃ۔ مطلب یہ کہ عالم فانی سے پدرود کرگئے۔ خیر اگر لکھ بھیجین کہ میان آزاد مرگئے یون ہی سہی تو حسن آرا کی جان پر بن آئے یا نہین۔ اس بیچاری کے دل پر کیسی گذرے۔ اہا ہا۔ زندہ درگور سرٹپک ٹپک کر دم توڑ اور جو سنے کہ آزاد ہین تو جیتے جاگتے مگر عاشق صادق نہ تھے جھوٹے اور بدمعاش نکلے۔ ایک عورت کے ساتھ شادی کرلی اور قول کا خیال نہ رکھا تو قسم خدائے پاک کی تمھارے نام سے نفرت ہوجائے۔ اور رنج تو قریب پھٹکنے نہ پائے

اب بولو ہو اچھی ترکیب یا نہیں۔ نہ کہو گے۔

آزاد۔ ہان ہو تو اچھا۔

خ۔ (اکڑکر) دیکھا۔ پیر شو بیاموز۔ بوڑھے آدمی ڈبیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہوتے ہین۔ سکندر اعظم جب مقدونیہ سے چلنے تو حکم دے دیا کہ فوج کے ساتھ سب جوان ہی جوان چلین۔ اگر کوئی بوڑھا چلا تو قتل کیا جائیگا۔ ایک سپاہی نے اپنے بوڑھے باپ کو چپکے سے پٹارے مین بند کیا اور ساتھ لے چلا۔ بس حضرت سلامت ایک موقع پر بوڑھے کی ضرورت ہوئی۔ پھر اچھے اچھے حکیمون کی عقل دنگ تھی کہ یہان پر کیا کرین آخر کار سپاہی اپنے بوڑھے باپ کو لے گیا۔ اور کہا جہان پناہ سے جان بخشی کا مستدعی ہون کہ خلاف حکم شاہنشاہی بہ تقاضاے محبت فرزندی ساتھ لایا۔ سکندر نے اسکا قصور معاف کیا اور پیر فرتوت نے میدان تکرین جو عقل کے گھوڑے دوڑائے تو وہ بات پیدا کی کہ حکیمون تک نے پسند کی۔ مشفق۔ تجربہ بڑی چیز ہو۔ تم لاکھ پڑھ جاؤ پھر لونڈے ہی ہو ہمارے سامنے۔

آزاد۔ ع

کوئی ہم سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا	ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا

خ۔ بس اتنے ہی مین رو دیے۔ ع

عاشق بھی ہوئے تو صبر زاری نہ گئی
بس ایک گھڑی دلا اٹھائی نہ گئی

ہم تو کہتے تھے کہ شہر کی جانے کا خیال دل مین نہ لاؤ [illegible] ہندوستان مین [illegible] تم نہ مانو تو کوئی کیا کرے کہتے تھے کہ عشق کے جھگڑے مین نہ پڑنا۔ نہ مانا نہ مانا

اب بھگتو۔

آزاد۔ ع

منع کرتا ہو مجھے یار کے گھر جانے کو
ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو

خ۔ آگ لگنا کیا معنے یہان تو ڈوبنے کا ڈر ہے۔

آزاد۔ ع

ہجر مین جان سے سفر کر ہی گیا	وہ تو گھر مین ہو یہان گھر ہی گیا
مین موا کون کریگا دلشاد	آپ کے کوچے سے اب بستر ہی گیا
اے مسیحا نہ خبر لی تو نے	وہ جو بیمار تھا لے مر ہی گیا

میرے قاتل کا لڑکپن دیکھو
دیکھ کر خون کو مرے ڈر ہی گیا

خ۔ اب سنیے۔ معاملے کی بات یہ ہو۔

آزاد۔ معاملہ گیا ایسی تیسی مین۔ یہان تو۔ ع

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہو فیصلہ دل کا

خ۔ ہمین آجتک یہی نہ معلوم ہوا کہ آپ کا دولتخانہ کہان ہو وطن کہان ہو۔ اتنا تو بتا دو۔

آزاد۔ خانہ بدوش۔ وطن کا پتا ہی نہین ہو۔ ع

مین نے ہاتھون سے اٹھایا ہو مکان بالا سر
ہون مین وہ بلبل ہو میرا آشیان بالا سر

خ۔ یہ کہیے تو معلوم ہوا کہ کوئی رونے والا نہین ہو۔ چلو سستے چھوٹے۔ رہا ایک حسن آرا۔ انکو ہم سمجھا لینگے۔ بس وہی ترکیب کہ تمھاری تعمیب کرینگے۔ ہزار دل تدبیرون کی ایک تدبیر تو بس یہ ہو۔

تو ہی نے کہا تھا کہ دل لگانے [illegible] پوچھتا ہون ایسی حالت مین [illegible]

مخاطب کرو۔ مین نے دیکھا کہ تمکو شعر وشاعری کا ازبس شوق ہی لہذا شعر پڑھنے شروع کیے حسن آرا کو تم چند روز کے لیے دل سے بالکل بھلا دو۔ ورنہ دل ہاتھ سے جاتا رہیگا اور سفر کی سختی تم کو خون رو لائیگی۔ ہنسو بولو۔ سیر دیکھو۔ اِدھر اُدھر لوگون سے ملو تم یہان اجنبی ہو۔ کل آدمیون کی نظر تمھاری ہی طرف ہی۔ سب سے ملو بولو چالو ہنسو۔ غم غلط کرو۔ یہ کیا کہ ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہو۔ ہاے ستم۔ ہاے غضب۔ ع۔

نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے

یا تو اس درجہ جوانمردی کی کہ ذرا سے اشارے کی دیر تھی دن سے جہاز پر سوار ہو گئے۔ وطن مالوف کو خیرباد کہکر روم چلے اور یا اب اسقدر پریشانی اور حیرانی اور سرگردانی ہی کہ بات کرنا تک دوبھر ہی۔ یہ کیا بات۔ دل کو خوب مضبوط رکھو۔ کوئی کتاب پڑھو۔ تم اتنے لائق فائق آدمی ہو ہمنے دس بارہ دن سے تم کو پڑھتے نہین دیکھا ان دنون مین دن رات مطالعہ کتب کرتے تھے دل بہلتا تھا۔ اب آجکل یکقلم پڑھنا القط کر دیا وحشت نے آن دبوچا عشق نے ٹھٹولیا۔

آزاد۔ ہان سچ کہتے ہو سٹری ہو تو کیا ہوا مگر اسوقت ٹھکانے کی بات کہی۔

خ۔ کوئی کتاب پڑھو۔ مالٹا کی خوب سیر کرو۔ اسے یار اول تو ہمین امید ہی نہین کہ ہندوستان واپس جائین اور اگر خوش قسمتی سے زندہ بچے اور ہندوستانی صورت دیکھی تو زمین پر قدم نہ رکھینگے۔

آزاد۔ (مسکراکر) زمین پر تو آپ اب بھی قدم نہین رکھتے ہین۔

خ۔ ہم کہینگے تم لوگ کیا جانو مالٹا کہان ہو۔ بھلا بتاؤ جزیرۂ پریم کدھر ہی۔

آزاد۔ پریم نہین پیرم۔

خ۔ بس یہی تم مین سخت عیب ہی۔ وہ پریم کہا تو کیا اور پیرم کہا تو کیا۔

آزاد۔ ہان تو پھر خوجی کہا تو کیا اور خواجہ بدیع صاحب کہا تو کیا۔

خ۔ (مسکراکر خاموش)

آزاد۔ ہنسے مچھلی ہنسے۔ ہنسے خوجی۔ وہ توبہ توبہ خواجہ صاحب جناب خواجہ بدیع صاحب۔

خ۔ اجی تمنے کمیدانی کی حالت مین ہمکو نہین دیکھا تھا واللہ انگلیان اُٹھتی تھین۔ جدھر سے نکل گئے انگلیان اُٹھنے لگین۔ ع

مرا ہم چنین چہرہ گلفام بود	بلور نیم از خوبی اندام بود

آزاد نے کہا خواجہ صاحب اب آپ یہان شادی کر لیجیے اور مزے مزے رہیے۔ یہان عورتین بہت ہین اور حسین اور آپ ہی کی سی گران ڈیل کہو تو کوشش کیجائے کسی سے کہین سنین۔ خوجی نے کہا اب روم سے واپس آئین تو پھر شادی کی فکر کرین۔ ابھی نہین مفت مین شادی کرکے اُلّو بنین۔ جورو الگ چپتیائے ناک مین دم کر دے۔ یہ پردیس ٹکا پاس نہین۔ آپکو شادی کی دھن سمائی ہی واہ واہ صاحب واہ ہان ٹرکی سے واپس آئین۔ تو پھر بیاہ رچے۔ میان خواجہ بدیع بھی دولھا بنین۔ ع

آنچل ہو وہان نقاب عارض | سہرا ہو یہان حجاب عارض
وان گل سے بہار بوستان ہو | آرایش تخت گل یہان ہو
الماس کے وان لگن جھاڑ فانوس | یان جلوہ فروش تخت طاوس
مہتاب سے چاندنی کا وان فرش | یان چرخی سے چرخ مین سر عرش

آزاد۔ اہو ہو ہو۔ مزے مین آئے میان خوجی۔

خ۔ (مسکراکر) چھیڑ خانی سے آپ باز نہین آتے پھر بھی خوجی خوجی۔ بھائی خواجہ صاحب کیون نہین کہتے خواجہ بدیع کہو نہ۔

میان آزاد خوجی کو لیکر ایک کوٹھی مین گئے اس کوٹھی مین قہوہ کی سوداگری ہوتی تھی۔ آزاد نے اپنے دوست کو وہان بٹھایا۔ اور ایک آدمی کے ہاتھ افیم منگوائی افیم دیکھتے ہی میان خوجی کھل گئے سیکڑون ہی دعائین دین۔ بھائی آزاد واللہ اسدم تو تو نے مسیحائی کی خدا گواہ ہے جلالیا۔ جلالیا۔ مصرعہ

اے وقت توخوش کہ وقت ماخوش کردی

واہ بھئی واہ۔ خدا کرے کہ چار ہی پانچ مہینے مین حسن آرا سے ملو اور فائز بمرام ہو۔

افیم ہاتھ مین لیکر ایسے خوش ہوے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے۔ ایک چینی کی پیالی لیکر دکان ہی مین افیم گھولی اور چسکی لگائی واہ آزاد کیون نہو۔ دوست صادق سچے یار واللہ بکے محسن تمھین ہو۔ شاباش۔ شاباش۔ کیون نہو واللہ یہ احسان عمر بھر نہ بھولون گا۔ بھئی افیم بیناٰ برا ہے مگر لت کو کیا کرین مجبوری ہے۔ قسم خدا کی افیم کی ڈبیا جسوقت سے جہاز پر چھٹ گئی۔ بس یہ معلوم ہوا کہ تیر غم کلیجے کے پار ہو گیا جیتے ہی مرمٹا۔ ڈوبنے کا اسقدر رنج نہوتا۔ دو تین بار چاہا کہ کود پڑون اور کود کے لاؤن مگر ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ اسوقت ہم بھی اپنے وقت کے بادشاہ ہین۔ ع

مے غم دزد سے غم کا لا

لے آؤ اب مذاق کی باتین ہون۔ ؎

فکر کونین کی رہتی نہین مےخوارون مین
غم غلط ہو گیا جب بیٹھ گئے یارون مین

اسیطرح افیون نوش بھی کونین کی فکر سے آزاد ہو جاتے ہین۔ ایک گنڈے کی افیم گھولی۔ گھولتے ہی گھولتے سرور جم گیا۔ پی تو لگی دور کی سوجھنے دنیا و مافیہا سے واسطہ ہی نہین۔ ؎

اے نسیم سحری کہیو مرا عرض نیاز
گلشن یار مین گر ہووے رسائی تیری

آزاد۔ اب تو واقعی دور کی سوجھنے لگی۔

میان خوجی اُس دُکان مین حسب اجازت مالک مکان لیٹے۔ آزاد نے کھانا کھایا اور ادھر اُدھر ٹہلنے لگے تو دیکھا کہ کئی کتابین ایک کونے مین چُنی ہوئی ہین۔ ایک ایک کتاب کو دیکھنے لگے۔ کچھ یونانی تھین کچھ عربی مگر دیکھتے دیکھتے ایک انگریزی کتاب اُنکے ہاتھ آئی۔ کرسی پر بیٹھ کر کتاب پڑھنے لگے۔ مالک دکان نے دیکھا کہ ایک خوشرو جوان ہے چہرے سے شہزادگی کے آثار عیان ہین۔ پوچھا کہان کے قصد ہین۔ ماشاہی تک آئے ہو یا کہین اور جاؤ گے۔ آزاد نے نہایت ادب کے ساتھ جواب دیا کہ ابھی تو اسکندریہ جانے کا عزم ہے۔ کل جہاز پر سوار ہونگا اور وہان سے ٹرکی جاؤنگا۔ مالک دوکان نے کہا وہان ہماری بھی ایک کوٹھی ہے۔ آپ اُسی کوٹھی مین فروکش ہون اور اگر کسی

دوست کے پاس جاتے ہین تو خیر۔ آزاد بہت خوش ہوئے
سوچے یہ خوب ملے۔ چلو بالفعل رہنے کا تو سہارا ہو گیا
کہا آپ ایک خط لکھ دین تو کیا مضائقہ۔ مالک مکان
نے کہا بصد خوشی ابھی ابھی لکھونگا آپ وہان بطمانیت آرام
بسر کیجیے۔ بندہ زادہ آپ کو قسطنطنیہ کی سیر دکھا دیگا لیکن
آج کل تو وہان جنگ چھڑی ہے۔ آزاد آہ سرد کھینچکر خاموش
ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اخبار ٹائمز اُس کوٹھی کے
مالک نے انکو دیا اور یہ پڑھنے لگے۔

آزاد۔ اخاہ چھڑ گئی۔

مالک کوٹھی۔ (مالک) ہان اور کیا۔

آزاد۔ مگر جنگ عظیم ہو گی۔ لوہے سے لوہا لڑے گا
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے۔

مالک۔ ہم کئی بار ٹرکی جا چکے ہین۔ دو دو تین تین
برس وہان رہے ہین اسپین مین نوکری کی جرمنی
مین برسون رہے۔ یورپ کا کوئی ملک ایسا نہین جو
ہمنے نہ دیکھا ہو۔ اسپین کی لیڈیان سب ملکون کی
لیڈیون سے زیادہ نیک ہین مگر وہان بڑے شور و پشت
خون کے مقدمے کثرت سے ہوتے ہین۔ ٹرکی کے
جتنے ماتحت صوبے ہین سب اس کے دشمن ہین سرویا
اور مانٹی نیگرو اور البانیا اور ہرزیگوینا اور بلگیریا سب
خلاف۔ در پردہ روس کی مدد تھی اس سبب سے
وہ سب کے سب شیر تھے سنا کہ یونان بھی ہتھیار اٹھانیوالا
ہے۔ اگر انگلستان نے ٹرکی کا جنبہ کیا تو جرمن اور
آسٹریا روس کا ہاتھ بٹائیگا اور پھر شاید فرانس انگلستان
کی طرف ہو۔ مگر بڑی جنگ عظیم ہو جائے۔ بس یورپ
بھر کی جنگ ہو لیکن ہم کو یقین نہین کہ انگلستان کسی کا
ساتھ دے۔

آزاد۔ کیا انگلستان ٹرکی کی شکست سے خوش ہوگا یا
ٹرکی کی فتح و شکست سے انگلستان کا نفع و نقصان
برابر ہے۔ ہم جانتے ہین ٹرکی کا کچھ نہ کچھ جنبہ انگلستان ضرور
کریگا اور انگلستان پر فرض بھی ہے کیونکہ ٹرکی ہمارا قدیم دوست ہے

مالک۔ اگر ایشیا مین روس نے فتح پائی تو برٹن کو سخت
ناگوار ہوگا۔ اور اگر یورپ مین فتح پائی تو کچھ دے دلا کر
روس چل دیگا۔ مطلب یہ کہ ٹرکی مین عملداری ٹرکون
کی رہیگی۔ روسی چاہتے ہین کہ وہ حکمرانی کرین یہ محال ہے
ایسا نہین ہو سکتا۔

آزاد۔ اچھا پھر اتنے صوبے روم سے نکل گئے تو پھر باقی
کیا رہا۔

مالک۔ پھر جنگ کا کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور ہی ہوتا ہے ٹرکی
لڑینگے خوب۔ اور روس کے سپاہی بھی جیسے جری ہین
لیکن روس کے پاس سامان بہت لیس ہے ٹرکی کے
پاس کچھ بھی نہین ہے۔ ہان اگر افسر لیاقت کے ساتھ لڑین
تو روس سے البتہ مقابلہ کر سکتے ہین۔ آپ تو کبھی ٹرکی گئے
نہین۔ مین بخوبی واقف ہون۔ وہان باہمی نا اتفاقی انتہا
سے زیادہ ہے جتنے بادشاہ ہین سب اپنا اپنا بھلا چاہتے ہین
مگر ایک بات ضرور ہے ہم کہینگے کہ ٹرکی سپاہیون سے
زیادہ جری اور شجاع شاید کوئی قوم ہو۔

آزاد۔ بیشک ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ ٹرکی فتح حاصل
کرینگے لیکن ان خیال اسقدر واقعی ہے کہ جرمنی روس
کی کمک نہ کرے اور ہمارا سامان کم ہو تو کچھ پتا ہے اور ہمارا

جنرل ملک کے نام پر جان دین باہمی تسکر رنجی اور خود غرضی
کو چھپر پر رکھین۔
مالک۔ ہان یہ مشکل ہو۔
آزاد۔ پھر مشکل ہو تو فتح بھی مشکل ہو۔ روس کے جنرل
کوئی لونڈے۔ تو ہین نہین کہ فاش غلطیان کرنے لگین جیسے
جری ٹرکی کے سپاہی ہین ویسے ہی اگر افسر بھی
ہون تو روس سے خوب مقابلہ ہو شکست اور فتح کا حال
تو کوئی کہہ نہین سکتا۔ مگر افسرون نے اگر خود غرضی کی تو
مار لیا ہو۔ پھر کچھ خوف کا مقام نہین۔
مالک۔ آپ بھی سُنی ہین۔
آزاد۔ جی ہان مگر مجھے تعصب مذہبی نہین ہو۔
مالک۔ لیکن آپ یہ تو ضرور دعا مانگتے ہونگے کہ ٹرکی
فتح پائے۔
آزاد۔ مین دعا بالضرور بالضرور۔ مین تو جاتا ہی اسلیے
ہون کہ جان دون اور جان لون شیعہ اور سُنی اسوقت
مین سب ایک ہین۔
مالک۔ شاباش۔
آزاد۔ آپ مجھے ایک خط اپنے لڑکے کے نام لکھد یجیے گا
مالک۔ ضرور۔
آزاد۔ وہان ہوٹل بھی ہو یا نہین۔ ہوٹل تو ضرور ہونگے
مگر مین چاہتا ہون کہ کسی سے ملاقات تو ہو۔ رہون چاہے
جہان مگر آپ کے لڑکے کی ملاقات ہو جائے۔
مالک کوٹھی ایک لائق اور معاملہ فہم تجربہ کار اور سن آدمی
تھا۔ میان آزاد سے جو گفتگو کی اور دیکھا کہ ملکی معاملات
کو خوب سمجھتے ہین تو خوش ہوا اور ان کی بڑی خاطر کی
یہ ایک طرار آدمی۔ لائق۔ فائق۔ تربیت یافتہ پولٹیکل امر سے
واقف۔ علم مناظرہ مین طاق۔ شاعری نثاری مین شہرۂ آفاق
مالک کوٹھی کو انھون نے اپنی تقریر سحر تخمیر سے بہت خوش کیا
مالک کوٹھی نے ان کو انواع و اقسام کی اشیا دکھائین ایک
چاقو دکھا کر کہا رچارڈ مینتھوز کے ہاتھ کا بنا ہو انگلستان
کے چاقو اسقدر خوشنما اور تیز اسی شخص کی کوشش سے
بننے لگے۔ ورنہ اسکے قبل بھدے بنتے تھے۔ یہ سولہ صدی
مین تھا سنہ ۱۵۶۰ع سے اسنے چاقو بنانے شروع کیے آزاد
نے اس چاقو کو بغور دیکھا اور کہا اب تو شفیلڈ کے چاقو
اس سے اچھے بننے لگے۔ مالک کوٹھی نے جسکا نام رستم جی
جھائی تھا میان آزاد کو ایک نہایت لذیذ نارنج
دیا اور کہا نوش جان فرمائیے۔ یہ میرے باغ کا ہو آزاد
نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔
آزاد۔ ایک سال مین کسقدر پھل لگتے ہونگے۔
رستم جی۔ (رس) اسکا تخمینہ ذرا مشکل ہو۔
آزاد۔ فینسل ایک مقام ہو۔ سنا وہان سال بھر مین
آٹھ آٹھ ہزار پھل اُترتے ہین۔
رس۔ آپکو خوب تحقیقات ہو۔ اسقدر تو ہمکو بھی معلوم ہو
کہ سنہ ۱۲۵۰ع مین بمقام سنیٹ سے بنا واقع (روم اطالیہ) اسکا
ایک درخت تھا۔ اس سے قبل شاید یورپ مین نارنج کا
درخت نہ تھا۔ ایک سیاح تھا وسنے لکھا ہو کہ ہندوستان
مین پانچہزار برس کا ایک درخت اُسنے دیکھا تھا۔
آزاد۔ اور بلہارڈی مین ایک درخت ہو جولیس سیزر
کے وقت کا۔
رس۔ جولیس سیزر حضرت عیسیٰ کے کوئی چالیس پچاس

برس قبل کا۔

آزاد۔ اور کیا۔

رُسّ۔ ایک فرانسیسی مجھ سے کہتا تھا کہ فلانا نیا مین ایک پیڑ ہی۔ کوہ ولنگٹن دو سو پچاس فیٹ اونچا۔

آزاد۔ اللہ اللہ۔ ڈھائی سو فیٹ کی بلندی۔ درخت کیا ابو الاشجار ہی ہزار ہزار اور سات سات سو اور آٹھ آٹھ سو برس کے تو اکثر درخت ہین مگر اسقدر ارفع نہین سنا تھا آجتک۔ ڈھائی سو فیٹ۔ اُف وہ کچھ ٹھکانا ہی۔

خ۔ یہی واللہ ایسی اور چانڈو باز بیچارے ناحق ہی بدنام ہین۔ اِس گپ کے قربان کہنے لگے پانچہزار برس کا پیڑ ہی اور آسمان تک اُسکی شاخین پہونچ گئی ہین معلوم ہوا فرشتے ہاتھ بڑھا کر اُسکے پھل توڑتے ہونگے اُف رے کذب۔ اور کیسے معتبر معتبر آدمیون کے نام لیے۔ فلانا سیاح آیا تھا۔ فلانا فرانسیس کہتا تھا جھوٹے ہر۔ کہو میان آزاد۔ ابھی ہم جو کوئی بات کہین تو کسی کو یقین بھی نہ آئے۔ لاحول ولا قوۃ۔ پانچہزار برس کا درخت! اللہ ری گپ۔

آزاد۔ آپ جی اُٹھے۔

خ۔ میان خدا کے لیے اِسقدر جھوٹ تو نہ بولا کرو۔ کچھ خوف خدا بھی ہی یا نہین۔

آزاد۔ (رُستم جی سے) آپ نے افریقہ کی بھی کبھی سیر کی ہی

رُسّ۔ مرتے مرتے بچا۔

خ۔ وہ تو ہم سمجھے ہی تھے۔ کیا زمانہ ہی۔ سچے مرتے جاتے ہین۔ اور ان ایسے جھوٹے مر مر کے بچ جاتے ہین

رُسّ۔ افریقہ اور یورپ تو زمانہ پاستان مین باہم ملے ہوئے تھے

آزاد۔ اجی ہان۔ سمندر حائل نہ تھا۔ علما کا قول ہی کہ رفتہ رفتہ سمندر کا وہ ٹکڑا جو ان دونون بر اعظم کے درمیان مین حائل ہی چوڑا ہوتا جائیگا۔ علماء علم جیالوجی نے اسکی خوب کامل تحقیقات کی ہی۔ انگلستان اور فرانس بھی باہم ملے ہوئے تھے۔

رُسّ۔ ہان مگر یہ شاید ابتداے آفرینش کا ذکر ہی کیونکہ مورخ صرف جیالوجی کے سبب سے ایسا سمجھتے ہین یہ نہین معلوم ہوتا کہ کس زمانے سے یہ دونون ملک باہم جدا ہو گئے۔ سر چارلس لائیل کی راے صحیح ہو کہ اسکا پتا نہ معلوم ہوگا

آزاد۔ بیشک۔

رُسّ۔ جیالوجی نے بہت کچھ سکھایا۔ نئی نئی باتین اِس علم کی بدولت ظاہر ہوئین۔ اور طوفان نوح کو تو علماے جیالوجی مانتے ہی نہین۔

آزاد۔ مگر ہمارے یہان تو ثابت ہی

رُسّ۔ اور بائبل (انجیل) کی رو سے بھی۔

آزاد۔ (خوجی سے) کچھ سمجھے یہ کیا کہتے ہین۔

خ۔ خدا جانے کیا گٹ پٹ کر رہے ہو۔ وہ تو اردو مین جب گفتگو ہوتی تھی تب ہم بھی سمجھے تھے۔ مگر ماشاء اللہ یہ جی جی بھی بڑے محقق ہین۔ اردو بیچاری کا ناحق خون کرتے ہین

آزاد۔ یہ طوفان نوح ہی کے قائل نہین۔

خ۔ بجا۔

آزاد۔ واللہ نہین قائل ہین۔

خ۔ اجی جھک مارتے ہین۔ طوفان نوح کے قائل نہونا کیا معنی۔

رئیس - اریکو ایک عالم تھے۔ انکا مقولہ ہو کہ اگر کوئی شخص
مجھ سے پوچھے کہ کرۂ شمس مین آبادی ہو یا نہین۔ تو مین
جواب دون کہ مجھے اِسکا حال نہین معلوم۔ لیکن اگر کوئی
مجھ سے پوچھے کہ جسطرح ہمارے کرے کی مخلوق ہین اسیطرح
اُس کرے کے موافق بھی ذی روح ہونگے یا نہین تو مین
کہون کہ ہان ہون گے۔ ہرشل کا مقولہ ہو کہ کرۂ شمس
مین آبادی ضرور ہو۔

آزاد - ہم علماے اجل کی راے مین تو دخل نہین دیسکتے
مگر اسقدر ضرور کہینگے کہ ہمارے ناقص علم و یقین مین کرۂ
شمس ضرور بالضرور آباد ہو۔ ممکن نہین کہ اتنا بڑا کرہ جناب
باری نے بیوجہ بنایا ہو۔ آبادی ضرور ہو۔ اور جو یہ کہا جائے
کہ صرف کرۂ زمین کے فوائد کے لیئے کرۂ شمس کی ضرورت
لاحق ہوئی تو ہمارے نزدیک یہ کلمۂ کفر ہو۔ بھلا عقل
سلیم کبھی تسلیم کر سکتی ہو کہ اتنا وسیع کرہ جناب باری
نے صرف اسقدر ناچیز کرے کے فوائد کی غرض سے پیدا
کیا ہو۔ ایک صاحب کی راے ہو کہ کرۂ قمر مین آبادی غیر
ممکن ہو اور خیر سے اِسکا سبب کتنا عمدہ فرماتے ہین۔ اُن
حضرت کا قول ہو کہ کرۂ قمر مین پانی نہین ہو اور پانی کے
بغیر ذی روح کی زندگی محال ہو یہانتک کہ نباتات بغیر
پانی کے نشو و نما نہین پاسکتے۔ مگر یہ دلیل بھونڈی ہو مسکت
خصم نہین۔ ہم کہتے ہین کیا فرض ہو۔ کہ کرۂ قمر کی مخلوق
بھی پانی ہی کے ذریعے سے زندگی بسر کرین۔ ممکن ہو کہ
وہ پانی ہی نہ پیئین۔ علاوہ برین اکثر علما نے ثابت کیا ہو
کہ کرۂ قمر مین بھی پانی ہو۔

رئیس - انہین سے اکثر باتین فرضی ہین بالکل خیالی پوچ
یاد رہو۔ ایک حضرت فرماتے ہین کہ دوربین کے ذریعے سے
انھون نے دس منٹ مین ڈیڑھ ہزار ستارے گن لیے۔

آزاد - (قہقہہ لگا کر) واہیات۔

رئیس - اور کیا۔ کتری مین البتہ یہ باتین نہین ہین جو کہو
اسکا ثبوت دو۔ ورنہ کچھ بھی نہین۔

اتنے مین والٹا کا ایک روزانہ اخبار رستم جی کو ہرکارے
نے لاکر دیا رستم جی پڑھنے لگے۔ تو لوکل مین ایک خبر دیکھکر
میان آزاد سے پوچھا کہ آپ کا اسم شریف۔

آزاد - مجھے میان آزاد کہتے ہین۔

رئیس - اخاہ آپ تو بہت بڑے شخص ہین۔ مین نے جسوقت
آپکو دیکھا تھا اُسیوقت سمجھ گیا تھا کہ ذکی الطبع اور جری
آدمی ہین۔ آپکی اخبار مین بڑی تعریف چھپی ہو۔

آزاد - (متحیر ہوکر) میری تعریف۔

رئیس - جی ہان۔

آزاد - میری تعریف کیسی۔

رئیس - آپکی تعریف۔ آپکی تعریف۔

آزاد - گستاخی معاف۔ آپکو دھوکا ہوا ہو۔

رئیس - پھر خود ہی نہ ملاحظہ کر لیجیے۔

آزاد - لائیے دیکھون تو۔

میان آزاد نے اخبار لیا اور لوکل کی خبر پڑھنے لگے

افسوس صد افسوس کہ جنی ڈینس نامے جہاز پسون
جزیرۂ بیرم کے قریب شب کے وقت غرق ہوگیا۔ اس سانحۂ روح فرسا
کی کیفیت ہمکو ایک معتبر آدمی کی زبانی جو اُسی جہاز پر تھے یون
معلوم ہوئی ہو کہ شب اندھیری تھی اور باد شرطہ چل رہی تھی کہ دفعتًہ
جہاز کے ناخدا نے اطلاع دی کہ طوفان عظیم آنے والا ہو

لوگ سٹی پٹی بھول گئے۔ حیران و پریشان۔ تھوڑی دیر مین طوفان آ ہی گیا۔ کپتان اسمتھ ناخدا نے بڑی پھرتی اور جرأت اور لیاقت سے کام کیا۔ مگر طوفان سے کچھ بس نہ چلا۔ تین لائیف بوٹون کے ذریعہ سے ستر اسّی آدمیون کی جان بچی۔ میان آزاد نامے ایک جنٹلمین باشندہ ہندوستان نے اس طوفان کے وقت بڑا کارنمایان کیا۔ تین بار لائیف بوٹ سے جہاز مین کودا اور لوگون کی جان بچائی خود کپتان اسمتھ نے ہمسے بیان کیا کہ ایسے نازک موقعون پر کسی نے اپنی جان اغیار کے لیے معرض خطر مین نہ ڈالی ہوگی اس جنٹلمین نے اپنی جان کا ذرا خیال نہ کیا۔ کپتان اسمتھ اور اُنکے لفٹنٹون کو خوب مدد دی۔ جہاز تھوڑی دیر مین ڈوب گیا ایک لائیف بوٹ کو باد مخالف دوسرے رُخ لیچلی اور لفٹنٹ اسپلٹن نامے ایک حسین اور جری انگلشمین سمندر مین گر پڑے۔ میان آزاد نے اُس شخص کو ڈوبتے ہوے جو دیکھا تو آتش ہمدردی انسانی جوش زن ہوئی۔ خود کود پڑے اور اُس شخص کو ڈوبنے سے بچایا۔ مگر لائیف بوٹ ہاتھ نہ آیا مسٹر اسپلٹن تو لائیف بوٹ پر پہونچ گئے مگر میان آزاد بیچارے کو سمندر پیر کر جزیرہ پیرم تک جانا پڑا۔ جزیرے کے باشندے دعا مانگ رہے تھے کہ یا الٰہی اس جوان کو بچا۔ خدا خدا کر کے میان آزاد جزیرے تک پہونچ گئے۔ اِس شخص کی بسالت اور سچی شجاعت اور ہمدردی یادگار رہیگی۔

آزاد نے مسکرا کر کہا۔ بس اخبار ایسا ہی ہونا چاہیے کہ ادھر جہاز ڈوبا اودھر چھپ سے خبر چھپ گئی۔ میری نسبت جو لکھا ہو وہ اُنکی عنایت ہی۔ مگر اور واقعات تو خوب لکھے ہین مختصر اور جامع

رئیس۔ آپ نے واقعی کارنمایان کیا۔

آزاد۔ جی کیا کارنمایان کیا۔ فرض ادا کیا۔

رئیس۔ آپکے ہندوستان مین اخبار پانیر کی اشاعت سب سے زیادہ ہوتی ہی۔ مین آج ایک آرٹیکل لکھکر ابھی بھیجتا ہون اہل ہند کو خوش ہونا چاہیے کہ اُن کے ایک ہموطن نے اس درجہ نام نیک حاصل کیا۔

آزاد۔ ان کلمات کو مین آپ کے حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون۔

خ۔ ارے میان آزاد ہوت۔ یہان سے بھلا کم سے کم چار پانچ روپیے کی تو افیم لے چلو۔ ورنہ راہ مین انتہا کی تکلیف ہوگی اور مین مر ہی جاؤنگا۔ مفت مین کسی مسلمان کی جان لوگے خدا کے لیے بھائی خرید لو۔

رئیس۔ جی کیا چاہیے۔

خ۔ افیم ساتھ نہین ہی۔

رئیس۔ ہم آپکو عمدہ سے عمدہ افیم دینگے۔ سیر بھر۔

خ۔ ع۔ اہو مین تیری زبان کے قربان۔

واہ میری جان۔

آزاد نے قہقہہ لگا کر کہا کیا خرافات بکتے ہو۔ عجب گوکھا ہی۔ کبھی بھلا اس بے تکے پن کے کیا معنے۔ خواہ مخواہ بیہودہ میری جان اور زبان کے قربان۔

پانچوین دن میان آزاد جہاز پر سوار ہونے کو تھے۔ رستم جی نے اپنے بیٹے کے نام ایک خط لکھدیا اور آزاد کو اُنکی تشفی کے لیئے سنا بھی دیا۔ اسمین لکھا تھا کہ جسقدر اُنکی خاطر کروگے اسقدر تمھاری سعادت ہی یہ میرے معزز دوست ہین تم اُنسے باادب پیش آنا اور اُنکی مدد کرنا خط لیکر میان آزاد اور خوجی رستم جی سے رخصت ہو کر اسکندریہ مین داخل ہوے

آتش زنی !!!

جمعرات کے دن اُستانی جی کی آمد آمد کی خبر سُنکر حسن آرا اور اُنکی بہنین خوش تھین کیونکہ اُستانی جی کو ان سب سے دلی محبت تھی بڑی بیگم نے کہا بیٹا آج جمعرات ہو اُستانی جی وعدہ کر گئی ہین آتی ہونگی وہ مثل اپنی خاص بیٹیون کے تمکو سمجھتی ہین۔ اتنے مین اُستانی جی ڈولی سے اُتر کر آئین اور بولین کہ اگرچہ آج مجکو آنا نہ تھا کیونکہ ایک جگہ جانیکا اقرار کر لیا ہو مگر وعدے کے موافق چلی آئی۔

بڑی بیگم۔ (سپہ) اب تم دو چار روز یہین رہو ذرا لڑکیونکا دل بہلے۔

اُستانی جی۔ (اُستا) اب پرسون سے آکر کہانیان شروع کرونگی

سپہ۔ (حساب لگاکر) نا بہن۔ پرسون تو سنیچر ہو۔ ہم سنیچر کو کوئی کام نہ شروع کرنے دینگے۔

حسن۔ امی جان یہ ہفتے کے دن بیچارے نے بھلا کیا قصور کیا ہو سب دن اسی کے ہین۔

سپہ۔ بابا ابھی ناکردہ کار رہو جب بوڑھی ہو گی تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا۔

حسن۔ خیر

اُستا۔ (مسکرا کر) ہم بھی کچھ کہین۔

حسن۔ کہیے کہیے ضرور کہیے۔ مگر منہہ دیکھے کی سند نہین۔

سپہ۔ یہ مجھسے لڑتی رہتی ہو کہ یہ بھی غلط ہو وہ بھی غلط ہو اسکے نزدیک جو کچھ ہو سب غلط ہو۔ بس یہ ایک سچی ہین اور نہین!

حسن۔ بولیے اُستانی جی۔

اُستا۔ ہم تو تمھاری سی کہتے ہین۔

حسن۔ صاف صاف کہیے۔

اُستا۔ کیسا سنیچر اور کسکا بیر سب دن اللہ کے ہین سنیچر نے کیا بگاڑا ہو اور بیر ہین کونسے لڈو رکھے ہین سو لیے ہی قیانوسی باتونکے

سپہ۔ ہان۔ !۔

اُستا۔ جی ! اور آپ سمجھین کیا تھین ہمین۔

سپہ۔ (ہنسکر) یہ یک نشد دو شد۔

اُستا۔ بھئی ہمتو ان باتون کو ڈھکوسلا سمجھتے ہین۔

سپہ۔ حسن آرا تو بھلا بچہ ہی ہین اِبھی۔ وہ بچہ بنکے چھوٹ جائینگی تم بڑی بوڑھی ہو کیون مفت عذاب مین پڑتی ہو۔

اُستا۔ (مسکرا کر) خیر چلو ہم اپنی بھگت لین گے۔

سپہ۔ بھلا سنیچر کے دن کوئی کام شروع کرکے دیکھ نہ لو۔

اُستا۔ اہو واہ۔ کیا ہوگا کیا۔

اتنے مین پانچ بجے اور اُستانی جی گھبرا کر بولین کہ ہمکو جانے دیجیے

سپہ۔ یہ کیون یہ کیون۔

اُستا۔ کسی سے اقرار ہو سمجھ جاؤ کل ضرور آؤنگی اور یا اگر کل نہ آئی تو اَن چلی گئی تو پھر پرسون۔

سپہ۔ اچھا جاؤ۔ اللہ کرے جلد آؤ۔

کوئی چھ بجے کے وقت حسن آرا اور سپہر آرا اور بہار النسا اور روح افزا نے گھر کے حمام مین خوب غسل کیا اور نکھر کر مہتابی پر جو آئین تو معلوم ہوا کہ چار چاند سر شام نظر آئے۔

حسن۔ اسوقت اُستانی جی نے ہماری بڑی مدد کی۔

بہار۔ کیا۔ کیا مدد کی۔

حسن۔ امانجان نے کہا کہ اُستانی جی یہان ہی چار روز رہو تھوڑی لڑکیون کے دل بہلانیکے لیے تو کیا حرج ہو اُستانی جی نے کہا کہ پرسون سے کہانیان کہونگی۔ ای ہے بس پرسون کا نام لینا تھا کہ آپنے دن گنے جمعرات۔ جمعہ۔ سنیچر۔ نا بہن سنیچر برا دن ہو ہم سنیچر کے دن کوئی کام شروع نہ کرنے دینگے۔ اسپر یہ بولی کہ واہ سنیچر اور جمعہ کیا سب دن

یکسان ہین۔ استانی جی نے بھی میری تائید کی تب تبھی اماں جان بھی چکر مین آئین کہ اچھا یہ بڑی بوڑھی عورت ہوکر اُسکا جنبہ کیا کرتی ہین
بہار۔ ہان لوگ مانتے تو ہین۔
روح۔ پھر مانا کرین۔
سپہر۔ لوگون کے ماننے سے ہمین واسطہ۔
روح۔ ای بہن اسمہ جانتا ہو اس بار رہو بہن یہ بڑی ڈرپوک ہین۔
حسن۔ واہ ہماری بہن اور اتنی ڈرپوک ارے توبہ توبہ۔
روح۔ ہمین شرم آتی ہی۔
بہار۔ بھلا ہمتو ڈرا سپاہی جب جانین کہ آج شام کو جہان چراغ رکھدین وہان تم تین بار اپنا نام زور زور لو اور چراغ کو گل کرکے چلی آؤ۔
روح۔ کیا کیا بدتی ہو۔
سپہر۔ ہم جاتے ہین۔
حسن۔ ہان اگر ہم تینون مین سے کوئی چلی جائے تو اُسے پوچھو کیا کھلاؤگی ہمین
بہار۔ اور تو نہین سو سو روپے بدتے ہین۔ جسکا جی چاہے ہاتھ پہ ہاتھ مارے۔ بس چھوٹی باتون پر ہمین غصہ آجاتا ہی۔
روح۔ دو دو روپے تو ہم بدتے ہین۔
حسن۔ ہم کہتے ہین۔ یہ جیتین تو ہمارت چار روپے دین اور ہم ہارین تو انھین آٹھ دین۔
بہار۔ منظور۔
سپہر۔ ایک سے شرط منظور کی یا دونون سے۔
بہار۔ دونون سے بلکہ تم بھی بدلو چاہو۔
سپہر۔ (روپیہ پھینک کر) تم بھی بسا دو۔
بہار۔ (روپیہ پھینک کر) لو ہمنے بھی بسا دیا۔ بس ہی۔
حسن۔ تو دو اور چار چھ اور ایک سات سات روپیہ بہار النسا بہن کی گرہ سے آج گئے۔

بہار۔ ای واہ ای واہ۔ کہین گئے نہون۔
روح۔ اچھا پھر ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی دیکھ لینا کب چراغ رکھوگی۔
بہار۔ بس شام کے وقت۔ اور کب۔ مگر تم ایک ایک جانا اور چراغ کو گل کرکے تین تین بار اپنا اپنا نام لینا۔
سپہر۔ ایک ایک دفعہ نہین دو دو دفعہ جائین۔
حسن۔ اور تین تین دفعہ نہین دس دس دفعہ نام لین
روح۔ اور چراغ کو گل ہی نہ کردین بلکہ اور ساتھ لیتے آئین اور اُسی چراغ کو پھر جلا ئین تو سہی۔ یہان کوئی ڈرپوک نہین سہی آپکا سا۔
بہار۔ ای تو ہم کاہے سے ڈرپوک ہین بھلا۔
اتنے مین بڑی بیگم صاحب تشریف لائین۔
سپہر۔ اخاہ اسوقت تو اماںجان کوٹھے پر آتی ہین۔ کہان تکلیف کی اسوقت۔
ب۔ یہ کیا شرط بدی جاتی ہی۔ ہم بھی تو سنین ذری۔
حسن۔ بہار النسا بہن کہتی ہین کہ ہم رات کو ایک دیا روشن کرین کوئی اُسکو بجھا نہین سکتا۔
بہار۔ ہان کیا کچھ جھوٹ کہتے ہین۔ آزمالو نہ آج ہی سہی
روح۔ ای کیا ہوگا کیا آخر شش۔ ایک نہین ہزار دفعہ آزماؤ تو کیا۔
سپہر۔ سب کے پہلے ہم جاکر چراغ کو بجھائینگے۔ وہ بات ہی کیا ہی۔
بڑی بیگم نے جریب سیدھی کی اور اُٹھ کھڑی ہوئین۔
ب۔ لو مین تو جاتی ہون اب۔
حسن۔ ہائین ہائین۔ کہان کہان۔ اماںجان کہان چلین

پہنچ

آئین کیا چلین کیا۔ اجی ذری بیٹھیے نہ۔
بہار۔ اتنی تکلیف کی اور ایسی جلدی چلین۔
بڑی بیگم انتہا کی ضعیف الاعتقاد پرانے فیشن کی عورت تھین جادو ٹونے گنڈے تعویذ بھوت پریت ان سب باتون کی دل سے معتقد انھون نے جو یہ باتین سنین تو سخت ناگوار ہوا۔
ب۔ اب تم لوگون کے بیچ مین کون بیٹھے بھلا۔
بہار۔ (متحیر ہوکر) کیا۔ کیون؟
ب۔ یہان تو کفر کی باتین ہوتی ہین۔
بہار۔ واہ امان جان۔ کفر کی باتین کیسی۔ اللہ نہ کرے کفر کی باتین ہمکو آئین۔
ب۔ اب یہ کفر کی باتین نہین تو کیا ہین۔ بھلا رات کے وقت کیا جانے کیسا چراغ ہو تم جو وہان جا کر نام لو اور جان کو خدا نخواستہ ہتھیلی پر رکھ کے جاؤ تو اچھا کہ برا۔
سپہر۔ اجی تو امان جان۔ وہان کیا کوئی بیٹھا ہوگا کہ ہم گئے اور وہ نگل گیا۔
حسن۔ اجی یہ سب باتین ہین۔
ب۔ باتین ہین! اللہ نہ کرے کہ کسی دن جھپیٹ مین آجاؤ۔
بہار۔ ناحق ہن ناحق حجت کرتی جاتی ہین۔ ایسی بڑی بہادر بنی ہین۔
ب۔ تم تو بڑی ہو۔ تمکو یہ بیٹھے بٹھائے کیا سوجھی بھلا کہ چھوکریون سے بدنے بیٹھین۔
بہار۔ تو وہ تو حجت کرتی ہین خواہی نخواہی ساتھی ہوئی ہین

ب۔ اور جو ڈر جائین تو کیسی ہوتی۔
سپہر۔ ہان دیکھیے تو سہی۔ ہم لاکھ حجت کرتے تھے تو کیا تھا انکو تو سمجھنا چاہیئے تھا۔ یہ سب سے بڑی ہو کے سب سے چھوٹی بنی جاتی ہین۔
بہار۔ ہان اب تو باتین بناؤہی گی۔ اب تو چڑھ بنی ہو۔
ب۔ ایک دفعہ میرا کوئی سولہ سترہ برس کا سن ہوگا جب دو تین ہمجولیون نے آپس مین بحث کی کہ ہم اندھیاری رات مین مہتابی پر چڑھکر پیپل کے پتے توڑینگے۔ وہ دو تین ایکطرف تھین اور مین اور جعفری بیگم ایک طرف۔ خیر جب بات ہوئی تو مینے کہا اچھا اب توڑو پیپل کے پتے تو جانین۔ وہ ڈھیٹ تو تھین ہی۔ مہتابی پر جھٹ چڑھ گئین۔ اور بہت سی ٹہنیان لو ڈر کو بلین توڑ کر نیچے کی چھت پر آنے لگین۔ بس زینون پر ایک نے دیکھا کہ ایک ذری سا ارا بچہ کھڑا ہنس رہا ہے۔ وہ ڈر کر اس نے دوسری کو دکھایا بس دیکھتے ہی دیکھتے بچہ نہ جانے کہان غیب (غائب) ہوگیا۔ اجی بس اتنے مین دیوار مین سے ایک ہاتھ نکلا۔ پھر تو یہ چیخ اٹھین۔ اور جب تک ہم اور دون کو بلائین اور ہائین جائین تب تک یہ بیہوش ہوگئین۔ ہمسے اسوقت اکیلا نہ جایا گیا۔ نہ ہماری ہمجولی کی جرأت ہوئی مگر نیچے آواز دی تو وہان سے دو چار عورتین آئین اور ایک خواجہ سرا نیچے سے ہو پہونچا۔ تو دیکھا کہ دونون کی دونون بیہوش پڑی ہوئی ہین اور ہنڈا ایس کچھ نہ پوچھو ہاتھ پاؤن بالکل ٹھنڈے جیسے برف کے مثال اور پیپل کا پیڑ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے جڑ سے ہل جائیگا اور ایک گھڑا اور اب اکھڑا اور تیسے ایسے بولین کہ آفت میری جان نکلی جاتی تھی اور میری ہمجولی جعفری بیگم تھر تھر کانپتی تھی۔ آخر خواجہ سرا اور ایک سپاہی نے انکو اٹھا کر بٹھایا۔ کیوڑا اور پانی پلایا اور منھ پر عرق بید

چھینٹے دیے۔ جب ذرا ہوش آیا تو نیچے اُتریں۔ مگر ایسی سہمی تھیں کہ رات کو چونک چونک پڑتی تھیں ایک نے بڑے اصرار سے مجھکو اپنی چارپائی پر سُلایا اور دوسری کی یہ کیفیت تھی کہ لحاف میں لپٹی لپٹائی چپ چاپ پڑی تھی۔ رات کو کوئی دو تین باری چیخ چیخ اُٹھیں اور تڑکے جو جا کر دیکھا تو پیپل کے پتوں کی رنگت ہی اور تھی۔

سپہر۔ یہ ہوا کیا تھا اماں جان۔

ب۔ ہوا کیا تھا۔ اب تمھیں کیا بتاؤں کیا ہوا تھا۔

مغ۔ کوئی شے ہو گی اُسپر۔ اللہ بچائے اِن مصیبتوں سے۔

بہار۔ یہ سکڑی کی لیتی ہیں۔ ابھی جمّا جمّا (جمعہ) آٹھ دن کی پیدائش ہے۔

سپہر۔ اونہہ اونہہ اتمھارا تو سر ہلنے لگا ہے۔ اور نہیں؟ ۔

مغ۔ اے بیوی ہم کوئی آٹھ برس ہوئے ہونگے گونڈے سے آتے تھے میں تھی۔ پیاری کے ابّا تھے اور حسینی تھی اور ایک منہار جھگڑے پہر رات کو راہ راہ اپنے چلے آتے تھے۔ تو بیوی میں کیا کہوں۔ یہ معلوم ہوا کہ جیسے بن میں ہزاروں فیسری لکڑی کسو نے پھونک دی اور وہ روشنی کہ افوہ۔ بعض بعض درخت تو ایسے تو نکلیں جیسے سچ مچ بجلی ہے۔ اے میری شامت (شامت) میں نے پیاری کے ابّا سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ آنھوں نے کہا بن ہانس۔ ارے جب تو میں ڈر گئی۔ اور پیاری کے ابّا بولے کہ یہ آنکی آنکھیں چمکتی ہیں۔ اے بیگم صاحب میں کیا کہوں تمسے دونوں آنکھیں تو میں نے بند کر لیں اور پیاری کو زور سے چھاتی سے لگایا اور اللہ اللہ کرنے لگی۔ تھوڑی دیر میں وہ روشنی دکھائی نہ دی تب میں نے آنکھیں کھول دیں ادہر آتے ہیں ایک پیڑ سے منہار نے ایک چھوٹی سی کیری توڑ لی پیاری کے ابّا نے کہا کہ جو رکھوالا نہ دیکھتا ہو تو دس پانچ اور توڑ لو چپکے سے۔ کل چٹنی بنائینگے منہار نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا تھا کہ ٹہنی اونچی ہو گئی۔ اُسنے اور ہاتھ بڑھایا ٹہنی اور اونچی ہو گئی اب ہم سب دیکھتے جاتے ہیں کہ وہ نگوڑی ٹہنی اونچی ہوتی چلی جاتی ہے تب تو میں نے منہار سے کہا کہ اب خدا کیلیے چلے آؤ اور وہ بچارہ (بیچارہ) مارے ڈر کے کھڑا پیاری کے ابّا نے چاہا کہ آتریں۔ مگر میں نے روک لیا وہ زور کرنے لگے میں جمپٹ گئی اتنے میں گاڑی بان کود پڑا اور پیاری کے ابّا بھی کودے دونوں نے جا کے اُٹھایا تو منہار اُٹھا مگر اپنے آپے میں نہیں۔ اور ڈر کی بات ہی تھی۔ پھر بیگم صاحب وہاں سے چلے تو ایک بڑا گھنا باغ ملا۔ اب گھر کو پورا وہاں سے دو کھیت تھا۔ باغ جو ملا گھنا گھنا تو بیل آپ ہی آپ ٹھہر گئے چودھری کمبخت اونگھتا تھا۔ منہار نے جگایا کہ میاں کیا سو رہے ذری زور سے آواز دی تھی۔ بس اوپر سے کوئی اور بھی بول اُٹھا کہ کیا سو رہے۔ ہی ہی میری تو بس جو کوئی بوٹی بوٹی کاٹتا تو بھی لہو نہ نکلتا۔ وہاں سے چلے تو راہ میں ایک پیڑ پر آوازیں آنے لگیں۔ پیاری کے ابّا تو کہتے ہیں کہ اُنکا نام لیا تھا مگر میری جان میں میرا نام تھا اور گاڑی بان کہتا تھا کہ منہار کا نام لیا تھا اور منہار کہے کہ گاڑی بان کا نام لیا۔ جوں توں کر کے وہاں سے بھاگے۔ لیکن ہم سب ڈر گئے تھے ہاں گاڑی بان موا البت (البتہ) بڑا ڈھیٹ تھا۔

سپہر۔ اے ہے جو میں ہوتی تو گھٹ گھٹ کے مر ہی جاتی۔

روح۔ اے یہ سب باتیں ہیں بس۔

حسن۔ اور نہیں کیا۔ جھوٹی باتیں تو ہیں ہی۔

مغ۔ حضور وہ چھل بائیاں تھیں۔

حسن۔ سنا ہوا ہے۔ پچھل پائیان نہین وہ تھین اور نہین ہے
سوا ے وہی واہیات بات کے اور کچھ نہین۔
مغ۔ تو بیوی مین جھوٹ کیون بولتی آپ سے بھلا
اتنا تو سوچیے۔
ب۔ یہ ایک نہ مانینگی۔ اللہ نہ کرے کہ کبھی انکو مجبور
ہو کر ماننا پڑے۔
روح۔ ہمین ان باتون پر ہنسی آتی ہے۔ کوئی جانے
مغلانی نے سب سچ ہی تو کہا۔
مغ۔ چلو جھوٹ ہی سہی۔ کوئی جانے جھوٹ بولنے
سے کچھ ملجائیگا جیسے۔
حسن۔ جھوٹ نہ سہی۔ مانا۔ مگر تم ڈرین تو اپنی بیوقوفی
سے۔ ابھی اُسی دن دولھا بھائی کہتے تھے کہ ہڈیان جب
مہینون پڑی رہتی ہین تو اُن مین سے آگ روشن ہونے
لگتی ہے۔ تم اُسکو غول بیابانی سمجھین پھر کوئی اِسکو کیا کرے
فقط سمجھ کا پھیر ہے اور کچھ نہین۔
مغ۔ جی ہان سمجھ کا پھیر ہے۔ کوئی جانے دنیا بھر دیکھ
آئی ہین۔ ہونہہ ا۔
بہار۔ اچھا وہ آواز کیسی آتی تھی۔ یہ بتائیے۔ اسمین بھی
ہڈی روشن تھی۔
حسن۔ آواز زور سے دی تھی یا آہستہ سے۔
مغ۔ منہارنے اُتنے زور سے آواز دی تھی۔ گاڑیبان کو
للکارا تھا۔
حسن۔ بس پھر اسمین ڈر کا ہیکا تھا۔ اے جنگل مین جب
آواز زور سے دوگے تب دوسری آواز پیدا ہو جائیگی اور
بازگشت کسی خالی مکان مین ذری بڑا مکان ہو یا مسجد مین
جاکے پکارو دیکھو آواز آتی ہے یا نہین۔
بہار۔ واہ مسجد تو خانۂ خدا ہے وہان پچھل پائیان مردار یان
کیسے جانے پاسکتی ہین۔
حسن۔ بس تو اچھا یہی آزماؤ جو مسجد مین آواز پھر کے
معلوم ہوئی تو ہم سچے نہین تم سچی ہو نہ۔ بولو۔ جاؤ ابھی بھی
آزماؤ۔
مغ۔ بیوی مسجد مین ان کا کہان گذر۔ وہ تو اللہ کا گھر ہے
حسن۔ ہاے ہاے کیسی پگلی سے سابقہ پڑا ہے۔ یہی تو مین بھی
کہتی ہون۔ جو مسجد مین بھی آواز آئے تو ہم جیتے اور نہ آئے
تو سمجھنا کہ وہ آوازین چڑیلون ہی کی تھین نہین تو مسجد
مین بھی آتین۔
مغ۔ ہان مگر بیوی۔
ب۔ اے تو کیون حجت کرتی ہو بیکار بیکار کو وہ نہ مانینگی
بہار۔ اے ہان چپ بھی رہو۔
سپہر۔ اچھا استانی جی سے پوچھینگے۔ بس جو وہ کہدین
وہی ٹھیک ہے۔ ہے کہ نہین۔
بہار۔ ہان بس مانا۔
ب۔ وہ تو زمانہ دیکھے ہوے ہین۔ وہ کبھی نہ تمھاری سی
کہینگی۔ چاہے پوچھ دیکھنا۔
حسن۔ جی ہان کل بھی تو آپ ہی کی سی کہی تھی نہ۔ ایسی
جلد بھول گئین۔
ب۔ کل کونسی بات ہوئی تھی۔
حسن۔ جب آپ نے کہا تھا کہ سنیچر کا دن برا۔ اتوار اچھا
تو اُنھون نے کیا کہا تھا بھلا۔
ب۔ اوہ! وہ تمھاری خاطر سے کہا تھا۔ اچھا اب آئین تو

پوچھ لینا۔ وہ ضرور یہ باتین مانتی ہونگی۔ اور مین تو اللہ کے فضل سے لڑکوری ہون ہین تو پھونک پھونک کے قدم رکھونگی اللہ نہ کرے تمھارے پانوٗن مین کانٹا چبھے۔ میری دونون آنکھین تم دونون اور یہ دونون ہین (حسن آرا سپہر آرا اور بہار النسا اور روح افزا)۔

بہار۔ واہ اماں جان پہلے یہ دونون پھر ہم دونون سچ ہو آنکھون سے گھٹنے دور ہوتے ہین۔

روح۔ (مسکرا کر) ہم کہنے ہی کو تھے۔۔

حسن۔ اسوقت کیا بہنین بہنین ایک ہوگئین۔

بہار۔ اچھا کچھ سُنا بہن روح افزا۔ کہتی ہین کہ بہنین بہنین کیا ایک ہوگئین۔ اسوقت تو تم ہماری بہن نہین ہو۔ لو اب تو صاف صاف کہنے لگین اماں جان رخصت۔ (مسکرا کر) بندگی۔ اب رخصت ہون نہ۔

ب۔ تم جانو تمھاری بہنین جانین۔ ہمکو جیسی حسن آرا ویسی روح افزا۔ جیسی بہار النسا ویسی سپہر آرا ایک آنکھ تم دونون ایک آنکھ یہ دونون۔

بہار۔ ہان مگر داہنی بائین کا فرق ہو۔

حسن۔ آنکھون مین دایان بایان کیا معنی دونون یکسان ہین۔ کیا فرق ہو۔ آنکھ بھی کیا کچھ ہاتھ ہو۔ جیسی روشنی داہنی آنکھ کی ویسی روشنی بائین آنکھ کی ہو کہ نہین پھر داہنی بائین کیسی۔

روح۔ دایان پھر دایان ہو۔ بایان پھر بایان ہو۔

ب۔ چارون داہنی آنکھ ہو۔

رات کو گیارہ بجے کے وقت چارون بہنین چاندنی کے لطف اُٹھا رہی تھین اور بڑی بیگم بھی خلاف معمول حسن آرا کے پلنگ پر لیٹی ہوئی باتین کر رہی تھین کہ دفعۃً مغلانی نے کہا اے حضور ذری چپ تو رہیئے یہ غل کیسا ہو رہا ہو۔

ب۔ ہان غل تو بہت ہو۔ کہین چور آیا۔

سپہر۔ اے یہ روشنی کیسی ہو۔

روح۔ آگ لگی ہو کہین۔

حسن۔ (پلنگ پر کھڑی ہو کر) ارے وہ شعلے نکل رہے ہین اُف بڑی آگ لگی ہو کہین۔

بہار۔ بی مغلانی ذرا تم بلا تو لاؤ (ہاتھ ملکر) ہاے اب کیا کرین

ب۔ گھبراؤ نہین گھبراؤ نہین۔ ذری خورشید دولھا کو بلاؤ ارے یہ تو بالکل قریب ہو۔

نواب۔ (ن) کہان ہو سب کی سب واسطے خدا کے ضروری ضروری اسباب باندھ کر الگ کرو پڑوس مین شہزادے کے ہان آگ لگ گئی اور ہوا تیز ہو۔ اسوقت خیریت نہین نظر آتی۔ جلد زیور اور جواہرات الگ کر لو۔ اسباب اور کپڑے کو جہنم مین ڈالو۔ (خدمتگار کو پکار کر) دیکھو ابھی گھوڑے کھلواؤ اور کہو گاڑیان ابھی ابھی کھپریل سے نکالکر میدان مین باہر کھڑی کر دین۔

بہار۔ (ہاتھ ملکر) ہاے اُف کیا ہوگا۔

ن۔ (گھبرا کر) اُف غضب ہو گیا۔

حسن ہاے ہاے شعلے آسمان کی خبر لانے لگے۔

نیچے اُتر کر حسن آرا اور بہار النسا نے بڑی پھرتی سے زیور اور جواہرات کے ڈبے اور صندوقچے باہر نکالے سپہر آرا اور روح افزا سے کہا کہ خبردار یہان سے ہٹنا نہین۔ بڑی بیگم چپ چاپ دیکھتی جاتی تھین انکو حیرت سی تھی کہ ہو کیا رہا ہو لاحول ولا اصیلین مغلانیان ادھر اُدھر کی چیزین یکجا کرتی پھرتی

تھین۔ اتنے مین تینون بہنین سب انتظام کر کے پھر کوٹھے پر گئین۔ مگر روح وہین کھڑی رہی۔ کوٹھے پر جو گئین تو رنگ فق ہو گیا۔ دیکھا کہ شہزادہ ہمایون فر کی کوٹھی مین چوطرفہ آگ لگی ہی اور ہر سمت سے شعلے بلند ہین یہ اتنی دور پر کھڑی تھین مگر گرمی اثر دکھاتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایسے مقام پر ہین جہان چوطرفہ بھٹی ہی بھٹی ہی۔ دھنیان جو نکلتین تو بس یہی معلوم ہوا کہ گویا رعد گرج رہا ہی تڑ تڑ چٹاخ چٹاخ۔

بہار۔ ہاے لاکھون پر پانی پڑ گیا۔

حسن۔ اِسوقت کوئی اُس بیچارے کے دل سے پوچھے ہاے کیا گذرتی ہوگی۔

سپہر۔ بہن اِدھر تو آؤ۔ افوہ۔ دیکھو ہزارون آدمی جمع ہین۔

بہار۔ اس کھڑکی مین سے صاف معلوم ہوتا ہی صاحب لوگ بھی ہین۔

حسن۔ پھر بہن شہزادے ہین کہ کوئی ایسے ویسے۔

سپہر۔ ای باجی جان وہ کون ہی۔ ہی ہی وہ کون ہی۔

اتنے مین لوگون نے اِسقدر غل مچایا کہ آسمان سر پر اُٹھایا اور رونے کی آواز آنے لگی۔

بہار۔ کہان کون ہی۔ کون ہی سپہر آرا۔

سپہر۔ بہار النسا سے لپٹ کر اُف باجی (رو رو کر) ہاے وہ مہتابی پر کون ہی

حسن۔ (ہاتھ ملکر) ارے یہ تو ہمایون فر ہین ہاے ستم اب یہ کیونکر بچینگے۔

سپہر۔ (پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی) باجی۔ ہاے باجی یہ اب ہو گا کیا۔ چوطرفہ آگ ہی۔ بچے بچے۔ بچینگے کیونکر بیچارہ اُوف۔ اُوف۔ اُوف۔

بہار۔ ہاے اِسکی جوانی پر ترس آتا ہی۔

حسن آرا مُنھ ڈھانپ کر خوب روئی۔ سپہر آرا کا یہ عالم کہ آنسوؤن کا تار نہین ٹوٹتا۔ اور بہار النسا حسرت کی نظر سے اُس سرو جویبار رعنائی کی مصیبت کو بصد حزن و ملال دیکھنے اور کف افسوس ملنے لگی۔ میرزا ہمایون فر مہتابی پر تن تنہا اِس تاک مین سوئے تھے کہ شاید ان بتان طناز و خوبان سراپا ناز کا جھمکڑا بعد مدت نظر آئے لیکن ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو چلی تو آنکھ لگ گئی۔ کئی دن سے نیند بھر کر سونے نہین پائے تھے۔ لہذا سوئے تو گویا گھوڑے بیچ کر۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر۔ اب سنیے کہ جب چھت پر میرزا ہمایون فر کی سیج بچھی تو انھون نے خدمتگار خاص کو حکم دیا کہ مہتابی پر پلنگ بچھا آ مگر کسی سے ذکر نہ کرنا۔ وہ پلنگ بچھا آیا اور ایک روز کی رخصت لیکر گھر گیا یہان اور کسی آدمی کو معلوم نہ تھا کہ ہمایون فر کہان ہین جب آگ لگی۔ تو وہ سب دوڑے آئے کہ شہزادے کو اُٹھائین مگر بستر خالی پایا تو سمجھے کہ کہین گئے ہونگے یہ کسی کو خیال نہ ہوا کہ مہتابی پر جا کر دیکھے اور کوئی علم غیب تو پڑھا تھا ہی نہین یہ بیچارے بیدار ہوئے تو کب جب مہتابی کے نیچے کے حصے مین چوطرفہ آگ لگ چکی تھی خدمتگارون اور حاضرین و ناظرین کے ہاتھ پاؤن پھول گئے اسباب وسباب کے بٹورنے کی کسی کو فکر نہ تھی یہی سوچتے تھے کہ یا خدا کسی طرح سے اسوقت اس بیچارے کی جان بچائین مگر سب کو مایوسی بالکل نا امیدی ہجوم یاس مین کوئی اس شہزادے بلند ارادہ کی جوانی اور خوش بیانی یاد کر کے روتا تھا۔ کوئی سر دھن کے کہتا تھا کہ یارو اس بیچارے کی بڈھی مان کے دل پر اس سانحے سے کیسی گذرے گی

خاص شہر سے بھی جوق جوق آدمی جمع ہو گئے اولین مین بگل دیا گیا سپاہی اور چوکیدار اور برق انداز اور رؤسا اور باشندگان شہر اُمڈے چلے آتے تھے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے دریا سے ہزارون گھڑے پانی لایا جاتا تھا ۔ سقے اور مزدور بڑی سرگرمی سے آگ بجھانے مین مصروف تھے۔ کہرام مچا ہوا تھا۔ صاحب کلکٹر انجنیر۔ اور ڈپٹی کلکٹر صاحب اور تحصیلدار اور انسپکٹر پولیس ہزارون آدمی جوق جوق جمع تھے۔ پانی کی یہ کیفیت کہ صدہا مشکین بھر بھر کے آتی تھین اور برابر کوشش کیجاتی تھی کہ آگ بجھائی جائے۔ مگر ہوا اس تیزی پر تھی کہ الامان۔ پانی تیل کا کام دیتا تھا۔

میرزا ہمایون فر اس حالت یاس و نومیدی مین بس یہی سوچ رہے تھے کہ بار خدایا جن بتون کے نظارے کی فکر مین مجھ پر یہ مصیبت پڑی کہ اب تھوڑی دیر مین جل بھن کر خاک ہو جاؤنگا اُن کو اگر معلوم ہو جائے کہ ہمایون فر نے ہمارے ہی عشق مین اپنی جان شیرین گنوائی تو مین سمجھون کہ جی اُٹھا۔

اتنے مین ادھر نظر پڑی تو دیکھا کہ وہ خوبان پری تمثال مصروف ماتم ہین۔ روح افزا اور حسن آرا اور گھر بھر کی عورتین کوٹھے پر کھڑی ہین اور شور و شیون کرتی ہین سوچے کہ اللہ اللہ ہمارے سوگ کی تیاریان ہوتی ہین۔ خیر شکر ہے کہ جسکے لیئے جان دی اُسکو نزع کے قبل اپنا سوگ کرتے تو دیکھ لیا۔ اتنے مین صاحب کلکٹر بہادر نے جسکو شہزادہ ہمایون فر سے بڑی صحبت تھی بآواز بلند یون کہا۔

کلکٹر صاحب۔ (ک) شہزادہ ہمایون فر گھبراؤ نہین خدا کو یاد کرو وہ بڑا مسبب الاسباب ہے۔

میرزا ہمایون فر کو اُسوقت اپنا چھوٹا بھائی یاد آیا۔ اور گو وہ لڑکا اُنکے ساتھ یہان نہ تھا لیکن اسوقت اجل کو ہم آغوش دیکھکر اُنکے اوسان خطا ہو گئے خیال نہ رہا کہ وہ گھر ہی پر ہے ساتھ نہین آیا۔ کلکٹر صاحب سے پوچھا کہ۔

Is my younger Brother alive

میرا چھوٹا بھائی تو جیتا بچا۔؟

صاحب کلکٹر نے لوگون سے پوچھا کہ اِنکا چھوٹا بھائی کہان ہے انھون نے کہا حضور وہ تو اِنکے ساتھ نہ تھا مارے گھبراہٹ کے اُنکے ہوش ٹھکانے نہین ہین اسوقت آپ کہدین کہ وہ لڑکا ہمارے پاس ہے ک۔ *Yes, he is Safe*

ہان وہ محفوظ ہے۔

شہزادہ (عجب بھیانک آواز سے)

The I die in piece

ہان! مین آرام سے مرونگا۔

پھر بھائی کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھائی گھر بار تمھارے سپرد ہے ان کو تسلی دو کہ ہمایون فر نہین سہی مین تو ہون اس جگر خراش فقرے کو سُنکر صاحب کلکٹر اور کل حاضرین پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اتنے مین میرزا ہمایون فر نے جب دیکھا کہ اب بچنے کی ذرا بھی امید نہین۔ آگ کے شعلے قریب آپہنچے اور ہوا نے اور بھی زور باندھا تو ایک مرتبہ نعرہ بلند کیا اور ایک دردانگیز آواز سے کہا کہ یارو الوداع پھر حسن آرا اور سپہر آرا کیطرف نظر کر کے ٹوپی سر سے اُتاری اور تین بار بصد حسرت سلام کیا حسن آرا اور سپہر آرا اور بہار النساء دیوارون سے سر ٹکرانے لگین کہ ہاے یہ کیا ستم بپا ہوا میرزا ہمایون فر نے جب دیکھا کہ وہ پریان دیوار سے سر ٹکرا رہی ہین تو اُنکے شیشۂ دل پر ٹھیس لگی کہ ہاے دھان پان نازک بدن ہین ایسا نہو

چوٹ آجائے۔ ہاتھ جوڑے اور اشارے سے منع کیا کہ یہ نکرو لیکن وہ دونون بہنین اُسوقت ایسی حالت مین نہ تھین کہ ہمایون فر کو آنکھ بھر کر دیکھ سکتین۔ اشک مانع نظارہ تھے میرزا ہمایون فر نے ایکدفعہ ہی بصد حسرت یہ شعر بآواز بلند پڑھا ؎

بجرم عشق توام میکشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

سپہر آرا کھڑکی کے پاس جاکر اور میرزا ہمایون فر کو گویا آخری مرتبہ دیکھ کر سر پیٹنے لگی ہمایون فر کے عشق صادق کا کیا کہنا اپنے محبوب شیرین حرکات کو اس ماتم اور سرکوبی کی حالت زار مین دیکھکر اپنا صدمہ بھول گئے۔ گو اجل ہر سمت سے اُن کو اپنی بھیانک صورت دکھاتی تھی اور دم بدم زندگی سے مایوسی ہوتی جاتی تھی لیکن دست بستہ دور ہی سے کہا کہ اگر یہ کرو گی تو ہم اپنی جان دیدینگے۔

حضرات ناظرین کیا غضب کا فقرہ ہے۔ ہاے یہ الفاظ خون رُلاتے ہین۔ (ہم اپنی جان دے دینگے) ہاے کیا ڈھنگی ہے گویا جان کے بچنے امید ہی تو تھی۔ چو طرفہ آگ کے شعلے آسمان تک بلند دھوان ہر سمت ابر کیطرح چھایا ہوا۔ کڑیان اور دھنیان تڑا تڑ ٹوٹتی ہین۔ بجھانے کی کوئی تدبیر نہین آگ بجھاتے بجھاتے لوگ عاجز آگئے ہوا کہتی ہے کہ مین آج ہی تیزی دکھاؤنگی۔ اور حضرت فرماتے ہین کہ اگر یہ کرو گی تو ہم اپنی جان دے دینگے۔ اب سپہر آرا اور حسن آرا کے آنسو نہین نکلتے تھے۔ دونون مثل پیکر تصویر خاموش لیکن کلیجا بلیون اُچھلتا تھا اور رونے مین تو بخار چھٹ جاتا مگر انکا غم نہ رونے سے اور بھی بڑھ گیا۔ اب اس درجہ کو پہونچا جسمین زندگی کے لالے پڑ جاتے ہین حیرت نے دامن پکڑا آنکھون سے حسرت ٹپکتی تھی۔ چال ڈھال سے حیرت کے آثار عیان تھے۔ بڑی بیگم سکتے کے عالم مین کچھ تو یہ خیال کہ ہائے اس نوجوان شہزادے کی جان مفت مین جاتی ہے کچھ یہ سوچ کہ لڑکیون سے کہان کی جان پہچان نکلی۔ بڑی بیگم نے خوب دعا مانگی کہ یا الٰہی اس بیچارے کی جان بچا۔ ہے ہے اسکی سو برس کی مان اس خبر کو سنکر کیا کریگی اُسپر تو بجلی ہی گر پڑیگی۔ بہار النسا برابر روتی جاتی تھی۔ روح افزا کبھی کھڑکی کیطرف جاتی تھی کبھی ہمایون فر کی حالت زار دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روتی تھی۔ اتنے مین جب آگ بہت ہی قریب آگئی تو میرزا ہمایون فر کا استقلال ہاتھ سے جاتا رہا۔ ادھر اُدھر ساری چھت پر سراسیمگی اور آشفتہ حالی سے گھومنے لگے۔ اتنے مین ایک خدمتگار قدیم نے ایک طرف گھسکر لکڑیون اور جلتے سلتے دروازون اور دھنیون کو بلیون سے ہٹاکر پانی چھڑکوانا شروع کیا۔ ہزارون مشکین پانی کی پڑتی تھین مگر بے سود۔ میرزا ہمایون فر کا بچنا محال تھا۔ ہوا نے اور بھی زور باندھا اب یہانتک نوبت آئی کہ جو لوگ قریب کھڑے تھے وہ آنچ اور حرارت کے سبب سے دور دور بھاگنے لگے۔ اور صاحب کلکٹر بہادر نے زمین پر بیٹھکر فرط بیقراری سے رونا شروع کیا۔ اب آگ میرزا ہمایون فر سے صرف ایک گز کے فاصلے پر ہے اور پھنکے جاتے ہین ایک مرتبہ حسن آرا اور سپہر آرا کیطرف ٹوپی اُتار کر سلام کیا۔ (جسکو وہ مطلق نہ دیکھ سکین) اور بدن کو تولکر اور ایک نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے دھم سے کود پڑے۔ اور ساتھ ہی سپہر آرا بھی بآواز بلند چیخ کر کھڑکی سے کود ہی ہاے ستم کا سامنا ہے عجیب روح فرسا سانحہ ہے خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ الامان۔ الامان۔

اب سنئیے کہ میرزا ہمایون فر نے جب دیکھا کہ مفر کی کوئی صورت نہین اب اجل نے دبوچ ہی لیا تو یہ جان پر کھیل گئے یعنی

بھی مرینگے وہ دن بھی مرینگے پھر بچنے کی تدبیر سے کیوں غافل
رہیں انھوں نے بکمال استقلال بدن کو تولا اور سامنے کی ایک
چھت پر کودنے کا قصد کیا۔ مگر وہاں تک جانا محال تھا نیچے ہی
گر پڑے اگر ذرا دو بالشت ہٹ کر گرین تو جل بھن کے خاک
ہو جاتیں۔ مگر زندگی تھی۔ بچ گئے۔ گرے تو گھانس پر یہاں
زمین بالکل نرم اور نم تھی گرتے ہی بیہوش ہو گئے۔ لوگ
چاروں طرف سے دوڑ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ زمین پر سے اٹھا لیا

ک۔ سول سرجن صاحب کہاں ہیں۔

سول سرجن سپہر آرا کو کھڑکی پر سے کودتے ہوئے دیکھکر ادھر
جھپٹے تھے۔ دیکھا تو سپہر آرا کو ذرا بھی چوٹ نہیں لگی تھی۔ بلکہ
سپہر آرا نے اٹھتے ہی کہا کہ لوگو اگر ہمارا شہزادہ بچا تو ہمیں دکھا دو
اور نہیں تو اُسی کی قبر میں ہمکو بھی زندہ دفنا دو سو دو سو آدمیوں
نے سپہر آرا کو گھیر لیا اور اکثروں نے تشفی دی۔

اتنے میں نواب صاحب آئے اور سپہر آرا کو الگ لیجا کر سمجھانے
لگے کہ تم گھبراؤ نہیں شہزادے بخیریت ہیں۔

سپہر۔ ہائے دولھا بھائی میں کیونکر مانوں۔

ن۔ نہیں بہن۔ آؤ انھیں ہم ابھی ابھی دکھائے دیتے ہیں

سپہر۔ پھر دکھاؤ۔ میرے دولھا بھائی۔

ن۔ اک ذرا ٹھہرو۔ بھیڑ ذرا چھنٹ جائے تو دکھا دیں
تب تک گھر چلی چلو۔

سپہر۔ پھر دکھاؤ گے۔

ن۔ ضرور خدا کی قسم ضرور دکھائینگے۔

سپہر۔ ہمارے سر پر ہاتھ رکھ کے کہو۔

ن۔ (سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم ضرور دکھا دینگے
اب چلی چلو۔ اتنا کہنا مان لو۔

سپہر۔ اچھے کیونکر ہیں۔ بچے کس طرح۔

ن۔ کود پڑے۔ اللہ نے بچا لیا۔

بہزار خرابی نواب نامدار سپہر آرا کو گھر لیگئے۔

اب سنیئے کہ وہاں سپہر آرا کے گرنے سے کہرام مچا تھا۔ مگر
جب سپہر آرا اٹھ کھڑی ہوئی تو سب کی جان میں جان آئی
سپہر آرا اور نواب صاحب گھر میں داخل ہوئے۔

ن۔ اللہ نے آج دوبارہ زندگی دی۔

ب۔ اُف بڑی عزت رکھی اللہ نے۔

روح۔ کیا جانے اتبک کیا کا کیا ہو گیا ہوتا۔

بہار۔ آؤ سپہر آرا پنکھا جھلیں تم پلنگ پر لیٹ رہو۔

ب۔ انکو لٹا دو اب۔ اور مغلانی تم خوب پنکھا جھلو اور
مہری سے کہو ایک طرف سے وہ جھلے۔

ن۔ میں جا کر دیکھوں تو ہمایوں فر کی کیا کیفیت ہے۔

بہار۔ اے زندہ تو بچے بیچارے۔

ن۔ ہاں امید تو ہے۔ ضرور بچ جائینگے۔

صاحب سول سرجن نے جو میرزا ہمایوں فر کی نبض دیکھی اور
کلیجے اور سینے پر ہاتھ رکھا کہا کہ گھبرانے کی بات نہیں ہے صدمہ
بہت سخت پہونچا ہے مگر علاج آسان ہے تھوڑی دیر کے بعد انکی
سریع التاثیر اور کثیر المنفعت ادویہ سے اِسقدر فائدہ ہوا کہ
آنکھیں کھولدیں اور پانی مانگا۔

ک۔ کہیں درد ہے۔

شہز۔ ہاں کلیجے کے پاس۔ اور ٹانگ میں۔

ڈاکٹر۔ (یعنی سول سرجن) (ڈ) (ٹانگ کو دیکھکر) ہڈی پر
صدمہ پہونچا ہے۔ مگر ہڈی ٹوٹی نہیں۔

شہز۔ اچھا ہو جاؤنگا یا امید زیست منقطع ہے۔

ڈ۔ دو دن مین۔ آپ بہت جلد اچھے ہو جائینگے۔
ک۔ آپنے بڑا کارنمایان کیا۔ آپ بڑے بہادر شہزادے ہین۔
شہزر۔ نہین۔ وہ تو یون بھی جان جاتی سو چاکہ کود پڑون شاید بچ جاؤن۔ سو ابتک تو زندہ ہون۔
ڈ۔ نہین نہین آپ گھبرائین نہین آپ پرسون تک گھوڑے پر سوار ہو سکینگے۔
شہزر۔ ہان! شاید۔ درد سخت ہی۔
ک۔ کچھ پروا نہین۔ ڈاکٹر صاحب ابھی ابھی درد کھو دینگے۔ (سول سرجن سے) آپ دن بھر مین تین دفعہ آکر ان کو دیکھیے اور اسسٹنٹ سرجن کو دو پہر یہان رہنے دیجیے رات کے لیے ہم بابو نوکول گھوس کو بھیجینگے وہ رات بھر یہان رہینگے اور ایک نیٹو ڈاکٹر اور ایک کمپونڈر ہردم یہان رہین۔
ڈ۔ اچھا ابھی انتظام ہو جائیگا۔
شہزر۔ اُف۔ دل قابو مین نہین ہی۔
ک۔ اور آپ کے کودتے ہی آگ بھی بجھ گئی۔
شہزر۔ میرے ہی ساتھ عداوت تھی۔ (کوئی ہی) دیکھو بڑے دوس مین جاکر بیگم صاحب کو ہماری طرف سے آداب عرض کرو اور کہدو کہ آپ بزرگون کی دعا سے مین بچ گیا۔ یا مہری کو بھیجدو۔ تھوڑی دیر مین بڑی بیگم صاحب کے ہان ایک مہری پہونچی۔ یہ وہی مہری تھی جسکو شہزادہ ہمایون فر نے حسن آرا اور سپہر آرا کے پاس پیغام لیکر بھیجا تھا۔ جسکو حسن آرا نے ڈانٹ بتائی تھی۔ سپہر آرا نے سیکڑون صلواتین سنائی تھین۔ یا تو وہ وقت تھا کہ ان دونون بہنون کو اسکی صورت سے نفرت تھی اور یا اب دیکھتے ہی کھل گئین حسن آرا بیگم

مہری کو دیکھکر کسی قدر شرمائین۔ مگر سپہر آرا دیکھتے ہی فرط بیقراری سے بول اُٹھی کہ (کیسے ہین) مہری آداب بجالائی اور نہایت ادب کے ساتھ یون کہنے لگی۔
مہری۔ (مہر) ای حضور اللہ نے بڑا فضل کیا۔ کیا جانے کیسکا دیا لیا اِس گاڑھے وخت (وقت) آڑے آیا۔ شہر بھر ہاتھ ملتا تھا کہ ایسے لائق وار شہزادے اور کس بیکسی ہین۔ اللہ جانتا ہی میرے تو اوسان خطا ہو گئے تھے بس جی چاہے کہ آگ مین کود پڑون بارے اللہ نے بہت بچا دیا۔ کیا جانے کس نگوڑے جہنمی نے یہ شعبدہ کیا۔ اب تو بولتے چالتے ہین لیکن ذری ذری درد ہوتا ہی پھر حضور اِس قتابی کو تھکیلے دم کو دسنے کو دیکھیے۔
ب۔ شہزادون پر سایہ ہوتا ہی۔ اللہ اُنکا بچانیوالا ہی۔
مہر۔ لونڈی کو حضور کی خدمت مین بھیجا ہی کہ جاکر حضور کو دلاسا دون کہ اب اچھے ہین۔ فرمایا ہی کہ آپ بزرگون کی دعا سے مین بچ گیا آپ کا بہت خیال ہی۔
ب۔ ہماری طرف سے دعا کہنا اور کہنا کہ اللہ نے آپکو دوبارہ زندگی دی۔ خدا انھین خضر کی عمر دے اور خوش و خرم رہیں مگر علاج سے غافل نہ رہنا۔
مہر۔ نہین حضور۔ بھلا علاج سے بے غافل رہ سکتے ہین ورنہ بڑے صاحب تو آپ ڈانکتر (ڈاکٹر) سے کہہ گئے کہ دن رات ایک گورا ڈانکتر یہان رہا کرے۔
ب۔ دیکھو اللہ کو بچانا ہوتا ہی تو یون بچاتا ہی۔
مہر۔ (سپہر آرا سے) اب آپکا مجاز (مزاج) کیسا ہی۔ اُف پڑوس مین رہنے سہنے سے آپکو بھی حد بھر محبت ہو گئی۔ ابھی ہماری سرکار کو یہ نہین معلوم ہوا۔

بڑی بیگم دم خاموش اور متحیر، حسن آرا چپ چاپ سنتی رہی
بہار النسا نے روح افزا کے چٹکی لی۔ روح افزا مثل پیکر تصویر
خاموش رہی۔ مہری اپنے دل مین خوش کہ سپہر آرا نے اسقدر
محبت ظاہر کی کہ کھڑکی پر سے کود پڑین۔

مہر۔ ہو اجازت پھر۔ اب جا کے سرکار کو دیکھون ذری

سپ۔ ہماری طرف سے دعا کہنا۔ ہی ہی مین یہی سوچتی تھی کہ
اب ہونا کیا ہی۔ توبہ توبہ۔

مہر۔ ہونا کیا۔ بیگم صاحب ہاتھ پاؤن پھول گئے تھے کچھ کرتے
دھرتے بنتی ہی نہ تھی۔

سپ۔ امی سچ پوچھو تو باقی کیا رہگیا تھا۔ آدھ گز پر تو آگ تھی اُف توبہ

مہر۔ مگر وہ بھی بنصیب عدا جان پھسل گئے اور یہ نہ کرتے تو پھر کیا

بہار۔ چوٹ تو ضرور آئی ہوگی کہین نہ کہین۔

مہر۔ جی ہان ٹانگ مین چوٹ آئی ہی۔ مگر یون ہی سی اور
کُلھے پر ذرا دھچکا لگا۔

بہار۔ ہان پھر کودے بھی تو پہاڑ پر سے۔ کچھ ٹھکانا ہی۔

مہر۔ جی اور کیا حضور جو نیچے سے نظر اٹھا کر دیکھی تو آنکھین جھپکنے لگین

روح۔ یہ آگ لگی کیونکر۔ کھانا وانا پکتا تھا کیا۔

مہر۔ اوئی بیوی یہ تو کچھ بھید ہی نہین کھلتا۔ اسی وجہ چو طرفہ سے
ایک دفعہ ہی آگ لگ گئی ایک کونا جلتا تو کہتے حقہ وقہ کوئی پیتا
ہوگا۔ اچھا ہی گھسیٹ لیگیا ہوگا وہ تو بس چارون طرف سے
بھک بھک شعلے نکلنے لگے۔ یا کسی دشمن نے آگ لگائی جلے موئے
کا گھر تباہ ہو۔ اللہ کرے بجلی گرے جسنے یہ جتن یہ بدی کی۔

سپ۔ کیا چھپا تھوڑا ہی رہیگا۔ چھپ نہین سکتا۔

مہر۔ ابی۔ صاحب لوگ بڑا بند و بست کرتے ہین حضور بھی بھی
تھانہ دار کو حکم دیا تھا کہ پتا لگاؤ تین صوبہ دار مقرر کیے ہین
کچھ نہ کچھ پتا لگ ہی جائیگا۔

مہری رخصت ہوئی۔ شہزادے سے جا کر کہا کہ حضور کہہ
آئی۔ کل پرسون جب حضور بالکل اچھے ہو جائینگے تو ایک
خوشخبری سناؤنگی حضور کو۔ لونڈی نے انعام کا کام کیا مگر
حضور اللہ کرے جلد اچھے ہون۔

(مسکرا کر انعام)

کیا خبر ہی۔

اتنے مین میرزا ہمایون فر نے کہا کہ اب ہم اسوقت سوتے
ہین پنکھا قلی کو بھیجو کہ پنکھا کھینچے۔

شب کو شہزادہ درد کی چمک کے سبب سے تلملا یا کیا
اسسٹنٹ سرجن دلاسا دیتے تھے کہ حضور گھبرائین نہین
دو تین دن مین بدستور سابق چلنے پھرنے لگیے گا۔ ٹانگ کی ہڈی
مین چوٹ آئی ہی مگر ہڈی ٹوٹ نہین گئی ہی اور تب سے صدر
کا صاحب سول سرجن بہادر نے اچھے طور پر علاج کیا ہی۔ اب
آپ اگر سونے کا خیال کیجیے اور ذرا آرام فرمائیے تو خوب ہو

میرزا ہمایون فر کی کیفیت تھی کہ ذرا آنکھ لگی اور درد کی
چمک نے جگا دیا ذرا پلک جھپکی اور آنکھ کھل گئی کسی پہلو چین نہین
آتا تھا۔ پلنگ پر ادھر ادھر لوٹتے تھے مگر آرام منزلون دور
بارے بہزار خرابی کہین چار بجے صبح کو آنکھ لگی۔

سویرے منھ اندھیرے صاحب سول سرجن تشریف
لائے تو دیکھا کہ شہزادہ بہادر میٹھی نیند سو رہے ہین اسسٹنٹ
سرجن سے دریافت کیا کہ شب کو طبیعت کیسی تھی انھون نے
کل حال بتایا اور ہدایت ضروری کے بعد اور مریضون کو
دیکھنے چلے گئے۔ کوئی دس بجے کے قریب میرزا ہمایون فر کی
آنکھ کھلی تو ڈاکٹر صاحب نے کہا (صاحب آگئے تھے)

مین نے آپ کا حال کہدیا۔ ایک دوا بدل دی ہو۔ دوا دوکان سے آگئی ہو۔ منہ دھوکے ایک خوراک پی لیجیے انشاء اللہ درد مین بھی کمی ہو جائیگی اور قلب کو بھی تسکین ہو گی۔

اتنے مین رؤسا اور اُمرا اور عمائد شہر اور خوش باش اور مہاجن و عمال عیادت کے لیے جوق جوق آئے سب نے شب کے سانحۂ ہوش ربا سے کمال افسوس ظاہر کیا۔

ن۔ (یعنی نواب تہور علی خان بہادر) خدا نے بچایا ورنہ باقی کیا رہا تھا۔ تو یہ ؏۔

رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گزشت

راجہ شمشیر بہادر۔ (راجہ) حواس ٹھکانے نہ تھے۔ ہاتھ پانؤن پھول گئے تھے کہ یا الٰہی بچائیو۔

تحصیلدار۔ دیکھنے والون کے ہوش اُڑے ہوے تھے مگر آپ کے استقلال کا کیا کہنا۔ ایسے وقت نازک پر مستقل مزاج رہنا کارے دارد۔

سررشتہ دار۔ اِسمین کیا شک ہو۔ آگ بالکل قریب پہونچ گئی تھی۔

نورشاہ۔ (نور) قدم درویشان رد بلا۔ بابا اللہ بڑا مسبب الاسباب ہو۔ ؎

گلستان کند آتشی بر خلیل | اگر وے بہ آتش برد زآب نیل

وہ بڑا مالک ہو۔ دم کے دم مین آگ کو پانی اور پانی کو آگ کر دے جلّ جلالہ جلّ جلالہ۔ مین اپنی کٹی سے دعا دے رہا تھا۔ اللہ نے سن لی اور میری دعا قبول ہو گئی۔

س۔ یہ آگ لگی کیونکر۔

تحصیلدار کسی دشمن کا کام تھا۔

ن۔ اِسمین کیا فرق ہو۔ اہو صاحب چاروں کونون مین ایک دم سے آجتک کہین بھی آگ لگی ہو۔ یہ کسی دشمن کا کام ہو سرکار کو پتا لگانا چاہیے۔

س۔ کسی پر شک ہو۔ آپکو۔ کیون پیر و مرشد۔

شہر۔ حضرت کسکا نام لون۔ ہان ہو تو شک مگر جسپر شک ہو اُسکا نام ہی نہین معلوم۔

ن۔ (یعنی بہار النسا کے شوہر) این! لاحول ولا قوۃ۔ یہ ٹیڑھی کھیر ہو۔

راجہ۔ حلیہ بتایئے۔ کچھ پتا بتایئے۔ سن ہو ادھیڑ ہے جوان ہو گورا ہو کالا ہو قطع کیا ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان ہو دیکھا تو آپ نے ہو اُسے یا دیکھا بھی نہین۔

شہر۔ ہان دیکھا ہو۔ مین عرض کرونگا۔

مہر۔ حضور سوبھوکون کو کھانا کھلوا دیا گیا۔ کوئی بیس یا بائیس اور آ گئے ہین وہ بھی کھا رہے ہین۔ اور شہر مین دو سو آدمیون کے لیے پکوایا گیا ہو۔

شہر۔ صبح شام دونون وقت دیا جائے! الصدقۃ ترد البلاء و تزید فی العمر۔

نور۔ حق ہو حق ہو۔ صدقے سے بلا رد ہو جاتی ہو۔

شہر۔ شاہ جی کے ہان بیس آدمیون کا کھانا بھیجا جائے۔

نور۔ نہ بیس آدمیون کے لیے نہین۔ ساڑھے اٹھتیس [illegible] کے واسطے۔

اتنے مین چٹھی رسان نے خدمتگار کو ایک بیرنگ خط دیا محصول لیا اور روانہ ہوا خدمتگار خط لیکر شہزادے کے پاس گیا۔ مگر چونکہ اُسوقت آقائے نامدار تحصیلدار صاحب سے باتین کر رہے تھے لہذا دخل در معقولات دینا خلاف ادب سمجھا چپ مؤدب کھڑا

جب میرزا ہمایون فر نے گفتگو سے ذرا فراغت پائی تو خادم باادب نے تمیز کے ساتھ خط دیا۔ شہزادے نے خط لیا اور لفافہ دیکھ کر کہا کہ کسی بڑے خوش خط کا لکھا ہوا ہی۔ لیکن متحیر تھے کہ یہ خط کس نے بھیجا ہی۔ کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ حاضرین بلا وقت دیکھ سکتے تھے کہ خط پڑھتے پڑھتے شہزادے کا رنگ متغیر ہوا جاتا تھا اور چہرے سے ملال و غم و غصے کے آثار صاف پائے جاتے تھے۔ لوگ سمجھے کہ اُنکے گھر سے خط آیا ہے شاید کسی عزیز کی وفات کا حال پر ملال اسمین درج ہے۔ چپ چاپ سکتے کے عالم مین بیٹھے تھے کہ اس سانحے کے بعد دوسرے ہی روز حادثہ جانکاہ کا حال میرزا ہمایون فر کو اور بھی ملول و افسردہ کر دیگا۔ شہزادے کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہوگیا۔ خط پڑھتے پڑھتے ایک دفعہ ہی دانت پیسنے لگے۔ بعض آدمی سمجھ گئے کہ اسمین ایسی بات لکھی ہی جس سے شہزادہ بدماغ ہوگیا۔ کسی کی وفات کا حال درج ہوتا تو روتے سر پیٹتے۔ کپڑے پھاڑ ڈالتے۔ دانت پیسنا کیا معنی اور بعض سمجھے کہ کسی ایسے رشتہ دار کی وفات کی خبر وحشت اثر سنی ہی جسنے انھین دیوانہ بنا دیا اور اس درجہ صدمہ پہونچا یا کہ حالت جوش جنون مین دانت پیسنے لگے۔ میرزا ہمایون فر نے خط کو پھر بدستور لفافہ مین رکھدیا مگر پھر کھولا۔ اور پڑھنے لگے۔ پھر چہرہ سے انتہا کی پریشانی اور غم و غصہ ظاہر ہونے لگا تب تو تحصیلدار صاحب نے قریب جا کر آہستہ سے پوچھا کہ خیریت تو ہی۔ شاہزادے نے بکمال افسردگی (ہان) کہکر خط بند کر دیا۔

ن۔ مین اس خط کو پڑھ سکتا ہون۔

شہزہ۔ ابھی نہین۔

بس۔ خدا خیر کرے۔ آخر اتنا تو فرما دیجیے کہ خیریت تو ہی نا۔

شہزہ۔ ہان جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ بس یہی اسکا مضمون ہی۔

مصاحب۔ این! الٰہی خیر۔ کیا رات کے حادثہ سے اس خط کو کوئی تعلق ہی۔

تحصیلدار۔ ہان معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہی۔

شہزہ۔ تخلیے مین کہدونگا۔ آج تو آپ کو چھٹی ہی نہ یا کچہری جانا ہی۔

تحصیلدار۔ جی نہین آج تعطیل ہی۔ از براے خدا یہ خط ہمکو دکھا دیجیے۔

شہزہ۔ مین اسکا ایک حصہ خود پڑھکر سنا دونگا۔

یہ کہکر شہزادہ ہمایون فر نے وہ خط نواب صاحب (شوہر بہار النسا) کو دیا اور قریب بلا کر کہا کہ آپ اس خط کو چپکے سے پڑھ لیجیے۔ لیکن آپکو قسم ہی کہ کسی شخص سے تذکرہ نہ کیجیے گا۔ بس ایک نظر دیکھ لیجیے اور میرے حوالے کیجیے

نواب صاحب نے خط پڑھنا شروع کیا۔ اب دل لگی دیکھیے کہ اُنکے چہرے کا رنگ بھی متغیر ہوگیا اور حاضرین سمجھ گئے کہ اسمین کوئی بات ایسی ضرور درج ہی جس سے نواب صاحب کو بھی کسی قدر تعلق ہی حیران و ششدر کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی۔ خط کا مضمون درج ذیل ہی۔

مضمون خط

ہم سے کھلجا ؤ بوقت مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑینگے رکھ کر عذر مستی ایک دن

اجی حضرت تسلیم۔ کیون سچ کہنا کیسا بدلہ لیا۔ بات تیرے کی۔ لاکھ لاکھ سمجھایا۔ اونچ نیچ دکھائی ہاتھ جوڑے۔

خوشامد کی۔ قدمون پر ٹوپی رکھی۔ منت سماجت کی۔ مانا نہ مانا خیر نہ مانو۔ ہمارا کیا بگڑا۔ تم خود ہی مصیبت مین پڑے آج رات کو گھر بھر نہ پھونک دون تو سہی تم نے ہمارا دل جلایا ہو ہم اتنا بھی نہ کرین کہ تمھارا گھر جلا دین۔ سہ

پھونک دین نالۂ سوزان سے اگر چاہین قفس
ہم فقط خاطر صیاد کیا کرتے ہین

کل صبح کو ہم پوچھینگے کہ مزاج شریف جسوقت یہ خط تمھارے پاس پہونچیگا مکان جل بھن کے خاک ہو گیا ہوگا۔

راقم شہسوار

ایک جوان خوبرو کا عشق کے جھگڑے مین جان کھونا اور شہسوار دلفگار کا تارک الدنیا ہونا

زہر گلے کہ ہوئے دلم نقاب کشاد — ز باغ گلشن حسرت شگفت زیبا د
بہر آن گرہ کہ در دل زند مدعا بستند — بدامن طلب مدعی نہاد و کشاد
زمانہ غیر الم نا منیست تصنیفش — دلم ز صفحۂ فہرست و گرفتہ سواد

شہسوار دلفگار با حالت زار و درد فراق صنام گلعذار سرد مضطر جوش جنون کے طفیل مین تنکے چنتا حیران و پریشان فرس ہوشکا رو با درفتار کو کڑکڑاتا اور چمکاتا ہوا اُس شہر مینو سواد غیرت بہشت شداد سے راتون رات سگٹ بھاگا دل مین چور تھا کہ مبادا گرفتار ہو جاؤن جیلخانہ جھیلون سزا پاؤن۔ خیال جرم آتش زنی سے زہرہ آب آب تھا از بس بیقرار و بیتاب تھا۔ شہزادۂ بادل دریا دل کے گھر مین آگ لگائی تو شامت کی صورت مجسم نظر آئی۔ مارے خوف کے قدم قدم پر تھرّایا۔ آنکھین پرنم ہوئین دل بھر آیا ٹھیک دوپہر کو اشجار پربہار کے سایہ مین دم لیا

پھر جو باگ اُٹھائی اور راشہب شب خیز کو کڑکڑایا تو وقت شام جبکہ دن قریب اختتام اور آفتاب لب بام تھا ایک چھوٹا سا گانون نظر آیا۔ پڑاو پر پشت توسن سے اُترکر زین پوش کو ہری ہری گھانس پر بچھایا ہی تھا کہ ناگاہ بستی کیطرف سے غل غپاڑے کی آواز آئی اور دیکھا کہ بستی کے آدمی اِدھر اُدھر اُدھر کو دوڑے چلے جاتے ہین شہسوار گو دن بھر کا بھوکا پیاسا تھکا ماندہ تھا لیکن طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ اِس ہنگامے کی خبر نہ لیجیے اُٹھکر یہ بھی اُسی سمت چلے جدھر غل ہو رہا تھا۔ پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ گانون بھر کے باشندے کوری نائی باری چمار کسان برہمن چھتری مغل پٹھان جوق جوق مجمع عیبن ٹھٹ لگائے کھڑے ہین۔ بھیڑ کو کاٹ کر یہ بھی قریب گئے تو دیکھا کہ دو گنوار باہم لڑ رہے ہین مگر گانون مین ایسے بیچ بچاؤ کرنا تو بالائے طاق اور شہ دیتے جاتے ہین کہ دیکھو پیٹھ نہ دکھانا ہان شاباش ہو بڑھکے ہاتھ لگانا۔ ایک آدمی گرانڈیل ڈنڈ پیل کشتی گیر چٹ لنگوٹ باندھے ہوئے بیچ لوچیا تلوار ہاتھ مین لئے پھونٹے سے پینترے بدل بدل کر حریف پر وار کرتا ہو۔ دوسرا جوان گبھرو خوش رو کنگ کسے لٹھ چلاتا ہو وہ تو انپی اپنی گھات مین ہین۔ شہسوار نے چاہا کہ بیچ بچاؤ کر دین مگر ارد گرد والے حوالی موالی نے بمنت سماجت کہا کہ حضور یہ کسی لین دین کا جھگڑا نہین ہین اِن دونون بدمعاشون کے بیچ مین نہ بولین۔ یہ خود ہی آپس مین نپٹ لینگے شہسوار رستے نہ رہا گیا۔ انھون نے آگے بڑھکر چاہا کہ ایک کے ہاتھ سے تلوار چھین لین مگر اُسنے ڈانٹ بتائی کہ تلوار میرے ہاتھ سے تمھارے پاس آئی اور میری لاش پھڑکنے لگیگی۔ یہ فوراً ہی لٹھ چلائیگا اور یہان آپ ہین کہ نہ ہونگا شہسوار نے بصد الحاح لٹھ بازسے کہا کہ میان گبھرو کیلئے

جان کے دشمن ہوے ہو۔ کچھ دن دنیا کی سیر تو کرلو اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک ذرا پیچھے ہٹا اور ہٹتے ہی جھپٹ کر اس ور سے اپنے دشمن پر لٹھ رسید کیا کہ سر پھٹ گیا۔ اور خون کے شراٹے بہنے لگے۔ تلوار ہاتھ سے گر گئی اور تیورا کر دھڑ سے زمین پر آ رہا۔ لٹھ باز لٹھ وٹھ چھوڑ کر بھاگنے ہی کو تھا۔ کہ لوگوں نے ٹینٹوا لیا۔ اور حضرت گرفتار ہو گئے۔ صدر مقام اس گانون سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر تھا۔ چوکیدار نے مقا تھانے پر رپٹ بولی اور سب انسپکٹر پولیس بارہ جوانون کو لیکر اُسی دم گانون مین آن موجود ہوے۔ دیکھا تو اُس بیچارے کو نیم جان پایا۔ فوراً چارپائی پر ڈالکر اسپتال بھجوایا۔ اور مجرم کو مع مو قع واردات کے گواہون کے تھانے پر لیچلے۔ منجملہ اور گواہون کے حضرت شہسوار بھی تھے۔ اُنھون نے تھوڑا کسا اور سب انسپکٹر کے ساتھ تھانے چلے۔ گانون کے دس بارہ آدمی بھی ساتھ تھے شہسوار نے پوچھا کہ آخر یہ ہوا کیا۔ اس جھگڑے اور عناد و فساد کا سبب تو بتاؤ جو صحیح صحیح امر ہو موبمو کہہ سناؤ۔

ایک مولوی صاحب نے جو گانون بھر کے قاضی تھے کہا کیا حضرت زر زمین زن کے سوا اور کسی بات پر جھگڑا ہوتے دیکھا نہ سُنا۔ مجروح نائی ہی اور مجرم شہر کا نانبائی۔ اِس گانون سے آدھ کوس پر ایک جوان اور پری چہرہ عورت رہتی ہی جسکو یہان کے باشندے جوگن کہتے ہین۔ اس جوگن کی لگاوٹ بازانگھڑیون نے ایک عالم کو قتل کر رکھا ہی۔ ایک ایک عضو بدن سانچے کا ڈھلا ہوا ہی۔ چال وہ مستانہ کہ انسان دیوانہ ہو جائے۔ ہر کس و ناکس کی وہان تک رسائی ہی۔ مگر اُس کافر کیش نے عجیب طبیعت پائی ہی کہ لگاوٹ کرتی ہی مگر پھر بھی الگ رہتی ہی۔ جو گیا خوش آیا اور اترایا کہ جوگن ہم پر مرتی ہی ہمسے گھل گھل کے باتین کرتی ہی۔ مگر سب ناکام و نامراد رہے گو

اور جوان طناز ہی۔ گو عاشق تن اور لگاوٹ باز ہی مگر تنہا کی کیا بات ہی۔ یہ دونون سودائی نانبائی اور نائی بھی اُسکے ہان جانے لگے اور بڑھ بڑھ کر باتین بنانے لگے۔ نان بائی کو یہ خبط کہ میرے ساتھ اسکا اب نکاح ہوا اور اب نکاح ہوا کئی بار مجھ سے آ کر کہہ گیا کہ پرسون نکاح پڑھنے ضرور چلیے گا۔ مین دل ہی دل مین ہنستا تھا کہ خود دیوانہ ہی یا مجھے دیوانہ بناتا ہی آپ اور اُس مہوش نازنین گلفام زہرہ جبین کو عقد نکاح مین لائین۔ پہلے گڑھیا مین منھ تو دھو آئین۔

میان خلیفہ کا حال سُنیے کہ اُنکی آنکھون پر بھی پٹی باندھکر شیطان نے پٹی پڑھا دی تھی کہ ہم پر جوگن کی جان جاتی ہی۔ کئی بار گانون مین کہہ چکے کہ جوگن ہمکو پیار کرتی ہی۔ منہ سوڑا آدمیون نے کہا لیے پہلے منھ بنوا بد قطع گھامڑ آدمی ذات کا نائی۔ یہ منھ کھائے چولائی۔

اب سُنیے کہ ایک روز نان بائی شہر سے دو بجے رات کو اُس جوگن کے پاس گیا تو اثنا ے راہ مین میان خلیفہ بھی ملے۔ لاگ ڈانٹ تو تھی ہی اُنھون نے اُنکو للکارا۔ اُنھون نے اُنکو ڈانٹ بتائی۔ ٹھنڈ سے تکرار ہوئی۔ تکرار سے جوتی پیزار۔ حتی کہ آج خون خرابے کی نوبت آئی کئی مہینے تک ناچاقی رہی۔ یہ اُسکے خون کا پیاسا وہ اُسکی جان کا دشمن۔ نان بائی نے نائی کا گھر پھونکدیا۔ چھ مہینے کی قید پائی نائی نے نان بائی کی دوکان جلائی۔ دونون نے گھر پھونک تماشا دیکھا۔

اِس تقریر خصوصاً آتش زنی کے ذکر نے شہسوار کے لیے عجیب طرح کا اثر کیا۔ کبھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ کبھی آنکھون کے تلے اندھیرا سا چھا جاتا تھا۔ کبھی اپنا فعل مجنونانہ یاد آتا تھا۔

دوسرا گنوار بولا کہ یہ جوگن کیا جانے کون ہی۔ اُسنے کئی خون کرائے سب انسپکٹر۔ (س) حضرت مین بھی دو چار بار اُس مہ پارہ عابد فریب کے پاس گیا ہون پردہ جو اُٹھایا تو واللہ نور کا بکا نظر آیا۔ حور طلعت پری پیکر سیم بدن رشک قمر۔ مزاج مین اس قسم

شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہو کہ ایک ایک عضو مجسم کان لبری ہو۔ عورت کیا پرستان کی پری ہو۔ دم تقریر منھ سے پھول جھڑتے ہین۔ مگر تاڑنے والے تاڑ گئے کہ کسی ترک ستمگر کے تیر نگہ نے گھائل کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہو کہ مطلوب کی جدائی استقدر شاق گذری کہ دنیا ہی کو چھوڑا۔ عیش و عشرت سے منھ موڑا۔ کنج تنہائی سے ناتا جوڑا دور دور تک اُسکے جمال مبین کا شہرہ ہو۔ منزلون سے مرد عورت بوڑھے جوان الغرض ایک جہان اِسکی زیارت کو آتا ہو۔ کوئی حسن گلو سوز و نور عالم افروز دیکھکر عشق عشق کر جاتا ہو کوئی عنفوان شباب اور اُٹھتی جوانی کی آب و تاب اور مستانہ چال اور پیاری ادا کا شیدا ہو۔ القصہ ایک عالم مبتلاے بلا ہو۔ جو جاتا ہو یہی کہتا آتا ہو کہ۔ ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام الا تو چیزے دیگری

شہ۔ یہ جوگن کیون ہو گئی۔

س۔ واللہ اعلم۔

شہ۔ کچھ ٹوہ تو لی ہوتی۔

س۔ اجی حضرت وہ بہت دور رہین۔

شہ۔ سن کیا ہوگا بھلا۔

س۔ ع۔ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن۔

شہ۔ بس!!!۔

س۔ اٹھارہ یا انیس سے کسی صورت مین زیادہ نہین ہو۔

شہ۔ اہو ہو ہو۔ تو یہ کہیے قیامت ڈھائی ہو اچھا یہان کسی سے یا واللہ بھی ہو۔

س۔ اجی توبہ۔ کہان کہ لگاوٹ کی باتین سب ہی سے کرتی ہو مگر ممکن کیا کہ کسی کے پھندے مین پھنس جائے۔

شہ۔ اِسمین کچھ اسرار ضرور ہو۔ سترہ اٹھارہ برس کا سن جوانی کی راتین۔ مراد ون کے دن۔ اور دنیا سے الگ تھلگ بستر جمانا جوگن کے بھیس مین عمر گوانا بے وجہ نہین۔

گنوار۔ اتنی عمر آئی ایسی جوگن ناہین دیکھی تھی۔

دوسرا گنوار۔ شہرن جو تماشا ہوت ہو اسمین البتہ جوگن نبت را ہو۔

س۔ (چوکیدار سے) یہ آج کس بات پر جھگڑا ہوا جی۔

چوکیدار۔ (چ) ہجور۔ وہ ساس جون جوگن نبی ہی

س۔ چپ۔ گدھا۔

شہ۔ کیا واہیات بکتا ہو۔

چ۔ صوبہ دار صاحب۔ اب سے تمسے کاؤ کہی۔

س۔ ہم تم سے فقط اتنا پوچھتا ہو کہ ان دونون بد معاشون مین کس بات پر لڑائی ہوا تم ہمارے سوال کا جواب دو بس بیہودہ مت بکو۔

چ۔ جیسے یہ جہانگیر بھی دہان جات رہے اور حلوائی بھی

س۔ حلوائی کون ہے۔

کانسٹبل۔ (کا) حضور اسی نانبائی کو کہتا ہو۔

چ۔ تون آپس مین لاگ ڈانٹ ہوے گئی۔ ای بس ایک روج مار دھاڑ ہوسے گئی اور گانون مین ہلا مچا تو پورن اُس روج ہمری پوچی (عوضی) تھے۔ دوڑ گئے۔ دیکھین کہ لٹھ چل رہا ہو۔ کھیر (خیر) پھیسلا (فیصلہ) ہوا دھن مل یہ اُنکے دشمن وہ اُنکے دشمن۔ بس آج تلوار اور لٹھ چلے لاگت

گنوار۔ موڑسے رکت بہت ہو۔

مولوی۔ (م) صوبہ دار صاحب آج نانبائی نے کئی کچیان جڑھائی تھین۔ دار و بہت سا پیے ہوئے تھا اور اتفاق وقت

نان بائی بھی آگیا۔ تو نائی نے عمداً اور قصداً چھیڑ کے کہا کہ آج ہم اپنے ٹپیت کو اُلٹے اُسترے سے مونڈ لینگے۔ نان بائی بولا اللہ نے چاہا تو تند ور ہی مین جھونک دیا ہو کیسبت وسبت سب پھنک پھنکا کے رہجائے۔ نائی نے کہا پھر اُٹھون مین۔ نان بائی نے آو دیکھا نہ تاو بڑھکے دھول جمائی تڑسے۔

شہ۔ کیا آپ بھی اُسوقت سیر دیکھ رہے تھے۔

ہم۔ جی ہان۔ مین قاضی ہون۔

شہ۔ اور آپ کے گھر کے چوسہے۔

ہم۔ (مسکرا کر) سیانے۔ یہان گانون بھر مجھکو مانتا ہے مولوی مولوی کہلاتا ہون۔ مولوی بننے کی لیاقت تو کہان پائی مگر خیر بزرگون کی عنایت ہے۔

شہ۔ دولتخانہ قدیم سے یہین ہے۔

ہم۔ جی ہان خداوند۔ میرا دولتخانہ یہین ہے پُرانا رئیس ہون۔

س۔ (ہنسکر) بجا۔

شہ۔ (مسکرا کر) واللہ شہر کی بھی کیا بات ہے۔

س۔ بندہ پرور ابھی کوئی دس بارہ دن ہوئے لکھنئو مین ایک مشاعرے مین جانے کا اتفاق ہوا۔ خواجہ صاحب اور شیخ صاحب مغفور کے تلامذہ کے تلامذہ اور اُنکے خوان لیاقت وفصاحت کے زلہ رُبا کئی شعراے عزا اور سخندان سب ہمتا کا کلام سُنکر روح وجد کرنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک دیہاتی بھائی کے پڑھنے کی باری آئی۔ اہل شہر اُنکی قطع ہی سے بھانپ گئے کہ گنوار کے لٹھ ہین۔ کئی بار شتر غمزے کر کے حضرت نے شعر پڑھا تو آخر مین فرماتے ہین۔ (بیمار ہوُن) سامعین متحیر کہ بھئی یہ (ہوُن) کیا معنی دارد پھر حضرت نے فرمایا (سرشار ہوُن) یا الٰہی یہ (ہوُن) کون لغت ہے۔ کون بلا ہے۔ غزل غیر طرح پڑھی تھی۔ اب سب چکر مین ہین کہ یہ (ہوُن) کون لغت ہے۔ آخر کار ایک شاعر بذلہ سنج ولطیفہ گو نے یون پوچھا شاعر۔ یا حضرت غزل تو چشم بد دور مرصع ہے۔ مگر یہ (ہوُن) کس جانور کا نام ہے۔

دوسرا شاعر۔ قبلہ یہ (ہوُن) جانور نہین ہے۔ یہ حضرت ہی جانگلو ہین۔ دیہاتی بھائی شعر پڑھنا کیا جانین یہ (ہوُن) کی خرابی ہے۔

چ۔ پہل کھلیچھا۔ (خلیفہ) ہی کہن۔

س۔ ہان قاضی صاحب پھر کیا ہوا۔

ہم۔ بس خداوند پھر دونون مین کُشتی ہوئی۔ کبھی یہ اوپر وہ نیچے کبھی وہ نیچے یہ اوپر۔ بڑی دیر تک داؤ پیچ اور چت پٹ ہوا کی۔ اتنے مین رنگی اہیر نے لائے کے نائی کو ایک تلوار دی اور کہا کہ بھر پور ہاتھ لگانا۔ ایک اور بدمعاش بولا کہ خبردار تسمہ تک نہ باقی رہے۔ تب تو مین بھاگا کہ چوکیدار سے کہدون دھوڑتا گیا۔

شہ۔ انسپکٹر صاحب اُس محاورہ کو یاد رکھیےگا۔

س۔ اُف واللہ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے

ہم۔ بس مین دھوڑ کے پورن چوکیدار کے مکان پر گیا اُسکی جورو بولی۔

شہ۔ کون بولی۔

س۔ (ہنسکر) جورو۔

ہم۔ حضور حکام ہین آپ کو ہنسنا نہ چہیئے۔

س۔ جی ہان مین حکام ہون۔ مگر آپ بھی تو امراہین ہان فرماؤ (ہنسکر) فرماؤ جی۔

م - دیکھیے فرماتا ہون -
شہ - اوف - خدا کی قسم ہنسی ضبط نہین ہوسکتی -
م - اب آپ لوگ ہنس لین تو مین فرماؤن پھر -
شہسوار کا مارے ہنسی کے بُرا حال تھا اور سب انسپکٹر
بھی ہنستے ہنستے عاجز آ گئے -
م - بس جناب من وہان سے مین اس چوکیدار
کو لایا - یہان دیکھا تو خون کے دریا بہ رہے تھے -
الغرض تھانے پر پہونچے - دوسرے دن
مجرم کا چالان ہوا اور گواہون کے بعد مجرم دورہ سپرد
کیا گیا -
اتنے مین نائی بیچارہ راہی ملک بقا ہوا -
کانسٹبلون نے مجرم سے کہا کہ اب پھانسی پاؤگے
جہانگیر کے مرنے کی خبر ہوگئی - اس فقرہ ہوش ربا کے
سنتے ہی قاتل کا خون خشک ہوگیا - ع -

کاٹو تو لہو نہ تھا بدن مین

رنگ فق - اجل ہر در و دیوار سے اپنی بھیانک اور مہیب
صورت دکھاتی تھی - پندرہ منٹ تک اُسکی یہ کیفیت
رہی کہ کوئی ہاتھ پانؤن بھی جلا دیتا تو اُسکو اصلا خبر نہوتی
حیرت سی حیرت تھی - طرح طرح کے خیالات دل مین چکر
لگاتے تھے ہاے اِس جوگن سے آشنائی کرنے کا شوق کیون
چرّایا - اُف - ہاے یہ ہمین کیا سوجھی - اپنے آپ اپنے
پانؤن مین کلہاڑی ماری -
کا - یہ ہوا کیا تھا بھائی -
قاتل - (قا) (مایوسی کے ساتھ) کیا بتاؤن -
کا - آخر کچھ تو کہو - یہ ہوا کیا -

قا - ہوا کیا - مفت مین جان گنوائی - اوف - اسوقت
باتین کرنے تک کو جی نہین چاہتا -
جمعدار - (جمع) وہ جوگن کے پھیر مین تھے بچڑو -
قا - ارے بھیا - ہم تو مر مٹے اُسنے ہمسے اور جہانگیر سے کہا کہ تم
دونون آپس مین جھگڑا چکا لو - جھگڑا چکا ناگیا جہنم مین جا رہا
جھگڑا پاک ہوگیا -
جمع - شادی ہوگئی ہو -
قا - ہان -
جمع - ہاے ہاے -
قا - مرگئی بیچاری - اتنی ہی تو خیریت ہو -
کا - اور کون کون رشتہ دار ہو -
قا - یہ نہ پوچھو - کیا بتاؤن - ہاے کیا ہوا -
جمع - ہان تو جیتی ہو - یہ بتاؤ -
قا - دھم سے زمین پر گر پڑا - اور بہ آواز بلند چیخ اٹھا ہاے ہاے
جمع - (ہاتھ ملکر) ارسے معلوم ہوتا ہو اُسکی مان بوڑھی
ہے -
قا - اور رانڈھی بھی ہو -
جمع - ارے توبہ توبہ - یہ بڑی بری سُنائی -
کا - ہان یہ دنیا کا لیکھا ہی ہو - ؎

دنیا دو رنگی مکانا سرا ہے | کہین کھوب کھویا کہین ہاے ہاے

جمع - بھائی صاحب اب اسوقت اپنے اللہ کو ہولی کو یاد
کیجیے اور مرنا تو ایک دن ہدا ہی ہو اور یہ کیا ضرور ہو کہ
پھانسی ہی ہو -
قا - جو حکم حاکم دے -
جمع - برس چھ مہینے کی سزا ہو جائے تو اچھے رہے -

قا- جی گئے سمجھیں کہ جی گئے۔

جمع- اللہ میں سب کچھ قدرت ہے۔

قا- ہاں مگر بُرے کام کا بُرا ہی نتیجہ ہے۔

جمع- گھبراؤ نہیں خدا مالک ہے- ابھی پرسوں ہی ایک مقدمہ ہوا تھا- ایک کورمی نے اپنی بہو کو مار ڈالا تھا- صاحب نے پوچھا ول کیوں مار ڈالا- اُس نے صاف صاف کہدیا کہ حضور وہ بدراہ چلتی تھی مجھ سے نہ دیکھا گیا اُسی بس دوسرے دن صاحب نے دو برس کی قید کا حکم سنا دیا۔

کا- ہاں- اِسسب سمجھتے تھے کہ پھانسی ہوگی یا کالے پانی جائیگا۔

پھانسی! پھانسی!! پھانسی!!!

چون حاصل آدمی درین جا دو در	خرم آنکس کہ یکنفس زندہ نبود
جز درد دل و داد دل جان نیست دگر	وآسودہ کسی کہ او نزاد از مادر

تاریخ معینہ کو صاحب سشن جج کے روبرو مقدمہ پیش ہوا اور محمود قاتل بلوایا گیا- اجل سے دو چار ہونا دل لگی نہیں ہے محمود کی اسوقت عجب حالت تھی- ہر فرد بشر کو حیرت اور حسرت کی نظر سے دیکھتا تھا- اور صورت اسقدر ڈراؤنی ہو گئی تھی کہ الامان الامان- سوچتا تھا کہ ہائے دنیا اسی کا نام تھا اسی دنیا پہ ہم لٹو تھے- اسی زندگی پہ ہمیں اس درجہ بھروسہ تھا واے نادانی- پاؤں خواب آلودہ ہو گئے ایک قدم چلنا بھی دوبھر تھا خوب جانتا تھا کہ پھانسی ضرور پاؤنگا- اب مردوں میں میرا شمار ہے اردگرد ٹھٹ کے ٹھٹ آدمی جمع تھے- کوئی افسوس کرتا تھا کہ بیچارے کی جان جائیگی رقیق القلب آدمی آبدیدہ ہوگئے صاحب سشن جج نے بعد ملاحظہ اظہارات گواہان و یادداشت سپردگی صاحب مجسٹریٹ و رپورٹ پولیس صاحب سول سرجن کا بیان پڑھنے کا حکم دیا بعد ازاں گواہ طلب ہوئے اور اظہارات قلمبند کئے گئے- مجرم اقبالی تو تھا ہی عدالت سشن میں بھی اُسنے باستقلال تمام اقبال جرم کیا- اُسوقت عدالت کے کمرے میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی مستغیث اور اہل عملہ و بعض حکام اور اہل شہر جوق جوق جمع تھے- صاحب سشن جج نے اسیسرن کی رائے طلب کی تو اُنھون نے بھی عدالت کی راے سے اتفاق کرلیا اور عدالت نے پھانسی کا حکم دیا- مجرم کا رنگ زرد ہوگیا- خون خشک- کارروائی عدالت سشن مع مثل مقدمہ عدالت ماتحت منظوری سزاے موت کے لیے بحضور صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر روانہ کی گئی! ور صاحب ممدوح نے سزاے مجوزہ عدالت سشن منظور کرکے مقدمہ واپس کیا

مجرم کو آٹھ روز کی مہلت دی گئی کہ اپیل کرے مگر اپیل نہیں کیا ہوتی جب میعاد اپیل گذر گئی تو مجسٹریٹ ضلع کے نام جنکی عدالت سے مقدمہ سپرد سشن ہوا تھا حکم بھیجا گیا کہ تعمیل حکم عدالت سشن کیجائے۔

صاحب مجسٹریٹ بہادر نے حسب عدہ آرڈر بک میں ایک حکم اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ ازانجا کہ محمود ولد پیر بخش ساکن موضع پکریا بتاریخ فلان ۷ بجے صبح کے وقت بمقام جیل پھانسی پائیگا لہٰذا ایک مجسٹریٹ درجۂ اول اور صاحب مہتمم جیل اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس موقع پر موجود رہیں اور جلاد ریشم کی رسی اور ٹوپ لیکے حاضر رہے۔

اس حکم کے پہونچنے کے بعد صاحب مہتمم جیل نے جملہ سامان تیار کیا اور تاریخ مذکور صبح سے جیلخانے کے دروازے پر لوگ جمع ہونے لگے- سات بجے کے وقت وہ ہجوم تھا کہ دور تک سر ہی سر نظر آتے تھے- صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل نے محمود سے پوچھا کہ کیا کہا چاہتا ہے

محمود تو اُسوقت خون جگر کھا رہا تھا کسی چیز کا نام اُنکی زبان پر نہ آیا۔ پھر پوچھا کیا کھائیگا۔ اُس نے گردن کے اشارے سے بتایا کہ کچھ نہین صرف اِسقدر بیان کیا کہ مجھکو نہانے اور نماز پڑھنے کی اجازت دیجائے۔

صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل کو شک تھا کہ مین اِس قسم کی اجازت دیسکتا ہون یا نہین اُنھون نے صاحب مجسٹریٹ اور صاحب سول سرجن سے بطور خود دریافت کیا کہ مین ایسا حکم دینے کا مجاز ہون یا نہین۔ آخر کار بہ صلاح و اتفاق راے یہ تجویز قرار پائی کہ اس مین کسی طرح کا ہرج نہین ہو لہذا محمود کو نہانے اور نماز پڑھنے کی اجازت دیگئی میدان جیل کے چارون طرف ہزارہا آدمی اس حیرتناک واقعہ روح فرسا کے دیکھنے کو کھڑے تھے۔ محمود کی حالت دیکھ دیکھ کر سب کانپ رہے تھے اُس وقت جو کیفیت لوگون کے دلون پر گذری اُسکا بیان محال ہو۔ ناظرین مین سے شاذ ہی ایسے ہونگے جنھون نے پھانسی پر چڑھتے عمر بھر کسی کو نہ دیکھا ہو۔ وہ خود اپنے دل مین اُس وقت کی کیفیت کو سوچ سکتے ہین۔ ایک میدان وسیع مین پھانسی بشکل اجل مجسم نمایان ہو۔ اِدھر اُدھر تلنگے وردیان ڈانٹے سنگینین چڑھائے ڈٹے کھڑے ہین اور میدان کے اردگرد ہزارہا آدمی چشم عبرت سے اُس سانحۂ ہوش ربا کے دیکھنے کے منتظر ہین۔ اور ایک بدبخت آدمی اپنی قضا کا نوحہ خوان ہو۔ جسکے چہرے سے مایوسی اور حیرت برستی ہو۔

محمود مقتل کی طرف روانہ ہونے ہی کو تھا کہ ایک اور غل کھلا اور لوگون نے دیکھا کہ اسّی برس کی ایک ضعیفہ نابینا ایک بچّے کے کاندھے پر ہاتھ رکھے سامنے سے چلی آتی ہو یہ بوڑھی عورت محمود قاتل کی دادی تھی اور یہ بچہ اُسکا پیارا لڑکا تھا جسکی مان نے چھ دن ہوے قضا کی تھی لڑکے کی عمر سات برس کی بالکل معصوم۔ جب قریب پہونچی تو محمود نے اُنکو بغور دیکھا اور مُنھ پھیر لیا۔ لڑکا کیا جانے کہ باپ پر اسوقت کیا مصیبت ہو۔ سمجھا کہ مجھ کو دیکھ کر پیار کے سبب سے مُنھ پھیر لیا کہا۔ ابّا ہمنے دیکھ لیا۔ واہ ہمین دھوکا دیتے ہو۔

ضعیفہ۔ محمود۔ محمود۔

محمود اس ضعیفہ کی آواز کا جواب دینے ہی کو تھا کہ زبان بند ہوگئی لڑکا۔ ابّا بولو اتنے دن کہان رہے۔ دو دن سے ایک ٹکڑا روٹی کا بھی ہمین نہین ملا۔

محمود کا دل بھر آیا اور حاضرین مین سے اکثر آدمی آبدیدہ ہوگئے لڑکا ہنستا ہوا اپنے ستم رسیدہ باپ کے پاس گیا۔ اور جاتے ہی چمٹ کر یون کہنے لگا۔

لڑکا۔ ابّا اب چلو گھر۔

محمود نے لڑکے کو پیار کیا۔ اور گو بڑا ضابط آدمی تھا مگر آنسو بے اختیار نکل پڑے۔ لڑکے نے جو روتے دیکھا تو کہا۔ ابّا روتے کیون ہو بتاؤ کاہے کے واسطے روتے ہو ابّا

صاحب سول سرجن مھرا اور بڑے رحم دل آدمی تھے اُس کیفیت دردانگیز کو دیکھکر ایک کونے مین جا کے خوب روئے صاحب مجسٹریٹ سکتے کے عالم مین تھے اور اردگرد کے حاضرین مین شاذ ہی کوئی ہوگا جو زار زار نہ روتا ہو۔

اُس معصوم بچّے نے جو اپنے باپ کو اتنے دن بعد دیکھا تو مارے خوشی کے چمٹ ہی گیا۔ اب جو ہتکڑی اور بیڑی پر نظر پڑی تو متحیر ہو کر یون پوچھا۔

لڑکا۔ ابّا لوہا کیون پہنے ہو۔ اسکو اُتار ڈالو۔ میرے ابّا اسے پھینکدو اور گھر چلو۔ امان کل سے بھوکی ہین۔

محمود۔ (کچھ کہنے کو تھا مگر آنسوؤن کا تار جو بندھا تو ایک ایک اشک گلوگیر ہو گیا)۔

لڑکا۔ ابّا ابّا (حیرت سے باپ کو دیکھ کر) روتے کیون ہو بولو

جب محمود نہ بول سکا تو لڑکا بھی زار زار رونے لگا۔

ضعیفہ اب تک چپ چاپ کھڑی تھی جب محمود اور اُسکے ننھے سے بچے دونون کے رونے کی آواز سنی تو یکبارگی آواز سے یون بولی

ضعیفہ۔ یا اللہ مین اب کچھ اور نہین مانگتی۔ بس اتنا چاہتی ہون کہ ذرا دیر کے لیئے میری آنکھین کھل جائین تو مین محمود کو نظر بھر کر دیکھ لون۔

یہ کہکر ضعیفہ محمود کو چمٹ گئی مگر جیسے ہی ہتکڑیون پر ہاتھ پڑا فوراً چیخ اٹھی اور غش کھا کے گر پڑی۔ لڑکے نے اِدھر تو محمود کو روتے دیکھا اور اُدھر ضعیفہ کی حالت زار دیکھی تو خوب چلّا کر رونے لگا۔

لڑکا۔ ابّا دیکھو امان کو کیا ہوا۔

محمود نے اپنی بوڑھی دادی کو اُٹھایا اور کہا سنو اب تو میرا بچنا غیر ممکن ہے۔ مگر مجھے افسوس یہ ہے کہ ہاے تمکو روٹی کون دیگا۔ اور اس بیچارے معصوم کو جسکی مان ابھی ابھی مر چکی ہے کون پالے گا اور اِسکی کون خبرداری کرے گا۔

ضعیفہ۔ ارے محمود۔ اب مین کیا کرون بیٹا۔ ہاے گھر تو کل اُس مُنہار نے جلا دیا جس سے تجھ سے لاگ ڈانٹ تھی ایس بچے کو اب روٹی کا ٹکڑا کون دیگا ہاے یہ بلک بلک کر مر جائیگا ارے میرے محمود تو نے اپنی جوانی مفت کھوئی۔

محمود۔ امّان میرا دل اسوقت۔

ضعیفہ۔ ارے کوئی حاکم اِسکو بچا لو۔ ہاے مجھے اسکے عوض پھانسی دے دو چاہے۔ اوف۔ اوف۔ اوف۔

محمود۔ میرا۔ میرا۔ میرا۔

لڑکا۔ ابّا تم روتے کیون ہو گئے امّان تم کیون روتی ہو گی

کیا نازک وقت تھا حکام پر فرض تھا کہ ٹھیک وقت پر پھانسی دین۔ لیکن بوڑھی عورت کا آنا اور لڑکے کا رونا چلّانا اور محمود کی بیقراری اور اُسکی دادی کی گریہ وزاری نے سب کو خون رُلایا۔ آنکھون تلے اندھیرا چھا گیا۔ صاحب مجسٹریٹ گریان صاحب سول سرجن کے لب پر آہ و فغان سپرنٹنڈنٹ جیل نوحہ کنان خلق خدا افسردہ دل و حیران محمود کی روح شکل بید لرزان۔

ضعیفہ نے ایک دفعہ ہی چیخ کر کہا کہ ہاے ہاے ارے لوگو میرا تو جیسے کوئی کلیجہ ملتا ہو۔ ارے دوڑو مری۔ مری۔ مر۔ دوہائی مری مری کہکر تیسری مرتبہ پھر (مری) کہنے کو تھی کہ دھڑ سے زمین پر گر پڑی لوگ دوڑے کہ اُٹھائین۔ آسنے آنکھین پھیر لین۔ صاحب سول سرجن نے سینہ پر ہاتھ رکھا نبض دیکھی اور کہا (سرد ہو گئی)۔

اسوقت اُس معصوم بیپارے بچے کا ڈاڑھین مار مار کر رونا تم ڈھاتا تھا محمود گود مین لیکر اُسکو بار بار سمجھاتا تھا مگر سوچتا جاتا تھا کہ اسوقت تو مین اپنے لخت جگر نور بصر کو کلیجے سے لگا کر سمجھاتا ہون ہاے ایک لمحے کے بعد جب میری لاش لٹک رہی ہو گی تب کون اسکو سمجھائیگا۔ اِس خیال کو محمود نے عین حالت مایوسی مین با واز بلند ظاہر کیا تو چو طرفہ سے بکا و بین اور شیون و شین کی صدائین بلند ہوئین کہرام مچا ہوا تھا۔ دو مین سو آدمیون نے ٹھان لی کہ گورنمنٹ کی خدمت مین

درخواست کرین کہ محمود کا قصور معاف کر دیا جائے۔ لیکن یہ خیال خام تھا شہریاری کے لیے سیاست ضروری ولابدی ہے۔

شہسوار دلفگار بھی کل حال عبرت مآل بصد حزن و ملال دیکھ رہے تھے مارے رنج کے انکا دل دس دس ہاتھ اچھلنے لگا۔ اتنے مین صاحب سول سرجن نے کہ ازبس رحم دل بزرگوار تھے۔ آگے بڑھکر یون کہا۔

ڈ۔ (سول سرجن ڈاکٹر) محمود۔ مین سول سرجن ہون تمھاری حالت دیکھ کر مین سیماب کیطرح تڑپ رہا ہون۔ تمھارے پھانسی پانے مین تو کوئی شک ہی نہین۔ لیکن اب تمکو اپنی جان جانے سے زیادہ افسوس اس بات کا ہو کہ بچہ کیسکا ہوکر رہیگا۔ مین مثل سچے عیسائی کے اقرار کرتا ہون کہ تمھارے بچے کو اپنے لڑکون کی طرح پالونگا اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم دونگا۔ اب تم اسکی طرف سے بالکل بیفکر ہو اور اپنے مرنے کی استقلال کے ساتھ تیاری کرو۔

محمود سول سرجن کی زبان سے یہ کلمے سنکر اسقدر مشکور ہوا کہ دائرۂ شکریہ اسکے امکان سے خارج تھا اسلیے جوش مین آکے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا

لڑکا۔ ابا۔ اماں کو کیا بیماری ہے۔ جیتی ہین نہ۔

ڈ۔ ہان ہان تم روؤ نہین۔

لڑکا۔ پھر ابا تم کیون روتے ہو۔

صاحب مجسٹریٹ۔ (مجسٹر) اب دیر ہوتی ہے۔

ڈ۔ بیشک مگر کیا کیا جائے۔

سپرنٹنڈنٹ۔ کیا نازک مقام ہے۔ توبہ توبہ یہ تو ٹریجڈی ہوگئی۔

ڈ۔ اف کیسی کچھ۔

محمود۔ ڈاکٹر صاحب۔ اب میرے سامنے میرے بچے کو آپ گود مین لین تو مین اس مرنے کے وقت جی اٹھون۔

سول سرجن نے لڑکے کو گود مین لیا اور محمود سے کہا کہ ہم اپنے ایمان کی قسم کھا کر کہتے ہین کہ اس لڑکے کو ہم مثل اپنے خاص بچون کے پالین گے۔

محمود۔ بیٹے تم انکے پاس رہو۔ اب ہم کام کو جاتے ہین

لڑکا۔ نہین ابا ہم نہ مانین گے۔

محمود۔ ہم جلد آجائینگے بیٹے۔

لڑکا۔ جاتے کہان ہو۔

محمود۔ ہائے ستم۔ مین اس سے کیا کہون کہ کہان جاتا ہون ابھی آجاؤنگا بیٹا۔

لڑکا۔ ہم کو بھی لیچلو۔ ابا ہمکو بھی لیچلو۔ اتنے دن سے ہم تمھارے ساتھ کہین نہین گئے۔

محمود۔ ہمکو جانے دو۔ ہم ابھی آئینگے۔

لڑکا۔ ہم بھی وہین چلینگے جہان تم جاؤگے میرا ابا لیچلو۔

محمود نے بوسہ لیکر کہا تم جاؤ ہم ابھی آتے ہین۔ لڑکے نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ابا ہمین ذری گود مین لے لو۔ محمود نے لڑکے کو گود مین لیکر خوب پیار کیا اور کہا کہ بس اب جاؤ۔ لڑکا مچل گیا لاکھ لاکھ جتن کیے مگر وہ گود سے نہ اترا۔ صاحب سول سرجن نے چاہا کہ گود سے لین مگر وہ خوب زور سے اپنے باپ سے چمٹ کے رونے لگا۔

لڑکا۔ ابا دیکھو یہ ہمکو لیے جاتے ہین۔ ابا ہا!

اسوقت محمود نے جی کڑا کر کہا صاحب۔

آتا را۔ ہائے کیا دردانگیز!

جان سے زیادہ عز

باپ سے چمٹ کر کہتا ہی کہ اب مجھکو لے چلو اور باپ اسقدر مجبور کہ اپنے نور بصر کو زبردستی ایسی حالت زار مین خود اپنی گود سے اُتارے دیتا ہی۔

پولیس کے آدمیون نے محمود کو چو طرفہ سے گھیر لیا۔ محمود کے ہاتھون مین ہتکڑی پانؤن مین بیڑی اور خرامان خرامان باستقلال تمام مقتل کے رُخ جا رہا ہی۔ پھانسی تک ہنوز نہ جانے پایا تھا کہ دفعتہً لڑکے کے رونے کی آواز کانون مین آئی۔ اُسوقت محمود کا دل بھر آیا اور آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہو گئے پیچھے پھر کر بصد حسرت دیکھا اور صاحب سول سرجن سے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو مین اپنے بچے کو ایک دفعہ اور چھاتی سے لگا لون۔ صاحب مجسٹریٹ نے منظور کر لیا کانسٹبل لڑکے کو لے آئے اس مرتبہ وہ معصوم بچہ بڑی خوشی سے اپنے باپ کو چمٹ گیا اور ایکی اور بھی زور سے چمٹا تا کہ کوئی چھوڑا نہ سکے۔ محمود کی آنکھون سے اُسوقت آنسو اس کثرت سے جاری تھے کہ اپنے بچّے کو اچھی طرح دیکھ نہ سکا۔ گو محمود کی گریہ و زاری سے لڑکا بیقرار ہوا مگر چونکہ باپ سے ابھی ابھی زبردستی جدا کیا گیا تھا لہذا اپنے کو پھر بعد مایوسی اسکی گود مین پا کر نہایت ہی خوش ہوا۔ مگر افسوس کہ اس بیچارے کو یہ نہین معلوم کہ اُس کے باپ کا جسپر اُسکو اسقدر بھروسا تھا دم واپسین ہی وہ پھانسی کو غور سے دیکھتا تھا مگر یہ نہین سمجھتا تھا کہ یہی وہ چیز ہی جو اُسے سر کر دیگی۔

محمود نے پھر جی کڑا کر کے لڑکے کو زمین پر آہستہ سے ٹیک دیا۔ اور مقتل کے رُخ مڑنے لگا۔ کانسٹبل نے لڑکے کو گود مین اُٹھا لیا اور روتا ہوا لیچلا کہ باپ کو پھانسی پر چڑھتے

نہ دیکھ لے۔ لڑکے کی یہ کیفیت کہ گلا پھاڑ پھاڑ کر رو رہا ہی۔ اتنے مین ضعیفہ کی لاش جو اتفاق سے نظر پڑی تو اور بھی پھوٹ پھوٹ کے رویا ٹوپ چڑھا دیا گیا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہوا محمود پھانسی کے پاس گیا۔ عین جسوقت جلاد نے پھانسی دی محمود نے سنا کہ اُسکا پیارا بچہ رو رو کر کہتا ہی کہ آبا ہمنے دو دن سے روٹی نہین کھائی۔ ہمین کچھ کھلا تو دو یہ جگر خراش فقرہ اپنے لخت جگر کی زبان سے اُس بیکسی کی حالت مین سنا کہ سنتے ہی نصف سکنڈ مین پھانسی پر چڑھا چاہتا تھا چاہا کہ صاحب مجسٹریٹ سے اتنی اجازت اور چاہے کہ اپنے پیارے لڑکے کو آخری مرتبہ اپنے سامنے کچھ کھلا دے لیکن لاش پھڑکنے لگی۔ اُسوقت حاضرین بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ پھانسی پانے کے وقت بھی محمود کے ہاتھ پانؤن مارنے سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ وہ دس منٹ کی دیر اجازت چاہتا ہی۔ لاش سرد ہو گئی اور صاحب سول سرجن نے با دیدۂ مطروح و سینۂ مجروح آنکر لاش کو دیکھا اور کہا (ٹھنڈا ہو گیا)۔

حضرات ناظرین۔ میرا خدا جانتا ہی کہ اسوقت طبیعت قابو مین نہین ہی دل بھر آیا۔ جسوقت محمود کی حالت زار ہم یاد کرتے ہین کلیجہ منھ کو آتا ہی ہائے افسوس وا افسوس۔ اتنی ہی سی دیر مین کتنی دردانگیز باتین وقوع مین آئین محمود کو پھانسی کا حکم سنایا گیا۔ بوڑھی عورت آئی محمود کو اس حالت مین دیکھکر مارے صدمے اور رنج کے اُسنے اپنی جان گنوائی۔ بچے نے اس گریہ و زاری پر محمود کا چھوڑنا گوارا نہ کیا کانسٹبل نے زبردستی چھین لیا۔ محمود مقتل کے قریب آیا تو اُس معصوم بچے نے ایک جگر خراش فقرہ سنایا۔ عین پھانسی پانے کے وقت محمود نے بصد حسرت سُنا کہ اُسکا لڑکا بھوک کی شکایت کر رہا ہی اچھے سنگدلون کے دل بھی اُسوقت گھل کے موم ہو گئے۔ خلق خدا کی یہ کیفیت کہ کوئی شخص زار زار روتا تھا۔ کوئی حیرت

کے ساتھ پھانسی اور نعش پر نظر ڈالتا تھا۔ کوئی اِس ذرا سے بچے کو چمکار کر دلاسا دیتا تھا۔ کوئی ڈاکٹر صاحب کا ذکر زبان پر لاتا تھا۔ کوئی ڈاکٹر صاحب کی تعریف مین رطب اللسان تھا۔

شہسوار دلفگار جو یہان سے چلے تو قدم قدم پر یہی سوچتے جاتے تھے کہ تارک الدنیا ہو جائین۔ ہوا و ہوس سے منھ موڑین۔ حسد اور بغض سے کچھ واسطہ ہی نہ رکھین دل کی صفائی کو مقدم سمجھین۔ سوچے کہ ہم بھی اس محمود کی طرح پھانسی پانے ہی کو تھے۔ خدا نے بہت بچایا۔ ایک دفعہ ہی انھین یاد آیا کہ میرزا ہمایون فر کے گھر مین آگ لگائی ہے۔ رنگ فق ہو گیا جسم تھرّانے لگا۔ الہ اللہ آتش زنی کا جرم!!! ہم بھی مجرم ہین جسوقت جبکا جی چاہے ہمین پکڑوا بلائے اور ہمنے تو اپنے ہاتھ ہی کاٹ دیئے شہزادہ ہمایون فر کو لکھ بھیجا کہ لو ہم نے آگ لگا دی۔ اقبالی مجرم ہو گئے وہ شہزادہ صاحب جاہ و منال ہم دردیش بینوا پھٹے حال ہمارا اسکا مقابلہ کیا۔ ابھی دس پانچ آدمی اِدھر اُدھر روانہ کر دے چلیے ہم فوراً گرفتار ہو جائین۔ ہمچشمون مین بے آبروئی ہو ذلیل ہون خوار ہون سزا پائین قید خانے مین جائین۔

شہسوار اور جوگن کی ملاقات

دل مین ٹھان لی کہ اسی جوگن کے ہان چل کے رہین۔ گھوڑے کی باگ اٹھائی اور چلے۔ چلتے چلتے اُس گانون کے قریب پہنچے تو لوگون سے جوگن کا حال اور پتہ پوچھنے لگے۔

شہ۔ (ایک کسان سے) کیون جی یہان کوئی جوگن رہتی ہے

کسان۔ (گنوار کا لٹھ) ہان رہت ہے۔

شہ۔ کہان پر۔

گنوار۔ اودی کھیتی۔

شہ۔ یہان سے کسی قدر فاصلہ ہے۔

گنوار۔ ہان۔

شہ۔ ہان! ہان کیسا۔ ہم پوچھتے ہین یہان سے کسقدر بعد ہو گا۔

گنوار۔ ناہین۔

شہ۔ (جھلّا کر) پاگل ہے کون۔ ارے یہان سے کتنی دور ہے۔

گنوار۔ جیسے ہم تمھاری بولی سمجھے ناہین۔

شہ۔ لاحول ولا قوۃ۔

گنوار۔ ارے اب ہم (بلاکوٹ) کا جانی کہ کا کہت ہین

شہ۔ (آگے بڑھ کر) اے میان کہار۔ یہان کوئی جوگن رہتی ہے۔

کہار۔ (کہ) سنگھاڑے بوئے ہین۔

شہ۔ کیا خوب۔

کہ۔ پہلے باہمن کھوایا جاتا ہے ڈھونی اکادس کے دن توڑے جاتے ہین۔

شہ۔ (ہنسکر) ارے یہان کوئی جوگن رہتی ہے۔

کہ۔ اے صاحب آپ حاکم ہین چاہیے اپنے ہاتھ سے توڑ لین۔ کیڑے پڑ جائین گے۔

شہ۔ (آگے بڑھکر) او مزدور۔

مزدور۔ (پیچھے پھر کر) ہان صاحب۔

شہ۔ ادھر آؤ۔

مزدور نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا کمیت خوش خرام
پر آسن جمائے اُن بان کے ساتھ آرہا ہے سمجھا کہ مجھے بیگار
پکڑ لیگا۔ شہسوار نے جیسے ہی کہا ادھر آؤ وہ جوتیان چھوڑ کر
بھاگا۔ انکو جو دل لگی سوجھی تو انھون نے بھی گھوڑا تیز کیا
مزدور کے ہوش پران کہ آج قتل ہی کیئے گئے۔

شہ۔ (ایک عورت سے) کیون نیک بخت یہان کوئی جوگن رہتی ہے۔

عورت۔ ہان ہان رہت ہے۔

شہ۔ کہان پر مکان ہے۔

ع۔ بستی سے تنک دور۔

شہ۔ یون چلا جاؤن نہ۔

ع۔ سامنے جاسے کے وہ جون کھری ہے اوئی النگ وہان گھوم جاؤ۔

شہسوار عورت کے شکر گزار ہوے اور جس طرف اُسنے بتا دیا تھا اُسی سمت اُنھون نے فرس بادرفتار کو سبک سیر کیا۔ راستے مین ایک سفید پوش اُن کو ملے۔ اُن کی ملاقات کو غنیمت جان کر انھون نے سوالات کرنے شروع کیئے۔

شہ۔ کہان کا عزم ہے حضرت۔

سفید پوش۔ (سفید) ذرا کھیت دیکھنے جاتا ہون۔

شہ۔ یہان کوئی جوگن رہتی ہے۔

سفید۔ (مسکرا کر) خیر۔

شہ۔ یہ مسکرانا اور خیر کہکر خاموش رہنا کیا معنی بندہ پرور۔

سفید۔ اِس پھیر مین نہ پڑیے۔

شہ۔ نہین یہ بات نہین ہے۔

سفید۔ شریف اور مرد آدمی سمجھ کر عرض کیا آپکو اختیار ہے

شہ۔ واللہ مین کمال مشکور رہوا مگر۔

سفید۔ اگر مگر سب رکھا رہیگا۔

شہ۔ اچھا کچھ حالات تو بتائیے۔

سفید۔ نہایت کم سن عورت ہے۔ اور پری چہرہ۔ بے اختیار جی چاہے کہ بوسہ لے لیجیے۔ چھریرا بدن۔ چال مستانہ کمر نازک اور ادا وہ بانکی کہ ہاے ستم واے ستم۔

شہ۔ ہان۔

سفید۔ پوری بات تو سن لیجئے۔

شہ۔ فرمائیے فرمائیے۔

سفید۔ قہر کی لگاوٹ باز ہے۔

شہ۔ پھر اسمین ہرج ہی کیا ہے اپنا۔ زہے طالع۔

سفید۔ مگر ــــ

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

ایک لالہ نے دور سے بتایا کہ وہ مکان ہے شہسوار نے اشہب بادرفتار کو کڑکڑا دیا اور دن سے داخل منزل مقصود ہوے دیکھا کہ ایک فرح بخش و دلکش باغیچہ ہے اور ایک چھوٹا سا خوشنما بنگلہ۔ مکان کی صفائی مکین کے سلیقے پر دال ہے مکان کیا پریخانہ تھا پشت توسن سے اُترے۔ جوگن اُنکو دیکھ رہی تھی قریب جاکر سلام کیا۔ اور حسب اجازت ایک تپائی پر بیٹھے دیکھا تو لوٹ ہو گئے اُس نگار عربدہ جو کی پور پور پر جوبن تھا۔ جوانی پھٹی پڑتی تھی خاک کف پاے زیبا کحل الجواہر چشم حور۔ از سر تا پا عالم نور زیبا پیکر۔ نازک کمر۔ خوش ابرو۔ عنبر مو ــــ

چون ہلال ابروش ماہ نو از دور دید
خم شد از تعظیم تا گوید مبارکباد عید

یہ ناز فروش وستم کوش از سر تا پا صندلی پوش تھی - مگر نگی ایسی بھائی کہ کل پوشاک صندلی ہی رنگوائی جسوقت وہ پری بصد شان دلبری قدم اٹھاتی تھی - کمر نازک زلف چلیپا کے بوجھ سے لچک جاتی تھی - مخلص کاشی ؎

گرد آن تاب کمر گردم کہ با این نازکی
این ہمہ بار لطافت را بیک موے کشد

شہسوار ہزار جان سے عاشق زار ہو گئے - سوچے کہ بس اب یہ سر ہے اور یہ در ہے - ؎

جز آستان توام در جہان پناہی نیست
سر مرا بجز این در حوالہ گاہی نیست

جوگن انکی چتونوں سے تاڑ گئی کہ حضرت کا دل آیا ہے عشق چرایا ہے - شہسوار دلفگار نے اٹھکر اس مہ لقا کے قدموں پر ٹوپی رکھدی اور لسان الغیب حافظ شیرازی کا یہ کلام زبان پر لائے - ؎

تا سایۂ مبارک افتاد بر سرم — دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سر من بخت رفتہ بود — از دولت وصال تو باز آمد از درم
من عمر در غم تو بپایان برم ولے — باور مکن کہ بے تو زمانے بسر برم

اس بت سنگدل نے ترچھی چتونوں سے انپر نظر ڈالی تو - ؎

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ — صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ

شہ - بڑی دور سے آپکا شہرہ سنکر آیا ہوں -

جوگن - (ج) ہاں اکثر صاحب تشریف لاتے ہیں اور شریف زادیاں بھی آتی ہیں - کوئی آئے تو خوشی نہیں نہ آئے تو خواہش نہیں -

شہ - میں چاہتا ہوں کہ عمر بھر آپ کے قدموں کے تلے پڑا رہوں -

ج - فقیروں کے پاس کیا ہے -

شہ - چاہیے جو کچھ ہو -

ج - ایک بوریا -

شہ - ؎

روے مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند
سببش بندگی حضرت درویشان ست

ج - آپ کا مکان کہاں ہے -

شہ - ؎

گھر بار سے کیا فقیر کو کام — کیا لیجئے چھوڑے گانوں کا نام
گل ہوں تو کوئی چمن بتاؤں — غربت زدہ کیا وطن بتاؤں

ج - یہاں کس مقصد سے آئے -

شہ - رمتے جوگی تو ہیں ہی ادھر بھی آنکلے -

ج - اچھا بیٹھیے - اچھی طرح - جو چنی بھوسی حاضر ہے اس میں عذر نہیں -

شہ - جو چنی بھوسی! (مسکرا کر) کیا بکری مقرر کیا ہے -

ج - جو سمجھیے -

شہ - جب دنیاے دون ہی کو چھوڑ بیٹھے تو کس کا کھانا اور کس کا پینا -

ج - دنیا کوئی لاکھ چھوڑے تو کیا - کھانا پینا بھلا چھوڑا جاتا ہے -

ج - آخر اتنا تو بتاؤ کہ تم کون ہو -

شہ - آشفتہ حال پریشان روزگار -

ج - کیوں -

شہ - نتیجۂ اعمال -

ج - (آہ سرد بھر کر) افسوس -

شمہ - اعمال بد اور افعال بد کا نتیجہ بھی بد ہی دیکھا -

ج - (ٹھنڈی سانسین بھر کر) سچ ہی سچ ہی -

شمہ - مجھے اس عشق نے غارت کر دیا - ادھر کا رکھا نہ اُدھر کا رکھا -

ج - عاشق کس پر ہوئے تھے -

شمہ - ایک بیگم کی دو مہ پارہ لڑکیان ہین اُن سے آنکھ لڑی تو بس قتل ہی ہو گیا - جیتے جی مر مٹا - ؎

عشق آیا قیامت آئی ہی ۔۔ پارسائی پہ آفت آئی ہی
اک پری رو پہ جان کھوتا ہون ۔۔ سر بازار قتل ہوتا ہون

ج - پھر وہ بیگمین ہتّے نہین چڑھین -

شمہ - وہان ایک رقیب پیدا ہو گیا -

ج - وہ کون -

شمہ - ایک جوان رعنا ہی - نہایت ہی حسین آدمی -

ج - نام یاد ہی -

شمہ - میان آزاد نام ہی - بڑا اطرار - گلعذار - خوبرو - قوس ابرو -

میان آزاد کا نام سنتے ہی جوگن کے چہرے کی رنگت کافور ہو گئی - سرخی کے عوض زردی چھائی - آفت آئی قیامت آئی - ؎

دل مین اک درد اُٹھا آنکھون مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا

شہسوار دنگ کہ بار خدایا یہ ماجرا کیا ہی - ابھی تو بلبل ہزار داستان کی طرح بصد زبان چہک رہی تھی اور ایکدفعہ ایسی خاموش ہو گئی کہ گویا زبان ہی نہین - میان آزاد کا نام جو شہسوار کی زبان پر آیا تو اس پیارے نام نے اس حزین غمگین مہ جبین کو خون رلایا - نائرۂ غم تنور سینہ مین جوش زن ہوا تھوڑی دیر تک سکتے کا عالم رہا - انواع و اقسام کے خیالات درد انگیز نے دل مین جگہ پائی - آزاد کیا یاد آئے کہ آفت آئی - سوچی کہ ہاے یہ مین کس امید پر دھونی رمائے سب سے الگ تھلگ بستر جمائے جوگن کا بھیس بنائے یہان بیٹھی ہون آزاد آئے نہ آئے - جذبۂ دل کا اثر اُسکو میرے پاس تک لائے نہ لائے - اور اگر آیا بھی تو آزاد کے ساتھ نکاح ہونا خواب و خیال ہی - وہ دلدادۂ حسن و جمال ناظورۂ پری تمثال ہی - قول ہارا ہی - روم سدھارا ہی - ہاے یہ مین نے کیا کیا بیٹھے بٹھائے مفت کا درد سر مول لیا - ؎

ہی ظلم اُسکو یار کیا ہمنے کیا کیا ۔۔ کیا جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا
اُس رشک گل کی خواہش بوس و کنار کو ۔۔ اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا
آزادگی کو سلطنت ملک عشق کا ۔۔ مختار کار و بار کیا ہمنے کیا کیا

راحت کھوئی آرام کھویا - دین و دنیا سے ہاتھ دھویا خیر پھر اب تو لکیر پر فقیر ہوئی سو ہوئی - جان کھپا ڈالونگی اور یہین دھونی دیے بیٹھی رہونگی - رنج و مصیبت سہونگی - تا دم مرگ آزاد ہی کے عشق کا دم بھرونگی - مر جاؤن مگر اُف تک نکرونگی آزاد کو کوئی بندۂ خدا میرے درد دل سے آگاہ کرے تو اُسکی لونڈی ہو جاؤن - ؎

اے باد صبا محفل احباب مین کہیو ۔۔ دیکھا ہی جو کچھ حال تہ دام ہمارا

شہسوار کی عقل دنگ کہ یا اللہ بیٹھے بٹھائے یہ دفعۃً اس درجہ افسردہ پژمردہ کیون ہو گئی - ابھی تو چشم فسون پرداز کو تعلیم ناز دیتی تھی اور ابھی ابھی آنسوؤن کا تار بندھ گیا - جی کڑا کر کے انھون نے پوچھا کہ اگر ناگوار نہ گذرے اور بدل اجازت دیجیے تو ایک سوال کرون -

جوگن نے ٹھنڈی سانسین بھر کر پھر رونا شروع کیا شہسوار اور بھی متحیر ہوا مگر سمجھ گیا کہ حسن و عشق کا جھگڑا ضرور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کسی جوان سیمتن پر اسکا دل آیا تھا لیکن دل کی دل ہی مین رہ گئی۔ سہ

فرقت مین اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے
دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

چوٹ کھایا ہوا تو تھا ہی جوگن کی حالت زار پر کمال افسوس کیا۔

شہ۔ آنکھین لہو کی بوٹیان ہو گئین۔ ذرا دل کو ڈھارس دو

ج۔ سہ

پتیم جو مین جانتی کہ پیت سکیے دکھ ہوئے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت کرے نا کوئے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را | نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جوگن عورت تھی دور اندیش شہسوار کو درد دل کی اطلاع دینا اور میان آزاد کا نام لینا مصلحت وقت نہ سمجھی سوچی کہ آزاد کا رقیب ہے خوف تھا کہ مبادا اسکا عاشق زار سمجھکر مجھے صدمہ پہونچائے بات ٹال دی گو دل قابو مین تھا مگر ضبط گریہ کیا۔ دل ہی دل مین آزاد فرخ نہاد کو یاد کرنے لگی۔ سہ

خوف سے لیتے نہین نام کہ سن لے نہ کوئی
دل ہی دل مین تمھین ہم یاد کیا کرتے ہین

شہ۔ مین نے کل سے دل مین ٹھان لی ہے کہ تارک الدنیا ہو جاؤن

ج۔ تارک ہونا خالہ جی کا گھر نہین۔

شہ۔ یہ سچ مگر مین بو الہوس نہین ہون۔

ج۔ شاید۔

شہ۔ خوب یاد رکھیے مجھے دنیا سے نفرت ہو گئی جس ماہرو کو پیار کرتا تھا اور جسکے عشق کا دم بھرتا تھا اسنے میرے سامنے میرے رقیب کو منہ لگایا اور مجھے آتش غم مین جلایا۔ سہ

رقیبا ز آتش ہجر تش من مہجور مے سوزم
نمی سوزی تو از نزدیکش من از دور مے سوزم

ج۔ رقیب کون۔

شہ۔ وہی نوجوان رعنا جسکا نام آزاد ہے۔

جوگن آزاد کا نام سنکر پھر ملول ہو گئی شہسوار سے پوچھا کہ وہ آجکل ہین کہان شہسوار نے کہا واللہ اعلم۔ مگر سنا روم گیا ہے۔

ج۔ وہ کون ایسا پر کالۂ آتش خوبرو جوان ہے جسکے سامنے تم ایسے گلبدن کی دال نہ گلی۔

شہ۔ ایمان سے کہون یا لگی لپٹی۔

ج۔ لگی لپٹی کیا معنی۔

شہ۔ مجھ سے وہ کمبخت ہر طرح اچھا تھا۔

کمبخت کا لفظ جو آزاد فرخ نہاد کی شان مین شہسوار کی زبان سے نکلا تو جوگن آگ بھبوکا ہو گئی۔ قریب تھا کہ شہسوار کو نکلوا دے مگر سوچی کہ جھگڑے فساد سے کیا واسطہ جب جوگن کے بھیس مین رہنے اور انواع اقسام کے مصائب سہنے لگے تو اب غم و غصہ کیسا شہسوار بولا کہ روم گئے تو ہین پر اگر خدا ہی ہے تو واپس آئین۔ جوگن کے شیشۂ دل کو ٹھیس لگی مگر اظہار ملال خلاف وضع سمجھی۔

شہ۔ سہ

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہے
کہ لاکھ برق نہان جسکے ہر شرار مین ہے

ج۔ آزاد ہائے آزاد۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر)

شہسوار نے بگڑ کر جوگن پر نظر ڈالی تو اُس شوخ ستمگر نے بات ٹالی اور کہا آزاد ہی نے تمھین خراب کیا۔ یہ کانٹے اُسی کے بوئے ہوے ہین شہسوار دل مین ازبس خوش ہوا کہ اِس مہ لقا نے میرے ساتھ ہمدردی کی اور میری بیقراری دیکھ کر آہ سرد کھینچی مسرور ہو کر مزید آزمائش کے لیئے یہ شعر پڑھا ؎

دل گئے پر حجاب باقی ہی	فکر ناز و عتاب باقی ہی
بات سب ٹھیک ٹھاک ہی لیکن	کچھ سوال و جواب باقی ہی

ج۔ اب کی عشرہ آئے اور تمھاری مراد پوری ہو جائے تو جوگی بھرنا۔

شہ۔ (اور بھی ریشہ خطمی ہو کر) ؎

ہم اپنے نالۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
وہ دیکھین بزم مین پہلے کدھر کو دیکھتے ہین

ج۔ تمھاری طرف اسد نے چاہا تو پہلے تمھاری ہی طرف نظر پڑے۔

شہ۔ (خوش ہو کر) ۔ ع

ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

ج۔ جو چاہتے ہو کہ دل کی آرزو بر آئے تو ہماری صلاح پر چلو۔

شہ۔ (ہاتھ جوڑ کر) جو حکم ہو۔

ج۔ دل صاف رکھو۔

شہ۔ صاف ہی۔

ج۔ جوان عورت پر بُری نظر نہ ڈالو۔

شہ۔ (آہستہ سے) تمھارے سوا اگر کسی اور پر نظر بد پڑے تو خدا کرے آنکھین ہی پھوٹ جائین۔

ج۔ یہی دل کی صفائی ہی؟

شہ۔ خطا کی ہو تو سزا دو۔

ج۔ ذری بہت چل نہ نکلو۔

شہ۔ کیا مجال۔

ج۔ زمانہ نازک ہی۔

شہ۔ ہمارا عشق بھی پاک ہی۔

ج۔ تو خیر اسکا مضائقہ نہین۔

شہ۔ کنٹر سے گلاب نکال لو مگر بوے گلاب باقی رہیگی دنیا کو ترک تو کر بیٹھے مگر عشق دل سے نہ جائیگا۔ اب تک عشق خام تھا اب عشق پاک ہی۔

ج۔ مانا۔ مگر بدلنے کی سند نہین۔

شہ۔ قول مردان جان دارد۔

ج۔ واہ مردون کی بات کا اعتبار کیا۔ گھڑی مین کچھ گھڑی مین کچھ شہسوار تھکا ماندا تھا سو رہا۔

جوگن کا خوشنما بنگلہ

چند نوبت میزند بر گنبد افراسیاب	پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت

لب جوئبار ایک فراخ و وسیع میدان پُر بہار ہی یہ سرسبز و شاداب مقام کسی زمانے مین تاجداران ثریا جاہ اور خسروان کجکلاہ کا عشرتکدہ تھا اور گو اب دو بار واقع ہونے سے اب بھی پُر فضا اور نزہت افزا ہی لیکن جو لطف پیشتر تھا وہ اب کہان ممکن کیا تھا کہ پرندہ پر مارتا۔ اب یہ حال ہی کہ جا بجا کھنڈل اور پرانی عمارات عالیشان کی گری پڑی دیوارون سے ڈھیر ہین۔ کہین اونچا کہین نیچا۔ اگلے وقتون کے لوگ بیان کرتے ہین کہ زمانہ سابق مین خاص اس مقام پر نور کا عالم تھا۔ ایک احاطۂ فراخ مین جسنے دو میل زمین گھیر لی تھی سو کمرے ایک دوسرے سے ملے ہوئے بنے تھے جسکی تعمیرین

شاہ فردوس آرامگاہ نے کم سے کم کروڑ روپیہ صرف کیا تھا
عمارت قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی۔ شاہ کجکلاہ کو
صفائی کا انتہا سے زیادہ خیال تھا اور لوگ بیان کرتے ہین
کہ اُن سو کمرون مین سے اگر کسی مین ایک پر کاہ بھی نظر آتا
تو خسرو ذیجاہ از بس بد دماغ ہو جاتے اور جب تک کامل طور
پر چپہ چپہ صاف نظر نہ آتا کھانا نہ کھاتے۔ خدام باادب
مزاجدان اور خوش سلیقہ تھے۔ ہزار ہا آدمی خاص اِس غرض
سے نوکر تھے کہ صفائی کی طرف بدل متوجہ رہین۔ ایک ایک کمرے
مین لاکھون کا اسباب اور سامان شاہی ہر دم مہیا رہتا تھا۔
نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شعبدہ باز نے جو امریکہ کے ملک سے
آیا تھا اور اپنے فن مین ید طولیٰ رکھتا تھا شاہ عالی مقام
ذوی المجد والاحترام کو انواع و اقسام کے نادر نادر شعبدے
دکھائے۔ اور خلعت پر خلعت پائے ایک روز خسرو عالی پائگاہ
نے حکم دیا کہ ہم کو کوئی ایسا شعبدہ دکھاؤ جو کسی خاقان
جہان و شہنشاہ زمان نے نہ دیکھا ہو شعبدہ باز نے کہا خدا
کے فضل سے مجھے اس فن مین وہ ملکہ حاصل ہے کہ اگر پیٹ بھر
کھانا پاؤن اور حضور میرے کمال کی قدر دانی فرمائین تو تمام عمر
روز ایک نیا شعبدہ دکھاؤن۔ تین دن کی مہلت کا طالب ہوا
اور اقرار کیا کہ تیسرے روز وہ شعبدہ دکھاؤن کہ ساری خدائی
مین کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سُنا ہو تیسرے دن شعبدہ باز کامل فن
بحضور شاہ حاضر ہوا اور بصد آداب عرض کی کہ غلام حسب اقرار
حاضر ہوا ہے جسوقت حکم ہو شعبدہ دکھاؤن شاہ عالی مرتبت نے یہ نطیب
خاطر فرمایا کہ آج سہ پہر کو ما بدولت و اقبال ملاحظہ فرمائینگے۔
حسب الحکم سلطان شہر بھر مین منادی کی گئی کہ آج سہ پہر کو
ایک شعبدہ باز چابکدست جو اپنے فن کا مسلم الثبوت اُستاد ہے
اور جسکی شعبدہ بازی کے تمام عالم مین جھنڈے گڑے ہین حضرت
ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کی فرمایش کے بموجب ایسا شعبدہ دکھاتا
ہے جو دنیا سے نرالا ہے جس کسی کو دیکھنا منظور ہو حاضر آئے گرم دھم
گرم دھم۔ اہل شہر وقت معینہ پر جوق جوق آئے اور تھوڑی دیر مین
کئی میل تک ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے۔ ایک عالم مشتاق نظارۂ
شعبدۂ دلربا تھا جب جہان پناہ کے حضور مین باریابان دربار
سلطان نے گذارش کی کہ بیشمار خلقت دکھا آدمی جمع ہین تو جہان پناہ
نے فرمایا کہ شعبدہ باز کو ہمارے حضور مین حاضر کرو شعبدہ باز فوراً
حاضر آیا۔ جھک کر سات بار آداب بجا لایا شاہ گیتی پناہ نے فرمایا
کہ ساری خلقت ما بدولت و اقبال کے فرمان واجب الاذعان کے
بموجب حاضر آئی ہے کوئی ایسا شعبدہ دکھاؤ کہ حاضرین و ناظرین
مین سے ایک آدمی بھی محروم نہ جائے شعبدہ باز نے دست بستہ
عرض کی کہ جہان پناہ کے ارشاد واجب الانقیاد کی بجا آوری
بسر و چشم منظور لیکن جان کی خیر ہو۔ بس اتنا خیال رہے۔
یہ کہکر شعبدہ باز جو ایک خوبرو جوان طناز تھا شعبدہ دکھانے
کے لیے آمادہ ہوا بام فلک احتشام پر بیش بہا شال کا بلند
دو وسیع و فراخ و فسیح خیمہ نصب ہوا اور خسرو ذی شان مع شاہزادگان
عالم و عالمیان بصد آن بان متمکن ہوئے۔ شعبدہ باز نے
قسم کے زرق برق کپڑے پہن کر اپنی جھولداری سے باہر
آیا۔ اور خوشنما پٹارا کھول کر حاضرین کو دکھایا کہ اگر کسی شخص
کو شک ہو تو بغور دیکھ لے اس پٹارے سے ایک کم سن
حسین و مہ جبین عورت نکلیگی۔ جہان پناہ نے حکم دیا کہ
پٹارا ہمارے پاس حاضر کیا جائے اُسی دم چوبدارون نے
چٹکیون مین پٹارا جہان پناہ کے پاس پہونچایا۔ اور
بادشاہ نے مع شہزادگان نامدار کے چو طرفہ بہت غور سے

دیکھا۔ مگر پٹارے مین ایک سوراخ بھی نہ پایا۔ متحیر ہوکر وزرائے سلیقہ شعار اور ارکین باوقار سے کہا کہ ذرا سوچو اِس پٹارے مین کیونکر انسان چھپ سکیگا۔ وزرا نے بغور دیکھ بھال کر عرض کی کہ جہان پناہ بجز حیرت کے اور کیا گذارش کرین اتنا سا پٹارا اس مین بلّی کا بچہ تک نہ بیٹھ سکے بھلا عورت کیونکر چھپ رہیگی۔ ایک ضعیف الاعتقاد آدمی نے کہا جہان پناہ یہ سب جادو کا کھیل ہی۔ مگر شاہ ثریا جاہ جادو ٹونے کے قائل نہ تھے مسکرا کر خاموش ہو رہے اور پٹارا شعبدہ باز کے پاس بھیجدیا۔ اُسنے پھر باواز بلند کہا کہ جس کسی کو شک ہو خود دیکھ لے۔ ایسا نہ ہو کہ جب اس پٹارے مین سے عورت نکلے تو لوگ اپنے اڑھائی چاول گلائین جس کا جی چاہے اسی دم عقل دوڑائے اور جو کچھ کہنا ہو کہ لے اتنا ذرا سا پٹارا اور ایک سوراخ تک نہین اور ہلکا پھلکا۔ پچاس ساٹھ آدمی بھیڑ کاٹ کر شعبدہ باز کے پاس آئے۔ اِدھر اُدھر ہر سمت پٹارے کو دیکھا مگر اپنا سا مُنہ لیکر چلدیے ایک شہزادۂ گردون مدار نے حکم دیا کہ دس معتبر اور ذی شعور آدمی پٹارے سے دس دس قدم کے فاصلہ پر علیحدہ کھڑے دیکھتے جائین کہ عورت اسمین سے کیونکر آتی ہی۔ شعبدہ باز نے پٹارہ بند کردیا۔ اور تھوڑی دیر تک زبان انگریزی مین کچھ کہا۔ اسکے بعد باواز بلند للکارا کہ پٹارے کی طرف دیکھتے رہو عورت اِسمین موجود ہی وہ آئی۔ وہ آئی۔ نکل۔ نکل۔ نکل۔ نکل۔ ایک دفعہ ہی بندوق سرکی۔ دائین۔ پلک جھپکنے کی دیر بھی نہین ہوئی تھی کہ پٹارے کا ڈھکنا از خود اُچک کر وہ گرا اور چودہ پندرہ برس کی ایک گلبدن غنچہ دہن یورپین لیڈی کا جھمکڑا نظر آیا۔ ع

جلوۂ حسن رشک شعلۂ طور
لب وہ نازک کہ جان دیجے

چشم بد دور آنکھین موتی چور
دہن ایسا کہ چھپا لیجے

تماشائی دنگ کہ یہ مہ پارہ پری چہرہ اس پٹارے مین سے کیونکر آئی شعبدہ باز نے کیا آفت ڈھائی کہ لاکھون آدمیون کی آنکھون مین خاک جھونک کر پٹارے مین سے یہ صورت پیدا دکھائی جہان پناہ نے خوش ہوکر فرمایا کہ ایک کمرے کا کل سامان تمکو بخشدیا شعبدہ باز نے فرط غرور سے کہا کہ جہان پناہ ابھی میرا شعبدہ ختم نہین ہوا ہی۔ یہ تو فقط ایک چٹکلا تھا۔ شاہ عالی مقام اور بھی محظوظ ہوئے۔ اور بصد شوق تماشا دیکھنے لگے شعبدہ باز نے ایک ہاتھ بھر کی رسّی سب کو دکھائی۔ اور کہا کہ یہ ہاتھ بھر کی رسّی کائنات الجو کی حد تک پہونچیگی۔ جو یہان سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہی۔ وہان ایک دیو رہتا ہی جسکا نام ڈنٹوسس ہی۔ وہ دیو اس رسّی کے دیکھتے ہی از بس خشمگین ہوگا اور طیش کھا کر چاہیگا کہ کل رسی کو گھسیٹ لے مین اسکا سرا نہ چھوڑونگا۔ اگر وہ زیادہ زور کریگا تو مین بھی اِس رسّی کے ساتھ ساتھ چلا جاؤنگا۔ وہان مجھسے اور دیو سے لڑائی ہوگی۔ اور خدا نے چاہا تو مین سُرخرو آؤنگا لوگون نے اس بیان کو غور سے سُنا اور حسب درخواست شعبدہ باز پانچ سو آدمیون کو حکم دیا گیا کہ باواز بلند کل حاضرین کو اس بیان سے مطلع کرین۔ رسّی جو دیکھی گئی تو بس ایک ہاتھ بھر کی تھی بڑھتی تھی نہ گھٹتی تھی۔ رسّی لیکر شعبدہ باز نے پھر انگریزی مین کچھ کہا اور ایک مرتبہ بندوق داغ کر رسّی جو پھینکی تو بڑھتی ہی چلی گئی۔ کوئی آدھ گھنٹے کے عرصہ مین لوگون نے دیکھا کہ آسمان سے جا لگی۔ اور کھٹ کی آواز آئی۔ حاضرین مقام مذکور کے علاوہ اُن لوگون نے بھی یہ انوکھا شعبدہ دیکھا جو شہر مین تھے۔ اسوقت کیفیت تھی

کہ کوٹھے بچھے پڑتے تھے۔ ہر محلے کے زن و مرد کوٹھون پر سے سیر دیکھتے تھے۔ جیسے دیکھو آسمان کی طرف نظر ہے ادھر کھٹ کی آواز آئی اُدھر آسمان پر گل لالہ کھل گیا۔ تماشائیون کی آنکھین جھپک گئین۔ شرق سے غرب تک آسمان سرخ نظر آتا تھا اِسکے بعد گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا۔ اب لوگ متوحش ہوئے کیا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ تاریکی بھی دور ہو گئی مگر ایک سیاہ فام آدمی نظر آیا ٹانگین بیس بیس گز کی۔ ہاتھ پاؤن آنکھ ناک سب بھیانک۔ سـه

دانت اُسکے تھے گورکن قضا کے | دو نتھنے رہ عدم کے ناکے

رسّی کو شعبدے باز نے بہت زور سے پکڑا مگر دیو نے اس زور سے گھسیٹی کہ شعبدہ باز بھی ساتھ ہی چلا گیا۔ دم کے دم مین رسّی اور شعبدہ باز اور دیو سب غائب۔ تب تو تماشائی اور بھی متحیر ہوئے کہ یہ عجیب بات ہے ہاتھ بھر کی رسّی اور آسمان تک بڑھتی چلی گئی۔ اور سرخی اور سیاہی آسمان بھر پر نمودار ہوئی اور پھر مطلع صاف۔

دیو کا نظر آنا اور شعبدہ باز کا جانا اور دونون کا غائب ہو جانا اور رسّی کا کھونا ان سب واقعات سے نہایت ہی حیرت ہوتی تھی۔ کل تماشائی مضطر و ششدر رہے مگر شعبدہ باز کی حور طلعت بیوی مسکراتی جاتی تھی۔

جہان پناہ نے حکم دیا کہ اس زن ملک فریب کو یہان لے آؤ۔ مقربان بارگاہ سلطانی نے جاکر کہا کہ لو اب تمھارا بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔ حضرت سلطان عالم نے تمھین یاد فرمایا ہے۔ اس غیرت خوبان فرخار نے نہایت کج ادائی سے کہا کہ کیا مجال۔ جبتک میرا شوہر نہ آئیگا اس جگہ سے ہرگز نہ ٹلونگی۔ کیا خوب آپکے بادشاہ تو بڑے رسیا معلوم ہوتے ہین کہ جوان کمسن خوبصورت حسین عورت کو اُسکے شوہر کی عدم موجودگی مین اپنے پاس بلاتے ہین۔

شعبدہ باز کی مہوش بیوی نے اسی طرح چمک چمک کر کہا کہ حضرت سلطان اور بھی ریجھے مگر لاکھون آدمی کے سامنے اُس حسینہ و جمیلہ کو زبردستی اپنے پاس بلوانا خلاف دأب شاہی سمجھ کر خاموش رہے کنکھیون سے اِس زہرہ تمثال جادو جمال کے رخسار تابان پر نظر ڈالتے تھے اور خدا سے دعا مانگتے تھے کہ شعبدہ باز مفقود الخبر ہی ہو جائے تو شاید یہ پری وش ہمارے عقد نکاح مین آنا منظور کر لے یہ سوچ ہی رہے تھے کہ وہ غیرت حور دور از قصور بصد شان دلربائی چمک کر بغیر کسی چیز کے سہارے کے ہوا مین کھڑی ہو گئی۔ تماشائیون نے نعرۂ سبحان اللہ بلند کیا اسوقت اُس نازنین کا جمال بیین دیکھنے کے قابل تھا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ حسن کی تصویر کاتب قدرت نے ہوا پر کھینچ دی ہے۔ وہ ناز و انداز کہ دیکھا نہ سنا اسپر ستم یہ ڈھایا کہ ہوا ہی پر ناچنے لگی۔ تماشائی ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ حضرت شاہ جمجاہ کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ جان پر بن آئی تھی بے اختیار جی چاہتا تھا کہ چاہے فقیر ہی نصیب ہو مگر یہ حور شمائل ضرور ہتھے چڑھے۔ بار بار آسمان کیطرف دیکھتے تھے اور دیکھ دیکھکر خوش ہوتے تھے کہ مطلع صاف ہے۔ گرد و غبار سُرخی تاریکی کچھ بھی نہین۔ شک کی جگہ یقین ہوا کہ شعبدہ باز کو دیو نے قتل کر ڈالا۔

بادشاہ کی تو یہ کیفیت تھی اب ولیعہد تاج و تخت کا حال سنیے کہ انکو جو عشق چرایا تو جنون کی سی حالت ہو گئی۔ اپنے آپے مین نہ تھے بے اختیار جی چاہتا تھا کہ گلے لگا لین۔ مگر جنون جگر پی پی کر رہجاتے تھے۔ اِنکے چہرے سے جنون کی کیفیت عیان

ظاہر ہوتی تھی ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

تماشائیوں میں بھی اکثر نوجوان عاشق تن چوٹ کھا گئے اِتنے میں اُس بت طناز دوسرا باناز کی زلف عنبر بار کھل گئی تو لٹیں کمر کی خبر لائیں اور رخ تابان کے ارگرد مار سیہ کیطرح لہرائیں۔ امیر خسرو ؎

عجب پر پیچ و تاب افتاد زلف ہمچو زنجیرش
مگر دست قضا لرزید در ہنگام تحریرش

آخر وہ ناظورۂ دلفریب حاضرین ناظرین اور ارکین شہزادگان بانمکین کو اپنے جمال مبین کا فریفتہ و شیدا کر کے ہوا ہی پر سے اٹکھیلیاں کرتی ہوئی زمین پر آئی ادھر زمین پر اس عابد فریب عادو صبر شکیب نے قدم رکھا۔ ادھر آسمان پر حشر بپا ہوا۔ بادل کے ٹکڑے ہٹتے ہی دیو ونٹوسس نمودار ہوا۔ اور دوسرے ٹکڑے سے شعبدہ باز نکلا۔ شعبدہ باز کے دیکھتے ہی تماشائیوں نے خوب غل مچایا۔ اور ادھر دونوں میں لڑائی ہونے لگی دیو اس زور سے چیخ اٹھا کہ گہوارۂ زمین ڈانواڈول ہو گیا۔ شعبدہ باز بھی رعد کی طرح گرجنے لگا۔ دیو نے اپنا منہ جو قعر جہنم کا نمونہ تھا کھولا اور شعبدہ باز کی طرف جھپٹا۔ شعبدہ باز کی بیوی نے ایک سبز کپڑا دیو کی طرف پھینکا۔ وہ کپڑا سیدھا اڑتا ہوا دیو کے سر پر پہونچا اور وہاں گولا بنکر پھٹا تو دیو نظر سے غائب ہو گیا اور ایک اور پارۂ ابر سے نکلا۔ اس مرتبہ دیو کے ہاتھ میں ایک بانس تھا جس سے وہ شعبدہ باز کے سر پر چوٹیں لگاتا تھا۔ مگر شعبدہ باز ہر بار بچ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ شعبدہ باز نے بانس کو پکڑ لیا۔ اب دل لگی دیکھیے کہ ایک طرف سے شعبدہ باز دوسری جانب سے ونٹوسس زور کر رہا ہے جب ونٹوسس کسی قدر غالب آیا اور شعبدہ باز کا دم پھول گیا تو اُس طلعت حور نے ایک چاقو آسمان پر پھینکا۔ چاقو نے اُس بانس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ آدھا دیو کے پاس اور آدھا شعبدہ باز کے ہاتھ میں ولیعہد نے اُس عورت سے پوچھا کہ لڑائی کا انجام کیا ہوگا۔

لیڈی۔ (ل) (یعنی شعبدہ باز کی ہمراز) خدا جانے۔

ولیعہد۔ آخر کچھ تو معلوم ہو۔

ل۔ (ترش ہو کر) فتح یا شکست۔

ولیعہد۔ شکست کا انجام کیا ہوگا۔

ل۔ موت۔

ولیعہد۔ تو لڑتے کیوں ہیں پھر۔

ل۔ اُنکی مرضی۔

ولیعہد۔ تم اُنکو منع کیوں نہیں کرتیں۔

ل۔ (مسکرا کر) وہ آسمان پر میں زمین پر منع کیونکر کروں۔

بادشاہ۔ ہماری عقل دنگ ہے۔

ل۔ ہوا ہی چاہے ان کے شعبدوں سے دنیا بھر کی عقل دنگ ہے۔

بادشاہ۔ خدا کرے زندہ آئیں۔

ل۔ بس اب باتیں نہ کیجیے۔ مجھے اُدھر دیکھنے دیجیے۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیو اور شعبدہ باز میں تلوار چل گئی۔ ادھر دیو تیغ دو پیکر سوت کر جھپٹا اور اُدھر شعبدہ باز نے سبز کاشانی مخمل کے غلاف سے شمشیر خاراشگاف چمکائی۔ دونوں پینترے بدل بدل کر وار کرنے لگے دیو سے ایکمرتبہ تلوار چھٹ گئی مگر دوسرے ہاتھ سے اُسنے فوراً روک لی۔ شعبدہ باز نے لپک کر مونڈھے پر تلوار لگائی مگر ہاتھ چھچھلتا ہوا پڑا۔ دیو نے خشمگین ہو کر

ایک اور تلوار دست چپ مین لی اور دونون تلوارون سے حملہ کرنے لگا۔

اس سانحہ ہوش ربا کو دیکھکر وہ زن خوبرو ڈاڑھین مار مار کر رونے لگی۔ ادھر آسمان پر وہ ہنگامہ بپا تھا۔ ادھر زمین پر یہ شور و ڈنگا تھا۔ اُس معشوق شیرین حرکات کے رونے سے کل تماشائیون کا دل بھر آیا۔ ہر فرد بشر زار زار رونے لگا۔

اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ دونون نے تلوارین پھینکدین اور دور دور کھڑے ہوکر ایک دوسرے کو گھورنے لگے۔ اُس ستم زدہ نے بآواز بلند کچھ کہنا شروع کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اپنے شوہر کو کچھ سمجھاتی ہے۔

ل۔ بائین آنکھ۔ بائین آنکھ۔ چربب۔ چربب۔ چربب

لوگ متحیر کہ یا الٰہی بائین آنکھ سے کیا مطلب ہے اور چربب چہ معنی دارد۔

اُسنے اشارے سے کچھ پوچھا۔

ل۔ فول۔ آن۔ آن۔ آن۔ آن۔

لوگون نے دیکھا کہ لیڈی کے آن۔ آن۔ کہنے سے شعبدہ باز آگے کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔

ل۔ رائٹ ہینڈ۔ یو فول۔ رایٹ ہینڈ۔

شعبدہ باز دائین طرف آگیا۔ اور آتے ہی دیو کے سر پر اس زور سے وہ ٹھوکر لگایا کہ دیو پیچھے ہٹا۔

ل۔ ہولڈ آن ہولڈ آن۔

شعبدہ باز اُسی مقام پر کھڑا رہا تو دیو نے جھپٹ کر ایک چپت لگائی اور شعبدہ باز کی زبان سے ہاے کا لفظ بے اختیار نکل گیا۔ اسپر لیڈی نے زمین پر مارے غصے کے پانون کو زور سے دے ٹپکا۔ شعبدہ باز اس صدمہ سے پشیمان ہوگیا تو دیا

خوب ہی کھلکھلا کر ہنسا۔ اور اُسکے بڑے بڑے دانت دیکھ کر ۔۔۔ مین سے کوئی دو تین ہزار بزدلون نے مارے ڈر کے آنکھین بند کرلیا

ل۔ ڈون اپان ہم۔ ڈون اپان ہم۔

شعبدہ باز یہ سنکر دیو کے سر پر جھپٹا اور جھپٹتے ہی چپت دی تو دیو سر سہلاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ پھر لیڈی نے غل مچایا کہ ہولڈ آن ہولڈ آن۔ یعنی آگے بڑھکے ایک اور دے لیکن شعبدہ باز پھر رُک رہا۔ اسپر لیڈی بہت ہی جھلائی۔

اِتنے مین دیو نے جھپٹ کر شعبدہ باز کی گردن ہاتھون سے پکڑ لی اور کئی بار جھٹکے دیے۔ شعبدہ باز بالکل بے قابو ہوگیا اتنے مین دیو نے ایک ہاتھ کاٹ ڈالا اور کٹا ہوا ہاتھ سیدھا اس چھولداری کے قریب گرا۔ بڑا غل مچا۔ لاکھون آدمی ایک دفعہ ہی چلّا اُٹھے اور وہ بُت پندار فرط الم سے زمین پر گر پڑی حضرت جہان پناہ نے حکم دیا کہ اسکو بآرام تمام کمال ادب و تعظیم کے ساتھ اُٹھا لاؤ چنانچہ خدام ذوی الاحترام نے ویسا ہی کیا۔

لیڈی نے جو ولیعہد پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ۔ ؎

بالاے سرش ز ہوشمندی	میتافت ستارۂ بلندی

بادشاہزادہ اور جوان کوئی بیس برس کا سِن۔ اور خوبرو۔ مرغولہ مو۔ چہرے سے رعب داب شاہی نمودار تھا ریجھ گئی اور بے دھڑک ہاتھ پکڑ کر کرسی پر جا بیٹھی۔

اب دیو اور شعبدہ باز دونون تھک گئے کچھ یہ سمجھے کچھ وہ سمجھے۔ دونون ذرا سستانے لگے۔ ولیعہد کو خوب موقع ملا اس بت رنگین ادا کے نازک نازک ہاتھون کو پیار سے اپنے ہاتھ مین لیکر بے دھڑک کھل کھل کے باتین کرنے لگے

سچ ہے۔ ؎

ظاہر ہوتی تمکش تا خام ست باشد بستۂ ناموس ننگ	پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست

ولیعہد اِسوقت اِسقدر مح[illegible] او مسرور رہوا کہ گویا جامے مین پھولا نہ سمایا۔ مارے خو[illegible] کے آنکھون سے آنسو ٹپ ٹپ جاری ہوگئے۔ اُس مہ رو[illegible]ے اپنے ریشمی رومال سے اپنے عاشق زار کے آنسو پوچھے اور کہا اب کسی اور امر کا خیال کرو۔

اتنے مین دیو اور شعبدہ باز پھر جُٹ گئے دیو نے مُنھ کھولا اور لپک کر شعبدہ باز کو کاٹ کھایا تھوڑی دیر مین اُس بیچارے کا دوسرا ہاتھ بھی کٹ کے گر پڑا اور پھر غل مچا دس منٹ تک برابر اسقدر غل مچتا رہا کہ کان پڑی آواز کسی کو سُنائی نہین دیتی تھی۔

دیو کے ہاتھ مین ایک خار اشگاف تیغہ نظر آیا۔ اور لوگون نے دیکھا کہ اُسنے ایک ہاتھ ایسا بھرپور لگایا کہ شعبدہ باز کی دونون ٹانگین کٹ کر گر پڑین اسکے بعد دھڑ کے بھی کوئی بیس ٹکڑے کر ڈالے۔ اور سر دیو لے بھاگا۔

خلق خدا اس اُوکھے شعبدہ کو حیرت کی نظر سے دیکھتی تھی شعبدہ باز کی یہ گت بنی تو وہ پری تمیم بجلی کی طرح جھپٹ تاک کر بادشاہ کے سامنے آئی اور دونون ہاتھ اونچے کرکے کچھ کہا۔ تو چند بو نے نظر آئے اور وہان خود بخود آگ پیدا ہوگئی۔ اُس آگ مین کے شعلے آسمان کی خبر لاتے تھے وہ شعلہ رو جل بھن کر خاک ہوگئی اور بونون نے اُس خاک کو اُٹھایا تو وہ ہوا سے باتین کرنے جانے لگی۔ دم کے دم مین نظر سے اوجھل۔

تماشائیان انگشت حیرت بدندان۔ خلق خدا گریہ کنان۔ ایسا شعبدہ کسی نے کبھی کاہے کو دیکھا تھا عین مایوسی کی حالت مین لوگ اپنے اپنے گھر جاتے ہی کو تھے کہ آسمان پر ایک شعلہ نمودار ہوا دیکھتے دیکھتے اُس شعلے سے ایک ہاتھ نکلا پھر دوسرا ہاتھ ظاہر ہوا۔ اسکے بعد ایک ٹانگ دکھائی دی۔ تماشائی بغور و تعمق دیکھتے جاتے تھے۔ ان لاکھون آدمیون مین ایک بھی ایسا نہ تھا جسکی نظر آسمان کے رُخ نہو۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد اُس شعلے مین سے ایک آدمی نکلا۔ دیکھا تو وہی شعبدہ باز ہے اُسوقت وہ شور مچا کہ الامان۔ شعبدہ باز فوراً زمین پر آیا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر آداب بجا لایا۔ تماشائی متحیر کہ یا الٰہی یہ بشر ہے یا فرشتہ۔

شعبدہ باز۔ (ش) (بادشاہ سے) جہان پناہ اسوقت مین بالکل شل ہوگیا ہون۔

با۔ کارے کردہ شاباش۔

ش۔ گھنٹون لڑائی رہی۔ طرح طرح کی مصیبت سہی

ولیعہد۔ بارے صحیح و سلامت تو آگئے۔

ش۔ حضور کے اقبال سے۔

وزیر۔ تم باکمال آدمی ہو۔

ش۔ جہان پناہ وہ میری برق دم جورو کہان ہے۔

با۔ کمال افسوس ہے کہ تمھاری حالت زار دیکھکر وہ بیچاری جل مری

ش۔ کیا! جل مری! ا! ا! ہے نہین حضور۔

ولیعہد۔ (آبدیدہ ہوکر) ہاے افسوس وا اے افسوس۔

ش۔ حضور میری بیوی مجھکو ملجائے ورنہ مین اپنی جان دونگا۔ اور چاہے حضور توپ کے منھ سے اُڑا دین مگر میرا دل گواہی دیتا ہے کہ مرزا ولیعہد بہادر نے اُسکو گھر ڈال لیا۔

با۔ اِسوقت تم جو چاہے کہو تمھارا قصور قابل معافی ہے۔

ش۔ حضور میری جورو تمام امریکہ کی لیڈیون مین سب سے

بڑھ چڑھ کر ہی حسن و جمال مین اپنی آپ ہی نظیر ہی۔ میرزا ولیعہد بہادر نام خدا ابھی جوان ہین اور جوان کیا معنی عنفوان شباب ہی۔ اُس سے سانٹھ گانٹھ کر لی ہو گی۔

ولیعہد۔ یہ لاکھون آدمی دیکھ رہے تھے کہ وہ جل کے خاک ہو گئی اور اُس تودہ خاک کو جھاڑو نے اٹھالے گئے۔

ش۔ جہان پناہ غریبون پر کرم کرنا چاہئیے۔

با۔ تم سب سے پوچھ دیکھو کہ کیا ہوا۔

ش۔ حضور یہ سب حضور کی رعایا ہی۔ میری سی کون کہیگا بھلا پس صاف ظاہر ہی کہ اُسکی اُٹھتی جوانی اور اُسکا چہرہ نورانی میرا دشمن ہوا اور میرزا ولیعہد بہادر کو بادشاہ ذی جاہ کا لڑکا اور کلے ٹھلے کا گبھرو دیکھ کر ریجھ گئی۔ اب مین نے اُس سے ہاتھ دھویا۔

با۔ بولو تم کو کیا انعام دین۔

ش۔ جہان پناہ جبتک میری بیوی مجھے نہ ملیگی مین کچھ نہ لونگا اور اپنی جان دونگا۔

ولیعہد۔ یا الٰہی اِسکو کیونکر کوئی سمجھائے۔

وزیر۔ بڑی خرابی ہی۔

ش۔ ہان جسکی خرابی ہی اُسکی ہی۔ میرزا ولیعہد بہادر کی تو بغل گرم ہو گی۔ مجھ پر البتہ اوس پڑ گئی۔ ہائے ایسی طرہ رو اب مجھے بھلا کہان ملیگی۔

وزیر۔ تم ذرا دم تو لو ہم کل باتین تمکو سمجھا دینگے۔

ش۔ بس مین سب سمجھ گیا۔ فیری فیری۔ ڈیر فیری۔

شعبدہ باز نے جو اپنی پیاری بیوی فیری کو تین بار آواز دی تو فیری نے کہا (ہیلو ڈیر) یہ کہکر وہی برق وش جو ابھی ابھی جل کے خاک ہو گئی تھی بصد ناز و انداز میرزا ولیعہد بہادر کی کرسی کے نیچے سے نکلکر سامنے آن کر کھڑی ہو ئی اور شعبدہ باز نے قہقہہ لگا کر اُسکو گلے لگا لیا۔

ش۔ دیکھا مین تو کہتا ہی تھا کہ میرزا ولیعہد بہادر کا اسیر دل آیا ہو گا۔

ل۔ یہ تو مجھ کو اپنے گھر ڈالے لیتے تھے۔

ش۔ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔

اس شعبدے سے خسرو گیتی پناہ ازبس محظوظ ہوے۔ اور بہ طیب خاطر فرمایا کہ جو انعام مانگے دیا جائے شعبدہ باز نے عرض کی کہ جہان پناہ مین تو ایک غریب آدمی ہون لیکن حضور کے غلامون کو مین نے خوش کر دیا ہی۔ اب حضور ہی زبان مبارک سے کچھ فرما دین۔

با۔ دس کمرون کا پورا سامان دے دیا جائے۔

ش۔ (آداب بجا لا کر) حضور نے میری بڑی قدردانی کی مشہور ہی کہ دس کمرون کا سامان تخمیناً اٹھاسی کرور روپیہ کا تھا شعبدہ باز مالا مال ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ وہ مقام دلکش ہی جہان سڑکون پر پانی کے عوض کیوڑا چھڑکا جاتا تھا اور جہان فوارون اور آبشارون مین عطر ہی عطر نظر آتا تھا لوگ بیان کرتے ہین کہ ایوان خاص مین وہ تیاری تھی کہ شاہان ہفت اقلیم نے وہ سامان آرایش کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا۔ دو ہزار نوخیز و نوجوان خواصین از سرتا پا عالم نور رشک حور عجب ٹھسے کے ساتھ رہتی تھین۔ روایت ہی کہ ایک خواص نے کسی فقیر کو اپنا نصف زیور بخش دیا تو اُس کو بیچکر فقیر ستائیس مرتبہ حج عتبات عالیات کیلیے گیا اور ہندوستان کے دو ہزار شہرون مین اُسنے مسجدین بنوائین (واللہ اعلم) ایک ایک خواص کا ادنی ساخرچ یہ تھا کہ سات آٹھ من لایچی سے کم ہر روز صرف مین نہین آتی تھی۔ خواصون کی سواری کے

دو دو سو خاص بردار نکلتا تھا۔ اور ہٹو بچو دور باش و ادب کی آواز کوسون جاتی تھی۔

یہ اُس خسرو گیتی پناہ کے قیام کا مقام ہے جسکے رعب سے شیرون کے کلیجے دہل جاتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ اِس طرف سے ایک بدتمیز سانڈنی سوار جاتا تھا۔ جہان پناہ نے پوچھا یہ سانڈنی کسکی ہے بادشاہ کو دیکھکر ساربان کے ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ گھبرا کر بولا (جہان پناہ یہ اونٹ چند کی دیتی ہے) یہ سانڈنی دیپ چند نامے خزانچی کی تھی۔ ساربان ایسا گھبرایا کہ دیپ چند کو اونٹ چند داُٹنی کو دینی کہہ اُٹھا۔

نقل ہے کہ ایک بار جہان پناہ کی سواری نکلی شہر مین پہلے ہی سے آئینہ بندی ہو چکی تھی جلوس عظمت مانوس اور حشم و خدم کے ساتھ حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی فیل کوہ شکوہ پر صبا منظر شہریاری و دبدبۂ جہانداری سوار تھے۔ خلق خدا کا وہ ہجوم اور بادشاہ وقت کی سواری کی وہ دھوم کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا چھتین پھٹی پڑتی تھین۔ جہان پناہ نے ایک چھت پر نظر جو ڈالی تو ایک حلوائی کی عورت سے چار آنکھین ہوئین وہ اسقدر جبہ خائف ہوئی کہ وضع حمل ہو گیا۔ جب جہان پناہ کو خبر ہوئی تو چھ لاکھ کی جاگیر اُسکو بخشدی و اللہ اعلم۔

روایت ہے کہ شاہ ذوی الاحترام باشان و شکوہ ایکبار فرس باد رفتار پر سوار رشتے کیطرف ہوا کھا رہے تھے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک فیل نامست ہاتھی سامنے سے جھومتا ہوا آتا ہے وہ جس کسی کو راہ مین پاتا ہے سونڈ سے فوراً اُچھال دیتا ہے۔ لوگون نے ڈرتے ڈرتے سمجھایا کہ حضور اسوقت گھوڑے کی باگ پھیر دین بادشاہ نے اپنے رعب کے زعم مین گھوڑا بڑھایا اور جب ہاتھی قریب آیا تو للکار کر کہا کہ بس خبردار آگے نہ بڑھنا۔ بس رُک جا ہاتھی فوراً بیٹھ گیا اور جہان پناہ پشت توسن سے اُتر کر گردن پر جا بیٹھے یہ رعب جما تھا کہ انسان تو انسان حیوان تک اُنکی ڈانٹ مین آجاتے تھے اور نام سننے سے مارے خوف کے تھرا اٹھتے مشہور ہے کہ ایوان خاص مین دو سو من عطر روز چھڑکا جاتا تھا اور کئی ہزار گندھی شاہی ملازم تھے۔ و اللہ اعلم۔

اسی مقام پر جوگن کا چھوٹا سا خوشنما بنگلہ تھا۔ اور شہسوار اور جوگن دونون بیٹھے باتین کر رہے تھے۔

نئی روشنی والے اس مقام کے پُرانے تاریخی حالات کو ڈھکوسلا سمجھتے ہین۔ وہ اسکے معتقد نہین کہ شعبدہ باز نے یہ کرتب دکھائے اور اتنا روپیہ پایا اور خود اصیلین اس ٹھٹے سے رہتی تھین۔ یہ ان باتون مین سے کسی بات کو نہین مانتے۔ اور نہ کسی کو سچ تصور کرتے ہین۔ مگر پُرانے فیشن والے عموماً ان سب باتون کو آمنا و صدقنا تسلیم کرتے ہین۔

شہسوار۔ اب ہم چاہتے ہین کہ تمھارے ہی ساتھ زندگی بسر کرین

جوگن۔ زہے نصیب۔

شہ۔ آزاد اُسکے ساتھ رہین۔ ہم تمھارے ساتھ۔

ج۔ آزاد کو وہ اور ہم کو تم مبارک ہو۔

شہ۔ آمین۔

ج۔ بھلا تم آزاد کو پاؤ تو کیا کرو۔

شہ۔ کچا چبا جاؤن۔

ج۔ (بگڑ کر) ہان تو پھر ہمسے نہ بنیگی۔

شہ۔ کیون۔

ج۔ دل صاف رکھو تو ہمسے تم سے بنے ورنہ اپنی راہ لگو۔

شہ۔ اب آج سے آزاد کا ذکر بھی نہ کرینگے۔

ج۔ اگر اسوقت آزاد ملے تو کیا کرو۔
شہ۔ جھک کر سلام۔
ج۔ اُس سے ہاتھا پائی کرنے مین تمھارا ہی نقصان ہی۔
شہ۔ بیشک اب یہ ذکر جانے دو۔
ج۔ شہ آج سے تم یہین رہو۔ مگر دل کی صفائی مقدم ہی
شہ۔ حکم کا تابع ہون۔

اردگرد کے گنوار اَن پڑھ جاہل ضعیف الاعتقاد توہمی شعبدہ بازی کے کرتب اُنکو نجوبی یاد تھے۔ ادھر بچہ بیمار ہوا۔ اور اُنھون نے کہنا شروع کیا کہ وہی نٹ اس کے سر پر آیا ہی۔ چاہے کوئی عارضہ ہو مگر وہ جھاڑ پھونک سے باز نہ آتے۔ مہینے مین دس پانچ عورتون کے سر پر نٹ ضرور آتا تھا جوگن نے مشہور کیا کہ بھوت پریت آسیب کے دفعیے کے اُسکو اچھے اچھے گُر یاد ہین صدہا گنوار دور دور سے اُسکے پاس آتے تھے۔ یہ جھوٹ موٹ جھاڑ پھونک کر کے اُنسے کچھ نہ کچھ اینٹھ لیتی تھی۔ ایک گھوسی کا لڑکا جوگن کی دعا سے اچھا ہو گیا تھا اُسنے قسم کھائی تھی کہ ہر روز صبح و شام آدھ سیر دودھ جوگن کے پاس ضرور لیجاؤنگا۔ ایک کسان عین نزع کی حالت مین تھا اُسنے لوگون سے کہا کہ جوگن کو لاؤ شاید وہ کوئی ایسی دعا دے جس سے مین صحیح ہو جاؤن جوگن حسب الطلب گئی اور حسن اتفاق سے وہ کسان بچگیا۔ کسان کمال ممنون ہوا اور اُس دن سے مہینے مین دس بارہ سیر غلہ برابر جوگن کے ہان بھیجنے لگا۔ اسطرح جوگن کو کھانے بھر کا بخوبی سہارا ہو گیا۔ کسی بات کی پروا نہ تھی ایکدن جوگن اور شہسوار صبح کیوقت بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ ایک بوڑھے کھوسٹ نے آنکر کہا کہ بڑا غضب ہو گیا۔ ہا اگر یہ ہمارے گانوَن کی جوگن ہان ہوتین تو اس بیچاری پر تباہی کیون پڑتی شہسوار نے پوچھا کیا ہوا۔ پیر فرتوت پوپلے منہ سے یون بولے کہ دریا کے کنارے ایک بڑا عالیشان مکان ہی اُسمین کئی بیگمین رہتی ہین ایک سے ایک خوبرو اور ایک سے ایک زیادہ عنبر مو

شہ۔ آپکا قطع کلام ہوتا ہو۔ کس دریا کے کنارے۔
پیر فرتوت۔ (پیر) گومتی کے کنارے۔
شہ۔ مکان بستی سے دور ہی۔
پیر۔ ہان کوئی گولی بھر کے ٹپے پر۔
شہ۔ گولی بھر کے ٹپے پر ہی۔ یا تین کوس کے فاصلے پر بھلا اُس مکان کی قطع تو بیان کیجیے۔
پیر۔ زرد کوٹھی ہی اور دریا اُس مکان سے کوئی بیچا سقدم کے فاصلے پر ہی۔ مکان ایک بہت بڑے اونچے ٹیکرے پر ہی۔
شہ۔ تو کوئی اور ہوگا۔ خیر ہان فرمائیے۔

جوگن بھی کان دھرکے سنتی جاتی تھی۔ اُسکے بشرے سے معلوم ہوتا تھا کہ شہسوار جس مکان کی نسبت پوچھتا ہی اُس سے وہ خود بھی واقف ہی۔ پیر فرتوت نے یون بیان کیا۔

یہ بیگمات مخدرات و عصمت سمات ایک روز اپنے بام فلک احتشام پر مصروف خرام تھین کہ دفعۃً ایک گڑیری دربہوش ہو گئی پاس پڑوس کی عورتون نے آتے ہی فتویٰ دیا کہ آسیب ہی۔ مگر دو بیگمین آسیب و اسیب کی قائل نہین تھین اُنھون نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا۔ اور علاج کرنے لگین۔ آج سُنا کہ اُس بیگم کی طبیعت اور بھی ناساز ہو گئی ہی۔ اور ایک آدمی کہتا تھا کہ بچنے کی کوئی صورت نظر نہین آتی۔ اگر آپ وہان ہوتین تو وہ فوراً صحت پا جاتی۔

اس فقرۂ ہوش ربا نے شہسوار کو افسردہ کر دیا۔ مگر قلب کو تشفی دی کہ مکان کا پتہ جو اس پیر فرتوت نے دیا وہ مختلف ہی

وہان نہ زرد کوٹھی ہی اور نہ دریاے گومتی ہی کوئی اور بیگم ہونگی جوگن نے مضطر و بیقرار ہو کر پوچھا کہ بھلا اُس بیگم زادی کا نام بھی سُنا ہی۔ پیر فرتوت نے کہا ہان سُنا تو تھا۔ مگر اِس وقت بھولا جاتا ہون۔ بھلاہی سا نام ہی۔ جوگن نے کہا حسن آرا تو نہین نام ہی شہسوار نے جوگن کو غور سے دیکھا اور پوچھا تم حسن آرا سے واقف ہو۔ جوگن نے کچھ جواب نہ دیا۔ پیر فرتوت نے کہا حسن آرا تو نہین مگر نام کے آخر مین آرا ہی ہی۔ آپ کوئی اور نام لین جسکے آخر مین آرا ہو تو شاید وہ نام مجھے یاد آجائے جوگن نے کہا سلطنت آرا۔ جہان آرا۔ سپہر آرا۔

پیر۔ ہان ہان سپہر آرا۔ سپہر آرا۔ افسوس کہ اُس بیچاری کی جان مفت مین جاتی ہی۔ اور کوئی فکر معقول نہین کرتا ہمسے پوچھین تو ہم یہی صلاح دین کہ آپکو یہان سے لیجائین۔

شہ۔ ہم آج جاتے ہین۔ مگر پرسون تک واپس آئینگے

ج۔ ذری ٹھہرو۔

پیر۔ کیا وہین جائیے گا۔

شہ۔ نہین وہان کیا کام ہی۔ ایک اور ضرورت ہی۔

ج۔ ہمین تمسے تخلیے مین کچھ کہنا ہی۔

شہ۔ اچھا ذرا ٹھہر کے جاؤنگا۔

حسن آرا بیگم کی بیماری کا بیان حسب تجویز ڈاکٹر نقل مکان اور حاضرات کا سامان

آتش زنی کے پندرہ بیس روز بعد ایک دن خاتون معظما سپہر آرا بیگم تڑکے گجر دم خواب ناز سے بیدار ہوئین حسن آرا بیگم کو جگایا کہ باجی جان اُٹھیے اذان ہو چکی۔ نماز پڑھ لیجیے۔ حسن آرا نے کہا اسوقت مارے درد کے سر پھٹا پڑتا ہی۔ اور جی بیچین ہی

سپہر آرا نے روح افزا بیگم کو جگایا اور دونون بہنون نے نماز صبح پڑھی۔ اِسکے بعد روح افزا نے پوچھا کہ حسن آرا کیسی ہین۔ سپہر آرا بولین رات تو اچھی تھین اسوقت نماز نہین پڑھی۔ کہتی ہین کہ سر درد کرتا ہی اور طبیعت اچھی نہین ہی اتنے مین بہار النسا بیگم بھی بعد نماز دوگانہ آئین اور آتے ہی مُسکرائین روح افزا بولی۔ باجی اِسوقت حسن آرا بیچین ہین ذری دیکھیے تو۔

بہار النسا۔ این! کیون کیسی ہین۔

سپہر آرا۔ مین نے کہا باجی اٹھو۔ نماز صبح پڑھ لو۔ بولین اسوقت درد سر ہی اور طبیعت بیچین۔

بہار النسا نماز پڑھکر حسن آرا کے پلنگ پر جا بیٹھین اور آہستہ سے پوچھا کیسی ہو حسن آرا حسن آرا نے کہا بہن کیا بتائین۔ چار بجے سے مارے درد کے سر پھٹا پڑتا ہی اور اسوقت دل سنبھالے نہین سنبھلتا۔

بہار۔ کچھ بدہضمی کی شکایت تو نہین ہی۔

حسن آرا۔ ہان کھٹی ڈکارین تو آتی تھین۔

روح افزا۔ پیشانی ذرا ذرا گرم ہی۔

سپہر۔ اور پانون جیسے یخ۔

بہار۔ یہی تو مزا۔ بھلا ڈکارین کتنے وقت سے آتی ہین۔

حسن۔ کوئی دو بجے ہونگے۔ ہان بس تین کا عمل ہوگا اسوقت بات کرنا برا معلوم ہوتا ہی۔ اور ہونٹھ سوکھ کے کانٹا ہوگئے ہین

بہار النسا بیگم نے سپہر آرا سے کہا کہ جا کے اباجان کو تو بلا لاؤ۔ اور مہری سے کہو انکو بھی باہر سے بلا لائین سپہر آرا بڑی بیگم کو اور مغلانی نواب صاحب کو بلانے گئی۔

سپہر۔ اما جان بندگی۔
بڑی بیگم۔ جیتی رہو نماز پڑھی۔
سپہر۔ جی ہان پڑھ چکی۔ اِسوقت باجی جان کا ہنڈا ذری ذری پھیکا ہے۔ اور سر مین درد بتاتی ہین۔
ب۔ رات کیسی تھین۔
سپہر۔ کہتی ہین کوئی تین کے عمل مین کھٹی ڈکارین آئین اور چار بجے سے طبیعت بے لطف ہے۔
ب۔ اور جگایا نہ کسی کو۔
سپہر۔ جی ہان روح افزا بیگم کو بھی نہ جگایا۔ مجھ سے بھی نہ کہا چپ چاپ لیٹی رہین۔
بڑی بیگم آہستہ آہستہ حسن آرا کے پاس آئین۔ اور نوابصاحب بھی تشریف لائے۔ بڑی بیگم نے حسن آرا سے پوچھا کہ کھٹی ڈکارین کتنے وقت آئی تھین حسن آرا بیگم نے کہا۔ جی دو بجے کے وقت۔
بڑی بیگم پرانے فیشن کی ضعیف الاعتقاد عورت تو تھین ہین۔ بولین کہ نظر کا اسرار ہے۔
حسن۔ اے نہین امی جان۔ اسرار وسرار سب باتین ہین۔
ب۔ تم تو دانستوار ہوکے نادان بنتی ہو۔ ہزار دفعہ کہدیا کہ بابا عطر مل کے شام کو مہتابی پر نہ جایا کرو۔ مزاج مین لڑکپن ہے۔ مانتی ہی نہین۔
سپہر۔ اچھا تو امی جان ہم کیون اچھے ہین۔ ہم بھی تو عطر لگاکے کوٹھے پر گئے تھے۔
ب۔ مغلانی سے کہو فال کھلوائے۔
سپہر۔ ہان یہ بات مانی۔ لائیے ہم خود فال دیکھین گے

ب۔ نظر کا اسرار ضرور ہے بیٹی۔ تم ناحق کو حجت کرتی ہو۔
روح۔ اِسکے تو ہم بھی قائل نہین۔
ب۔ پیاری کی مان۔ جاکے حافظجی سے تعویذ تو لاؤ۔
پیاری کی مان۔ بہت خوب وہی نہ جو مسجد (مسجد) مین رہتے ہین۔
ب۔ ہان۔ ہان۔ کہنا تعویذ لکھدیجیے۔
حسن۔ اما جان نہ منگوائیے۔ ہمکو تعویذ وعویذ کا اعتقاد نہین
بہار۔ اے واہ۔ کیسی بچون کی سی باتین کرتی ہو۔
روح۔ اچھا اعتقاد چاہے نہو۔ مگر ہرج ہی کیا ہے۔
سپہر۔ لو مین دیوان حافظ لے آئی۔
ب۔ پھر فال دیکھو۔ خورشید دولھا مطلب بتا دینگے۔
نواب۔ یہ گنڈا تعویذ تو ہوا ہی کریگا۔ علاج کی فکر کرنی چاہیئے۔ کہیے تو ڈاکٹر کو بلا لاؤن۔
ب۔ نہین بیٹا۔ ڈاکٹر واکٹر نہین حکیم صاحب کو بلاؤ۔ ڈاکٹرون کی دوا گرم ہوتی ہے آگ۔ (حسن آرا کی پیشانی نورانی پر ہاتھ پھیر کر) اُف پسینے مین ڈوبی ہوئی ہے۔
سپہر آرا نے۔ ؎

قسم شاخ نبات ست ترا اے حافظ
فال ما راست بگو تا شودم باتو یقین

سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اے حافظ شیرازی میری فال صحیح صحیح بتا دو تو تمہارے دیوان کو مٹھائی سے تولون یہ کہکر دیوان کو کھولا۔ تو یہ طالع نظر سے گذرا۔ ؎

روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد
زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد

بڑی بیگم پڑھی لکھی تو تھین ہی نہین (آخر شد۔) ہجو آخر [illegible]

تو ہوش اُڑ گئے۔ مُنہ پر ہوائی چھُٹنے لگی۔ گردن جھُکائی اور ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

حسن۔ ہائین ہائین۔ اماجان۔

روح۔ دولہا بھائی۔ انھین سمجھائیے تو ذری۔

ن۔ آپ سمجھین نہین اسکے معنی تو سمجھ لیجیے۔

بڑی بیگم کو (آخر شد) نے خون رُلایا سمجھین کہ بس اب حسن آرا آخر ہو گئی۔ یہی دم واپسین ہو۔ ہائے دلکی حسرت دل ہی مین رہی نوابصاحب نے بڑی بیگم کو بغور دیکھا تو چہرہ کا رنگ زرد پایا۔

ن۔ ایک التماس ہو سنیے تو عرض کرون۔

ب۔ (آبدیدہ ہو کر) اسوقت انھون نے کیا پڑھا۔

ن۔ انھون نے جو پڑھا اسکے یہ معنی کہ جدائی کا دن اور دوست کی فرقت کی شب گئی گذری۔ اب کار غم تمام ہوا لو شادیانے بجاؤ۔

ب۔ رات حاضرات کرینگے۔

حسن۔ کوئی فال دیکھتا ہو۔ کوئی حاضرات کرتا ہو۔ کوئی گنڈا تعویذ لاتا ہو۔ کوئی حافظ جی کے پاس جاتا ہو۔ اور حکیم کی فکر ہی نہین اور میرا بُرا حال ہو۔

ن۔ مین جاکر حکیم صاحب کو بگھی پر اپنے ساتھ لیئے آتا ہون۔

حسن۔ (آہستہ سے) ہان بھائی۔ بڑا احسان کروگے یہ لوگ گنڈے تعویذ ہی کے پھیر مین پڑے رہینگے۔

روح۔ جائیے اور ساتھ ہی لے آئیے۔

بہار۔ مگر ڈاکٹر کو نہ لانا کہین۔ انکو ڈاکٹرون کا بڑا اعتقاد ہو۔

ب۔ اب انکو اختیار ہو جسطرح چاہین اپنی سالی کا علاج کرین نوابصاحب تو حکیم کو بلانے گئے اور یہان بڑی بیگم نے تھوڑی دور سے ایک عورت کو بلوایا جسکے جھاڑنے پھونکنے کی دھوم تھی۔ کوئی اڑتیس برس کا سن۔ یہ عورت ایک ہی کائیان تھی۔ آئی اور مسکرا کر بڑی بیگم کو سلام کیا اور پوچھا کہ خیریت ہو بیگم صاحب۔ بڑی بیگم نے کہا حسن آرا کا پنڈا پھیکا ہو اور جی گھبراتا ہو۔ رات دو بجے سے بےچینی بتاتی ہین۔ پسینون سے رومال تر ہو گیا۔ ڈوب پڑ ڈوب آرہا ہو۔ اتنے پسینے آتے بھی کسی کو نہین دیکھے تم ذری اچھی طرح دیکھو مہدی خانم کھل گئین کہ اچھا شکار ہاتھ لگا۔ انکے آنے سے بڑی بیگم کو ڈھارس ہوئی مگر حسن آرا بد دماغ ہو گئین۔ اِس خاتون پری پیکر کو ضعیف الاعتقادی اور دقیانوسی خیالات سے بڑی نفرت تھی۔ بس چلتا تو کھڑے کھڑے مہدی خانم کو نکلوا دیتین خانم صاحب نے تھوڑی دیر تک بڑی بیگم سے باتین کین اسکے بعد حسن آرا کے قریب جاکر بیٹھین۔

مہدی خانم۔ (دم) کل رات کو دہی کھایا تھا۔

حسن۔ (مُنہ بناکر) نہین۔

م۔ دودھ کھایا تھا آسمان کے تلے۔

حسن۔ نہ۔

م۔ ہون۔ (بڑی بیگم سے) ہو وہی بات جو آپ سمجھی ہین۔

ب۔ دیکھا نہ مین تو پہلے ہی سمجھی تھی۔

م۔ جی ہان جن کا سایہ ہو۔

ب۔ اللہ مالک ہو۔

م۔ معلوم ہوتا ہو بیگم صاحب کسی ان فری نہائی ہائی

ہونگی اور ذری نگہر کے اتفاق سے کوٹھے وسٹھے پر گئی ہونگی۔

ب۔ اور عطر مین بسی ہوئی تھین۔

م۔ اے ہے۔ کہین ایسا غضب کرتے ہین۔ عطر کی خوشبو پر تو جن عاشق ہوتے ہین۔ اور پھر حسین اور نام خدا جوان عورت کم سن اللہ خیر کرے۔

خانم صاحب نے جو بڑی بیگم کو اس درجہ ضعیف الاعتقاد اور ڈرپوک پایا تو خوب ہی بنایا۔ روح افزا کو کمال شاق گذرتا تھا مگر بہار النسا بھی بڑی بیگم کی طرح اس کے دم مین آگئین۔

حسن۔ (بیقرار ہوکر) ابھی دولھا بھائی نہین آئے

سپہر۔ آتے ہی ہونگے اب۔

حسن۔ دم نکلا جاتا ہے۔ اُف۔ کسی پہلو چین نہین آتا۔

روح۔ اب تپ بھی تیز ہے۔

حسن۔ آنکھین جل رہی ہین مین پھنکی جاتی ہون اے مغلانی کبریا کے لیئے ایک آدمی اور دوڑا دو۔ امی جان میرا تو برا حال ہے اسدم کیا جانے بخار نے کب کی عداوت نکالی ہے کسساتھ بہار النسا نے دو نکیرے منگوائے۔ اور کافلکر حسن آرا کو سنگھائے۔ مگر چین نہ آیا۔ پاؤن بالکل سرد تھے پیشانی گرم دماغ کیطرف انجرے جانے لگے تو ہذیان بکنا شروع کیا۔ اوف وہ جاتا ہے۔ وہ جاتا ہے۔ بہار النسا بہن تم تو سوئی چبھوئے دیتی ہو۔ بڑی بیگم حسرت سے منھ تکتی تھین انکو شک کی جگہ یقین کامل ہوگیا کہ جن کا سایہ ہے۔ محمدی خانم نے چپکے سے کہا کہ بیگم صاحب ایک بات یاد رکھیے گا تین دن تک حکیم و کیم کا علاج نہو۔ حکیم نے علاج مین ہاتھ ڈالا اور نصیب دشمنان

کچھ کہنے کی بات نہین ہے جو مین کہون وہ کیجیے۔ اللہ چاہے کل تک آرام ہوجائے۔ بہار النسا نے بھی اس راے سے اتفاق کرلیا۔ مگر سپہر آرا اور روح افزا دونون کو محمدی خانم کی تقریر بری معلوم ہوئی حسن آرا نے درد اور بیچینی کے سبب سے یہ تقریر نہین سُنی تھی ورنہ نہایت ہی ملول ہوجاتین۔

روح۔ اماجان یہ بات تو اچھی نہین۔

ب۔ آجکل کے زمانے کی لڑکیان بڑے بوڑھونکو بھی سبق دیتی ہین

سپہر۔ پھر اماجان ہم بھلا کیسے چُپ رہین۔

روح۔ دیکھو تو سہی بھلا۔

ب۔ اچھا خورشید دولھا کو آنے دو۔ اگر وہ منظور کرلین تو مانو گی یا تب بھی نہ مانو گی۔

بہار۔ وہ بھی انھین کی سی کہینگے۔ وہ تو کہتے ہین بھوت پریت سب ڈھکوسلا ہے۔

م۔ جن کا ہونا تو قرآن کی رو سے ثابت ہے۔

سپہر۔ ہان! بھلا یہ بھی ثابت ہے کہ جو کوئی عطر ملکے کوٹھے پر جائے تو جن اسکے سر پر سوار ہوجائے۔

ب۔ اے محمدی خانم تم اُنسے بحث نہ کرو۔

حسن۔ دولھا بھائی آئے کبھی اللہ اُف ذری سا پانی پی لون امی جان۔

ب۔ ہان تازہ پانی ایک دو گھونٹ پی لو۔

بہار۔ بلا کلی کرکے پھینکدو بہن۔ ذری زبان اور لب تر کرلو۔ پیو نہین۔

حسن۔ اے ہے۔ مین تو پھنکی جاتی ہون۔

اتنے مین مغلانی نے آکر کہا حضور حکیم صاحب آگئے پردہ ہوجائے تو آئین۔ بڑی بیگم کو تو محمدی خانم پٹی پڑھا چکی تھین کہ خبردار

حکیم کا علاج تین دن تک نہ کرنا انھون نے چپکے سے مغلانی
کو ایک کونے مین بلایا اور کہا ذرہ خورشید دولھا کو بلا لاؤ
مغلانی نے جا کر کہا کہ نواب صاحب چلیے بیگم صاحب کو حضور
سے کچھ کہنا ہے۔ نواب صاحب اندر تشریف لائے تو بڑی بیگم
نے آہستہ آہستہ یون گفتگو کی۔

ب۔ محمدی خانم کہتی ہین کہ تین دن تک علاج نہ ہونا
چاہیے جن کا سایہ ہے۔

ن۔ محمدی خانم کون ؟

ب۔ ہین ایک آدھر مکان ہے۔ وہ ان باتون کو خوب
جانتی ہین۔

ن۔ اجی کچھ خیر ہے۔ آپ ذرا پردے مین بیٹھین۔ اپنی
دور سے جائے حکیم صاحب کو لایا ہون۔ نبض تو دکھا دیجیے

روح۔ یہان پردہ ہے آپ بلا لیجیے۔

حکیم صاحب تشریف لائے۔ میانہ قامت۔ گول بدن
بیالیس چوالیس برس کا سن۔ سفید ڈھیلے پائچون کا پائجامہ
چکن کا کرتہ۔ شربتی کا انگرکھا۔ چوگوشیہ ٹوپی سر پر عقیق کا
کنٹھا ہاتھ مین۔ کپڑے صاف ستھرے۔ آنکر کرسی پر
متمکن ہوے۔

ن۔ دو بجے کھٹی ڈکارین آئین۔ اور چار بجے سے بخار ہے
اور بے چینی۔

ن۔ (پردے کے پاس سے) نبض دکھاؤ۔

ح۔ (نبض دیکھ کر) شب کو کوئی ثقیل چیز تو نہین
کھائی تھی۔

حسن۔ (بہت آہستہ سے) نہین۔ معمولی غذا تھی۔

ح۔ حرارت شبینہ جو باعث تحریک ہوئی سبب حدوث
ان شکایات کا ہے جو آپ نے فرمائین۔ ہنوز کوئی مرض
ان اسباب سے پیدا نہین ہوا۔ تغیر اوقات سے اختلاف
واقع ہو گیا ہے۔

حسن۔ پیاس کے مارے کلیجہ منھ کو آتا ہے۔

ح۔ آلو کا پانی استعمال مین لائیے۔ شیخ الرئیس نے
جناب نواب صاحب ساٹھ فائدے آلو بخارا کے لکھے ہین
اکسیر ہے اکسیر ڈاکٹرون کے ہان یہ مسکن ادویہ نہین ہین
وہ سوائے کنین کے اور کچھ نہین جانتے۔

ن۔ مگر کنین ہے تو مفید۔

ح۔ لاریب۔ مگر ہر قسم کے بخار کو فائدہ نہ بخشیگی۔

ن۔ بے چین بہت ہین۔

ح۔ ضیافت طبع اور سکون باعث دفع خفقان و وحشت
دل و حرارت دماغ ہوگا۔

حسن۔ (چپکے سے) دولھا بھائی نسخہ جلد لکھوائیے۔

ح۔ بس اب آلوے بخارا اور عرق کیوڑا استعمال مین لائیے

ن۔ بہت خوب۔

ح۔ بس عرق کیوڑا اور آب آلو کہ بہت بڑا مفرح اور مسکن ہے
نوش فرماوین۔ غذا مین تقلیل کیجیے۔ اور اسباب راحت
مین زیادتی۔ فوراً حرارت دماغ کم ہو جائیگی اور وحشت دل
بھی دور ہوگی چونکہ ڈکار کھٹی آچکی ہے لہذا بالقول معروف اطبا
صوم و نوم دونون ازالۂ مرض کے لیئے کافی ہین۔ مگر صاحبزادی
کی تشفی کے لیئے احتیاطاً نسخہ بتا دیا۔ واسطے انشراح طبیعت
کے اس امر پر توجہ ہونی چاہیئے کہ جس سے جیلۂ طبیعت پیدا ہو
اور طبیعت مرض سے غافل ہو جائے۔ شیخ الرئیس نے آداب تخلوت
لطیف مزاجان خصوصاً نسوان کے واسطے راحت اور سکون ادنی کہا ہے

سپہر۔ خورشید دولہا پوچھو کہ پانی دیا جائے۔ پیاس کی بڑی شدت ہے۔

مغلانی۔ (حکیم صاحب سے) حضور اسقدر کی پیاس ہے کہ پانی پیا اور بس ہونٹھ سوکھ گئے۔

ح۔ آب آلو دیجیے۔ از بس نافع۔

مغ۔ کل صاحبزادی نے امرود کھائے تھے۔

ح۔ آج کل فصل خراب ہے۔ امرود وغیرہ سے احتیاط کامل لازم ہے۔ ہرگز گھر میں امرود نہ آنے پائیں۔ اس کا خیال رہے۔ ایسا نہ ہو گھر میں اور بچے بھی امرود مرود کھائیں السعید من وعظ بغیرہ۔ پان الائچی نوش جان فرما کر حکیم صاحب تو رخصت ہوئے۔

نواب صاحب نے پانچ روپیہ نذر کیے۔

حسن۔ پھر آب آلو بلوا لیجیے۔

سپہر۔ پھر اب کیا کہتے ہو خورشید دولہا۔ جو تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی رائے میں آوے وہ کام کرو۔

ن۔ نہیں مقدم تو آپ کی رائے ہے۔ آپ بزرگ ہیں مگر میری طبیعت گوارا نہیں کرتی کہ تین دن تک تبرید کے عوض بھاڑ پھونکا ہی کیے چپ میں رہیں۔ آیندہ جو آپ مناسب سمجھیے وہ اولیٰ ہے۔

ہم۔ آب آلو اور کیوڑا دینے میں کیا قباحت ہے۔

سپہر۔ بلائیں پھر۔

ہم۔ ہاں ہاں شوق سے۔

تھوڑی دیر بعد آب آلو اور عرق کیوڑا حسن آرا بیگم کو پلایا گیا اور دس منٹ کے بعد پھر دیا گیا۔ تو تھوڑی دیر میں ذرا تسکین ہوئی بڑی بیگم سے کہا۔ امی جان دیکھیے پیتے ہی قلب کو سکون ہوا۔ آپ جو سایے اور حاضرات اور گنڈے تعویذ ہی کی فکر میں رہتیں تو میں اور بھی بے چین ہو جاتی۔ سر کے درد کی دوا حکیم صاحب نے کچھ نہ دی۔ اتنی دیر بیٹھے رہے تھا تو پہر بھر کا حال کہہ سنایا۔ مگر درد سر کی دوا نہ بتائی۔ حکیم تو حاذق ہیں مگر بکتے بہت ہیں۔ نواب صاحب نے مسکرا کر کہا کہ حکیم کے حکیم اور مصاحب کے مصاحب لیکن بلا کا مقرر آدمی ہے زبان رکتی ہی نہیں۔ تڑ تڑ تڑ تڑ۔ اور لطف یہ کہ ایک لفظ بھی بے مطلب منھ سے نہیں نکلتا۔ ایسی مسلسل تقریر ہے کہ صلِّ علیٰ۔ انکے والد بزرگوار بھی بڑے نامی گرامی حکیم تھے۔

حسن۔ ہاں فال میں کون شعر نکلا تھا۔

ن۔ (ہنس کر) مضمون خیز شعر ہے۔ ؎

روز ہجران و شب فرقت یار آخر شد
زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد

حسن۔ (مسکرا کر) اماجان کے تو ہوش اڑ گئے کہ اتنی بڑی لڑکی گئی ہاتھ سے۔

بہار۔ اللہ کرے کیا واہیات باتیں زبان سے نکالتی ہو

حسن۔ (ہنس کر) بہار النسا بہن وہ دیکھو جوڑا کھلا جاتا ہے۔

بہار۔ (تنک کر) خیر آپ کی بلا سے۔ ہم اپنے جھگڑے لینگے سوا وہی چھیڑ خانی کے۔

سپہر۔ مجھدی خدا کو۔ تم کل آنا اب اگر آنا ضرور۔

حسن۔ (مسکرا کر) ضرور ضرور [illegible]

ہم۔ ای بیوی میں نے پیا سو ن باری کہا کہ [illegible] وقت ملتے کو کچھ پرند جائیں۔

سپہر۔ بی مغلانی تم نے بھی کبھی کوئی جن عاشق ہوا ہے۔

م۔ اے اب ہم پر کوئی مرا کیا عاشق ہوگا۔ چونڈا سفید ہوگیا۔ سر ہلنے لگا۔ گالون پر جھریان پڑ گئین۔ منھ پوپلا ہو گیا۔

ب۔ جب ہماری طرح بوڑھی ہوگی تب قدر عافیت معلوم ہو جائیگی مین نے ہزارون نسخین ان ماں کے پالا۔ گرمی سردی ایک کو دھیان مین نہ لائی اب یہ ہلکو چٹکیون پر اڑاتی ہین۔

م۔ ہم حسن ارا بیگم کو کچھ باتین بتائین گے۔

حسن۔ دور ہی سے سلام ہو۔ ایسی ایسی باتین ہمارے ناخونون مین ہین۔ اُف پھر جی نڈھال ہو۔

سپہر۔ آلو کا پانی لاؤن باجی جان۔

روح۔ ہان ہان لاؤ انھین پوچھتی کیا ہو۔ آلو اور کیوڑا تو کوئی کہے مین دن بھر پیئے جاؤن۔

بہار۔ مین اُٹھا لاتی ہون۔

سپہر۔ جلد لایئے۔ مگر آپکی تو نستعلیق چال ہو۔

بہار۔ اب ہم تمھاری سی پھرتی کہان سے لائین۔

حسن۔ آج تو بخار نے ہلکان ہی کر دیا۔

ب۔ ایک ہی پہر مین دیکھو کیا حال ہو گیا۔ چہرہ زرد ہو گیا۔

اتنی ہی دیر مین حسن آرا پھر بیچین ہوئین اور مارے درد سر کے تڑپنے لگین۔ نوابصاحب کو اطلاع دی گئی۔ مہری خانم پردے مین بیٹھین اور نوابصاحب تشریف لائے حسن آرا نے کہا دولھا بھائی۔ مین تو ہلکان ہو گئی اب اسوقت سر کا درد مارے ڈالتا ہو۔ حکیم صاحب کو لکھ بھیجو کہ شام کو ضرور آئین۔ بس ایسا کہ کوئی پانچ اور چھ کے عمل مین آئین۔

ن۔ درد سر کا جو علاج ڈاکٹرون کے پاس ہو حکیم بیچارے کیا جانین مین اسپتال سے ایک شیشی ابھی منگوا تا ہون دیکھو چٹکیون مین درد سر جاتا رہے۔ بات کرتے خدا کی قسم۔

نوابصاحب نے اسسٹنٹ سرجن کے پاس چٹھی بھیجی۔ اور آدھ گھنٹے مین شیشی آ گئی۔

ن۔ (شیشی دیکر) لو بہت دیر تک نہ سونگھنا سونگھو اور بند کر دو۔ پھر دس منٹ بعد سونگھو اور ہٹا دو۔ پھر چار پانچ منٹ بعد سونگھو اور ہٹا لو۔ دیکھو دم کے دم مین درد سر کافور ہو جاتا ہو کہ نہین۔

حسن آرا نے شیشی کی دوا سونگھی تو کوئی بیس منٹ مین کہا کہ اب درد بہت کم ہو گیا۔

روح۔ یہ نسخے ڈاکٹرون ہی کے ہین حکیم کیا جانین بیچارے۔

ب۔ جب ڈاکٹر نہین تھے تب تو کوئی بیمار ہو کے بچتا ہی نہ تھا۔

حسن۔ اس سے کیا مطلب۔ یون تو گانون مین برسون حکیم کا گذر ہی نہین ہوتا۔ پھر کیا وہ لوگ بیمار ہوتے ہی مر جاتے ہین۔ ایسا ہوتا تو کوئی گنوار نظر ہی نہ آتا۔

ب۔ چلو اچھا ڈاکٹر ہی اچھے سہی۔

بہار۔ پھوڑے پھنسی کے علاج مین تو ڈاکٹر بہت اچھے ہین مگر اور باتون مین کچے۔

روح۔ بجا۔ آپ سب باتین جانتی ہین۔

سپہر۔ کیون دولھا بھائی جو حکیم بیمار ہو اور ڈاکٹر کے پاس جائے اور ڈاکٹر علیل ہو کے حکیم سے نسخہ لائے تو آپس مین روپیہ لین یا نہ لین۔

ن۔ کہین ٹھٹھیرے ٹھٹھیرے بھی بدلائی ہوتی ہو۔

شام کے وقت باغ سے باغبان ہٹا دیے گئے اور پردہ ہو گیا حسن آرا نے مسہری پر وہین آرام کیا۔ روح افزا اور بہار النسا اور سپہر آرا اور بڑی بیگم صاحب اور نواب صاحب کرسیون پر متمکن ہوئے۔

حسن۔ کیا فرحت ہی اِسوقت۔ ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی آرہی ہین۔ اور پھولون کی بھینی بھینی مہک مشام روح تک کو مست کرتی ہی۔

روح۔ یہ خوشبو روح افزا ہی۔

حسن۔ (مسکرا کر) اخاہ۔ اب تو ہماری بہن بڑی باتونی ہو گئی ہین۔

بڑی بیگم صاحب جریب ٹیک کر باغ کی سیر کرنے لگین۔ مغلانیان اصیلین ادب کے ساتھ ہمراہ۔ حضور یہ کیاری خوب سینچی گئی ہی۔ دیکھیے یہ درخت میوے سے کیسا لدا ہی۔ اہو بیگم صاحب اس چھوئی موئی کو بھی اللہ نے کیا بنایا ہی۔ اوہو! اوہو! اہو واہ۔ ذری چھو لو بس اینٹھ گئین۔

اتنے مین ایک روش کے قریب سانپ نکلا۔ مغلانیان اصیلین بھاگین۔ نواب صاحب دوڑ پڑے۔ اور لکڑی لیکر سانپ کو مار ڈالا۔

ب۔ یہ سانپ نہین تھا۔ یہ بلّیات مین سے ہی۔ بلا اکثر چھپکلی یا گرگٹ کی صورت مین رہتی ہی۔ بلّیان اکثر انسان کو دق کرتی ہین۔ ایک آدمی کے سرہانے ہر روز دو بلّیان لڑا کرتی تھین وہ بیچارہ کچھ سمجھا نہین مہینون برابر روز رات کو بلّیان اُسکے سوتے وقت چارپائی کے پاس لڑتی رہین جب اُسکی آنکھ کھلتی تھی تو وہ بلّیان بھاگ جاتی تھین ایک دن آدھی رات کے وقت اُسنے کیا دیکھا کہ چار بلّیان اُسکی چارپائی سے کوئی تین گز اونچی ہوا پر لڑ رہی ہین بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا ہو رہا ہی۔ ایسا سہما ایسا سہما کہ آنکھین بند کر کے چپ چاپ پڑا رہا۔ رات کو خواب دیکھا کہ ہزارون بلّیان آئین۔ ڈر کے مارے غل مچایا تو آنکھ کھل گئی۔ فجر کو اُسنے لوگون سے کہا کہ رات کو یہ کیفیت ہوئی۔ ایک آدمی نے کہا کہ آج رات کو یہ طباق اپنے سرہانے پر رکھ دینا اُس دن سے بلّی دلّی ایک بھی نظر نہ آئی۔ تم ابھی لڑکی ہو یہ باتین بھلا کیا جانو۔

رات کو محمدی خانم آئین اور چپکے چپکے بڑی بیگم سے کچھ باتین کر کے کہا کہ بس اب بلائیے۔ بڑی بیگم نے بہار النسا کو آواز دی۔ بہار النسا نے حسن آرا سے کہا کہ وہ اِسوقت حاضرات کرینگی تم ان باتون کو مانو یا نہ مانو مگر اما جان کا حکم تو نہ ٹالو۔ کہنا مان لو تمھارا کیا حرج ہی۔ اِسمین حسن آرا نے کہا چاہیے جو ہو ہم تو نہ مانینگے بہار النسا تنک مزاج تو تھی ہین تنک کر چلی گئین۔ روح افزا اور سپہر آرا نے منت و خوشامد سے بہت سمجھایا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی۔ تم اپنے چپ بیٹھی رہنا چلو چھٹی ہوئی۔

روح۔ دولہا بھائی۔ محمدی خانم گھر مین آئی ہین اما جان نے باجی کی زبانی کہلا بھیجا کہ حاضرات کرینگی۔ حسن آرا کو بھیج دو یہ کہتی ہین ہم نہ جائینگے۔ آپ سمجھائیے انھین۔

اتنے مین بہار النسا بیگم چھم چھم کرتی ہوئی پھر آئین اور بڑی تیکھی ہو کے پوچھا کہ آخر تم اسمین فائدہ کیا سوچی ہو کہ ایک بڑی بوڑھی کو آٹھ آٹھ آنسو رلاؤ۔ اور نہ چلو تو اچھا پھر محمدی خانم سے کہہ دین کہ اپنے گھر کی راہ لین۔ بس جب اس قدر کی خود رائی مزاج مین سمائی تو پھر کہنا اور سننا کیا جو جی چاہے وہ کرو۔ نواب صاحب نے مسکرا کر کہا افسوس

ان بہنون مین ایک ہی بے شعور رہین۔ بہار النسا بہت تیکھی ہوئین۔ چلیے آپ کی بلا سے۔ ہم بے شعور ہی سہی۔ پھر کسی کو کیا۔ چاہیئے تھا کہ اِسوقت حسن آرا کو سمجھاتے وہ سمجھانا تو رہا چھپر پر اور ریتی پڑھاتے ہین۔ کہ نہ جانا۔ خیر نہ چلین۔

حسن۔ اچھا چلو صاحب چلین۔

محمدی خانم نے کہا ای حسن آرا بیگم ذری غسل کر ڈالیئے صاف پاک ہو کر آیئے۔ حسن آرا سوچی کہ ابھی شام تک تو بخار مین پھنک رہی تھی اس وقت نہاؤن تو چار دن تک چارپائی سے اُٹھنا دوبھر ہو جائے۔ روح افزا نے حسن آرا سے کہا کہ بہن واسطے خدا کے کہین نہانا و ہانا نہین۔ یہ تو دوانی ہو گئی ہین۔ تم اِنکے کہنے مین نہ جانا۔ سپہر آرا اور روح افزا اور حسن آرا نے باہم صلاح کی کہ نہائین ہائین نہین اور آن کر کہدین کہ نہا چکے سفید کپڑے بدل کر حسن آرا اپنی بہنون کے ساتھ آئین۔ محمدی خانم نے اُنکو تلنگی کے سامنے بٹھایا۔ سوسے کی اوڑھنی اوڑھے ہوے تھین۔ سر تا سرخ مہین لباس اور اسپر عطر سہاگ کی بو باس گلے مین بیلے کا طوق۔ ہاتھون مین بیلے کے گجرے ڈنڈون پر تنج بند۔ کانون مین پھولون کی بجلیان اور حلقے سر پر بہت گھنا چھپکا۔ قادر پھول والے کے ہاتھ کا بنا ہوا۔ اور چھپکے کے سامنے موگرے کی جھالر۔ زیب سر طرہ۔ اسپر یہ کہ جوہی کا طرہ شانے پر بصد شان لٹکا یا تھا اور گلے مین ہار اور بدھیان کھلے ہوے بال کمر کے نیچے تک رہے تھے۔ اِس ٹھاٹھ سے حسن آرا بیگم آئین۔ اس گلبدن نے جو پھولون کا گہنا پہنا تو کھل گئی۔ از راہ مذاق ہنستے ہنستے کہا کہ میرے دونون شانے بھاری معلوم ہوتے ہین یہ کہکر عمداً ایکبار انگڑائی لی۔ روح افزا یہ کیفیت دیکھکر ہنس پڑی۔

بہار۔ دیکھنا نہ۔

حسن آرا نے سر نیچا کر کے ذرا دو منٹ تک سکوت کیا محمدی خانم آنکر بیٹھین۔ ایک ٹوکری مین مٹھائی رکھی گئی پنج میل کوری رکابی مین اکیس پان دساوری۔ تاکید کر دی تھی کہ تنبولی نے قینچی نہ لگائی ہو۔ پانون پر چنبیلی کے پھول رکھے تھے اور پھولون پر دو سینکین عطر کی۔ محمدی خانم نے چھوئی مٹی سے زمین کو لیپا تھا اسپر لوبان جلایا۔ ایکطرف عطر عروس کی شیشی اور دوسری جانب حنا کے تیل کی کپی صفائی کے ساتھ بتی سے منڈھی ہوئی۔ گوٹے سے منھ بندھا اور پھندنا خاص سرخ لٹکا ہوا تھا۔ ایک سمت کلاوُن کی لچھی دو کوری کلھیان اُنپر دو کورے سکورے رکھے ہوے۔ حسن آرا بیگم کھاروے کی لنگی پر بٹھائی گئین۔ محمدی خانم نے ماش ہاتھ مین لے کر کچھ پڑھنا شروع کیا۔ اور ایک دفعہ ہی مُنھ کے قریب لیجا کر اور دم کر کے سر پر کھینچکر مارے اور کہا کہ (حاضر شو بر سر این حسن آرا ہر کہ قہر باشد ہر کہ جادو باشد۔ پری باشد ہر کہ سایہ باشد بر سر این حاضر شو و جواب گوید) حسن آرا کو بے اختیار ہنسی آ گئی۔

حسن۔ چہ خوش چرا نباشد۔

روح۔ جواب گوید۔ جواب گوید۔

تھوڑی دیر مین حسن آرا نے گردن ہلا کر محمدی خانم کو ایک گھڑی محمدی خانم چیخ کر بھاگین اور ادھر روح افزا اور بہار النسا نے ہنسی کو ضبط کیا ہم۔ دیکھا ہم تو کہتے تھے۔ وہی ہوا نہ آخر۔

حسن۔ (مسکرا کر) حاضر شو و۔ حاضر شو و۔

روح۔ (قہقہہ لگا کر) ہر کہ باشد۔ ہر کہ باشد۔

حسن۔ (ہنسکر) سایہ باشد یا پری باشد۔ اُف بہن مارے ہنسی کے بُرا حال ہی۔

ن۔ (زینے کے پاس سے) کہو کیا حال ہی۔

روح۔ اچھا حال ہی۔ حاضر شود جواب گوید آف خوب (خوب زور سے قہقہہ لگاکر) آئے۔ اور آتے ہی ایک ایسی ٹھکر دی کہ محمدی خانم بیس قدم کے فاصلے پر جا گین۔ اب سامنے آتے ڈرتی ہین۔

روح افزا اور بہار النسا اور سپہر آرا خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین۔ بڑی بیگم بھی مسکرا دین مگر ہان محمدی خانم البتہ دل ہی دل مین حسن آرا کو بُرا بھلا کہہ رہی تھین جس وقت حسن آرا نے ٹھکر دی تھی گو چوٹ تو بہت آئی تھی مگر محمدی خانم کھل گئی تھین کہ مار لیا ہی۔ لیکن قہقہہ پڑتے ہی دھک سے رہ گئین۔ ارے یہ تو ان لڑکیون نے ملکے بناڈالا ہم کیا سمجھے اور ہوا کیا۔

روح۔ حاضر شود حاضر شود۔

حسن۔ ہر کہ باشد۔

سپہر۔ دیو باشد یا پری باشد یا۔ کیا باجی ؟

حسن۔ سایہ باشد یا پریت باشد۔

محمدی خانم نے کہا کہ اچھا اب ہم اور تدبیر کرینگے۔ یہ کہکر پندرہ کا نقش ایک کاغذ پر لکھا۔

	پندرہ کا نقش	
۶	۱	۸
۷	۵	۳
۲	۹	۴

ب۔ یہ پندرہ کا نقش ہی۔ پندرہ کا نقش تو نہین ہی۔

م۔ (چین بہ جبین ہوکر) خیر نہ سہی۔ گن لیجیے۔

ب۔ آٹھ اور ایک نو اور چھ پندرہ۔

تین اور پانچ آٹھ اور سات پندرہ
چار اور نو تیرہ اور دو پندرہ
آٹھ اور تین گیارہ اور چار پندرہ
ایک اور پانچ چھ اور نو پندرہ
چھ اور سات تیرہ اور دو پندرہ
پانچ اور دو سات اور آٹھ پندرہ
چار اور پانچ نو اور چھ پندرہ

م۔ ہی۔

ب۔ بیشک ہی گن لیا۔

م۔ (جھلاکر) نہین پھر گن لیجیے۔

ب۔ کیا غضب ہی سمجھے۔

ادھر بڑی بیگم اور محمدی خانم مین جو یہ باتین ہوئین اور ذرا دیر لگی تو روح افزا اور سپہر آرا نے حسن آرا بیگم کو پٹی پڑھا دی کہ ابکی تھوڑی دیر جھوم جھام کر پھر ایکدفعہ محمدی خانم کو ایسی ٹھکر دو کہ ذرا کچھ دن سیکلین۔ یہ نقش حسن آرا کو دیا گیا محمدی خانم نے کہا اسکے سوراخ مین چراغ کو دیکھو۔ دیکھتے ہی حسن آرا جھومنے لگی۔ محمدی خانم نے پوچھا تم کون ہو۔

حسن۔ (جھومتی ہوئی) تم خود کون ہو۔ عورت ذات اور حاضرات۔

م۔ انکو آپ کیون ستاتے ہین۔

حسن۔ ہم انپر عاشق ہین۔

م۔ انکو چھوڑ دیجیے۔

حسن۔ (خوب جھوم کر) کبھی نہ چھوڑینگے۔ ہرگز نہ چھوڑینگے۔

م۔ اِنسے کیا خطا ہوئی۔

حسن۔ یہ حسین ہین۔ جوان ہین۔ پریچہرہ ہین۔ رنگین ہین۔

یہ الفاظ زبان سے ادا کرتے ہوے حسن آرا لجاتی تھی اور محمدی خانم جامے مین پھولے نہین سماتی تھی۔

م۔ انکو آپ نے کہان دیکھا۔

حسن۔ دونون وقت ملتے ہماری سواری نکلی تو ہمنے دیکھا کہ ایک ماہرو کمسن عورت لب بام نکھر کر کھڑی ہو عطر کی خوشبو سے ہم مست ہو گئے۔

م۔ لاؤ فلیتہ۔

ب۔ فلیتہ لاؤ۔

بہار۔ اے مغلانی وہ فتیلہ اُٹھا دو۔

حسن۔ (کھلکھلاکر) امی جان بندگی۔ یہ فلیتہ کیا ہوگا۔

روح۔ خانم صاحب سلام۔

سپہر۔ جلد بس حاضرات و اضرات سے فراغت پائی۔

محمدی خانم سخت خفیف ہوئین۔ اور جھلاکر بولین کہ اک ذری اور تامل کیجیے۔ بڑی بیگم لڑکیون پر بہت خفا ہوئین وہ ہر بات مین خودرائی اچھی نہین ہوتی کوئی آیا گھر آئے تو اُسکی خاطر کرنا چاہیے یا ہنسنا چاہیے آسکو ہمین یہ بیہودگی ایک آنکھ نہین بھاتی حسن آرا اور روح افزا خاموش ہو رہین۔ مگر سپہر آرا نے شیرین ادائی کے ساتھ کہا کہ اماں جان آپکا حکم تو باجی جان بجا لائین مگر ہمین ہنسی آئیگی تو ہم ضرور ضرور ہنسینگے۔ بی مغلانی بولین۔ اے تم جم جم ہنسو ہنسی کو کون منع کرتا ہے ہنستے ہی ہنستے گھر بستے ہین مگر کہنا ایکدفعہ اور مان لو۔

محمدی خانم نے بڑی بیگم کی اتنی شہ پائی تو ایک تختی دیوار مین لگائی اور خود اُسکے پاس جاکر مؤدب بیٹھین۔ اور حسن آرا سے کہا کہ اس تختی کو جو دیوار مین لگی ہو دیکھتی جاؤ حسن آرا نے بڑی بیگم کے تیور جو بدلے ہوے دیکھے تو ناچار تختی کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد محمدی خانم سے کہا۔ اخاہ۔ یہان تو ایک میدان نظر آتا ہے۔

روح۔ دیکھون۔ افوہ۔ لق و دق میدان ہے مین نے بھی دیکھا

حسن۔ ہمین تو کاندو کانالہ نظر آتا ہے۔

بہار النسا سمجھ گئی کہ یہ تینون بہنین بناتی ہین۔ محمدی خانم نے کہا وہ دیکھو وہ خاکروب آیا۔

سپہر۔ ہان ہان مگر کانا ہے۔

اِسپر ایک فرمایشی قہقہہ پڑا اور محمدی خانم کٹ کٹ گئی

روح۔ موا خاکروب تو بیر و بھنگی کا چچا معلوم ہوتا ہے

م۔ اب سقہ آیا۔

روح۔ ہان مجھ پر بھی ایک چھینٹ پڑ گئی۔

نواب آڑ مین کھڑے ہو کر سارا تماشا دیکھتے جاتے تھے اور دل ہی دل مین ہنستے تھے کہ بڑی بیگم بھی ماشاء اللہ کیسی خوش اعتقاد ہین۔

سپہر۔ اے مغلانی ذری اِس سقے سے تازہ تازہ پانی تو لے لینا۔

سپا۔ تم انکو بکنے دو محمدی خانم۔

م۔ لو اب فرش بچھنے لگا۔

سپہر۔ اہو ہو۔ کیا کیا غالیچے ہین۔ ایک سے ایک بڑھکر۔

حسن۔ اے واہ چاندنی مین تو شکن رہی جاتی ہے۔

روح۔ مسند تکیہ بھی ہے۔

م۔ سواری آئی سواری آئی۔ وہ سوار آئے۔

حسن۔ اب سوار پھر آئے۔

روح۔ تانتا لگا ہوا ہے۔

حسن۔ اماں جان اب ہم جاتے ہین۔

ب۔ نہین بابا۔ ذرا سی دیر کے لیئے کام ادھورا چھوڑنا کیا معنی۔

حسن۔ اے پرائے مردون کے سامنے اسطرح ہم سے نہ بیٹھا جائیگا کہتی جاتی ہون کہ خاکروب آیا۔ سوا بہشتا آیا سوار آئے۔ پیادے آئے اب ہم کس کس کو منھ دکھائین اسپر بہار النسا تک کو ہنسی آئی۔ اور دیر تک قہقہہ لگا محمدی خانم تو اٹھ کے چلدین مگر یہان بارہ بجے رات تک حاضرات ہی کی باتین ہوتی رہین۔ خوب قہقہے پڑے حسن آرا اور روح افزا اور سپہر آرا اور نواب صاحب ایک طرف تھے۔ اور بڑی بیگم اور بہار النسا انکی راے کے خلاف حسن آرا نے کہا اماں جان خاتون جنت کی قسم جو ہمین ذرا بھی کچھ معلوم ہوتا ہو۔ کہ کوئی سر پر آیا ہے۔ اور پھولون کا گہنا پہنکر جو ہم نے کہا کہ شانے بھاری معلوم ہوتے ہین وہ تو فقط محمدی خانم کے چھیڑنے کو تھا۔ روح افزا تنک کر بولی اس جھوٹ پر ٹپکی پڑ جاے بہن۔ کبھی کہتی تھی میدان نظر آتا ہے۔ کبھی کہا سوار آیا۔ توبہ۔ سنتے سنتے کان تھک گئے بھلا کوئی بات بھی ہے۔ اسطرح تو جسکا جی چاہے بیٹھ جائے اور یہان سٹی کیطرح ہتھ پھیر کرنے لگے۔ ہم سے کہو ہم بھی کہنے لگین کہ وہ میدان ہے۔ وہ چٹیل میدان نظر آیا وہ سقہ آیا۔ وہ فرش فروش بچھا۔ اے ہان انھین کونسا پہاڑ اٹھانا ہے۔ یہ اماں جان کو یقین کیونکر آگیا۔ بڑی بیگم نے کہا تم ابھی یہ باتین جانو کیا۔ جمعہ جمعہ آٹھ دن کی تو پیدا ایش تم کو لڑکپن کے سبب سے یہ باتین بھلا کیا سمجھ مین آئین۔ بہار النسا تم سے نام خدا کچھ دن بڑی ہین۔ برس دو برس وہ سمجھتی ہین۔ جب تم بھی تمیز دار ہوگی تو سمجھوگی پھر نواب صاحب نے سپہر آرا کے کان مین چپکے سے کہا کہ تم اپنی اماں جان سے پوچھو کہ آپنے بھی میدان دیکھا تھا۔ سپہر آرا تو اور سب بہنون کی نسبت بڑی بیگم کی خدمت مین زیادہ گستاخ تھین بھولے پن کے ساتھ پوچھا کہ کیون اماں جان سچ بتاییئے آپ نے بھی میدان دیکھا تھا۔ بیگم مسکرائین بیٹا ہر کوئی تھوڑا ہی وہ میدان دیکھ سکتا ہے۔ وہ تو جو کوئی عامل ہو جو کوئی حاضرات کرے اُس کو نظر آئے تم اور روح افزا جو بڑھ بڑھ کر باتین بناتی تھین ایک بولی ہان ہان ہم نے بھی میدان دیکھا۔ دوسری نے کہا اُف اللہ کیا چٹیل میدان ہے۔ تیسری نے حامی بھری ہان وہ سقہ آیا ہے۔ ہین سب سمجھتی جاتی تھی کہ تم محمدی خانم کو ملکے بنا رہی ہو۔ تینون بہنین ایک ہو رہی ہو۔ مگر یہ سایہ وایہ نہ تھا پہلے تو مجھے دھوکا ہو گیا مگر پھر جو دیکھا تو واہیات کی واہیات پایا۔ اے ہے جو سایے کا پھیر ہوتا اللہ نہ کرے تو بولن بھی رہتین اور تمھارے ساتھ قہقہے لگاتین۔ واہ

اب تک تو مارے ہلکان ہو گئی ہوتین۔ شعلے کی طرح بدن تھر تھر کانپنے لگتا ہی سارے جسم مین تھرتھری ہوتی ہی اور رنگ فق ہو جاتا ہی اللہ بچائے مگر حسن آرا دیکھو کبریا کے لئے آج سے دونون وقت ملتے ہرگز ہرگز کوٹھے پر جانے کا قصد نکرنا۔ خبردار۔ خبردار۔ بہار النسا بیگم بولین! ہم امان جان جھٹپٹے وقت تو اللہ جانتا ہی ہم بھی سیکڑون بار مہتابی پر جاکر کھڑے ہوے اور عطر مین بسے ہوے کچھ بھی نہ ہوا۔ بڑی بیگم نے اسکا جواب سوچ سمجھ کر یون دیا۔ بیٹی کیا کچھ ضرور ہی کہ ہر وقت اُنکی سواری ہی نکلے۔ وہ تو ہوا ہین۔ جسوقت ادھر نکل آئے سیر کر لی۔ شام کے وقت کوٹھے پر جانا اور نہا دھو کے جانا بُرا ہی۔ اور جو پھولون کے ہار ہون اور عطر کی لپٹین آتی ہون تو جسے جس دن کسی پر آ ز مالو بخار تو ضرور ہی آجائیگا آخر ہنسے کیا دھوپ مین چونڈا سفید کیا ہی۔

روح۔ حسن آرا بیگم اب کیسی ہو۔

حسن۔ اب تو آرام ہی اللہ کے فضل سے۔ مگر اسوقت مُحمدی خانم سے بکنا بہت بُرا۔

بہار۔ نہیں عقیدہ نہیں ہوا پہلے وہ سمجھی تھین کہ سچ مچ سایہ ہی۔ اب کہتی ہین کہ سایہ وایہ نہین بیماری تھی۔

روح۔ اچھا اتنا تو معلوم ہو گیا کہ مُحمدی خانم چھوٹ موٹ بنتے دیتی تھین۔

بہار۔ اب تم سمجھتی ہو کہ بس ایک تم اور دوسری حسن آرا دو ہی کو اللہ نے عقل دی ہی۔ بس اب انا جان ایسی کوئی بچہ ہین دو دھ پیتی ہین کہ اتنا بھی نہ سمجھ سکین۔

حسن۔ دولھا بھائی نے تمھین کچھ بھی نہ سکھایا بہن۔ ہمین تو اس بات کا افسوس ہی۔

بہار۔ چلو خیر ہم نادان ہی سہی۔

سپہر۔ نہین نادان نہین۔ مگر سست اعتقاد تو ضرور ہین آپ۔

روح افزا اور سپہر آرا مین بڑی دیر تک ہنسی مذاق کی باتین رہین ایک نے کہا باجی وہ سقہ آیا۔ دوسری بولی بہار النسا ہین ذری آنچل سے مُنہ ڈھانپ لو شاہ جن کی سواری آتی ہی۔ اے لو وہ دیکھو دروازہ اپنے آپ ہی بند ہو گیا۔ بھئی ہمسے آج پلنگ پر یون نہ سویا جائیگا رات کو بڑے بڑے خواب دیکھینگے بہار النسا جھلاتی بھی تھین مسکراتی بھی تھین۔ الغرض آدھی رات تک یہی چہل پہل رہی۔ اسکے بعد بہار النسا نے کہا حسن آرا لیٹے ہین اب تم سو رہو نہین اور ہلکان ہو جاؤ گی۔

سویرے مُنہ اندھیرے سپہر آرا خواب ناز سے بیدار ہوئین تو حسب معمول روح افزا بیگم اور حسن آرا بیگم کو جگایا۔ روح افزا بیگم کرکے اُٹھ بیٹھین۔ مگر حسن آرا کی کیفیت دگرگون پائی تپ شدید ضعف انتہا کا تشنگی کا غلبہ۔ لب خشک۔ تالوین کانٹے پڑے ہوے بیچینی اُسدن سے بھی زیادہ۔ بات کرنے مین تکلیف ہوتی تھی۔ آواز سے نقاہت صاف برستی تھی۔ روح افزا اور سپہر آرا تھوڑی دیر تک پلنگ کے پاس سرہانے بیٹھی رہین کہ اتنے مین موذن کی آواز آئی۔ دونون نے اُٹھکر نماز صبح پڑھی۔ نماز سے فراغت پائی ہی تھی کہ بہار النسا بیگم تشریف لائین۔

روح۔ باجی آج حسن آرا کل سے بھی زیادہ بیچین ہین۔

بہار۔ کیون کیون۔

روح۔ پنڈے پر ہاتھ رکھو تو معلوم ہوتا ہی جیسے پھنک گیا۔ اسقدر گرم ہی

بہار۔ پھر شگوفہ لائین۔

سپہر۔ کل جاگی بھی دیر تک تھین۔

بہار النسا نے نبض پر ہاتھ رکھا تو تپ شدید حسن آرا بیگم

آہستہ سے بولین باجی آج تو مارے ضعف اور پیاس کے ناک مین دم آگیا۔

بہار النسا نے پیاری سے کہا (پیاری جا کے اُن کو تو جگا لا) پیاری نے نوابصاحب کو جگایا۔ اُٹھیے چلیے آپ کو بلاتی ہین۔ نوابصاحب انگڑائی لیتے ہوے اُٹھے پوچھا کیون خیریت تو ہے۔ پیاری نے کہا جی آج بھی ماندی ہو گئین۔ نوابصاحب نے اٹھ کر مُنھ دھویا اور تشریف لائے حسن آرا بیگم اپنی زرکسی پلنگڑی پر لیٹی ہوئی بہار النسا سے کہہ رہی تھین کہ ذری ذری سردی سی معلوم ہوتی ہے۔ کچھ اُڑھا دیجیے۔ اتنے مین نوابصاحب کی جو آمد آمد سُنی اور پیاری نے آنکر کہا کہ آتے ہین تو حسن آرا بیگم نے اپنا ڈوپٹہ پائجامہ سنبھالا۔ اُسوقت سر کے بال بکھرے ہوے کچھ کچھ سرہانے کے اِدھر اُدھر لٹک رہے تھے اور دوپٹا کھسک کر سینے کے نیچے آگیا تھا۔ روح افزا نے ایک دولائی اُڑھا دی اور حسن آرا نے سر کو ڈوپٹے سے ڈھانپ لیا نوابصاحب تشریف لائے۔

بہار۔ ای آج پھر رنگ لائین۔

ن۔ لاحول ولاقوۃ۔ کل کچھ بے احتیاطی تو نہین ہوئی تھی

روح۔ رات بارہ بجے سوئی تھین۔ مگر روز دس گیارہ بجے تو یون بھی سوتی ہی تھین۔

بہار۔ بہن روز کی بات اور ہے۔

ن۔ کھانے مین تو بے اعتدالی نہین ہوئی تھی۔

سپہر۔ کھانا کھایا کہان گیا انسے۔ دو ذری ذری سی ساری چپاتیان لائی تھی۔ آن مین ہین چار نوالے شاید انھون نے کھائے ہون تو کھائے ہون۔

روح۔ منھ کا ذائقہ بدلا ہوا ہے۔

اتنے مین بڑی بیگم صاحب کو بھی کسی نے خبر دی۔ اولاد کی محبت۔ بیتاب و مضطر ہو کر جریب ٹیکتی ہوئی آئین۔ نوابصاحب اور بہار النسا بیگم اور روح افزا اور سپہر آرا سب نے جھک کے ادب کے ساتھ آداب عرض کیا بڑی بیگم نے حسن آرا کی پیشانی نورانی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اللہ۔ اِسوقت تو میرا ہاتھ جلا جاتا ہے کیا رات بھی پنڈا اپیکا تھا۔

سپہر۔ جی نہین۔ جب بارہ کا گجر بجا اُلجھن اُلجھن تب تک باتین کرتی تھین خاصی اچھی تھین۔

بڑی بیگم نے اُسوقت کوئی بات اُٹھا نہ رکھی۔ صدقہ بھی اُتارا۔ قرآن کی ہوا بھی دی منت بھی مانی کہ یہ اچھی ہو جائین تو مسجد مین گھی کے چراغ جلاؤن۔

نوابصاحب پھر حکیم جی کو بُلا لائے۔ الغرض دس دن تک حکیم صاحب کا علاج ہوا کیا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ گیارھوین روز ڈاکٹر صاحب بلائے گئے چھ دن تک وہ معالج رہے۔ بعد ازان سول سرجن اور اسسٹنٹ سرجن دونون کی صلاح و اتفاق راے سے معالجہ ہوا تو سوا مہینے مین حسن آرا بیگم نے آرام پایا۔

سول سرجن نے صلاح دی کہ تغیر آب و ہوا از بس ضروری ہے مہینے ڈیڑھ مہینے کے لئے بیگم صاحب کو کہین اور لیجایئے۔

روح۔ اماں جان ڈاکٹر کہہ گئے ہین کہ ——

ب۔ ہان یہان تو اب مہینا دو مہینا نہ رہنا چاہیے

ن۔ اگر آپکی مرضی ہو تو اپنے ہان لیجاؤن۔ وہان ایک مکان خالی ہے۔ اُسمین رہا کرین۔

ب۔ کیا بتاؤن۔

روح۔ اُنھین کہنا سُننا کیا ہے۔

ب۔ تم سمجھتی نہین ہو بیٹی۔ بھیجنے مین تو کچھ ہرج نہین ہے

مگر بہار النسا اور انکی ساس مین دم بھر تو بنتی نہین۔ مین بھیجون تو
کیسے بھیجون۔ ساس ساس کیطرح اور بہو بہو کی طرح رہے تو
بات بنے۔ اور جب ساس اور بہو دشمن کیطرح رہین تو دن رات
تو تو مین مین ہوا ہی چاہے لڑکی خدا خدا کرکے اتنے دنون بعد
ذرا اچھی ہوئی اب وہان بھیجون جسمین اور کڑھے روز روز کی
ٹھائین ٹھائین سے نہ علیل ہوتی ہو تو خدانخواستہ اسکے
دشمن علیل ہو جائین۔

روح۔ ہان یہ تو ہے۔

سپہر۔ دولھا بھائی تو کہتے ہین مکان سے ملا ہوا مکان ہے

بہار۔ ہان خاصہ بڑا مکان۔ مکان کیا اچھی چھوٹی سی بارہ دری
سی ہے۔ بجو بی دو گھر رہ سکین۔ خاصے طور سے وہان حسن آرا
چلکے ایک مہینے رہین تو پھر ویسی ہی ہو جائین جیسی پہلی تھین

ب۔ یہ مکان بڑا اچھی ہے اور کھلا ہوا بھی ہے اور پھر میدان
مین ہے۔ یہ نہین کہ گلی کوچون مین ہو۔ مگر بیماری سے کچھ
بس نہین چلتا انسان کا۔

حسن۔ اماں جان۔ بہار النسا بہن کے ہان دریا بھی پاس ہے

ب۔ اور یہان کیا دور ہے کچھ۔

بہار۔ نہین اماں جان۔ وہان تو بالکل ملا ہوا ہے۔ یہان تو
پھر بھی دور ہے۔

ب۔ ہان ہان کیا کہنے وہ مکان دیکھا ہی نہین ہے مگر بہار النسا
کی ساس تو کٹی مرتی ہے۔ حسن آرا کے جانے سے بھلا وہ خوش ہو گی

سپہر۔ اچھا بہار النسا بہن دو مہینے کے لیے نہ لڑین جھگڑین

روح۔ ہونہہ۔ یہ ان ہونی بات ہے۔

بہار۔ اب تم سے جھگڑے کون۔ دو دن رہ کے دیکھ لو
کہ کیسا کوستی ہین۔

ب۔ بٹیا کہے سے تو برا مانو گی۔ جو تم دو چار دن انکی باتین سہہ لو
تو وہ خواہی نخواہی کیون برا بھلا کہین۔

بہار۔ اچھا صاحب ہم ہی برے سہی۔

اتنے مین نواب صاحب جو چھت پر ٹہل رہے تھے
تشریف لائے۔

ن۔ کہیے کیا رائے قرار پائی۔ سواری کی فکر کرون

حسن۔ واہ۔

روح۔ ہو چکی فکر۔

سپہر۔ جا چکین۔

ن۔ یہ کیون یہ کیون۔

بہار۔ یہ کیون! ہونہہ (چپکے سے) تمھاری والدہ شریفہ
کے سبب سے۔ اور کیون۔

ن۔ اچھا چلو اسکا بھی امتحان ہو جائیگا۔ بس خاصی بات ہے
خود چل کے دیکھ لینا کہ کسکا قصور ہے۔

ب۔ یہ بہار النسا جانین اور تمھاری مان جانین ہمین ان
جھگڑون سے کیا واسطہ ہم تو انھین کو برا کہینگے ہم تو یہی کہینگے
کہ انھین کا سارا قصور ہے وہ بڑی بوڑھی جہاندیدہ عورت ہین
وہ جو کہینگی انھین کے فائدے کے لئے کہینگی۔ یہ الڑھ پن کے
سبب سے چاہے نہ مانین۔

ن۔ ہان ہے تو ایسا ہی جیسا آپ نے فرمایا۔

بہار النسا تنک کر اٹھین اور پائنچے ایک ادا سے لباس کا
اٹھا کر اٹھلا اٹھلا کے جانے لگین تو نواب نے روح افزا کو اشارہ
کیا کہ انکو روک لو۔ جانے نہ دو۔ روح افزا نے پھرتی کے ساتھ
دوڑ کر بہن کو گلے لگا لیا۔ بہار النسا نے کہا ہائین ہائین بالکل
بے شرم ہوتی جاتی ہو روز بروز۔ دیکھو کوئی بیٹھا ہے کہ نہین

روح ۔ اچھا چلیے بیٹھیے ذرا سی بات مین روٹھنا اچھا نہین ہوتا

بہار ۔ نہین ہمین جانے ہی دو ۔ بڑے بوڑھون کے سامنے مفت کا جھگڑا ہوا اس سے کیا فائدہ ۔

نوابصاحب نے سپہر آرا کو اشارہ کیا کہ تم جا کے لے آؤ ۔ سپہر آرا نے جا کر قسمین دین کہ چلیے چلیے بہار النسا بیگم ناز و انداز کے ساتھ آ کر بیٹھین مگر چتون ابھی تیکھی ہی ہو ۔

اس جھین جھپ اور مشورے مین دو دن گزر گئے اور سب تیار راضی تھے مگر بڑی بیگم کی مرضی نہ تھی ۔ وہ کہتی تھین کہ اگر بہار النسا کی ساس سے انسے بنتی ہوتی تو کچھ مضائقہ نہ تھا ۔ تیسرے دن نوابصاحب اپنے گھر گئے دیوالی کی تعطیل مین یہان آ کر رہے تھے ۔ جب تعطیل ختم ہو گئی تو قصد روانگی کیا ۔ حسن آرا بیگم کی طبیعت جو ناساز پائی تو جانا مصلحت کے خلاف سمجھے ۔ وکالت کا ہرج کیا اور سوا مہینے کامل یہین مقیم رہے ۔ اب بہار النسا بیگم کو لیکر بڑی بیگم سے رخصت ہوے اور چلے گئے ۔ صبح کو تو نوابصاحب اور بہار النسا رخصت ہوئے اور شام کو حسن آرا کی طبیعت پھر ناساز ہو گئی ۔ اب کے دن تک یون ہی سی حرارت تھی مگر بارہ بجے سے شدید تپ چڑھی ۔ یہانتک کہ ہذیان بکنے لگین ۔ اور کئی بار پٹی پر سر دے دے مارا ۔ اب سنیے کہ حسن آرا کی تو یہ کیفیت اور مینھ کہتا تھا کہ مین آج ہی برس لونگا ۔ وہ موسلا دھار مینھ برسا کہ چار گھنٹے کامل پرنالے چلا کیے ۔ رات ایسی تیرہ و تار کہ الامان بجلی کا بار بار کوندنا اور بھی ستم ڈھاتا تھا اور رعد اس زور سے گرجتا تھا کہ کان کے پردے پھٹے جاتے تھے ۔ ایسے وقت ڈاکٹر کو کون بلائے اور حکیم کے ہان کون جائے ۔ بڑی بیگم کے ہاتھ پانون پھول گئے ۔

حسن ۔ اُف اماں جان ذرا ہاتھ تو دو ۔

ب ۔ (ہاتھ دیکر) اُفوہ ۔ کیسا جل رہا ہو ۔

سپہر آرا نے اپنی پیاری بہن کی جو بیقراری دیکھی تو آبدیدہ ہو گئی ۔

روح افزا سناٹے مین کہ بار بار بخار آنا اچھا نہین ۔ بڑی بیگم کو اب کلی یقین ہو گیا کہ اس سایہ کا اُتار محمدی خانم سے محال ہو اسکے لیے کوئی بڑا عامل چاہیے ۔ سوچین کہ کل استانی جی کو بلاؤنگی دو دن کا اقرار کر گئین اور آجتک آئین کوئی وجہ خاص ضرور ہوئی ہوگی ۔ سویرے ہی آدمی بھیجونگی ۔ تڑکے گجردم اتنے مین حسن آرا نے جو کئی بار ہچکیان لین تو بڑی بیگم نے اپنا حال تباہ کیا ۔ اور کوٹھے مین جا کر خوب روئین ۔ سپہر آرا پلنگ کے پاس بیٹھی ہوئی مایوسی کے ساتھ اپنی بہن کی حالت دیکھتی تھی روح افزا بحسرت منھ تکتی تھی مغلانیان اصیلین دم بخود دکھی بیٹھین کمرے مین کئی لیمپ روشن تھے مگر ہوا جو زناٹے کی چلتی تھی تو گل ہو ہو جاتے تھے ۔ بڑی بیگم بار بار آ کر پیشانی اور سینہ اور ہاتھ اور تلوون کو دیکھتی تھین اور آبدیدہ ہو جاتی تھین جب حسن آرا کی نہایت بیقراری کی دیکھی تو سمجھ گئین کہ حسن آرا ہماری آس توڑ کر دغا دیے جاتی ہین ایک عورت نے بڑی بیگم سے کہا حضور اب چاہے منھ برسے چاہے کہین بجلی گرے حکیم صاحب کے پاس آدمی ضرور بھیجیے ۔

ب ۔ مغلانی بتاؤ اب مین کیا کرون ۔

م ۔ حضور اللہ کرے انکی آئی ہوئی ہم سب کو لگجائے ۔ اللہ انکو بچا لے ۔

حسن ۔ (سر پہ ہاتھ دھر کے) اُف اللہ مین ابھی مر جاؤنگی

روح ۔ اللہ نہ کرے ۔ اللہ نہ کرے ۔ یہ باتین نہ کرو بہن

حسن ۔ روح افزا بہن ۔ ہو ہو میرا تو دم گھٹا جاتا ہے ۔

ایک آگ سی لگی ہوئی ہے۔

حسن آرا نے چپکے سے سپہر آرا کے کان میں کہا سپہر آرا آپ تمھاری باجی جان رخصت ہوتی ہیں۔ سپہر آرا کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے مغلانی نے جو سپہر آرا کو روتے دیکھا تو کہا د ا) کوئی ایسی بات کرتا ہے سپہر آرا نے آنسو پونچھے تو پھر حسن آرا نے کہا۔ سپہر آرا ایک بات اب ہم واپسین سن لو آزاد کو نہ بھولنا پیارے آزاد نے ہمارے لیئے جان جوکھم کی مگر اُنکی آرزو نہ بر آئی۔ دلکی دل ہی میں رہی۔ سپہر آرا نے جی کڑا کر کے سمجھایا کہ باجی خدا کے لیے ایسی باتیں نہ کرو مجھے ہول ہوتا ہے جو ایسی باتیں کیں تو صبح تک میں خود ہی نہ ہونگی بہن کی یہ تقریر سُنکر حسن آرا دم بخود ہو گئی مگر دل ہی دل میں سوچنے لگی کہ یا خدایا جو میں مر گئی تو سپہر آرا کیا جانے کیا کر گذرے۔ اِسکو تو اِتنا بڑا مکان کاٹ کاٹ کھائیگا۔ اِدھر یہ باتیں ہوتی تھیں اُدھر رعد اس زور سے گرجا کہ بڑی بیگم تک نے اس عمر میں کبھی ایسی آواز نہیں سنی تھی اور رعد کے گرجتے ہی بجلی چمکی اور چمکتے ہی معمولی روشنی سے کہیں زیادہ تجلّی ہو کر بڑی بیگم صاحب کی کوٹھی کے اصطبل میں کھپریل پر گری بجلی کے گرتے ہی حُسن آرا کو غش آ گیا۔ روح افزا کے ہاتھ پانوں سرد ہو گئے۔ اور اُدھر اصطبل میں ایک سائیس اور ایک گھوڑا بجلی سے جلکر خاک سیاہ ہو گیا اور بارش کی یہ کیفیت کہ ذرا دم نہیں لیتی معلوم ہوتا تھا کہ برق و باران نے قسم کھائی ہے کہ آج ہی سارے عالم کو تباہ کر دینگے۔ بڑی بیگم کی خود اُسوقت ردی حالت تھی مگر اولاد کی محبت۔ گلاب کے خوب چھینٹے دیے۔ لخلخہ سونگھایا۔ حسن آرا کو ذرا ہوش آیا مگر روح افزا کے ہاتھ پانوں ابھی تک سرد ہی تھے اصطبل کی کسی کو خبر ہی نہ تھی کہ وہاں سائیس اور گھوڑے کی جان گئی جو جہاں بیٹھا تھا وہ بس وہاں ہی کا ہو گیا تھا۔ رعد پھر گرجنے لگا

اور اس مرتبہ اور بھی آواز بلند ہوئی حسن آرا کانپنے لگی روح افزا کو ایک اصیل نے آنکر دولائی اُڑھا دی۔ اُسوقت کوئی گرم چیز ہاتھ نہ آئی تو فلالین کا ایک نیا ٹکڑا ادھر اُدھر لپیٹ دیا۔

حسن۔ امّاں جان دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں۔ ہائے بیٹی کیا کروں۔ ہاتھ پانوں پھولے ہوئے ہیں۔

م۔ کیا بُرا وقت ہے۔ اوئی اللہ۔ ہے ہے۔ جی دہل رہا ہے

روح۔ ہائے ہائے جیسے معلوم ہوتا ہے کوئی کلیجا مسوس رہا ہے

سپہر۔ باجی کیا کریں۔ ہائے تمکو سمجھائیں یا اندر والے کو سمجھائیں۔

اب ہوا اس زور سے چلی کہ جو دروازے کھلے ہوئے تھے کھٹا کھٹ بولنے لگے اور تین چار شیشے بھی ٹوٹ گئے ہوا نے ایسا زور باندھا کہ درخت جڑ سے اُکھڑ اُکھڑ گئے۔ اتنے میں زلزلہ آیا اور بڑی بیگم حسن آرا کی پلنگڑی کو آپ ہی آپ ہلتے ہوئے دیکھکر زور سے چیخ اُٹھیں۔

سپہر۔ ہائیں ہائیں۔ امّاں جان جیسے کسی نے کوٹھی کو سر پر اُٹھا لیا مارے ڈر کے سپہر آرا بڑی بیگم سے لپٹ گئی۔

روح۔ امی ڈرو نہیں بھونچال تھا۔

م۔ جی ہاں کیونکر نہو۔ اب گناہ بہت ہونے لگے نہ۔

بڑی بیگم کو شک کی جگہ یقین تھا کہ کوئی جن یا بھوت پریت ہے جسنے حسن آرا کے پلنگ کے اُٹھانے کا قصد کیا۔ لہذا مارے خوف کے چیخ اُٹھیں لیکن جب روح افزا نے بھونچال کا نام لیا تو ذرا دل کو تسکین ہوئی حسن آرا کی طبیعت اب اور بھی ناساز ہو گئی۔ حالت دم بدم زار ہوتی جاتی تھی۔ ایک آنکھ سے نیل ڈھلنے لگا۔

م۔ بیگم صاحب۔ بیگم صاحب۔

حسن۔ (بہت آہستہ سے) ہان۔

سپہر۔ باجی جان پیاری باجی جان۔

روح۔ اے حسن آرا حسن آرا۔

حسن آرا کو اسوقت بات کرنا شاق گذرتا تھا۔ اور سانس لینا تک دوبھر تھا ان سب کی باتین سنتی جاتی تھی مگر لب تک نہ ہلاتی تھی۔ جب کئی بار ان سب نے ملکر پکارا تو حسن آرا نے ذرا آنکھین کھول دین اور اشارے سے دکھا دیا کہ لب خشک ہین۔

سب۔ اتنی سردی ہو اسوقت مگر انکے ہونٹھ سوکھے جاتے ہین۔

سحر کاذب کے وقت مینہ تھما۔ تب بڑی بیگم کو معلوم ہوا کہ ایک سائیس اور ایک گھوڑا شب کو بجلی کی نذر ہوا۔ گھوڑے کے مرنے کا کمال افسوس کیا۔ یہ گھوڑا انکے شوہر کی خاص سواری کا تھا۔ اب بہت بوڑھا ہو گیا تھا اور گویا پنشن پاتا تھا۔

صبح کو حسن آرا کی طبیعت ذرا ذرا ٹھہری یہانتک کہ نماز صبح بھی ادا کی۔ دفعتًہ بڑی بیگم کو بہار النسا یاد آئین۔ مغلانی سے کہا کہ یہ مینہ تو عالمگیر تھا۔ خدا جانے کسقدر فاصلے تک برسا ہو گا۔ خورشید اور بہار النسا نے راہ مین بڑی تکلیف اٹھائی ہو گی۔ ہم اپنے گھر مین تھے لیکن کلیجا منہ کو آتا تھا دل ہاتھون اچھلتا تھا۔ انکی سفر مین کیا حالت ہوئی ہو گی مغلانی نے سمجھایا کہ حضور ریل کی سواری کچھ چھکڑے کی سواری تو ہی نہین کہ خدانخواستہ کچھ خوف کی جگہ ہو۔ حضور ہین۔ بہار النسا بیگم ہین دو عورتین خدمت کے لیے ساتھ ہین۔ چار سپاہی ہین خدمتگار ہو۔ اتنے آدمی ہین پھر ڈر کیا ہو۔ بڑی بیگم نے کہا یہ سب ایک ہی درجہ مین تھوڑا ہی بیٹھے ہونگے۔ لوگ کہتے ہین ریل مین درجے درجے بنے ہوتے ہین۔ مغلانی بولی پھر کیا ہوا حضور اور بیگم صاحبہ اور دونون عورتین تو ایک ہی جگہ پر ہونگی۔ آپ گھبرائیے نہین اللہ مالک ہو۔ وہ بڑا کریم ہو۔ اور حضور خدا جانے ریل اسوقت کتنے سٹیشن نکل گئی ہو۔

اتنے مین مہری دوڑتی ہوئی باہر سے آئی۔ افوہ باہر تو وہ پھیر لگی ہو کہ بس کچھ پوچھو نہین۔ صاحب لوگ بھی ہین۔ اور سارا زنخ امنڈ آیا ہو روح افزا نے کہا ہان بجلی گری تھی نہ کل۔

ب۔ بجلی کیا گری اب تک کلیجا دہل رہا ہو۔

سپہر۔ ہی ہی اسوقت کیا کیفیت تھی۔ توبہ توبہ ایسا وقت اللہ نہ دکھائے پھر کبھی۔

روح۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوٹھی اب گری اور اب گری ہم۔ آنکھ ایسی جھپکی کہ بس کچھ نہ پوچھیے۔ اللہ نے بہت بچایا۔

روح افزا اور سپہر آرا ایک روشندان سے اصطبل کیطرف دیکھنے لگین دیکھا ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہین۔

نو بجے کے وقت حکیم صاحب تشریف لائے۔ پردہ کیا گیا حکیم صاحب نے نبض دیکھی حال پوچھا نسخہ لکھا اور کہے گئے کہ کل صبح کو پھر حاضر ہونگا۔ مگر شب کو پھر تپ آگئی اور پچھلی شب روز سے بھی زیادہ ہوئی۔ اسی طور پر ایک ہفتہ گذرا۔ اس عرصے مین نوابصاحب کے تین خط آئے۔ بڑی بیگم کو تشفی ہوئی کہ نواب اور بہار النسا مع الخیر اپنے گھر پہونچ گئے۔

روح افزا اور سپہر آرا نے باہم مشورہ کرکے نوابصاحب کے نام خط لکھا کہ حسن آرا بیگم کی طبیعت روز بروز بے لطف ہوتی جاتی ہو۔ حکیم صاحب کے معالجے سے ذرا افاقہ نہوا اور ڈاکٹر کا علاج بھی سوا مہینے تک کیا تھا مگر پھر بخار آگیا۔ اب ہم سب کی صلاح یہی ہو کہ آپ اس خط کے دیکھتے ہی یہان آئین اور ہم سب کو وہان لیجائین۔ تاکہ ڈاکٹر کی صلاح کے مطابق تغیر آب و ہوا ہو

اور حکیم جی کی بھی یہی صلاح ہے۔

یہ خط نوابصاحب نے پڑھکر بہار النسا بیگم کو سنایا۔ اُنھون نے کہا کہ جاؤ۔ اور جسطرح ممکن ہو سمجھا بجھا کر لے ہی آؤ۔ اب بیماری طول کھینچتی جاتی ہے۔ یہ اچھی بات نہین۔ نوابصاحب نے اپنے پڑوس مین ایک وسیع و دلکشا کوٹھی خالی کردی اور فرش مکلف سے کمرون کو آراستہ کرکے بہار النسا سے رخصت ہوکے ریل کے اسٹیشن پر آئے ٹکٹ لیا سوار ہوے۔

جسوقت مہری نے جاکر خبر دی کہ نوابصاحب آئے ہین روح افزا اور سپہر آرا ایسی خوش ہوئین کہ عمر بھر مین شاید دو ہی تین مرتبہ اسدرجہ محظوظ ہوئی ہونگی۔ بڑی بیگم کو بھی تشفی ہوئی اور نوابصاحب کمرے مین داخل ہی ہوے تھے کہ حسن آرا نے کہا کہ لو اب ہم اچھے ہو گئے نوابصاحب نے بڑی بیگم کو بہ ادب سلام کیا اور بیٹھے۔

ن۔ پھر بخار آگیا۔ یہ بار بار بخار آنا اچھا نہین۔ اسکی جم کر علاج کرنا چاہیئے۔

ب۔ خورشید دولھا۔ اللہ ویسی رات دشمن کو بھی نہ دکھائے مین تو کہتی تھی کہ سویرا کیونکر ہوگا۔

روح۔ دولھا بھائی اُنکی تو یہ کیفیت کہ دم بھر چین نہین بخار الگ۔ ضعف الگ۔ پیاس کے مارے ہونٹھ بالکل کانٹا ہوے جاتے تھے۔ اور تڑپتی جاتی تھین۔ اور اُدھر مینھ کہے کہ مین آج ہی برسونگا۔ اور بجلی ایسی لوٹتی ایسی چمکے کہ آہی تو یہ چلبل پر گری تو کلیجہ دہل گیا اور انکو غش آگیا۔ دروازے بند تھے مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی توڑے پھینکے دیتا ہے اسی مین بھونچال بھی آیا۔ اُف ہم سب گھبرا اُٹھے تھے۔

بڑی بیگم صاحب نے نواب نامدار کے لئے کچھ ولایتی انار اور کشمش اور پستہ بھیجا مغلانی نے آنکر کہا کہ حضور چائے بھی تیار کر لاؤن۔ نوابصاحب نے کہا نہین۔ اب اسوقت نہین شام کو۔ روح افزا بیگم نے پوچھا۔ دولھا بھائی وہان جائینگے تو رہین گے کہان۔ نوابصاحب تو پہلے ہی سے بندوبست کر چکے تھے۔ کہا کہ ہمکو اسکا خود خیال تھا پڑوس مین ایک صاف ستھری اور وسیع کوٹھی ہے۔ اُسکو آراستہ کر دیا ہے۔ نہایت دلچسپ مقام ہے ایک مہینے مین آرام ہو جائیگا۔ انشاء اللہ ڈاکٹر سب وہ ہین اور اگر بڑی بیگم صاحب اصرار کرینگی تو حکیم صاحب کا علاج بھی ہوگا۔ وہان ایک سے ایک بڑھکر حکیم ہے۔

بڑی بیگم کو یقین واثق ہو گیا تھا کہ اگر حسن آرا چند سے اور اسیطرح علیل رہی تو آنکھین چھت سے لگا دینگی اور پھر کسی طبیب کا بس نہ چل سکیگا۔ لہذا اُنھون نے منظور کر لیا کہ حسن آرا اور سپہر آرا اور روح افزا کو لیکر ایک مہینے کے لئے وہان جا رہین۔ بہار النسا اور روح افزا دونون کی سسرال وہین تھی نوابصاحب سے اُنھون نے کہدیا کہ یہ صلاح مجھے پسند ہے۔ دوسرے روز روح افزا اور حسن آرا اور سپہر آرا اور بڑی بیگم اور مغلانی اور کئی پیش خدمتین اور نوکر چاکر نوابصاحب کے ساتھ روانہ ہوے۔ نوابصاحب نے پورا درجہ کرایہ پر لیا اور پردہ باندھکر ایک طرف اور سب نوکر بیٹھے اور دو کمپارٹمنٹ مین سب کو لیکر بیٹھے۔

کانسل کی عنایت اور قسطنطنیہ کی زیارت

اب سنیئے کہ میان آزاد کا نام دور دور تک مشہور ہو گیا تھا اور اکثر لوگ اُنکی ملاقات کے شائق تھے۔ مالٹا کے اخبار مین بھی اُنکی تعریف درج ہو ہی چکی تھی۔ اسکندریہ کے اخبار بھی اُنکی

توصیف سے مالامال تھے۔ جس اخبار کو کھولو جس میگزین کو پڑھو آزاد ہی آزاد کا ذکر خیر ہے۔ اسکندریہ کے ایک ہوٹل میں میان آزاد مع خوجی کے فروکش ہوے کھانا کھانے کا وقت آیا تو خوجی رنگ لائے۔

خوجی۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہان کھانیوالے کی ایسی تیسی۔ ہم کوئی بات خلاف شرع نہ کرینگے۔ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔ ذراسی تکلیف کے لیے ہم اپنا مذہب بیچینگے۔ آپ شوق سے جائین اور مزے مزے کھائین ہم درگذرے

آزاد۔ او رافیم کھانا خلاف شرع نہین ہے۔

خ۔ ہرگز نہین اور اگر ہو بھی تو کیا فرض ہے کہ ایک امر خلاف شرع کرین تو کل امور شرع کے خلاف ہی کرین۔

آزاد۔ ابے تو نامعقول یہ کس گدھے نے تجھسے کہا کہ یہان کھانا کھانا شرع کے خلاف ہے۔ میز کرسی دیکھی اور بک اٹھے کہ شرع کے خلاف ہے۔ اگر لحم خوک یا شراب ہو تو خیر ہم کہین خلاف شرع ہے۔ اسمین کیا ہے صاف ستھرا مقام۔ مسلمان پکانیوالے مگر خبط کا کیا علاج ہے۔

خ۔ جی وہ خبط ہی سہی آپ رہنے دیجیے۔ ہونہہ!!!

آزاد۔ ہونہہ! ہونہہ کیا معنی۔ کھانا کھاؤ نہین تو جہنم مین جاؤ۔

خ۔ جہنم مین وہ جائینگے جو یہان کھائینگے اور اینچا تنب سیدھے بہشت مین دندنائینگے۔

آزاد۔ جی اسمین کیا شک ہے۔ اور وہان افیم کہان سے آئے گی۔

خ۔ ہم کسی نانبائی کی دوکان پر کباب اور روٹی یا باقر خانی اور گوشت یا پلاؤ مول لیکے کھائینگے مسلمانون ہی کا تو ملک ہے۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دو ترکی آئے اور انہی کرسیون پر بیٹھ کر مزے سے کھانے لگے۔ آزاد کی چڑھ بنی۔ پوچھا کہیے خواجہ بدلیعا صاحب مزاج مقطع۔ بول گیدی اب شرمایا یا نہین شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان آید۔ کیا اب بھی یہی ہم دم ہین چھپیو چھبیو۔ مجھ سے نہ کہو۔ دل مین ذرا شرماؤ۔ بیٹھے سے منہ خوجی نے پہلے تو کہا کہ یہ مسلمان نہین ہین۔ پھر کہا شاید ہون کوئی ایسے ویسے۔ آزاد نے کہا ایسے ویسے نہین۔ خاص لخاص ترک ہین۔ اور روم مین سب میز کرسی پر نصاریٰ کے ساتھ کھاتے ہین۔ خوجی کو اتبک اس بات کا یقین نہ آیا۔ غور سے دیکھا کیے کہا شراب ان لوگون نے نہین مانگی اگر مسلمان ہین تو مذہب کے خلاف کرتے ہین۔ ذرا ان سے پردہ بال تو ملاؤن۔

خ۔ (ترکون کے پاس جاکر) کیون حضرت آپ کا نام کیا ہے۔

ایک ترکی۔ احمد آفندی۔

خ۔ اور آپ کا اسم شریف۔

دوسرا ترکی۔ عبدالصمد۔

خ۔ دولت خانہ۔ بیت شریف۔

ایک۔ خاص استنبول۔

خ۔ اور آپ۔

دوسرا۔ مین اڈریانوپل کا باشندہ ہون مگر دس بارہ برس سے سفر مین ہون۔ ہندوستان مین دو برس ہا کلکتہ گیا بمبئی لاہور۔ دہلی اور چین مین رہا۔ اور عدن مین رہا فرانس گیا۔ انگلستان مین چھ مہینے رہا۔

خ۔ آپ لوگ یہان ہوٹل مین کھانا کھاتے ہین۔

احمد ۔ برابر۔
خ ۔ شرع کے خلاف نہین ہو۔
عبد ۔ شرع کے خلاف ؟ واہ ۔ شرع کے خلاف کیون
احمد ۔ آپ کا اسم شریف ۔
آزاد ۔ میان آزاد ۔
احمد آفندی اور عبد الصمد دونون اُٹھ کھڑے ہوے
مصافحہ کیا اور کہا اخّاہ میان آزاد تمھین ہو ۔
آزاد ۔ آپ کہان سے جانتے ہین مجھے ۔
عبد ۔ آپ شہرۂ آفاق ہین ۔
خ ۔ (آہستہ سے) شیطان کے بڑے بھائی ہی توہین
احمد ۔ آپکا بڑا نام ہو۔
عبد ۔ بڑی خوشی ہوئی اسوقت کہ آپ سے ملاقات
ہوئی آپ بڑے جوانمرد ہین ۔
آزاد ۔ آخر آپ سے کہا کس نے ۔
احمد ۔ اخبار نے ۔
آزاد ۔ ہم کون ہین ۔
احمد ۔ آزاد جو ایک عروس سرمایۂ ناز کے عاشق زار ہین اور
اس بُت ترسا کے سبب سے ٹرکی جاتے ہین ۔ ہم سے سنیے
خ ۔ متحیر ہو کر ۔ آپ سے کس نے کہا ۔
احمد ۔ اخبار ۔
عبد ۔ آپ چلکر ہمارے ملک کے کانسل سے تو ملیے وہ بھی
آپ کے نام نامی سے واقف ہو گئے ہین ۔ ضرور چلیے ۔
آزاد ۔ حاضر ہون ۔ مگر رسائی وہان تک محال ہو
عبد ۔ آپ کے لیے اور رسائی کی ضرورت ۔ آپکا نام نیک
ایسا مشہور ہو کہ جہان چاہیے چلے جائیے ۔ بے جھجک
ہم آپ کو لے چلینگے ۔

تھوڑی دیر کے بعد آزاد نے کپڑے بدلے اور آن دونون
رؤسائے ٹرکی کے ہمرکاب کانسل سلطنت روم کی خدمت
مین مستفید ہونے چلے ۔ آزاد نے اثنائے راہ مین کہا کہ گو
مین نے ہندوستان مین ہر قسم کی تعلیم پائی ہو اور ان امور کو خوب سمجھ سکتا
ہون لیکن پھر بھی اگر کوئی خاص طرز ملاقات ہو تو اطلاع دیجیے
احمد آفندی نے بیان کیا کہ کانسل ممدوح بڑے سادہ مزاج
آدمی ہین ۔ آپ چاہے سلام بھی نکرین اُنکو اسکی کچھ پروا نہین
وہ خود ایک دن آپکا تذکرہ کرتے تھے ۔
میان آزاد جو وہان پہونچے اور احمد آفندی نے جاتے ہی کہا
(میان آزاد آپ ہی ہین) تو کانسل ممدوح نے بڑے تپاک
سے مصافحہ کیا اور پوچھا آپ عربی بول سکتے ہین ۔ میان
آزاد نے عربی مین جواب دیا ۔
کانسل ۔ آپکی ملاقات سے ہم بہت خوش ہوے
آزاد ۔ عنایت بندہ پروری ۔
کانسل ۔ جزیرۂ پیرم کے پاس آپکا جہاز غرق ہو گیا تھا
آزاد ۔ جی ہان ۔
کانسل ۔ آج ہم نے تار مین پڑھا ۔
آزاد ۔ بڑی تباہی آئی ۔
کانسل ۔ آپکی بڑی تعریف ہو ۔ اب آپ کب جائینگے
آزاد ۔ بہت جلد ۔
احمد ۔ حسن اتفاق سے ہوٹل مین ملاقات ہوئی ۔
آزاد ۔ اب جنگ کا کیا حال ہو ۔
کانسل ۔ اب روس نے اشتہار جنگ دیدیا ہو ۔ دریائے
پر تھ سے روسی لشکر عبور کرتا ہو ۔ اور ہماری باٹری اکثر

مقامات پر اُنپر آگ برساتی ہی خصوصًا اُڈلیسہ کے پاس

آزاد - اُف جی چاہتا ہو - فورًا پہونچون - اب ایک منٹ کا قیام بھی شاق گذرتا ہو -

کانسل - ہان جلد جائیے -

آزاد - دیکھیے جنگ کا انجام کیا ہوتا ہو -

کانسل - اکثر وزراے سلطنت عثمانیہ کو یقین ہو کہ برٹش سے مدد ملیگی - مگر مشکل ہو - ہمین اسکی اُمید نہین انگلستان کی حکمت عملی یہ ہو کہ جب تک اپنا نقصان متصور نہو کسی کا جنبہ نہ کرے -

آزاد - اور روس بھی تو تنہا ہو -

کانسل - ہان مگر فرق یہ ہو کہ وہ حملہ کرتا ہو اور ہم حملہ روکتے ہین ہمارے اعضا و جوارح ہی ہمارے دشمن ہو گئے -

احمد - سرویہ کو روس ہی نے ورغلایا تھا -

آزاد - یہ تو ظاہر ہو -

احمد - ہمارے وزرا مین صرف ایک مدحت پاشا قابل وزارت ہو مگر معتوب -

آزاد - افسوس -

عبد - لیکن ترک جان دینے پر آمادہ ہین اور دیکھ لیجیے گا خوب لڑینگے چھکے چھوڑا دین تو سہی -

آزاد - انشاء اللہ -

کانسل - جنگ و سردارد - شاید خدا ہمین کو فتح دے

آزاد - انشاء اللہ -

کانسل - ہمارا ایک ایک سپاہی جان ہتھیلی پر لیے ہو

آزاد - خدا اُنکو مدد دیگا -

احمد - جرمنی اور روس کی سازش بُری ہو -

آزاد - اور آسٹریا بھی در پردہ انھین کا جنبہ کریگا -

بہت عرصے تک کانسل اور آزاد اور احمد آفندی اور عبد الصمد مین ٹرکی کی نسبت گفتگو رہی - اس کے بعد میان آزاد سے کانسل نے کہا کہ آپ میرے ساتھ ہون آزاد نے بخوشی منظور کر لیا -

احمد آفندی اور عبد الصمد شام کے وقت میان آزاد کو اسکندریہ کی سیر کے لیے لیگئے - اس شہر مین میان آزاد نے یورپ اور ایشیا کے مختلف اقوام کے لوگ دیکھے ٹرکی کے افسران اعلی اور قسطنطنیہ کے عمائد اور رؤسا جو وہان تشریف رکھتے تھے - اُنکی ملاقات ہا یون مین بھی میان آزاد نے نیاز حاصل کیا - اور جو شخص اُنسے ملتا پاکہ ہی کے ساتھ پیش آیا - حضرت خواجہ بدیع صاحب کو میان آزاد ہوٹل ہی مین چھوڑ گئے -

خوجی سوچے کہ بیٹھے بیٹھے کہان تک - آکسارا کرینگے آؤ دیکھین کوئی ہندوستانی بھائی ہون تو کہین اُڑین - اور گھومین پھرین - آخر کار ایک ہندوستانی سے ملاقات ہوئی علیک سلیک کے بعد چہ میگوئیان ہونے لگین خواجہ صاحب نے پوچھا کیون بھئی اسکندریہ مین افیم ملتی ہو - کوئی چانڈو خانہ ہو - کہین مدک اُڑتی ہو - جس کی لو آسمان کی خبر لاتی ہو یا نہین ایکدم سے تین چار سوال کیے اور اُس بیچارے کو دم بھی لینے دیا وہ اسکے بھی آشنا نکلے کسی بات کا جواب ہی دیا - خوجی کیسے آدمی - اُنکو بھلا یہ تاب کہان کہ کسی سے سوال کرین اور وہ جواب نہ دے - بگڑ کھڑے ہوے - قسم خدا پاک کی جس وقت لاش پھڑکتی ہوتی وا اسد لاش پھڑکتی ہوتی خوجی خواجہ بدیع کو کیا وہ سمجھے ہین - نہ ہوئی قرولی ورنہ تماشا دکھاتا

انھون نے جو اسقدر وحشت کی لی تو وہ بیچارہ سمجھا کہ یہ پاگل ہی۔ اگر بولونگا تو خدا جانے کاٹ کھائے۔ چلکٹ دے۔ چوٹ کرے۔ لڑ پڑے۔ اس سے بہتر یہی ہی کہ چپکے ہو رہو۔ اسکے سکوت سے میان خوجی سمجھے کہ دب نکلا۔ اور بھی اکڑ گئے۔ اسنے جو اس دیوانے کو اکڑتے دیکھا تو سمجھا کہ اب چوٹ کیا ہی چاہتا ہی ذرا پیچھے ہٹ گیا۔ پیچھے ہٹنا تھا کہ میان خوجی اور بھی شیر ہو مگر کندے تول تول کے رہجاتے تھے۔ پوچھا بھلا ٹھنڈا پانی بھی یہان مل سکتا ہی۔ مگر اسقدر سرد ہو کہ دانتون مین لگے وہ جھٹ پٹ آب سرد لایا۔ خوجی نے پیا تو آب حیات کا مزہ پایا پانی ہی یا آب زندگانی ہی۔ مانگ کیا مانگتا ہی۔

اللہ اللہ۔ اب میان خوجی اپنے وقت کے بادشاہ ہوگئے مانگ کیا مانگتا ہی۔ آفت رسی تری سخاوت اس آدمی کو اور بھی یقین ہوگیا کہ اس شخص کو خلل دماغ ضرور ہی۔ حالت تو اس درجہ ردی ہی اور حاتم کی قبر پر لات مارنے کو مستعد ہین اس سے مانگون تو کیا مانگون۔ اسکے پلے ٹکا تو ہی نہین۔ خوجی نے پھر اکڑ کر کہا کہ مانگ۔ کچھ جو جی چاہے سو مانگ اسنے ڈرتے ڈرتے کہا یہ جو ہاتھ مین ہی دیدیجیے۔ خوجی کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا۔ ارے غضب۔ او ظالم۔ خدا تجھ سے سمجھے۔ یہان تک مانگتا تو مین دریغ نہ کرتا۔ چونیا بیگم نہین دیجاتی۔ اسکو اگر اتنا معلوم ہو جاتا کہ حضرت خواجہ صاحب کے دست مبارک مین افیم ہی اور افیم پر حضرت ہزار جان سے عاشق ہین تو کچھ اور مانگتا مگر شامت اعمال پھر خوجی تنے ہوئے بولے۔ ؎

جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

اس شخص سے پوچھا کہ تم یہان کب سے ہو۔ کیا کام کرتے ہو نام کیا ہی باشندے کس صوبے کے ہو۔ اسنے جواب دیا حضرت مین یہان ہوٹل مین نوکر ہون۔ میرا نام تہور خان۔ امروہے کا رہنے والا ہون۔

خ۔ اخاہ۔ یہ امروہہ۔ یہی امروہہ نہ۔

تہور خان۔ (تہور) یہ کون۔

خ۔ (جھلا کر) اجی یہی۔ لاحول۔ مرادآباد کے پاس ہی

تہور۔ جی ہان۔

خ۔ یہان کب سے ہو۔

تہور۔ ابی سینیا کی لڑائی کے وقت سے۔

خ۔ بھلا اس ہوٹل مین مسلمان لوگ کھاتے ہین۔

تہور۔ برابر کیون؟

خ۔ ہم تو نہ کھائین۔

تہور۔ پہلے مین سمجھا تھا کہ آپ کوئی پاگل ہین۔ مگر اب تشفی ہوئی۔

خوجی نے وہ وہ مجنونانہ حرکتین کین کہ ہوٹل والون کو دل لگی ہاتھ آئی بگڑے دل تو ہر شہر اور ہر ملک مین ہوتے ہین دو ایک دل لگی بازون نے سکوٹ کی کہ خوجی کو چھیڑنا چاہئے اس ہوٹل مین ایک شخص اسی کام پر مقرر تھا کہ پنکھا قلیون کی نگرانی کرے۔ یہ شخص بونا تھا۔ خاص قاہرہ کا رہنے والا لوگ سوچے کہ اس بونے اور خوجی سے پکڑ ہو تو خوب بات ہی بونا بڑا اشریر آدمی تھا۔ پرلے سرے کا شہدا۔ لوگون نے اس سے جا کر کہا کہ چلو تمھاری کشتی بدی گئی ہی۔

بونا۔ چلو چلو۔

لوگ۔ وہ دیکھو ایک آدمی ہندوستان سے آیا ہی۔

بونا۔ جوڑ تو اچھی ہی۔

لوگ۔ پھر جُٹ جاؤ۔

یہ سنکر بونا میان خوجی کے قریب گیا اور جُھک جُھک کے سلام کیا۔ خوجی نے جو دیکھا کہ ایک شخص ہمسے بھی اونچے ہین تو اکڑکر اور اینڈکر آنکھون سے سلام کا جواب دیا۔ بونا اپنے دلمین سوچا کہ ٹھہر جا جاتا کہان ہی تو سہی جو چچا بنا کر چھوڑون ادھر اُدھر دیکھکر ایک دفعہ ہی موقع جو پایا تو میان خوجی کی ٹوپی آتار کر چپاخ ایک دھول جمائی اور ٹوپی پھینک کر بھاگا مگر ذرا دور آیا اور اُن بھاگ کے جاتا کہان۔ خوجی بھی جھپٹے آگے آگے بونا۔ اور پیچھے پیچھے میان خوجی۔ او گیدی۔ او مردک نہوئی قرولی واللہ پیٹ مین بھونک ہی دیتا۔ غضب سے قرولی بھونک دیتا۔ تھوڑی دیر مین بونے نے کہا کہ اب سانس نہین لیجاتی۔ اور خوجی نے لپک کے ہاتھ پکڑا۔

خ۔ کیون بے۔

بونا۔ (منھ چڑھانے لگا۔)

خ۔ اب بولو۔

بونا۔ (پھر منھ چڑھایا)۔

اتنے مین خوجی کو غصّہ آیا تو حضرت نے بھی ایک دھپ جڑی تڑسے پڑی اور چٹاخ کی آواز گونجنے لگی۔

خ۔ اور لیگا۔

بونا۔ اپنی زبان مین! چھوڑ۔ نہین مار ہی ڈالونگا۔

خ۔ ہات تیرے کی۔

بونا۔ آج رات کو گلا گھوٹونگا۔

خ۔ (دھپ جماکر) او گیدی۔

بونا۔ دو ہوئین۔

خ۔ دے مارون اُٹھاکر۔

بونا۔ رات ہی اور تم اور مین۔

خ۔ (گھونسا لگاکر) ہات تیرے کی۔

خوجی نے جھلا کر بونے کو اُٹھاکے دے مارا۔ چارون شانے چت۔

خ۔ (اکڑکر) وہ مارا۔ سـه

من آن رستم گُرد روئین تنم	کہ دہ پاپ‌ِ پخچہ را بشکنم

اور لیگا۔ خوجی سے یہ باتین۔

میان آزاد احمد آفندی کے ساتھ ہوٹل مین آگئے۔ اسباب لیا اور خوجی سے کہا آج شب کو یہان ٹھہر وہین کل سے یہان رہو ہون جب جہاز پر سوار ہو گا تمکو بلا لونگا خوجی اسقدر زمین پر قدم نہین رکھتے تھے۔ عمر بھر مین اُنھون نے آج پہلے ہی مرتبہ ایک آدمی کو نیچا دکھایا تھا۔

خ۔ اِسوقت ایک کشتی اور نکالی۔

راوی۔ (اور) کے لفظ نے پھڑکا دیا گویا کئی کشتیان اور بھی نکالی تھین۔

آزاد۔ کشتی کیسی۔

خ۔ کشتی کیسی کیا معنی۔ کیسی ہوتی ہی کشتی۔

آزاد۔ معلوم ہوتا ہی پٹے ہو۔

خ۔ اُس پٹنے والی کی ایسی تیسی اور کہنے والے کو کیا کہون۔

آزاد۔ کشتی نکالی۔

خ۔ ارے میان بولتے نہین۔

تہور۔ ہان حضور یہ سچ کہتے ہین۔

خ۔ لو۔

آزاد۔ (تہور خان سے) کیا ہوا کیا۔

تہور۔ جی یہان ایک بونا ہے۔ اُسنے ایک دھول لگائی

آزاد۔ دیکھا نہ مین تو سمجھا ہی تھا کہ پٹے ہونگے۔

خ۔ سُن تو لو۔

تہور۔ بس دھول کھاکر یہ لپکے۔ اُسکو کئی چپتین لگائین اور اُٹھاکر دے پٹخا۔

خ۔ وہ پٹخنی بتائی ہے کہ یاد ہی تو کرتا ہوگا۔ دو مہینے تک کھٹیا سے نہ اُٹھ سکیگا۔

تہور۔ بجا ہے وہ دیکھیے سامنے اکڑ رہا ہے۔

آزاد۔ یہی ہے۔ وہ تو اسوقت بھی اکڑ رہا ہے۔ تم تو کہتے تھے کہ دو مہینے تک اُٹھ ہی نہ سکیگا۔

خ۔ ہوا تو چلنے دو۔

الغرض آزاد اسباب لیکر احمد آفندی کے ساتھ کانسل کے اِن گئے۔ شب کو میان خوجی ہوٹل مین سوئے۔ کوئی نو بجے رات کو اُٹھے تو دیکھا کہ لیمپ گل ہوگیا۔ انھون نے پکارا کوئی ہے۔ پانی پلاؤ۔ ایک آدمی نے دروازہ کھولا پانی دیا گلاس لیکے خوجی نے پیا۔ لیٹ رہے۔ اتنے مین اُس کمرے مین چٹاخ کی آواز گونجی۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ آواز کیسی تھی۔ یہ میان خوجی کی کھوپڑی پر دھول لگی تھی۔ آنکھ کھلی تو کیا ہو کر خوجی اُٹھے تو دیکھا کہ ایک پستہ قد آدمی بھاگا جاتا ہے۔

خ۔ ارے لاحول۔ یہ تو وہی بونا مردک معلوم ہوتا ہے پانی اُسی نے پلایا تھا۔ اور چپت بھی اسی نے جڑی۔ او گیدی۔ کیا ترشا کا تھوکا ذبح کرکے رکھدون تو سہی۔

یہ کہکر خوجی کمرے مین آئے۔ تھوڑی دیر مین ایک شخص نے جسکے ہاتھ مین ایک قیمتی لالٹین تھی خوجی کے کمرے کا دروازہ کھولا۔ این! روشنی ندارد اور ابھی نو ہی بجے ہین۔ ایک آدمی پر جرمانہ کیا۔ خوجی اُٹھ بیٹھے۔

خ۔ او گیدی پھر آیا۔

اُس شخص نے تہور خان اور دو تین اور ہمراہیون سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگون نے بیان کیا۔ صاحب کچھ ذی پاگل سا معلوم ہوتا ہے۔ خوجی نے اشارے سے بتایا کہ وہ بونا مجکو دق کرتا ہے۔ تہور خان نے اُس شخص کو حکم دیا کہ جو یہ کہین اُسکا ترجمہ کرکے ہمکو بتاؤ۔ یہ شخص ہوٹل کا منیجر تھا۔ غل کی آواز جونہی تو آیا کہ دیکھون ماجرا کیا ہے۔ بونا بلوایا گیا۔ آتے ہی منیجر نے اپنے ہاتھ سے ایک تھپڑ لگایا۔ اب سنیے ادھر تو منیجر صاحب کمرے سے باہر گئے اور اُدھر خواجہ بدیع صاحب کو دست آنے شروع ہوے وجہ یہ کہ پانی مین بونے نے جمال گوٹا ملا دیا تھا۔ اثر دکھایا ہی چاہے۔ ہوٹل کے نوکرون نے منیجر کو جگایا۔

منیجر۔ کیا ہے۔

نوکر۔ ایک آدمی ماندا ہوگیا ہے۔

منیجر۔ کیا ہیضہ ہوا۔

نوکر۔ جی نہین۔ دست آتے ہین۔ ابتک کوئی گیارہ دفعہ گیا ہوگا۔

منیجر۔ وقت کیا ہے۔

نوکر۔ دو بجے۔

منیجر۔ تم لوگ موقوف کردینے کے قابل ہو۔ ابتک کیون نہ اطلاع دی۔

نوکر۔ اِس دن جگایا۔

منیجر - چپ سو رہو۔ ڈیسے سے کہو ڈاکٹر صاحب کے نام خط لکھے۔

ڈیسے کلارک کا نام تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے نام خط بھیجا ایک گھنٹے کے عرصے میں تشریف لائے۔

ڈاکٹر - اسکو کسی نے جمال گوٹا دے دیا۔ برا حال ہے۔ دست بہت آ گئے۔

منیجر - پھر اب ؟

ڈاکٹر نے نسخہ لکھا۔ اور حکم دیا کہ ابھی دوا لاؤ اور پلا دو۔

ٹرکی کے کانسل کے یہاں میاں آزاد فتح نہاد ایک صاف شفاف اور فرح و وسیع کمرے میں آرام کر رہے تھے کہ دفعتاً ایک گھنٹی اس زور سے بجی کہ میاں آزاد کی آنکھ کھل گئی۔ اور انھوں نے سنا کہ ایک شخص انکے کمرے کے باہر بلاتا ہے۔ پوچھا کون ہے۔ کہا۔ حضور کا خادم۔ ہوٹل سے ایک آدمی آیا ہے۔ اور آپ کو بلاتا ہے۔

میاں آزاد نے کہا لا حول ولا قوۃ۔ مدت کے بعد آرام کے ساتھ سونا نصیب ہوا تھا اس خوبی سے دو رکے سیپ سے سو بھی نہ پائے۔ بلاؤ صاحب بلاؤ وہاں بھی چین کہاں ہوٹل کسی سے عجب پاگل ہو گیا الٰہی۔ خدا سمجھے اس سے بھلا اس وقت آدھی رات ڈھل گئی پوچھے یہاں کیا کام تھا میاں آزاد اٹھکر باہر گئے۔ تو دیکھا کہ دو آدمی کھڑے ہوئے ہیں ایک کانسل کا نوکر جسکو انھوں نے میاں آزاد کی خدمت کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور دوسرا کوئی اجنبی تھا جسکو میاں آزاد نے پیشتر کبھی نہیں دیکھا تھا۔

آزاد - (اپنے دل میں) ایں مجھے سے کہ میاں خوجی ہونگے۔

اجنبی - ہوٹل سے آیا ہوں۔ منیجر نے بھیجا ہے اور یہ چٹھی دی ہے۔

آزاد نے خط لیا پڑھا تو رنگ فق ہو گیا۔

مسٹر آزاد جس شخص کو آپ یہاں چھوڑ گئے تھے وہ کیا یک رات سے علیل ہو گئے ہیں۔ اب تک چودہ دست آ چکے ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ اگر وہ چار دست اور آگئے تو مر جائینگے۔ آپ آیئے۔ آپکے دوست کی یہی خواہش ہے جلدی تشریف لائیے بیچارا آدمی دو ہی چار گھنٹے کا مہمان ہے

(آپکا دوست منیجر ہوٹل الخ)

آزاد - (اپنے دل میں) اور سنیے اچھا رنگ لائے چلئے چلا ہوگا دو دست تک نہ سمجھے جب ڈاکٹر نے جواب دے دیا تو کیا ہو سکتا ہے۔ افسوس-

نوکر - حضور۔ گاڑی تو میں لیتا آیا ہوں۔

آزاد - ہم کپڑے پہن لیں تو ابھی چلتے ہیں۔

کپڑے پہن کر میاں آزاد گاڑی پر سوار ہوئے گاڑی روانہ ہوئی اور دلی سے ہوٹل میں داخل۔ میاں آزاد دیکھا کہ کمرے میں خوجی بیٹھے ہیں۔ منیجر اور ڈاکٹر پاس کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ آزاد کو دیکھ کر خوجی نے سلام کیا اور کہا الوداع-

خدا کے کرم شکر کی سے مرزا آزاد حسن ایسے کم وقت میں لائے۔ اسکے بعد یہ پڑھنا شروع کیا -

صبح دانی کہ تا نسیم دمید	سایہ نور آفتاب جدا
سایہ آفتاب سایہ او گشت	تابش نور ہست نور ضیا
نیست خورشید از شعاع بعید	نیست سایہ ز آفتاب جدا

سایہ و آفتاب یک چیز اند ۔ ہست او واحد و کثیر نما
چون یکے بود سایہ و خورشید ۔ یارب این کثرت از چہ شد پیدا
نظر از عین ممکنات بدوز ۔ تا کہ سایہ نمایدت یکتا
بگذر از سایہ زانکہ خورشید ست ۔ آنچہ تو سایہ خواہش ہر جا
شے واحد نگر کہ چون گردید ۔ عین ہستی جملہ اشیا
ہست یک عین انہمہ اعیان ۔ یک مسمی ست این ہمہ اسما

یہ پڑھکر تین بار کلمہ پڑھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آزاد۔ (ڈاکٹر سے انگریزی مین) بچنے کی اُمید ہو یا نہین۔

ڈاکٹر۔ بہت کم۔

آزاد۔ عارضہ کیا ہو۔ ہیضہ ہو۔ یہ ہوا کیا دفعتہً۔

ڈاکٹر۔ جہال گوتا۔

خوجی۔ کی نہین دست آ گئے کسی وجہ سے۔ مگر بچنا محال ہو۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس کہان پر ساتھ چھوٹا۔

خوجی نے آزاد سے بہ منت و سماجت کہا کہ اس وقت سورۂ یٰسین کسی سے پڑھوا ئیے آزاد نے منیجر سے کہا کسی حافظ کو بلوا ئیے۔ چنانچہ ایک شخص یمن کے باشندے ملا فرقان بلوا لیے گئے۔ خوجی کے قریب بیٹھ کر اُنھون نے سورۂ یٰسین قرأت کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔

آزاد۔ لاکھون عیب اس شخص مین ہین۔ مگر اپنے مذہب کا پکا شرع کا پابند۔ روزہ دار شب زندہ دار۔ مگر افسوس

خ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہو۔

پہونچی نہ راحت مجھسے کسی کو لیے اذیت کوش ہو
جان پڑی تب بار شکم تھے مرکے وبال دوش ہوے

آزاد۔ اجی تم دو دن مین اچھے ہو جاؤگے سمجھے۔

خ۔ اجی واہ مین مرون یا جہنم مین جاؤن مگر بھائی واسطے خدا کے ذرا جان کا خیال رکھنا۔ ایسا نہو کوئی جلتا ہو تم آگ مین پھاند پڑو خدا تمھارا حافظ و ناصر ہو۔ ہم تو اب چلتے ہین خطا معاف۔ اتبک ہنسی خوشی تمھارا ساتھ دیا۔ اب مجبوری ہو۔

صبح کے وقت میان آزاد خوجی کو کانسل کے ہان لیگئے اور کہا کہ یہ شخص میرا رفیق قدیم ہو جب مین ہندوستان سے چلا تو اُسنے میرا ساتھ دیا۔ اب یہان آکر سخت علیل ہو گیا۔ ڈاکٹر کی راے ہو کہ چار روز مین اگر بچ گیا تو خیر ورنہ اسکے مر جانے مین شک نہین۔ اگر آپکو تکلیف نہو اور آپ بدل اجازت دین تو اِسکو یہان چھوڑ جاؤن۔ اگر صحت پائے تو آپ از راہ نوازش اِسکو جہاز پر ہندوستان واپس بھیجئے گا۔ کمال ممنون ہونگا۔ کانسل نے کہا یہ بات ہی کون ہو جو آپ اسقدر منت و سماجت کرتے ہین آپ اِنکو یہان چھوڑ جائیے۔ دو آدمی اِنکی خدمت کے لیے تعینات رہینگے۔ ڈاکٹرون کی قلت نہین۔ ہر طرح آرام کے ساتھ بقیہ عمر بسر کرینگے۔ آپ مطمئن رہیے اب آپکے لیے بہتر یہی ہو کہ جلد جائیے اور ضرور جائیے دریاے پرتھ سے لشکر روس یہان عبور کرنے کو ہو۔ غالباً جنگ ہوگی خدا خیر کرے۔ دیکھیے کیا انجام ہوتا ہو۔

آزاد نے خوجی کو سمجھایا کہ اب مجبور ہو کر تمھارا ساتھ چھوڑنا پڑتا ہو کل صبح کو جہاز روانہ ہوگا۔ تم یہان رہو اور چین کرو۔ دو آدمی تمھاری خدمت کے لیے مقرر ہونگے۔ ڈاکٹر صبح و شام آکر دیکھینگے۔ تمھارا نقصان ہی کیا ہو خوجی نے کہا بدرجہ مجبوری رہنا پڑتا ہو ورنہ میرا تو یہی دل چاہتا ہو

بقول۔ ؎

حب الوطن از ملک سلیماں خوشتر ۔ خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر

یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

اگر نہ رہوں تو کیا کروں۔ آج ہوا کل دوسرا دن۔ یہ تو بیحیائی کا جینا ہے ایسے جینے پر لعنت خدا۔ یہاں چاہیے وہیں خدمتگار ہوں چاہے بیش بیکار محض۔ ؎

پاے در زنجیر پیش دوستان
بہ کہ با بیگانگان در بوستان

مگر اب وہ دانہ کی بات ہے۔ ہمکو یہاں کی مٹی گھسیٹ لائی۔

آزاد۔ ابھی نہیں۔

خ۔ نہیں کیا معنی۔

آزاد۔ آج کے چوتھے روز دندناؤ گے۔ دیکھ لینا ڈنڈ پیلتے ہوگے۔

خ۔ خدا کے اختیار ہے۔

آزاد۔ تمہارا مکان کہاں ہے خواجہ صاحب۔

خ۔ میں اصل باشندہ گجرات کا ہوں۔ مگر لکھنؤ کانپور آگرہ اس طرف رہنے کا زیادہ اتفاق ہوا۔

آزاد۔ ارے یار دیکھیے کب ملاقات ہوتی ہے۔

خ۔ ایک بات یاد رکھنا کہ ترکی میں سب سے ہل جل کے رہنا شکر رنجی نہ ہونے پائے۔ واسطے خدا کے باتفاق رہنا جوتی پیزار لڑائی جھگڑے سے مطلب برآری معلوم۔ اور کبھی خواجہ بدیع کو بھی یاد کرنا ہائے افسوس۔ یار جدائی ایسی شاق گذر تی ہے کہ بس کیا بیان کروں۔

آزاد۔ جب بیماری سے صحت پاؤ تو ہندوستان چلے جانا

خ۔ ہونہہ۔ ارے میاں دم کا یہاں بھروسا نہیں ہے۔

خوجی سے رخصت ہو کر میاں آزاد روانہ ہونے کو تھے خوجی نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اب میں بعد صحت کیا کرونگا کانسل نے تشفی دی اور کہا آپ نہ گھبرائیں۔ ہم آپکے لیے ہر قسم کا بندوبست کر لینگے آپ مسٹر آزاد سے کچھ نہ کہیے اگر آپ اچھے ہوگئے تو آپ کے وطن آرام کے ساتھ آپکو بھیجدینگے خوجی کو ان کلمات سے بڑی خوشی حاصل ہوئی آزاد سے ہاتھ ملایا اور روتے روتے کہا کہ اب وقت رخصت دو باتیں سن لیجیے۔

ایک یہ کہ وہاں سب سے ہل جل کر رہنا۔

دوسرے یہ کہ بے وجہ جان کو معرض خطر میں نہ ڈالنا۔

آزاد رخصت ہو کر جہاز پر سوار ہوے اتنے عرصے کے لیے خواجہ صاحب کی مفارقت انکو سخت شاق گذری عالم تنہائی میں طرح طرح کے خیالات دل میں جگہ پاتے تھے سوچے کہ ترکی تو پہونچ ہی جائینگے اور کانسل نے جو خطوط افسران عالیمقام اور علماے ذوی الاحترام کے نام لکھ دیے ہیں انکے ذریعے سے کوئی نہ کوئی عہدہ بھی ضرور پا جائینگے مگر یقین نہیں ہے کہ حسن آرا بیگم کو عقد نکاح میں لائیں جینے کے برابر ایک گولی کام تمام کر دیگی۔ تھوڑی دیر کے لیے سو رہے۔ پھر اٹھے اِدھر اُدھر کی سیر دیکھی۔ صبح ہوئی شام ہوئی۔ ایک مرتبہ سو گئے تو خواب دیکھا کہ حسن آرا بیگم کے دروازے پر پہونچے۔ اور حسن آرا نے انکو اپنے ہاتھ کا بنایا ہوا گلدستہ دکھایا۔ مگر دفعتہً کسی شخص نے ترپ داغی اور انکی آنکھ کھل گئی تو نہ حسن آرا نہ گلدستہ نہ خدا جانے کہاں پہنچے قسطنطنیہ پہونچ گئے۔ آزاد قسطنطنیہ کے نام سے ایسے خوش ہوے کہ جامے میں پھولے نہ سماے۔ شکر خدا بجا لائے کہ قسطنطنیہ تک زندہ تو آگئے ہائے دیکھیے۔ ؎

یا ہاتھ توڑ سے جائینگے یا کھولینگے نقاب
سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

آزاد کا نام

بڑی بیگم اور اُنکی بہو بیٹی چہرہ و زیبا شمائل صاحبزادیاں مشتری خصائل اور ناہید شمائل بہار روح افزا اور نواب بلند والاتبار داخل منزل مقصود ہوئے خدام عالیمقام نے فانوس کا انتظام شام ہی سے کر رکھا تھا خود رات عصمت مآب بیٹھیں [illegible] کی آگ اُٹھائی [illegible] دم کے دم میں پہنچ گئے بہار النسا بیگم نے [illegible] اور سپہر آرا [illegible] خوشی [illegible] بڑی بیگم صاحب کو [illegible] کیا [illegible] ہو گیا [illegible] روح افزا [illegible] اللہ جانتا ہو [illegible] چند [illegible] تحلیل ہو جاتی [illegible] [illegible] کیا [illegible] وہی رات [illegible] اور وسلا [illegible] اور وہ [illegible] کان [illegible] کے آتے ہی۔ اماں جان تو سمجھیں کہ حسن آرا کی سہری [illegible] ہلا یا۔ یہ تو ہاتھ ملکر پیچ اُٹھیں مگر روح افزا بیگم نے سمجھا کر کہا کہ بجلو سنبھال ہو۔ تب ذری ذری ڈھارس ہوئی۔ مگر رات بھر ترپتی

رہے۔ سپہر آرا نے کہا ای باجی سامنے ہی تو بجلی گری۔ ایک دفعہ آواز ہوئی زور کی اور بجلی ایسی چمکی کہ عمر بھر ہمنے کوئی چیز ایسی روشن دیکھی ہی نہیں اور گری کہاں سامنے والے اصطبل میں وہ جو چھوٹے سے کمرے کے سامنے نہیں ہی ابھی ابھی ہیں اب سنو کہ اتنی بھی مہلت منہ سے نہ دی کہ پوچھیں بجلی گری کہ سب بچے یا نہیں۔ روح افزا بہن کی طبیعت بھی اسوقت حد بھر تھی [illegible] باجی جان تو [illegible] حسن آرا بولی کہ [illegible] کیا [illegible] گیا تھا [illegible] رہ جاتی تھی۔ [illegible] تمام شہر [illegible] اور [illegible] الاہی۔

روح [illegible] اماں جان [illegible] ہم یاد آگئیں وہ کیا [illegible] [illegible] ایک آدمی [illegible] [illegible] اسوقت کیا جاتا [illegible] دور [illegible] چلا۔ اللہ اکبر۔

سپہر آرا [illegible] اور [illegible] پہلے اسکی اور [illegible] دیکھو [illegible] ہی ہو کہ سورج [illegible]۔

حسن آرا — مسکرا کر ہاں اماں جان ہم ضرور دیکھ لینا چاہتے

روح افزا — [illegible] ہزار کا کام چھوڑ کر

دونوں [illegible] مکان کے دالان اور کمرے اور [illegible] اور چھت کے کمرے [illegible] روح افزا اور بہار النسا دکھاتی جاتی ہیں چھت ایک عالیشان اور صاف شفاف کمرے کے دروازے جو کھولے

توحسن آرا اور سپہر آرا نے دیکھا کہ دریا لہرین مارتا ہو غنچۂ دل کھل گیا حسن آرا بھوسے پن کے ساتھ بہار النسا کے گلے ملی باجی اسوقت جی خوش ہو گیا - ہماری پلنگڑی یہین بچھے ایسا مکان کسی کو نصیب کہان واہ واہ - برسونکا بیمار یہان رہے تو دو دن مین اچھا بھلا چنگا ہو جائے اور چاہے انسان دن دن بھر اکیلا رہے دل ہی نہ گھبرائے - واہ واہ - لو بہن بیمار بیماری تو ہمارے پاس پھٹکنے بھی نہ پائیگی - کیا طاقت -

سپہر - بہار النسا بہن بھلا کبھی اندھیرے اجالے دولہا بھائی نہانے دیتے ہین دریا مین -

بہار - ای ہو اسکا نام بھی نہ لینا - آنکوڑی چڑ ہو اس بات کی -

روح - اب ان دروازون مین ڈہری ڈہری چقین پڑ جائینگی - چاہے تمام دن دروازہ کھلا رہے کچھ ہرج نہین -

حسن - ہان بس چقین پڑ جائین - جبہین ہوا کی ہوا آئے اور سیر کی سیر دیکھین -

روح - ہم تو اب تھوڑی دیر مین جائینگے -

سپہر - سسرال -

روح - ہان اب جائینگے نہ -

حسن - یہان سے کتنی دور ہو -

روح - ٹکا ڈولی -

سپہر - بس تو پاس ہو - کھلے ہوسے میدان مین ہو مکان یا گلی کوچون مین -

روح - نہین - تین طرف سے میدان ہی میدان ہو ایک طرف تکیہ - دو طرف میدان - ایک طرف مکانات ہین شریفون کا محلہ ہو - کھلی ہوئی کوٹھی ہو - اور اندر ہی ایک باغچہ بھی ہو -

حسن - ہمین حیرت ہو کہ یا اللہ یہ لوگ گلی کوچون مین کیسے رہتے ہین - اُف ہمارا تو دم گھٹ جائے -

بہار - عادت سے تعلق ہو - ہم تو اس مکان پر لوٹ ہین -

روح - اب یہان ڈاکٹر کا علاج ہوگا یا حکیم کا -

حسن - کسکے لئے ہارسے - واہ - علاج اب اس بات کا تم دیکھ لوگی کہ دو دن مین کیا سے کیا ہو جاتی ہو دلہن -

بہار - اللہ کرسے تندرست رہو -

اس عالیشان کوٹھی کی لطافت و وسعت کا کیا پوچھنا - ایک وسیع میدان مین لب دریا واقع تھی - دریا کی موج زنی سے ایک عجیب دلربا کیفیت نظر آتی تھی سامنے رمنا سبزہ و شاداب زمین فراخ و سیراب ایک سمت دور تک اونچے ٹیلے نظر آتے تھے جنپر ہری ہری دوب جمی تھی - اور دور سے آفتاب کچھ کہسار کی سی کیفیت معلوم ہوتی تھی کوئی اونچا کوئی نیچا -

شام کا وقت تھا - آفتاب کی سرخ سرخ کرنین کچھ یون ہی سی دکھائی دیتی تھین شفق کے سبب سے ان چاردیواریون کا جوبن اور بھی دوبالا ہو گیا اٹھلا اٹھلا کر اونچی اونچی چھتون پر جو آ کھڑی لگین کہ اتنے مین ایک سمت سے دھوان اٹھا تو حسن آرا نے پوچھا کہ یہ دھوان کیسا ہو -

بہار - اس طرف سے دھوان اٹھا ہو -

روح - اہو اس گھاٹ پر مردے جلائے جاتے ہین -

حسن - ہندوؤن کے مردے یہان ہی جلتے ہین -

بہار - ہان - مگر یہان سے دور ہو -

سپہر - ہاے کیا جانے کون بیچارہ جل رہا ہو گا -

روح - زندگی کا بھروسا نہین -

حسن - ایک دم کا نہین - دم آیا آیا نہ آیا نہ آیا -

روح - ہو ہو - مین نے ایک دفعہ دیکھا کہ ایک مزدور بس چٹ پٹ مر گیا دیکھتے ہی دیکھتے - آنا فانا - گٹھا اُسنے زمین پر پھینکا اور گر پڑا بس ایک دفعہ ہی آنکھین پھیر لین اور ہچکیون مین چل بسا -

سپہر - ہمارے یہان کے سائیس ہی کو نہ دیکھو - بھلا خاصہ چنگا تھا بجلی گری صبح کو جلا بھنا ملا - راکھ کا ڈھیر -

رفتہ رفتہ اُسی دن بڑی بیگم سے کسی نے کہدیا کہ سامنے مرگھٹ ہو ہندوؤن کے مردے وہان جلائے جاتے ہین سنتے ہی بڑی بیگم کے ہوش اُڑ گئے -

سپہر - ارے مردے جلائے جاتے ہین - ای بہار النسا - تم یہان رہین کیونکر - واہ خورشید بولا آئین تو مین آئے تیسرے دن

حسن - وا واہ برسون سے تو وہ یہان رہتے ہین - بھلا تمہارے کہنے سے مکان چھوڑ دینگے -

سپہر - بہشت بالشت سے اچھا کیون ہوا - ہم جو دو دن رہینگے تو مردے چٹ جائینگے آکے - ابھی -

بہار - اماں جان اس سے کیا ہوتا ہو مرگھٹ کہان نہین کہان - بھلا کوئی بات بھی ہے - توبہ توبہ - کوئی گھبراتا ہوگا - بڑی بیگم بس چلتا تو گھر سے چلی جاتین اور دونون لڑکیون کو ساتھ لیجاتین مگر ابو بغرا کی ہمشیرہ اور انکار دوا مرا(?) انتقال مکان کیا تھا مجبور ہو گئین بار بار سوچتی تھین کہ چاہیے کوئی شخص چاہے کوئی کچھ کہے مین چلی ہی جاؤنگی مگر کچھ مصلحت کے خیالات دل مین جگہ پاتے تھے - بقول شاعر -

تنگ آیا تھا نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی تھی چل ہر وقت کھاتی تھی ہان

دوسرے ہی روز حسن آرا بیگم کی طبیعت ناساز ہو گئی ڈاکٹر صاحب نے آنکر کیفیت دیکھی تو بیان کیا کہ نبض تیز ہے انکو بخار ہے بڑی بیگم اور نواب صاحب کے ہاتھ پاؤن پھول گئے کہ غضب آگیا ہو گیا جوان عورت اور تپ کا آنا - خدا ہی خیر کرے اس تپ ہی کے عارضہ مین بڑی بیگم کا ایک جوان لڑکا جاتا رہا تھا - اُنکے شوہر نے بھی اسی عارضۂ مہلک مین انتقال کیا تھا انکے والد بزرگوار نے بھی تپ دق ہی سے قضا کی تھی سنتے ہی ہوش ٹھکانے نہ رہے - نواب صاحب نے انگریزی مین پوچھا کہ خطرہ تو نہین ہے - ڈاکٹر صاحب نے کہا عارضہ تو سخت ہے مگر لاعلاج نہین ہے آپ گھبرائین نہین ہم بہت اچھا علاج کرینگے انشاءاللہ وقت پر آرام ہوگا بابو نے ایک نسخہ لکھا اور کہا کہ ایک شیشی آپ کو دینگی تین دن مین صحیح ہو جائینگی - بس ایک ہفتہ احتیاط کا استعمال ہین لائین کافی ہے - دو ہی دن مین دوا کے استعمال سے حسن آرا بیگم کی کچھ بہتر حالت ہو گئی - کچھ تو دوا کا اثر کچھ نقل مکان اور آب و ہوا کی خوبی کا اثر بہت ہی جلد رو بصحت لائین - تیسرے روز بالکل افاقہ ہو گیا - چوتھے روز سے ڈاکٹر نے دوا موقوف کر دی اور مرغ کی یخنی پلانے کا حکم دیا چھٹے روز غسل صحت ہوا اور ڈاکٹر صاحب کو بڑی بیگم نے ایکسو روپیہ اور ایک تھان زربفت کا اور ایک شالی رومال خاص کشمیر کا دیا - اور اس روز عمدہ عمدہ کھانے بھی پکوائے اور فقرا اور مساکین اور سیدون اور سیدانیون کو خیرات بھی دی - غسل کے دوسرے روز صبح کے وقت حسن آرا بیگم چھپر کے سے سیر دریا کر رہی تھین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے فرحت بخشتے تھے اور سامنے دریا کی روانی عجب لطف دکھاتی تھی سبزہ چو طرفہ لہلہاتا تھا غنچہ و گل نسیم طرب کے اہتزاز سے کھلا جاتا تھا

سینہ وفور سرور سے باغ باغ تھا۔ عرش پر دماغ تھا۔ سپہر آرا
نے جب مناجات سے فراغت پائی تو بہن کے پاس آئی اور
جھروکے سے مشاہدۂ لطف خداداد کرنے لگی۔ دونوں بہنیں
بڑی دیر تک لطف طرب انگیز دیکھا کیں جس طرف دیکھتی تھیں
خدا کی قدرت مجسم نظر آتی تھی۔

حسن۔ ؎

بسیر گلستان ور یاد آن سیمین بدن رفتم
در آغوش سمن غلطیدم و از خویشتن رفتم
ببوے صبحدم گریبان چو شبنم در چمن رفتم
نہادم روے بر روے گل و از خویشتن رفتم

سپہر۔ باجی جان کل بہار النسا بیگم کہتی تھیں کہ یہ جو
اس طرف دور تک اونچے نیچے ٹیلے نظر آتے ہیں جب پچاس
برس ہوئے یہاں آبادی تھی اور دور تک آبادی تھی مگر اب تک تو
محلے اجاڑ ہو گئے اور اور طرف لوگ جا بسے اور یہ جہاں تم بیٹھی ہو
یہاں وزیر کا مکان تھا مجال کیا تھی کہ کوئی اس طرف آ تو نکلتا۔
اور جس روز وزیر کی سواری نکلتی تھی دو رویہ آئینہ بندی ہوتی
تھی وزیر کا حکم بادشاہ کے حکم سے بھی زیادہ مانا جاتا تھا اور آج
یہاں خاک اڑتی ہے گیدڑ لوٹا کرتے ہیں۔ اتنے میں ایک کشتی
نظر آئی تو سپہر آرا نے کہا باجی جان دیکھو وہ کشتی آ رہی ہے
کشتی اسی مقام پر ٹھہری اور آدمی اس پر سے اترنے لگے
ایک سن آدمی شہتوت کے سایہ میں آ کر کھڑا ہوا۔ خدمتگار نے
زمین صاف کر کے دری بچھا دی اور اس پر قالیچہ۔ مرد معمر بیٹھے
خدمتگار نے حقہ تازہ کیا پینے لگے۔ مرد معمر نے اپنے ساتھی سے
کہا کہ ارے میاں گلباز ادھر آؤ وہاں کیا کر رہے ہو۔ گلباز
بولے تم اس درخت کے سایہ میں بیٹھو۔ ہم اس درخت کے
سایہ میں بیٹھیں۔

مرد معمر۔ (مرد) ؎

سینے کو چمن بنا سکیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلا سکیں گے ہم

یہ میاں آزاد کا شعر ہے۔
حسن آرا نے جو میاں آزاد کا لفظ سنا تو چونک پڑی۔
چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ مرد معمر کو جھروکے سے بغور دیکھا
سپہر آرا نے پوچھا باجی جان خیریت تو ہے۔ تمہارے چہرے
سے اس وقت کچھ عجب بات پائی جاتی ہے۔

حسن۔ میاں آزاد کا نام فقط اس بوڑھے کی زبان سے
میں نے سنا۔

سپہر۔ ایں! باجی۔ سچ کہتی ہو۔

حسن۔ خاتون جنت کی قسم۔

سپہر۔ اے واہ۔

حسن۔ اس بوڑھے نے کوئی شعر پڑھا اور کہا یہ شعر میاں
آزاد کا ہے۔

سپہر۔ سچ سچ۔

اتنے میں بوڑھے نے پھر وہی شعر پڑھا۔ ؎

سینے کو چمن بنا سکیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلا سکیں گے ہم

یہ میاں آزاد کا شعر ہے۔ ایک ہی شخص ہے واللہ خدا جانے
بیچارہ کہاں ہوگا۔ ہائے۔ ؎

سینے کو چمن بنا سکیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلا سکیں گے ہم

آزاد۔ آزاد۔ پیارے آزاد۔

حسن۔ ؎

سینے کو چمن بنائینگے ہم
گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم

یہ شعر پڑھکر حسن آرا کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور سپہر آرا بھی بے اختیار رونے لگیں۔

مرد۔ آزاد سے تم سے ملاقات نہیں ورنہ خدا کی قسم تم خود کہتیں کہ وہ واقعی فرد ہے۔ واللہ شیر مرد ہے۔

گلباز۔ (گل) یہ شعر ہماری شان میں کہا تھا۔

مرد۔ خدا جانے زندہ ہے یا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس فقرے نے سپہر آرا اور حسن آرا کو اور بھی ملول کر دیا۔

گل۔ میاں آزاد کون ہیں بھئی۔

مرد۔ ایک جوان رعنا ہے۔ نکتہ سنج۔ مرنجان مرنج۔ نازک خیال شیریں مقال۔ شیر مرد۔ جری۔ شائستہ۔ لیاقت میں فرد۔ لائق فائق ہمہ دان۔ نوجوان۔ حسین و مہ جبین۔ ؎

ہنوز شرم کند گل ز عارض شمشاد | بجز بلی سرو او چون سرو آزاد

گل۔ تو وہ گئے کہاں۔

مرد۔ کوئی بیگم ہیں۔ انپر یہ عاشق ہوئے۔ مگر انہوں نے کہا کہ جبتک تم روم جا کر روسیوں سے نہ لڑو گے تب تک میں شادی نہ کرونگی۔

گل۔ واہ اچھی بیگم ہیں۔

مرد۔ مسلمانوں کو تو خوش ہونا چاہئے۔

گل۔ کیوں۔

مرد۔ کیوں اکیوں کا ہے کی۔ اے میاں ایسی عورتیں تو واللہ زیارت اور سجدے کے قابل ہیں جو اس درجہ اسلام کی حامی ہوں۔

گل۔ ہے تو ایسا ہی۔ مگر۔ ؎

سجدہ بتوں کا مرد موحد سے ہو چکا
کچھ بت بھی توبہ توبہ کسی کے خدا ہوئے

مرد۔ کہتے تھے کہ اگر شکست پائی تو پھر ہندوستان میں صورت نہ دکھائینگے۔

گل۔ خدا کرے زندہ آئے اور سرخرو آئے۔

حسن آرا نے گلباز کو غور کے ساتھ دیکھا اور سپہر آرا بولی آمین

گل۔ مگر کون صاحب بیگم ہونگی بلا کی حسین۔

مرد۔ بس ایسی خوبصورت ہونگی کہ شاید لاکھ دو لاکھ میں ایک ہو۔

اس فقرے پر سپہر آرا نے مسکرا کے کہا باجی خوش تو نہ ہوئی ہوگی۔ حسن آرا نے کہا اسوقت بڑی خوشی تو یہ ہے کہ آزاد کا نام مشہور ہوتا چلا۔ سپہر آرا بولی۔ باجی انکے ساتھ تمہارا نام بھی تو مشہور ہو چلا۔ نام نہ سہی مگر اتنا تو لوگ کہنے لگے کہ وہ بیگم خوب عورت ہے جسنے مذہب اسلام کی اسقدر حمیت کی۔ حسن آرا بیگم نے شنجرف کی دوات اور اصلی قلم اور اپنی بیاض منگوائی اور سپہر آرا سے یہ بیت اسپر لکھوائی۔ ؎

سینے کو چمن بنائیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم

اور کہا کہ جب پیارے آزاد آئینگے تو ہم یہ شعر انکو سنائینگے

مرد مہر نے کہا کہ آزاد عالی نژاد کا ایک خاتون پریزاد سرو قد غیرت شمشاد پر دل آیا اور تیغ نگاہ کا ایسا چرکا کھایا کہ جان پر بن آئی عشق کیا آیا کہ شامت ہی آئی وہ پری رو بھی اس جوان عنبر مو کی عاشق زار ہے رنج مفارقت سے ازبس دل فگار ہے دونوں صید الم و ملال ہیں۔ مرزا علی رضا کے یہ اشعار انکے حسب حال ہیں

گلباز نے پوچھا کون اشعار۔ مرد معمر نے خدمتگار سے کہا کہ ذرا ہماری بیاض تو لاؤ۔ گلباز مسکرا کر بولے کہ واہ لال کتابچہ کے بھروسے پر رہتے ہو۔ خدمتگار نے بیاض لا کر دی اور پیر مرد نے لحن داؤدی سے اشعار پڑھنے شروع کیے۔ ؎

بر سرم دیگر ہماے عشق یار — ریخت طرح آشیان از خار خار
شوق بر گرد دلم پر میزند — از طپیدن حلقہ بر در میزند
شد نمایان تا لبش برقی زدو — از شرر روز خرمنم افتاد دور
ہمچو فانوس از فروغ عشق دوست — جملہ خونم نور شد در زیر پوست

یہ شعر پڑھ ہی چکے تھے کہ درخت سے ایک چھپکلی گری اور مرد معمر چونک پڑے۔

گل۔ درخت پر چھپکلی کم دیکھنے میں آئی ہے۔

مرد۔ چاہے کوئی ہمکو ضعیف الاعتقاد کہے مگر ہم تو چھپکلی گرنے کو منحوس سمجھتے ہیں۔

گل۔ اجی جاؤ بھی بوڑھے ہو گئے مگر عقل نہ آئی۔

مرد۔ چلیے ہم اپنی بھگت لیں گے۔

عجب اتفاق ہوا۔ حسن آرا اور سپہر آرا یہ اشعار سنکر روتی جاتی تھیں۔

اب سنیے کہ ایک دن میاں آزاد فرخ نہاد اپنی معشوق ماہ سیما حسن آرا اور انکی پیاری بہن سپہر آرا کو یہی اشعار سناتے تھے کہ دفعۃً چھپکلی دیوار سے گر پڑی تھی اسی دن کی صحبت اُن دونوں بہنوں کی آنکھوں میں پھر گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ ؎

دل میں اک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانیے کیا یاد آیا

حسن۔ کچھ یاد ہے ای سپہر آرا۔

سپہر۔ (ہچکیاں بھر کر) ہاے کچھ نہ پوچھو باجی جان اسوقت دل قابو میں نہیں ہے نہیں معلوم کون سے خیالات دل میں آرہے ہیں کلیجا تہ و بالا ہے ہزار افسوس ہزار افسوس۔

حسن۔ ؎

فلک کے پار ہوئی اپنی آہ نیم شبی — ہمارے تیر سے صیاد ہو گیا نخچیر
وہ کوہکن ہوں کہ تیشہ بھی قصد کوہکنی — تو آپ تیشہ روان ہو گیا بچشمہ شیر
خیال سنبل خط میں ملوں جو میں وحشی
قلم کی طرح ترے نقش پا بنیں زنجیر

حسن آرا نے مہری کو بلا کر چپکے سے کہا کہ دیکھو وہ بوڑھے سے آدمی وہاں کون بیٹھے ہیں۔ مہری نے پوچھا وہ جو درخت کے سایہ میں بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ حسن آرا نے کہا ہاں وہی۔ جلد جا کے پوچھو مگر کوئی دیکھ نہ لے۔ ایسا نہو کوئی سن لے۔ مہری گئی پردے کے پاس جا کر ایک بہشتی کے لڑکے سے کہا ذری جا کے اُن بڑے میاں سے پوچھو کہ کیا آپ سلیم پور سے آئے ہیں۔ بہشتی کا لڑکا دوڑتا ہوا گیا۔ اور پیر مرد سے پوچھا میاں کیا آپ سلیم پور سے آتے ہیں پیر مرد نے کہا سلیم پور کیسا۔ میں نے تو سلیم پور کا نام ہی نہیں سنا لڑکے نے آنکر کہدیا۔ مہری نے کہا پوچھو کہ آپ آج چلے جائینگے یا یہیں رہینگے۔ پیر مرد بولے کہ تم کو اس سے کیا۔ گلباز نے کہا اگر رہینگے تو پانی تمہیں سے منگوائینگے۔ ہم دو دن سرا میں رہینگے۔

مہری نے کوٹھے پر جا کر حسن آرا کو اطلاع دی کہ وہ ابھی دو دن یہاں رہینگے۔

حسن۔ بہشتی کے لڑکے کو یہ چونی دو اور کہو جہاں یہ کہیں اُنکے ساتھ ساتھ جائے اور دیکھ آئے۔

ہم - بہت خوب -

حسن - جلدی جاؤ -

ہم - ابھی ابھی -

مہری پردے کے پاس گئی بہشتی کے لڑکے کو پکارا -

ہم - لو جی لو - ادھر سن - یہ جو بیٹھے ہین نہ - اِنکے ساتھ ساتھ چپکے چپکے جاؤ اور دیکھو یہ کہان ٹکتے ہین -

لڑکا - (خوش ہوکر) اچھا -

ہم - اُنسے کچھ نہ کہنا -

لڑکا - واہ کیا کچھ سڑی ہون -

دو گھنٹے تک وہ لوگ وہین بیٹھے رہے - اِسکے بعد اسباب باندھا گاڑی کرایہ کی اور کہا تلسی گنج کی سرا چلو - جب گاڑی چلنے لگی تو لونڈا چپکے سے ایک گاڑی کے پیچھے بیٹھ گیا تلسی گنج کی سرا مین وہ لوگ اُتر پڑے اور ایک گوشۂ محل مین فروکش ہوے - لڑکا وہان سے واپس آیا - پردے کے پاس سے اُسنے بی مغلانی کو بلایا -

ہم - کہان ٹکے -

لڑکا - وہان جو گنج ہو نہ - اجی بھلا سا نام ہو - وہ تلسی گنج تلسی گنج - وہین سب کے سب صاحب تمہارے ٹھہرے ہین جاکے -

مغلانی نے حسن آرا بیگم سے جاکر کہا - حسن آرا بولی کہ بی مغلانی اس لڑکے کو کھانا دلوا دو باورچی خانے سے - اور اس سے کہدو کہ اسکو ہمنے آج سے تین روپیہ مہینے پر نوکر رکھ لیا - کل سویرے اسکو وہان بھیجنا اور اُس بوڑھے کو ذری بلوانا - مغلانی نے کہا ہان ستر برس کا تو سن ہو - کہدینگے دریا کے کنارے بیٹھو - بس چھٹی ہوئی - ہرگز نہین - سپہر آرا نے صلاح دی کہ پہلے یہ تو نہین دریافت کرو کہ ہو کون نام کیا ہو کہان سے آیا ہو کہان کو جائیگا یہان کس مطلب سے آیا ہو اور اگر ممکن ہو تو کسی طریقہ سے یہ بھی دریافت کر لینا ضرور ہو - کہ اِسکو میان آزاد کی [illegible] مین آنسو بھر کر یادش بخیر سے کیونکر تعارف حاصل ہوا ایسا نہو کہ ہم اپنا مطلب فرط بیقراری اور اضطراب مین اُس سے بیان کر دین اور بے سود ہو جائے -

حسن - بہن ہمنے یہ تمہارا مشورہ پسند کیا اور ہمکو بھی یہی حیرت ہو کہ یہ ہو کون شخص میان آزاد کو کہان سے جانتا ہو -

بر و این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلندست آشیانہ

ای پیک راستان خبر یار ما بگو — احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو
ما محرمان خلوت انسیم غم مخور — با یار آشنا سخن آشنا بگو
دلہا ز دام طرہ چو بر خاک میفشاند — با آن غریب ما چہ گذشت از ہوا بگو
برہم چو میزد آن سر زلفین مشکبار — با ما سر چہ داشت ز بہر خدا بگو
مرغ چمن بہ نوحہ من دوش میگریست — آخر تو واقفی کہ چہ رفت ای صبا بگو

بر این فقیر نامہ آن محتشم بخوان
با این گدا حکایت آن پادشا بگو

افشان جبین خوبروئی گیسوے عنبر بدوش جوئی - سہی سرو بوستان خوبی - نوبادۂ چمنستان محبوبی - صنم شیرین ادا حسن آرا بیگم کا جدائی کی گھڑی سے آزاد فرخ نہاد کے غم مفارقت مین دل بیٹھا جاتا تھا وفور الم سے کلیجا منھ کو آتا تھا - تنور سینۂ سوزان مین نایرہ عشق جوش زن تھا - آشیانۂ دل مرغ جنون کا نشیمن تھا - ابھی نام خدا الم سن ناکردہ کار - یہ کیا معلوم تھا کہ زلف چلیپا افعی پر پیچ ہو - یہ عشق خانہ خراب نوجوانون کا جانی دشمن ہو - میان آزاد پر تاڑ آنکھ کیا لڑی کہ فوج حزن و ملال یکایک ٹوٹ پڑی - سو

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی دھوسکے میں
آرزوئیں ہوئیں سب قتل پڑا رن کیسا

پھر مرد کی زبانی میاں آزاد یار جانی کا ذکر خیر سنتے ہی جنون پھر سر پر سوار ہوا۔ مرغ دل شہباز عشق کا شکار ہوا۔ کچھ بس نہیں چلتا تھا۔ تلملا تلملا کر رہ جاتی تھی۔ اُس شعلہ رو کی آتش غم میں جلاتی تھی۔ ؎

قیامت ہے کسی کو پیار کرنا اس زمانے میں
قضا کا سامنا رکھا ہوا ہے دل لگانے میں

سپہر آرا نے کہا باجی جان اہا ہا۔ ٹھنڈی ہوا کا اسوقت کیا جھونکا آیا ہے۔ حسن آرا نے آہ سرد بھری اور بصد حسرت و یاس کہا ؎

بولی وہ کہ ہوسکے کو ہوا ہے
جو غنچہ کو گل کرے صبا ہے

ہمارے دل کا کنول بجھا جاتا ہے یہ سنکے تو ہم کچھ میں کیہ ٹھنڈی ہوا چلی۔ ہاے کیا جانیے اسدم پیارا آزاد کن بلا خیز جنگلوں اور بیابانوں کوہساروں میں سر ٹکراتا ہو گا۔ وہ دشت ہاموں میں تنہا لیے جان گنواتے اور ہم کو ہوا سرد کا جھونکا خوش آئے بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہے۔ وہ تو میں دوپہر کے وقت جب چیل انڈا چھوڑتی ہو جنگی وردی ڈاٹے ہتھیار باندھے پشت توسن آہو شکار پر ان پھری جاتے وہ دو دو لائیاں لگائے میدان کارزار میں تشنہ لب مصروف جنگ ہو اور ہم ٹھنڈی ہوا کھائیں۔

لونڈی۔ بڑی بیگم صاحب نے کہا ہے یہ پانی پلا آؤ۔ دیکھیے کسقدر کا ٹھنڈا ہے کہ دانتوں میں لگتا ہے۔

حسن۔ لاؤ بس تم جاؤ۔

سپہر۔ پی لو باجی۔

حسن۔ سپہر آرا بہن۔ اللہ کرے آزاد کو بھی وہاں معرکہ رستخیز میں بر خاب پینا نصیب ہو۔ اسوقت میرا پیارا آزاد آنکھوں تلے پھر گیا۔ ؎

تری باتیں جو اے رشک چمن یاد آگئیں مجکو
بہت رویا میں شبنم سے پہلے بلبل کے گلشن میں

سپہر۔ دیکھو پانی گرم ہوا جاتا ہے۔ اچھا باجی تم بھی نہ پینے کے

حسن آرا نے آہ سرد بھر کر کہا۔ بار آلہا اسوقت ایسا ہی ٹھنڈا ٹھنڈا پانی آزاد نے بھی پیا ہو۔

سپہر۔ باجی اللہ کی قسم تمہاری آہ خالی نہ جائیگی۔

حسن۔ سہی ہو۔ غم کے نشتر نے دل لہو کر دیا۔ جوش اشک سے طوفان آگیا۔

سپہر۔ باجی تم نے کیا اپنا حال کر دیا۔ کوئی دیکھے تو پہچان نہ سکے کہ یہ وہی حسن آرا ہیں۔

حسن۔ ہاں ہاں۔ مگر۔ ؎

گو خاک ہو گئے نہ کسی جستجو سے یار
جون گرد راہ پھرتے ہیں ہم دربدر ہنوز

ادھر دونوں بہنوں میں باہم یہ باتیں ہوتی تھیں سپہر آرا مناتی تھیں حسن آرا پیچ منار رقت میں زار زار روتی تھیں یہ ادھر سنیے کہ انکے ایک عزیز محمد عسکری صاحب تشریف لائے چکن کا کرتا۔ شربتی کا انگرکھا۔ مشروع کا ڈھیلے پائنچوں کا پائجامہ چوگوشیہ ٹوپی زیب سر۔ رومال اوڑھے۔ عطر میں بسے عشق کی گنڈا ہاتھ میں لیے میرزا افضل بنے ہوئے آئے بڑی بیگم صاحب کو جھکسکے سلام کیا۔

محمد عسکری۔ (ع) کہیے بہن کی آج کیسی طبیعت ہے۔ اب چہرے سے علالت تو نہیں پائی جاتی۔ مگر ابھی ہم کے علاج کیجیے اور زنانہ میں پرہیز کرتی جائیے گا۔ بھائی کہاں گئے ہیں جب سے وہ آئے

صرف دو بار ملاقات ہوئی۔

بہار۔ آج کوئی خون کا مقدمہ ہو۔ اسمین وکیل ہین۔

ع۔ تو پھر دیر مین آئینگے۔ صاحب کمشنر کا قاعدہ ہو کہ مقدمات خون کی اپیل مین زیادہ غور کرتے ہین۔ کل ہم ایک مشاعرہ مین گئے تھے۔ آج کل ایران سے ایک شاعر آیا ہو خوب شعر سنائے۔ جگرم تہ زمین شد۔ اور قمرم تہ زمین شد۔ اور سپرم تہ زمین شد۔ بڑا عالی دماغ آدمی ہو۔

بہار۔ حسن آرا کے لئے انار رکھا ہے تو ہرج تو نہین ہو۔

ع۔ بے تکلف نوش جان فرمائین۔ قاطع صفرا ہو اور مفرح قلب۔ آجکل صفرا کی بڑی شدت ہو آب آلو اور شربت لیمون ضرور استعمال مین لانا چاہیئے اور اگر خوشبو اور تفریح طبع کیلیے کسی قدر کیوڑا اور برف ملا دے تو نورٌ علیٰ نور۔ مین تو ہر صبح کو آب آلو پی لیتا ہون۔ شب کو دس بارہ دانے بھگو دیئے صبح کو منہ دھو کر آب زلال پی لیا اور چار بجے کے وقت دو لیمون کا افشردہ ضرور استعمال مین لاتا ہون۔ آجکل اکسیر کی خاصیت رکھتا ہو۔

بہار۔ عسکری کی زبان کترنی کی طرح چلتی ہو۔

ع۔ بجا ہو۔

بہار۔ کچھ جھوٹ بھی ہو کیا۔

اتنے مین بڑی بیگم کسی کام کے لیے گئین۔ محمد عسکری اور بہار النسا اکیلے رہ گئے۔ مغلانیان لونڈیان اصیلین ادھر ادھر اپنے اپنے کام مین مصروف تھین موقع وقت غنیمت جانکر محمد عسکری صاحب نے اپنی کرسی کھسکائی اور بہار النسا کے پلنگ کے قریب جا بیٹھے۔ اتنے مین رات ہوئی۔ چاندنی چھٹکی۔

ع۔ کیون بہن۔ اب تو حسن آرا سیانی ہوئی ہونگی۔

بہار۔ ان چشم بد دور۔ اب سیانی ہین۔

ع۔ دونون بہنون مین حسن آرا گوری ہین نہ۔

بہار۔ ای دونون اللہ کے فضل سے خاصی گوری چٹی ہین اور نمکینی کے ساتھ۔ مگر حسن آرا کی سی حسین تو شاید ہزار مین دو چار ہون۔ ہمنے نہین دیکھی۔ اللہ جانتا ہو حسن آرا کی سی خوبصورت ہمنے تو نہین دیکھی گلاب کے پھول کا سا مکھڑا ہو گلاب کے سے لال لال ہونٹھ۔ اور دانست وا لڑکی ہو سپہر آرا بھی سو دو سو مین ایک ہو۔ دونون بہنین نام خدا صورت دار ہین سپہر آرا مین ابھی ذرا الڑہڑپن زیادہ ہو۔

ع۔ یہ تم ہماری بہن کیسی ہو۔

بہار۔ اسکے کیا معنی۔

ع۔ اب صاف صاف کیا کہون۔ سمجھ جاؤ۔

بہار۔ (مسکرا کر) ہان!۔

ع۔ بہن ہو۔ بڑی ہو۔ اتنے ہی کام آؤ۔ پھر اور نہین تو کیا عاقبت مین بخشاؤگی۔

بہار۔ محمد عسکری۔ خاتون جنت کی قسم۔ ہمین دل سے تمھاری محبت ہو۔

ع۔ ساتھ کھیلا ہو بہن۔ برسون ساتھ کھیلا ہو۔

بہار۔ اوہہ اوہہ۔ ساتھ کھیلا ہو۔ ای ہم نہین کہتے کہ گود یون کھلایا ہو۔

ع۔ یہ ہم نہ مانینگے۔

بہار۔ زبردستی۔ اور جو اماں جان سے پوچھوا دین ہم۔

ع۔ ایسی آپ کتنی بڑی ہین مجھ سے۔ برس نہین حد دو برس کی۔

بہار۔ ای لو اس جھوٹ کو دیکھو۔ گھٹتین پڑائی ہین۔

ع۔ اچھا۔ پھر کوئی پندرہ بیس کی چھٹائی بڑائی ہو۔

بہار۔ ہٹی ہو۔

ع - اچھا پھر اب کس دن کام آؤگی - جو ہم کہیں وہ مان جاؤ مگر از برائے خدا مشہور نہ کر دیجیےگا - تم اسقدر اقرار کر لو کہ مان لونگی - اور کسی سے کہونگی نہیں - یہ نہیں کہ ہو وہ کچھ بھی نہیں اور ہماری جگ ہنسائی ہو -

بہار - تو بھائی بے سمجھے بوجھے کیسے کہدوں - وہ کہو یا نہ کہو - میں پہلے ہی سمجھ گئی -

ع - پھر کیوں نہ سمجھو - آخر بہن کسکی ہو -

بہار - ہے اب صاف صاف نہ کہے تو ہمارا مردہ دیکھے ہمیں کو ہی ہی کرے -

ع - ہائے غضب مجھے کوئی بہیا مقرر کیا ہو - میں اپنے منھ سے کیا کہوں - کہنا بس اتنا ہی تھا کہ حسن آرا بیگم اب سیانی ہوئیں - اور میں بھی تمھارا بھائی ہوں -

بہار - ہم تو پہلے بھاپ گئے تھے - میں آج اماں جان سے ذکر کرونگی - مگر بھائی حسن آرا سے بھی تو کہ لوں - ایجاب قبول شرع کے رو سے بھی مقدم اور ضروری ہی - جو حسن آرا مسکرائیں یا خاموش ہو رہیں تو منھ مانگی مراد پائی -

ع - تم پہلے بتاؤ کہ اگر ایسا ہو تو تم پسند کرو یا ناپسند اسکا جواب دو -

بہار - اے واہ - چہ خوش - کچھ عقل گئی ہی - بھلا ہمیں پسند نہوتی یہ بات تو تم صاف صاف یوں ہم سے کہہ بھی سکتے اللہ کرے حسن آرا جم جم سلامت رہے - اُس سے زیادہ ہمیں کون ہی کوئی اپنی بیٹی کو جان بوجھ کے کھاری کنوئیں میں ڈھکیل دیا کرتا ہے ایسے کا اللہ منھ نہ دکھائے کہ کنواری لڑکی بے سمجھے بوجھے بیاہ دے خاتون جنت کی قسم کھا کر کہتی ہوں - دیکھو تار دن بھری رات ہی کہ اگر حسن آرا منظور کر لیں تو ہم تو پھولے نہ سمائیں -

ع - پھر کوئی تدبیر ایسی کرو کہ حسن آرا مان جائیں -

بہار - (مسکراکر) کون تدبیر کروں - چھو منتر پڑھوں؟ اتنے میں حسن آرا بیگم نے اوپر سے آواز دی - ای باجی - ذری ہمکو ہرے ہرے ملائم ملائم سنگھاڑے نہیں منگا دیتیں - مگر ایسے ہوں کہ دانت سے ذرا دبایا اور جیسے کیوڑے کی سی خوشبو آنے لگی - بہارالنسا نے کہا - اسے نگوڑے سنگھاڑے بھی کوئی بڑی نعمت ہیں - ابھی ابھی منگواتی ہوں - سپہر آرا بولی باجی جی ترس گیا - وہاں تو ملتے ہی نہیں نا - محمد عسکری نے رسوخ جتانے کے لیے خواص سے کہا کہ باہر ہمارے آدمی سے جا کر کہو کہ چار سیر ملائم ملائم تازے تازے سنگھاڑے توڑوا کر لے آئے مگر کئی دن کے رکھے ہوے نہوں -

حسن آرا نے جو اُنکی آواز سُنی تو متحیر ہو کر سپہر آرا سے دریافت کیا کہ کون آیا ہی - سپہر آرا نے کہا وہی آگئے ہیں وہ جو اُس دن بہارالنسا بہن کے پاس بیٹھے تھے - جنسے اماں جان نے شکایت کی تھی کہ ہم دو دن سے یہاں آئے ہیں اور تم نے خیر و عافیت تک نہ دریافت کی -

حسن - ہاں ہاں - وہ عسکری - عسکری - محمد عسکری -

سپہر - وہ جو عطر سے بسے تھے -

حسن - میں سمجھی - ای محمد عسکری - کیا ہم جانتے نہیں - تھوڑی دیر میں محمد عسکری صاحب تو رخصت ہوے اور چلتے وقت بہارالنسا سے کہ گئے کہ ہمنے جو کہا ہی اُسکا خیال رہے بہن مگر از برائے خدا کسی غیر کے کان تک خبر نہ ہونے پائے کہ مفت میں ہم نکو بنیں - بہارالنسا نے کہا - ای تو کیا تم کچھ لڑکی ہو یا دلھن ہو - اور بھائی کی بات بہن کسی کہنے لگی - دیکھو اللہ چاہے تو آج کے دوسرے ہی مہینے حسن آرا بیگم کے ساتھ منگنی ہو

محمد عسکری تو چلے گئے۔ مگر حسن آرا نے یہ بات سن لی اور رنگ فق ہو گیا۔ سپہر آرا نے کہا کچھ سنا۔ وہ بولی ہاں ہاں غضب ہو گیا یہ بہار النسا بہن نے کہا کیا اسوقت جیسے پانون تلے سے مٹی نکل گئی۔ دونون بہنین کمرے مین گئین حسن آرا مارے رنج کے مسہری پہ لیٹی اور یہ شعر پڑھکر سو رہی۔ ؎

معرکہ روز کا ہے چرخ ستم پرور سے
یا الٰہی یہ مہم دیکھئے ہو سر کس دن

سپہر آرا کا قاعدہ تھا کہ جب کبھی رنج کی بات سنتی دیوان حافظ ضرور کھولتی اور فال ضرور دیکھتی چپکے سے دیوان حافظ اٹھا کر فال دیکھی تو سر سے ہی پر یہ شعر نکلا۔ ؎

برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

سپہر آرا اس درجہ مسرور ہوئی کہ ساری کلفت دور ہو گئی شعر پڑھتے ہی اچھل پڑی۔ واہ وا واہ کیا شعر نکلا ہے موتیون مین دیوان حافظ کو تو لے۔ ؎

برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

مطلع پڑھا تو اور بھی خوش ہوئی۔ ؎

سحر گاہان کہ مخمور شبانہ
گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ

سچ ہے بس اب دل کو ذرا ڈھارس ہوئی۔ پھر یہ شعر نظر سے گذرا تو کہا لو بیڑا پار ہے۔ بحر غم سے عبور آسان ہے۔ ؎

بدہ کشتی می تا خوش بر آییم
ازین دریای ناپیدا کرانہ

ادھر بہار النسا اپنے دل مین سوچتی تھی کہ محمد عسکری ہونہار ہوشیار عالی خاندان معالی دودمان نجیب الطرفین شریف النجابتین خوبصورت خوش سیرت شایستہ تربیت یافتہ خوش قطع باوضع نوجوان ہے تین چار سو روپے ماہواری کی آمدنی ہے۔ علاقہ ہے مکانات ہین۔ اور رنگ سک سے درست ہے۔ کوئی عیب کوئی سقم اسمین نہین حسن آرا اگر منظور نہ کرے تو اس سے بڑھکر کوئی دیوانی نہین آج باتون باتون مین چھیڑونگی۔ دیکھون کہتی کیا ہے اور کہینگی کیا۔ یقین ہے فوراً منظور کر لے۔ محمد عسکری کی مین بڑھ بڑھ کر تعریفین کرونگی سپہر آرا کو بھی سمجھاؤنگی کہ بہن کو سمجھا بجھا راضی کر دے اور عسکری ابھی ہے بھی کم سن۔ اللہ کرے حسن آرا منظور کرلے۔ مگر یہ خبر ہی نہ تھی کہ حسن آرا چاہے زہر کھا لے مگر آزاد کے سوا اور کے ساتھ بیاہ نہ کریگی۔

برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

بہار النسا بیگم نے لونڈی سے کہا کہ ذری جاکے حسن آرا بیگم کو تو کوٹھے پر سے بلا لاؤ۔ لونڈی نے آنکر جواب دیا کہ حضور وہ آرام مین ہین کہیے جگا دون۔ بہار النسا کوٹھے پر تشریف لیگئین کہا تمھارے سنگھارسے آتے ہونگے عسکری نے اپنا آدمی بھیجا ہے سپہر آرا کا رنگ فق ہو گیا۔ پھر کہا تم دونون کو پوچھتا تھا۔ اور کہتا تھا حسن آرا تو نام خدا سیانی ہوئی ہون گی۔ مین نے کہا ہان اب چشم بد دور سیانی اور خوش سلیقہ ہین عسکری کی باتین خوب ہین اور ماشاء اللہ خوش وضع ہے عطر سے بہت شوق ہے۔ نفاست کا ہر دم خیال۔ دن مین دو دو دفعہ حمام کرتا ہے اور خوش رو بھی ہے جامہ زیب بھی ہے سپہر آرا نے بات ٹالنے کے لیے کہا آؤ باجی تمکو کچھ شعر سنائین۔ ؎

دل لگانا عذاب ہوتا ہی
آدمی کیا خراب ہوتا ہی

اِسپر بہارالنسا بولین - اب اسوقت شعرخوانی رہنے دو آؤ اِدھر اُدھر کی باتین کرین - تم نے عسکری کو دیکھا ہی - سپہر آرا محمد عسکری کا نام تک سننا نہین چاہتی تھی - بہارالنسا بیگم نے جو بار بار عسکری عسکری کی رٹ لگائی تو وہ اور بھی جھلّائی مگر سوچی کہ ڈر کیا ہی باجی کسی کا کہنا نہ مانینگی اور فال مین تو یہی نکلا ہی - کہ

بروا این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

استنے مین حسن آرا بیگم بھی مُنھ دھوکر آگئین -

بہار - ای آج بے وقت کا سونا کیسا - خدا خیر کرے راگ نہ لانا کہین -

حسن - جی نہین - مسہری پر لیٹی تھی - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو چلی تو بے اختیار نیند آگئی -

بہار - ای واہ - بھلا یہ کون وتیرہ ہی - چراغ مین بتّی پڑی اور آپ نے لمبی تانی - اِس وقت کے سونے سے سستی آتی ہی -

سپہر - (لونڈی سے) این! واہ - پنکھا جھلتی ہی کہ اونگھ رہی ہی - گرمی پڑتی ہی - شیطان نے ڈھکیل دیا کیا؟ -

بہار - جاؤ مُنھ دھوکے آؤ - ذری زور زور جھلو -

سپہر - یہ موئی اکل کھری جب دیکھو ونی صورت اونگھا کرتی ہی -

لونڈی - ساری مامائین اصیلین بیٹھی خدمتین تو ماما بچتیان اُڑائین مجھ نصیبون جلی پر جب دیکھیے آپ سب خفا ہی ہوا کرتی ہین -

بہار - بس اِنھین تنک مزاجیون کی بدولت تو اِس سے اور اِس کے میان سے ایک دم بھر نہین بنتی نیت جھگڑا نت لڑائی آئے دن جھونٹم جھونٹا ہوا کرتا ہی - بد مزاجی بھی تو کتنی -

لونڈی - (گردن ہلاکر) ہان حضور مین ہی بری ہون وہ موا مردوا خدائی بھر کا شہدا -

بہار - چلو اب بوڑھا چونڈا نہ ہلاؤ - پنکھا لے کے جھلو بس -

بہارالنسا بیگم نے حسن آرا کی طرف مخاطب ہوکر کہا ای حسن آرا تم نے عسکری کو دیکھا ہی - اب جو آئے تو اوٹ مین سے دکھا دونگی - خوب آدمی ہی - ہنس مکھ ملنسار - ہونہار - چار پیسے پیدا کرنے کا خیال اور پڑھا لکھا ہی - آج کل اُن حکیم سے طب پڑھتا ہی وہ جو ہین نہین دوہرا بدن - وہان شفاخانے مین اُنھین سے - تمکو بہت پوچھتا تھا کہ حسن آرا بیگم اب تو چشم بد دور سیانی ہوئی ہونگی کل آئین تو ہم تم کو دکھا دین - جس وقت آتا ہی مکان بھر مہکنے لگتا ہی - عطر کا بڑا شوق ہی - میری بیماری مین بیچارہ دن بھر مین تین تین پھیرے کرتا تھا - امان جان کو سمجھایا کہ ڈاکٹر کا علاج کرو - خواہ حکیم جی سے رجوع لاؤ دلی محبت ہی بیچارے کو گھر بھر سے اُسکو الفت ہی - کسی کے پانون مین خدا نا کردہ کانٹا چُبھا اور وہ بیقرار ہوگیا - اور روز سجیلا جوڑا ہی پہنے دیکھا - حسن آرا اس تقریر سے اُداس ہو گئی گم چپ چاپ بیٹھی سنا کی - دل ہی دل مین سوچتی جاتی تھی کہ یہ کہہ کیا رہی ہین - کیسے عسکری - یہان آزاد کو دل دے چکے

وہ ٹر کی سدھارسے ہم قول ہارسے۔ قول جان کے ساتھ ہی انکو عسکری کی ٹہی ہی۔ وہ روز سجیلا جوڑا پہر کا مین یا عطر مین بسے ہوسے آئین مگر یہ دل تو آزاد کا ہی۔ کوئی ٹکرے ٹکرے کر ڈالے تکّے تکّے اُڑا دے۔ مگر آزاد کا خیال مرتے دم تک دل سے نہ جائے گا۔ اُس گلبدن کی یاد مین بیکل رہتی ہی۔ راتونکو زار زار روتی ہون۔ ٹھنڈی سانسین بھر بھر کے بصد یاس سوتی ہون یہ آئین وہان سے عسکری کا ذکر چھیڑنے ما ناکہ ہنس کھ ہی۔ پھر ہو

جب بہار النسانے دیکھا کہ حسن آرا خاموش ہو رہی۔ تو سمجھین کہ نیم راضی ہی۔ نہایت محظوظ ہو کر یون مخاطب ہوئین

بہار۔ حسن آرا۔ محمد عسکری کو کیسا سمجھتی ہو۔

حسن۔ (لونڈی کی طرف اشارے سے دکھا کر) چُپ چُپ سب۔

بہار۔ اری موئی زرزری بولی ہماری سمجھ مین نہ آئی نہ آسکے گی۔

سپہر۔ اوراسمین مشکل کیا ہی۔ آئیے ہم سکھا دین اسیوقت فر فر بولنے لگو۔

بہار۔ اچھا عسکری کو زرزری مین کیونکر کہو گی۔

سپہر۔ عزسکزر۔ رزی۔

بہار۔ اور حسن آرا۔

سپہر۔ حزسن ازرا۔ رزا۔ حسن آرا۔

بہار۔ اری کچھ ہو گا بھی۔ حسن آرا ہماری بات کا تم نے جواب نہ دیا۔

حسن۔ مین سمجھی ہی نہین۔

بہار۔ ہم پوچھتے ہین محمد عسکری کو تم کیسا سمجھتی ہو۔ (گدگدا کر) بتاؤ بولو۔ کیا چپ بیر کا روزہ رکھا ہی (پھر گدگدا کر) بتاؤ نہین اللہ جانتا ہی گدگدا نے گدگداتے تڑکا کر دونگی کیا بڑا ازمانہ ہی بہن بہن کی بات کا جواب نہ دے۔ خیر اچھا یاد رکھنا۔

حسن۔ کیسی میٹھی نیند سو رہی تھی۔ اِنکے غل غپاڑے مین اُچیٹ گئی۔

بہار۔ (خفا ہو کر) پچھتاؤ گی حسن آرا۔

سپہر۔ یہ بات کیا ہی بہن۔ بہار النسا بہن۔

حسن۔ روٹھ گئین۔

بہار۔ جلاؤ اور پھر کہو روٹھ گئین۔

سپہر۔ اری جلین تمہارے دشمن۔ جو تمہاری طرف دیکھ نہ سکین وہ دہی باتین مُنہ سے نکالتی ہو بس۔

حسن۔ اماں جان سنین تو اسوقت بہت ہی خفا ہون۔

بہار النسا نے بڑی دیر تک محمد عسکری کی تعریف کی۔ مگر حسن آرا کب پسیجنے والی تھی۔ حسن آرا کے دلبر بہار النسا کی گفتگو نے تیر کا کام کیا۔ ادھر اُدھر ٹہل ٹہل کر یہ غزل پڑھتی اور روتی جاتی تھی۔ ؎

دل ہی غذائے رنج جگر ہی غذائے رنج — پیدا کیا ہی ہمکو خدا نے برائے رنج
حاصل کسی سے کچھ نہین ہوا سوائے رنج — دنیا مین لائی ہی ہمین قسمت برائے رنج
آدم سے باغ خلد چھٹا ہمسے کوی یار — وہ ابتدائے رنج ہی یہ انتہائے رنج
ممکن نہین ہی آئے جو بوئے گل نشاط — ایسی باغ جان مین بھری ہی ہوائے رنج
ہم بار عشق سے متحمل نہ ہو سکے — بس دل پکڑ کے بیٹھ گئے وہ اٹھائے رنج
کہتے ہین سیکر دوست مرا حال دیکھکر — دشمن کو بھی خدا نکرے مبتلائے رنج

اتنے مین ایک آدمی نے باہر سے پکارا۔ وداجی اخبار لیجائیے۔ سپہر آرا نے کہا۔ اری وداجی اخبار یہان لے آنا اخبار آیا۔ حسن آرا نے اخبار پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے ایک دفعہ ہی چونک سا پڑی۔

سپہر۔ خیر تو ہے باجی جان۔

بہار۔ ایں! یہ چونکی کیا۔

حسن آرا اخبار کے مطالعے میں اسقدر مصروف تھی کہ اُسنے جواب نہ دیا اور پڑھتی ہی گئی۔ مضمون قابل دید ہے۔

اخبار کا مضمون

بلند نام نگردد کسے کہ در وطن ست
زنقش سادہ بود تا عقیق در یمن ست

یون تو خدائی مین ایک سے ایک قومی ہمدردی حب الوطنی اولوالعزمی شجاعت بسالت علم و فضل مین اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ دانایان فرنگ نے علوم و فنون مین علم وحدت بلند کیا۔ افریقہ کے باشندے اپنی قدرتی اور جبلی شجاعت پر اترائے ہین۔ امریکا والے اپنی ترقی خداداد اور دانشمندی پر بل کی لیتے ہین۔ ایشیا کے آدمی ظاہر ٹیم ٹام اور تزک و احتشام پر جان دیتے ہین مگر ہندی بھی اکثر امور مین فرد ہین۔ اکثر اقوام ہندوستان کے آدمی انتہا کے ہمدرد اور شیر مرد ہین۔ جو بات ہندوستان نے زمانۂ باستان مین حاصل کی تھی وہ اب کہان مگر پھر بھی ہاتھی لٹے گا تو کہان تک۔ رسالہ شمس الضحیٰ کے مؤلف نے دیباچہ مین خوب لکھا ہے کہ۔

اے دل شوریدہ خروشت کجاست — خامشی از زمزمہ جوشت کجاست
ملک سخن زیر لوائے تو بود — رامش دلہا ز نوائے تو بود
دبدبۂ پردہ کشائیت کو — طنطنۂ نغمہ سرائیت کو
زمزمۂ سینہ خراشت چہ شد — نالۂ الماس تراشت چہ شد

الٰہی یہ کیسی ہوا بندھی کہ پیارے ہندوستان کے علم و فضل کا پھلا پھولا چمن اُداس ہو گیا الوالعزمی کی ہری بھری شاخین ایک ہی جھونکے مین پھٹ پڑین۔ عظمت کے تناور اور بار آور درخت

اُڑا اُڑا کر زمین پر آرہے۔ خزان کے لشکر نے ایسا نرغہ کیا بہار علم کا عمل کھڑے کھڑے اُٹھ گیا۔ اب اہل ہند مین وہ جوش نہ وہ خروش ہے جسے دیکھو بادۂ غفلت کے نشہ مین بیہوش ہے خواب خرگوش مین پڑے خراٹے لے رہے ہین۔ بلا کی نیندین منڈلائی ہین۔ خیر خوب نیند بھر کر سو چکے اب بھی جاگین تو ہم سمجھین کہ بخت خفتہ بیدار ہو گیا۔

شب نیمہ گذشت و صبح سر زد
اے مرد خدا بخواب تا کے

ابھی کل کی بات ہے کہ کشور تہذیب مین ہندوستان کوس لمن الملک بجاتا تھا۔ علم و فضل مین اسکا طوطی بولتا تھا۔ علم ہندسہ مین اسکے جھنڈے گڑے تھے۔ ریاضی مین اسکی دھاک بندھی تھی۔ فلسفہ و شائستگی مین اُسنے اپنا سکہ بٹھایا تھا۔ میدان صناعی مین علم وحدت اُٹھایا تھا یہ وہی ہندوستان ہے جسکے شمس لیاقت سے اور ملکون نے نور اقتباس کیا۔ مصری اسی کے خوان حکمت سے شیرین کام ہوے یونانی اسی کے خرمن لیاقت کے خوشہ چین تھے ایک ایک طفل مکتب مجسطی خوان اور اقلیدس بیان تھا۔

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اب تو بعض حضرات کا مقولہ ہے کہ زیادہ پڑھنے سے انسان پاگل ہو جاتا ہے اسکے سوا ضعف دماغ کا دھڑکا اور فقدان بصارت کا کھٹکا لگا ہے بفرض محال یہ مصیبت بھی جھیلی تو فائدہ؟۔ جغرافیہ طبعی پڑھا تو کرہ باد سے کیا خاک نفع ہوگا۔ سیارون کی تحقیقات سے کیا پھل ملیگا۔ دریا کا بیان کیا موتی رول دیگا ریاضی مین ریاض شاقہ کیا تو کیا نتیجہ شاعری کیطرف متوجہ ہون تو دین و دنیا دونون سے ہاتھ دھو کر مجنون ہو جائین جیلون کی

عنایت سے مقدمہ قائم ہوا الٹی آنتین گلے پڑین منطق سیکھین تو ہر سال فصد کھلوانی پڑے۔ علم الطیور کا مطالعہ کرین تو چڑی مار جنگ کی پھبتی سنین۔ اس سے بہتر یہی ہو کہ بانسے کی کنکیان چھپکائین بٹیر لڑائین۔ چانڈو نوش جان فرمائین۔ مدک کے دم لگائین خوب گلچھرے اڑائین۔ سہ

صبح تو جام سے گذرتی ہو	شب دلارام سے گذرتی ہو
عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گذرتی ہو

ماحصل اسکا یہ کہ اب اہل ہند کے مزاج سے اولوالعزمی منزلون دور ہوتی جاتی ہو۔ پس جب کبھی ہم کسی ہندی کی جرأت یا ہمدردی یا بسالت یا اولوالعزمی کا حال سنتے ہین تو باغ باغ ہو جاتے ہین۔ حال مین ایک جری اور دلسوز اور جوانمرد ہندی کا ذکر خیر مختلف اخبارات انگریزی مین ہماری نظر سے گذرا میان آزاد نامے ایک ہندی آجکل ٹرکی گئے ہین۔ اثنائے راہ مین انکا جہاز جسکا نام جنی ونیس تھا بڑی مصیبت مین مبتلا ہوا۔ جزیرۂ پیرم کے قریب ڈوب گیا۔

حسن آرا بے اختیار چیخ اٹھی۔ اخبار ہاتھ سے گر پڑا اور غش آگیا۔

سپہر۔ ای ہو باجی خیر تو ہو۔

بہار۔ ہائین! ارے یہ ہوا کیا۔

لونڈی۔ مرگئی تو نہین آئی۔

بہار۔ (تھو تھو) ای نہین اللہ نہ کرے۔

دونون بہنون نے ملکر اٹھایا۔ منھ پر چھینٹے دیے۔ تو ذرا ہوش آیا۔

حسن۔ دوا خط لاؤ۔

بہار۔ آخرش اسمین ہی کیا بہن۔

لونڈی۔ بڑی بیگم صاحب کو بلا لاؤن۔

حسن۔ نہین نہین۔

سپہر۔ لیجیے اخبار لیجیے۔ پڑھو تو اسمین ہو کیا۔

حسن آرا نے اخبار لیکر پڑھنا شروع کیا۔

"کل بہتر آدمیون کی جان بچی۔ باقی سب لقمۂ نہنگ اجل ہوے اس موقع پر میان آزاد نے بڑا کار نمایان کیا صرف اپنی ہی جان نہین بچائی۔ بلکہ اورونکو بھی مدد دی"

حسن۔ شکر خدا۔ شکر خدا۔

دوبار جہاز سے بوٹون مین کود پڑا اور تین بار پھر جہاز پر گیا بہت سے بندگان خدا کی جان بچائی۔ ع۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

اسکے بعد اُس جوانمرد نے جو ہمدردی مین فرد ہو ایک انگریز لفٹنٹ اپلیٹن کو ڈوبنے سے بچایا۔ سمندر کی موج اسکو بوٹ پر سے بہا لیگئی تھی اس واقعۂ جگردوز کو دیکھ کر آزاد نہایت استقلال اور جوانمردی کے ساتھ سمندر مین کود پڑا۔ اور اپلیٹن کو بچا دیا مگر اتفاق وقت سے بوٹ پر نہ چڑھ سکا"

حسن۔ ارے خدا خیر کرے۔

"لیکن واہ رے آزاد۔ پیرتا ہوا ساحل جزیرۂ پیرم تک پہونچا اُسوقت جزیرۂ مذکور کے مرد و زن کی اس شیردل کیطرف نظر تھی سنا ہو کہ کسی نوجوان اور حسین بیگم نے جنپر میان آزاد کال آیا ہو انکو مجبور کیا کہ ٹرکی جاکر ترکون کی طرف سے لڑین اگر وہ نوجوان اور حسین بیگم صاحب اپنے عاشق زار میان آزاد کو ایسے کار نمایان کے وقت دیکھتین تو آزاد کی محنت ٹھکانے لگتی"

حسن آرا اُسوقت ایسی مسرور ہوئین کہ عمر بھر کبھی اسقدر خوش نہوئی تھین۔ فرط طرب سے آنکھین اشکبار ہوگئین۔

مگر بہار النسا اور سپہر آرا کی تشفی کے لئیے مسکرا دین۔

بہار۔ اين اماجرا کیا ہی۔ ایک آنکھ سے روتی ہو ایک آنکھ سے ہنستی ہو۔

سپہر۔ باجی جان کچھ کہو تو۔

حسن۔ خیریت ہی۔

سپہر۔ پھر آپ روتی کیون ہین۔ ذری اخبار تو پڑھنے دو۔

حسن۔ ایک جہاز ڈوبنے کا حال لکھا ہی۔

سپہر۔ ہی ہی۔ کیا کہتی کیا ہو۔ ای باجی کسکا جہاز۔ (روکر) ہاے ہاے بتاؤ تو کسکا جہاز۔

حسن۔ ع۔

رسیدہ بود بلاے و لے بخیر گذشت

سپہر۔ شکر ہی۔

بہار۔ ایک تو پاگل تھی ہی دوسری بھی پاگل ہو گئی۔

حسن۔ اُف۔

سپہر۔ چھوڑو۔ ذری ہم بھی پڑھین۔

حسن۔ لو اللہ نے بہت بچایا۔

سپہر آرا نے بڑے شوق سے وہ مضمون پڑھا۔ اور اُچھل پڑی کہ میان آزاد فرخ نہاد نے ٹرکی پہونچنے سے پہلے ہی نیکنامی حاصل کی۔ سوچی کہ لسان الغیب حافظ شیرازی نے خوب صحیح صحیح بتا دیا تھا کہ ؎

بر و این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

حسن آرا اپنے دل مین کہتی تھی کہ کجا محمد عسکری کجا میان آزاد۔ ع۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بھلا جس شیر مرد نے میرے لیے یہ سختیان سہین ایسی ایسی مصیبتین اُٹھائین۔ جان کو ہتھیلی پر رکھکر گیا۔ اُسکو دھوکا دیکر اور کسی کو دل دینا کون سی بھلمنسی ہی۔ کیا مجال۔ محمد عسکری چاہے دو تولہ عطر روز ملین۔ اور دن بھر مین دس جوڑے بدلین اور گلاب سے نہائین آزاد اور ہی قسم کا آدمی ہی۔ یہ بات کسی مین کہان اِس مضمون کے پڑھنے سے حسن آرا کسی قدر مغرور ہو گئی کہ ہمارے آزاد کی توصیف مین اخبار رطب اللسان اور عذب البیان ہین۔ سوچی کہ ہی ہی جس وقت جہاز ڈوبا آزاد کی کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ اُف۔ اُف میرا خیال ضرور آیا ہوگا خدا جانے وہ موا خوجی خبیث جیتا بچا یا ڈوب گیا بہار النسا نے اس اخبار کے صفحے مین چپکے سے نشان بنا دیا۔ جسکو حسن آرا اور سپہر آرا نے غور سے پڑھا تھا سوچین کہ محمد عسکری سے پڑھواؤنگی دیکھون تو کیا لکھا ہی۔ کہ دونون بہنون نے چپ چاپ پڑھکر اشارون مین باتین کین۔ اور ہم سے چھپایا۔ حسن آرا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کیون بہن پھر تم ہماری بات کا جواب نہ دوگی۔ محمد عسکری آخر شش یہ تم تبرا کیون سمجھنے لگین حسن آرا مُسکرائی سپہر آرا تیکھی ہوکر بولی ای بہن کچھ خیر ہی۔ اپنا کام کرو۔ اس پھیر مین نہ پڑو۔ کون عسکری کیسے عسکری۔ یہان عسکری وسکری ایک کو نہین جانتے۔ ؎

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

بہار النسا نے کہا خیر صاحب تم جانو تمھارا کام جانے ؎

سمجھانے سے تھا ہمین سروکار
اب مان نہ مان تو ہی مختار

کوہ قاف کی پری

دلبرے برد از دلم صبر و قرار — گر زخش برقع بود صبح بہار
غنچہ از شمع رخش پروانہ — نافہ از خالش دل دیوانہ
چشم جادوئیش پے تسخیر جان — در نگہ ساز د تبسم راعیان
غمزہ اش بر سینہ ناوک میزند — خندہ اش بر بوسہ چشمک میزند

سوختہ داغ مہجوری و جفا۔ کشتہ تیغ عشق و وفا میان آزاد فرخ نہاد شادان و فرحان خوش و خندان دولت قیصر روم کے دار السلطنت رفیع المرتبت مین خدا خدا کرکے داخل ہوئے باشی کے تاجر باوقار و حشم و اقتدار کے صاحبزادہ بلند اقبال و خجستہ خصال ہرمزجی بھائی کی کوٹھی کا پتا پوچھتے پوچھتے چلے۔ آدھ گھنٹے مین کوچبین نے یہ مژدہ طرب انگیز سنایا کہ یہی ہرمزجی بھائی کا مکان آیا۔ یہ سامنے والی کوٹھی اُنھین کی ہی۔ میان آزاد گاڑی پر سے اترے اور ہرمزجی بھائی کے پاس ایک آدمی کے ذریعہ سے اپنا کارڈ بھیجا کارڈ پر (میان آزاد) دیکھکر۔ ہرمزجی بھائی نے اِن کو بلوایا۔ مصافحہ کیا اور بڑے تپاک سے بٹھایا۔ آزاد نے جاتے ہی اُنکے پدر بزرگوار کا نامہ فیض ختامہ دیا۔ پڑھکر ہرمزجی بھائی اور بھی تپاک کے ساتھ پیش آئے بولے آپکا گھر ہی مین آپکا خادم و نیازمند ہون۔ خدمتگار کو حکم دیا کہ پانچ کمرے آپکے واسطے آراستہ کردو ایک ڈرائنگ روم نشست اور ملاقات کے لیے۔ ایک بڑ روم آرام کرنے کے لیے۔ ایک باتھ روم غسل کیواسطے۔ ایک اسٹڈی روم مطالعہ کتب کے لیے۔ ایک کمرہ گودام کے لیے۔ خدمتگار نے پانچون کمرے آدھ گھنٹے مین آراستہ کر دیے۔

ہرمزجی بھائی نے میان آزاد کی بڑی تعریف کی۔ آپ بڑے اہم کام کے لیے آئے ہین۔ مہم سر کرنا آسان نہین اپنے معشوق مطلوب کے ذرا سے اشارے مین جانبازی پر آمادہ ہونا اور امید موہوم پر جان کھونا آپ ہی سے مردان خدا کا کام ہی ع

آفرین باد برین ہمت مردانہ تو

ہمارا دل گواہی دیتا ہی کہ آپکی مراد دلی بر آئیگی۔ دعائے نیم شبی رنگ اثر جائیگی نقش مراد کرسی نشین ہوگا تیر دعا بہدف اجابت قرین ہوگا آپ تمغہ پائینگے۔ اور سرخرو ہوکر میدان کارزار سے ہندوستان واپس جائینگے حسن آرا کے ساتھ نکاح ہوگا ہنسی خوشی عاشق و معشوق کا بیاہ ہوگا۔ آپ کو جس شی کی ضرورت ہو مجھ سے فرمائیے جس امر مین صلاح کی حاجت ہو بے تکلف زبان پر لائیے۔ جناب والد ماجد آپکے از حد مداح ہین۔ میرے پاس کل جناب ممدوح کا ایک والا نامہ آیا تھا اُسمین بھی آپ کا ذکر خیر تھا۔ مگر نام نامی درج نہ تھا۔ ورنہ کارڈ دیکھتے ہی حاضر خدمت شریف ہوتا۔ معاف فرمائیے گا میان آزاد اپنے میزبان باتوقیر عاجزی عظمت امیر کبیر کی مہربانی اور شیرین بیانی کے نہایت ہی مشکور و ممنون ہوے۔ اِس نوجوان پارسی سوداگر نے اپنے باپ کی مرضی اور حکم کے موافق میان آزاد کی بڑی خاطر کی شب کو آزاد با آرام تمام سوگئے۔ صبح اُٹھکر غسل کیا۔ کپڑے پہنے اور باغ پر فضا مین ایک آرام کرسی پر بیٹھکر اخبار پڑھنے لگے پڑھتے پڑھتے کیا دیکھتے ہین کہ ایک خاتون یوسف لقا محبوب پری چہرہ نرالی سج دھج اور انداز معشوقانہ سے ایک روش مین ٹہل رہی تھی اُنکی اور اِس خوبرو کی آنکھین چار ہوئین۔ اُس بُت عربدہ جو نے کسی قدر لجا کر ایک پھول توڑا میان آزاد اخبار پڑھنے لگے مگر کنکھیون سے اُسی جادو جمال کو دیکھتے جاتے تھے اور وہ بھی دزدیدہ نگہ سے آزاد پر نظر ڈالتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ حور وش اٹھلاتی ہوئی اُنکے قریب آن کھڑی ہوئی۔ میان آزاد کرسی

اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور زمین دوز ہو کر ہندوستان کے طریق
کے بموجب فرشی سلام کیا۔ خاتون پری پیکر نے مسکرا کر سلام
کا جواب دیا اور باغ پُر بہار کی انہار لطافت بار کو دیکھنے لگی
آزاد پھر کرسی پر بیٹھے۔ اور اخبار ہاتھ میں لیکر اُس سرو روان
کو غور دیکھنے لگے۔ یہ خاتون زہرہ تمثال جبار جیبا کی ایک
نوجوان لیڈی تھی۔ جبار جیا متصل کوہ قاف ایک حسن خیز
مقام ہے۔ اِس شہر مینو سواد کا حُسن خداداد اور اُسکی خواتین
پریزاد شہرۂ آفاق ہیں۔ دلبری اور رنگین ادائی میں طاق
ہیں۔ آزاد نے جو اُس شکیب حور کو از سرتا پا عالم نور دیکھا تو
ہزار جان سے عاشق ہو گئے۔ مگر معًا حسن آرا بیگم یاد آئیں ؎

شاہد آن نیست کہ موئے و میانے دارد
بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

اس لیڈی کا نام ہیڈا تھا۔ اُنیس [19] برس کا سن۔ مراد کے
دن۔ جوانی کی اُمنگ۔ بادۂ شباب کی ترنگ۔ ٹہلتے ہوئے
حضرت اِس شجر کے سایہ میں جا کھڑے ہوئے۔ جہاں وہ قوس ابرو
لیڈی نہروں کے پانی کی جھلک اور روانی مشاہدہ کر رہی تھی
آزاد اور اُس پریزاد کی آنکھیں پھر چار ہوئیں خاتون عصمت مآب
کسی قدر شرمائی۔ گو میاں آزاد پر دل آیا تھا مگر اسقدر لجائی کہ
رخ پر زلف عرق آلود ہو گئی ؎

عرق آلودہ زلفیں ہیں رخ رنگین جاناں پر
ترشح کا ہے عالم ابر چھایا ہے گلستاں پر

میاں آزاد نے ایک خوشنما پھول توڑ کر بصد ادب نذر کیا
خاتون پری چہرہ پہلے تو پھول لیتے ہوئے جھجکی۔ مگر آزاد کے
خوش کرنے کی غرض سے پھول لے لیا اور ایک بار چوم کر اسے
جوڑے میں خوبصورتی کے ساتھ رکھ لیا۔ آزاد انتہا کے محظوظ
ہوئے۔ قریب تھا کہ مکالمہ شروع کریں مگر لیڈی بافراط شرم و حیا سے
دوسری روش میں جا کھڑی ہوئی۔ میاں آزاد سوچے کہ زیادہ
مبادرت کرنا خلاف عقل و مصلحت ہے۔ ناچار اپنی کرسی پر جا بیٹھے
لیکن ہیڈا کا اثر دل پر آیا مگر حیرت تھی کہ یہ کون شخص ہے آدمی تو نہایت
حسین ہے۔ مگر وضع سے ترکی نہیں معلوم ہوتا۔ اتنے میں دھوپ
کسی قدر تیز ہوئی اور وہ نازک اندام فرس خوش خرام پر سوار
ہو کر چل گئی۔
آزاد متحیر کہ یا الٰہی یہ انسان ہے یا پری۔ اللہ یہ حسن گلوسوز
یہ شان دلبری۔ یہ مکھڑا تھا یا بن گہنا چاند۔ افسوس سب سے زیادہ
یہ تھا کہ میر دل کا واسطہ۔ نیا مکان۔ کسی سے اچھی طرح جان پہچان
اب اِس حسینہ سیم بدن کو کیونکر دیکھینگے۔ نام معلوم نہ نشان معلوم
واللہ اعلم کس ملک کی لیڈی ہے۔ سمجھے کہ فرانسیسی ہے جبھی تو
اسقدر بانکی وضع اور بانکی ادا ہے۔ اسقدر شیریں حرکات و دلربا
ہے جسوقت خیال آتا تھا کہ انہوں نے تحفۂ محقر کو قبول کیا اور مسکرا کر اپنے
دست رنگین سے پھول لیا تو جامے میں پھولے نہیں سماتے تھے
مگر جس دم خیال آتا تھا کہ حسن آرا بیگم سے قول ہارے ہیں تو ہیڈا کا
خیال دل سے دور ہو جاتا تھا۔ الغرض مختلف خیالات انکے دل میں
جگہ پاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کوٹھی میں گئے۔ تاجر رومی وقار
کے ساتھ کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد دونوں میں بات چیت
ہونے لگی۔
تاجر۔ اب آج تو آرام کیجیے۔ کل حمید پاشا وزیر صیغۂ جنگ
سے ملیے۔
آزاد۔ ہاں آج نہ جاؤنگا۔ کل صبح کو ضرور بالضرور ملونگا۔
تاجر۔ اسوقت جی چاہتا ہے کہ آپکو کوٹھی کی سیر کرا دوں۔
آزاد۔ بسم اللہ۔

"تاجر آزاد کو لیکر کوٹھی دکھانے چلے۔ میاں آزاد نے کوٹھی کے مختلف کمروں کی سیر کی۔ تاجر نے کہا یہ کمرا لیڈیوں کیلیے ہے۔ لیڈیاں اسمیں چار قہوہ پیتی ہیں۔ میاں آزاد نے پوچھا وہ کون لیڈی تھیں جو آج آپ کے باغ کی سیر کرنے گئی تھیں تاجر نے کہا کہ کچھ پتا دیجیے آزاد نے کہا۔ کشیدہ قامت نازک اندام لب سرخ۔ گلفام۔ زلف سیاہ۔ رخ غیرت ماہ۔ چال مستانہ ناز معشوقانہ۔ بانکی ادا۔ انداز دلربا۔ بلبٹ (کمربند) سے کمر نازک کسی ہوئی۔ عطر گلاب میں بسی ہوئی۔ تاجر نے ذرا غور کر کے کہا۔ اخّاہ میڈا ہونگی وہ جیارجیا کی لیڈی ہیں ناکتخدا۔ آپکے ایشیا ہی کی ہیں۔ کئی ترکوں کا اسیر دل آیا ہے۔ ایک فرانسیسی افسر فوجی کو اسکے بیاہنے کا شوق چرّایا ہے۔ اسکے جمال میں اور رخ رنگین کا دور دور شہرہ ہے۔ جسنے دیکھی اسکا شیدا ہے۔ صبح شام کوٹھی میں آکر قہوہ پیتی ہیں۔ علم موسیقی کا بدرجۂ غایت ذوق ہے۔ پیانو اور ہارمونیم بجانے کا دلی شوق ہے۔ گھوڑے پر ایسا سوار ہوتی ہے کہ اچھے اچھے شہسوار مان گئے۔ حسن و جمال کے علاوہ بانکپن اور شوخی رگ رگ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے گویا کوہ قاف کی پری ہے۔ آزاد نے جو اسقدر تعریف سنی پوچھا کیا شام کو پھر آئینگی۔ اور سیر باغ کو ضرور جائینگی۔ تاجر نے کہا ہاں ضرور تشریف لائینگی۔ اور باغ میں دو گھڑی ضرور دل بہلائینگی۔ یہ نوید بہجت خیز سنکر میاں آزاد کی باچھیں کھل گئیں میاں آزاد اپنے کمرے میں گئے اور ایک ناول پڑھنے لگے۔ ایک عاشق نامراد کی ناکامی کا حال پڑھکر کمال افسوس کیا یہانتک کہ بیساختہ رو دیے۔ یہ معلوم ہی نہ تھا کہ حضرت بھی ایک ناول کے (ہیرو) ہونگے۔

سات بجے کے وقت وہ خاتون شیریں ادا حسب معمول آ پہونچی کمرے میں چاے نوش جان کرتے کرتے دیکھا کہ میاں آزاد ایک کرسی پر بیٹھے کتاب پڑھ رہے ہیں۔

میاں آزاد بڑے لطف سے ناول کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ایک عورت نے جسکا سن کوئی چالیس برس کا تھا اور جسکی وضع سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی لیڈی کی خادمہ ہے آن کے کہا کہ ایک صاحب باہر آپ کی تلاش میں کھڑے ہیں میاں آزاد نے متحیر ہوکر پوچھا کہ میری تلاش میں! شاید تم کو دھوکا ہوا میں کوٹھی کا مالک نہیں مسافر ہوں۔ اُس عورت نے کہا۔ ہاں ہاں میں جانتی ہوں۔ آپ ہی کو بلایا ہے۔ آزاد ناول ہاتھ میں لیے ہوئے اٹھے باہر جاکر خادمہ نے کہا حضور ذرا باغ تک قدم رنجہ فرمائیں میاں آزاد باغ میں گئے دیکھا کہ ماہ منیر جلوہ کناں ہے چاندنی خوب نکھری ہے ستارے چھٹکے ہوئے ہیں۔ باد فرحناک کے جھونکے دل کو مسرور کرتے ہیں۔ عورت نے اشارے سے کہا کہ اُس درخت تک چلیے۔ میڈا نقاب زرین سے رخ زیبا کو چھپائے ہوئے ایک درخت کے سایہ میں چپ چاپ کھڑی تھی۔ گو میاں آزاد نقاب اور کسیقدر تاریکی کے سبب سے اس خاتون پری تمثال کے چہرۂ نورانی کو نہ دیکھ سکے مگر زلف عنبر بار کی خوشبو نے انکے دماغ کو طبلۂ عطار بنا دیا اور دل میں سوچے کہ یہ تو خوب مقام ہے۔ صبح کو وہ نورانی صورت دکھائی کہ عقل و جل اسوقت ایسی بو سے خوش آئی کہ دل کی کلی کھل گئی میڈا نے نقاب الٹ کر کہا۔ آزاد۔ ہمیں پہچانا؟ میاں آزاد ششدر کہ یا خدایا یہ کون ہے ایسی پیاری آواز تو آجتک سنی ہی نہ تھی۔ میڈا نے پھر پوچھا۔ آزاد ہمیں پہچانا؟ میاں آزاد نے دبے دانتوں کہا۔ جی نہیں۔ افسوس ہے کہ میں نہ پہچان سکا میڈا درخت کے نیچے سے چاندنی میں آن کھڑی ہوئی اور ہنسکر

بولی کہ کہو اب پہچانا یا اب بھی نہین پہچانا۔
آزاد۔ (قدمون پر گر کر) خوب پہچانا۔ خوب پہچانا۔
میڈا۔ مین وہی ہون جسکو تم نے پھول دیا تھا۔
آزاد۔ اور آپ نے فرط عنایت سے قبول کیا تھا۔
میڈا۔ آزاد تم جنگ کے لئے جاتے ہو۔
آزاد۔ جی ہان۔
میڈا۔ باشندے کس ملک کے ہو۔
آزاد۔ ہندوستان۔
میڈا۔ قوم۔ مذہب۔
آزاد۔ مسلمان کشمیری۔
میڈا۔ کشمیری ہو۔
آزاد۔ جی ہان۔
میڈا۔ شادی ہو گئی ہے۔ کوئی اولاد ہے۔
آزاد۔ ناکتخدا ہون۔

میڈا بہت ہی خوش ہوئین اور دل مین سمجھین کہ بس اب منہ مانگی مراد پائی۔

میڈا۔ اس کوٹھی مین کب تک قیام ہے
آزاد۔ خدا جانے۔ کل وزیر جنگ کے پاس جاؤنگا۔
میڈا۔ اس جنگ کا برا ہو۔ جو ہزارون گلبدنون کو کفن پوش کرتی ہے۔ جسکے طفیل مین لاکھون بندگان خدا کی جان گئی۔ اور ہزارون کرورون عورتون کو بیوہ اور بچونکو یتیم کر دیا گیا۔ جوان رعنا اسکی بدولت نہ خاک ہوے ہاے افسوس واے افسوس۔
آزاد۔ ہان مگر مجبوری ہے۔ کیا کیا جائے۔ مجبوری مجبوری ہے۔

میڈا۔ (دبے دانتون) بھلا اگر نہ جاؤ تو کیا ہرج ہے۔
آزاد۔ غیر ممکن ہے۔ جانا ایسا ضروری ہے کہ نہ جانیکا خیال دل مین نہین آنے پاتا۔
میڈا۔ جبتک تم یہان ہو مین ہر روز آؤنگی۔

آزاد تجربہ کار آدمی تو تھے ہی اُس خاتون سیم غبغب کی باتون سے تاڑ گئے کہ انپر ہزار جان سے عاشق ہے سوچے کہ اب بڑی مصیبت مین پڑے۔ خوبصورت جو طلعت خاتون اُنیس ۱۹ بیس ۲۰ برس کا سن۔ عنفوان شباب۔ عالم نور ایسا ہے کہ ہماری بھی نیت ڈانوان ڈول ہو جائے حسن لاسے جو قول ہارے ہین بھول جائین میڈا کی پیاری پیاری باتین دل مین کھپ گئین۔ کوئی آدھ گھنٹے تک اُس حور لقا کے ہاتھ مین ہاتھ دیے میان آزاد باغ مین ٹہلتے رہے مگر میڈا نے صاف صاف کوئی بات نہ کی۔ اگر آزاد اس سے اسقدر کہدیتے کہ میری شادی ہو چکی ہے تو وہ اُنسے بات بھی نکرتے۔ فوراً چلی جاتی مگر جب اُنھون نے بیان کیا کہ ابھی شادی نہین ہوئی وہ باغ باغ ہو گئین۔ اتنے مین تاجر موصوف کو میان آزاد نے باغ کی طرف آتے دیکھا اور اشارے سے میڈا کو بھی دکھایا کہ وہ دونا ہی آ رہے ہین۔ میڈا اپنی خادمہ کو لیکر چلی گئی۔

باغ کے پھاٹک کے پاس میڈا اور تاجر موصوف سے مڈبھیر ہوئی۔

تاجر۔ آخاہ آپ اسوقت تک باغ مین سیر کر رہی تھین
میڈا۔ ہان۔ وہ جو مسافر ہندوستان سے آپکے ہان آئے ہین انکو اتفاق سے باغ مین دیکھا۔ انھین سے باتین کرتی رہی تھی اب جاتی ہون۔
تاجر۔ بہت اچھا۔

مس ملیڈا – یہ بڑے لائق اور خوش خلق آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

تاجر – جی ہاں – تربیت یافتہ اور ذی علم ہیں – اور اپنے اخلاق سے ہر شخص کو مسخر کر لیتے ہیں۔

ملیڈا – آپکے ایک نوکر نے مجھ سے کل کہا تھا کہ میدان جنگ میں جانیوالے ہیں – بڑا ذی حوصلہ جوان ہے – خدا کرے بامراد آئے – سرویا کو تو آپ کے روم نے شکست دی – اب دیکھیے روسیوں سے کیسی نبٹتی ہے۔

تاجر – اس ملک کے آدمی جری تو ضرور ہیں – مگر باہمی ناچاقی روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے – یہ تو سرویا کے توپخانے چھوڑ دیے بھاگتے راہ نہ ملی – روسی جنرلوں نے کمک بھی کی مگر سرویا کے بزدل آدمی بھاگ کھڑے ہوئے – ترکی جان پر کھیل گئے – واقعی بسالت لبیں اسی کے معنی ہیں – سنا کہ روسی جنرل للکار للکار کر کہتے تھے کہ آگے بڑھو – آگے بڑھو – مگر سرویا کے سپاہی آگے قدم بڑھاتے ہوئے ڈرتے تھے – اس قدر خائف ہو گئے – ترکوں کی جرأت تمام عالم میں مشہور ہے – اپنے ملک کے نام پر جان تک دینے کے لیے مستعد ہو جاتے ہیں – مگر افسوس ہے کہ فرانس – آسٹریا – جرمنی – انگلستان – اطالیہ وغیرہ ملکوں کی طرح طرز حکومت عمدہ نہیں ہے – بادشاہوں کی باہمی شکر رنجی اور اعیان دولت کی ناچاقی غضب ڈھاتی ہے۔

مس ملیڈا رخصت ہوئیں – تاجر اور میاں آزاد باغ کے ایک چبوترے پر بیٹھے – آزاد سے تاجر موصوف نے کہا کہ اچھی لیڈی سے ملاقات ہوئی – آپکی بڑی تعریف کرتی تھیں – جنگ کی نسبت بھی گفتگو ہوئی – وہ ترکوں کا جنبہ کرتی رہیں – اور دست بدعا ہیں کہ خدا کرے ترکی ہی فتح پائیں – اور روسیوں کو بھاگتے راہ نہ ملے – آزاد – ایسے لوگ حق کی طرف ہیں – ترکی نے روس کو چھیڑا نہیں کہ یہ وجہ جنگ قرار دیجائے – سرویا کو اسی نے ورغلایا اور جب ترکی کے دلاوران صف شکن نے سرویا کی سپاہ کو نیچا دکھایا تو روس اس قدر جھلایا کہ اشتہار جنگ دیدیا – اہل یورپ کی نظر اس جنگ کی طرف ہے – دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے – مگر لڑائی جلد ختم ہوتے نظر نہیں آتی – بڑی دیر تک تاجر اور آزاد میں جنگ روس و ترکی کی نسبت سرگرمی کے ساتھ گفتگو رہی – بعد ازاں دونوں آرام کرنے گئے۔

میاں آزاد کو تنہائی میں خاتون ماہ سیما مس ملیڈا یاد آئیں – سوچے کہ معشوق تو رنگین ادا اور یوسف لقا ہے – پری پیکر – شیریں گفتار – خوش تقریر – ہر دلعزیز – نازک اندام – گلفام – مگر حسن آرا بیگم سے قول ہارے ہیں اور قول جان کے ساتھ ہے – خیر جب تک یہاں ہیں صبح و شام غم غلط کرنے کے لیے کافی ہے – دو گھڑی بات چیت کر لیا کرینگے مگر یہ ممکن نہیں کہ حسن آرا بیگم کو چھوڑ کر مس ملیڈا کے ساتھ شادی کر لیں – کیا مجال – انھیں خیالات میں آنکھ لگ گئی تو عجیب خواب دیکھا – سنیے۔

میاں آزاد پتلون اور جاکٹ پہنے ایک مسہری پر لیٹے ہوئے حقہ پیتے جاتے ہیں اور اشعار موزوں کرتے جاتے ہیں – سرہانے انکی پیاری حسن آرا بیگم آئیں و بار تالیاں بجائیں – میاں آزاد نے اٹھکر دیکھا تو حسن آرا – دست بستہ کھڑے ہو گئے اور کہا ایک بوسہ دیجیے – حسن آرا بولیں بس جایئے جایئے آپکو بھی دیکھ لیا ہماری تو تم پر جان جاتی ہے اور تم اوروں کو دل دیتے پھرو – واہ کیا انصاف ہے۔

آزاد – جان من – اس بدگمانی کے صدقے – ہائے ہم تو جان بکف ہندوستان سے روم سدھارے – اور تم ایسے بیہودہ خیالات کو دل میں جگہ دو – بتاؤ ہمیں گنجائش شکوہ

کی ہر یا نہین۔ ہمنے تو ٹھان لی کہ چاہے جان جائے مگر تمھارا حکم نہ ٹالین۔ اب ہم ہین اور میدان کارزار ہم ہین اور جوش عشق کی گرمی بازار۔ اسوقت کلیجا شق ہو گیا زخم جگر پر تم نے نمک چھڑکا۔

حسن۔ جی بجا ہی۔ یہ نخرے کسی اور کو دیجیے۔ ہونہہ۔

آزاد۔ ای ناکامی۔

حسن۔ چلو بس اب بیٹھے رہو۔ صاف صاف نہ کہلواؤ

حسن آرا نے ایک گلوری آزاد کو دی آزاد نے کھائی اور کہا۔ ع۔

ای جان من جانان من از من چرا رنجیدۂ

اتنے مین میان آزاد نے ڈرتے ڈرتے کہا ایک ذراسی چار ہین کبھی۔

حسن۔ (تنک کر)۔ ای واہ۔ چہ خوش۔ چرا نباشد۔ منھ دھو رکھیے۔ آپکو کیون دین۔ وجہ؟ آخر سبب۔

حسن آرا نے کہا کہتے ہوے شرم نہین آتی۔ بیاربیاہی نوجوان لیڈی سے چپکے چپکے باتین کرنا اور اسکے عشق کا دم بھرنا اور ہمین چٹکیون پر اڑانا اور باتین بنانا۔ یہ فقرہ سنتے ہی میان آزاد کی آنکھ کھل گئی۔ مرگ جان کے ساتھ۔ کفر ایمان کے ساتھ طاؤس رنگ کے ساتھ۔ خزان بہار کے ساتھ وہ نہین کرتی جو اس خواب پریشان نے میان آزاد کے دل کے ساتھ کیا۔ پلنگ پر اٹھ بیٹھے۔ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا۔ جسم تھرانے لگا۔ دل ہی دل مین کہنے لگے کہ پیاری حسن آرا۔ ؎

شوق مشتاق آرزو مشتاق جان مشتاق تست
دیدہ مشتاق آشکارا دل نہان مشتاق تست

مین اور کسی اور کو دل دون۔ کیا مجال۔ دل کا تو تم ہی کو یاد

کیا کرتا ہون۔ اور تمھاری ہی محبت کا دم بھرتا ہون۔ ؎

برتنم ہر موز بانے جز بیاد یار نیست
مو بموظاہر نماید حاجت گفتار نیست

حسن آرا پیاری حسن آرا کیا تم سمجھتی ہو کہ آزاد کسی اور کو دل دیگا ای توبہ۔ یہ دل اب تمھارا ہی۔ تمھاری چیز مین کسی کو دینے والا کون مگر شکر ہو کہ خواب ہی مین تمکو دیکھا سہی۔ ؎

شبے خیال تو آمد بخواب آسودیم
دگر ز ہم نکشادیم چشم گریان را

لیکن افسوس کہ بخت خفتہ کی بدولت خواب مین تمکو پر ناز و عتاب دیکھا۔ خدا وہ دن جلد دکھائے کہ ہم اور تم باہم باتین کرین دوری کا پردہ مرتفع ہو۔ عاشق و معشوق ادولی بانکین بغل گرمائین ہم یہ شعر پڑھین۔ ؎

وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم
چنان شادم کہ شمع یا من درین غم خانہ می رقصد

اور تم اس کے جواب مین کہو۔ ؎

تا بہ آن ماہ دل افروز ہم آغوش شدم
از سر ہستی خود رفتم و بیہوش شدم

محمد عسکری

دوسرے روز بہار النسا بیگم نے محمد عسکری کو بلوایا اور چپکے سے کہا کہ کل شب حسن آرا سے تمھارا تذکرہ کیا مگر اللہ جانے کیا سبب ہو کہ وہ ذرسی بولین تک نہین۔ اور انکے بشرہ سے ایسا پایا جاتا تھا کہ جیسے کسی پر خدا نکردہ انکا دل آیا ہو۔ یہی توقع دکھائے سے ٹھیک اللہ آبرو رکھے باتین ہو رہے تھے کہ حسن آرا اخبار پڑھنے لگین اخبار پڑھتے پڑھتے رونے لگین۔ خوب زار زار روئین گھبرا کر جا

اب ذری تشفی ہوئی۔ مجھ سے کچھ کہا ہی نہین۔ سپہر آرا نے البتہ پڑھکر مجھ سے کہا کہ (بہن شادی وادی کے خیال سے درگذری) کیا جانے کیا بھید ہی۔ اندر ہی اندر ہنڈیا پک رہی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی ذرا حال نہین کھلتا۔ مین نے اس اخبار مین نشان بنا دیا ہی۔ مگر لاکھ لاکھ تدبیرین کین کہ اخبار انھون نے نہ دیا نہ دیا۔ اسوقت مین چوری سے اخبار لے آئی ہون دیکھو یہان پر پڑھ رہی تھین پڑھو تو اسمین لکھا کیا ہی۔ محمد عسکری نے اخبار کا وہ مضمون پڑھکر کہا کسی بے تکے نے لکھا ہی۔ مگر معلوم ہوتا ہی آزاد نامے کوئی شخص ہی اُس سے حسن آرا بیگم نے وعدہ کیا ہی کہ اگر تم روم جاکر روسیون سے لڑو اور وہان سے سرخرو واپس آؤ تو مین تمھارے ساتھ شادی کر لون۔ اب یہ دریافت کرنا چاہیے کہ میان آزاد این کون۔ لکھا ہی کہ ایک نوجوان اور حسین بیگم کی ہدایت سے یہ تب گئے ہین۔ جب ہی حسن آرا شادی کا لفظ تک زبان پر نہین لاتین۔ بس ہم سمجھ گئے یہی خاص سبب ہی۔ اب بہن تم ایک کام کرو جب حسن آرا بیگم اور تم پاس بیٹھی ہو تو آزاد کا ذکر ضرور چھیڑو کہنا عسکری ابھی ابھی اخبار پڑھتا تھا۔ اُسکا ایک دوست ہی آزاد۔ اخبار مین آزاد کی تعریف پڑھکر عسکری بہت خوش ہوا پھر کہتا تھا کہ آزاد نان بائی کا لڑکا ہی۔ اس طباخی بچے کی خوش قسمتی کو تو دیکھو کہان جاکے شیشہ لڑایا۔ اور وہ بیگم بھی کیسی بیوقوف ہی جسنے بیاہ کا وعدہ کیا۔ طباخی بچے کے ساتھ اور بیگم کا بیاہ۔ واہ۔ مصرع۔

دماغ بیہدہ پخت و خیال باطل بست

اب تو بہار النسا بہن کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ آزاد کیطرف سے حسن آرا کا دل پھر جائے۔ آزاد دیا دہی لگ گئے۔ مین اخبارون مین آزاد کی ہجو چھپوا دون۔ تم زبانی مذمت کرو۔ اور جب اخبار مین طبع ہو وہ کسی ترکیب سے حسن آرا کو ضرور دکھاؤ خدا نے چاہا تو چٹکیون مین دل پھر جائے۔ مگر حیرت ہی کہ بارخدایا یہ آزاد کون بزرگوار ہین۔ بہار النسا متحیر و ششدر کہ یہ اسرار کیا ہی۔

یہ گفتگو کرکے محمد عسکری رخصت ہوے۔ بہار النسا بیگم اُس اخبار کو چپکے سے حسن آرا کے صندوق پر رکھ آئین۔ محمد عسکری نے گھر پر جاکر حسن آرا اور آزاد کی باہمی ناچاقی کی نسبت سیکڑون تدبیرین سوچین ٹھان لی کہ دن رات اسی غور و فکر مین ہونگا کہ کسی تدبیر معقول سے آزاد کے نام پر حسن آرا لاحول پڑھنے لگین سوچے کہ پہلے تو کسی اخبار مین چھپ لے دیکر یہ چھپوا دون کہ آزاد نامے ایک نان پز کا لونڈا آجکل روپوش ہی کئی ہزار روپیہ ایک مہاجن کے لیکر چل دیا ہی سنا کہ اب مصر کیطرف بھاگ گیا ہی اگر کسی کو اُسکا حال معلوم ہو تو بتائے اسکے بعد ایک خط چھپوا دون کہ آزاد مصر نہین گیا بلکہ برسون تک حیدر آباد مین تھا۔ یہ وہ شخص ہی جو سنہ ۵۷ع کے غدر مین ایک سرغنہ تھا مگر گورنمنٹ کو اسکے خیالات سے ذرا بھی واقفیت نہین ہونے پائی۔ یہ شخص بڑا نامی ٹھگ ہی ہندوستان کے اکثر مقامات مین اسنے ڈاکے مارے اور کئی آدمیون کو زخمی کیا ہی۔ یہ شخص مختلف مقامات مین اپنے کو مختلف نامون سے مشہور کرتا ہی۔ پھر کسی اور اخبار مین چھپوا دون کہ ایک شخص آزاد نامے کسی نوجوان بیگم کو دھوکا دیکر بھاگ گیا ہی۔ اگر اس پر بھی حسن آرا کا عشق کم نہو تو کسی اخبار مین آزاد کی وفات کی تاریخ درج کر دون۔ تاکہ حسن آرا مایوس ہو کر آزاد کو رو بیٹھے اور پھر ہمارے ساتھ دھوم دھڑلے سے شادی ہو۔

ادھر کا حال سنیے کہ سپہر آرا اور حسن آرا کوٹھے کے کمرے سے سیر دریا کرتی تھین کہ بہار النسا بیگم بھی پہونچین۔

بہار۔ اسوقت عسکری بہت خوش تھا۔ کسی اخبار مین اپنے دوست کی بڑی تعریف چھپی ہی۔

حسن۔ کون دوست۔

بہار۔ کیا جانے کیا نام بتاتا تھا۔ بھلا ہی سا نام ہی۔ کہتا تھا اخبار مین تعریف کے پُل باندھ دیے ہین۔ ہان خوب یاد آیا ہی۔ توبہ توبہ۔ بھلا ہی سا نام ہی۔

سپہر۔ قاسم خان۔ تہور علی۔ رفیع الدین؟۔

بہار۔ نہین تہور علی۔ نہ رفیع الدین۔

حسن۔ محمد غوث آزاد؟۔

بہار۔ ہان ہان۔ آزاد۔ آزاد۔ کہتا تھا کہ آزاد میرا بڑا دوست ہی مگر نان بیز کا لڑکا ہی۔

حسن۔ (چونک کر) کیسکا؟۔

بہار۔ نان بیز کا لڑکا بتاتا تھا۔

سپہر۔ واہ اچھے آپکے عسکری ہین جو نانبائیون کے چھوکرون سے یارانہ کرتے پھرتے ہین۔ یہی آپ انکی تعریف کرتی نہین جاتین۔ بس دیکھ لیا۔

بہار۔ اجی تو خیر مگر آگے تو سنو تو کسی دیدہ دھوئی بیگم نے اُس سے وعدہ کیا ہی کہ تیرے ساتھ شادی کرونگی۔

سپہر۔ واہ اچھی بیگم ہین۔

بہار۔ ایڑی چوٹی پر قربان کر دے۔

سپہر۔ اور یہ آپکے عسکری کو کیا سوجھی کہ نانبائی والے سے یارانہ پیدا کیا۔ آدمی ملتا جلتا ہی اپنے برابر والے سے یا اپنے سے نیچ قومون سے۔ واہ اچھے عسکری ہین آپ کے۔

بہار۔ اس نانبائی کا منھ جھلس دون موئے کا جو بیگمون سے شادی کا وعدہ کرے۔ اپنی آبرو اپنے ہاتھ ہی۔

حسن آرا سکتے کے عالم مین تھی۔ سوچی کہ آزاد کے حالات سے کسی کو یہان اطلاع تو ہی ہی نہین۔ شاید نانبائی ہی ہو۔ مگر یہ خیال ہرگز محال ہی یہ نورانی صورت یہ اخلاق یہ علم و فضل یہ شائستگی یہ جرأت یہ جوانمردی نانبائی کیونکر پا سکتا ہی۔ لیکن پھر نانبائی ہی۔ آزاد تو کوئی شہزادہ معلوم ہوتا ہی۔ نانبائی مین یہ باتین کہان۔ نانبائی میان آزاد کی سی شستہ تقریر اور علمیت اور ایسی صورت شکل کہان پائے۔ بھلا کوئی بات بھی ہی۔ سپہر آرا بولی باجی خاتون جنت کی قسم جو اسمین ذرہ بال برابر بھی فرق ہو کہ بہار النسا بیگم ادھار کھائے بیٹھی ہین کہ محمد عسکری کے ساتھ تمھارا نکاح ہو۔ کل تم چوک اسقدر گئین کہ انکے سامنے اخبار پڑھکر رو دیں اور پھر ہنسدین۔ بس وہ تاڑ گئین۔ حسن آرا بولی اُسوقت تو مین از خود رفتہ تھی۔ سپہر آرا نے کہا باجی بس وہی اخبار لیجاکر انھون نے عسکری سے پڑھوایا ہوگا۔ ساری کارستانی اسی کی ہی تم چاہو مانو یا نہ مانو ہم تو یہی کہینگے۔ باجی اللہ جانتا ہی کہ یہ گپ کیونکر ممکن کیا کہ جھوٹ ہو۔ بھلا کہین ایسا ہو سکتا ہی مگر ایک بات یاد رکھنا عسکری کے ہتھکنڈون سے الگ رہنا۔ وہ بڑا نٹکھٹ معلوم ہوتا ہی۔ دیکھیے ابھی کیا کیا باتین بناتا ہی کیا کیا تہمتین تراشتا ہی مگر بہتر یہی ہی کہ نہ آجاتا آزاد کو نانبائی بنا دیا۔ اری تیری قدرت شیطان خیر۔ شام کو بہار النسا بیگم کی صلاح سے محمد عسکری نے حسن آرا کے نام ایک خط لکھا۔ مغلانی کو دیا کہ جاکے حسن آرا کے ہاتھ مین دینا مگر خبردار خبردار یہ نہ کہنا کہ بہار النسا بیگم کے سامنے دیا ہی۔ مغلانی نے خط لیا اور جا کے حسن آرا کو دیا۔

حسن۔ کسکا خط ہی۔

م۔ پڑھ لیجیے۔

سپہر۔ کیا ڈاک پر آیا ہی۔

حسن ـ نہین ـ
حسن آرا نے خط کھول کر پڑھا ـ مضمون خط ملاحظہ فرمائیے ـ ؎

قدم رکھ دیکھکر بحر محبت مین ذرا اے دل
خطر ہو ڈوب جانیکا بھی دریا کے نہانے مین

حسن آرا بیگم کی خدمت ہمایون مین کورنش بجا لاتا ہون اور یہ عرض کرتا ہون کہ آزاد کے جھپیر مین نہ پڑیے ـ وہ ہیچ قوم آپکے قابل نہین ـ نانبائی کا لڑکا ـ تنور روشن کرنے مین طاق آٹا گوندھنے مین مشتاق ـ وہ اور آپکے لائق ہو ـ اے توبہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اول تو پاجی ـ دوسرے مزاج مین تلون ـ برق کی چشمک کو تو شاید پائداری بھی ہو ـ مگر اُسکے مزاج کو قیام نہین ـ اور طرہ یہ کہ ان پڑھ ـ مین اچھا ہون یا برا بہار النسا بہن سے مجھے خوب جانتی ہین مجھے جھوٹ بولنے سے کیا واسطہ ـ آزاد میرے دشمن ہین نہین مجھے اُنسے کسی قسم کی خصومت نہین ہے بلکہ مین اُس شخص کو جانتا ہون اور بخوبی جانتا ہون ـ اسی خاص سبب سے مین آپکو صلاح دیتا ہون کہ آپ اِسکا خیال دل سے دور کر دیجئے جسوقت مین نے سنا کہ آزاد پر آپ عاشق ہین میرا دل چھٹ گیا (اور اگر آپکی یہی کیفیت ہے تو خیریت نظر نہین آتی) اب ہم یہی دعا مانگتے ہین کہ خیر سے وہ دن آئے کہ تمھارے دل سے اُس بد وضع کے عشق کا خیال دور ہو جائے ـ

(محررہ محمد عسکری)

اِس خط کو حسن آرا نے دوبارہ پڑھا اور جواب مین فقط ایک شعر لکھا ـ ؎

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

سپہر آرا نے کہا کیون باجی ہم کیا کہتے تھے ـ دیکھا وہی بات ہوئی نہ اور جھوٹ تو اسی سے ثابت ہے کہ میان آزاد کو ان پڑھ بتاتے ہین شان خدا ـ یہ اور آزاد کو ان پڑھ کہین ـ اللہ جانتا ہے ان لوگون کو خوف خدا بھی نہین ہے ـ اللہ اللہ کچھ ٹھکانا ہے ـ جھوٹ بھی تو کتنا اور کیسے نیک بنے جاتے ہین ـ کہ مجھے جھوٹ بولنے سے کیا واسطہ ـ سچ ہے ـ ہم تو کہتے ہی تھے کہ بڑا نٹ کھٹ معلوم ہوتا ہے ـ وہی بات ظاہر ہو گئی ـ مغلانی نے وہ کاغذ لیجا کر محمد عسکری کو دیا محمد عسکری نے پڑھا ـ ؎

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

ع ـ ایا لی ہا ـ پھڑکا دیا ـ واللہ پھڑکا دیا ـ جی خوش ہو گیا ـ کیا شعر لکھدیا ہے ـ

بہار ـ ہماری بہن کچھ ایسی ویسی تھوڑا ہی ہین ـ

ع ـ چشم بد دور ـ

حسن آرا اور سپہر آرا دونون کوٹھے پر سے چپکے چپکے سنتی تھین ـ

سپہر ـ بہت خوش ہوے شعر پڑھکر ـ

حسن ـ ہان ـ

سپہر ـ اب تو پہچان گئین آنکھین باجی جان ...

بہار النسا نے محمد عسکری سے کہا کہ بھائی اسپر را سٹرھی کہہ جو آسان امر نہین ہے ـ حسن آرا نے بے سوچے سمجھے یہ شعر نہین لکھا ہے مگر خیر دیکھو مین کیا کیا تدبیرین کرتی ہون ـ ابھی اُنسے کچھ نہ کہنا محمد عسکری نے کہا کیا طاقت کچھ سٹری مقرر کیا ہے تم برابر کی بہن اُنکی ـ تمھاری اور بات ہے اُنکی اور بات ـ

رقابت کی کارستانی اور وزیر جنگ کی قدردانی

اب میان آزاد کا حال سنیے کہ اُنھون نے وزیر جنگ کی خدمت مین جانے کی تیاری کی۔ مگر تاجر باوقار نے کہا کہ آج ایک مجلس شوریٰ قرار پائی ہے۔ وزیر ممدوح آج نہ مل سکینگے کل جا سکیے گا۔ صبح کو میان آزاد باغ مین جا کر بیٹھے۔ مگر میڈا کی صورت نظر نہ آئی شہر کے مختلف مقامات اُنکے دوست صادق نے دکھائے روسا اور امراسے ملاقات کرائی۔ واپس آئے۔ کھانا کھایا ناول پڑھا شام کو تاجر ممدوح اُن سے رخصت ہو کر ایک دن کے لیے اپنے کسی دوست کے یہان گئے جو شہر سے دس میل کے فاصلے پر رہتے تھے۔ میان آزاد کرسی پر بیٹھے ہوے حقہ پی رہے تھے کہ ایک زداب (فرانسیسی افسر) نے پیچھے سے اُن کے شانے پر دوبار زور سے ہاتھ مارا۔ متحیر ہو کر آزاد اُٹھ کھڑے ہوے پیچھے پھر کر دیکھا تو ایک خوش رو جوان فرانسیسی جنگی وردی پہنے ہوے نظر آیا آزاد کو اُسنے اور آزاد نے اسکو بغور دیکھا اور جو لیڈیان اور جنٹلمین وہان بیٹھے تھے اُنھون نے بھی اِن دونون پر نظر ڈالی۔

آزاد۔ یہ اسکے کیا معنی۔ مجھ سے آپ سے کبھی کی جان نہ پہچان اسطرح بے دھڑک دو ہتڑ لگانا کیسا۔؟

زداب۔ دوست مجھے تم سے دو دو باتین کرنی ہین

آزاد۔ آپ کو جو کچھ کہنا ہو فرمائیے۔

زداب۔ پوشیدہ بات ہے۔

آزاد۔ نہین۔ پہلے آپ بلا تامل بتائین کہ اس دو ہتڑ کے کیا معنی۔ پھر جو کچھ آپ کو مجھ سے کہنا ہو فرمائیے۔

زداب۔ پوشیدہ بات ہے۔ آپ ذرا باہر تک تکلیف کرین

آزاد۔ آپکی وردی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرانسیسی لشکر کے کوئی افسر ہین۔ مین آپکی اس جنگی (یونفارم) وردی کی عزت کرتا ہون اور جس قوم کی فوج مین آپ ہین اُسکی بھی عزت کرتا ہون لیکن آپ پہلے یہ بتائین کہ باہر آپکو مجھ سے کیا کام ہے اچھا چلیے یہ کہکر میان آزاد اور زداب باہر گئے۔ اسوقت کئی یورپین اور چار جین لیڈیان اور جنٹلمین اور ٹرکی امرا قہوہ پی رہے تھے کوئی باتین کرتا تھا۔ کوئی اخبار پڑھتا تھا سب متحیر تھے کہ یہ فرانسیسی افسر اس اجنبی غریب الوطن مسافر سے جو شکل و صورت سے جنٹلمین معلوم ہوتا ہے کیا کہیگا۔ باہر کا حال سنیے کہ میان آزاد کیطرف اُس افسر نے ایک منٹ تک غور سے دیکھا اسکے بعد دو چھریان کمر سے نکال کر ایک آزاد کو دی اور کہا پانچ قدم ہٹو اور صاف صاف بتاؤ کہ تمنے میری پیاری میڈا سے بات چیت کی تھی اور ایکبار باغ مین تم اور وہ اکیلے تھے۔ میان آزاد نے چھری اُسکے ہاتھ سے لی اور تیور سے بدل کر کہا۔ ہان بیشک ایک جوان لیڈی مجھے باغ مین ملی تھی مگر تنہا نہ تھی۔ اُسکے ساتھ ایک خادمہ بھی تھی پھر اِس سے مطلب۔ اگر وہ تمھاری معشوقہ ہے تو تمکو مبارک رہے کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ میری اُسکی ملاقات سے تمھارا کسی قسم کا نقصان ہوا مجھے تو اِس خاتون حیادار کا نام بھی اچھی طرح معلوم نہین زداب آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ تڑ سے آزاد کیطرف جھپٹا۔ اور چھری بھونک دینے ہی کو تھا کہ آزاد نے خالی دی۔ اتنے مین ایک شخص چپکے چپکے پیچھے سے آیا اور آزاد پر تلوار چلائی تلوار چھلتی ہوئی بائین شانے پر لگی۔ پلٹ کر آزاد نے ہوا ایسا ہاتھ لگایا تو وہ بزدل زخمی ہو کر تیورا کے گر پڑا۔ آزاد سنبھلنے ہی کو تھے کہ زداب انکا کام تمام کرنے کو پھر جھپٹا۔ مگر آزاد نے پھر خالی دی اور کہا سنو۔ میرے امکان مین اسوقت ہے کہ مین تمکو مار ڈالون

مگر مجھے تمھاری جوانی پر رحم آتا ہے یہ کہکر میاں آزاد پینترا بدلکر اسکی
طرف جھپٹے اور کبلی کرکے چھری چھین لی۔ غل کی آواز سنکر
لیڈیاں اور جنٹلمین بھی باہر آ گئے تھے آزاد نے چھری چھین کر
ایک اٹی دی تو افسر منھ کے بل گرا۔ حاضرین نے آزاد کی بڑی
تعریف کی اور جب انکو معلوم ہوا کہ یہ دو تھے اور آزاد بیچارہ اکیلا
تو اور بھی تعریف کی۔ آزاد اس افسر کو گھسیٹ کر روشنی میں لائے تو
اکثر آدمیوں نے پہچانا کہ روشفا نامے فرانسیسی ہے یہ فرانس کے
لشکر کے مشہور افسر تھے اس نوخیز مشتری خصال لیڈی پر جان
دیتے تھے یہ بھی مشہور تھا کہ میڈا اسکے والدین کی بھی یہی خواہش
تھی کہ روشفا کے ساتھ اسکی شادی ہو۔ مگر اسنے کہہ دیا تھا کہ اگر
ایک مہینے میں میں نے کسی اور کو پسند کیا تو روشفا کے ساتھ
شادی نہ کرونگی۔ ورنہ خیر۔ ستائیس دن گذر گئے تھے صرف
تین روز اور باقی تھے۔ پھر زد اب بیچارے کو یہ معلوم ہوا تھا
میڈا اسنے جو آزاد کے حسن و جمال اور خط و خال پر نظر ڈالی اور
سنا کہ ہندوستان سے خاص اس غرض کے لیے آیا ہے کہ جنگ
روم میں شریک ہو تو ہزار جان سے عاشق ہو گئی۔ ٹھان لی
قسم کھا بیٹھی کہ آزاد ہی کے ساتھ شادی کرونگی یا کنواری
رہوں گی۔

آزاد نے حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ حاشا میں
میڈا کے عاشقوں میں نہیں۔ اسی کوٹھی میں میں نے اس
لیڈی کو چند بار دیکھا تھا۔ مجھکو اس فرانسیسی افسر سے بھی
عداوت نہیں۔ گو انھوں نے میری جان لینے میں کوئی دقیقہ
اٹھا نہیں رکھا تھا مگر مجھ کو اسکا خیال نہیں۔ فرانسیسی افسر نے
کہا مجھے افسوس ہے صرف یہ خیال ہے کہ اس میرے دوست نے
(جسکے سبب سے میاں آزاد زخمی ہوئے اور جسکو میاں آزاد
اپنے بچانے کے لیے زخمی کیا) بڑی غلطی کی۔ میں خدا کی قسم کھا کر
کہتا ہوں کہ میں نے اس سے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ تم میری
کمک کو آنا۔ مگر اس شخص نے مجھے ذلیل کیا۔ آزاد کو زخمی دیکھکر
قریب تھا کہ میں معافی چاہوں۔ یہ بات فن سپہ گری کے خلاف
ہے کہ دو آدمی ملکر ایک شخص کو قتل کریں۔ اگر میرا یہی منشا ہوتا تو میں
چھری انھیں کیوں دیتا۔ اسی خیال سے کہ میاں آزاد مجھکو کچا
سپاہی سمجھینگے جب انھوں نے مجھے گھسیٹا تو میں چپ چاپ چلا
آیا۔ حاضرین نے اس افسر کی بھی تعریف کی اور میاں آزاد کو آکی
تقریر ایسی پسند آئی کہ گلے لگا لیا۔ گو دونوں بغلگیر ہوئے مگر روشفا
کا حسد کم نہیں ہوا۔ رقابت بھی کیا بری چیز ہے۔

دوسرے روز صبح کے وقت میاں آزاد فرخ نہاد نے جنگی وردی
پہنکر کالی شمشیر خارا شگاف کمر سے لگائی اور پارسی سوداگر کے
ایک دانا زدہ دغا پسند فرس سبک سیر پر سوار ہو کر حضرت حمید پاشا
وزیر جنگ کی شرف ملازمت کے لیے چلے۔ راہ میں انگلیاں
اٹھتی تھیں۔ ہر فرد بشر میاں آزاد پر نظر ڈالتا تھا جو دیکھتا تھا
گھنٹوں توصیف کرتا تھا۔

ایک۔ بھئی کیا گبھرو جوان ہے۔ خدا چشم زخم حوادث سے
بچائے۔

دوسرا۔ آمین۔

تیسرا۔ گھوڑے پر کیا خوب سوار ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے جیسے
کسی نے میخ گاڑ دی۔

چوتھا۔ کتنا خوش رو جوان ہے۔ یہ تو کسی فوج کا کپتان
معلوم ہوتا ہے۔

پانچواں۔ گھوڑا تو گھوڑا سوار بھی عجیب سج دھج کا ہے۔

چھٹا۔ اجی یہ وہی تو ہیں۔ میاں آزاد۔ جنکا حال اخبا

الجوائب میں درج ہے۔

ساتوان۔ سچ کہا۔ واقعی یہ وہی نوجوان ہے۔ خدا کرے جنگ میں کامیاب ہو۔

آٹھوان۔ خدا کرے۔ خدا کرے۔

نوان۔ آمین۔ آمین۔

میان آزاد وزیر جنگ کے ایوان سپہر توامان پر پہونچے جو خط لارڈ کی کے کانسل متعینۂ مصر نے انکو دیا تھا وہ انہون نے بھیجا۔ یا اور کہا عرض کرو وہ ابھی حاضر ہے۔ حمید پاشا نے خط پڑھا اور میان آزاد کو بلوایا۔ آزاد نے جا کر زمین دوز ہوکے آداب عرض کیا اور بعد اوسکے خاموش کھڑے رہے۔

حمید پاشا۔ (حمید) آپ ہی ہندوستان سے آئے ہین جنکی کانسل نے بڑی تعریف کی ہے بیٹھیے۔

آزاد۔ ہان حضور فدوی ہی کا نام آزاد ہے۔

حمید۔ ڈیلی نیوز نے آپکو اور بھی مشہور کر دیا ہے۔

آزاد۔ حضور مین نے وہ کیا جو ہر ایک انسان کو لازم ہے۔

حمید۔ صحیح ہے۔ مگر ہر ایک انسان انسان نہین ہے بعض آدمی بہائم سے بدتر ہین۔ آپ سچے ہمدرد ہین۔

آزاد۔ (آداب بجا لا کر) حضور کی نوازش۔

حمید۔ تو آپ یہان کیا چاہتے ہین۔ نوکری۔

آزاد۔ حضور میری دلی خواہش ہے کہ مجھے صیغۂ جنگی کا کوئی عہدہ ملے۔

حمید۔ تمہاری شکل و صورت اور طرز گفتگو سے پایا جاتا ہے کہ تم ایک تربیت یافتہ اور اولوالعزم اور ذی حوصلہ نوجوان اور جری اور عالی خاندان ہو۔ جنگ کی کیفیت یہ ہے کہ ہم پاکو ہمیشہ شکست دیدی مگر اب روسیون نے اشتہار جنگ دیا ہے اور یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے تھے۔ کئی مہینے سے معلوم تھا کہ روسی ضرور لڑینگے۔ مین غور کرونگا کہ تمہارے لائق کون عہدہ ہے۔ جنگی امور سے واقف ہو؟

آزاد۔ ہان حضور۔ کئی کتابین مطالعہ کی ہین۔ جنرل الکزینڈر عربی پڑھاتا تھا وہ مجھکو جنگی علوم کے رسالے پڑھاتے تھے متعدد معرکون مین کئی بار شریک ہو چکا ہون۔ یہ ڈاکٹر کا سرٹیفکٹ ہے۔

حمید پاشا نے سرٹیفکٹ لے کر پڑھا اور کہا۔ کافی ہے۔ ہم آپکو عہدہ دینگے۔ دو ایک روز مین آپ آئین۔ آزاد پھر بعد آداب بجا لائے اور کمیت باد رفتار پر سوار ہو کر چلے۔ اسوقت آزاد انتہا سے زیادہ خوش و خرم تھے۔ ہندوستان سے روانہ ہوتے وقت آزاد کو اندیشہ تھا کہ مبادا ٹرکی مین عہدہ نہ ملے۔ مگر جنرل والٹر کے سرٹیفکٹ اور اپنے حسن جمال اور ڈیل ڈول اور سپاہیانہ وضع نے حضرت وزیر جنگ کے لوح دل پر انکی بسالت اور اولوالعزمی اور عالی خاندانی اور حمیت اسلامی کا نقش ایسا منقش کر دیا کہ فوراً عہدہ دینے کا اقرار کیا۔ آزاد شادان و فرحان فرودگاہ کیطرف جانے لگے حسن اتفاق سے اثنائے راہ مین میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ ایک لیڈی سمند دغا پسند کو کٹ کٹا دوڑاتی آرہی ہے پھر کے دیکھا۔ تو میڈا۔ میڈا کا گھوڑا جو تیزی کے ساتھ نکلا تو میان آزاد کے کمیت تند خو نے بھی کنوتی بدلی۔ اتنے مین میڈا نے گھوڑے کی باگ روک لی۔

میڈا۔ مسٹر آزاد آپ کہان تشریف لیگئے تھے۔

آزاد۔ مین وزیر جنگ کے ہان گیا تھا۔

میڈا۔ تم جنگ کے بڑے شائق ہو۔ اور واقعی تمہاری صورت ہی سے بسالت برستی ہے۔

آزاد۔ کل تو آپکی بدولت ہماری جان ہی گئی تھی۔

میڈا۔ ہم سُن چکے ہین۔
آزاد۔ اب آپ سے بات کرتے ہوے خوف معلوم ہوتا ہی۔
میڈا۔ (مسکراکر) درست۔
آزاد۔ خدا کی قسم خوف معلوم ہوتا ہی۔
میڈا۔ آزاد تمھارا ساخوبرو اور وجیہ جوان ہمنے آجتک
نہین دیکھا۔
آزاد۔ (خاموش)۔
میڈا۔ مجھے معاف کیجیے گا کہ یہ کلمہ میری زبان سے بے ساختہ
نکلا۔ مگر مین کیا کرون۔ مجبور ہون۔
آزاد۔ مین آپ کی عنایت کا کمال مشکور ہون۔
میڈا۔ وزیر جنگ سے کیا باتین ہوئین۔
آزاد۔ پوچھا کہ جنگ کی کارروائی سے کچھ واقف ہو مین نے
کہا کئی بار روسیون کی جنگون مین شریک ہوا۔ جنرل الٹر کا سرٹیفکٹ
دکھایا فرمایا تمھاری صورت سے عالی خاندانی اور بسالت صاف
ظاہر ہی ہم تمکو کوئی عہدہ ضرور دینگے۔ وہ ایک روز مین آؤ۔
میڈا۔ آزاد تمھین جو دیکھیگا فوراً کہ اُٹھیگا کہ یہ کوئی
شہزادہ ہی۔
آزاد۔ (مسکراکر) واہ۔
میڈا۔ اسمین عورت ہو یا مرد۔
آزاد۔ دیکھین وزیر جنگ ہمین کون عہدہ دیتا ہی۔
میڈا نے آزاد سے کہا ہمکو نہین یقین ہی کہ حمید پاشا
نہین کوئی جنگی عہدہ دین اور اگر وہ دینگے بھی تو ـــــ
آزاد نے پوچھا کیا آپکو وہ جانتے ہین۔ میڈا نے مسکرا کر کہا
کتنے سادے ہو۔ بھلا یہان کوئی بھی ایسا ہی جو ہمین نہ جانتا ہو۔
فرانس تک کے لوگ ہمارے دیکھنے کے لیے آتے ہین۔ حمید پاشا
میرے باپ کے بڑے دوست ہین۔ وہ مجھے مثل اپنے عزیزون کے
سمجھتے ہین تم سے مجھے کچھ کہنا ہی۔ اسوقت چل کر بغور سن لو۔
پھر تمھین اختیار ہی جہان چاہو جاؤ۔
آزاد نے تھوڑی دیر غور کرکے کہا بسم اللہ آپ فرمائیے
مین غور سے سُنتا ہون۔ اور حتی الوسع آپکا حکم بجا لاؤنگا آپ
بید ریغ فرمائین۔ میڈا بولی راہ مین کہنا وضع کے خلاف ہی
بارسی کی کوٹھی سامنے ہی وہان چلو۔ تو کہون۔ اتنے مین نو
گھوڑے اُس سوداگر کی کوٹھی پر داخل ہو کر میڈا اور آزاد
کمرے مین جاکر بیٹھے۔
آزاد۔ اب فرمائیے۔
میڈا۔ تمھاری شادی تو کہین ہوئی نہین ہے۔
آزاد۔ جی نہین۔
میڈا۔ پیارے آزاد میرا دل تم پر آیا ہی اور گو وضع کے خلاف
ہی کہ تم سے صاف صاف کہون۔ مگر دل قابو مین نہین ہا مین
چاہتی ہون تمھارے ساتھ میری شادی ہو۔ مین وہ ہون جسپر
فرانس اور ٹرکی کے نوجوان امیرزادون کی جان جاتی ہی مین
وہ ہون جسکے عشق مین روشفا سا افسر فرانس چھ مہینے سے یہان
فروکش ہی۔ مین وہ ہون جسکے چاہنے والون مین ایک بڑے
معزز اور نوجوان پاشا کا دل ڈانواں ڈول ہی۔ مگر مین تم پر
جان دیتی ہون۔
آزاد۔ مجھے افسوس ہی کہ۔
میڈا۔ اُف۔ اُف۔ اُف۔ افسوس کے لفظ کے ساتھ تم نے
اپنی گفتگو کیون شروع کی۔ یہ لفظ تو اسوقت مین سُننا ہی
نہین چاہتی تھی۔
آزاد۔ ابھی تو مجھے جنگ درپیش ہی۔

میڈا - خوب یاد رکھو کہ گو وزیر جنگ کی ملاقات سے تم خوش آئے مگر ــــــــ

میان آزاد نے بڑی لجاجت اور منت اور سماجت سے عرض کی کہ آپ میرے عہدہ پانے مین خلل انداز نہون - واسطے خدا کے معاف فرمائیے - بڑی دیر تک سمجھایا - اور کہا کہ آپ خود ہی اپنے دل مین سوچین کہ آپکی اُٹھتی جوانی اور رُخ نورانی صورت زیبا اور ادا اے دلربا کی مالک فرانس تک دھوم ہے اور خدا کو گواہ کرکے کہتا ہون - کہ مجھے آپکی ایک ایک چھب بھاتی ہے - ایک ایک ادا دل مین کھُپ گئی ہے مگر افسوس صد افسوس کہ مین مجبور ہون ورنہ اگر آپ کی مرضی کے موافق کام کرون تو مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی نہین - اُس خاتون سمن بر پری پیکر نے کہا یاد رکھو - بہت پچھتاؤ گے - بہت پچھتاؤ گے خوب یاد رکھو بہت پچھتاؤ گے -

یہ کہکر میڈا بصد حسرت وہان سے ایک ہمجولی کے ہان گئی اور کہا کہ بہن تھوڑا سا زہر کسی سے منگواؤ - تو تا دم زیست تمھاری ممنون رہون - وہ چونک کر بولی کہ یہ زہر کیا ہوگا - میڈا نے کہا کھاؤنگی - اُسکی ہمجولی نے غور سے اُسپر نظر ڈالی اور پوچھا خیر ہے یہ کیسی بہکی بہکی باتین کرتی ہو بہن - میڈا بے اختیار زار زار رونے لگی - اُسکی ہمجولی نے کہا آخر ماجرا کیا ہے کچھ بیان تو کرو - ع -

کس کی ستم رسیدہ ہو کس کی ستائی ہو

کچھ معلوم تو ہو - میڈا نے آنسو پونچھکر بکمال ملال یون کہا بہن آج ہمنے وہ بیحیائی کی ہے کہ ہمارا ہی دل جانتا ہے اور اس درجہ ناکامی حاصل ہوئی کہ اللہ کرے سات وین دشمن کو بھی نصیب نہو یہان ہندوستان سے ایک جوان طناز سراپا ناز حسین مہ جبین میان آزاد آیا ہے ہر مرجی کی کوٹھی مین مین نے اُس خوش شمائل کو دیکھا تو ہزار جان سے عاشق ہوگئی - سچ کہتی ہون ایسا جوان خوبرو دیکھا نہ سُنا - گھنٹون گھورا کرے - اور سیری نہو دو بار اُس گلعذار کے ساتھ گلگشت چمن اور تماشاے نسرین نسترن مین مصروف رہی تیسرے روز کسی نے روشفا سے جاکے خبر دی - وہ آگ بھبھوکا ہوکر کوٹھی گیا اور میان آزاد سے ڈوئل لڑنے پر آمادہ ہوگیا چھُری لیکر چاہتا تھا کہ بھونک دے مگر آزاد نے چھُری چھین لی خیر جو تھے روز میان آزاد سپاہیانہ وضع بنائے گھوڑے پر سوار وزیر جنگ کے ہان سے آتے تھے اثناے راہ مین مجھے ملے - پاسے بہن - اُسوقت کا جوبن تو ستم ہی ڈھاتا تھا - مین تو بس جیسے دیوانی ہوگئی - اِسدرجہ عشق نے زور کیا کہ کوٹھی مین جاکر مین نے اپنی آرزوے دلی صاف صاف بیان کردی

ہمجولی - (ہ) کیا کہا اور تم نے کہا کیونکر گیا -

میڈا - مین نے کہا آزاد ہم تم پر عاشق ہین ایسا پریزاد سچ دھج کا جوان ہمنے آجتک نہین دیکھا -

ہ - پھر -

میڈا - بس وہ ٹالنے لگے -

ہ - این ! اُف - توبہ -

میڈا پھوٹ پھوٹ کر روئی اور بولی کہ تو میڈا جو اُسکو اِسکا مزہ نہ چکھاؤن - چاہے جو ہو آزاد سے بدلہ ضرور لونگی یا جان دونگی - تم خوب جانتی ہو بہن کہ روشفا کتنے دن سے یہان فروکش ہے اور کن کن امیرزادون اور شریفون کے پیغام آئے - کیسے کیسے خوش رو فوجی افسر اور نوجوان رئیس جان دیتے ہین مگر مین نظر اُٹھا کر بھی اُنکی طرف نہین دیکھتی - آزاد نے واقعی ایسی ہی صورت زیبا پائی ہے کہ میرا دل ہاتھ سے جاتا رہا

افسوس افسوس۔

ہ - سب سمجھے بوجھے۔

میڈا - اب تو جان پر بن آئی ہر۔

ہ - جلدی نہ کرو۔ کل ہم اور تم ملکر مشورہ کرین اگر مان جائے تو کیون مصیبت مین مبتلا ہو۔ ع۔

گر ز گڑ سے جو مرے تو زہر کیون دے

وزیر جنگ سے ملاقات کر چکے ہین۔ انہی طرف سے بری ذکر نا چاہئے ورنہ مجبوری ہر۔

میڈا - ہان۔ اور انھون نے وعدہ بھی کیا ہر کہ کوئی جنگی عہدہ دینگے۔

جب چوطرفہ تارکی چھائی تو ایک بیش بہا برقع اوڑھکر ایک عورت وزیر جنگ کے پاس آئی۔ آدمیون سے کہا۔ اطلاع دو کہ ایک برقع پوش لیڈی آئی ہر۔ حمید پاشا نے کہا آنے دو۔ لیڈی کمرے کے اندر گئی۔ وزیر جنگ نے جو دیکھا کہ ایک کشیدہ قامت نازنین لباس فاخرہ زیب تن کیے ہوے جہان جہان تشریف لائی ہین تو سرو قد تعظیم کی اور کہا تشریف رکھیے۔ لیڈی بصد ناز کرسی پر متمکن ہوئی۔

وزیر - فرمائیے۔

برقع - ہندوستان سے کوئی شخص آزاد نامے آیا ہر۔

وزیر - ہان یاد آیا۔ بیشک آیا ہر۔ بڑا وجیہ اور قوی ہیکل اور حسین اور اولوالعزم اور لائق آدمی ہر۔

برقع - وہ یہان کس غرض سے آیا ہر بھلا۔

وزیر - حمیت اسلام اسکو کشان کشان لائی ہر۔ وہ شریک جنگ ہونا چاہتا ہر۔

برقع - آپ اسکو فوجی عہدہ دینگے۔

وزیر - ضرور بالضرور اور بہت جلد۔

برقع مین یہی کہنے آئی ہون کہ اسکو عہدہ نہ ملے۔

وزیر جنگ متحیر کہ یا خدا یہ برقع پوش کون ہر اور کیون کہتی ہر کہ میان آزاد کو کوئی عہدہ نہ ملے۔ سمجھے کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہر۔ کہا کہ لیڈی تمھاری وضع اور بول چال اور پوشاک سے صاف مترشح ہر کہ تم ایک معزز اور عالی خاندان لیڈی ہو مگر اس پوشیدہ طرز پر تم نے مجھ سے ملاقات کیون کی۔ اور آزاد کے خلاف کیون ہو۔ اگر وہ مسلمان نہین ہر روسیون کی طرف سے سازش کر کے آیا ہر تو صاف صاف بتا دو۔ لیڈی نے کہا۔ یہ شخص خاص یورپین ہر۔ وارسا کا رہنے والا۔ اسکا باپ سوداگر تھا مگر اسکے کارخانے مین آگ لگ گئی اور لاکھون روپے کا مال جل بھنکر خاک سیاہ ہو گیا۔ اس شخص کو گورنمنٹ روس نے ہندوستان بھیجا وہان پانچ سال تک رہا۔ بعد ازان ایران مین تین برس فارسی سیکھی۔ عرب مین بھی کئی سال قیام کیا۔ فرنچ خوب بولتا ہر اور عالم آدمی ہر۔ مین نے تحقیق خبر پائی ہر کہ منجملہ ان آدمیون کے جنکو گورنمنٹ روس نے اسلیے بھیجا ہر کہ سلطنت روم کے حالات دریافت کر کے لکھین انمین یہ بھی ایک ہین۔ یہ شخص اس قابل نہین کہ ایکدم آزادی کے ساتھ رہنے پائے۔ وزیر جنگ بڑے استقلال کے ساتھ ساری داستان جو لیڈی نے اسوقت گڑھی تھی سنتے رہے۔ مگر واہ ری لیڈی حسن جمال کے علاوہ فقرہ بازی اور افترا پردازی مین بھی اپنی آپ نظیر تھی۔ کل کارروائی چٹکیون مین اڑا دی۔ وزیر جنگ نے بکمال استقلال کہا کہ آپ ایک جوان اور معزز لیڈی معلوم ہوتی ہین مین یہ نہین کہ سکتا کہ آپ غلط کہتی ہین مگر چونکہ یہ پولیٹکل امور ہین لہذا اسقدر کہنا ضرور ہر کہ جبتک کسی اور معتبر آدمی کی زبانی

اس خبر کی صداقت نہ ہو سچے مجھے ہرگز یقین نہین آسکتا کہ آزاد اِس قماش کا آدمی ہو۔ یہ سنکر مَیڈا کھڑی ہوگئی اور قہقہہ لگاکر برقع کو رُخ انور سے اُلٹ دیا۔

وزیر۔ مَیڈا۔

مَیڈا۔ اب یقین آیا یا نہین۔

وزیر۔ وہ روسی فروکش کہان ہی۔

مَیڈا۔ ہرمزجی بھائی کی کوٹھی مین۔

وزیر۔ اچھا۔ اب تم جاؤ مین تمھارا مشکور ہوا۔ تمھارے باپ سے مجھ سے بڑی دوستی ہی۔ یہ داستان تم سے کس نے بیان کی۔

مَیڈا۔ جس شخص نے مجھ سے کہی وہ آزاد کا رازدان ہی۔ نام نہ بتاؤنگی۔

وزیر۔ اسقدر تشفی دیدو کہ وہ شخص معتبر ہی۔

مَیڈا۔ نہایت معتبر۔

وزیر۔ تمھارا ذمہ۔

مَیڈا۔ بیشک۔

مَیڈا وزیر سے ٹنگ کوٹھی چڑھا کر رخصت ہوئین۔ دل مین سوچتی جاتی تھی کہ اب مین نے اپنا بدلہ لیا۔ کہدیا۔ چتا دیا کہ بہت پچتاؤگے۔ سمجھا دیا کہ کہا مانو ورنہ پچتاؤگے۔ پکار پکار کر اطلاع دی کہ دیکھو پچتاؤگے بہت پچتاؤگے۔ مگر وہ نہ مانے تو ہم کیا کرین۔

شبراتی کی شرارت کی گھات
اور
دو بوڑھون کی ملاقات

حسن آرا بیگم نے مہری کو حکم دیا کہ ذرا میان سقے کے چھوکرے کو بلا لاؤ یا یہان بلانے کی حاجت نہین۔ کہو کہ سرا مین جائے اور دیکھے کہ وہ بوڑھا آدمی ہی یا چلا گیا۔ مہری نے پردے کے پاس سے آواز دی۔ شبراتی۔ شبراتی مرگیا موا۔ ارے شبراتی۔ دربان نے پوچھا۔ کسکو پکار رہی ہو بی مہری۔ کہا اوہ بہشتی کے لڑکے کو۔ دربان نے زور سے پکارا۔ شبراتی۔ ابے او شبراتی چل جلدی۔ مہری پردے کے پاس کھڑی غل مچا رہی ہین۔ شبراتی دوڑتا ہوا آیا۔ کہیے حاضر ہون۔ مہری بہت ہی جھلائین چلاتے چلاتے مار کے گلا پھٹ گیا۔ سنتا ہی نہین۔ کھیل کود کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہی موا۔

شبراتی۔ (ش) آپ تو ناحق بن ناحق بگڑ کتی ہین۔ کھیلتا کون تھا مین تو ذری پانی پینے گیا تھا۔

م۔ چل بہت باتین نہ بنا۔ سن۔

ش۔ (قریب جاکر) کہیے۔

م۔ اُس سرا مین جاکے دیکھ وہ بوڑھے آدمی ہین یا چلدیے۔

ش۔ اچھا۔

م۔ کچھوے کی چال جانا۔ بلی کی چال آنا۔

ش۔ ابھی ابھی پہونچا داخل ہون۔

شبراتی چلے۔ راہ مین لونڈے لاڑسیے جو ملے تو حضرت کو شوق چرّایا کہ چھلّا میری کھیلین۔ مرّی اور کہیتی کے پھیر مین ٹیان اُلار رہے ہین۔ جیت بیٹ کی فکر ہی۔ ایک گھنٹے مین شبراتی نے کوئی ڈیڑھ پیسے کی کوڑیان جیتین۔ مگر لالچ کا برا ہو۔ طمع مین ہو آئے تو جم گئے۔ کوئی ڈھائی دمڑی کی کوڑیان اور دھر دبائین اور نظر آئین۔ سوچے کہ یہ بھی ٹہور لیجیو۔ کہان کا جھگڑا۔ مگر دم کے دم مین ڈیڑھ پیسا وہ ہارے۔ اور بارہ کوڑیان

گرہ سے گئین۔ ع۔

طمع را سہ حرف ست دہرسہ تہی

وان سے اُداس ہوکر چلے۔ راہ مین بندر کا تماشا ہو رہا تھا اب میان شبراتی جا چکے۔ انیٹھا سنگھ کے سر پر ٹوپی آئی اور شبراتی بولے (چھین) کبھی بندریا کو دور سے چھیڑا۔ کبھی بکرے پر ڈھیلا مارا یہ تماشا دیکھا اور دس بارہ قدم گئے ہونگے کہ مداری ملے بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے۔ کبھی کوئی لونڈا لوٹا آئے اِدھر۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر میان شبراتی کو پسند کیا آؤ جوان تم کھیدان معلوم ہوتے ہو۔

مداری۔ (مدا) آدمی ہو کہ جنور۔

شش۔ آدمی۔

مدا۔ سور کہ شیر۔

شش۔ ہم شیر تم سور۔

اسپر قہقہہ پڑا۔

مدا۔ گدھا کہ گدھی۔

شش۔ گدھا۔

اِسپر ایک اور فرمایشی قہقہہ پڑا۔ اور میان شبراتی کسی قدر جھینپے۔

مدا۔ اُلّو کہ بیل۔

شش۔ تم اُلّو۔ تمھارے باپ بیل۔ اور تمھارے دادا بھیا کے تاؤ۔

اِسپر تماشائی ہنس پڑے۔

ایک۔ لونڈا بڑا تیز ہے۔

دوسرا۔ یہ مداری کے بھی چچا نکلے۔

تیسرا۔ اجی ایسے ایسے مداری اُنھون نے چنگے کیے ہین

چوتھا۔ بھائی ان لوگون سے شیطان نے بھی پناہ مانگی ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد میان شبراتی یہان سے بھی روانہ ہوے ایک رئیس کے ہان سپیرا سانپ کے تماشے دکھا رہا تھا۔ میان شبراتی بھی ڈٹ گئے۔ سپیرا تونبی مین بھیردین کا رنگ دکھاتا تھا۔ استنے مین رئیس نے کہا کہ بھلا تب جانین کہ کسی کے سر سے سانپ نکالو۔ سپیرے نے کہا کہ ہجور منتر مین سب کدرت (قدرت) ہے ۔ کل کوئی آدھ سیر آٹا تو پیٹ بھر کھانے کو دے دے جسکے بدن سے کہیے سانپ نکال لون۔ اور ابھی ابھی۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو لونڈے لاڑیے تھر ہو گئے کہ دھر نہ جائین میان شبراتی تو پرلے سرے کے شریر تھے ڈٹے کھڑے رہے بلکہ اور بھی اکڑ گئے۔

سپیرا۔ واہ جوان بس تم ہی ایک بہادر ہو۔

شش۔ اور ہمارے باپ ہم سے بڑھکر اور ہم اپنے باپ سے بڑھ کر۔

سپیرا۔ یہان بیٹھ تو جاؤ۔

میان شبراتی بے جھجکے بین بین بیٹھ گئے۔ سپیرے نے کہا ہجور اِسکے سر سے سانپ نکلتا ہے۔ دیکھتے جائیے۔ دیکھیے جائیے حاضرین کی اُسی طرف نظر تھی۔ دو چار منٹ تک سپیرے نے جھوٹ موٹ کوئی منتر پڑھا اور زور سے میان شبراتی کی کھوپڑی پر دے جا کر کہا یہ لیجیے سانپ واہ واہ کا دونگڑا برس گیا۔ شبراتی نے کہا واہ تمھاری تو اتنی تعریف ہوئی۔ اور یہان ۵ دھول پڑی کہ کھوپڑی بھنا گئی۔ رئیس نے سپیرے کو پانچ روپیے انعام دیے اور کہا اِس لونڈے کو بھی چار آنے پیسے دے دو۔ میان شبراتی نے چار آنے پائے تو جامے مین پھولے نہ سمائے۔ جاتے ہی کچالو والے سے پیسے کے کچالو دہیلے کے دہی بڑے دہیلے کی سونٹھ کھائین

اور چلتے ہوئے چلے۔ سبیل پر خوب تن کے پانی پیا اور تکیے پر جا کر کوڑیاں کھیلنے لگے دو پیسے کی کوڑیاں ہارے۔ وہاں سے اُٹھے۔ حلوائی کی دکان پر آئے ایک آنہ کی پوریاں کھائیں کنوئیں پر پانی پیا۔ اور ڈیوڑھی پر بی مہری کو آواز دی۔

ش - بی مہری۔ اجی بی مہری۔

م - آئے کہو ہیں۔

ش - وہ تو چلے گئے۔

م - ارے! کب گئے کب۔

ش - کل شام کو۔

م - بھلا کچھ معلوم ہے کہاں گئے۔

ش - ریل پر سوار ہو کر کہیں چلے گئے۔

م - کوئی ہے یا کوئی بھی نہیں۔

ش - کوئی بھی نہیں سب چلدیے۔

مہری کے ہر ایک سوال کا میاں شبراتی نے پھرتی کے ساتھ جواب دیا ذرا بناوٹ نہیں معلوم ہوتی تھی جو پوچھا تڑسے اسکا جواب دیا۔ کب گئے؟ شام کو کہاں گئے؟ ریل پر کہیں گئے۔ شاباش واہ میاں شبراتی واہ کیوں نہو۔ مہری نے حسن آرا بیگم سے کہا اے حضور وہ تو سرا میں نہیں ہیں۔ حسن آرا دھک سے رہ گئی۔ ہے ہے۔ دیر کی نہ ہم نے بس چلدیے وہ مسافر تو تھے ہی۔

حسن - شبراتی کو بھیجا تھا کہ دیکھو سرا میں وہ بوڑھے ہیں یا نہیں تو کہتا ہے وہ شام کو چلے گئے۔

سپہر - اے ہے بُرا ہوا۔

حسن - میاں آزاد کا اُس سے کچھ پتا لگتا۔

سپہر - ضرور۔

حسن - وہ شعر ہمیں نہیں بھولتا۔ ؎

سینے کو چمن بنائیں گے ہم گل کھا کے نئے گل کھلائیں گے ہم

سپہر - جبتک بیٹھا میاں آزاد ہی کی تعریف کرتا رہا۔

حسن - کیا جانے کون تھا۔ مہری ذرا تم پھر پوچھو کہ شہر ہی میں ہیں یا کہیں باہر چلے گئے۔

مہری نے جا کے پھر شبراتی سے پوچھا کہ شہر میں ہیں یا باہر چلے گئے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ ابکی میاں شبراتی نے کہا کہیں چلے نہیں گئے۔ ہیں شہر میں مُدا کسو اور سرائے میں اُٹھ گئے۔

م - کیوں رے جھوٹے تو تو کہتا تھا کہ ریل پر چلے گئے اور اب کہتا ہے کہ اِس سرائے سے دوسری سرائے میں اُٹھ گئے!

ش - میں نے ـــــ

م - چل جھوٹے تو گیا وہاں نہیں۔

ش - ابا کی قسم گیا تھا۔

م - چل بہت بڑھ بڑھ کر باتیں نہ بناؤ۔ مُوا نکوڑا ہم۔

ش - اچھا آپ کسو اور کو بھیج کے دکھوالیں۔

م - چل دور ہو۔ موا جھوٹا۔

میاں شبراتی تھے تو کائیں مگر خفیا کھا گئے مہری نے جا کر حسن آرا بیگم سے کہدیا کہ سرکار وہ مُوا ستّے والا چھوکرا گیا وہاں نہیں پہلے کہا ریل پر سوار ہو گئے۔ اب کہتا ہے اُس جگہ سے کسی اور سرائے کو گئے ہیں اُول جَلُول بکتا ہے ہمکو اُس کا اعتبار نہیں۔ اتنے میں دھوبن نے کہا حضور وہ لونڈا شبراتی۔ وہ تو سامنے والے کے پاس بیٹھا ہوا کھیل رہا تھا۔ مہری نے کہا لیجیے بی آج ہی سے اس کم بخت لونڈے کو وہاں دیکھا تھا۔ میں جا کے کسی اور کو بھیجے دیتی ہوں۔

یہ موا کھیل کود کے پیچھے دوانہ ہو رہا ہے۔ کیا جانے کہاں جاکے بیٹھ رہا اب باہیں بناتا ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد مہری نے کہا حضور کی سرکار کا وہ پرانا خانہ زاد آگیا۔ حسن آرا نے کہا بس اب بات بنگئی۔ حسین بخش کو بھیجی بنگئی۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک بوڑھا آدمی بڑی بیگم کے ہان کا خانہ زاد جہاز پر اسوقت سوار تھا۔ جب میان آزاد نے حسن آرا بیگم کو دیکھا تھا اور بہانہ کیا تھا کہ ڈوب گئے۔ یہ شخص رخصت لیکر اپنے گھر گیا تھا اب وہان سے واپس آیا۔ حسن آرا بیگم نے بصد حسرت بیر مرد سے اپنی حالت زار بیان کی۔

حسن۔ مین سخت مصیبت مین مبتلا ہون۔ محمد عسکری بے طور پیچھے پڑا ہے۔ آما جان بھی اسکی تعریف کرتی ہین۔ بہار النسا بہن کو بھی اسکا جنبہ ہے۔ گھر بھر ایک طرف ہے۔ اور مین جو قول ہار رہی ہون وہ تم خوب جانتے ہو۔ اب مین کرون تو کیا کرون میان آزاد کا کوئی خط نہین آیا۔ مگر ایک اخبار کے ذریعہ سے اُنکی خیر و عافیت معلوم ہوگئی۔ وہ بیچارے ڈوبتے ڈوبتے بچے۔ اس گاڑھے وقت اللہ نے اُنکی جان بچائی۔ جس جہاز پر سوار تھے وہ ڈوب گیا۔ مگر آزاد بچ گئے۔ لکھا ہے کہ بڑا سخت طوفان آیا تھا پانی بلیون اُچھلتا تھا اور ہوا نے وہ زور باندھا تھا کہ الامان۔ چھوٹی چھوٹی کشتیان جو ساتھ ہوتی ہین اُنپر میان آزاد اور کوئی پچاس ساٹھ آدمی کو دپڑے۔ میان آزاد کی جرأت اور ہمدردی کی بڑی تعریف کی ہے۔ بہت سے بندگان خدا کی جان بچائی۔ ایک انگریز کشتی سے سمندر مین گر پڑا آزاد بڑی جوانمردی سے کود پڑے اور اسکو ڈوبنے سے بچا لیا۔ مگر کشتی ہوا کے تھپیڑے سے دور نکل گئی پھر اُنکو تیرنا پڑا۔ یہ سمندر مین لوگ کیونکر تیرتے ہین۔ خیر اللہ نے اُنکی جوانی پر رحم کیا۔

ملاح۔ ایک اخبار مین بھی لایا ہون۔ اُسمین بھی میان آزاد کی تعریف چھپی ہے۔

سپہر۔ لاؤ لاؤ پڑھین۔

ملاح نے اخبار دیا۔ سپہر آرا نے پڑھکر بہن کو سنایا۔

میان آزاد فرخ نہاد

شاباش آزاد۔ شاباش۔ مرحبا۔ مرحبا۔

حماک اللہ عن شر النوائب
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

میان آزاد ایک باحمیت مسلمان آج اس نظر سے روم گئے ہین کہ شریک جنگ ہون۔ روس اور روم مین عنقریب جھگڑا چاہتی ہے سرویا روس ہی کی سازش اور اغوا سے برسر مقابلہ آیا تھا۔ اب روسیا خود جنگ پر آمادہ ہوگیا۔ میان آزاد بڑی جرأت اور جوانمردی سے جان بکف گئے ہین کہ ترکون کا ہاتھ بٹائین۔ ع۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

یہ ایک حسین اور جری اور تربیت یافتہ نوجوان ہین۔ سنتے ہین کہ کسی پری وش خاتون پر انکا دل آیا۔ اُنکو اُسکے ساتھ شادی کرنیکا شوق چرایا۔ اُسنے کچھ دن بعد پیغام بھیجا کہ اگر روم جاؤ اور وہان میدان کارزار مین تیغ لیاقت کے جوہر دکھاؤ اور سرخرو آؤ تو نکاح ہو۔ ہنسی خوشی بیاہ ہو۔ ورنہ خیر آزاد اس حکم بموجب روم سدھارے اثنائے راہ مین جہاز پر بڑا کارنمایان کیا۔ ساٹھ ستر آدمیون کو اجل کے پنجے سے رہا کیا۔ اپنی جان کا ذرا خیال دل مین نہ آیا۔ ع۔

آفرین باد برین ہمت مردانہ تو

اُس خاتون پاک نظر پری پیکر کی بھی ہم تعریف کرینگے جس نے

بمقتضائے حمیت اسلام شادی کا دارومدار فتح روم ہی پر رکھا
خدا کرے میاں آزاد مع الخیر روم پہونچیں۔ اور سفر کی زحمت
سے مصئون رہیں۔ ؎

کردۂ عزم سفر لطف خدا یار تو باد
ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد

آمین ثم آمین۔ خدا کرے ہم جلد سنیں کہ میاں آزاد بخیریت
داخل منزل مقصود ہوئے۔ ؎

بسفر رفتنت مبارک باد | بسلامت روی و باز آئی

حسن آرا کا چہرہ گلنار ہو گیا۔

سپہر۔ لو باجی جان ایک آرزو تو بر آئی کہ میاں آزاد
مشہور ہو گئے۔

حسن۔ جب ہم انکو اپنی آنکھوں دیکھیں تب البتہ
بات ہے۔

پیر مرد۔ انشاء اللہ۔

سپہر۔ اللہ وہ دن بھی جلد دکھائیگا۔

حسن۔ دو دن ہوئے ہم جھروکے سے دریا کی سیر دیکھ رہے
تھے ایک ناؤ آن کے یہاں پر ٹھہر گئی۔ دو چار آدمی ناؤ سے اترے
ایک بوڑھا آدمی زمین پوش بچھا کر پیڑ کے سایہ میں حقہ پینے لگا
باتیں کرتے کرتے ایک آدمی سے اُسنے کہا کہ ایک شعر سنائیں
میاں آزاد ایک شاعر ہیں انکا کلام ہے۔ آزاد کا نام جو سنا تو میں
چونک پڑی۔ اتنے میں اُسنے یہ شعر پڑھا۔ ؎

سینے کو چمن بنائیں گے ہم
گل کھائیں گے گل کھلائینگے ہم

میں نے سپہر آرا کو بلا کر کہا کہ دیکھو وہ بڑے میاں جو درخت
کے سایہ میں بیٹھے حقہ پی رہے ہیں اُنھوں نے ابھی ابھی آزاد کا
نام لیا اور ایک شعر بھی پڑھا۔ پہلے تو اُنھوں نے کہا باجی تم تو
چونک پڑتی ہو۔ مگر جب بوڑھے نے پھر وہی شعر پڑھا اور کہا
آزاد کا کلام ہے تب اُنکو یقین آیا۔ ؎

سینے کو چمن بنائیں گے ہم | گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم

پیر مرد۔ پھر وہ آدمی کہاں گیا۔ اُس سے تو ملونگا میں۔
حسن آرا نے کہا تھوڑی دیر تک آزاد کی تعریف کرتا رہا اور کہا
کہ کسی بیگم نے اِس شرط پر آزاد کو روم بھیجا ہے کہ اگر وہاں سے سرخرو
آئے تو شادی کر لونگی وہ سرا میں ٹکے ہیں شبراتی کو بھیجا تھا وہ
گیا دیا نہیں یہاں جھوٹ موٹ آن کر کہدیا کہ چلے گئے تم ضرور جاؤ
پیر مرد نے پوچھا شبراتی کون حسن آرا نے کہا سقے کا لڑکا ہے پیر مرد
نے اُسی وقت شبراتی کو بلوایا۔ مہری نے کہا شبراتی اِنکو وہ سرا
دکھا دو۔ اب میاں شبراتی چکرائے کہ خدا ہی خیر کرے تب تو جھینپے
دل میں چور تھا کہ سرا تک جانیکی نوبت تو آئی ہی نہیں ایسا نہ ہو
کہیں وہ ابھی ٹکے ہی ہوں اور مجھ پر بے بھاؤ کی پڑنے لگیں دبے
دانتوں کہا اچھا چلیے پیر مرد آگے آگے میاں شبراتی پیچھے پیچھے
جانے ہی کو تھے کہ اتنے میں مہری نے شبراتی کو اشارے سے
بلا لیا۔ اور کہا شبراتی اگر ڈھونڈھ نکالو تو ایک روپیہ لوا دوں
بیگم صاحب سے جا کے کہوں اور لڑکے روپیہ لاؤں شابش ٹھیک
ساتھ ساتھ جاؤ اور سرا انکو دکھا دے شبراتی نے جو روپیہ کا نام سنا
تو کھل گئے۔ بہت اچھا ابھی ابھی پتا لگاتا ہوں مگر بی مہری کہکر
مکر نہ جانا۔ پیر مرد کو لیکر حضرت چلے۔ راہ میں ایک لونڈے کی
کھوپڑی پر دھپ جمائی۔ تڑ سے اور آگے بڑھے تو ایک بوڑھی پر
کئی ڈھیلے پھینکے۔ اور دو قدم گئے ایک بوڑھی ماما سے کہا نانی
سلام وہ گالیاں دینے لگی۔ مگر آپ خوب کھلکھلائے۔ اور کئی بار
غل مچا کر کہا۔ نانی سلام۔ نانی سلام۔ سلام نانی سلام بگڑو مت میاں

ایک اندھا ملا آپ نے اُسکی ٹوپی اُتار لی اور ٹھاخ سے دھول لگائی۔ پیرمرد کبھی مسکراتے تھے کبھی سمجھاتے تھے۔ چلتے چلتے ایک تیلی ملا۔ میاں شبراتی نے پوچھا۔ کیون بھئی تیلی کتنا دن ہوگا تیلی نے کہا چپ۔ کیون جبون (زبون) بات نکالتا ہو منھ سے اور آگے بڑھے ایک رنگریز سے پوچھا کیون بڑے بھائی اپنی داڑھی نہین رنگتے۔ اُسنے کہا تمھارے باپ کی داڑھی کہو رنگ دین تیل سے چلتے چلتے ایک حلوائی سے پوچھا ارے میان دادا جی کی نانی ذرا کھڑے ہوکر پڑھ لین۔ اُسنے کہا کنبے بھر کی فاتحہ پڑھ لو پیرمرد بہت ہی ہنسے۔ میاں شبراتی نے ایک تنبولی سے کہا دو پیسے کی گاڑی کی چون چون دنیا مسکرا کر اُسنے جواب دیا کہ جینے کی باتین کر دجینے کی۔ اب سنیے کہ دو ہندو آدمی پُرانے فیشن کے لوگ کہین باہر جانیوالے تھے جیسے ہی وہ گھر سے باہر نکلے آپ ایک آنکھ دبا کر سامنے جا کھڑے ہوے۔ وہ لوگ سمجھے سچ مچ کانا ہو۔ ایک نے کہا اے ہٹ سامنے سے اوکانے آپنے وہ آنکھ کھول دی دوسری دبالی۔ اِسپر قہقہہ پڑا مگر دونون ہندو شگون بد سمجھ کر اندر چلے گئے۔ اتنے مین ایک کانی عورت سامنے سے آئی میان شبراتی نے دیکھتے ہی یہ ہانک لگائی۔ ایک لکڑ یا پاٹے کی کانی آنکھ تماشے کی۔

شبراتی آپ جانیے ایک ہی شریر۔ سوچے کہ اگر سرا مین پیرمرد کو لیچلے اور اُن لوگون سے مڈھ بھیڑ ہوئی اور شاید بات ظاہر ہوگئی تو خوب پٹینگے اُس سرا مین نہ گئے۔ دوسری سرا مین لیچلا وہان جا کر ایک کوٹھری کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ اسی مین ٹکے تھے۔ خدا جانے کہان چلدیے پیرمرد نے کہا بھٹیاری سے تو پوچھا شاید اُسکو معلوم ہو۔ اُسکے دل مین تو چور تھا۔ سوچے کہ بھٹیاری سے پوچھا اور قلعی کھل گئی کہا جی نہین یہ کیا جانے۔ صبح سے شام تک بیسیون مسافر آتے جاتے رہتے ہین بھٹیاری نے اُٹھ کر پوچھا کیا ٹکیے گا۔ آئیے آئیے۔

پیرمرد۔ یہان کوئی بوڑھے آدمی پرسون ٹکے تھے۔

ش۔ اجی آپ چلیے یہ کیا جانین۔

پیرمرد۔ ٹھہرو۔

بھٹیاری۔ یہان تو کوئی نہین ٹکے تھے۔

ش۔ اجی آپ چلین تو۔

بھٹیاری۔ اری ٹھہر جا چھوکرے۔ بات تو کرنے دے ان کے پیٹ مین کیونکر رہا تھا نو مہینے۔

ش۔ اہو واہ۔ اہو واہ۔

پیرمرد۔ تو بڑا جھوٹا ہو بے۔

ش۔ آپ ساتھ چلے تو آئین۔

پیرمرد شبراتی کے ساتھ چلے۔ شبراتی سوچا کہ اگر وہ نہ ملے تو ایک چہرہ شاہی ہاتھ سے جائیگا۔ ابکی اُسی سرا مین لے چلے جہان وہ لوگ فرو کش تھے۔

پیرمرد۔ اب کہان لیے چلتے ہو۔

ش۔ جہنم مین۔

پیرمرد۔ بڑا بدتمیز ہو بے تو۔

ش۔ آپ چلے تو آئیے۔

تھوڑی دیر مین داخل ہوے۔

ش۔ وہ دیکھیے بڑے میان ٹہل رہے ہین

پیرمرد۔ یہی ہین نہ۔

ش۔ ہان ہان۔

پیرمرد۔ تمھارا ذمہ۔

ش۔ بیشک۔

پیر مرد خراماں خراماں پیر فرتوت کے پاس گئے۔ دونون حضرت نوح کے ہمعصر۔ دونون کی لمبی لمبی داڑھی۔ دونون کی بھوین برف سی سفید دونون کی کمر خم۔ دونون پوپلے۔ دونون قبر مین ایک پاؤن لٹکائے ہوئے۔

پیر مرد۔ (پیر) السلام علیکم۔
پیر فرتوت۔ (پیر فر) وعلیکم السلام۔
پیر۔ مزاج شریف۔
پیر فر۔ شکر ہی۔
پیر۔ کچھ کہنا ہی۔
پیر فر۔ مجھ سے۔؟
پیر۔ جی ہان۔
پیر فر۔ بسم اللہ فرمایئے۔
پیر۔ پوشیدہ عرض کرنا ہی ذرا تکلیف ہو گی۔
پیر فر۔ آیئے فرمایئے۔
پیر۔ بس اسقدر اشارہ سمجھ جایئے۔

گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم	سینے کو چمن بنائین گے ہم

پیر فرتوت نے یہ شعر سنتے ہی پیر مرد کو گلے لگایا۔
پیر فر۔ آزاد۔
پیر۔ کچھ حال تو فرمایئے۔
پیر فر۔ مجھے خود ہی نہین معلوم۔ کیا آپ کے عزیز ہین۔
پیر۔ عزیزون سے زیادہ۔
پیر فر۔ آیئے ادھر چارپائی پر بیٹھین۔
پیر۔ بسم اللہ۔
پیر فر۔ آپ کے کون ہین آزاد۔
پیر۔ اب یہ فرمایئے کہ یہان آپ کا کب تک قیام ہی۔
پیر فر۔ دس بارہ دن اور ہون ابھی۔
پیر۔ ہان۔
پیر فر۔ فرمایئے۔
پیر۔ کچھ تھوڑا بہت حال آزاد کا آپ بتا سکتے ہین۔
پیر فر۔ مطلق نہین۔ مگر حیرت ہی کہ آپکو یہ کس نے بتا دیا کہ مین آزاد سے واقف ہون۔
پیر۔ (مسکرا کر) سبب عرض کرونگا۔ گھبرایئے نہین۔

پیر فرتوت نے حقہ بھروایا اور کمال تپاک کے ساتھ پیر مرد کو گلوریان کھلوائین اور باتین کرنے لگے۔

پیر۔ آزاد کسقدر لائق اور شجاع آدمی ہی۔
پیر فر۔ سبحان اللہ کیا پوچھنا ہی۔ ایسے ہونہار نوجوان پیدا کہان ہوتے ہین۔
پیر۔ خوب آدمی ہی خندہ پیشانی۔ ذی مروت۔ خوش مسکر
پیر فر۔ زبان مین جادو ہی۔
پیر۔ کچھ معلوم نہین۔ آج کل ہین کہان۔
پیر فر۔ کہتے تھے کہ روم جانے والے ہین۔ اب وہان پہونچ گئے ہونگے۔
پیر۔ روم کیا کرنے گئے۔
پیر فر۔ یہ ایک راز کی بات ہی۔ مین بیان نہین کر سکتا۔

پیر مرد دل ہی دل مین خوب ہنسے۔ اور سمجھے راز کی بات ہی۔ گویا ہم کو معلوم ہی نہین۔

پیر۔ کیا کہنے کے لائق نہین۔
پیر فر۔ ابھی مین آپ سے بخوبی واقف نہین ہون۔ ورنہ صاف صاف عرض کر دیتا۔
پیر۔ اب آپ یہ تشفی کر دیجیے کہ دس بارہ دن آپ یہان رہینگے

پیرفر۔ تشریف۔

پیر۔ اب بندہ رخصت ہوتا ہے۔

پیرفر۔ فی امان اللہ۔

وہ پیرمرد تو شیراتی کے ساتھ روانہ ہوا اور ادھر آزاد کا خط ڈاک پر حسن آرا کے نام آیا قسطنطنیہ پہونچکر میاں آزاد فرخ نہاد نے ایک مختصر و موزون نامہ محبت شمامہ حسن آرا بیگم کے نام لکھا۔ جسکو ہم درج ذیل کرتے ہین۔

"جان آزاد۔ پیاری حسن آرا بیگم۔ ؎

بپا بوس لبم ہر دم دلم صد بار مے آید
چہ منتہا کہ از نامم تو بر کامم زبان دارم

خدا خدا کرکے وہ کافر سفر تو طے ہوا۔ اور اب آزاد قسطنطنیہ مین وارد ہوتے ہین۔ گو یہانتک بعد خرابی بصرہ پہونچا مگر ہنوز روز اول ہے۔ اب تفنگ اور تلوار ہے۔ اور میاں آزاد ہین میدان کارزار ہے اور میاں آزاد ہین۔ تمہارے حکم کی تعمیل آسان نہین ہے۔ مگر مشکل بھی نہین ہے۔ کیونکہ معشوق کے حکم کی تعمیل ہے۔ اگر جان جائے تو تمھارے جوتی اٹھا جان بکف آیا ہون اگر نثار ہو جائے تو واہ واہ اسکے کیا کہنے گو تو ہوگا کہ۔ ؎

حاصل عمر نثار رہ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

افسوس ہے تو بس اسقدر کہ جان ایک ہی ہے۔ اگر ہر تن مو ایک جان ہو جائے تو البتہ لطف ہے کہ روز ایک جان قربان کرون۔ ؎

یک جان چہ متاعی ست کہ سازیم فدایت
الا چہ توان کرد کہ موجود ہمین ست

حاضر مین حجت نہین۔ کل شب کو خواب دیکھا پیاری حسن آرا سرہانے کھڑی میٹھی میٹھی باتین کر رہی ہین بیدار ہوا تو یہ شعر ورد زبان تھا۔ ؎

نمیدانم کرا دیدم کہ از خود میروم ہوشم
چنون آہستہ میگوید مبارکباد در گوشم

حیران تھا کہ یا الٰہی اب کیونکر اپنے معشوق کو دیکھون۔ درد دل کہون تو کس سے۔ ؎

حیران ترا لب بہ سخن وا شدنی نیست
چون بلبل تصویر کہ گویا شدنی نیست

خوجی کا ساتھ بھی چھوٹا۔ اسکندریہ مین اسکو چھوڑا۔ خدا جانے زندہ ہے یا کفن پوش ہوا۔ ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تمھین مژدہ ہو کہ حضرت وزیر جنگ نے معزز عہدہ فوجی دینے کا وعدہ کیا ہے۔

یہان کوہ قاف کی ایک پری کا ہم پر دل آیا ہے۔ صاف صاف کہدیا کہ ہمارا دل تو اندر کے اکھاڑے کی ایک پری چھین لیگئی اسکے ایک عاشق زار سے چھری چلی۔ مین نے نیچا دکھایا اور خوب ہی چھکایا لیکن ملال میرے دل مین نہ آنے پایا۔ ؎

مرا از شکایت گرد ملالے نیست بر خاطر
کہ طبع نازک من بر نمیدارد گرانیہا

سفر بحری کا حال ناگفتہ بہ۔ ہم تو سمجھے تھے کہ بس اب اللہ میاں نے بلا لیا۔ مگر شکر ہے کہ بہزار خرابی بچ نکلے۔ ہائے جسوقت جہاز ڈوبا اسوقت بچون اور عورتون کے زار زار پھوٹ پھوٹ کر رونے کی آواز رگ جان پر نشتر کا کام کرتی تھی سمندر مین پیرنا بھی پڑا۔ خیر۔ ع

بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد

ایک قصور تو مجھ سے البتہ سرزد ہوا اور وہ یہ کہ ماٹا سے خط نہ بھیجا مگر ڈھارس یہ ہے کہ ۔ ؎

پیشانیِ عفو ترا ابر جبین نساز د جرم ما
آئینہ کے بر ہم خورد از زشتی تمثال ما

سفر کے خوب مزے اٹھائے ۔ ؎

موے از سر چون جدا افتد نمیگرد د سفید
عیش و عشرت مرد را پیوستہ میدارد جوان

مگر بمصداق اسکے ۔ ؎

پاے در زنجیر پیش دوستان　　بہ کہ با بیگانگان در بوستان

ابھی تک دل لگانے کا لطف خاک نہ اٹھایا ۔ اگر اٹھایا تو یہ اٹھایا کہ داغ مفارقت نصیب ہوا ۔ ؎

بہر خون دل ستم ما را صد پارہ ز جدائی
با حاصلے کہ دیدیم این بود آشنائی

ابھی تو لیس ہی دھن ہے کہ معرکۂ رستخیز میں پہونچون انشاء اللہ خدا جانے انجام کیا ہو مگر السعی منی والاتمام من اللہ مرزا بیدل ۔ ؎

گر کار تو نیک است بہ تدبیر تو نیست　　ورنیز بد است ہم بہ تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی　　کین نیک و بد جہان بتقدیر تو نیست

حسن آرا پیاری حسن آرا ۔ لاکھ ضبط کیا مگر دل بھر ہی آیا غم دوری اور داغ مہجوری نے جیتے جی مار ڈالا ۔ مگر ۔ ع ۔

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

اگر سرخرو ہوئے تو بیڑا پار ہے ۔ ورنہ ہم ہیں اور یہ منجدھار ہے ۔ یا خدا مدد دے یا خدا مدد دے ۔ سمندر میں جس وقت طوفان آیا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا مرنے کا خوف نہ تھا ۔ مگر خیال یہ تھا کہ اگر وفات ہو گئی تو حسن آرا بیگم کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی وہ دل ہی دل میں کہینگی کہ آزاد دھوکا دے گیا ۔ خدا جانے پیاری تمھارے دل میں کیسے کیسے خیال آتے جاتے ۔ مگر اب تک تو خدا نے سرخرو کیا ۔ آیندہ کا حال کیا معلوم ۔ وزیر جنگ نے وعدہ کیا ہے کہ دو ایک روز میں آؤ تو کوئی معزز عہدہ فوجی دینگے شاید لفٹنٹ یا کپتان مقرر کرینگے ۔ چاہے جو عہدہ دیں جان ہتیلی پر رکھکر جاؤنگا خدا حافظ و ناصر ہے پیاری سپہر آرا بیچاری کو میرا شکریہ اقبال ہے تم تمھیں سمجھاتی تھیں کہ باجی جان واسطے خدا کے انکو نہ بھیجو ۔ ہاے انکا محبت سے سمجھانا وہ روٹھنا منانا ۔ وہ ربط ضبط سب آنکھوں کے سامنے پھر گیا میری بیکسی پر نظر ڈالو کہ اپنا نہ بیگانہ خویش نہ یگانہ پردیس کا واسطہ ۔ ہموطن انکا دکا ۔ جان نہ پہچان ۔ مگر تقاضاے حمیت اسلام اور اس امید موہوم پر کہ شاید جان کھو کر صنم گلفام پاؤں ڈٹا ہوا ہوں اور انشاء اللہ اسی ہفتے میں مورچے پر جاؤنگا ۔ زندگی شرط ہے ۔ مورچے کے نام پر چونکنا پڑتا ۔ کیا سب میدان کارزار میں نہ تیغ تھوڑا ہی ہوتے ہیں اور یوں تو بقول شاہ قبحا ع ۔ ؎

در دست اجل کہ نیست درمان اورا　　ہر شاہ و گدا است حکم و فرمان اورا
شاہی کہ بحکم و تن کرمان بجوزد　　امروز ہمی خورند کرمان اورا

جنگ دوسر دارد ۔ یاد رکھو اگر میں مقتول ہوا تو اس قدر افسوس نہ کرنا کہ زمانے بھر پر راز سربستہ کھل جائے ۔ تم سمجھنا کہ جہان کروروں سنکھوں آدمی اور مر گئے ایک آزاد بھی نہیں ہیں تھے ۔ ؎

افسوس کہ سرمایہ ز کف بیرون شد　　از دست اجل بسی جگر ہا خون شد
کس نامد ازان جہان کہ پرسم ازو　　کاحوال مسافران عالم چون شد

اب میں رخصت ہوتا ہوں خدا حافظ ہے ۔ تم خط اس پتے سے بھیجنا قسطنطنیہ ۔ کوٹھی ہرمز جی اینڈ کمپنی ۔ نزد میاں آزاد برسد

بس کافی ہے۔ مجھے فوراً خط ملجائیگا۔

یہ خط میان آزاد نے ڈاک کے صندوق مین اپنے ہاتھ سے ڈالدیا۔

نوجوان مہمان

ایک شب کو نواب صاحب بہادر آرام فرماتے تھے اور حسن آرا بیگم اور سپہر آرا بیگم اپنے کمرے مین لیٹی ہوئی محمد عسکری کی باتین کر رہی تھین۔ سپہر آرا نے کہا باجی فال مین یہ شعر نکلا تھا۔ ؎

برو این دام بر مرغ دگر نہ ۔ کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

حسن آرا نے ہنسکر کہا۔ ہم فال کے قائل نہین۔ مگر شعر اچھا ہے۔

سحر گاہان کہ مخمور شبانہ ۔ گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ
نہادم عقل را زادرہ از سر ۔ زشہر ہستیش کردم روانہ
نگار مے فروشم عشوہ داد ۔ کہ امین گشتم از مکر زمانہ
برو این دام بر مرغ دگر نہ ۔ کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

اتنے مین ایک گھوڑے کی ٹھپا ٹاپون کی آواز سننے مین آئی اور جب حسن آرا بیگم آخری شعر پڑھکر پانچوین بیت پڑھنے کو تھین تو ایسا معلوم ہوا کہ گھوڑے کی ٹاپ رک گئی۔ سپہر آرا نے کہا باجی جان کوئی سوار ہے مگر گھوڑا دیوار کے پاس رک رہا۔ ہمین تو خوف معلوم ہوتا ہے حسن آرا نے مسکرا کر کہا۔ اے واہ۔ خوف کیسا۔ کیا شہر شاہ ہے۔ ان دونون بتان زاہد فریب کی پیاری آواز نے اس سوار کے دل کے ساتھ وہ کیا جو ابر بہار کشت کے ساتھ کرتا ہے سوار نے گھوڑا روک کر آہستہ سے کہا۔ ؎

از عاشقان صادق ابرو دستان منم ۔ آن دل کسے کہ بر تو فدا شد زجان منم

سپہر۔ آہستہ سے باجی سنتی ہو۔

حسن۔ چپ رہو ذرا ہی۔

سپہر۔ یہ ہے کون۔

حسن۔ اے کوئی ہوگا بھی۔

سپہر۔ آخر وجہ کیا اسکی۔ یہ ہے کون۔

حسن۔ دیکھو معلوم ہو جائیگا۔

پھر آواز آئی۔ ؎

گر تیغ بارد در کوے آن ماہ ۔ گردن نہادیم الحکم للہ
من رند و عاشق آنگاہ توبہ ۔ استغفر اللہ استغفر اللہ
الصبر مرۃ العرفان ۔ یالیت شعری حتی مع اللقاہ

حسن آرا نے کہا بہن ہے کوئی پڑھا لکھا آدمی۔ عربی شعر کا تلفظ خوب کیا سپہر آرا نے جھانک کر دیکھا اور کہا باجی جان گھوڑا ادھر کھڑا ہے اور کوئی گھوڑے پر سے اتر پڑا ہے کیا معلوم کون ہے حسن آرا دنگ کہ یہ اسرار کیا ہے پھر آواز آئی۔ ؎

اے بخت سرکش تنگش ببر کش ۔ گہ جام زر کش گہ لعل دلخواہ
مہر تو عکسے بر ما نیفگند ۔ آئینہ رویا آہ از دلت آہ

حسن آرا کی زبان سے بے اختیار یہ شعر نکل گیا۔ ؎

عاشق مخور غم گر وصل خواہی ۔ خون باید ستاخورد درگاہ و بیگاہ

سوار یہ شعر آبدار اور کلام پر فصاحت اور در پردہ اقرار سنکر جامے مین پھولے نہ سمایا۔ اتنے مین گھوڑا آگے بڑھا اور چوکیدار نے دربان کو جگا کر کہا کہ سرکار کو جگا دو۔ دربان اٹھا۔

دربان۔ (در) کیون کیون۔ جگا کیون دین۔

چوکیدار۔ (چوکی) کوئی صاحب آئے ہین۔
دربان۔ انگریز؟
چوکی۔ نہین نہین۔ کوئی رئیس ہین۔ وہ گھوڑے
پر سوار ہین۔
در۔ بندگی حضور۔
سوار۔ سلام۔ نواب صاحب کو جگا دو۔
در۔ خداوند آرام مین ہین۔ ٹھہریے مین حاجی صاحب
کو جگا دون۔
دربان نے حاجی صاحب کو جگایا۔ حاجی صاحب حاجی صاحب
اجی حاجی صاحب۔ ذرا اٹھیے دیکھیے کون صاحب ہین۔
حاجی صاحب اٹھ بیٹھے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کون
ہے دربان نے کہا جی کوئی صاحب تشریف لائے ہین وہ
اس گھوڑے پر۔ کہتے ہین کہ نواب صاحب کو جگا دو
حاجی صاحب نے کہا اس وقت تو جگانا محال ہے۔ ٹھہرو مین
دیکھون تو ہین کون صاحب حاجی صاحب انکے قریب
گئے آداب عرض ہے۔
سوار۔ بندگی حاجی صاحب۔ پہچانا۔
حاجی صاحب۔ (حاجی) جی نہین۔ مین نے نہین پہچانا
سوار۔ خیر اچھا نواب صاحب کو اس وقت جگا دیجیے۔
حاجی۔ حضور ــــــ اچھا مگر۔
اچھا پھر جو حکم ہو۔
سوار۔ آپ اطلاع تو کر دین۔
حاجی۔ حضور گھوڑے پر سے اتریے۔ باغ مین چل کر
تشریف رکھیں۔ کوٹھی کھلوا دون آرام فرمائین۔ اور مین
حضور کو اطلاع کیے دیتا ہون۔ مولوی صاحب جگاؤن نواب صاحب

مولوی صاحب۔ (مولوی) ہان ہان آپ فرماتے ہین
اتنے مین ایک اور صاحب چارپائی پر سے اٹھے کیا ہے
حاجی صاحب۔
مولوی۔ کچھ نہین حافظ جی۔ حضور کے کوئی دوست
تشریف لائے ہین۔ ارشاد فرماتے ہین کہ جگا دو۔
حافظ جی۔ پھر جگا دیجیے بلکہ جگوا دیجیے۔
سوار اپنے دل مین سوچے کہ یہان مولوی صاحب اور
حاجی صاحب اور حافظ جی ہی کھڑے ہوئے ہین۔ معلوم
ہوتا ہے رئیس باوضع اور متشرع آدمی ہے۔ ایک چارپائی
پر حضرت بھی بیٹھے۔
دربان نے دروازہ کھلوایا۔ لونڈی کو بلایا۔ کہا
بی مغلانی کو جگا دو۔ بی مغلانی سے کہا۔ ذرا نواب صاحب کو
جگا دو۔
مغ۔ کیا کہون کیا۔
در۔ حاجی صاحب نام کیا بتائین۔
سوار۔ یہ کارڈ دے دو۔
مغ۔ کیا دے دو۔
سوار۔ یہ کاغذ۔
مغلانی اندر گئی۔ نواب صاحب کو جگایا۔ حسن آرا بیگم نے
پوچھا کیا ہے بی مغلانی۔ مغلانی نے کہا نواب صاحب کے پاس
کوئی آیا ہے۔
حسن۔ سنا سپہر آرا وہ ہی سوار ہے۔
سپہر۔ ہان دروازے پر ٹھہر گئے ہین۔ سچ کہا وہی ہے۔
نواب صاحب نے پوچھا کیا ہے۔ مغلانی بولی حضور کوئی صاحب
مہمان آئے ہین۔ چلیے بلاتے ہین اور یہ کاغذ دیا ہے۔ نواب صاحب

نے کارڈ لیکر پڑھا۔ (شہزادہ میرزا ہمایون فر)۔
ن۔ اخاہ کہاں ہین کہاں۔
مغ۔ باہر ہین۔
نواب صاحب نے منہہ دھویا۔ کپڑے پہنے اور چلے۔ حسن آرا نے پکار کر دریافت کیا۔ اے دولہا بھائی کون ہے۔ نواب صاحب نے کہا میرزا ہمایون فر آئے ہین وہ بڑے وس کے شہزادے
سپہر۔ (دانتون کے تلے انگلی دبا کر) ارے۔
حسن۔ اُف۔
سپہر۔ (مسکرا کر) باجی وہ شعر تمنے کون پڑھا تھا۔
حسن۔ ارے غضب۔ ؎

عاشق مخور غم گر وصل خواہے	
خون باید خورد در گاہ بیگاہ	

پڑھا گیا تھا۔ کچھ جان بوجھ کے پڑھا تھا۔ اتفاق سے نکل گیا تھا زبان سے۔
سپہر۔ خدا کرے اُنھون نے نہ سنا ہو۔ مگر سنا ضرور۔
حسن۔ اے لو اور سنو۔ سنا ہو۔ کیا کچھ پہرا مقرر کیا ہے خدا نخواستہ
سپہر۔ چاہے جو کچھ کہو ہمکو اسوقت بڑی خوشی ہوئی۔
اتنے مین نواب نامدار باہر تشریف لائے۔ آداب بجا لاتا ہون۔ حضور والا۔
"تسلیم تسلیم مزاج اقدس"
"حضور کی نوازش۔ آئیے بغلگیر تو ہون"
بسم اللہ۔ بعد مدت زیارت ہوئی۔ تشریف لائیے
نواب صاحب نے دیکھا کہ کوٹھی کے کمرونکو خدام با ادب نے روشن کر دیا ہے۔ بہت ہی خوش ہوئے۔ حکم دیا کہ کرسیان نکالو خدمتگارون نے عرض کیا حضور کرسیان بچھی ہین
"حضور تشریف رکھین۔ واللہ مین نہ مانونگا۔ حضور یہان تشریف رکھین آرام چوکی پر"۔
"اجی بیٹھو صاحب۔ کچھ تکلف ہے۔ ہم تو اپنے گھر آئے ہین"
"یہ کفش خانہ ہے حضور کا۔ اور مین نیازمند قدیم ہون اسوقت آپ کے تشریف لانے سے بڑا اعزاز ہوا۔ اسباب کہان ہے"
"آتا ہوگا"
حاجی صاحب آپکے گھوڑے کو وہان اصطبل مین۔
حضور بندھوا دیا گیا۔ اور توبڑہ چڑھا دیا گیا"
"اور فرمائیے خداوند۔ آپکا مزاج کیسا ہے"
"اب فضل الٰہی ہے۔ مگر جب پُروائی چلتی ہے تو کچھ درد ہوتا ہے۔
"جاتا رہیگا۔ انشاء اللہ۔ بیٹھیے۔ حافظ جی۔ حضور کا اسباب آئے تو فوراً حفاظت کے ساتھ رکھوا لیجیے۔
"ہمارا اسباب تو صبح تک آئیگا۔ یہان دنگل دیکھنے آئے تھے گو اور مقامون پر بھی فرو کش ہو سکتے تھے مگر مین سوچا کہ سب سے زیادہ پُرفضا یہی مقام ہے۔ لب دریا کھلا ہوا میدان۔ لق و دق۔
ایک دوست نے منع بھی کیا تھا کہ جان نہ پہچان خوانخواہ مہمان بننا وضع کے خلاف ہے مگر۔
"واہ۔ جان نہ پہچان کی ایک ہی کہی"
"مین شملہ پر تھا۔ تبدیل ہوا کے لیئے چلا گیا تھا"
"جی ہان مین نے سنا تھا۔ وہ رفوگر عبدالستار کشمیری مجھ سے کہتے تھے"
"حضرت اب آپ بھی آرام فرمائین اور بندہ بھی سوتا ہے معاف کیجیے گا اسوقت بڑی تکلیف دی آپ کو"

"آپ کیا فرماتے ہین عین راحت ہی۔ آپ کے تشریف لانے سے"

"ہماری بے تکلفی کو دیکھیے گا۔ کہ بے بلائے آئے اور رات ہی کو جگایا"

"خدا کی قسم کمال خوشی حاصل ہوئی"

اب سنیے کہ ادھر تو نواب صاحب شہزادۂ ہمایون فر سے باتین کرتے تھے ادھر بہار النسا بیگم نے چاے تیار ہونے کا حکم دیا۔ خدمتگار چاے لیکر حاضر ہوا۔ حضور چاے حاضر ہی۔ شہزادۂ ہمایون فر بہت خوش ہو کر بولے کہ اہو ہو ہو ہو۔ واللہ اسوقت چاے ہی پینے کو جی بھی چاہتا تھا ع

ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

میرزا ہمایون فر اور نواب صاحب اور حاجی صاحب نے چاے پی۔ حافظ جی نے زکام کا عذر پیش کیا۔ حضور چاے سے بند ہو جاتا ہی مجھے معاف ہی فرمائیے۔ چاے پیکر شہزادۂ ہمایون فر نے آرام کیا۔ اور نواب صاحب گھر مین تشریف لے گئے۔

حسن۔ دولھا بھائی۔ یہ آج کہان آن پڑے۔

ن۔ دنگل دیکھنے آئے ہین۔

حسن۔ (مسکرا کر) کیا کشتی لڑینگے۔

ن۔ جی درست۔

سپہر۔ آپ سے کہان کی جان پہچان ہی ایسی۔ رات کو آن کر جگایا۔

بہار۔ ہان ایسا تپاک تو نہ تھا کہ آدھی رات کو جگایا۔

ن۔ کہتے تھے کہ وسیع میدان ہی اور لب دریا ہی اس سے یہان ہی مقام کیا۔

بہار۔ افوہ۔ خدانخواستہ اُس روز تو جل ہی گئے تھے۔

حسن۔ اللہ نے بچایا۔ نہ کچھ اور ہوتا تو ہاتھ پانون تو نصیب اعدا ضرور ٹوٹ جاتے۔

ن۔ بہت بچے۔

بہار۔ اب تو اچھے ہین۔

ن۔ ہان۔ مگر ابھی کچھ یون ہی سی کسر باقی ہی۔

بہار۔ کسر کیسی۔

ن۔ جب پروائی ہوا چلتی ہی تو خفیف سا درد ہوتا ہی۔ نواب صاحب اپنے کمرے مین جا کر سو رہے۔ یہان حسن آرا اور سپہر آرا چپکے چپکے باتین کرنے لگین۔

حسن۔ کچھ سمجھین۔

سپہر۔ خوب سمجھی۔

حسن۔ اچھا کیا سمجھین۔

سپہر۔ اب کیا بتاؤن۔

حسن۔ نہین کہو کہو۔

سپہر۔ ای تو کیا کہون کیا باجی۔

حسن۔ یہ جو اسوقت۔ وہ اُس دن تم کو دیکھ گئے تھین نا۔

سپہر۔ باجی اب اُسکا ذکر نہ کرو۔

حسن۔ (مسکرا کر) سن لو۔ سن لو۔

سپہر۔ بس سن چکی۔

حسن۔ این واہ ہی۔

سپہر۔ نہین اب نیند آتی ہی۔

حسن۔ اچھا کل صبح کو کہینگے۔

سپہر۔ سمجھا جائیگا۔

حسن۔ خیر۔ سہ

من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

سپہر۔ بجا ہے۔
حسن۔ اور نہین کیا بیجا ہے۔
سپہر۔ باجی اب سونے دو ہمین۔
حسن۔ کل سو رہنا۔
سپہر آرا نے کروٹ بدلی اور منھ پھیر کر سونے لگی حسن آرا نے گدگدانا شروع کیا۔
سپہر۔ ہٹی اللہ۔
حسن۔ دیکھو سپہر آرا تم سونے نہین دیتین۔
سپہر۔ بجا ہے چھیڑ خانی تو خود کرتی ہین اور اُلٹا ہمین الزام دیتی ہین۔
حسن۔ ایسی بھی نیند کیا آتی ہے
سپہر۔ یہ بھی کچھ زبردستی ہے۔
حسن۔ ہمی ہے۔
سپہر۔ ہم اباجان سے کہدینگے جاکے۔
حسن آرا کھلکھلا کر ہنس دی۔
حسن۔ اے واہ واہ۔
سپہر۔ (آہستہ سے) اباجان دیکھو یہ ہمین ستاتین۔
حسن۔ (ہنسکر) اے تو اتنے زور سے کیون پکارتی ہو
بی مغلانی کی چارپائی قریب تھی۔ ان کی باتون سے انکی نیند اچٹ گئی۔
مغ۔ دس بجے سوئی۔ بڑی بیگم صاحب نے یاد فرمایا۔ پھر موئی کٹھملون نے سونے نہ دیا۔ پھر چیپائی سے سوئی دربان نے آواز دی۔ اب آپ نہین سونے دیتین۔ مہین کیا ہم بھی دس بجے اُٹھینگے۔ نہ سونے دیجیے۔
اتنے مین سپہر آرا نے ہاتھ جوڑ کر کہا باجی اللہ جانتا نیند آرہی ہے۔ سونے دو بہن۔ کل باتین کر لینگے
حسن۔ اچھا سو رہو۔ جاؤ تم بھی کیا یاد کرو گی۔
سپہر۔ بندگی۔
مغ۔ جاؤ بڑا احسان کیا۔
بی مغلانی اور سپہر آرا سو رہین۔ مگر حسن آرا کو بہت نیند نہ آئی تین بجے سوئین تو ایک عجیب خواب د

این گل دیگر شگفت

کوہ قاف کی پریون بعد شان دلبری وزیر جنگ خندان دفرحان جہان جہان اپنی ہمجولی کے پاس کہا لوبہن فتح ہے کل تک کوئی گل کھلیگا۔ مین نے آ روسی جاسوس بنایا وزیر جنگ سنتے ہی دنگ۔ مگر سچ کہون بہن کہنے کو تو کہہ آئی لیکن اب سوچ کہ صدمہ پھر بڑا کیا۔ ہمجولی بولی بہن ہر لون ہی مگر سکے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہین جب کسی مرد کو وہ اسکو نہ چاہے۔ تمنے جی کڑا کر کے کہا تو مگر کہنے کا اتنا تو ہم بھی کہینگے کہ تین باتون سے خالی نہین۔ یا صحت مین فرق ہے کسی عارضے کے سبب سے تمھارا کہنا شادی سے انکار کیا۔ یا کسی ایسی پری چہرہ پر دل آیا حسین تک کی پروا نہ کی۔ اور یا قول کا سچا ہے مگر رشک قمر پر اسکا دل آیا ہے وہ تجھے اچھی نہو۔ مگر قول کا کہ جو بات ایکدفعہ زبان سے نکلے وہ نہ ٹلیگی۔ مگر لنے کہا تو اس جوان رعنا پر جان جاتی تھی اُسکی صورت ہر د

رہتی تھی غرضکہ ہین کرنے جاہیین یا نہین - وزیر جنگ سے ہمنے کہدیا کہ میان آزاد کو جنگی عہدہ نہ دیجیے گا - نہین تو بہت پچھتائیے گا - متحیر ہو کر بولے کیا - کیون - کیسا - ہین نے کہا وہ روسیون کا جاسوس ہی ہندوستان سے نہین آیا وایا - وہ اخبار مین اس جوانمرد کا حال پڑھ چکے تھے - بشرے سے پایا جاتا تھا پہلے تو انکو یقین نہ آیا - مگر جب ہین نے برقع عارض سے الٹ دیا تو دانتون کے تلے انگلی دبائی - یہ تو وعدہ نہین کیا کہ میان آزاد کو ٹرکی سے نکلوا دینگے - یا قید کرینگے مگر غور اور خوض کر رہے تھے - معلوم ہوتا تھا کہ کل ہی پرسون تک کوئی نہ کوئی گل ضرور کھلیگا - ہمجولی بولی بہن بُرا کیا - مگر اب تو جو کیا وہ کیا - جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اب اسکا غم ہی کیا ہی

گو میڈا نے میان آزاد کی تباہی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا تھا مگر بار بار سوچتی تھی کہ بُرا کیا بہت بُرا کیا - ایک بیگناہ بیچارے کو مفت مین ضرر پہونچایا - ہندوستان اسقدر دور و دراز ملک سے آیا ہی کہ اپنے معشوق کے حکم کی تعمیل کرے - ترکون کی طرف سے لڑے - جان رہے یا جائے - مگر بانکپن اور پاس وضع مین فرق نہ آئے ایسے وضعدار اور گلعذار جوان کے ساتھ مین اس بیرحمی سے پیش آئی اسنے انہی ثابت قدمی کی سزا پائی - مگر اب کیا ہو سکتا ہی بار بار میڈا کے دل مین خیال آتا تھا کہ جا کر وزیر جنگ سے کہدے کہ آزاد بیچارہ بیگناہ ہی مگر پھر سوچتی تھی کہ وزیر جنگ سے صاف صاف کہدیا تو بڑی بدنامی ہوگی بیرلنے جانے والے ہوا ہو جائینگے اور لوگ کہین گے کہ نرد دغا کھیلی -

میان آزاد بیچارے کوٹھی مین بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے تھے انھین کیا خبر کہ میڈا نے ستم ڈھایا ہی - بہتان کا طوفان باندھا ہی صبح کا سہانا سمان - خوش و خرم تھے کہ اب عہدہ پا پائین لڑین گے - اور روسیون مقابلہ کرینگے - اور غنیم کو نیچا دکھائینگے اور تمغے لٹکائینگے - ہندوستان تک نام ہوگا - عاشق شاد کام ہوگا

میان آزاد یہ سوچ ہی رہے تھے کہ چند افسر دار آفس سے (صیغۂ جنگ) کے ہمرمزجی کی کوٹھی پر آئے اور دریافت کیا کہ یہان آزاد نامے کوئی شخص آئے ہین - آزاد نے جو اپنا نام سنا تو باہر آ کر دیکھا کہ چند جنٹلمین کوٹھی کے احاطے مین زینہ کے پاس کھڑے ہین

آزاد - جی آزاد میرا ہی نام ہی -

افسر - وہ جو ہندوستان سے آئے ہین -

آزاد - جی ہان مین وہی ہون - آپ صاحبون کو گورنمنٹ سے کوئی تعلق ہی -

افسر - نہین مطلق نہین - اور آپ کو ؟ ...

آزاد - مین تازہ وارد ہون - حضرت وزیر جنگ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض حال کیا تھا - اغلب ہی کہ کوئی عہدہ عنقریب ملے -

ان مین سے ایک نوجوان اور حسین ٹرکی افسر نے مسکرایا جسکے یہ معنی تھے کہ مل چکا - جاسوسون کو عہدے نہین ملا کرتے

افسر - آپ نے حمید پاشا سے جو کچھ کہا تھا اسکی صداقت کا ثبوت آپ دے سکتے ہین -

آزاد - ثبوت کیسا -

افسر - کبھی برٹش گورنمنٹ یا کسی اور یورپین گورنمنٹ کی نوکری کی ہی -

آزاد - کبھی نہین -

افسر چلے گئے - میان آزاد کوٹھی کے ایک کمرے مین بیٹھے ہوئے پولیٹکل اشعار مطالعہ کر رہے تھے کہ دفعۃً وہی افسر جن

ابھی ابھی گفتگو ہو ئی تھی آ گئے اور ایک افسر نے آزاد سے کہا کہ تم قیدی ہو۔

آزاد۔ (چونک کر) کیا۔

افسر۔ آپ قید کر دیے گئے۔

آزاد۔ کیا؟

افسر۔ قید۔

آزاد۔ قید۔

افسر۔ ہان؟

آزاد۔ وجہ۔

افسر۔ حکم۔

آزاد۔ کس کا؟

افسر۔ گورنمنٹ ٹرکی کا۔

آزاد۔ این!

افسر موصوف نے دو آدمیون کو بلایا اور کہا انس جنٹلمین کے ساتھ جاؤ آزاد بصد تعظیم چلے آدھ گھنٹے کے عرصے مین بیچارے میان آزاد سول قید خانے مین تھے۔ آزاد نے افسرون سے لاکھ لاکھ پوچھا کہ آخر میرا جرم کیا ہی اسقدر تو بتا دیجیے مگر افسرون نے کہا ہمین اجازت نہین ہی ورنہ ضرور بتا دیتے۔

میان آزاد اپنے دل مین سوچنے لگے کہ آخر ہمسے جرم کونسا سرزد ہوا جسکے جلد وہین یہ مصیبت سہی گھنٹون سوچا کیے ہا کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہوتے تو یاد آتا یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہی۔ کونسی خطا سرزد ہوئی۔ میدان کارزار کے عوض قید خانہ نصیب ہوا۔ غرض آزاد ی پر دفعہ بجلی گر پڑی بہا عشرت حزن الم سے مبدل ہوئی۔ کہان تو میدان جنگ مین جانے کی تیاریان تھین کہان قید خانے مین آن پھنسے پردیس کا واسطہ پرایا ملک۔ اپنا نہ بیگانہ۔ صلاح کس سے لین اور مشورہ کون دے۔ ؎

واے وان بھی شور محشر نے نہ دم لینے دیا
لیگیا تھا گور مین ذوق تن آسانی مجھے

واے ناکامی آئے اسلیے کہ ان لوگون کو مدد دین اور انھون نے ہی ہمین قید کر دیا۔ ؎

کیا کیا خضر نے سکندر سے
اب کسے رہنما کرے کوئی

ہزارون مصیبتین جھیل کر یہان تک آنا ہوا۔ دلی آرزو بر آئی کشش دل اور حمیت اسلام یہان تک لائی۔ مگر خوبی قسمت نے ساتھ نہ چھوڑا مصاحبت سے منہ نہ موڑا اب دل کی دل ہی مین رہی نقش مرادکرسی نشین نہ ہوا بالاے طاق الٹی قید سہی۔

ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

اب حسن آرا سے کیونکر ملینگے۔ ہاے کوئی اتنا بھی تو نہین جو اُس محبوب شیرین ادا تک عاشق نا مراد کی ناکامی کی خبر پہونچائے۔ ؎

گوش مہجور پیام و چشم محروم جمال
ایک دل تسپر یہ ناامیدواری ہائے ہائے

قید خانے کے ہر در و دیوار سے ناامیدی کی شکل مجسم نظر آتی تھی دل نہایت ہی بیقرار تھا۔ ؎

شام سے تا صبح مضطر صبح سے تا شام ہم
ایک عالم مین ہین کیون اے گردش ایام ہم

میان آزاد نامرادا شعار حسرت بار پڑھتے تھے مگر اس سوز و گداز

۲۶

کے ساتھ کہ سننے سے تعلق رکھتا تھا۔

اس غم و غصہ میں میاں آزاد کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ میڈا کوہ قاف کی پری سرہانے کھڑی یہ اشعار سنا رہی ہے۔ مومن ؎

اللہ غم بتاں میں یک چند | بے فائدہ جان کو کھپایا
یہ عشق وہ بد بلا ہے جس نے | ہاروت کو چاہ میں پھنسایا
سمجھا نہ کہ ہے رہ خطرناک | دین و دل و عقل کو لٹایا

آنکھ جو کھلی تو نہ میڈا نہ اشعار عاشقانہ فقط میاں آزاد اور قید خانہ۔ ؎

کھا گیا جی غم نہاں افسوس | گھل گئی غم کے مارے جان افسوس
گل داغ جنوں کھلے بھی نہ تھے | آگئی باغ میں خزاں افسوس

اتنے میں ہرمز جی بھائی ایک لمبی ٹوپی دیے ہوئے آگئے۔

ہرمز جی۔ (ہرمز جی) مسٹر آزاد۔

آزاد۔ یہ بتائیے کہ جرم کیا ہے۔

ہرمز۔ یہی میں تو آپ سے دریافت کرنے آیا تھا۔

آزاد۔ مجھے خاک نہیں معلوم۔

ہرمز۔ ذرا غور کیجیے۔ کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔

آزاد۔ کچھ جو سمجھ میں آتا ہو۔ حیرت ہے۔ انتہا کی حیرت ہے۔

ہرمز۔ کسی دشمن کا کام ہے۔ خفیہ کارروائی کچھ اس میں ضرور ہوئی ہے۔

آزاد۔ یہاں تو مجھکو کوئی جانتا ہی نہیں۔ دشمن کون پیدا ہو گیا۔

ہرمز۔ کھل جائے گا۔

آزاد۔ اب میں کیا فکر کروں۔

ہرمز۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ آپ کا جرم کیا ہے۔ اب گھبرائیے نہیں آجکل جنگ کے سبب سے یہاں انواع و اقسام کی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ اور نفاق لوگوں میں بہت ہے۔ مگر واقعی حیرت ہے کہ آپ کے ساتھ اور گورنمنٹ ٹرکی اس طرح پیش آئے۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس کہ ترکوں کے حمایت کیلیے وطن چھوڑا اور یہاں آئے مگر۔

ہرمز۔ کوئی بات پوشیدہ طور پر ہوئی ہے کہ حکام نے مجبور ہو کر آپ کو قید کر دیا۔ اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ مگر آپ دل مضبوط رکھیے میں پھر آؤنگا۔

آزاد۔ بجز آپ کی ذات کے یہاں اور کوئی دوست نظر نہیں آتا۔ اور آپ سے صرف دو دن کی ملاقات ہے۔ کسی قسم کا دعویٰ نہیں۔

ہرمز۔ مجھے آپ اپنے قدیم احباب کی طرح پکا دوست سمجھیے۔

ہرمز جی رخصت ہو کر گھر گئے۔ میاں آزاد اپنے دل میں اس پارسی جنٹلمین کے کمال مشکور ہوئے۔

تین دن اسی طرح پر گذرے۔ میاں آزاد بدول قید خانے میں رہے کبھی حسن آرا یاد آتی تھیں کبھی وینشیا اور اسلیٹن کبھی ناول پڑھتے تھے کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتے تھے۔

چوتھے روز میاں آزاد بحضور وزیر جنگ طلب ہوئے۔ حضور ممدوح کے سکرٹری نے کہا کہ میاں آزاد تم نے غلط بیان کیا کہ تم ہندی ہو۔ تمہاری نسبت بیان ہے کہ تم روسی جاسوس ہو۔ اور روس سے خاص اس غرض سے آئے ہو کہ سلطنت عثمانیہ کے حالات اور میدان جنگ کی کارروائی سے اپنی گورنمنٹ کو اطلاع دو اور جہاں کہیں موقع پاؤ شکست

دلوا دو۔ یہ بہت بڑا جرم ہی تم کسی طرح رہا نہین ہوسکتے۔

آزاد۔ یہ الزام محض غلط ہی کسی دشمن نے تہمت تراشی ہی۔ مین بصد ادب عرض کرتا ہون کہ مین ایسے جرم کا مرتکب نہین ہون۔ مین ہندی کشمیری الاصل ہون۔ روسی نہین ہون۔ مین سوچتا تھا کہ یا خدا کس جرم کا مین ناوانستہ مرتکب ہوا کہ گرفتار کیا گیا۔ لیکن اب مجھے ذرا بھی خوف نہین ہی۔ آپ مجھے یہ بتایئے کہ یہ کس شخص نے بیان کیا۔

وزیر جنگ پر یہ فرض تھا کہ اسکے نام سے میان آزاد کو اطلاع دین کہا میڈا۔ میڈا کا نام سنتے ہی آزاد خاموش ہوگئے۔ مگر انکی خاموشی اور ان کے بشرے سے پایا جاتا تھا کہ اسکے شیشۂ دل پر ٹھیس لگی۔

وزیر۔ اب کیا آپ کہتے ہین۔

آزاد۔ (خاموش)

وزیر۔ اچھا اب اسوقت آپ وہین جائین پرسون پھر بلوائے جایئے گا۔ مجھے ابھی اس معاملے مین بہت سے امور کی تحقیقات کرنی ہی۔

میان آزاد پھر سول قید خانے مین آگئے۔ ع۔

پھر وہی کنج قفس پھر وہی صیاد کا گھر

بستر پر لیٹ کر تین بار انھون نے باواز بلند کہا

اوہ میڈا!! میڈا!!! میڈا!!!

واہ کیا اچھا بدلہ لیا۔ او کافر پیکیش۔ او ظالم۔ او غریب آزار۔ سنگدلی بھی تو کتنی۔ میڈا خدا شاہد ہی کہ مین بے قصور ہون۔ تمھاری سی پری پیکر کو مین ضرور بیاہ لیتا مگر حسن آرا سے جو قول ہارا اسکا خیال ہی۔ میڈا تمنے مجھے کہین کا نہ رکھا۔ ہاے اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو جھوٹ موٹ اقرار لیتا۔ مگر مین کیا جانتا تھا کہ میڈا اُنھین جان نکالیگی۔ میڈا مین تیرے اس اشارے کو نہین سمجھا تھا کہ بہت پچھتاؤ گے ہاے تین بار کہا تھا۔

بہت پچھتاؤ گے! بہت پچھتاؤ گے!! بہت پچھتاؤ گے!!! اسے

گھر بلا کر ہمین غیرون سے نکلواتے ہو
جان لیکر خاک ہو بیٹھیں ہم غریب
کوئی صورت نہین بچنے کی وہ آفت آئی

میزبان آپ سے ہون در ہون مہمان ہم
شہر دل کا سیکڑون فرسنگ ہی
کس قیامت کی بلا سے شب فرقت آئی

ہرمز جی ایک روز ان کے پاس پھر آئے۔ اور تشفی میز باتون سے انکو سمجھایا کہ گھبرایئے نہین۔ رہائی کی کوئی نہ کوئی صورت جلد پیدا ہونے والی ہی۔

آزاد۔ رہائی کی تو اب امید نہین رہی اور بعد جنگ رہائی ہوئی بھی تو کیا فائدہ۔

ہرمز۔ نہین۔ نہین۔ جلد رہائی ہوگی۔

آزاد۔ آج پورے پندرہ روز سے یہان ہون۔

ہرمز۔ جرم تو آپ کو معلوم ہی ہوگیا ہوگا۔

آزاد۔ بخوبی۔

ہرمز۔ میرا قصد ہی کہ خود وزیر جنگ کے سکرٹری کی خدمت مین ایک عرضداشت بھیجون اور کہون کہ میان آزاد کے ہندی ہونے اور ہندوستان سے آنیکا یہی کافی ثبوت ہی کہ میرے والد نے اپنے خط کے ذریعہ سے انکو میرے پاس بھیجا۔

آزاد۔ اور جبکہ ڈینیس جہاز پر آکے۔ لفٹنٹ ایبلٹن کے ساتھ بمبئی سے روانہ ہوا۔ جہاز کے ناخدا مسٹر اسمتھ مجھے خوب جانتے ہین۔

ہرمز۔ بہتر ہی۔

آزاد۔ پھر کب بھیجیے گا۔

ہرمز - پرسون ذرا احباب سے مشورہ کرلون -
آزاد - نوازش - عنایت -
ہرمز - آپ تو بھائی ہین -
آزاد - قیدی اور مجرم کو بھائی نہ بنایئے -
اس گفتگو کے بعد ہرمز جی رخصت ہوئے -

شطرنج

شہزادۂ ہمایون فر بہادر کو جب ہمنے نوابصاحب کے مکان پر چھوڑا تو وہ خواب ناز مین سے نور کے تڑکے بستر استراحت سے اٹھے اور غسل کیا - ورزش کی - کپڑے پہنے اور گھوڑے پر سوار ہوکر ہوا کھانے چلے - سپہر آرا بیگم کوٹھی کے کمرے پر اسوقت بعد ادائے نماز صبح مناجات پڑھ رہی تھین - جس وقت شہزادۂ ہمایون فر کا کمیت خوشخرام کمرے کی دیوار کے قریب سے گذرا سپہر آرا نے اپنی خوش گلوئی نازک آوازی سے یہ شعر پڑھا ؂

قافلہ شد و اپسی ما بسبین	ای کس بیکسی ما بسبین

ہمایون فر نے جھروکے کی طرف نظر کی اور آہ سرد بھر کر دل ہی دل مین کہا کہ بار خدایا میری دعا سے سپہر کچھ رنگ اثر جائے یہ معشوق سیم تن ہاتھ آئے ؂

ای صبا جذب یہ جس دم دل ناشاد آیا
اپنے آغوش مین آڑکر وہ پریزاد آیا

سپہر آرا بیگم کو ذرا بھی خبر نہ تھی کہ شہزادہ بہادر گلگون باد رفتار پر سوار زیر دیوار مناجات کے اشعار سن رہے ہین اور جنون کی امنگ مین سر دھن رہے ہین - صدق دل سے مناجات پڑھتی جاتی تھی - چلتے چلتے میرزا ہمایون فر ایک سنسان میدان مین پہونچے - ہو کا عالم - کھیت ہرے بھرے جسطرف نظر اٹھا کر دیکھیے سبزۂ نوخیز انفاس نسیم سحری مشک بیز ابر کے سبب تاریکی چھائی - گھٹا جھوم جھوم کر آئی - میرزا ہمایون فر اس سہانے سمان پر لوٹ تھے تاریکی اور تنہائی ایسی بھائی کہ روح تک وجد مین آئی - سبزۂ لودمیدہ کی لہک اور آب رودبار کی جھلک نے سمند بہار پر تازیانے کا کام کیا - جا بجا اونچے نیچے ٹیلے اور بھی لطف دکھاتے تھے اور ہری ہری دوب جا بجا جو طرفہ بچھی تھی تو دور سے پہاڑ کی سی کیفیت نظر آتی تھی - مرغان خوشنوا کا اشجار پر بہار پر ہجوم

کوکو کا شور نالۂ حق سرہ کی دھوم

ساقی و مید صبح قدح پر شراب کن	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن
زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب	خود را بیک پیالۂ گلگون خراب کن

میرزا ہمایون فر نے دل مین ٹھان لی کہ چاہے جو صرف ہو اس دلکش مقام کو اپنے قبضے مین ضرور لائینگے اور یہان ایک فرح بخش کوٹھی ضرور بنوائینگے - اتنے مین سپہر آرا بیگم کا حسن دلربا اور رخسارۂ دلکشا جو یاد آیا تو دل ہاتھ سے جاتا رہا سوچنے لگے کہ یا الٰہی وہ دن بھی آئینگے کہ ہم اور سپہر آرا اس مقام دلکش مین لطف زندگی اٹھائینگے - فوراً گھوڑے کی باگ اٹھائی اور کوسے محبوبہ کی طرف رخ کیا - ؂

سر کوے کہ عشق با جگر زار ست آنجا
در ہمہ شہر خزان ست بہار ست آنجا

شہزادۂ جم اقتدار والا تبار - سر دار دۂ زلف خوبان گلعذار میرزا ہمایون فر بہادر نے اس لق و دق میدان سے فرس تیز گام کی باگ جو اٹھائی تو دم کے دم مین کوٹھی سامنے نظر آئی - اسوقت حسن آرا اور سپہر آرا اور بہار النسا جھروکے کی راہ

قدرت حق کا مشاہدہ کر رہی تھین۔ سامنے کے میدان مین آن روسے دریا گائین ہری ہری گھانس چر رہی تھین بچھڑے کلیلین کرتے پھرتے تھے چرواہے کا لونڈا بھینس کی پیٹھ پر لیٹا ہوا برہا گا رہا تھا۔ گوریا نے مارا برہ بان گوریا نے مارا برہ بان۔ کالی گھٹا سے گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا اور کمرے کے نیچے دریا لہرین مار رہا ہے کہ اتنے مین شہزادہ بلند ارادہ کا اسپ صرصر تگ اٹھکھیلیان کرتا ہوا سامنے سے آنکلا ادھر بجلی کوندی۔ اُدھر اُنکا برق دم پری چہم گھوڑا چمک کر نکل گیا۔ ؎

سپہر۔ (اپنے دل مین) ؎

جا بون فرس مند ناز جولان کردہ مے آید
کلہ بر سر کج و کاکل پریشان کردہ مے آید

حسن۔ (دل مین)۔ ؎

بر پشت سمند این چہ بلا شوخ نگار یست
کز گرد رہ او بہ رخ مہر غباریست

میرزا ہمایون فر بہادر کے پہونچتے ہی نواب صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ن۔ یہ صبح صبح آپ کہان سوار ہو گئے تھے مین جو یہان آیا تو سنا کہ سوار ہو گئے۔

شہپر۔ جی ہان ذرا ہوا کھانے گیا تھا صبح شام ہوا کھانے کا عادی ہون۔

ن۔ ضرور چاہیے صحت کے حق مین اکسیر کی خاصیت رکھتا ہے

شہپر۔ آپ روز ورزش کرتے ہین۔

ن۔ جی ہان کچھ تھوڑی بہت۔

شہپر۔ اِس جوڑی کے کتنے ہاتھ آپ ہلا سکتے ہین۔

ن۔ جی یہی کوئی سو کے قریب۔

شہپر۔ یہ کوئی بیس سیر کی۔

ن۔ جی اٹھائیس سیر کی ہے۔ یہان ایک انگریز تھے ہیتھوڑ انجنیر تھے ورزش کا کمال شوق۔ جب ولایت جانے لگے تو اسباب نیلام کیا۔ تین روپیے کو خریدی تھی۔

شہپر۔ شوقین آدمی تھا مگر آپ نے بہت ہی ارزان خریدی

ن۔ کوڑیون کے مول۔

شہپر۔ اب یہ فرمائیے کہ دنگل کب ہے۔

ن۔ بائیس کو۔ چوبیس کو چھبیس کو۔ آج اکیس ہے۔

شہپر۔ آپ بھی اپنے دلمین سکتے ہونگے کہ اچھے بے تکلف آدمی ملے

ن۔ خدا کی قسم آپ کے تشریف لانیسے مجھے اعزاز ہوا ہے ؎

زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزی کم
ز التفات بمہمان سرای دہقانی
کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانی

شہپر۔ آج گھٹا اسوقت عجب لطف بہار دکھاتی ہے ؎

گلبن عیش مے دمد ساقی گلعذار کو
باد بہار مے وزد بادۂ خوشگوار کو
ہر گل نو ز گلرخی یاد ہمی کند ولے
گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

ن۔ واقعی عجب وقت ہے سردی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اتنے مین خدمتگار نے آکر کہا حضور چائے تیار ہے دونون گرما گرم دودھیا چائے پی

شہپر۔ اسوقت چاے کی واقعی ضرورت تھی۔

ن۔ جی ہان۔

شہپر۔ (فرط طرب سے) ؎

ز کوے یار مے آید نسیم باد نوروزی
ازین باد ار مدد خواہی چراغ دل بر افروزی

ن۔ حضرت کیا کلام ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ شعرا تو ایران مین ایک سے ایک بڑھکر تھے مگر لسان الغیب کا رنگ ہی اور تھا ؎

درہمہ دیر مغان نیست چومن شیدائے	خرقہ جائے گرد بادہ و دفتر جائے

شہزے - سبحان اللہ - سبحان اللہ - حضرت مین تو حافظ کے ایک ایک شعر پر عاشق ہون - ؎

دوستان وقت گل آن بہ کہ بعشرت کوشیم	سخن پیر مغان ست بجان نیوشیم

ن - حافظ جی حافظ جی صاحب -
حافظ - حضور والا ارشاد -
ن - آپ کے واسطے کچھ فواکہ تو لائیے -
شہزے - اس تکلف کی کیا ضرورت ہے -
ن - تکلف اِتکلف برطرف - خاکسار بے تکلف ہے -

میرزا ہمایون فر اور نواب صاحب نے سیب اور کشمش پستے مزے سے چکھے -
شہزے - آئیے ہمت آپ سے شطرنج ہو -
ن - بسم اللہ - حافظ جی شطرنج بچھے -

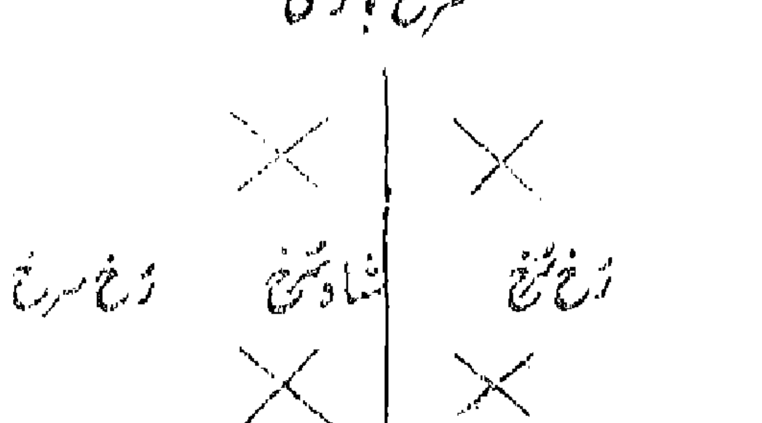
حافظ جی اور میرزا نثار حسین بیگ اور مولوی صاحب اور شہزادۂ ہمایون فر اور نواب صاحب شطرنج کھیلنے بیٹھے پہلی بازی مین نواب صاحب نے دس ہی پانچ چالون مین ہمایون فر کا رخ پیٹ لیا - تھوڑی دیر کے بعد پیل رخی کی مگر شہزادے نے مات کر دیا - دوسری بازی قائم اٹھی تیسری بازی مین شہزادے کے دو رخ رہگئے اور نواب صاحب کے پاس فیل -

ن - کیا مات کیجیے گا -
شہزے - امید تو ایسی ہی ہے -
ن - ممکن ہی نہین -
شہزے - واہ -

ن - اچھا جب جانین کہ مات کر دیجیے -
حافظ - محال ہے - اس نقشے مین مات ہی نہین -
میرزا صاحب - (میرزا) - واہ وا - مات نہونا کیا معنی دو رخ ہون اور مات نہو -
حافظ - آپ مات کر دیجیے -
شہزے - انکو نکلنے نہ دیجیے ایک رخ یہ بیٹھ رہیے پٹی بند ہو گئی دوسرا رخ اس مقام پر آجائیے پیل اٹھ نہ سکے گا -
بادشاہ کو آگے بڑھ جائیے بس مات ہے - ہو کہ نہین -
ن - اجی توبہ توبہ کیجیے -
حافظ - حضور عالم اس نقشے مین مات ہو ہی نہین سکتا -
شہزے - تعجب ہے - اچھا ذرا غور کر لین -
ن - بسم اللہ چاہیے کل تک سوچیے -
میرزا - دو رخ ہین اور مات نہو سکے -
ن - حضرت دو رخ اور رکھ لیجیے بھلا مات تو کیجیے -
میرزا - حضور اب مین کیا عرض کرون -
ن - آپ عرض کچھ نہ کیجیے مات کیجیے -
میرزا - حضور کچھ مٹھائی کھلوائیے تو یون بھی سہی -
حافظ - بھائی کیون حجت کرتے ہو - اسمین مات ہی نہین ہے -

نقشہ اس طرح پر تھا

سرخ بازی



شہزر۔ واقعی مات نہین۔
ن۔ وہ تو آپ کو یاد ہو۔ ع

شاہا دو رخ بدہ و دلارام را بدہ
پیل و پیادہ پیش کن و اسپ کشت مات

شہزر۔ ہان یاد ہو۔
ن۔ اور چاہیے
شہزر۔ حضرت ایک ہو آپ پر۔
ن۔ اجی ابھی ابھی فاصل کیے دیتا ہون
شہزر۔ بجا ہو۔
ن۔ مصرعہ۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

میرزا ہمایون فر نے چوتھی بازی کھیلی۔ حافظ جی نواب صاحب کو بتاتے تھے۔ اور میرزا صاحب شہزادے کی طرف تھے۔ پہلے میرزا ہمایون کا رخ پیادے کے مہرہ دھوکے سے پٹ گیا۔ نواب صاحب نے کہا حضرت اب فرمایئے۔ ہو یہ مات یا نہین۔ تھوڑی دیر کے بعد ایسی چال پڑی کہ شہزادے نے نواب صاحب کا فرزین پیٹ لیا۔

ن۔ ارے۔
حافظ۔ لاحول ولا قوۃ۔
ن۔ دھوکے کی چال تھی۔
شہزر۔ بجا ہو ہم کوئی مہرہ پیٹین تو دھوکے کی چال ہو۔ اور حضور پیٹ لین تو استادی ہو۔
ن۔ خیر اب تو بازی کم ہی ہو گئی۔
شہزر۔ اب کی برابر ہو جائین گے۔
ن۔ ہان پھر اب تو فرزین ہی نہ ادرد ہو۔

حافظ۔ حضور وہ پیل تو لیجیے۔
ن۔ ہان۔ (پیل اٹھا کر) کشت۔
شہزر۔ یہ بے کشت۔
ن۔ (پیل سے گھوڑا اپیٹ کر)۔ پھر کشت۔
شہزر۔ ارے۔
میرزا۔ کچھ ہرج نہین ہو خداوند۔
ن۔ مات ہو۔
میرزا۔ اس گھر مین بادشاہ کو آ جایئے۔
حافظ۔ اب پیادہ پیٹ کر گھوڑے کی کشت۔
شہزر۔ نہین صاحب اپنے فرزین کی بھی خبر ہو۔
حافظ۔ کیون۔
شہزر۔ گھوڑے کی کشت۔
حافظ۔ اچھا پھر۔
شہزر۔ اس گھر مین آ گئے۔ یہ پیل کی کشت۔ وہ کشت یہ گھوڑے کی کشت۔ فرزین پٹ گیا۔
حافظ۔ سبحان اللہ۔ خوب سوچے حضور۔
میرزا۔ افسوس۔
شہزر۔ بھئی ایک طرف رہو۔
ن۔ ہان یہ تعالی کے بیگین ہونا کیا معنی۔
اس بازی مین شہزادہ برابر ہو گیا۔
شہزر۔ برابر رہے۔
ن۔ اتفاق سے۔
شہزر۔ درست۔
ن۔ حضور وزیر تو مفت ہی مین کٹ گیا۔
شہزر۔ پھر۔

میرزا۔ پورے مہرے سب تھے یا کم دبیٹں۔
شہزر۔ آپ کی اور ہو۔
ن۔ آپ بد بد کے ہو۔
شہزر۔ اچھا دس دس روپے بازی۔
حافظ۔ نہین حضور۔

پانچوین بازی شروع ہوئی۔

ن۔ آپ تو رُخ اُٹھا کر کھیلنے کو جی چاہتا ہر۔
شہزر۔ شان خدا۔
ن۔ واللہ آپ کی رُخ اُٹھا کر کھیلین گے۔
شہزر۔ حضرت ایک رُخ چاہیے اور بسا لیجیے۔
ن۔ آپ کو شطرنج کھیلنا سکھایا کس نے۔
شہزر۔ جی بجا ہر۔
ن۔ واللہ ہنسی آتی ہر۔
شہزر۔ مٹھائی رکھیے تو دو ایک چالین بتا دون۔
ن۔ دس بازیان بد بد کر ہون تو مین بال باندھی مات کر دون۔
حافظ۔ رخصت۔
ن۔ این۔
شہزر۔ یہ رخصت کے کیا معنی۔
حافظ۔ حضور بدی بازی کے وقت مین نہین بیٹھتا۔
شہزر۔ کیون۔
حافظ۔ طبیعت
شہزر۔ اجی دو گھڑی کی دل لگی ہر۔
حافظ۔ تو خداوند اور طرح سے انسان دل بہلائے بدنا کیا فرض ہر۔
شہزر۔ لطف ہی نہین آتا۔

ن۔ علی ہذا القیاس۔ ہماری بھی یہی کیفیت ہر۔
شہزر۔ دیکھیے رخ مین نے پیٹ لیا۔
ن۔ ارے لا حول ولا قوۃ۔ ہم یہ چال نہین چلنے۔
شہزر۔ چال پھیرنے کی سند نہین۔ واللہ ہم نہ مانین گے۔
ن۔ واہ وا۔ ہم چلین بھی جب۔
شہزر۔ خدا کی قسم مین نہ مانون گا۔
ن۔ اچھا لیجیے یہ کشت۔
شہزر۔ یہ بے کشت
ن۔ پھر کشت بادشاہ کو۔
شہزر۔ ارے رُخ کٹ گیا۔
میرزا۔ چلیے برابر ہو گئے۔
شہزر۔ ہاے افسوس۔ واللہ غضب ہو گیا۔ مگر خیر۔
ن۔ خیر کیا مین نے رُخ کیا۔ آپنے رُخ پٹیا۔ مین نے پیل کی کشت دی۔
شہزر۔ مین اِس گھر گیا۔
ن۔ ایک مُہرہ کٹا جاتا ہر۔
شہزر۔ کیا خوب شاید آپ بچا بھی لین گے۔ کیا مجال ہر۔
ن۔ آفت یہ بُری ہوئی۔
شہزر۔ (مسکرا کر) حضرت ہم تو ایسی ہی کھیلتے ہین چاہتے کھیلیے چاہیے تو لیت داخل کیجیے۔
ن۔ اللہ۔ اللہ ؎

شان ہر تیری کبریائی کا	بُت کرین آرزو خدائی کی

شہزر۔ وہ رُخ پیٹ لیا۔
ن۔ یہ رُخ پیٹ لیا۔
شہزر۔ کشت۔

ن۔ اُف۔ اُف۔ یہ رُخ بھی گیا۔

شہزادہ۔ پھر حضرت چاہیے کھیلیے چاہیے نہ کھیلیے۔

ن۔ ہان اب تو آپکی جیت ہو نہ خیر۔ نہیدہ خواہد شد۔

شہزادہ۔ اب گھوڑے کو نکلین۔ فرس تیزگام کا اب کام ہو۔

ن۔ ابھی گدھا نچا ہے تو سہی۔

شہزادہ۔ کیا خوب۔ جسمین جونپور کے قاضی کو بلانا پڑے۔

حافظ۔ کہیے کیا رنگ ہو۔

شہزادہ۔ اچھا رنگ ہو۔

ن۔ برابر ہو۔ مگر ہماری بازی دب گئی ہو ذرا۔

شہزادہ۔ ہونہہ یہ نہین کہتے کہ مات ہو کہنے لگے دبا گئی ہو ذرا۔

ن۔ اچھا سمجھا جائیگا۔ جاتے کہان ہین آپ۔

شہزادہ۔ ٹھہریے۔ دس فاصل کرکے جاؤن تو سہی۔

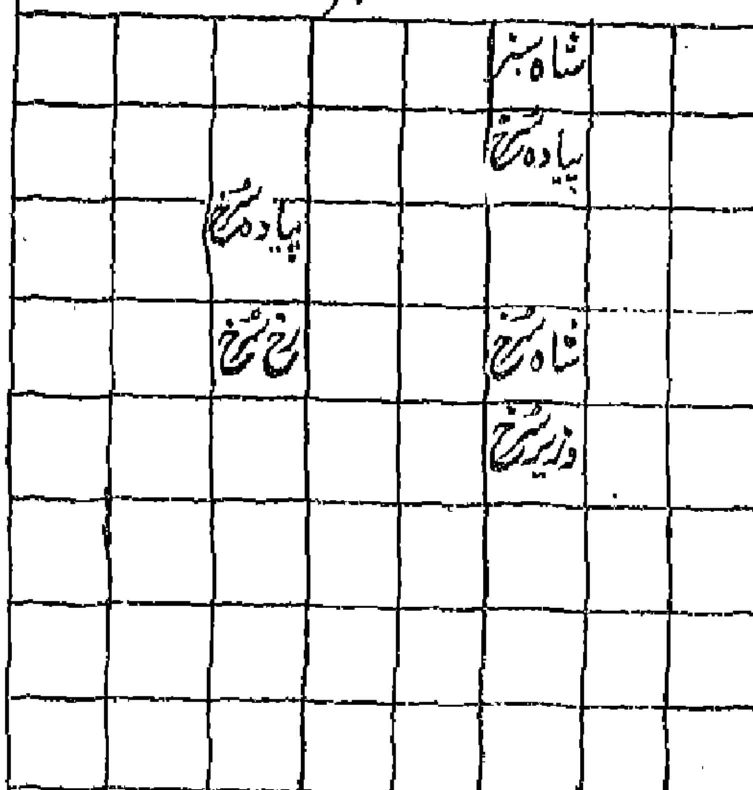
ن۔ ٹھہریے اب کی سب بازیون کی کسر نکال لونگا۔

شہزادہ۔ جی بجا ہو۔

اسی طرح کئی بازیان ہوئین۔ آخرکار شطرنج ختم ہوئی تو میرزا ہمایون فر نے کہا ہماری تین ماتین فاصل ہین نوابصاحب کو اپنی شطرنج بازی کا بڑا زعم تھا مگر تین مات کھا کر سیدھے خفیف ہوئے اور کہا اچھا سمجھا جائیگا۔ ایک بازی کی تو شہ نہین۔ دو ماتین البتہ فاصل ہین اسکے بعد شہزادہ ہمایون فر نے کہا بھلا ان نقشون کو تو حل کیجیے تین نقشے بنائے اور کہا طبع آزمائی کیجیے۔ مگر شرط یہ ہو کہ کسی سے پوچھیے نہین۔ خود ہی طبیعت پر زور ڈالیے اور حل کیجیے تو جانین آپ بڑے شاطر ہین۔ نوابصاحب نے تینون نقشے بغور دیکھے اور کہا انشاءاللہ ضرور حل کرونگا۔ یہ بات ہی کیا ہو مین کوئی اناڑی شطرنج باز تو ہون نہین آپ کی طرح۔ اس فقرے پر شہزادہ بہت ہی ہنسا اور کہا تیری قدرت۔ اور آپ ہین نہین شانِ خدا لیجیے تین نقشے تو پہلے حل کیجیے۔

نقشہ ہاے شطرنج

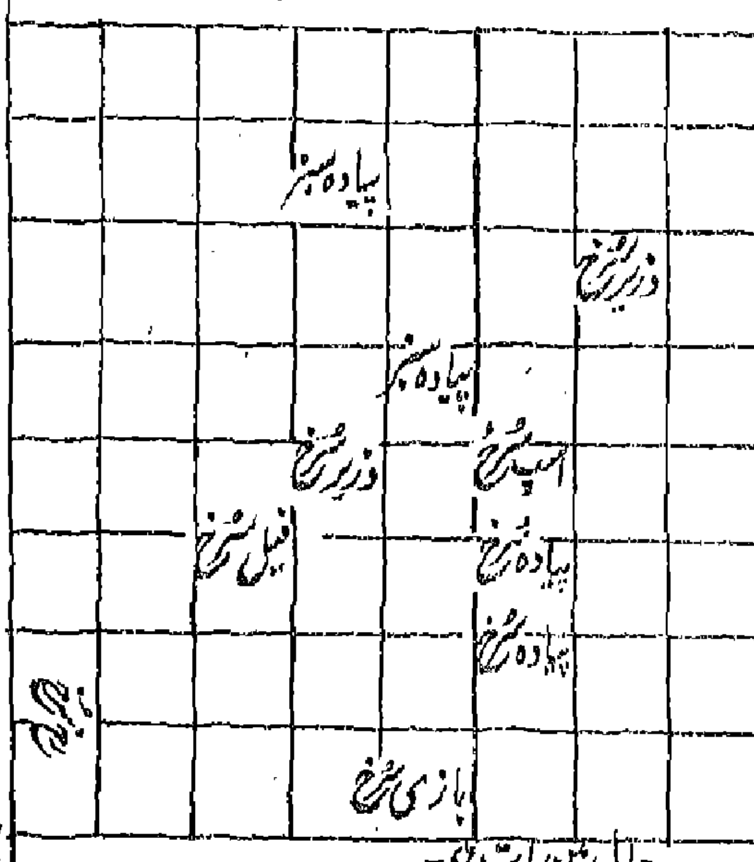
شاہ سبز



شاہ سرخ

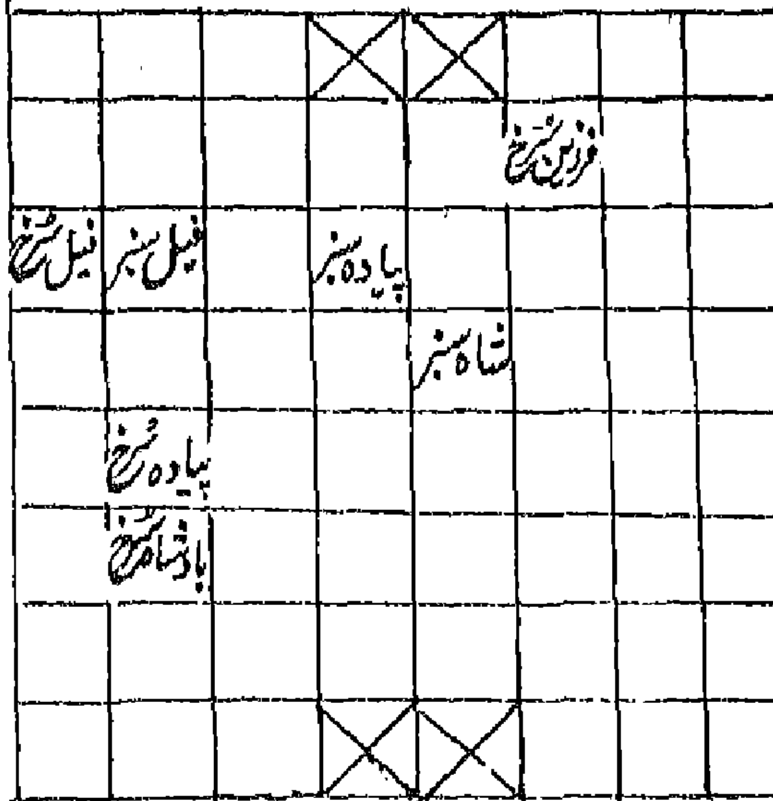
سرخ تین چال مین مات کرے

بازی سبز



دو چال مین مات ہو۔

سبز بازی



سرخ بازی

چار چال مین مات کرے۔

اب شہسوار کا حال نذر ناظرین ہی۔

شہسوار

اب بعد مدت دراز شہسوار کا حال سنیے شہسوار دلفگار جوگن کے ساتھ رہنے لگے۔ گو ناکامی اور نامرادی سے اُن کا دل دنیا سے دون سے بھر گیا تھا مگر جوگن کی اُٹھتی جوانی اور تمیز ولیاقت پر ہزار جان سے عاشق تھے۔ دل سے لگی تھی کہ جوگن کو عقد نکاح مین لائین لطف زندگی اُٹھائین لیکن جوگن کسی اور ہی دھن مین تھی۔ ٹھان لی تھی کہ عمر بھر شادی نہ کرونگی جبکے لیے جوگن ہوئی اُسی کے عشق صادق کا دم بھرونگی۔ شہسوار ان باتون سے محض بے خبر تھا۔

ایک روز جو سُنا کہ کسی بیگم کی طبیعت ازبس ناساز ہو گئی ہی تو تڑپنے لگے۔ سپہر آرا کا نام سُن ہی چکے تھے۔ کئی بار چاہا کہ جا کر دیکھین تو ماجرا کیا ہی۔ گو ہمیشہ ناکام رہے لیکن دلکی لگی بری ہوتی ہی۔

شہ۔ خدا جانے کون بیچاری بیگم ہی۔ اگر تم اجازت دو تو مین دریافت کر آؤن کہ کون بیگم ہی۔

جوگن۔ (جو) جانے بھی دو۔ دنیا مین ہزارون آدمی علیل ہوتے ہین پھر اچھے ہو جاتے ہین تم کو کیا پڑی ہی کہ خواہ مخواہ وہان جاؤ اور تحقیقات کرو۔

شہ۔ بہتر ہی مگر میرا دل بے اختیار ہوا جاتا ہی۔

جو۔ یہ کیون۔ یہ کیون۔ ایسا دل بھی کیا جو انسان کے قابو مین نرہے۔ واہ۔ واہ وا۔

شہ۔ حسب حال۔ ع

	تم ذرا پہلو سے اُٹھے ہم تڑپ کر رہ گئے یون بھی دیکھا ہی کسی کا دم نکل جاتے ہوئے	

خدا جانے کیا سبب ہی کہ جب سے سُنا ہی طبیعت بیقرار ہی۔

جو۔ اسکا سبب سوا تمھارے اور کون جان سکتا ہی۔

جوگن سوچی کہ اگر شہسوار وہان جائیگا۔ تو اور بھی مضطر و بیقرار ہو کر آئیگا۔ واللہ اعلم وہ بیگم کیسی ہو۔ انسان کی زندگی کا کبھروسا کیا آج موے کل دوسرا دن۔ گویا پیدا ہی نہین ہوئے تھے۔ شہسوار کو بہت سمجھایا کہ کہان بھی جا کے اور جاؤگے تو بناؤگے کیا وہان۔ مگر شہسوار نے لجاجت اور منت وسماجت کی کہ واسطے خدا کے مجھے جانے دو ناچار جوگن خاموش ہو رہی۔ شہسوار ریل پر سوار ہو کر چلے۔ ریل کے جس درجے مین یہ بیٹھے تھے اُسمین ایک مسن منشی صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ نہایت لائق فائق انشا پرداز فصیح و بلیغ آدمی۔ طبابت مین بھی دخل تھا۔ شہسوار سے گفتگو ہونے لگی۔

شمہ۔ دل پر تو حضرت بعض اوقات بڑی مصیبت پڑتی ہو خصوصًا جب کسی ایسے درجے مین بیٹھنے کا اتفاق ہو جہان گنوار ہون اوہ ہو بس کچھ نہ پوچھیے۔ قیامت کا سامنا ہوتا ہو۔ ایک مرتبہ ایک گنوار نے پاؤن جو پھیلایا تو مین نے کہا میان ذرا انسانیت سے بیٹھو۔ بس اُٹھکر کہتا کیا ہو سُنو صاحب جیسے تم بارہ آنہ دہو۔ ویسے ہم۔ تم تو لیٹو اور ہم گوڑ نہ پسارین

منشی۔ واجبی بات ہو۔

شمہ۔ مین ڈھونڈھکر ایسے ہی درجے مین بیٹھتا ہون جہان شرفا ہون۔

منشی۔ بجا ہو۔

شمہ۔ ورنہ مفت کی ٹھائین ٹھائین سے کیا واسطہ۔

منشی۔ حضرت دو روزہ زندگی کے اتنے جھگڑے بکھیڑے سب فضول ہین۔ بیکار محض۔

ابنائے زمانہ در پے شور و شراند — انباشتہ نفاق و کین ضرر اند
مانند قطار اشتر این فرقہ دون — باہمدگر اند و در پے ہمدگر اند

لیکن جو لوگ طبع سلیم سے بہرہ کافی رکھتے ہین وہ ان باتون سے منزلون بھاگتے ہین۔ اللہ باقی من کل فانی۔ ؎

دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ
ای ہیچ زبہر ہیچ در ہیچ مپیچ

شمہ۔ ہو تو ایسا ہی۔

منشی۔ انسان کپڑے بنواتا ہو سال بھر کے۔ مکان بنواتا ہو اور کوشش کرتا ہو کہ برسون کیا معنی صدیون تک اُسکی ایک دیوار پر بھی صدمہ نہ پہونچے کسی نے گالی دی اور اُسکے دل پر چوٹ لگی مگر سب پوچ۔ ع۔

دو دن کی زندگی میان مثل حباب ہو

شہسوار کے دل پر اس تقریر نے بڑا اثر کیا۔ نان بائی کا پھانسی پانا۔ لڑکے کا زار زار رونا چلّانا اور بوڑھی عورت کا وفور غم سے دم توڑنا بصد حسرت و الم دنیا چھوڑنا ان سب باتون کی تصویر اُسکی نظر کے سامنے پھر گئی۔ ؎

دنیا الم غفلت و عقبےٰ غم اعمال
آسودگی از ہر دو جہان فاصلہ دارد

شمہ۔ مگر افسوس ہو کہ ایسے خیالات انسان کے دل سے جلد دور ہو جاتے ہین۔

منشی۔ غفلت۔ انتظام کائنات مین نہ فرق آجائے۔ مگر جن لوگون کی نفس مطمئنہ اُنکے نفس لوامہ پر غالب ہو اور جو نفس امّارہ کی ذرا پیروی نہین کرتے وہ مقبول بندہ خدا کے ہین اور ہر دلعزیز۔ موت سے اُنکو ذرا خوف نہین۔ غم اور رنج دونون مین سے ایک بھی نہین جانتے۔ ؎

ز حکمت بیاموز مست نکتہ — کہ در ہر دو عالم شوی سرفراز
لباس طریقت چو در بر کنی — بذلت مرنج و بعزت مناز

خاکساری سے زیادہ اکسیر اور دنیا مین کچھ نہین۔ ؎

ہر کہ شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد
دانہ با خاک چو پیوست سرے پیدا کرد

شمہ۔ ؎

حباب از سر بلندی پائمال موج میگردد
غبار از خاکساری سر بہ اوج آسمان دارد

منشی۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی سے کدورت نہ رکھے دل صاف رہے۔ ؎

سینہ صافان را غبار کینہ نیست
گل نباشد چشمہ خورشید را

بغض و حسد دون فطرتون کا کام ہے۔ خدا کے مقبول بندے حسد اور بغض سے منزلون دور رہتے ہین۔

شہہ۔ حضور کا دولتخانہ کہان ہے۔

منشی۔ مصرعہ۔

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

شہہ۔ اب آپ سے ملنا چاہون تو کہان ملون۔

منشی۔ بشہر از سیت بنارس مین۔ سہ

از بنارس نروم معبد عام ست اینجا
ہر برہمن پسر لچھمن و رام ست اینجا

شہہ۔ ہمین کچھ سکھا دیجیے۔

منشی۔ بس چودہ وصیتین یاد رکھیے۔ علما و حکما کا قول یہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہین۔

پہلی وصیت

جس نوکر کو مقرب بنائے اسکی نسبت شکایت نہ سُنے کیونکہ جو لوگ بادشاہون کے مقرب ہو جاتے ہین ان سے اکثر آدمی حسد کرنے لگتے ہین اور حسد کے سبب سے اس بات کے خواہان رہتے ہین کہ بادشاہ کی نظر التفات اُسپر سے اُٹھ جائے اور اُسکے لیے طرح طرح کی تدبیرین کرتے ہین یعنی ایسی باتین بناتے ہین کہ بادشاہ اس سے ناراض ہو جائے اور بظاہر نصیحت اور نفع کی سی باتین کرتے ہین مگر مقصود اُن کا صرف یہ ہوتا ہے کہ محسود کی تذلیل اور زوال مین سعی کرین

دوسری وصیت

چغلخور کو دربار مین گھسنے نہ دے کیونکہ وہ لوگ بڑے فتنہ انگیز اور فسادی ہوتے ہین بادشاہ کو جسوقت معلوم ہو کہ فلان شخص چغلخور ہے اُسیوقت اُسکے دفعیہ کی تدبیر کرے تاکہ اُسکے فساد سے جو ضرر پیدا ہوتے ہین نہ ہونے پائین۔

تیسری وصیت

بادشاہ کو چاہیے کہ امرا اور ارکان دولت سے ایسا برتاؤ کرے کہ اُنکو بادشاہ کی موافقت اور نیکخواہی کا یقین ہو جائے کیونکہ جس صورت مین مصاحبون کی یکجہتی اور مخلصون کی یکدلی میسر ہوتی ہے تو اُنکے اتفاق اور معاونت سے بڑے بڑے کام بہت آسانی سے انجام پاتے ہین۔

چوتھی وصیت

دشمن کی نرمی اور خوشامد پر فریفتہ نہو اور وہ کیسی ہی عاجزی اور انکساری سے پیش آئے ہرگز اعتماد نہ کرے کیونکہ دشمن سے دوستی کی توقع عقل کے خلاف ہے۔

الغرض چودھون بیان کین اور منشی صاحب نے صاف صاف کہا کہ مین اپنی بیوی کو بہت چاہتا تھا۔ اور وہ نیکبخت میری عاشق زار تھی۔ میری شامت اعمال بخار کے عارضے مین وہ جان بحق تسلیم ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منشی صاحب کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اشک پونچھ کر کہا۔

ایکساہی ہفتے مین دو لڑکے جاتے رہے۔ ایک جوان تھا۔ کوئی بائیس برس کا۔ انتہا کا لائق فائق۔ دوسرا کوئی چودہ برس کا افسوس صد افسوس کہ دونون کے دونون ایک ہفتے مین مجھے داغ مفارقت ابدی دے گئے۔ واحسرتا دردا

سارا عالم میری نظر دن مین تیرہ و تار تھا۔ ع۔

دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے پسر کا داغ

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہدار	کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتۂ

بیس ہزار روپیہ مین نے نام خدا غربا اور مساکین کو دیا اور سات ہزار روپیہ ایک عالم متقی کی نذر کیا اور طلبہ کے وظیفہ مقرر کر دیے اب میرے پاس کچھ روپیہ اور ہے۔ کسی عزیز یا رشتہ دار یا دوست سے خط و کتابت نہین۔ نہ کسی سے ملاقات کرتا ہون۔ دو بار حج عتبات عالیات کر کے سعادت کونین حاصل کی۔ اللہ بس باقی ہوس۔

شہ۔ آپ بڑے متقی آدمی ہین۔ ایسے بزرگون کی زیارت مغتنمات مین سے ہے۔ نصیب کہان ہو۔ سہ

رو سے مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند
پیش بندگی حضرت درویشان ست

جی چاہتا ہے تمام عمر آپ ہی کے قدمون کے تلے پڑا رہون بہشت ایسے ہی طیب النفس بزرگون کے لیے ہے۔

منشی۔ سہ

از بار گنہ خمیدہ پشتم چہ کنم	نے دیر و نہ مسجد نہ کنشتم چہ کنم
نے در صف کافر نہ مسلمان جایم	نے لائق دوزخ نہ بہشتم چہ کنم

شہ۔ ایک امر مین آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہون۔

منشی۔ بسم اللہ فرمائیے۔

شہ۔ مین ایک بت حور وش پر عاشق ہون مگر وہ زن نوخیز و خوش جمال ایک اور نوجوان رعنا کو چاہتی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ اس رقیب سے بدلا لون۔ اس بارے مین حضور کی کیا رائے ہے۔

منشی۔ انتقام! اے توبہ۔ ع

در عفو لذتی ست کہ در انتقام نیست

اگر آپ پر اس عورت کا دل آتا اور جسطرح آپکے رقیب سرخرو ہوے اسیطرح اسکے مقابل مین آپ سرخرو ہوتے تو وہ آپ اجازت دیتے کہ آپ سے انتقام لے۔ نکاح خوشی کا سودا ہے اسمین زبردستی کیسی۔ بولیے۔ آنچہ بر خود نہ پسندی بدیگرے ہم مپسند۔ اگر اس مسئلے کی پیروی کیجیے تو ملال و رنج اور جنون انتقام قریب ہی نہ آنے پائے۔ اس خیال کو دل سے دور کیجیے۔

منشی صاحب اسقدر کہہ چکے تھے کہ ایک سٹیشن آیا۔ اترے ہیضہ کیا ڈاکٹر نے لاڈینم کے تیس قطرے پلائے اور اسکے بعد تھوڑی دیر مین کوئی دوا پلائی مگر دیکھتے ہی دیکھتے اور دو ہچکیان لیکر چل بسے سہ

در دلیست اجل کہ نیست درمان اورا	بر شاہ و گدا است حکم و فرمان اورا
شاہی کہ بحکم دوش کرمان میخورد	امروز ہمی خورند کرمان اورا

فوراً دریافت کیا گیا کہ یہ کون شخص ہین۔ انکے پاس کس قدر اسباب و جائداد ریل پر تھی۔ کہان ہے۔ انکے ساتھ کوئی ہے یا نہین اسٹیشن ماسٹر نے شہسوار سے دریافت کیا۔

شہسوار زار زار رونے لگے۔ جناب میرے والد ماجد تھے ہاے ابا جان یتیم کر چلے۔ یا الٰہی ابا جان داخل خلد ہوے سال ہی بھر مین آپ رگرا کے عالم جاودانی ہوئے۔ افوہ۔ یتیم۔ یتیم سنا کرتے تھے۔ مگر آج خود یتیم بن بیٹھے۔ یارو جیتے یتیم کی صورت نہ دیکھی ہو ہماری صورت دیکھ لے۔ یتیمی چہرے پر برستی ہے ہاے ابا جان ریل پر دغا دے گئے ابھی ابھی بیہودہ وصیتین لکھدین اور کہا انکے مطابق چلنا اور آنکھ پھیر لی۔

اسٹیشن ماسٹر۔ دکھاون۔

شہ۔ دیکھیے۔

اسٹیشن ماسٹر - کیا لکھا ہے -

شہسوار نے روتے روتے تین چار وصیتین پڑھین - تجہیز و تکفین کے بعد شہسوار نے منشی مرحوم کا مال و اسباب لیا اور چل کھڑے ہوئے اب سنیئے کہ سات ہزار کی اشرفیان اور دس ہزار کے نوٹ اور کوئی سوا سو روپیہ اور ایک بیاگ کی گٹھری انکے ہاتھ آیا چلیے امیر کبیر بن بیٹھے فوراً جوگن کے پاس پہونچے

جوگن - کہو وہ بیگم کیسی ہے -
شہ - واللہ اعلم بالصواب -
جو - کیا گئے نہین پھر -
شہ - آدھی راہ سے لوٹ آیا -
جو - خوب کیا - تمکو زمانے بھر کی بیماری سے کیا سروکار -
شہ - ہان اپنے کام سے کام ہے - مگر ہم امیر ہوکر آئے ہین -
جو - کیا کوئی پہیلی بجھواتے ہو - امیر کیسے بولو -
شہ - گئے تھے خالی ہاتھ مگر خدا کی دین وہان سے امیر کبیر ہوآئے - ع

خدا کی دین کا موسے سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

جو - آدی کہین بھنگ تو نہین پی آئے ہو - کیا پایا کیسا -
شہ - زر کثیر -
جو - واہ کہین پایا نہو - کیا ہمکو بناتے ہین - کسی اور کو جا کے چٹکیون پر اڑانا -
شہ - خدا کی قسم ہزارون ہی لیکر آیا ہون یہ دیکھو -
جو - اسمین کیا ہے - دیکھون ادھر لاؤ -
شہ - آنکھین کھل جائین گی -

دنیا کے بھی عجب کارخانے ہین - عقل ہی نہین کام کرتی - دم کے دم مین درویش بنیوا کو بادشاہ بحر و بر اور چٹکیون مین خاقان ابن خاقان کو خانمان خراب کردے - اگر خدا کا فضل ہوا تو برسون کی مصیبت ایک گھڑی بھر مین دور ہوگئی اور اگر قہر ہوا تو پھر عیاذاً باللہ انسان کا ٹھکانا ہی نہین - مگر اسکا رحم اسکے قہر سے زیادہ ہے - ع

صدقے اس بندہ نوازی کے ترے مین جاؤن
باپ مان بیٹے ہین کب ایسے شفیق و مشفق

شہسوار کو بات کی بات مین نہال کر دیا - مگر روپیہ بھی کیا چیز ہے کہان تو شہسوار دلفگار تارک الدنیا ہوئے تھے کہان اب روپیہ جو پایا تو شوق چرایا کہ مزے اڑائین - چین مین امارت کی بو دماغ مین سمائی - اور کیون نہ سمائے بیٹھے بٹھائے مفت کی دولت ہاتھ آئی زر پاتے ہی اترا گئے سچ ہے - ع

اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

تخمینہ کرنے سے معلوم ہوا کہ کوئی بائیس ہزار کی دولت ہاتھ آئی مگر اسباب کی گٹھری جو کھولی تو ایک فوق البھڑک ٹوپی دیکھکر عش عش کرنے لگے - مخملی مندیل مخمل وہ بیش بہا کہ دیدہ نہ شنیدہ کسی کامل فن استاد نے اسپر کام بنایا تھا موتیون کے گچھے ادھر ادھر لٹکتے تھے سو سو روپیہ کا ایک ایک موتی ہیرے ٹکے ہوئے اندھیرے مین رکھدو تو معلوم ہو چاند نکل آیا ستارے چھٹکے ہوئے ہین شہسوار نے وہ بیش بہا ٹوپی جوگن کو دکھائی اور کہا بھلا آنکو تو کتنے کی ہوگی - جوگن بولی میان ٹوپی کیسا جواہرات کہو - کوہ نور کہو - کوئی دس بارہ ہزار سے زیادہ ہی ہوگی شہسوار ازبس متحیر ہوئے این ادس بارہ ہزار - اُف اسقدر دام جوگن مسکرانے لگی - کہان پڑے ہوے ہے کن لوگون مین ہو تمھین اتنی بھی

تمیز نہین کہ نرے ہیرے ہی ہیرے ہین اور موتیون کے گچھے ادھر اُدھر لٹک رہے ہین۔ آج لالہ ہیرا مل کو دکھا دینگے۔

لالہ ہیرا مل ایک نوجوان جوہری تھے۔ بڑے رنگین مزاج آدمی۔ جوگن کی ایک ایک ادا پر دل لوٹ تھا اور آن عشق کر جاتے تھے۔ مگر جوگن اُنکے ہتھے ہی نہین آتی تھی۔ اُسکو اور ہی دُھن تھی۔ خدا جانے کس کے فراق مین جوگن کا بھیس کیا تھا ایسے ایسے جوہری اُسکے پاس مہینے مین صدہا آتے جاتے تھے شام کو لالہ ہیرا مل صاحب تشریف لائے۔ جوگن نے کہا لالہ صاحب سچ کہیے گا ہمارا پیار آپکو ہے یا نہین۔ لالہ ہیرا مل کھل گئے۔ بناتیے بناتیے۔ ہم کو اُلّو بناتی ہین۔ کیا ایسا گو کھایا ہے نہین جان من تمھارے اشک (عشق) مین جان جاتی ہے۔ کوئی ہمارا دل سے پوچھے پچیس ہجار تیس ہجار (ہزار) روپیہ جان کہو رکھدون بشرطیکہ ہماری ہو کر رہو۔ مگر تم جو ہو کسو کا کہنا ہی نہین مانین روج۔ بروج (روز بروز) آنکر کہتے ہین مگر تم کب سنتی ہو کسو کی آج تم نے یہ پوچھا کیا جانکر۔ چھیڑنے کے لیے پوچھا ہے نہ۔ بناتی ہو ہمین۔ کھیر۔ (خیر)۔ اکھتیار (اختیار) ہے تمھین کھوب (خوب) دل کھول کر ستا لو جیتے جو ستاؤ اور جس کدر (قدر) کر کے ستاؤ۔ ہم اُف نہ کرینگے۔

جو۔ ایک چیز آج ایک دو کے کتنے کی ہے اور رکھوا بھی دو تو لونڈی ہو جاؤن بولو کیا کہتے ہو بتاؤ۔

لالہ ہیرا مل۔ (ہیرا) جو جیسکی کسم (قسم) لو ایسی کون شی ہے جو کھریدنا (خریدنا) مشکل ہو اُسکا۔

جو۔ ہے ایسی ہی چیز۔ بھلا خرید لو تو جانین۔

ہیرا۔ دکھاؤ لاؤ۔ ابھی لیتا ہون۔ اسی دم۔

جوگن ناز و ادا سے اُٹھکر ٹوپی لے آئی۔ جوہری نے جو ٹوپی دیکھی تو پھڑک گیا۔ خوب غور کرکے دیکھا۔ تیس ہزار کی آنکی۔ مگر مہاجن کا لڑکا اور جوہری بچّہ۔ یہ کب چوکنے والے۔ کہا جو کہو ابھی ابھی منگوا دین۔ جو کہو تمھاری ہی راے پر چھوڑا جوگن نے لالہ ہیرا مل کو گدگدانا شروع کیا بڑے سخی بنے جاتے ہین جو کہو جو کہو۔ جو کہین گے وہ دیدو گے۔ ایسے بڑے وہ بن کے آئے کیون۔

لالہ ہیرا مل سوچے کہ بہت مانگیگی دو چار ہزار اتنا دس ہزار کہا لو نہ تم تو کھدبہ کھد (خود بخود) بات بڑھاتی ہو۔ بتاؤ کیا لوگی

جو۔ مسکرا کر بولی بیس ہزار۔

ہیرا۔ کوئی ہے۔

خدمتگار۔ حاضر پیر و مرشد حکم۔

ہیرا۔ جسو جا کے منیب جی سے دس ہجار جہرہ شاہی ابھی گنوا لا۔ اور یہ ڑکا لیتا جا۔

جو۔ دس کہ بیس۔

ہیرا۔ دس ہزار تو اس بکت (وقت) اور دس ہجار پھر دینگے ہم

جو۔ اچھا۔ اچھا۔ ہم کب کہتے ہین کہ ابھی دیدو۔

جوگن ازبس مسرور ہوئی کہ بیس ہزار پائے۔ ہم بارہ ہی ہزار آنکتے تھے آٹھ اور بڑھے۔ شہسوار دروازے کے پاس سے سُن چکے تھے کہ دس ہزار اسوقت ملین گے باقی دو چار دن مین جامے مین پھولے نہ سماتے۔ ادھر لالہ ہیرا مل خوش تھے کہ اچھا پھانسا آج تیس ہزار کی ٹوپی بیس ہزار کو مول لے لی جوگن نے گھل گھل کے باتین شروع کین۔ اللہ جانتا ہے جو تم مین مروت ہو نہ تو پیار کرنے کے قابل ہو۔ مگر مروت کا تمنے سبق ہی نہین پڑھا۔ ہیرا مل نے مسکرا کر کہا بجا۔ آپ مین مروت ہم مین چھو نہین گئی واہ شان اللہ کی۔ بیوی۔ مروت ہم مین ہے۔ عجب جو

کہتی ہو کر گھبرتے ہین۔ جوگن پھلواری مین ان کو سے لے کر ٹہلنے لگی۔ اٹھلا اٹھلا کر قدم رکھتی تھی اور کبھی کبھی اس تیکھی چتون سے انپر نظر ڈالتی تھی کہ حضرت رشیۂ خطمی ہوسے جاتے تھے۔

لالہ ہیرا لال صاحب رخصت ہونے کو تھے کہ دس ہزار روپیہ آگیا۔ جوگن نے جو دس ہزار چہرہ شاہی چمکتے دمکتے کھن کھن کرتے گنے تو جامے مین پھولی نہ سمائی۔ نہایت مسرور ہوئی ہیرا لال کو کئی بار پیار کی نظر سے دیکھا اور کہا باقی روپیہ دو تین دن مین بھجوا دینا۔

ہیرا۔ ضرور۔ ضرور۔ بھیجونگا۔ ایسی بات ہی بھلا۔

جو۔ ای ہم ہنستے ہین جی۔ کیا کچھ بے اعتبار سے ہو۔

ہیرا۔ لاکھون کی کوٹھی چلتی ہے۔

جو۔ کیا ہم جانتے ہی نہین۔

ہیرا۔ آپ کہو کیا کہتی ہو۔ صاف صاف بتا دو۔ بولو لے آپ

جو۔ ای واہ اب رنگ لائی گلہری۔ اچھے آئے۔

ہیرا۔ اب تمھارے دماغ کاہے کو ملین گے۔ اب تو امیر ہو گئین تم

جو۔ اونہہ اونہہ کیسی کچھ۔ امیر نہین وہ ہو گئے۔

ہیرا۔ دس ہزار روپیہ تمھارے نزدیک کچھ ہوا ہی نہین۔

جو۔ کیا! دس ہزار کیسا۔

ہیرا۔ دس ہزار نہین بیس ہزار سہی۔ پھر کچھ تھوڑا ہے۔

شہسوار نے اشارے سے جوگن کو بلایا اور کہا کچھ خیر ہے۔ دس ہزار روپیہ بڑی رقم ہے کسی کا اعتبار کیا۔ اور پھر تم جس سے کہو گی میر ٹوپی بیس ہزار کو خرید چکی تھی آپ دس ہزار نہین دیتے تو پھر کوئی باور بھی تو نہ کریگا۔ جوگن نے سوچ کر کہا۔ ای نہین یہ کیا بات ہے بھلا اتنے بڑے ساہوکار اتنے بڑے جوہری اور دس ہزار کیلیے ایمان بیچ ڈالین اور پھر میرے ساتھ ایسی بات۔ شہسوار نے کہا خوب سوچ سمجھ لو۔ دیکھو ایسا نہو مفت مین روپیہ بھی جائے ہاتھ سے اور بیوقوف کے بیوقوف بنین۔ زمانہ نازک ہے۔ ہم تو صلاح نہ دینگے کہ ٹوپی دیدو۔ مگر اتنا ہے کہ اگر ٹوپی واپس لوگی تو وہ دس ہزار بھی لیجائینگے۔ اور آیا ہوا روپیہ کھو جائیگا۔

جوگن نے کہا مین تو انسے نہ کہونگی۔ تم چاہو جا کے کہو۔ کہ ٹوپی میری ہے مگر مجھے تو انکا لاکھون کا اعتبار ہے۔ شہسوار نے کہا تو پھر ہم کو بھی اعتبار ہے۔

جوہری نے ایک بوسہ لیا اور رخصت ہوا تو شہسوار نے کہا لو اب تو اللہ میان نے چھپر پھاڑ کے دولت دی۔ کہو پیاری جانی اب نکاح کی ٹھہرتی ہے۔ کیون دیوانہ بن اور وحشت کی لیتی ہو۔ جوانی مفت مین کھوتی ہو۔ شباب کے مزے اڑاؤ لطف جوانی و زندگانی اٹھاؤ۔ جوگن نے کہا اب رنگ لائی گلہری۔ کیا رشیۂ خطمی ہوئے جاتے ہین۔ اوچھے کے گھر تیتر باہر رکھون کہ بھیتر۔ کچھ دن کسی پر اس ثروت کا حال ظاہر نہ کرو۔ نہین تو مفت مین دھر لیے جاؤ گے۔ ع

| تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے |

گو جوگن نے ابکی پھر انکار کیا مگر شہسوار کو پورا پورا یقین ہو گیا کہ کہنا مان لے گی۔ بات کو ہرگز نہ ٹالے گی۔ کہا افسوس ہے کہ تمنے ہمارا کہنا اب تک نہ مانا۔ خیر اب پھر غور کرو اور یہ سب مال اسباب اور زر روپیہ اپنے پاس رکھو۔

بیگناہ قیدی

وزیر جنگ نے آزاد کو کوئی ڈیڑھ مہینے کے بعد طلب فرمایا پیشتر جب ان سے سوال کیے گئے تو مینڈا اور قریہ کا نام سنکر مارے غصے کے جواب شافی نہ دے سکے لہذا وزیر جنگ نے ان کو

سول قید خانے کو واپس بھیجا اور کہا ہم برٹش سفیر متعینہ قسطنطنیہ کے ذریعہ سے چال چلن کا حال گورنمنٹ ہندوستان سے دریافت کرینگے۔ اگر تم اصل مین ہندی ہو تو فوراً رہا کیے جاؤگے۔ میان آزاد کا فوٹو لیا گیا اور وہ صاحب گورنر جنرل ہند کی خدمت مین بھیجا گیا میان آزاد نے بیان کیا کہ ہندوستان مین فلان صاحب سے میرا حال دریافت کیا جائے اسکے علاوہ کپتان اسمتھ اور لفٹنٹ ایپلٹن کے پاس بھی اُنکے فوٹو بھیجے گئے۔ گورنمنٹ ہند نے جواب بھیجا جس سے ظاہر ہوا کہ آزاد روسی جاسوس نہین ہے۔ ساٹھ ستر معزز آدمیون نے گواہی دی کہ ہم ان صاحب سے خوب واقف ہین منجملہ ان اصحاب کے بمبئی کے نواب صاحب اور علماے بمبئی اور وہ نواب نامدار بھی تھے جنکا بیڑہ صف شکن علیخان اُڑ گیا تھا۔ اُن سب نے بھی دستخط کر دیے لفٹنٹ ایپلٹن نے جواب لکھا کہ یہ تصویر ایک کشمیری مسلمان کی ہے جو ہندوستان کے ممالک مغربی و شمالی اودھ مین بود و باش کرتے ہین۔ یہ صاحب ہمارے ساتھ بمبئی سے جہاز پر سوار ہوئے جنی ڈنیس جہاز کا نام تھا۔ جہاز مذکور جزیرۂ ہیرم نے قریب ڈوب گیا۔ اُس جوانمرد نے اکثر آدمیون کی جان بچائی۔ مالٹا تک ہمارا انکا ساتھ رہا وہان سے ہم روانہ ہوگئے انگلستان کی طرف اور وہ اسکندریہ گئے کپتان اسمتھ نے لکھا مین جنی ڈنیس جہاز کا ناخدا تھا۔ بمبئی سے یہ شخص جہاز پر سوار ہوا۔ نہایت لائق اور جوانمرد و نوجوان جنٹلمین ہے مالٹا سے میرا ان کا ساتھ چھوٹا۔ جہاز ڈوبنے کے وقت میان آزاد نے ہمین بڑی مدد دی۔ یہ شخص روسی جاسوس نہین ہے۔ ہرگز نہین ہرمزجی نے بھی آنکر یون بیان کیا۔ میان آزاد میرے الدکا خط لیکر آئے۔ یہ صاحب مالٹا سے آئے ہین اور میرے مہمان ہین مین انکو اچھا سمجھتا ہون اور قسم کھا کر کہہ سکتا ہون کہ یہ روسی نہین ہین۔ ہندی ہین۔

میان آزاد نے بکمال فصاحت و بلاغت بیان کیا کہ مین ایک ہندی کشمیری الاصل ہون۔ روسی جاسوس جسنے مجھے کہا وہ جھوٹ بولا مین خادم اسلام اور عاشق اسلام ہون۔ اور خاص اسی غرض سے آیا ہون کہ جنگ مین شریک ہو کر ترکون کو مدد دون مگر خوبی قسمت نے مجھے قید خانہ دکھایا۔ ع

آدمی مجبور ہے تقدیر سے

گورنمنٹ ہند نے مجھے بری کیا میری تعریف لکھی۔ مختلف مقامات کے لوگون نے مجھے پہچانا۔ ایک انگریزی اور فوجی لفٹنٹ ایپلٹن نے میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص بمبئی سے ہمارے ساتھ جہاز پر روانہ ہوا۔ خود ناخدا نے اسکی تصدیق کی۔ ہرمزجی سوداگر نے گواہی دی۔ اب بھی بری نہون تو اندھیر ہے۔

وزیر۔ بیشک آپکی نسبت اب جرم کسی طرح پر ثابت نہین ہوسکتا مگر آپ دو چار روز تامل کیجیے۔ تو آخری حکم سناؤن۔ آپ سول قید خانے اسوقت واپس تشریف لیجائیے۔

آزاد نے جھک کر بہ ادب سلام کیا اور چلے گئے۔ راستے مین سوچتے جاتے تھے کہ شاید اب رہائی ہو جائے۔ کیونکہ میڈا کوئی ثبوت میرے روسی جاسوس ہونیکا پیش نہین کر سکتی۔ اور مین نے ثابت کر دیا کہ اُسنے صرف تہمت تراشی ہے۔

وزیر جنگ نے میڈا کو بلوایا اور کہا افسوس ہے کہ تمھارا بیان غلط نکلا میان آزاد روسی جاسوس نہین ہین۔ ہندوستان سے خاصکر اسی لیے آئے ہین کہ ہماری فوج کی طرف سے روسیون کا مقابلہ کرین۔ بہت سے ثبوت بہم پہونچے ہین۔ گورنمنٹ ہند نے لکھا ہے کہ کامل تحقیقات کے بعد معلوم ہوا ہے کہ میان آزاد کا

چال چلن یہاں اچھا تھا۔

یہ فقرے سنتے ہی میڈا کا رنگ فق ہو گیا۔

کاٹو تو لہو نہیں بدن میں

بات کرنا محال تھا۔ وزیر جنگ نے پھر کہا کہ اگر آزاد آزاد کر دیا گیا تو بیشک تمہارے لیے اچھا نہ ہوگا۔ انصاف اِسی کا مقتضی ہو کہ جو بدنامی اور پریشانی اور ناکامی آزاد کو نصیب ہوئی اُسکا معاوضہ کسی نہ کسی سے لیا جائے۔ اور اسمین بھی شبہہ نہیں کہ وہ ضرور آزاد ہو جائینگے میڈا نے کہا کہ آپ جائین۔ میڈا نے ایک ادا سے دلربا سے حضور وزیر جنگ کو سلام کیا۔ اور رخصت ہوئی۔ لیکن اُس پری تمثال کے بشرے سے ایک قسم کی مایوسی عیان تھی۔ کمال افسوس تھا کہ یہ مین نے کیا کیا۔ یہ بات اب ٹرکی بھر مین مشہور ہو جائیگی۔ اور میری سخت بدنامی ہو گی اپنی ہجولی سے جا کر کل حال بیان کیا۔

اب آزاد کا حال سُنیے کہ اور قیدیون کے ساتھ یہ جگر فگار دلریش نوجوان غم غلط کرتا اور دل بہلاتا تھا۔ دو چار معزز قیدی اُسکے دلی دوست ہو گئے۔ اُن سے آزاد نے اپنی دلی خواہش اور حال سچا سچا بیان کر دیا۔ اور چونکہ اکثر امور مین وہ بھی اُنکے ہمدرد تھے۔ لہذا خوب گذرتی تھی۔ محبت باہم روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ تاہم ایک ایک گھڑی اُن کو ایک ایک سال کے برابر تھی۔ اِتنے دن کی قید نے اُنکو بالکل مضمحل اور کم طاقت کر دیا۔ پہلے تو بالکل مایوس ہو گئے تھے اُمید ہی نہ تھی کہ کسی روز آزادی کی صورت دیکھنے مین آئے گی سمجھ گئے کہ ہندوستان سے گویا اسی لیے ہی آئے تھے کہ آزاد اسیر ہون۔ سوچتے تھے کہ اگر کسی کو قتل کیا ہوتا اور سزا پاتے تو خود شرماتے اور اپنے کیے ہوئے پر پچھتاتے۔ مگر بے گناہ آن پھنسے اور کوئی شنوائی ہی نہین کرتا۔ حوصلہ پست ہو گیا۔ دل کا کنول مُجھا جاتا ہو۔ ہائے جوانی مفت مین برباد ہوئی

اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

شوق ہر رنگ رقیب سر و سامان نکلا
قیس تصویر کے پردے مین بھی عریان نکلا

ایک روز آزاد نے ایک ناول مین کسی عاشق ناکام کا حال جو پڑھا تو اُنکو اپنی نامرادی پر کمال افسوس ہوا اور حُسن آرا بیگم یاد آئین بڑی دیر تک تڑپتے رہے۔ دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ دو تین دن مین میان آزاد کی اور بھی ردی حالت ہوئی۔ یہان تک کہ قید خانے کے منتظم نے اطبا کو بلوایا۔ اور اُنکی صلاح سے میان آزاد کو اجازت دی گئی کہ صبح و شام سمندر کے قریب ہوا کھایا کرین۔ مہر منزجی نے اپنے دو گھوڑے ایک کیب قیمتی سات سو روپیہ کا اور ایک ترکی تذمبا تعینات کر دیا۔ ایک روز میان آزاد فرس تند خو پر سوار ایک دلکش مقام پر بستی کے باہر جا رہے تھے۔ تو دیکھا کہ سامنے سے ایک گھوڑا اگبٹٹ آ رہا ہو۔ جب اُن کے فرس آہو شکار کے قریب پہونچا تو اُنھون نے پیچھے پھر کر دیکھا ایک نوجوان نوخیز اس گلگون شبک خیز پر بصد طنطنہ رعنائی و دبدبہ دلربائی متمکن تھا۔ میان آزاد نے دل ہی دل مین کہا سبحان اللہ سبحان اللہ کیا سرو گلگشت جوان طناز ہو معشوق سراپا انداز ہو۔

هنوزش گرد گل نارستہ شمشاد | بخوبی سرو او چون سرو آزاد

رخسارے گل تر۔ بلکہ رشک قمر۔ ادا وہ دلربا کہ زاہد تک فریفتہ ہو جائین۔

چو گل شگفتہ بصد آب و رنگ می آئی
زشہر آئینہ یا از فرنگ می آئی

جوان حسین و نازنین نے لجاتے اور شرماتے ہوئے میان آزاد کو جھک کر سلام کیا۔ آزاد نے سلام کا جواب دیا۔ مگر دلمین سوچنے لگے کہ یاخدا یہ کون طفل پری چہرہ ہی جسنے لجاتے ہوئے سلام کیا۔ اس دلبرِ دلربا سے طفل نوخاستہ اور آراستہ نے کئی بار انکو دیکھا مگر شرما شرما کر گردن پھیر لی۔ ؎

چہ گردن کشتۂ او شمع کافور | بلورین دستۂ فوارۂ نور

آزاد نے خود مبادرت کی اور یون سوال کیئے۔

آزاد۔ (فرانسیسی زبان مین) آپ ترکی ہین۔

طفل۔ جی نہین مین پارسی ہون۔

آزاد۔ اسم شریف آپ کا۔

طفل۔ حسن جی جمال جی۔

آزاد۔ (اپنے دل مین) اسم بامسمیٰ ہی حسن جی جمال جی آپ یہان کس غرض سے آئے ہین۔

طفل۔ تبدیل آب و ہوا کے لیئے۔

آزاد۔ کہان قیام ہی۔

طفل۔ محمود کے ہوٹل مین۔

آزاد۔ اب تو طبیعت اچھی رہتی ہی یہان۔

طفل۔ ہان شکر ہی۔

آزاد۔ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین اور کہان جاتے ہین۔

طفل۔ ہوٹل سے ہرمز جی پارسی کی کوٹھی گیا۔ ہرمز جی سے ملاقات نہین ہوئی۔ مین نے سنا ہی کہ ہندوستان سے ایک صاحب آئے ہین میان آزاد انھین کی ملاقات کے لیئے گیا تھا مگر ملاقات نہوئی۔

آزاد۔ آپ آزاد سے کیون ملنا چاہتے ہین۔

طفل۔ یہان ایک لیڈی ہین وہ مجھ سے آزاد کے اخلاق اور تہذیب اور خوش کلامی اور شیرین بیانی کی از بس مداح ہین اور سنا بڑے عالم اور حسین آدمی ہین۔

آزاد۔ آپ سے کس لیڈی نے کہا اور اسکو کس قدر زمانہ ہوا۔

طفل۔ کوئی ایک مہینے کے قریب ہوا ہوگا۔

آزاد۔ لیڈی کا نام معلوم ہی۔

طفل۔ آپ شاید نہ واقف ہون۔ میڈا اسکا نام ہی۔

میڈا کا نام سنتے ہی میان آزاد کا رنگ فق ہوگیا تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ پھر پوچھا کہ آپ انکو کیسا جانتے ہین۔ طفل خوبرو نے مسکرا کر کہا (یہان جسقدر رنگین مزاج اور نوجوان ہین سب اُس عفیفہ سے واقف ہین اُنکے حسن و جمال کی دور تک دھوم ہی) میان آزاد نے بغور دیکھا کہ اُس بت جادو جمال کی تعریف کرنے کے وقت طفل خوبرو کے گال اور بھی سرخ ہوگئے مسکرا کر آزاد بولے ہان ہین تو ایسی ہی خوش و مگر چشم بد دور آپ بھی کچھ اُن سے کم نہین۔ طفل عنبر مو نے نخرے کے ساتھ کہا ہان۔ ہو مگر ہم تو مرد ہین۔ حسن و جمال ہمارے لیئے فخر کا مقام نہین۔ آزاد نے کہا یہ سچ لیکن خوبرو مرد ہو یا عورت ہر طرح قابل قدر ہوتا ہی۔ اور خدا جھوٹ نہ بلائے اگر آپ میڈا کے ساتھ شادی کرنا پسند کرین تو وہ فورًا منظور کرلین مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ آج تک آپ کا سا حسین جوان نظر سے نہین گذرا طفل خوبرو نے مسکرا کر جواب دیا مگر میان آزاد کا گھوڑا اُسوقت الف ہوگیا تھا سُن نہ سکے۔ بڑی دیر تک میان آزاد اُسکے ساتھ سیر کیا کیے۔ ایک سوار پیچھے پیچھے بنظر احتیاط اُنکے ساتھ تھا کہ مبادا کہین بھاگ جائین کبھی میان آزاد انکے برابر ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ جاتے کبھی گھوڑا دوڑاتے تھے آزاد نے کہا حضرت آپکے گھوڑے پر خوب جچتے ہین

فرمائیے اب کب ملاقات ہوگی۔ طفل خوبرو نے پھر مُسکرا کر کہا جب فرمائیے۔ اور جہان فرمائیے۔ حاضر ہون۔ آپ فرمائیے کہان ہین۔ اب میان آزاد بتائین تو کیا بتائین۔ یہ کہنے سے رہے کہ قید خانے مین ہون۔ سوا رحفاظت کے لیے ساتھ ہی رنگ زرد ہوگیا گھبرا کر بولے کہ آپ یہین ملیے۔ مین روز صبح شام ہوا کھانے آتا ہون طفل خوبرو نے کہا بہت اچھا۔ یا اگر آپکی مرضی ہو تو مہر مزجی کے باغ مین تشریف لائیے۔ مُیڈا بھی وہان اکثر آتی ہین مُیڈا کا نام سُنکر اُنکو وہ وقت یاد آیا جب اسی باغ مین میان آزاد اس شکرلب کے ساتھ میٹھی میٹھی باتین کرتے تھے۔ پہلے پہل اسی باغ دلکش مین کوہ قاف کی پری بصد شان دلبری اُنسے گرمجوشی کے ساتھ ملی تھی۔ اُنھون نے کہا جی نہین بس اسی مقام پر ملین گے۔

طفل۔ ضرور ملیے گا۔

آزاد۔ بالضرور۔

طفل۔ پھر اب رخصت ہوتا ہون۔

آزاد۔ تسلیم کل ملین گے۔

آزاد سوار قید خانے چلے آئے۔

دوسرے روز صبح کو میان آزاد نے اُس طفل خوبرو کو نہ پایا۔ بڑی دیر تک منتظر رہے مگر پتہ نہ ملا۔ شام کو پھر حسب معمول ہوا کھانے آئے تو دیکھا کہ وہ پریزاد اسپ صرصر تگ پر سوار آہستہ آہستہ آتا ہے دونون کی چار آنکھین ہوئین۔ آزاد نے سلام کیا۔ طفل خوبرو نے جھکا کر جواب دیا۔

آزاد۔ آج صبح کو آپ سے ملاقات نہین ہوئی۔

طفل۔ جی ہان مین مُیڈا کے ہان گیا تھا۔ بڑے تپاک کے ساتھ مجھسے پیش آتی ہین۔ حق یون ہے کہ پریون کا تو نام ہی نام سُنا ہے یہ سچ مچ کی پری ہے۔ وہ خم و چم کہ انسان گھنٹون گھورا کرے اور پھر بھی سیری نہو۔ خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہے۔ ؎

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت | جفا و جور و عتاب و ستمگری آموخت

من آدمی بہ چنین شکل و قد و خوی و روش
ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت

اور بناؤ چناؤ اور بھی ستم ڈھاتا ہے۔ ؎

بیکے خود خوبرو بودی و گر آراستنی خود را
بتا معلوم شد ما را کہ قصد جان ما داری

نظر غلط انداز سے صفین کی صفین تہ و بالا ہو جائین۔ ؎

یک نگاہ غلط انداز ز چشم ساقی
کار صد شیشہ و صد ساغر و صد جام کند

مگر افسوس ہے کہ سنگدل ہے۔ شیوۂ بیداد مین طاق ہے۔ ایک غمزے مین ہزارون کا کام تمام کر دے۔ ؎

اے مرگ بر و کہ غمزۂ او | تا آمدن تو کار خود کرد

افسوس ہے کہ آپنے اس حور لقا ماہ سیما کو نہین دیکھا قابل دید ہے۔ ہر عضو بدن سانچے مین ڈھلا ہوا۔ بڑا خوش نصیب وہ شخص ہے جسکی ہمخوابہ یہ پری ہو۔ اُس سے بڑھکر خوش نصیب کوئی نہین۔

آزاد اپنے دلمین سوچنے لگے کہ اللہ اللہ مُیڈا کے حسن و جمال مین یہ تاثیر ہے کہ ایسا خوبصورت حور طلعت نوجوان تک ریجھا ہوا ہے مُیڈا کی پیاری پیاری ادا اور گورے گورے گال اور مستانہ چال اُنکی آنکھون کے سامنے پھر گئی اور ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے طفل خوبرو نے جو دیکھا کہ حضرت آہ سرد کھینچ رہے ہین تو مُسکرا دیا آزاد کہتے ہی کو تھے کہ تم بعینہ مُیڈا کی طرح مُسکراتے ہو لیکن سوچے کہ غضب آگیا ہو گیا تھا۔ اسقدر تو مین کہہ چکا ہون کہ مُیڈا کو آج تک مین دیکھا ہی نہین طفل خوبرو سے اُنھون نے پوچھا کہ میان آزاد اب کہان ہین

اُنکا حال بھی معلوم ہو۔ وہ پری چہرہ مسکرا کر بولا کہ اسی سنگدل کی بدولت وہ قیدخانے مین پڑے ہین ان معشوقون مین یہی تو عیب ہو کہ سنگدل ہوتے ہین۔ آزاد نے بصد حسرت کہا ؎

از سنگدل کر فلک عہد شکن را
مقصود شکست دل نا بودستیم

طفل۔ اب بیچارے زبان حال و قال سے قیدخانے مین یہی کہتے ہون گے۔ ؎

اے ترک شوخ انہمہ ناز و عتاب چیست
با دل شکستگان ستم بےحساب چیست

بہت پچھتاتے ہون گے۔

آزاد اس فقرے پر آبدیدہ ہو گئے۔ کیونکہ ملیڈا اسنے رخصت ہوتے وقت یہی فقرہ کہا تھا (کہ بہت پچھتاؤ گے۔ بہت پچھتاؤ گے)۔

اسی طرح کئی دن تک دونون ملتے رہے۔

آخرکار ایک روز طفل خوبرو نے کہا کہ میان آزاد مجھے بہت نہ اُڑاؤ آزاد تم ہی ہو اور مین ملیڈا ہون۔ آزاد سخت متحیر ہو کر بولے کہ کیا۔ افوہ بڑا دھوکا ہوا۔ تمھارے مسکرانے سے مجھے شک گذرتا تھا مگر شام کے وقت مین اچھی طرح پہچان نہ سکا ملیڈا نے کہا کہ میان آزاد مین ہی تمھاری مصیبت کی باعث ہوئی اب تم معاف کرو ملیڈا اوخیز لیڈی تو تھی ہی اور بلا کی حسین نازنین جادو جمال و زہرہ تمثال۔ شوخی کے ساتھ جو اُس نے معافی چاہی تو آزاد اس ادا پر ہزار جان سے شیدا ہو گئے۔ ؎

خوبرو چلتے ہین دل لیتی ہے سب کی شوخی
ہو مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی

دونون گھوڑون پر سے ایک جھاڑی مین گئے ملیڈا نے آبدیدہ ہو کر اشارے سے خواہش ظاہر کی کہ گلے لپٹ جاؤ پہلے تو میان آزاد جھجکے لیکن اُس پری پیکر کی چشم فتان سے اشک جاری دیکھکر اُنکا دل بھر آیا ملیڈا اسنے کہا آزاد جوانمردی اب یہی ہو کہ مجکو معاف کرو آزاد نے بےجھجک گلے لگایا اور کہا ؎

گر زدست زلف مشکینت خطائے رفت رفت
ور ز ہندوے شما بر من جفائے رفت رفت
گرد لم از طرۂ دلدار تابے خورد خورد
در میان جان و جانان ماجرائے رفت رفت

دونون گلے ملکر خوب روئے۔ آزاد اپنی مصیبت و پریشانی یاد کر کے رو دیے۔ اور ملیڈا اس خیال سے روئی کہ میرے سبب سے یہ بیچارہ بیگناہ قید ہوا۔

جونیر افسر جو ساتھ تھا کسی قدر فاصلے پر کھڑا رہا اور یہ دونون گھوڑون پر سوار ہو کر رخصت ہوئے آزاد پھر زندان مین گئے۔

میان خواجہ بدیع صاحب

خواجہ بدیع صاحب اسکندریہ مین چین سے رہے ٹرکی کے کانسل متعینہ مصر نے اُنکی بڑی خاطر کی۔ جو ہی ٹلیر سے چوتھے سلام کر لیتے تھے۔ پندرہ روز مین خوجی خاصے ٹانٹھے بھلے چنگے ہو گئے اسکندریہ کی حضرت نے خوب سیر کی جب کئی روز تک اچھے رہے بیماری نے بالکل مفارقت کی تو ایک دن کانسل کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ اب فدوی حضور کے اقبال سے صحیح ہو گیا عوارض نے پیچھا چھوڑا۔ امیدوار ہو کہ اجازت دیجائے۔ دریافت کیا گیا کہ سائل کس امر کی اجازت چاہتا ہے۔ کہا صرف یہ چاہتا ہون کہ میان آزاد کے پاس بھیجدیا جاؤن۔ کانسل نے حکم دیا کہ جو جہاز قسطنطنیہ جاتا ہو اُسپر خوجی بھیج دیے جائین۔ سفر خرچ کے علاوہ زر نقد اور کپڑا بھی اُنکو دیا جائے۔

ایکدن خواجہ بدیع صاحب لڑھکتے پڑھکتے چلے جاتے تھے کہ ماٹا

کی ایک عورت نے انکو دیکھا۔ (دو ماشے کا قد) اور دُبلے پتلے ہاتھ پانوں دیکھکر مُسکرائی۔ میان خوجی اور بھی تن گئے اب اکڑے ہی جاتے ہین۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ سمجھے کہ عورت ہمپر ریجھ گئی۔ دل ہی دل مین سوچتے جاتے تھے کہ واللہ واہ رے ہم جس ملک مین جاتے ہین انگلیان اٹھتی ہین۔ چھوٹے بڑے سب ہمین کو دیکھتے ہین۔ وہ عورت اور بھی غور سے دیکھنے لگی۔ اور حضرت کے اکڑنے پر خوب ہی کھلکھلائی آپ سوچے کہ یہ نخرے کرتی ہے۔ شاید اس ملک کی یہی ریت ہو کہ جوان طناز اور خوبرو کو دیکھا اور ہنسنے لگی اور ماشاء اللہ آپ کے طناز اور وجیہ ہونے مین شک بھی نہ تھا اور کسی کو ہوتا یا نہوتا۔ خواجہ صاحب کو تو ذرا بھی شک نہ تھا یہ اپنے کو کلّے ٹھلّے کا گبھرو ہی سمجھتے تھے عورت کو کھلکھلاتے ہوئے پایا تو شوق چرّایا کہ اس سے چہل ہو۔ قریب جا کر اور مُنھ بنا کر غور سے دیکھا۔ عورت کو اور بھی ہنسی آئی۔ اِسپر خوجی اکڑ کر بولے (نہوئے میان آزاد) ورنہ حسن آرا تک کو بھول جاتے۔ واہ کیا پری ہے۔ اور نجہ گبھرو کو دیکھکر کھلی جاتی ہے۔ ؎

اشتیاقی کہ بدیدار تو دارد دل من
دل من داند و من دانم و داند دل من

یہ شعر بڑے سوز و گداز سے حضرت نے پڑھا۔ مگر خیر سے کتنا حسب حال ہے۔ کھڑے دیکھ رہے ہین۔ مگر ع

اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دل من

کی اچھی تانک لگائی۔ قریب جا کر عورت سے پوچھا۔ ؎

چہ نامے کہ مولاے نام توام | درم ناخریدہ غلام توام

وہ اور بھی ہنسی۔

اتنے مین دس پندرہ رہرو بھی جمع ہو گئے۔ خوجی کی اکھی قطع اور قد و قامت اور اکڑ نا بر رنا اور مُسکرانا اور اینڈ نا جو دیکھتا تھا ہنس دیتا تھا اور خوجی کو یقین واثق ہو گیا تھا کہ ہمارے حسن و جمال پر نظر ڈالکر یہ لوگ خوش ہو رہے ہین۔ آپنے کڑک کر فرمایا ؎

میر سد این صدا بگوش جہان | از پس پردۂ جہان ہر دم
غیر او نیست در سراے وجود | بحقیقت کسے دگر موجود

کوئی پوچھے ان اشعار کا یہان کیا موقع تھا بھلا۔ مگر پوچھے تو پوچھے کس سے۔ قرولی کھانا منظور ہو تو خوجی سے بھڑ بیٹھے خواجہ صاحب ایسے مزے مین آئے کہ حوالی موالی اور حاضرین کو ڈپٹنے لگے۔ ایک سے کہا تو یہان کیون کھڑا ہے بے۔ دوسرے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا چلا جا یہان سے برابر تیسرے سے خطاب کر کے بولے او گیدی جاتا ہے یا نکالون قرولی جو تھے سے پیلے ہو کر کہا۔ یہان کیا تماشا ہے کچھ۔ ارد گرد کے لوگ سمجھے کہ مسخرہ ہے کوئی بعض بعض کو گمان ہوا کہ دیوانہ ہے۔ جون جون خوجی صاحب بگڑتے تھے حوالی موالی اور بھی بناتے اور کھلکھلاتے تھے۔ آپ نے عورت کی طرف مخاطب ہو کر اشارے سے کہا چلو ہم تم اس طرف چلین اِسپر اور بھی قہقہہ پڑا۔ اور سب نے چٹکیون پر اُڑایا اتنے مین دو تین عورتین اور بھی کھڑی ہو گئین۔ تب تو خوجی مونچھون پر تاؤ دینے لگے اللہ اللہ ہم بھی اتنے ہو لئے۔ اب عورتین ہمپر ریجھنے لگین۔ اے تیری قدرت خوجی اور عورتین ان پر ریجھین۔ شان خدا۔ خوجی تماشا بن گئے۔ بار بار اکڑنا اور بھی لطف دکھاتا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس عورت نے انکا ہاتھ پکڑ لیا۔ خوجی مسکرائے مسکرانا تھا کہ اُس نے ایک دھول جمائی۔ ہاتھ چھڑا نے ہی کو تھے کہ پیچھے سے کسی نے ایک اور چپت جڑی۔ تیسرے نے چٹکی سے دھپ لگائی۔ ادھر دیکھتے ہین تو ادھر سے پڑتی ہے اور اُدھر نظر اٹھاتے ہین تو ادھر تڑاتڑ کی آواز آتی ہے

سمجھے کہ پھر جو عورت عاشق ہوئی تو یہان کے باشندے جل مرے اور جب عورت نے دفورِ عشق اور بڑے پیار سے ہمارا ہاتھ پکڑ لیا تو یہ لوگ اور بھی جل بھن کے خاک ہو گئے - ؎

عاشقان کشتگان معشوق اند
بر نیاید ز کشتگان آواز

عاشقون کی تو یہ کیفیت ہوتی ہی ہو - اور ابھی کیا ہو - ؎

آگے آگے دیکھیے ہوتا ہو کیا

تب جانین کہ ہم بھی عشاق کے زمرے مین نام بر آوردہ ہو گئے جب لڑکے پھر پتھر پھینکین اور جس گلی کوچے مین جائین لونڈے لہاڑے تالیان بجائین اور پھر ہم کو کہنے کا موقع ملے کہ - ؎

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہو جو چاہے
کباب نرگسی ہو یا شراب ارغوانی ہو

میان خواجہ بدیع صاحب سوچے کہ افیم کھانے کا وقت آن پہونچا اگر گھر جاتے ہین تو یہ عورت چھوٹتی ہو اور اگر یہان پینے کی خواہش کرین تو پانی ندارد ہو - اشارے سے حضرت نے پانی مانگا - کٹوری مین دیا گیا - افیم گھولی - پی اور بآواز بلند عورت کی طرف مخاطب ہو کر کہا - ؎

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اس موزونی طبع کے صدقے - کیا برجستہ پڑھ دیتے ہین
تمکو ملے یا نہ ملے بوجھون تو مرے گا - ؎

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

خواجہ صاحب نے پھر اشارہ کیا - کہ چلو ہم تم اور طرف چل کھڑے ہون عورت مسکرا دی - اتنے مین کسی نے پیچھے سے چٹکی لی تو خوجی صاحب پلٹ پڑے - دیکھا تو دو بونے ایک وہی ذات شریف جنھون نے پانی کے ساتھ ہوٹل مین جمال گوٹہ پلا دیا تھا - دوسرے اُنکے کوئی یار وفادار تھے - خوجی نے اپنے پُرانے دوست کو گھور کر دیکھا اور تن گئے - کیون بچہ تم اپنی شرارت سے باز نہین آتے - ابھی ایک کُشتی نکال چکا ہون اب آج پھر سر کُھجلایا - ہڈیان جُلبُلا نے لگین میرے بھی ہاتھ مین کُھجلی ہو آتی ہو جھپٹ کر میان خوجی نے ایک چپت جڑ دی - دونون بونے چمٹ گئے - خوجی نے کہا ہائین - ہائین - ایک ایک - ایک - ایک - مگر اُنھون نے ایک نہ سُنی - خوجی جھلّا گئے ایک بونے کی گردن دبائی اور زور سے ٹخنی دی - چارون شانے چت - وہ مارا - وہ مارا کہہ ہی چکے تھے کہ دوسرے بونے نے ٹانگ پکڑ کر کھینچ لیا اور لڑ کھڑا کر خوجی گرے مگر بونا بھی ساتھ ہی گرا - حوالی موالی خوب ہنسے - قہقہے پر قہقہہ پڑا اور خوجی زمین سے اُٹھکر خوب ہی اکڑے - ہات تیرے گیدی کی ایسے ہم تو نہتے لڑتے ہین اور جو کہین قرولی ہوتی تو تو بہ ہی بھلی -

خو - (عورت سے) کیون سچ کہنا کیسی آنٹی دی ہو -

عورت - (اشارے سے) شاباش بڑے پہلوان ہو -

خو - پھر اب بھی ہماری شادی نہو تو ڈوب مرنے کا مقام ہو -

دونون بونے مُنھ چڑھانے لگے -

خو - جاؤ - جوتے خورے - زمانے بھر کے بیحیا - نامعقول -

بونون نے دور جا کر خوجی پر ڈھیلے پھینکے -

خ - لو جان من اب تو تمھارے دیوانے پر کلوخ اندازی بھی ہونے لگی - ؎

لاکھ ہو گردشِ ایام یہ حاضر ہے مدام
اُنس رکھتی ہے نہایت شبِ ہجران مجھے

راوی - یہ شعر بھی کس درجہ سب حال ہے - بالکل چسپان - عورت تھوڑی دیر میں چل دی - خوجی بادلِ پُر درد اُٹھے اور جہاں ٹکے تھے - وہاں جاکر سوچنے لگے کہ یہ عورت بطور رحم پر بگڑی ہے خدا نے چاہا تو صبح شام ہی نکاح ہو جائے - انشاء اللہ پھر میان آزاد البتہ کہیں گے کہ ہاں بھئی خوبی کارے کردہ -

لوگوں نے جاکر حضرت کانسل سے بھی خبر دی کہ یہ میان خوجی کوئی مسخرے ہیں - شہر میں جس طرف جاتے ہیں انگلیاں اُٹھتی ہیں آدمی کیا تماشا ہے - کانسل نے انکو بلوایا -

خو - سات بار سلام کر کے حاضر ہے - غلام -

کانسل - اب کیا چاہتے ہو -

خو - پیر و مرشد - ع

باز ہوا ے چشمِ آرزو ست

کانسل - ہندوستان جانے کا ارادہ ہے نہ -

خو - ہان حضور - ہ

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر	خارِ وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد	میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

کانسل - اچھا ہم جلد بھیجدیں گے -

خو - (سلام کر کے) - ع

شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو

کانسل - اچھا رخصت -

خو - آداب حضور - ہ

دل ہمہ دیدہ شد و دیدہ ہمہ دل گردید
کہ مراد دل و دنیا ز تو حاصل گردید

شام کو خوجی سوچے کہ ہمین نے ہندوستان جانے کی درخواست کیوں کی - آزاد بیچارے کو اکیلا تن تنہا بہ یک بینی و دو گوش چھوڑ دینا وضع اہل آبرو کے خلاف ہے - گو آدمی لائق فائق اور فہمیدہ ہے مگر کم سن اور نا آزمودہ کار ہے سوچ کر ایک عرضی حضرت نے لکھی -

عرضی عریضہ خواجہ بدیع فدوی

اے قبا ے بادشاہی راست بر بالا ے تو
مصرعۂ ثانی یاد نیست لہذا حذف شد والا ے تو

شہر یار و جہان پناہ مخدوم و مکرم ذیجاہ کانسل صاحب بہادر

بفر عرض میرساند واجب بود بعرض رسانید

از انجاکہ دیر وز ہمایون سوز کہ آن مخدوم اعلیٰ بنا بر وجہت روندگی - غلام بدیع از لسان مروت تبیان بفرمایند کہ شما چہ میخواہی ومن یعنی غلام بدیع گفتم کہ وطن را دیدا میخواہم و فرمودندی کہ شمارا رفتن سامان نمودہ میدہیم ومن سلام کردم و باز گفتند کو اد درخصت شو - از ین جا آمدکہ بوقت شام میان آزاد عالیمقام کہ آقا ے ماہست یاد آمدند چون او شان را بیک بینی و دو گوش کہ عبارت از تنہا بیکس ست گذاردن خلاف آبروی آبرو منشان است بازچگونہ شود کہ بگویم مرا بہندوستان رفتن خواہش ست خواہش نیست - الٰہی آفتاب دولت درخشان ست از ین سبب لازم آمد کہ عرضی معروضہ عرض دہم و گویم کہ مرا بہند نہ فرست بہ روم فرست چہ کہ آزاد از ین طور دا ز ان طرز ہر دو طور بر ہمین نسق گذاشتن مردمیدان را خلاف ست -

من غلام بدیع از عرصۂ چند ماہ طوق ملازمت آزاد صاحب درگردن اینجو قمری می نماید - ہمراہ اوشان ہمہ جا رفتم - وا نچہ اوکردکردم وا و گفت گفتم - بر مکان بیگم بھی ہم گذشتم و ماندم

ادا این طور خود شش ملاقات نمودم۔

واضح و مخفی مباد کہ آزاد صاحب بر حسن آرا بیگم عاشق شدہ اند و او از ین گفت ست کہ شما روم در رود۔ و دران روم جنگ نمودہ با روس بیا۔ و بزودی بیا کہ من ہم شما را صلاح ہم و با تو نکاح خواہم من را از فرائض آمد کہ ہر گاہ خواہم داشت نزد او بروم لہذا التجا کردم کہ من را بہ نزد آزاد اندر روم یا ہر کجا نمودہ آید در روم اجازت خواہند۔

الٰہی آفتاب دولت باہزاران
ہزار ذرہ بہمیت دار
درخشد

[illegible]

یہ نادر خط شکستہ ایرانی زبان میں لکھکر میان خوجی نے کانسل کے پاس بھیجا۔ خط پڑھکر انکو یقین ہو گیا کہ یا تو سڑی ہی یا مسخرہ۔

کانسل ۔ عرضی کون لایا ہی۔

خدمتگار ۔ حضور یہ لایا ہی نوری۔

کانسل ۔ تم لائے ہو۔

نوری ۔ (نو) ہان خداوند۔

کانسل ۔ کس نے دیا۔

نو ۔ وہی جو ماندے تھے پستہ قد سے مین نہین۔

کانسل ۔ سلام دو اور کہو اچھا۔

نوری جھک کر آداب بجا لایا اور خوجی سے جا کر کہا (کہا ہی اچھا)۔

خو ۔ اچھا اچھا کیا معنی۔

نو ۔ اب یہ آپ جانین۔

خو ۔ پڑھا بھی تھا۔

نو ۔ ہان پڑھ لیا تھا۔

خو ۔ واہ کہین پڑھا ہو۔

نو ۔ جی نہین پڑھ لیا تھا۔

خو ۔ تو سمجھے نہونگے۔ ہرگز نہ سمجھے ہونگے۔

نو ۔ اب یہ مین نہین جانتا۔ سمجھے یا نہین سمجھے۔

خو ۔ ہرگز نہین سمجھے۔ سمجھتے تو ضرور انعام دیتے۔

نو ۔ ہوگا بھی کچھ۔

تیسرے روز کانسل نے میان خوجی کو طلب کیا اور کہا آپ کیا چاہتے ہین۔ خوجی جھک کر آداب بجا لائے اور کہا خداوندبس اب حضور کی پرورش چاہتا ہون۔

"کیا پرورش چاہتے ہو۔ کچھ معلوم تو ہو"

"وہی جو عرضی مین عرض کر چکا ہون"

"عرضی تو کسی کی سمجھ مین نہین آتی"

"ہان دیکھا نہ۔ مین تو سمجھا ہی تھا کہ کسی کی سمجھ مین نہ آئیگی۔ (ہنسکر) واللہ واہ رے مین واہ رے ہم جو کام کیا کمال کا درجہ حاصل کیے بغیر نہ چھوڑا۔ کشتی لڑے تو ایسی ہی۔ اُس گران ڈیل لڑتنیے تگڑے جوان کو ہوٹل مین ارا۔ ابھی کل ہی کی بات ہی۔ کہ دو پہلوانون کو چٹکیون مین لڑا دیا۔ افیم کھائی تو ایسی۔ صبح شام پینک ہی مین رہے کچھ دنیا و مافیہا کی خبر نہین۔ جہاز کے ڈوبنے کا غم نہین۔ افیم کی ڈبیا جانے کا خیال فوراً آیا۔ فارسی پڑھی تو ایسی۔ یہ خود قبول دیتے کہ عرضی کا مطلب سمجھ مین نہ آیا۔ اور کیونکر سمجھین سمجھنا کیا ہنسی ٹھٹھا ہی"

"بولو اب کیا چاہتے ہو"

"وہی جو عرضی مین لکھا ہی - ہونہہ سمجھنے کے نام یون - ذرا عرضی کھولو پڑھو تو - نوری سے مین نے اُسی دم کہا کہ سمجھے نہون گے - وہ گدھا کہے کہ واہ سمجھے ہون گے - منشیون کی تحریر منشی ہی سمجھ سکتے ہین - ایسے ویسے کیا سمجھین ہا سے نہو سے آزاد اسوقت واللہ وہی داد دیتے - بس ایک وہ منشی ہی - دوسرے خواجہ بدیع"

"آزاد کے پاس جانا چاہتے ہو"

"چاہتے وہی ہین جو عرضی مین لکھا ہی - بس کہدیا"

"عرضی مین کیا اول جلول لکھا"

~~~
غالب دو چیز می شکند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس
~~~

"ہم کچھ نہین سمجھتے کہ تم کیا بک رہے ہو"

"تم سے امید بھی نہین کہ خواجہ بدیع کی بات سمجھ لو - ایک ایک فقرا ہر سہ دفتر ابوالفضل ہی -

~~~
ابھی تیغ زبان سے لون مین کار ذوالفقار آتش
کوئی کافر جو ہو منکر مری معجز بیانی کا
~~~

"آزاد کے پاس جاؤ تو کل سمجھ مین"

"بس یہی خواہش ہی جو کچھ عرضی مین ظاہر کی واہ کیا کیا فقرے لکھے ہین -

~~~
اسے قبا سے بادشاہی راست بر بالاے تو
دوسرا مصرعہ یاد نیست لہذا حذف شد والاے تو
~~~

لطفِ سخن یہ ہی کہ چٹ قافیہ ملا دیا - واہ رے مین - خواجہ بدیع فرد ہی فرد ثانی نہین رکھتا اپنا - اور یہ لوگ بھلا کیا سمجھین گے -

راوی - من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید -

کانسل - تم سڑی ہو بس چل دو - جاؤ یہان سے -

جسوقت ہندوستانی نے انکو سمجھایا کہ کانسل خفا ہو گئے اور حکم دیتے ہین کہ یہان سے چلے جاؤ تم سڑی ہو تو خوجی کی آنکھین خون کبوتر کی سی سُرخ ہو گئین - اور جھلا کر کہا کہ افسوس کیسے ناقدروانون مین آن پھنسے - واہ واللہ وہ عرضی لکھی کہ پھڑک جاؤ ابتدا اس شعر سے کی ہی سُنیے گا ذرا -

~~~
اسے قبا سے بادشاہی راست بر بالاے تو
دوسرا مصرعہ یاد نیست لہذا حذف شد والاے تو
~~~

کیون سچ کہنا - نہ کہو گے واہ رے ہم - بالاے تو والاے تو واہ وہ فقرہ ملایا ہی کہ سبحان اللہ -

ہندوستانی - (ہنسکر) اے یہ تو سب ہوا ہی کرے گا - یہ تو بتاؤ کہ اب کانسل صاحب بہادر کو کیا جواب دو گے -

خو - وہی جو عرضی مین لکھا ہی -

ہند - واہی ہو -

خو - او گیدی اتنی قرولیان بھونکی ہو نگی کہ -

ہندوستانی سامنے سے ہٹ گیا - کانسل سے کہا خداوند یہ سڑی ہی پکا سودائی - اسکو یہان سے ہٹائیے - خوجی سمجھے کہ ہمنے جو یہان کئی کشتیان نکالین تو ہوا بندھ گئی لوگ سب سہمے ڈرنے لگے خیر دیکھو آزاد سے کہونگا کہ وہ عرضی لکھی کہ کوئی سمجھ نہ سکا اور وہ شعر تو سُنکر آزاد پھڑک جائینگے -

الغرض کانسل نے دو آدمی مقرر کیے کہ جو جہاز سکندریہ سے قسطنطنیہ جاے اُسپر انکو سوار کرا دو اور جہاز میں بیٹھنے کا کرایہ لے کے لیے دیدو نقد اور کپڑا -

خو - کیا کہتے کیا ہین یہ -

ہمند۔ دو آدمی انھون نے مقرر کیے ہین۔ کہ آپکو آزاد کے پاس پہنچا دین۔

خو۔ بہت اچھی بات ہی۔

ہمند۔ اب آپ وہین جائیے جہان آپ ٹکے ہین۔

خو۔ اچھا سلام کر لون۔

کانسل کے قریب جا کر کہا حضور آداب عرض ہی۔ جلا لیا۔ مگر کچھ دن ہم سے پڑھ لو تو فارسی لکھنا آجائے۔ داشتہ آید بکار۔ اگرچہ بو دسر بار افسوس ہی کہ ایسے نیک آدمی اور فارسی ذرا بھی نہ سمجھ سکین ہائے افسوس واے افسوس۔ پیر شو بیاموز۔

ہمند۔ چلو اب یکو نہ بہت بیہودہ بے تکا آدمی۔

خو۔ کیا۔

ہمند۔ بھائی صاحب ہمارے وطن کے ہو۔ لڑا و نہ ہمسے۔

خو۔ اچھا اچھا۔ یار ہم کیمدانی کر چکے ہین نہ فوج مین رہ چکے ہین۔ وہ سپہ گری کی بو نہین جاتی۔ مجبور ہین۔

ہمند۔ بجا ارشاد ہوا۔

خو۔ اچھا حضور رخصت ہوتا ہون۔

کانسل۔ جاؤ۔ پرسون جہاز جائیگا۔

مال مست

شہسوار تنگ ظرف نکلے۔ روپیہ کیا پایا کہ عقل ہی کھو بیٹھے فاقہ مست تھے مال مست ہو گئے اب تک تو جوگن کی خوشامد کرتے تھے۔ دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ تعمیل ارشاد کو فخر سمجھتے تھے ہر بات مین خیال رہتا تھا کہ جوگن چین بہ جبین نہونے پائے کوئی امر اُسکے دل نازک پر گران نہ گذرے جوگن کے ہان ڈ ہی دیے بیٹھے تھے کہ کبھی نہ کبھی تو دل پسیجیگا۔ عورت ہی معشوق مزاج اور زود رنج ایسا نہو ذرا سی بات پر ترکھی ہو جائے۔ معشوقون کے مزاج کا آجتک تھلبیڑا ہی نہین لگا۔ زمانے کی طرح کرورون رنگ بدلین۔ اب زمین پر قدم ہی نہین رکھتے چلتے بھی ہین تو گندہ سے تول کر۔ جوگن اُنکی بات چیت گفتگو بول چال میل جول بطہ ضبط سے بھانپ گئی کہ روپے نے انکو مغرور کر دیا۔ اب یہ وہ شہسوار نہین ہین۔ جو ہاتھ جوڑ کر باتین کرتے تھے۔ اور ہمارے عشق کا دم بھرتے تھے۔ بھلا ایسے تنک ظرف کو مین دل دیتی! کیا مجال۔ مین تو اُنکی چتون ہی سے تاڑ گئی تھی کہ کھوٹا آدمی ہی۔ عاشق زار کی کہین صورت چھپی رہتی ہی۔ ممکن نہین۔ سیکڑون ہزارون مین کھوٹا کھرا پہچان لین۔ یہ تارک الدنیا ہوتے تھے۔ شان خدا جوگن کو اُنسے دلی نفرت ہو گئی صورت دیکھنے کی روادار نہ تھی۔

اپنے دل مین ایک ان سوچی کہ جسکے لیے جوگن ہوئی وہ جو کہین اس غیر مرد کو یہان دیکھ لے تو بدظن ہو جائے۔ اس سے بہتر یہی ہی کہ چلکر الگ تھلگ بستر جماؤن۔ یہان سے بوریا بدھنا اُٹھاؤن۔ جوگن کی پھلواری مین صبح کے وقت ایک عورت آیا کرتی اور پھول توڑ کر لیجایا کرتی تھی۔ جوگن نے اسکو ہمراز بنایا ہمدم و ہمساز بنایا۔ کہا چمپا ہمین صلاح دو کہ یہان سے کہان اُٹھ چلین۔ یہ مرد ہمین مجبور کرتا ہی کہ میرے ساتھ نکاح پڑھوا لو اور ہم دنیا کے کل عیش سے سیر ہو گئے ہین۔ ہمین بس اب خواہش ہی تو یہ کہ ایک گوشۂ عافیت مین بیٹھکر یاد خدا کرین۔ یہان سے اُٹھ چلنے کی کوئی تدبیر بتاؤ۔

چمپا نے کہا سوچ لون تو جواب دون۔ جلدی نہ کیجیے۔ خوب غور کر لیجیے۔

جو۔ اچھا۔ مگر ایک ایک دن ایک ایک برس ہی۔

چمپا - ہوا ہی چاہے - لیکن ذرا تامل کیجیے یہ آدمی مالدار ہی اور شریف زادہ اور قبول صورت" اور ابھی اُٹھتی جوانی ہی -

جو - پھر اس سے مطلب -

چمپا - مطلب یہ کہ شادی کرنے کا شرع مین حکم ہی گناہ نہین - عیب نہین - پھر اگر نکاح ہو تو ہرج کیا ہی - آیندہ اپنی اپنی راے -

جو - میرا تو دل اس شخص سے پھر گیا -

چمپا - تو ہرگز شادی نہ کیجیے - شادی تو دل کا سودا ہی بے سمجھے کسی کو دل کیون دیجیے -

جو - ہان اور کیا - یہ اگر کروڑپتی بھی ہو تو رُخ نہ کرون -

چمپا - تو پھر صاف صاف کہہ دو کہ یہان تم نہ رہو مین تنہا ہی رہنا چاہتی ہون -

جو - مگر سوچی کہ اگر ٹکا سا جواب دیتی ہون تو سمجھیگا کہ دس ہزار کا غبار دیا جوہری بچے سے دس ہزار روپیہ لیا - اور یہین دھتا بتلایا - اس سے بہتر یہ ہی کہ جب روپیہ آجائے تب اس سے صاف صاف کہہ دون اور اکیلی رہنے لگون -

چمپا - آپ خوب غور کر لین -

جو - چمپا تم اتنی عمر تک کیا کیا کین -

چمپا - مین ایک رئیس زادی کے پاس نوکر تھی -

جو - کبھی کبھی دن کے وقت آیا کرو - ذرا دو گھڑی دل ہی بہلے گا -

چمپا - آپ کے پاس اور آنے مین انکار - یہ میری طاقت نہین آپ کے پاس تو منزلون سے ٹھکرا کر اور راجہ بابو اور

جوہری اور امیر کبیر دوڑ دوڑ کے آتے ہین - مین بھلا کس مین ہون - جب کہیے تب سر کے بل آنکھون کے بل حاضر ہون -

جو - اللہ نے میرے اور تمھارے کھانے اور پہننے بھر کے لیے بہت کچھ دیا ہی - دنیا مین کسی سے مجھے واسطہ ہی نہین - ؎

ہر کس کہ بہ ہر نیم نانے دارد | وز بہر نشست آشیانے دارد
نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے | گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

چمپا - جی ہان اسمین کیا شک ہی - آپ اوروں کو مزے سے کھلا سکتی ہین -

جو - مین اُس شخص کو اچھا نہین سمجھتی - مگر یہ نہین معلوم تھا کہ اس قدر تنگ ظرف ہی - دولت ملتے ہی اُبل پڑا - اب زمین پر قدم ہی نہین رکھتا - مصرعہ

گر بدولت برسد مست نہ گردی مردی

چمپا - یہ بڑے عالی ظرفون کا کام ہی ہر کوئی تھوڑا ہی ایسا ہو سکتا ہی -

جو - مگر ایسے تنگ ظرف بھی کم ہونگے خیر جانے دو جو کچھ ہو ہم چند روز مین اس سے علحدہ رہین گے - اب اُسکی صورت سے نفرت ہو گئی - جی نہین چاہتا کہ قریب جا کر بیٹھون بات کرون توبہ توبہ - مال پاتے ہی توتے کی طرح آنکھین پھیر لین - گویا کبھی کی جان پہچان ہی نہ تھی - کل قدمون پر گرتا تھا - غلامون کی طرح حکم بجا لاتا تھا - اب وہ بات ہی نہین گرگٹ کے طور پر رنگ بدلا - بھلے کو ہم نے دل نہ دیا تھا نہین تو بڑی بیڈھب ہوتی اور دل دیتی ہی کیون - یہ دل تو چوٹ کھایا ہوا ہی - ؎

دارم وَلے اما چہ دل صدگونہ حرمان در بغل
چشمے وخون در آستین اشکے وطوفان در بغل

اتنے مین حضرت شہسوار آئے۔ ہوا کے گھوڑون پر سوار۔ جوگن سے پوچھا کیون بھلا اس جوہری کے پاس کسقدر روپیہ ہوگا ہم تو جانتے ہین ہمسے زیادہ نہوگا۔ بس اسوقت ہم بھی لاکھ کے بیٹے ہین ہین اور لاکھ روپیہ جسکے پاس ہوتا ہو اُسکو لوگ تین چار لاکھ کا آنکتے ہین یہ تو بنی بنائی بات ہو۔ گھوڑا تو وہ موجود ہی ہو۔ دو گھوڑے اور لین گے۔ ایک ران سواری کا ہو۔ کاٹھی کسی اور دو کوس کا سپاٹا مارا۔ مگر ہم یہ مہاجنی کارخانہ نہ رکھین گے کہ چار جامہ اور زین پوش اور الم اور علم واہیات بس انگریزی کاٹھی۔ اور ایک جوڑی فٹن کے لیے۔ یکرنگ شام کو ہوا کھانے نکلے۔ جو دیکھے کہے رئیس جاتا ہو اور رئیس کے کیا دو سینگ ہوتے ہین سر پر۔ رئیس وہ جو زردار ہو۔ اور زر کی یہان کمی نہین ہو۔ دس ہزار کی ایک ادنی سی رقم مہاجن کے ہان رکھی ہو۔ ایک کوٹھی بنوائین گے۔ ایک باغ بھی خریدین گے گانون بھی دس بارہ لینگے۔ کوئی تعلقہ دار اپنا تعلقہ بیچے تو کھڑے کھڑے خرید لون۔ جوگن نے اُنکی باتین سُنین تو کمال افسوس کیا۔ دل ہی دل مین سوچی کہ (اچھا بھلا آدمی کیا سے کیا ہو گیا) روپے نے اُسکو دیوانہ کر دیا تعلقے خریدین گے واہ ری عقل پچیس تیس ہزار تو میان کے پلے ہو۔ اس مین خریدنے چلے ہین تعلقہ۔ مصرعہ

برین عقل و دانش بباید گریست

عقل کا دشمن لالہ جواہر لال سے مقابلہ کرتا ہو جس کے ہان جواہرات کی سوداگری کے علاوہ مہاجنی کا بھی لاکھون ہی روپیہ آتا ہو۔

شہ۔ آج کھانا کیا پکا ہو۔

جو۔ بیسنی روغنی روٹی۔

شہ۔ یہ تو رئیسون کا کھانا نہین۔

جو۔ رئیس کون ہو۔

شہ۔ ہم تم دونون۔ اب بھی ریاست مین منت ہو۔ ہم رئیس ہمارا باپ رئیس ہمارا دادا رئیس اتنا روپیہ پاس ہوکر بھی رئیس نہ بنین تو لعنت خدا کی ہمپر۔ کیا تم ہم کو رئیس نہین سمجھتین واہ کہین ایسا غضب بھی نکرنا۔ اب ہم پرسون تک کوئی چالیس پچاس آدمی نوکر رکھ لین گے چالیس رئیس ابن رئیس ہو گئے۔ اہا ہا ہا۔ خوب یاد آیا ایک ہاتھی ضرور خریدین گے۔

جو۔ ہان بس اسی کی کسر تھی۔ ایک ہاتھی کی اشد ضرورت ہو دو تین اونٹ بھی ضرور ہون۔ اور دو چار گدھے۔ دیکھ دیکھ کر خوش ہونا کہ گدھے بھی ہمارے ہان ہین۔

شہ۔ اچھا۔ مگر گدھے تو رئیسون کے ہان دیکھے نہین۔

جو۔ نئی بات سہی۔

شہ۔ ہان اچھا خوب سوجھی۔ یہ خوب سوجھی۔

جو۔ پھر یہ سب کب خرید وگے۔

شہ۔ اوہ جی۔ جب چاہین۔ روپے کا ہمارا کھیل ہو اور اسکی خدا کے فضل سے یہان کمی نہین جو چاہین خرید لین۔ مگر اب ہمکو یہ فکر پیدا ہوئی کہ اُس جوہری بنیے کے پاس روپیہ زیادہ ہو یا ہمارے پاس اس کا حال نہین کھلتا۔ بڑی تشویش ہو مگر دل نہین گواہی دیتا کہ وہ ہم سے بڑھکر ہو۔ تیس چالیس ہزار روپیہ بہت ہوتا ہو کچھ ٹھکانا ہو انسان گنے تو برسون مین گنتی ختم ہو۔

جوگن نے کہا برسون مین بھی گنتی ختم نہو۔ دو تین آدمی تو اتنے عرصے مین مرجائین۔ دو تین ماندے ہو جائین۔ دو چار کی آنکھین پھوٹین تیس چالیس ہزار کا گننا کچھ ہنسی ٹھٹھا ہی۔ شہسوار بہت ہی خوش ہوے۔ تھوڑی دیر کے بعد پوچھا کیون بھلا قارون کے پاس کس قدر روپیہ تھا اُسکا نام تو آجتک مشہور ہی۔ ~~ے~~

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیروان نہ مُرد کہ نام نکو گذاشت

خانہ فارسی مین ہزار کو کہتے ہونگے یہی چالیس ہزار قارون کے پاس بھی تھے۔ بس اور کیا۔ اس سے زیادہ کسی کے پاس کیونکر ہو سکتے ہین۔ سبحان اللہ اد رتو اور ہزار کی فارسی اچھی خانہ خراب ٹھہرائی روپیہ ملتے ہی محاورات فرس کے موجد بن بیٹھے۔ اگر ایسے ہی ایسے خیالات جمنے لگے۔ تو پاگل خانہ ضرور دیکھین گے۔

جو۔ کھانا تو کھاؤ۔

شہ۔ اوہ جی کھالین گے۔

جو۔ پھر کب۔

شہ۔ خدمتگار کہان ہی۔

جو۔ خدا جانے۔

شہ۔ باورچی کدھر چلے گئے۔

جو۔ بُلا لو۔

شہ۔ ہم پکارین۔ خدام پکارین گے۔ کوئی ہی ارے کوئی ہی۔ یا سب مرگئے۔

جو۔ اللہ فضل کرے اپنا۔

شہ۔ ارے فضل۔ او فضل۔ ابے آتا نہین۔

جو۔ کہان ہو کہان اسوقت۔

شہ۔ ابّا جان کے محل معلی ہین۔

جو۔ اور ابّا جان کہان ہین۔

شہ۔ انکا مقبرہ وہ سامنے نظر آتا ہی۔

جو۔ چلو کھانا کھالو۔

شہ۔ ہاتھی لاؤ دروازے پر اور پچاس خاص بردار اور پچیس سوار۔

جو۔ وہ سب حاضر ہونگے ذری دو نوالے تو کھالو۔

شہ۔ ہمنے سنا ہی کہ دسترخوان پر جو بچتا ہی اُسکو نوکر چاکر بیچ لیتے ہین۔ بڑے شریر ہین۔ اب ایسا ہم نہ سُنین۔

جو۔ یا میرے اللہ۔ ایسا روپیہ بھی کسی کو نہ دے۔

شہ۔ ارے افضل۔ او فضل۔ تفضل۔ سب مرگئے۔ اک سرے سے۔

جوگن نے جو یہ بہکی بہکی تقریر سُنی تو بدن کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا کانپنے لگی۔ شہسوار کی صورت دیکھے خوف معلوم ہوتا ہی لیکن جنون کی کیفیت ایک ہی ساعت تک رہی کہ شہسوار بے اختیار رونے لگے جب خوب رو چکے تو جوگن سے کہا اُف اسوقت معلوم ہوتا ہی جیسے کئی من بوجھ کسی نے لاد دیا۔ کھانا کیا پکا ہی۔ جوگن نے کہا بیسنی روغنی روٹی۔ شہسوار خوش ہوکر بولے لاؤ لاؤ جلدی لاؤ بڑی بھوک لگی ہی جوگن کو ذرا ڈھارس ہوئی کہ اب ذرا آدمی کی سی تقریر کرنے لگے۔ فوراً کھانا لے آئی۔ شہسوار نے کھانا کھا کر کہا قلب پر بوجھ سا معلوم ہوتا ہی۔ جوگن نے کہا بے وقت کھانا کھایا ہی بوجھ تو معلوم ہی ہوا چاہے اب تھوڑی دیر چہل قدمی کر کے لیٹ رہو۔ شہسوار لیٹ رہے۔

اتنے مین ایک آدمی نے پکارا (کوئی ہی) جوگن نے پوچھا کون ہی، کہا۔ لالہ ہیرا لال نے بھیجا ہی۔

جو۔ کیون۔

آدمی۔ دس ہزار روپیہ بھیجا ہی۔

جو۔ لاؤ۔

آدمی۔ گن لیجیے۔ زمانہ نازک ہی۔

جو۔ ٹھہرو۔ دیکھون (گن کر) دس توڑے ہین جاؤ پالے کہو تو رسید لکھوا دون۔

آدمی۔ ہم سے کہہ دیا ہی کہ تم جاکے دے آؤ اور رسید دین تو نہ لینا۔

جو۔ اچھا جاؤ۔

آدمی۔ پوچھا ہی کہ آج کسی وقت آؤن تو ملیے گا۔

جو۔ آج نہین کل سویرے آئین اسوقت کام ہی اور شام کو بھی ملاقات نہو گی کل صبح کو آئین۔ نو بجے تک۔

آدمی رخصت ہوا۔ جوگن سوچی کہ اگر شہسوار کو روپیہ دکھاتی ہون تو خوف ہی کہ مبادا اسکا جنون اور بھی ترقی کرے۔ روپیہ دیکھکر پھر بہکی بہکی باتین کرنے لگے۔ اور نہ دکھاؤن تو لالہ ہیرا لال سے بدظن ہو جائے گا۔ اور جو معلوم ہو گیا کہ وہ کوڑی کوڑی ادا کر چکے تو مجھے لالچی سمجھے گا بڑی ٹیڑھی کھیر ہی۔ کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی بڑی دیر تک سوچا کی کہ کیا کرون۔ دکھاؤن یا نہ دکھاؤن۔ آخر کار یہ رائے قرار پائی کہ اگر اب بھلے چنگے آدمیون کی سی باتین کین تو روپیہ حوالے کرونگی۔ ورنہ کچھ کہونگی نہین۔ جو اُٹھنے کے ساتھ ہی افضل اور فضل اور تفضل کو پکارا اور ہاتھی دروازے پر لانیکا حکم دیا تو بس سمجھ جاؤنگی کہ اب دیوانہ ہونے مین شک نہین۔

شہسوار دو گھنٹے تک سویا کیے۔ دو گھنٹے کے بعد اُٹھے تو جوگن نے کہا مُنھ دھو ڈالو خوف تھا کہ کہین خدمتگارون کو نہ حکم دین کہ پانی لاؤ مگر شہسوار نے خود اُٹھکر مُنھ دھویا اور کہا اب ذرا اور آرام ہی۔

جو۔ کچھ یاد بھی ہی۔

شہ۔ ہان۔

جو۔ کیا یاد ہی۔

شہ۔ یاد ہی کہ کچھ بک رہا تھا مین۔ مگر یہ نہین معلوم کہ کیا بکتا تھا۔

جو۔ خدا نہ کرے اب اس قسم کی باتین کرو۔ ہی ہی۔ ہیرا تو کلیجہ دھڑ دھڑ کرتا تھا۔

شہ۔ اتفاق۔ اتفاق۔ خدا جانے اس وقت جنون کی حالت مین کیا کیا بک گیا۔

اُنکی کشتی جمعیت دو آبہ امید و بیم مین تھی۔ کبھی خیال آتا تھا کہ اب ہم جوگن کی نظرون سے گر جائین گے۔ کبھی سوچتے تھے کہ زر خطیر اُسکو راہ راست پر لائیگا مصرعہ

بیدل نیم ہنوز بہ بینم چہ می شود

دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی۔ یا تو یہ دولت نہین شاہد آرزو سے ہمکنار کرے گی یا مصیبت سے دو چار کرے گی۔ بہر کیف۔ ع

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

گاہی خود را بہ اوج چون مہ دیدی کشتی دل شاد
گہ چون یوسف فتادہ در چہ دیدی۔ کردی فریاد
میدار ندت چنانکہ میخواہندت۔ پس سعی مکن
کارے تو بجہد نیست صدرہ دیدی۔ می باش آزاد

دفعتاً جنون نے پھر جوش کیا اور شہسوار از بس بے قرار ہوگئے اور یون آپ ہی آپ بکنے لگے۔

زر زر۔ روپیہ روپیہ۔ عجب چیز ہی عجب چیز ہی۔ بے زر کچھ بھی نہین۔ ع

زردار توسب اُڑتے ہین بے زر کا خدا حافظ و ناصر

مگر۔ ع

مغرور مشو بہ مال چون بے خبران

مال پر مغرور ہونا فضول ہی آج ہمارا ہی کل دوسرے کا۔ پرسون تیسرے کا۔ اسکا کچھ ٹھکانا نہین۔ ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر۔ چوطرفہ پھرا کرتا ہی۔

یا خدا جوگن کی نظرون سے ہم نہ گر جائین۔ مراد دلی پائین صندلی دوپٹے کی بہار پر دل لوٹ ہی۔ کلیجے پر چوٹ ہی ہائے کیا کرون کیونکر اس پری وش کو سمجھاؤن۔ ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

جوگن نے جو یہ تقریر سُنی تو نہایت ہی حیران ہوئی۔ سمجھی کہ اب سنبھلنا محال ہی۔ روپے نے انکو دیوانہ بنا دیا بے تکی بے پر کی اُڑا رہے ہین۔ کبھی شعر کبھی کچھ۔ کیا جانے یہ کیا ہوگیا۔ بس ہوا کیا ہی کہ اسقدر روپیہ جو پایا تو تنک ظرفی نے مجنون کردیا اب دو دن مین تنکے چُننے لگین گے۔ افسوس صد افسوس۔ شہسوار نے آپ ہی آپ کہا کہو یار ہم اب تو گھرے ہین۔ پَو بارہ۔ واہ رے ہین۔ اور اللہ رہے ہم۔ اور اُف رے تو۔ ہم بھی اب رئیس زادے اور رئیس ابن رئیس ہین۔ ہمارے ساتھ بھی ہزارون خاص بردار دوڑتے ہون گے۔

شہ۔ کہو اب ہمارے ساتھ نکاح کروگی۔

جو۔ پھر کہونگی۔

شہ۔ قسمت کی دھنی نہین ہو۔

جو۔ ہان ہی تو ایسا ہی۔

شہ۔ تمسے نکاح ہو تو تمہاری قسمت کھل جائے۔

جو۔ اِس مین کیا فرق ہی۔

شہ۔ اگر ہماری بیوی بنو تو بڑی خوش نصیب ہو۔

جو۔ یہ کیا بہکی بہکی باتین کرتے ہو۔ اے واہ۔ ہوش کی دوا کرو دوستے۔

شہ۔ نہین خدا جانتا ہی وہ کیفیت نہین ہی جو پہلے تھی۔

جو۔ ہان خیر شکر ہی۔ ذرا سنبھلو۔ آگ لگے اِس روپیے کو۔

شہ۔ ہائے ہائے اس تیکھی چتون اور بانکی ادا سے کہا ہی کہ قتل ہوگیا۔

جو۔ یہ باتین۔ اسوقت ایک آنکھ نہین بھاتین۔

شہ۔ ہم تو مگر ویسے ہی خادم ہین۔

شہسوار نے دولت کے نشہ مین ایک مرتبہ للکار کر کہا جوگن نہ مانوگی ہم ایسی بات تو کہتے نہین جو شرع کے خلاف ہو نکاح مین حرج ہی کیا ہی۔ اور ہم لکھے دیتے ہین کہ مہر پچاس لاکھ روپیہ جوگن نے ہنسکر جواب دیا ہم لکھوائے دیتے ہین کہ ہم نے جہان کی سلطنت آپ کے حوالے کردی جائیے حکومتین کیجیے۔

شہسوار نے خفا ہوکر پوچھا تو کیا پچاس لاکھ روپیے کی ہماری حیثیت نہین ہی۔

جو۔ آپ کی حیثیت پچاس کرور کی سہی۔ مگر میری مرضی

میری راے۔
شہہ۔ اچھا خیر۔ اب نہ کہین گے۔ مگر مصیبت مین گرفتار ضرور ہوگی یاد رکھنا۔

جوگن کا رنگ فق ہوگیا۔ سمجھ گئی کہ یہ تباہی کے باعث ہونگے اپنے آپے مین تو رہے ہی نہین ہین خدا جانے کیا کر گذرین۔ دنیا سے الگ تھلگ یہان بستر جمایا تھا مگر چین نہ آیا۔ یہان بھی شومی طالع نے ایک نیا گل کھلایا۔ سہ

مرہم کی جستجو مین پھرا ہون جو دور دور
تن سے سوا فگار ہین اس خستہ تن کے پانون

جو سُنا میان۔ بس اب بہت چل نہ نکلو۔ ہان ذری بڑھ بڑھکے باتین نہ بنایئے۔ آفت پڑے ایسے روپیے پر کہ دولت کیا پائی کہ سودائی بنگئے۔ ایسا بھی کم ظرف نہین دیکھا واہ اور سنو تم چاہے جس کو بنا ہو ٹھینگے کیسے دیتے ہو۔ کسی کو وہ مقرر کیا ہی۔ اب خیر اسی مین ہی کہ یہان سے بوریا بدھنا اُٹھاؤ۔ ہمین آپ کی دولت کی ذرہ پروا نہین بہت اترانے لگے تم۔ اب مین آپ کے ٹھہرنے کی روادار نہین۔ بس ابھی ابھی بستر اُٹھاؤ نہین مین سب پھینک پھانک دونگی موا دوانہ (دیوانہ) چل دفان ہو یہان سے سُنتے ہو کہ نہین اب ہم تمھارے یہان بیٹھنے کے روادار نہین۔ ذرا تو روا نہ رکھین ایسا بھی کوئی مال پاکے اترا نہین جاتا۔ موا کوئی کھڑ بھونجا سا معلوم ہوتا ہی۔ بس اسی کائنات پر ناز۔ اللہ کی شان ہی کبھی بارا ج روپیہ کاہے کو دیکھا تھا۔

تھوڑے عرصے کے بعد چمپا آئی۔ دیکھا کہ جوگن ناک بھون چڑھائے بیٹھی ہین۔ چہرہ مارے غصے کے سرخ آنکھین لال لال چمپا نے کہا بندگی۔ جوگن نے اشارے سے جواب دیا۔

"کیون آج حضور کی طبیعت کیسی ہی۔ بشرے سے ملال پایا جاتا ہی"

"ہان۔ ملال کی تو بات ہی ہی۔ خوشی کہان سے ظاہر ہو۔ افسوس"

"کیون آخر ہوا کیا۔ کیا اور بھی بڑھ گئے معلوم ہوتا ہی بڑھ ہی گئے"

"بڑھ گئے کیا معنی۔ اسے یون کہو دوانے ہوگئے۔ اب تو سودائی ہی وہ"

"ہان یہ کہیے تو بس اب گئے گذرے کیا کہا کیا بتاؤ تو"

"کہا کیا۔ سُنو۔ دن بھر تو بکے گئے واہی تباہی۔ کبھی کہا لاؤ میرا ہاتھی۔ لاؤ میرا گھوڑا اینیس نکالو۔ افضل تفضل نضل خدمتگارون کو بُلالو۔ ارے مرگئے سب کے سب۔ ابھی آؤ۔ ہمسے پوچھا کہ یہ لوگ ہمارے دسترخوان کے بچے بچائے کھانے کو بیچ لیا کرتے ہین نہ۔ پھر پوچھا میرے پاس دولت زیادہ ہی یا لالہ ہیرا لال جوہری کے پاس۔ تم دونون مین کس کو امیر سمجھتی ہو۔ مین سُنتے سُنتے دوانی ہوگئی مگر چُپ چاپ سُنتی گئی۔ کرتی کیا۔ ناک مین دم آگیا مین نے کہا چلو کھانا تو کھالو۔ پوچھا کیا پکا ہی۔ مین نے کہا روغنی بیسنی۔ بس بگڑ کھڑے ہوئے کیون یہ کیون پکا۔ ہمنے کسی رئیس کے ہان بیسنی روٹی نہین کھائی پلاؤ کیون نہ پکا۔ کلیجہ پک گیا۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو کھانا کھایا اور کہا اب ذری آرام ہی بس سوکر اُٹھے تو پھر وہی کیفیت سیکڑون ہی شعر پڑھ ڈالے خوب ٹوٹے۔ ایک دفعہ مین نے منع نہین کیا۔ مین سوچی کہ خوب بولنے دو۔ ذرا گرمی تو کم ہو

"پھر تب سے کیسے ہین - اب تو اچھے ہین - یا اب بھی کچھ کسر ہی"

"کسر اور سُنو - ساری رام کہانی سُن چکین - پوچھتی ہین کیا - اب بھی کسر ہی - اب کسر بس یہ ہی کہ ہاتھ ابھی تک نہین اُٹھا"

"بس اتنی سی کسر باقی ہی - اور کچھ نہین"

"نہین تو اگر یہی حال ہی نہ تو ہاتھ بھی اُٹھے گا ایک ہی زر روپیہ بھی عجیب چیز ہی"

"اسے آگ لگے ایسی دولت کو جو بیٹھے بٹھائے آدمی کو اونٹ بنا دے توبہ"

"جی ہان پھر یہ تو ہی ہی - اسمین شبہہ کیا ہی - ابھی کل تک اچھے تھے"

"بس دولت نے بلٹا دیا"

شہسوار نے اتنے مین ہانک لگائی - ؎

سپہ کلیم ہون لازم ہی میرا نام نہ لے	جہان مین جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہی
ہوا نہ غلبہ بسیر کبھی کسی سے مجھے	کہ جو شریک ہی میرا شریک غالب ہی

چمپا نے کہا - اللہ جانتا ہی آواز تک ڈراونی ہی - اُف - توبہ - توبہ -

شہسوار نے جوگن کی ناک مین دم کر دیا بیچاری اس درجہ پریشان ہوئی کہ جی چاہا کہین بھاگ جائے - شہسوار کو کئی بار سمجھایا کہ تم اگر مجھے دق کروگے تو مین تمھاری صورت نہ دیکھونگی - مگر شہسوار کو دولت نے سڑی بنا دیا تھا وہ اپنی ناپسندیدہ حرکتون سے باز نہ آیا -

شہسوار - تم ہو کیا بیچاری - تم ہو ہی کیا - ہمارے پاس اب وہ شی ہی جسکو فولاد پر رکھدین تو موم کیطرح پگھل جائے پھر ہمین کیا خوف ہی جب زردار نہ تھے تو تمھاری خوشامد کرتے تھے اب تم ہماری خوشامد کیون نہ کرو -

رات کے وقت چمپا سے جوگن نے صلاح کی کہ اب مین کیا کرون - چمپا نے کہا کیا بتاؤن بیوی - کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتا - اب یہ تو دیوانون مین ہین - چار روز مین تنکے چُننے لگین گے - بہتر یہی ہی کہ کسی نہ کسی تدبیر سے یہ نکال دیے جائین - مگر چھٹکارا محال ہی - جوگن نے کہا ہم بتائین یہان ایک آدمی رہتا ہی - حسّو - وہ موم کے کھلونے خوب بناتا ہی اور موم کے آدمی ایسے بناتا ہی کہ آدمی بس سچ مچ ہی کا معلوم ہو - اور موم کے ہاتھی - موم کے گھوڑے - موم کے لنگور - اُس کے ہاتھ کے بنے ہوئے مین نے دیکھے تو عش عش کرنے لگی -

چمپا - ہان مین نے بھی دیکھے تھے -

جو - پھر اُسکو بُلا لاؤ -

چمپا - یہ کیون وہ کیا کرین گے -

جو - اُن سے ہم کچھ کہین گے -

خیر حسّو نے آن کر بیان کیا کہ جو کھلونا کہیے فوراً بنا لاؤن مجال کیا کہ کوئی پسند نہ کرے - جوگن نے کان مین کچھ کہا اور حسّو دس دن کی مہلت لیکر رخصت ہوا -

پیر فرتوت

دو بوڑھون کی ملاقات اور گفتگو کا حال ناظرین کو یاد ہوگا - دو دن تک برابر شبراتی کو لیکر بڑے میان سرا گئے مگر بوڑھے سے ملاقات نہوئی - ان دونون بوڑھون مین سرا والے بوڑھے کو ہم پیر فرتوت لکھین گے اور دوسرے کو پیر مرد تاکہ دھوکا نہونے پائے

تیسرے روز شبراتی اور پیر مرد سویرے ہی سے سراین جا ڈٹے پیر فرتوت اور پیر مرد سے ملاقات ہوئی تو دونون از بس محظوظ و مسرور ہوئے۔ پیر فرتوت بڑے تپاک سے پیش آئے اُٹھ کھڑے ہوئے حقہ بھروایا گلوریان بنوائین اور باتین کرنے لگے۔

میان شبراتی نے دیکھا کہ یہ دونون تو باتون مین مصروف ہین اور ہم بالکل بے شغل بیٹھے ہین۔ یہ کچھ بات ہے ہمکو بھی کوئی شغل چاہیے۔ آتش بازی کی چھچھوندر لے کر ایک کُتے کی دُم مین باندھی مگر بھٹیاری نے دیکھ لیا اور لگی غل مچانے اللہ سمجھے اس موئے عیبی سے جب سراین آتا ہے کوئی نہ کوئی شرارت ضرور کرتا ہے اور لو آج کُتے کی دُم مین چھچھوندر باندھ دی۔ لے واہ۔ چل دور ہو یہان سے بھٹیاری نے چھچھوندر کھول کر زمین پر پٹک دی۔ تو شبراتی بہت ہی جھلائے۔ ایں۔ واہ ہے واہ ہے۔ دو پیسے بھر لون گا ابھی ابھی ہونہہ۔ کیا جھٹ سے پھینک دی۔ گویا ان کے باپ کا مال ہے اتنا سُنتا تھا کہ بھٹیاری آگ ہو گئی جھلّا کر شبراتی کو لاکھون بے نقط سُنائین۔ دونون بڈھون نے سمجھایا کہ بس جانے بھی دو تم ہی غم کھاؤ مگر وہ کسکی سُننے والی تھی بھلا۔ اتنے مین حوالی موالی سب ارد گرد جمع ہو گئے۔ کیا ہے بی بھٹیاری کیا ہے۔ بھٹ۔۔ لے ہے کیا میان۔ کیا بتاؤن کیا ہے۔ یہ موا لونڈا کُتے کی دُم مین چھچھوندر باندھ گیا۔ یہ تو آگ لگا دیتا جو مین دیکھ نہ لیتی۔
ایک ہنسوڑ نے میان شبراتی کی کھوپڑی پر آہستہ سے چپت لگائی تو شبراتی مسکرا کر بولے۔ واہ بڑے بھائی۔ رنجک چاٹ گئی۔ اک ذری زور سے چپت لگاؤ۔ لوگون نے قہقہہ لگایا شبراتی بھی مسکرائے بھٹیاری نے کہا بڑا عیبی ہے اتنا سا لونڈا اگر جتنا اوپر ہے اُتنا ہی زمین کے نیچے ہے۔

پیر فرتوت۔ ہان جناب فرمایئے۔ میان آزاد کی نسبت آپ کیا جانتے ہین۔

پیر مرد۔ بس صرف اسقدر کہ ایک بیگم صاحب نے اُنکو اس شرط پر روم بھیجا ہے کہ اگر وہ وہان سے نیکنام آئین تو شادی کر لین۔

پیر فرتوت۔ یہ تو ہم بھی سُن چکے ہین۔ اور کوئی تازہ بات بتایئے۔

پیر مرد۔ تازہ بات یہ ہے کہ آپ کشتی پر سے اُترے اور زین پوش بچھا کر حقہ پیتے پیتے آپ نے میان آزاد کا ایک شعر پڑھا۔

پیر فرتوت۔ ہان ہان پڑھا تھا۔ ؎

سینے کو چمن بنائین گے ہم
گل کھائین گے گل کھلائین گے ہم

پیر مرد۔ ہان یہی شعر۔ اُن بیگم صاحب نے سُنا جنھون نے میان آزاد کو ٹرکی بھیجا تھا۔ بس تڑپنے لگین۔ مجھسے کہا کہ اُنسے جا کر پوچھو کہ آزاد کی نسبت کچھ اور بھی آپ جانتے ہین۔

پیر فرتوت۔ بس اسی قدر جانتا ہون کہ وہ روم گئے ہین۔ اور کچھ نہین جانتا۔ خدا اُنکو مع الخیر واپس لائے۔ اگر یہان آنے کا اتفاق ہوا تو لڑکیان بھی ساتھ آئینگی۔ بیگم صاحب سے ملین گی۔

پیر مرد۔ ضرور ضرور۔ کیا قصد ہے کچھ۔

پیر فرتوت۔ ہان یہان نوکر ہو گیا ہون۔ ایک لڑکی کی شادی ہو گئی ہے۔ دوسری کا نکاح آزاد کے ساتھ ہوتا مگر وہ تو قول ہار چکے ہین۔ مجبوری ہے۔

پیر مرد۔ مین مکان تلاش کر رکھون آپکے واسطے عمدہ مکان ہو۔

پیر فرتوت۔ ہان کوئی سات آٹھ روپے ماہواری تک کا مکان ہو بس کافی ہے مگر شریفون کا محلہ ہو۔ چور چکار نہ بستے ہون

گلی مین نہو۔ بوسیدہ نہو۔ پُرفضا مقام ہو۔ اگر آپ وعدہ کیجیے کہ ایسا مکان ڈھونڈھ لونگا تو بسم اللہ پھر تلاش کیجیے۔ ورنہ مین خود بندوبست کر لونگا۔ اُنھون نے کہا آج ہی مکان کا بندوبست کیے دیتا ہون اسمین مشکل ہی کیا ہی۔ یہ کہکر رخصت ہوے حُسن آرا سے آکر کہا کہ اُنکو میان آزاد کا حال اچھی طرح معلوم نہین ہی مگر کہتے تھے کہ اُنکا منشا تھا کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح آزاد کے ساتھ پڑھوائین حسن آرا کا رنگ فق ہوگیا سوچی کہ ایسا نہو اس سے بھی میان آزاد اقرار کر گئے ہون تو غضب ہی ہو جائے مگر آزاد کی خو بو سے خوب واقف تھی۔

بوڑھے نے کہا وہ یہان مکان لینا چاہتے ہین کہیے تو اسی محلے مین مکان ڈھونڈھ دون حسن آرا نے کہا اسوقت ہم جواب نا دین گے شام کو سوچکر کہین گے۔

سپہر آرا سے یون گفتگو کی۔

حُسن۔ کچھ سُنا۔

سپہر۔ نہین۔ ہم یہان تھے کہان۔

حُسن۔ اُنکی بھی ایک لڑکی کے ساتھ آزاد کا نکاح ہونے والا ہی۔

سپہر۔ (خاموش رہی)

حُسن۔ سمجھین۔

سپہر۔ غلط بات ہی۔

حُسن۔ وہ مکان یہان لینا چاہتے ہین۔

سپہر۔ اچھا پھر لین۔

حُسن۔ اسی محلے مین۔

سپہر۔ جہان چاہین لین۔

حُسن۔ دل لگی ہو جو کہین آزاد اُدھر سے بھی اقرار کر گئے ہون۔ چلو خیر۔ چار نکاح تک تو جائز بھی ہین لیکن اللہ جانتا ہی یقین نہین آتا۔ ہمین تو ذرا یقین نہین آتا۔ آزاد اگر ایسے ہرجائی ہوتے تو جان بکھیڑ نہ جاتے۔ بڑے جوانمردون کا کام ہی۔ ہر کوئی ایسا تھوڑا ہی کر سکتا ہی۔ اے توبہ۔ کیا مجال اسی سے مین آزاد کو اسقدر چاہتی ہون۔ جوانمرد۔ قول کا پکّا۔ بات کا دھنی آن بان کا آدمی ہی ؎

> شاہد آن نیست کہ موے و میانے دارد
> بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

سپہر۔ اب یہ خیال تو اپنے دل سے دور کرو مگر مکان قریب دلوا دو۔

جوگن کی وفات

حسن آرا اور سپہر آرا کا حال تو یہان چھوڑا اب جوگن بچاری کا تذکرہ سُنیے۔ شب کے وقت کوئی بارہ بجے چمپا نے روتے روتے شہسوار کو جگایا۔ اُٹھیے جلدی اُٹھیے۔ ہاے غضب ہوا ہوگیا شہسوار گھبرا کر اُٹھے پوچھا کیا ہوا۔ چمپا بولی۔ کیا بتاؤن کیا ہوا ذری چل کے اُنکو دیکھیے تو شہسوار اور بھی مضطرب حال ہوا۔ پوچھا کن کو! کن کو!!۔

چمپا نے کہا اُنکا بُرا حال ہی آپ کی جوگن اب کوئی دم کی مہمان ہین۔

شہسوار۔ (چونک کر) این! کیا بکتی ہو۔ ہین کہان بتاؤ تو۔

چمپا۔ وہ کیا ہین پلنگ پر۔

شہسوار۔ ہان پھر سو رہی ہین سونے دو نہ۔

چمپا نے کہا سونے کے بھروسے بھی نہ رہیے گا کہین

سوتا کوئی اور ہوگا - وہ تو بالکل سرد ہو گئی ہین - شہسوار سنتے ہی گر پڑا - تم ذرا اچھی طرح جا کے دیکھو تو - مجھے تو پاس جاتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا ہی - ہائے غضب خدا کرے مین خواب دیکھ رہا ہون -

چمپا سچ سچ بتاؤ صاف بتاؤ یہ ہوا کیا - ہائے ہم تو کہین کے نہ رہے ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے - ہائے جب زر نہ تھا تب کس لطف سے رہتی تھی اب روپیہ پاس آیا تو وہ خود ہی نہ رہی افسوس صد افسوس - جو کام ہوا اُلٹا - ؎

موت مانگوں تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

یہ اپنی قسمت کی خوبی ہی -

قریب جا کر دیکھا تو جوگن بے حس و حرکت پڑی ہی - چادر دور سے ڈرتے ڈرتے اُٹھائی تو موت کی صورت مجسم نظر آئی کانپ اُٹھے - بدن تھر تھرانے لگا خوب پھوٹ پھوٹ کر رو دئے - ہائے جوگن ہائے جوگن غضب ڈھا گئی - ستم کیا کیا ہائے دغا دے گئی - ؎

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را

شہسوار دیوار سے سر ٹکرانے لگے - چمپا نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر اُنھون نے ایک نہ سُنی - خوب ہی روئے اور چلا چلا کر کہنا شروع کیا - ؎

تا با تو ولا و آشنائی مارا - ای مونس جان
در دیدہ توئی چو روشنائی مارا تحقیق بدان
روزان و شبانہ این دعا میخواہم من ز دل و جان
یارب نہ دہی داغ جدائی مارا - در ہر دو جہان

مگر اب داغ جدائی دے ہی گئی - اُف خدانخواستہ مر ہی گئی ارے خدانخواستہ کیا سمجھ کر کہا - اُف خدا ناکردہ کہنا لازم تھا یا چُپ ہی کیون نہ رہا - بڑی خرابی کی بات ہی جی - بس اب پھر توبہ کی کہ دنیا کو ترک کر دینگے - اب یہان نہ رہین گے - دنیا ہی سے چلدینگے اور اگر رہین گے بھی تو فقیرانہ طور پر - توبہ ہزار توبہ - ؎

آباد خرابات ز می خوردن ماست
خون دو ہزار توبہ بر گردن ماست
گر من نکنم گناہ توبہ کہ کند
افزائش رحمت از گنہ کردن ماست

ابکی توبہ شکنی محال ہی - توبہ شکنی پر توبہ - اور توبہ نہ کرین گے تو کرینگے کیا - توبہ شکن تو ہی ہی نہین -

چمپا - جوگن بیچاری کو کیا ہوا ہی - کچھ بتاؤ تو آخر یہ ہوا کیا -

یہ کہکر شہسوار اور بھی زار زار رونے لگے مگر صبر - ؎

زخم دل مجروح جگر سوختگان را
سازندہ ترا ز صبر دوائی دگری نیست

چمپا نے بھی رونا شروع کیا اور کہا غضب ہو گیا -

جوش جنون مین ایک مرتبہ چادر ہٹا کر مُنھ چوم لیا -

چمپا نے کہا ہائین - ہائین - یہ نہ کیجیے - ہا کوئی ایسا کرتا ہی -

شہسوار نے رو رو کر کہا کیا بتاؤن مین تو کسی کام ہی کا نہ رہا دنیا سے دل اُٹھ گیا -

اُف اسوقت جوگن کی پیاری ادا نظرون کے سامنے پھر گئی - وہ مستانہ چال کہ دل پائمال ہو جائے - مگر گل من علیہا فان گویا پیدا ہی نہین ہوئی تھی - افسوس -

شہسوار نے پھر جا کر چادر ہٹائی اور جوگن کو چوم لیا -

چمپا نے کہا ہائین پھر وہی - شہسوار بولے - ؎

گر رود سر بر نگردد سر نوشت
این سخن باید بہ آب زر نوشت

چمپا نے کہا۔ اچھا تو یہان چُپ چاپ بیٹھے رہیے۔ مین جاکر اپنے بھائی کو بلا لاؤن۔ وہ لپیٹ لپاٹ کر لیجائیگا کسی کو کانون کان خبر بھی نہوگی۔ ورنہ ہڑ بیج جائیگا۔ اور تم بدنام ہوگے سرکار سے سزا جو پاؤگے وہ الگ شہسوار کو چمپا کی بات ازبس پسند آئی۔ کہا اچھا تم جاؤ۔ مین یہان بیٹھا ہون۔ مگر ایک آدمی سے بھلا کیا ہوگا۔ چار ہون تب تو جنازہ اُٹھے۔ چمپا نے کہا اسوقت آپ کے ہوش ٹھکانے نہین ہین جنازہ اُٹھنے کا کون موقع ہی بھلا چُپکے سے لپیٹ کر راتون رات دریا مین بہاوے گا جنازہ نکلنا کیا ہنسی ٹھٹھا ہی۔ شہسوار نے کہا کہتی تو سچ ہو۔ مگر اب جلد جاؤ ایسا نہو کہ تڑکا ہوجائے۔ چمپا گئی۔ شہسوار بیچارے عین مصیبت کی حالت مین لاش کے قریب بیٹھے رو رہے تھے۔

جو مجھے معلوم ہو پیاری جوگن کہ تم اسدرجہ بیزار ہو تو خدا کی قسم مین تم سے زیادہ بات چیت بھی نہ کرون۔ مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ تم داغ حسرت دیجاؤگی اور یہ دن ہمین دیکھنا پڑے گا۔ ؎

صید حبیب دلا کہ غمگساران رفتند	سیمین بدنان و گلعذاران رفتند
چون بوے گل آمدند برباد سوار	برخاک چو قطرہ ہاے باران رفتند

ہر در و دیوار سے مہیب اور ڈراؤنی صورتین نظر آتی تھین۔ دل مین سوچنے لگے کہ ہم کس دھوم دھام سے آئے تھے۔ کس تپاک سے ملے تھے کیا کیا دل لگیان ہوتی تھین۔ ہمارا اصرار۔ اُنکا انکار۔ کبھی محبت کی باتین کبھی تکرار۔ عجب لطف ہوتا تھا۔ مگر اتفاق وقت۔ افسوس صد افسوس عین خوشی کی حالت مین کوہ الم ٹوٹ پڑا ہائے افسوس خدا کرے مجھے بھی اسی وقت موت آجائے۔ تو بس ساتھ ہی چل بسون۔ ؎

اے اجل گر ہیتے داری بیا امشب بکش
ورنہ بے منت فراق یار فردا می کشد

اسکی جدائی مین زندگی شاق گذرے گی بے موت مرے۔ خدا خیر کرے۔ ؎

غمہاے مردہ در دل باز ندہ ساخت ہجر
گویا شب فراق تو روز قیامت ست

اب سینہ سوزان ہی اور ہم ہین۔ چشم شرر افشان ہی اور ہم ہین۔ ؎

رسید جان بلب از محنت فراق مرا
اجل کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام

• تھوڑی دیر مین ٹھان لی کہ خود بھی زہر کھالین۔ سوچے کہ زہر کھالیا تو یہ چالیس ہزار روپیہ کس کو دینگے۔ جان جانے کا رنج نہین مگر افسوس یہ ہی کہ اسقدر روپیہ کہان جائیگا۔ بہتر یہ ہی کہ وصیت لکھ جائین۔ قلم دوات کاغذ تلاش کرکے وصیت لکھنے لگے۔

حالت ثبات عقل مین اقرار کرتا ہون کہ میرے پاس پچاس ہزار روپیہ ہی جسکو چھوڑ کر مین مرتا ہون۔ یہ زر کثیر سپہر آرا بیگم کے لیے چھوڑے جاتا ہون۔ سپہر آرا بیگم وہ بیگم ہین جو شہر خاص سے دو کوس پر رہتی ہین۔ اور بڑی بیگم اُنکی مان یا دادی ہین۔ یہ زر خطیر خاص سپہر آرا بیگم کے لیے ہی۔ رخصت۔

رفتیم و صد ہزار تمنا گذاشتیم
دنیا براے مردم دنیا گذاشتیم

یہ روپیہ فوراً سپہر آرا بیگم کے پاس بھیجدیا جائے۔

چمپا اپنے بھائی کو لیکر آئی۔ شہسوار نے اُسکے قدمون پر ٹوپی رکھکر کہا۔ بھائی اسوقت ہماری آبرو تمھارے ہاتھ ہی۔ واسطے خدا کے کسی سے ذکر نہ کرنا۔ ورنہ مین اپنی جان دیدون گا

بس زہر کھاکر سو رہوں گا ۔ چمپا بولی ۔ آپ چپکے بیٹھے رہیے ہم اپنے سمجھ لیں گے ۔ اور اللہ کے لیے زہر وہر کا نام نہ لو ۔ زہر کے نام سے دل کانپ اٹھتا ہے ۔ ایک کو تو زہر کھلوایا اب تو خدا سے ڈرو چمپا کے بھائی نے لاش کو خوب پیٹا ۔ اور پیٹ پیٹ کر پیچا ۔ اٹھانے کے وقت شہسوار لاش کے قریب جاکر زار زار روئے ۔ ؎

من از یاد تو ہرگز نیستم غافل سرت گردم
ترا در عمر خود گاہے نہ از من یاد می آید

ہائے جوگن ۔ وائے جوگن ۔ دھوکا دے گئی ۔ لوٹ کے گئی ۔ ہائے چل بسیں خیر باد دائی کہہ کر سدھاریں ۔

ہائے کل کہتی تھیں کہ مارے درد کے بستر سے اٹھا نہیں جاتا اور آج دنیا ہی سے اٹھ گئیں ۔ ہائے ستم دائے ستم ۔ ؎

کل وہ کہتی تھیں کہ ہم بستر سے اٹھ سکتے نہیں
اٹھ گئیں دنیا سے آج اُن میں یہ طاقت آگئی

چمپا نے سمجھایا کہ میاں اب کچھ بس سے ہو وہ بیچاری تو تمام دکھ سہہ رہی ہائے کیا بیچاری یا تھا ۔ دن رات اللہ کی یاد ہی کیا کرتی تھیں اٹھتی جوانی تھی ۔ ہائے اٹھتی جوانی تھی ہائے ہائے اٹھتی جوانی تھی ہاتھ ملکر ارے لوگو یہ کیا ہو گیا ۔

چمپا کے بھائی نے کہا چپ چاپ ۔ غل نہ مچاؤ ۔

شہ ۔ گور تک تو چلنے دو ۔

چمپا ۔ اے ہے ایسا غضب نہ کرنا ۔

شہ ۔ مٹی تو دے دوں ۔

چمپا ۔ بس اب تم نہ آؤ ساتھ ۔

دو گھنٹے میں چمپا آئی اور کہا لو صاحب دفنا آئے ۔

اللہ کرے بہشت میں جائیں ۔

شہ ۔ آمین ۔

چمپا ۔ ہائے کیا ہوا ۔

شہ ۔ قسمت ۔ بس اب پھوٹ گئی قسمت ۔ بدی تو یوں ہی تھی ہائے نہ روپیہ ملتا نہ ہم ستاتے نہ وہ زہر کھاتی ۔ ؎

از سنگدلی گر فلک عہد شکن را
مقصود شکست دل ما بود شکستیم

خدا شاہد ہے ہمنے دل لگانیکی سزا پائی ۔ ؎

رہتی ہے یاد ابرو دلبر تمام رات	گھٹتی ہے زندگی نہ تجھے تمام رات
اُس آفتاب کی جو مجھے لوگی رہی	دھندتا رہا ہیں شمع صفت تمام رات

اے گردش فلک ترا خانہ خراب ہو
رہتے ہیں ہم عذاب میں دن بھر تمام رات

خاتون شیریں ادا حسن آرا بیگم شب کے وقت صاف ستھرے سفید کپڑے پہن کر مہتابی پر ٹہل رہی تھیں ۔ سپہر آرا چاندنی پر بیٹھی ہوئی بہار النسا سے باتیں کرتی تھیں ۔ مغلانی ادب کے ساتھ ایک کونے میں بیٹھی تھی ۔ حسن آرا نے پھولوں کا گہنا پہنا تھا جسکی بو سے عنبر بار سے بہشت کی لپٹیں آتی تھیں ۔ چاندنی نے کھیت کیا تھا ۔ سامنے لق و دق میدان اور سہانا سماں کھیت لہلہاتے تھے ۔ غنچے کھلے جاتے تھے ۔ رات خوب کھلی تھی ۔ چو طرفہ سناٹا ۔ اتنے میں تینوں بہنوں نے دیکھا کہ مغرب کی سمت آگ روشن ہوئی حسن آرا اور سپہر آرا متحیر ہوئیں کہ یہ آگ کیسی ہے ۔

حسن آرا ۔ اے بہن یہ روشنی کیسی ہے ۔ اللہ نہ کرے کہیں آگ تو نہیں لگی ۔ روشنی تیز ہوتی جاتی ہے ۔ وہ دیکھو سامنے کی طرف آگ ہی لگی ہے ۔

سپہر ۔ خدا جانے کس بیچارے فلک ستائے کا گھر جل رہا ہے ہائے اسوقت کوئی اُسکے دل سے پوچھے کہ اُسکے قلب پر کیسی

گذری

گذرتی ہوگی۔ اس طرف کیا ہو بہار النسا بہن۔

بہار۔ جانے بھی دو۔ سمجھ ہوگا بھی۔ ایک دفعہ تو کہ چکے ہین۔ اب ہر گھڑی کون نام لے۔ یہ ہندوؤن کا مرگھٹ ہو۔ جہان اُنکے مُردے جلائے جاتے ہین۔

یہ فقرہ سُنتے ہی سپہر آرا کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ گو لاکھ دل کو سمجھایا مگر اس درجہ خائف ہوئی کہ کانپنے لگی۔ بہار النسا سمجھ گئی۔ پوچھا سپہر آرا تم چپ کیون ہو رہین دفعۃً۔ سپہر آرا نے دل کو مضبوط کر کے جواب دیا مگر زبان مارے خوف کے لڑکھڑاتی تھی۔ مغلانی نے کہا چلیے بیگم صاحب نیچے کے کوٹھے پر بیٹھیے اسی مارے تو ہم آنے نہین دیتے یہان کسی کو۔ رات کا سمان۔ میدان کا واسطہ۔ مرگھٹ سامنے۔ چارون طرف ہو کا عالم۔ یہ تو جنگل ہی جنگل۔ شہر اسکو کون کہتا ہو۔ خاصہ جنگل ہو۔

چارون طرف وحشت نظر آتی ہو۔ چلیے نیچے کے کوٹھے پر چلکے بیٹھین۔ حسن آرا نے جو اپنی بہن کی یہ کیفیت دیکھی تو پاس جاکر بہت سمجھایا۔ ہائین۔ ہائین۔ سپہر آرا ایسے واہ پڑھی لکھی ہو کر نادان بنی جاتی ہو۔ چلو مُنہ دھو ڈالو آخر اس رونے سے مطلب۔ چلو کہنا مانو اتنا۔ اور ایسا بھی ڈر کیا ہو۔ واہ مردے سے خوف ہی کیا۔ زندہ ہو تو مار بیٹھے۔ کنوئین مین ڈھکیل دے چھُری بھونک دے۔ مار ڈالے۔ کاٹ کھائے۔ اور مُردہ کیا کر سکتا ہو چاہے جلاؤ چاہے دفناؤ۔ چاہے ٹکے ٹکے اُڑاؤ اُس کا بس تھوڑا ہی چل سکتا ہو بہار النسا نے کہا۔ بہن ابھی لڑکی ہو ننھا سا کلیجہ۔ تم اپنی نہ کہو۔ تم ذرا سیانی ہو۔ نام خدا۔ مگر یہ تو ایسی باتون سے سہم جایا ہی چاہین۔ اُٹھو سپہر آرا چلین نیچے کے کوٹھے پر۔

سپہر آرا نے حسن آرا سے کہا۔ باجی جان اللہ جانتا ہو کچھ ڈر کے سبب سے نہین۔ مگر کیا جانے ہین اسدم کیا یاد آیا۔ ہاے اندر والے کو کیونکر سمجھاؤن۔ قلب کی کچھ عجب کیفیت ہو۔ قابو ہی مین نہین۔ حسن آرا نے جو یہ تقریر سُنی تو بے اختیار رونے لگی۔ بہار النسا نے کہا لو یک نشد دو شد۔ اب کس کس کو سمجھاؤن یہ تو دونون کی دونون اسدم رو رہی ہین۔ بس بس یہان سے چلو یہ بیٹھے بیٹھے ہوا کیا۔

الغرض بہار النسا دونون بہنون کو نیچے کے کوٹھے پر لے گئی۔ مغلانی نے مُنہ دُھلایا پنکھا جھلا۔

حسن آرا بیگم کو میان آزاد یاد آئے۔ اور طرح طرح کے خیالات نے دل مین جگہ پائی۔ خوب پھوٹ پھوٹ روئی بہار النسا دنگ کہ یا الٰہی یہ کیا ہو رہا ہو۔ مگر درد دل سے واقف نہ تھی تھوڑی دیر کے بعد بہار النسا اِدھر اُدھر کی باتین کر کے چلی گئین حسن آرا نے تنہائی مین سپہر آرا سے یون باتین کین۔

حسن۔ تم خود بھی روئین اور ہم کو بھی رُلایا۔ بہار النسا بہن جانتی سب ہین۔ مگر بھول بھول جاتی ہین۔ اب ہر گھڑی انھین سمجھانے کو کون بیٹھے۔ ہاے کیا جانے آزاد پر کیا گذرتی ہوگی۔ ہم تو یہان حسن خانون مین رہتے ہین۔ اچھی سے اچھی غذا کھاتے ہین مسہریون اور قیمتی پلنگڑیون پر مزے سے سوتے ہین۔ ہنستے ہین بولتے ہین۔ وہ بیچارہ مورچون پر جاتا ہوگا۔ رن کی زمین مین غنیم سے مقابلہ کرتا ہوگا۔ یہ سب کانٹے میرے ہی بوئے ہوئے ہین شکوہ کرون تو کس سے اور شکایت کرون تو کس سے۔ از ماست کہ بر ماست۔ اب تو جو ہوا سو ہوا۔

سپہر۔ باجی جان ہاے کیا ستم ہوا۔ نہ خط کتابت نہ پیام نہ سلام وہ اُدھر تڑپ رہے ہونگے ہم اِدھر تڑپتے ہین۔ اللہ جانے کیا ہوتا ہو۔ اسوقت دریا کے کنارے دھوان اُٹھتے ہوئے

جو دیکھا تو تن سے جان نکل گئی۔ آزاد یاد آگئے۔ ہائے ایسے ہی میدانون مین وہ بھی گولی بارود کا مقابلہ کر رہے ہونگے۔

حسن آرا اور بھی زار زار روئی۔ یہانتک کہ ہچکیان بندھ گئین۔ سپہر آرا نے جی کڑا کر کے سمجھایا کہ بہن اب سونے کا خیال کرو رات بہت آئی۔ مگر حسن آرا نے بجز خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا اور برابر روتی ہی گئی۔ مغلانی نے چپکے چپکے سمجھانا شروع کیا بیوی دنیا مین رہ کر انسان کو سب سہنا ہی۔ رنج بھی غم بھی۔ سب ہی کچھ۔ اب ان باتون کا کہان تک خیال رکھیے گا۔ بس سو رہیے۔ اللہ فضل کرے گا۔ آپ دن بدن گھلی ہی جاتی ہین۔ گھل کے نصیب اعدا کانٹا ہو گئین اب اور کسی طرف دھیان دیجیے ذری۔ حسن آرا بولی آجکی رات کاٹے نہ کٹے گی۔ کیا جانے کیا بُرے بُرے خواب دیکھے خدا کرے کہین جلد تڑکا ہو جائے تو ذرا تسکین ہو رات کیا پہاڑ ہو گئی۔

سپہر۔ جیسے کوئی کالی کالی صورت نظر آتی دیتی ہی مین آج کی رات سہم گئی۔

حسن آرا بیگم بڑی دیر تک کروٹین بدلا کین۔ کسی پہلو چین نہ آیا تین بجے سوئین تو خواب مین میان آزاد کو دیکھا۔ خواب کا حال سُنیے۔ دیکھا کہ جنگ کے میدان مین عین آدھی رات کے وقت کوئی نوجوان ایک مقام پر مجروح پڑا ہوا ہی بدن سے خون کے تراڑے جاری ہین۔ اور کیفیت دگرگون ہی حسن آرا نے اُسکے سرھانے بیٹھکر پوچھا تم کون ہو۔ اور اسوقت کیا حالت ہی۔ اُس نوجوان نے آنکھ کھول کر کہا۔ مصرعہ

لو مسیحا دم رفتہ یاد آیا

حسن آرا پہلے تو کسی قدر جھجکی مگر ایک درخت سے سپہر آرا کی آواز آئی کہ باجی جان ذری پہچانو یہ ہین کون حُسن آرا نے اُس نوجوان مجروح سے پوچھا آپ کون صاحب ہین اُس نوجوان نے تمکین سے کہا۔ آزاد خانہ برباد۔ اسقدر سنتے ہی حُسن آرا نے گلے سے لگایا۔ دونون عاشق و معشوق گلے ملکر خوب روئے۔

حُسن آرا نے کہا سرگذشت تو بتاؤ آزاد نے کہا مین خاندان چغتان سے ہون حبش کے شہزادے کا اتالیق۔ افغان و تیزان بعد خرابی بصرہ یہانتک آیا۔ آتے ہی تیر کھایا۔ کلیجے کے پار ہو گیا۔ خون کے تراڑے جاری ہین۔ ذرا سا پانی ملے تو پیون جان مین جان آئے۔ حُسن آرا ایک کنوین مین کود پڑی اور وہان سے پانی لیکر آئی۔ آزاد کو پلایا۔ تھوڑی دیر مین ہوش آیا تو یون بیان کیا۔ ؎

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہی

پیاری حسن آرا ایک تو دل ہزار گاہک جسکو دیکھو ہاے دل کی خریداری کا سودا ایک انار صد بیمار۔ مگر ایک ایک دانہ رشک یاقوت رمانی ہی ع

دیوگڈھ مدھ فتح شد مبارکباد

میدان کارزار مین جو جو مصائب سہے اُنکا حال حُسن آرا کو لکھونگا مگر ابھی نہین۔ کل پرسون تک۔ اب شوق ہی تو یہ ہی کہ اُسکے سامنے جان دون اور دم توڑون۔

آزاد۔ ایسی پریچہرہ نوجوان دیکھی نہ سُنی۔

حُسن۔ اے واہ۔

آزاد۔ کیا جھوٹ کہتا ہون۔ سب صحیح تھوڑا ہی ہی۔

حُسن۔ وہ شعر تو پڑھیے۔ ؎

گل کھائینگے گل کھلائینگے ہم	سینے کو چمن بنائین گے ہم

آزاد ۔ ایں! تم کو کس نے بتایا ۔ اب یہ بتائیے کہ آپ ہمسے ملین گی کب تک ۔

حسن ۔ جب تک تب تک ۔

آزاد ۔ ہائے جان جاتی ہے ۔ جان جاتی ہے ۔ جان جان تم سخت سنگدل ہو ۔

گر یار ز ناخنی زنیاز آفریدہ اند | مارا نیاز مند نیاز آفریدہ اند
ایک تو تمھارا حسن نگاہ سوز دوسرے ناز آسپر طرہ ۔

آوازۂ حسنت شدہ از ناز دو بالا
جون نغمہ کہ لطفش شود از ساز دو بالا

حسن ۔ ہم تو سیہ بخت ہین ۔

میان آزاد نے کہا حسن آرا اب جاؤ ۔ میدان جنگ ہے ۔ یہان تمھارا کیا کام ۔ ایسا نہو توپین دغنے لگین ۔ تو پھر ستم ہی ہو جائے ۔ اتنے مین ایک توپ دغنے کی آواز آئی ۔ دفعتاً اور حسن آرا کی آنکھ کھل گئی ۔ تو مرغ سحر کی آواز کان مین آئی ! خاہ تڑکا ہی ہو گیا ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی ۔ حسن آرا کی طبیعت نہایت بشاش تھی ۔ مگر تھوڑی دیر مین خواب جو یاد آیا تو تڑپنے لگی ۔ ہائے آزاد کو دیکھا بھی تو کس کیفیت مین بیچارہ سچ مچ طرح طرح کی مصیبتین سہتا ہوگا ۔ ہائے یہ مجھے سوجھی کیا کہ مفت مین اُسکی جان کی خواہان ہوئی ۔ مگر خیر ۔ اجر تو ہوگا ۔ محنت ضرور ٹھکانے لگے گی اگر ہمنے انعام نہ دیا تو خدا دیگا ۔ اتنے مین سپہر آرا بھی جاگین ۔

سپہر ۔ باجی جان بندگی رات کو خوب نیند آئی ۔ اسوقت بھی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے ۔

حسن ۔ آزاد کو آج خواب مین دیکھا ۔ جنگ کے میدان مین ڈٹے ہوئے سمسما رہے تھے ۔ آزاد نے ہمین اور ہمنے آزاد کو مفت صدمۂ الم کیا مجھے سوجھی کیا کہ جانے دیا ۔ ہمین تم اُسیوقت سمجھاتی رہین مگر ہماری سمجھ مین کچھ نہ آیا ۔ اتفاق ۔ افتاد پھر اب تو گذشت آنچہ گذشت ۔

سپہر آرا نے کہا بس اب اسکا غم ہی کیا جنگ کچھ خالہ جی کا گھر تو ہے نہین ۔ جان بکف انسان جاتا ہے بچکر آئے تو اُسکی قسمت ورنہ یہ تو سمجھ ہی لیتا ہے کہ مین جاتا ہون اپنی مرضی سے مگر واپس آنا اپنے امکان مین نہین ۔ اگر زندہ بچا تو فہو المراد ورنہ یا قسمت یا نصیب ۔ اب جو کیا اُسکو ہم بھگتین گے اور وہ بھگتین گے لیکن خوشی یہ ہے کہ آزاد قول کے بڑے سچے نکلے ۔ اور خدا خدا کر کے وہان تک پہونچ گئے ۔

بہار ۔ اما جان ہم دونون سے بہت خفا ہین ۔ رات اتنا روئین اتنا روئین کہ توبہ ہی بھلی ۔ بڑی دیر تک ٹھنڈی سانسین بھرتی رہین مین نے بہت سمجھایا ۔ کہ اما جان روئیے نہین حسن آرا آپ کا کہنا ضرور مانین گی ۔ ایسی بات ہی بھلا کہ آپکے حکم سے انکار کرین ۔ بولین کہ بیٹا آج کل لڑکیان کسی کا کہنا سُننا نہین مانتین ۔ جو دمڑی بھر کی سمجھ ہے اُسے عالی ہمت کہتے ہیں بڑے بوڑھے کو مانتا کون ہے ۔ ذرا سیانی ہوئین خود مختار بنگئین ۔ اچھا پھر یون ہی سہی ۔

حسن ۔ افسوس صد افسوس ۔

سپہر ۔ کیا جانے کیا کہتی ہین ۔

حسن ۔ کہنے دو ۔

بہار ۔ آئین ۔ واہ ہی ۔ ہم کیا کہتے ہین ۔ اما جان نے جو کہا ہمنے تم سے کہدیا ۔

حسن ۔ ہان ہان سمجھی ۔

بہار ۔ وہ تو صاف صاف کہتی ہین کہ مسکری بڑا ہونہار لڑکا ہے ۔

سپہر ۔ اچھا پھر ۔

بہار۔ پھر پھر۔ نھی ہو۔ سمجھتی تھوڑا ہی ہو۔
حُسن۔ اے چپ رہو سپہر آرا۔
سپہر۔ نہین معلوم تو ہوا اماجان کہتی کیا ہین۔
بہار۔ کون وہ تو صاف صاف کہتی ہین کہ عسکری لڑکا سعیدہی۔
سپہر۔ تو ایجاب و قبول بھی شرع کے روسے کوئی چیز ہی یا کچھ بھی نہین۔
بہار۔ اللہ ری ڈھٹائی اُف۔
حُسن۔ یہ سپہر آرا اسوقت خواہی نخواہی بات بڑھاتی ہین۔
سپہر۔ نہین یہ باتین بھلی نہین معلوم ہوتین۔
بہار۔ بھلی ہون معلوم تو کیا اور نہون معلوم تو کیا۔ تم ہو ہی کیا کل کی لڑکی ہو۔ مگر باتین بڑھ بڑھ کر بناتی ہو۔
حُسن۔ اے بہن جانے بھی دو۔ اور کوئی ذکر چھیڑو۔
بہار۔ ذکر وکر نہین۔ ہونا وہی ہی جو اماجان کہتی ہین عسکری گھر بھر کو پسند ہی تم ہو کیا بیچاری اور تھاری راے کیا۔
سپہر۔ تو اس بک بک سے کیا فائدہ بہن بیسیون دفعہ کہہ چکی کہ اس بات کو طول نہ دو۔ مانتی ہی نہین۔
بہار النسا بولی اللہ جانتا ہی چاہے آئین خون ہوجاے مگر اماجان کی بات نہ ٹلیگی۔ اور موا آزاد خدائی خوار ہی کون اجڑی چولی پر سے اپنی قربان کردون۔ وہ خدا جانے کہان سے بہتا بوڑھتا آیا۔ نام معلوم نہ نشان۔ چلی ہین باتین بنانے۔
حُسن آرانے جو یہ تقریر سنی تو آگ بھبوکا ہوگئی۔ اگر بہار النسا بڑی بہن نہوتین۔ تو عمر بھر انکی صورت نہ دیکھتی۔ میان آزاد کو جنکی ایک ایک ادا حُسن آرا کے دل مین کھپ گئی تھی۔ کوئی اُنکے سامنے برا بھلا کہے اور ان سے صبر ہوسکے کیا مجال آنکھون مین خون اُتر آیا۔ اللہ اللہ اب تو یہ کو ہی نگین۔ موا آزاد۔ اور خدائی خوار۔ اجڑی چولی قربان کردون۔ اُسنے یہ عداوت حُسن آرانے دل ٹھان لی کہ چاہے جو ہو عسکری کو مُنھ نہ لگائین گے نکاح ہونا تو محال ہی۔ نکاح کیسا۔ نکاح بس آزاد ہی ساتھ ہوگا۔ یا ناکتخدا رہون گی۔
سپہر آرا نے جو یہ کلمات بہار النسا کی زبان سے سُنے ترلے سے جواب دیا باجی بڑی ہو لیس اور کیا کہون۔ کوئی کہتا تو مُنھ نوچ لیتی اور جائیے اماجان سے بھی کہہ دیجیے کہ اگر اب عسکری لیسکری کا نام زبان پر لائین نہ اور کوئی اس قسم کی بات کہی تو ہم زہر ہی کھالین گے۔ کہدیجیے چوری کیا ہی۔ لائین وہان سے عسکری۔
حُسن آرا اور سپہر آرا تھوڑی دیر تک چُپ چاپ بیٹھی رہین اسکے بعد حُسن آرانے کہا بہن یہ بہار النسا بہن کو کیا ہوا کہ پھر گئین سپہر آرا بولین ہوا کیا قسمت کی خوبی اور کیا یہ عسکری کہان سے آن کے کود پڑے۔ گھر بھر پر اس نے جادو کردیا۔ اماجان تک ہم سے خلاف ہوگئین اور ... مدد ہی نہ

حُسن آرا نے کہا اب کیا تدبیر کرین کچھ کہتے دھرتے بن ہی نہین پڑتا
خواص۔ (زینے کے پاس سے) چلیے دونون صاحب بڑی بیگم صاحب بلاتی ہین۔ (قریب جاکر) بہار النسا بیگم کہتی تھین آپ ان دونون کا بیاہ کردیجیے۔ اور محمد عسکری کو حُسن آرا بیگم کے واسطے تجویز کرتی ہین۔ اور کیا معلوم کیا کیا کہتی ہین بہت گرمائی ہوئی ہین۔ مین تو اچھی طرح سُن ہی نہ سکی۔
بڑی بیگم نے حُسن آرا کو بلوایا تو ناچار جانا پڑا۔

حسن - بندگی اماجان -

بڑی بیگم نے منھ پھیر لیا حسن آرا کو سخت شاق گذرا آبدیدہ ہوگئی - یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ بڑی بیگم نے اس درجہ بے اعتنائی کی ہو - حسن آرا چپ چاپ بیٹھی رہی - مثل پیکر تصویر خاموش تھی - اتنے مین بہار افزا بولین -

بہار - اماجان تم سے سخت ناراض ہین حسن آرا -

ب - میرا نام نہ لو -

بہار - جی نہین - خفا نہون آپ - جو حکم دیجیے گا - بجا لائین گی -

ب - سنا ہوا ہے سب -

بہار - حسن آرا اماجان کے قریب آؤ -

حسن آرا ششدر کہ اب کیا کرون - بہار النسا کے مشورے کے موافق بڑی بیگم کے پاس جا بیٹھین - بڑی بیگم نے انکی طرف بھی نہ دیکھا - حسن آرا کو اور بھی شاق گذرا -

بڑی بیگم صاحب نے کہنا شروع کیا کہ عسکری سا لڑکا کوئی مشکل سے ملیگا - لیکن ڈھونڈے سے تو نہ پائیے - ایک تو پڑھا لکھا دوسرے حکیم نبیرے - خاندان اچھا - پھر ہونہار - آج کل کے زمانے کے لڑکون کی طرح آوارہ نہین ہے - ہر طرح اچھا - مگر انکی ضد - اور مجھے ضد سے نفرت جب یہ میرے کہنے ہی مین نہین ہین تو پھر مجھسے واسطہ کیا - بہار النسا نے بڑی بیگم کی رائے سے اتفاق کر لیا - اور کہا حسن آرا خوب سوچ کر اسکا جواب دو -

ب - مین جواب دواب کچھ نہین مانگتی -

بہار - آپ دیکھ لیجیے گا حسن آرا آپ کا کہنا مانینگی -

ب - بس دیکھ لیا -

بہار - حسن آرا - اے حسن آرا -

حسن - کیا بولون کیا - (اپنے دل مین) - ؎

به فهم هیچ مضمون جز به لب بستن نمی آید
خموشی معنی دارد که در گفتن نمی آید

بہار - اماجان کیا کہتی ہین -

ب - از برائے خدا مجھ کمبخت کا نام نہ لو -

بہار - اماجان ایسی باتین نہ کیجیے -

ب - دل جلتا ہے - بہار النسا دل جلتا ہے - اپنے دل مین کیا کیا سوچے تھے - مگر اب تو اٹھ ہی جائین یہان سے تو بھی جائین - دیکھیے کب وہ دن آتا ہے -

بڑی بیگم نے ایک ماما کو حکم دیا کہ کسی آدمی کو بھیجکر عسکری میان کو بلوا لاؤ اور خود شہ نشین مین جا بیٹھین حسن آرا اٹھکر کوٹھے پر گئی اور جاتے ہی مسہری پر لیٹی - اور لیٹتے ہی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگی -

تھوڑی دیر مین خواص نے آکر کہا چلیے بلاتی ہین -

حسن - کون بلاتی ہین -

خواص - بہار النسا بیگم - آپ کی بہن -

حسن - ہمین نیند آتی ہے -

سپہر - ہم کبھی نہ جائین گے -

حسن - وائے قسمت - ؎

شوق ہر رنگ رقیب سرو سامان نکلا
قیس تصویر کے پردے مین بھی عریان نکلا

اب مرض لاعلاج ہے - بس جان جائے گی - ؎

دوست غمخواری مین میری سعی فرمائین گے کیا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ آئین گے کیا

بہار النسا بہن خلاف۔ اَبّا جان خفا۔ محمد عسکری دشمن۔

بہار۔ ذری پردے ہی میں رہنا۔

حسن۔ کیوں۔

بہار۔ اچھا نہ سہی چلی آؤ۔

سپہر۔ یہ پردہ کیسا۔

بہار۔ اے عسکری آتے ہیں۔

بہار کمرے میں تشریف لائیں حسن آرا کی طرف مخاطب ہو کر بولیں۔ ہمسے عسکری نے اسوقت کہا کہ چلو کوٹھے پر چل کر بیٹھیں ہمنے کہا چلو اچھا۔ تم دونوں اس پردے کی آڑ میں ہو جاؤ تو وہ بھی بیٹھیں۔ کھانا نکلوا دیا جائے۔ اَبّا جان کو سچ مچ بد ہضمی ہے۔

حسن آرا نے جو محمد عسکری کا نام سُنا تو کانپ اُٹھی سپہر آرا نے حسن آرا اور حسن آرا نے سپہر آرا کی طرف دیکھا۔ بہار النسا نے ماما سے کہا ذری وہ کرسی تو باہر برآمدے میں بچھا دو۔ بیٹھو محمد عسکری۔

عسکر۔ جی ہاں بیٹھا ہوں۔ آپ تکلیف نہ کیجیے۔ خوب ہوا دار مکان ہے۔

بہار۔ ہاں خوب ہوا چلتی ہے۔

عسکر۔ اس کمرے میں تم رہتی ہو نہ بہن۔

بہار۔ نہیں (مُسکرا کر) ہم نہیں رہتے ہیں۔

عسکر۔ پھر کون رہتا ہے۔

بہار۔ ہماری بہنیں رہتی ہیں۔

عسکر۔ ہاں حسن آرا بیگم۔

بہار۔ ہاں اور سپہر آرا بیگم۔

عسکر۔ اب حسن آرا کی طبیعت کیسی ہے۔

بہار۔ پوچھ لو۔

عسکر۔ نہیں بتاؤ تو آخر۔

بہار۔ اب تو فضل الٰہی ہے۔ اچھی ہیں۔ وہاں البتہ سخت علیل ہو گئی تھیں۔ تو ہمنے یہاں بُلا لیا۔ یہاں جب سے آئی ہیں تب سے صحت ہے۔

عسکر۔ شکر ہے۔

بہار۔ تم بھی تو حکیم ہو۔ بھلا پردے کے پاس سے نبض تو دیکھو اللہ کرے صحیح ہوں۔ اور اب چہرے سے بھی صحت پائی جاتی ہے۔

گو حسن آرا بیگم اپنے دل میں چاہے کچھ ہی سمجھتی ہوں۔ مگر بہار النسا بیگم کا منشا اصل میں یہی تھا کہ دیکھیں نبض صاف ہے یا نہیں۔

حسن آرا اسوقت مُسکرائیں۔ سپہر آرا نے کہا خیر۔ ہونہہ واہ واہ بہار النسا۔ کیا؟۔

سپہر۔ کچھ نہیں۔

بہار۔ (مُسکرا کر) تم تو ہوا سے لڑتی ہو۔

سپہر۔ (تنک کر) لڑتی ہی ہیں۔

بہار۔ ایں۔ اے واہ۔

عسکر۔ اسوقت کھانا کھا چکی ہونگی۔ شام کو نبض دیکھوں گا۔ انشاء اللہ۔

بہار۔ اے ابھی کھانا کہاں کھایا۔

حسن۔ نہیں مٹھائی کھا چکی ہوں۔

بہار۔ سچ۔ جو۔

حسن۔ کیا خوب۔ چہ خوش۔ سچ نہیں تو کیا جھوٹ بھی ہے۔

سپہر۔ ہاں ہاں کھا چکی ہیں۔ اسوقت نبض۔

بہار۔ کیسی دونوں بہنیں اسوقت ایک ہو گئیں۔

بہار النسا اور حسن آرا اور سپہر آرا نے تھوڑی دیر میں کھانا کھایا۔ محمد عسکری رخصت ہوئے۔ بہار النسا نے کہا حسن آرا اب بولو کیا کہتی ہو۔ حسن آرا نے کہا کیا کیا کون بات ہی۔ سپہر آرا تنک کر بولی۔ اب کوئی اور بات بھی ہی یادن رات یہی تذکرہ ہی۔ کہدیا ایک دفعہ بلکہ سو دفعہ کہ جس بات میں یہ چڑھتی ہیں وہ کیوں کرو۔ بہار النسا نے کہا آخرش اس میں کیا بات ہی۔ کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتا اور حسن آرا یاد رکھو۔ ہمیں ہونا ویسا ہی ہی جیسا ہم چاہتے ہیں۔ پھر یہ روٹھنا اور رونا اور آنکھیں کھونا فضول ہے یا نہیں۔

حسن۔ خیر ہمیں پھر جو ہونا ہی وہ ہو رہیگا۔ اب اسکا ذکر ہی کیا ہی۔

سپہر۔ ناحق ناحق بیکار بیٹھے بٹھائے مفت میں رنج بڑھاتی ہو۔ بہار النسا بہن۔

حسن آرا کو بہار النسا بیگم کی گفتگو ازبس ناگوار گذری مگر سکوت اختیار کیا۔ بہار النسا نے پھر کہا چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے عسکری کی نسبت جو ہمارا خیال ہی وہ نہ ٹلیگا۔ اور وہی ہونا ہی۔ نہیں تو اما جان ابھی ابھی آج ہی قسم کھا چکی ہیں کہ صورت نہ دیکھیں گی تم دونوں کی بس اب تمہیں اختیار ہی چاہے مانو چاہے نہ مانو وہ صورت دیکھنے کی روادار نہونگی اور کیونکر ہوں جب اولاد کہنا ہی نہ مانے اپنی ہی سی کہی جائے اور اپنی ہی ہٹ کرے تو ماں باپ کا کلیجا پھٹے یا نہیں تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ محمد عسکری کا نکاح ضرور ہوگا اور اللہ نے چاہا تو حسن آرا ہی کے ساتھ ہو۔

دو دن اسی کیفیت میں گذرے۔ بڑی بیگم حسن آرا اور سپہر آرا دونوں سے نہ بولیں جب کبھی حسن آرا سامنے جائیں بڑی بیگم منھ پھیر لیں۔ دونوں بہنیں سخت مصیبت میں مبتلا تھیں۔ دن رات گریہ و زاری۔ سوچیں کہ یہاں تو سب کے سب ہمارے خلاف ہیں۔ آؤ روح افزا بیگم کو بلوائیں شاید وہ ہمارا ساتھ دیں مغلانی کو حکم دیا کہ تم خود ڈولی پر سوار ہو کر کسی بہانہ سے روح افزا بہن کے پاس جاؤ اور کہو اللہ کے لیے آپ دو دن کے لیے یہاں آجائیے۔ ہماری جان پر بن آئی ہی اور تم صاف صاف کہنا کہ ایک نہ ایک دن دونوں بہنیں زہر کھا لیں گی جس طرح بن پڑے انکو لے ہی آؤ۔ بی مغلانی خدا کے لیے جلد جاؤ اور ایسی تدبیر کرو کہ وہ فوراً ہی چل کھڑی ہوں کہدینا کہ ہماری بیماری کے بہانے سے آئیں۔

مغلانی نے کہا میں ابھی ابھی جاتی ہوں۔ جہاں تک بن پڑیگا بہت کہونگی اور کہنا کیا حضور وہ جسوقت یہ باتیں سنیں گی فوراً خود ہی دل نہ مانے گا کہ نہ آئیں خدانخواستہ ایسی حالت ہو اور وہ نہ آئیں۔ میری تو عقل ہی نہیں کام کرتی کہ یہ کیا ہو رہا ہی۔ بہار النسا الگ ناک بھوں چڑھائے رہتی ہیں بڑی بیگم صاحب بات ہی نہیں کرتیں۔ آخر یہ ہی کیا آپ کو دیکھتی ہوں کہ جیسے خدا نہ کرے کوئی مہینوں کا بیمار ہوتا ہی۔ سپہر آرا بیگم دن رات رویا کرتی ہیں۔ کہاں تو ہنسی خوشی رہتے سہتے تھے کہاں اب رونے دھونے کے سوا اور کچھ نہیں۔

سپہر آرا بولی بی مغلانی یہ ہماری قسمت کی خوبی ہی۔ آپکو ہم کیا کہیں بیٹھے بٹھائے اور کچھ نہیں یہی گل کھلا اب تو روح افزا بہن کے آنے پر سارا دار و مدار ہی وہ آئیں تو

شاید بات بنے نہین تو اب خیر صلاح نظر نہین آتی -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ پیر مرد نے آکر کہا - کچھ خوشخبری سُنائین ہم کیا مٹھائی کھلواؤ گی - حسن آرا بولی اس وقت طبیعت شکستہ ہی - دل کا کنول بُجھا جاتا ہی مٹھائی وٹھائی کا ذکر نہ کرو دل ہی قابو مین نہین - ؎

بڑی تکلیف تیرے ہجر مین او بیوفا پائی
خدا شاہد ہی ہمنے دل لگانے کی سزا پائی

یہ کہکر حسن آرا بے اختیار رونے لگی -

پیر - اللہ جانتا ہی وہ مژدہ ہی کہ جی خوش ہو جائے -

سپہر - ہان وہ خوشخبری کیا ہی -

پیر - آزاد کا خط لو - کیون - نہ کہو گی -

حسن - (چہرہ گلنار) لاؤ - لاؤ خدا کو جو دیکر) ؎

من چہ امین مہربانیہاے او وفا سد چہ بیگوئی
سا ز از بینش خود حرفے کہ میدانم زبانش را

سپہر - ہم پڑھین باجی جان - (لفافہ لیکر) ؎

لیے جاتا ہی نامہ بیکس
بال بیکا نہو کبوتر کا

سپہر آرا نے پڑھکر سُنایا - حسن آرا کبھی روتی تھی - کبھی خدا کا شکر کرتی تھی کبھی کہتی تھی اُف - بیڑا غضب کا سامنا ہی - کبھی کف افسوس ملتی کبھی آہ سرد بھرتی جب سپہر آرا نے خط سُنا دیا تو حسن آرا نے خود پڑھا - اور خط بند کر کے کہا - بہن بڑی تسکین ہوئی - مگر آزاد کو ہماری تباہی کا حال ذرا نہین معلوم کہ ہمپر کیا گذری ہی - کس بلا مین ہم مبتلا ہوئے مگر اُس بیچارے کا ہمین کیا قصور ہی - یہ سب ہماری ہی نارسائی طالع ہی -

اتنے مین بہار النسا نے کہلا بھیجا کہ عسکری آئے ہین نبض دیکھنے کے لئے پردہ کر دو -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ بہار النسا بیگم ناز و ادا سے کوٹھے پر تشریف لائین اور آتے ہی کہا کہ حُسن آرا ذری پردہ کرکے محمد عسکری کو نبض دکھا دو - زینے پر کھڑے ہین - حُسن آرا مجبور ہو گئی - اچھا کہکر کمرے مین گئی سپہر آرا کو اشارے سے بُلایا اور کہا بہار النسا بہن تو باہر ہی بیٹھین گی - ہمارے عوض تم نبض دکھاؤ دیکھو یہ عسکری ہین کیسے - سپہر آرا نے مسکرا کر کہا اچھا - اور پردے کے پاس بیٹھکر نبض دکھائی -

عسکری - دوسرا ہاتھ لائیے -

بہار - بخار تو نہین ہی خدا نخواستہ -

عسکری - خفیف سا ہی - ضعف بہت ہی اور کیونکر نہ ہو سخت تپ تھی یہ نسخہ لکھکر بھیجون گا -

حُسن آرا نے بہار النسا کو اشارے سے بُلایا -

حُسن - بڑے نباض ہین آپ کے عسکری -

بہار - کیا شک بھی ہی -

حسن - اُف - مارے ہنسی کے بُرا حال ہی - اسوقت واہ رے حکیم -

سپہر - نیم حکیم خطرۂ جان نیم مُلا خطرۂ ایمان -

بہار - یہ کاہے سے - کچھ وجہ بھی تو ہو - یا یون ہی بیوجہ -

حُسن - نبض کس کی دیکھی تھی -

بہار - تمھاری -

حُسن - اے واہ کہین دیکھی نہو - بس دیکھ لی حکمت -

بہار - پھر کس کی نبض دیکھی - کیا سپہر آرا بیٹھ گئی تھین

سپہر۔ (ہنسکر) ہاں اور نہیں تو کیا۔ بندگی ضعف بتاتے تھے ضعف ہمارے دشمنوں کو ہو۔ واہ مفت میں بدشگونی کی بات۔ اور خفیف سا بخار بھی بتایا۔

بہار۔ (شرماکر) بھلا علاج میں کیا ہنسی کرتی تھی۔

باہر جاکر بہار النسا نے محمد عسکری کو خوب آڑے ہاتھوں لیا اے بس جاؤ بھی مفت میں ہم کو وہ بنایا حسن آرا نے ہنسی ہنسی میں سپہر آرا کو اپنے عوض بٹھا دیا اور تم ذرا نہ پہچان سکے للہ جانتا ہے ہمیں بڑی شرم آئی۔ ہمیں ذلیل کیا۔ بڑے حکیم بنے ہیں۔ محمد عسکری از بس خفیف ہوئے۔

محمد عسکری شادان و فرحان گھر گئے اور آج خوش کیوں نہ ہونگے سپہر آرا کی نبض دیکھی حسن آرا سے باتیں کیں۔ اور انہوں نے ہنسی ہنسی میں انکو بیوقوف بنایا سو سوچے کہ اب کی جاؤں گا تو کہوں گا۔ ایک ہوئی۔ اور دیکھئے گا خدا نے چاہا تو بہت جلد نکاح ہوا اب تو ہم راضی ہو گئی ہیں۔ مگر یہ معلوم بھی نہ تھا کہ یہ سب شیخ چلی کے منصوبے تھے۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح حسن آرا میاں آزاد کو کب کا دل دے چکی محمد عسکری منہ دھو رکھیں۔

آزاد کا خط جو حسن آرا نے پایا تو روز کی نسبت آج ذرا رنج والم کم تھا اور بہار النسا بیگم کے کوٹھے پر آنے اور ہنس ہنس کر محبت جتانے سے اور بھی خوش ہوئی۔

بات بڑھ گئی

دونوں بہنیں باتیں کر رہی تھیں کہ بہار النسا بیگم آئیں۔

حسن۔ (مسکرا کر) آئیے۔

بہار۔ آج ہم تم سے بہت خوش ہوئے۔

سپہر۔ بھلا خیر شکر ہے۔

بہار۔ کہنا مانا نہ خوش ہو گئے۔

سپہر۔ کیا کہنا مانا۔

حسن۔ نبض دکھائی اسی کے سبب سے خوش ہوئیں۔

بہار۔ ہاں اللہ جانتا ہے جی خوش ہو گیا۔

حسن۔ اور نبض دکھائی کس نے۔

سپہر۔ نبض دکھائیں ہم اور خوش آپ اُنسے ہوں۔

حسن۔ اور اسمیں خوشی کی بات ہی کیا ہے۔

بہار۔ اب دس بارہ دن میں اماجان تم سے پوچھیں گی کہ محمد عسکری کے ساتھ تمہارا نکاح پڑھا جاتا ہے کہو منظور ہے۔

حسن۔ (چونک کر) کیا!

سپہر۔ کیا کیا۔

بہار۔ تمہاری اور انکی شادی کی فکر ہے۔ اُنکا تو محمد عسکری کے ساتھ نکاح ہوا داخل ہے۔ اسمیں ذرا شک نہیں۔

حسن۔ اُف۔

اُف کہکر حسن آرا گر پڑی اور خوب ہی روئی۔

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

ایسا سنیئے کہ روح افزا بیگم کے ہاں بی مغلانی ڈولی پر گئیں اور روح افزا سے کہا کہ حضور بس اب دیر نہ لگائیے جلدی کیجئے۔ روح افزا از بس متحیر ہوئی کہ یہ کیا کہہ رہی ہے۔ پوچھا کہتی کیا ہو بی مغلانی جلدی کیسی۔ کس امر میں جلدی کرو۔ مغلانی نے کہا تین دن سے گھر کی کچھ عجب ہی کیفیت ہے بڑی بیگم صاحب بہزار خرابی کھانا کھاتی ہیں۔ حسن آرا بیگم دن رات روتی ہی رہتی ہیں۔ سپہر آرا کو ہر دم اُداس پایا

بہار النسا بیگم سے ان دونوں بہنوں سے نہیں بنتی۔ چلی کٹی سُنایا کرتی ہیں۔ بڑی بیگم کو ایک دفعہ بڑی صاحبزادی نے بندگی کی مگر بڑی بیگم صاحب نے منھ پھیر لیا۔ جواب نہ دیا۔ گھر بھر میں اُداسی چھائی ہی۔ حسن آرا بیگم کئی بار کہہ چکیں کہ ہم زہر کھا لینگے اسپر چھوٹی صاحبزادی بولیں کہ باجی جان ہم کیا ساتھ نہ دینگے بڑی وہ ہو رہی ہی۔ وہان آپ چلیے۔ تو شاید کچھ فیصلہ ہو۔ وہان تو ایک ایک مدعی ہی۔

روح افزا سخت ملول ہوکر بولی۔ یہ تو تم نے بڑی سُنائی۔ حسن آرا سپہر آرا بڑی بیگم صاحب میں اسقدر نفاق ہوجائے یہ تو ان ہونی بات ہی۔ یہ آخر ہوا کیا کچھ سبب تو بتاؤ۔ بے وجہ کچھ ہوتا نہیں ہماری تو سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ اُف بڑی بُری سُنائی۔

مغ۔ اب کسی ترکیب سے آپ چلی چلیں۔

مغلانی نے جاکر روح افزا کی ساس کو بندگی کی اور کہا بڑی بیگم صاحب نے مزاج پوچھا ہی اور خیر و عافیت دریافت کی ہی۔ اور بُلا یا ہی۔ تھوڑی دیر کے بعد روح افزا بیگم فنس پر سوار ہوئیں مہری ساتھ چلی اور ایک سپاہی۔ بی مغلانی کی ڈولی پیچھے پیچھے۔ دلن سے داخل ہوئیں۔ روح افزا کو دیکھکر بڑی بیگم متحیر ہوئیں۔

روح۔ امّا جان بندگی۔

ب۔ جیتی رہو۔ تم کیونکر آئیں۔

روح۔ چلی آئی۔

بہار۔ کیا روح افزا آئی ہیں۔

روح۔ جی ہان۔ بندگی۔ شہ نشین سے باہر آئیے۔

بہار۔ کب آئیں۔

روح۔ ایلو اور سُنو۔ ابھی ابھی چلی آتی ہون۔

بہار۔ خوب آئیں۔

روح۔ حسن آرا سپہر آرا کہان ہیں۔

بہار۔ ہونگی کہیں۔

روح۔ کیا!۔

بہار۔ ہمیں اُنکا حال معلوم نہیں۔ کوٹھے پر ہین۔

روح۔ بُلوائیے۔

بہار۔ ہم سب سے دونوں بہنیں خفا ہیں۔

روح۔ این! یہ آپ آج کیا کہہ رہی ہین۔ خفگی کیسی۔ امّا جان یہ کہتی کیا ہین۔

ب۔ ہمیں نہیں معلوم۔

روح۔ اے ذری حسن آرا کو تو بُلانا۔

حسن آرا اور سپہر آرا کو جو روح افزا کے آنے کی خبر ہوئی تو باچھیں کھل گئیں۔ اتنے میں بہار النسا اور روح افزا اُن دونوں کے پاس آئیں۔ مارے خوشی کے سپہر آرا روح افزا سے گلے ملیں اور خوب روئیں۔

روح۔ این۔ اے واہ جیسے کوئی۔

بہار۔ بیٹھو بیٹھو۔

روح۔ حسن آرا یہ تم کو کیا ہوگیا۔ وہ صورت ہی نہیں۔ وہ رنگ روپ ہی نہیں۔ یہ ماجرا کیا ہی۔ ہماری تو سمجھ ہی مین نہیں آتا۔

حسن آرا نے جواب نہ دیا۔ مگر رونے لگی۔

روح۔ (گلے مل کر) ہائین! ہائین!!۔

سپہر۔ آپ کو یہان کا کچھ حال بھی معلوم ہی یہان سب ہم سے خلاف ہین۔ اور اللہ جانتا ہی بے وجہ۔ اور یہ سب

ہماری بہن کے سبب سے۔ بہار النسا بیگم صاحب۔ جی ہان کیا جانے امّا جان سے کیا کیا کہا جاکر۔ اب وہ اتنی خفا ہین کہ بات کیا جو بندگی کرین تو مُنھ پھیر لیتی ہین۔ کھانا بڑی خرابی سے کھاتی ہین۔ اور بہار النسا بہن ہماری دونون کی شکایتین کرتی جاتی ہین اب بھی باز نہین آتین۔ ہم کیا بتائین بہن کہ آج کل کیسی گذرتی ہی۔ کھانا پینا اُٹھنا بیٹھنا سب حرام ہی اور اُنکی قطع تو آپ نے دیکھ لی ہی پہچان نہین پڑتین۔ آخر کوئی تو سبب ہی۔

بہار۔ تم کہہ لو سب تو پھر ہم بھی کہین۔ ہم ساری داستان کہہ سنائینگے۔

حُسن۔ وہ کہہ چکین اب آپ فرمائین۔

بہار۔ ناک مین دم کر دیا۔

روح۔ یا اللہ ایسی عداوت ہی کہ سرے ہی سے شکایت۔

بہار۔ تمھین کچھ حال تو معلوم ہی نہین۔

روح۔ اے تو بتاؤ۔

حُسن۔ ہان فرمائیے۔

بہار۔ دیکھو روح افزا تم فہمیدہ ہو۔ ذرا غور سے سُنو۔

سپہر۔ اب کچھ کہیے گا بھی۔

بہار۔ بڑی بوڑھی کا کہنا لڑکیون کو ماننا چاہیے یا نہین یہ بتائیے پہلے۔

روح۔ ضرور۔

بہار۔ بس اب انسے پوچھ لو۔

روح۔ کس سے پوچھون یا اللہ۔ کوئی بتاتا ہی نہین۔

بہار۔ حُسن آرا اتنا یاد رکھنا کہ شادی تمھاری عسکری ہی کے ساتھ ہو گی۔ اور وہ جس موے کا تمکو خیال ہی وہ دل سے دور کر دو۔

روح۔ ہائین۔ ہائین! باجی کوئی ایسی تقریر کرتا ہی۔

بہار۔ اب بے اسکے مانین ہین گی نہین یہ۔ کیون جی عسکری مین کیا بُرائی ہی شریف نہین ہین وہ۔ یا پڑھا لکھا نہین ہی یا خوش قطع نہین ہی۔ آخر وہ بات کیا ہی۔ اِس مین جو یہ انکار کرین۔ اور اگر ایسا ہی انکار ہی تو خدا حافظ چلو بس ہو چکی۔

سپہر۔ اب ہم سے چُپ نہین رہا جاتا۔ اور چُپ کیون رہین۔ آخر بولو چُپ رہنے کا سبب کیا سناتی جاتی ہو کہ دشمنون کی طرح پیش آتی ہین اور کہتی ہو چُپ رہو۔ چُپ کب تک رہین۔ کلیجا پیپ ہو گیا چُپ کا کوئی ٹھکانا بھی ہی۔ اب اس سے بڑھکر اور ہو گا کیا۔ امّا جان نے بولنا تک چھوڑ دیا۔ بات کرو تو مُنھ پھیر لین۔ یہ بالکل خلاف ہین۔ پھر اب چُپ رہنے سے واسطہ۔

حُسن۔ اچھا وہ جو کہین ہمی زیبد۔ بڑی بہن ہین۔

سپہر۔ ہان بیشک مگر بڑی بہنون کو ایسا نہ چاہیے۔

روح۔ تو یہ کہو۔ بات بہت بڑھ گئی ہی۔ اسقدر نوبت پہونچی اور ہمکو اطلاع ہی نہین اور روز آدمی آتے جاتے تھے ذری بھی کچھ حال معلوم ہوتا تو فوراً ہی آجاتی۔

بہار۔ اب آئی ہو تو کیا بنا لوگی۔ یہ ایک نہ مانینگی۔

روح۔ وہ تو شاید مان بھی جائین مگر آپکا مان جانا البتہ ذری مشکل ہی۔

بہار۔ ہان تو یہ کہیے۔ آپ اُنکی طرف سے لڑنے آئی ہین خیر۔

روح۔ ہان ہمسے تو یہ نہین دیکھا جاتا کہ خواہی نخواہی جھگڑا ہو بیکار بیکار۔

حسن۔ اور کیا۔ پوچھو کہ لڑائی ہے کس بات کی۔
بہار۔ اچھا تم اتنا کہدو کہ عسکری کے ساتھ نکاح منظور ہے۔
روح۔ لے تو باجی یہ ہمیں نہیں اچھا معلوم ہوتا کہ بے سمجھے بوجھے قبولوائے لیتی ہو۔
بہار۔ اچھا نہ سہی۔ تو یہ خود مختار ہیں پھر۔
سپہر۔ اجی آپ سے کیا واسطہ۔ ہم عسکری کا نام نہیں سننا چاہتے۔
حسن آرا نے روح افزا سے کہا بہن اب میں کیا کروں امّا جان اور بندگی کے جواب میں مُنھ پھیر لیتی ہیں۔ ہے ہے خون آنکھوں میں اُتر آیا۔ کیا مجبوری ہے۔ اور یہ بہار النسا بہن اُسکے کہنے میں جاتی ہیں جنکو بڑا حکیم اور سید وہ سمجھتی ہیں۔
یہ باتیں ہوتی تھیں کہ بڑی بیگم صاحبہ بھی جریب ٹیکتی ہوئی تشریف لائیں۔
روح۔ آئیے امّا جان۔ حسن آرا بندگی کرو۔
حسن۔ (آہستہ سے) بندگی امّا جان۔
بیگم۔ نے جواب نہ دیا۔
روح۔ امّا جان حسن آرا بندگی کرتی ہیں۔
بیگم۔ میں اونچا نہیں سنتی ہوں۔
روح۔ نہیں آپ نے جواب نہیں دیا نہ۔
بیگم۔ کوئی تو وجہ ایسی ہے۔
روح۔ ہمیں کیا معلوم۔
بیگم۔ میں اسوقت صاف صاف کہے دیتی ہوں کہ عسکری کے ساتھ نکاح ضرور ہوگا۔ آئیں چاہے ساری خدائی ایک طرف ہو میں کسی کی نہ سنونگی۔ حسن آرا سے کہو کان کھول کر سن لیں میں جان دونگی۔ مگر کرونگی وہی جو کہتی ہوں۔ آئیں فرق نہ پڑیگا۔ یہ نہ مانیں گی تو زہر کھالونگی۔ مگر کرونگی وہی جو کہہ رہی ہوں۔ ایک دفعہ میں نے دھوکا کھایا تھا کہ ایک جگہ سے پیام آیا اور میں نے منظور کر لیا۔ اور پھر وہ لڑکا چور نکلا مگر عسکری کو تو گودی کھلایا ہے نام خدا ہونہار ہے ہوشیار لکھنے پڑھنے میں طاق اور وضعدار۔ سیدھا الیق۔ بس اگر یہ نہوا تو میں جان دیدونگی بس۔

اس تقریر نے حسن آرا کے ساتھ وہ کیا جو موت جان کے ساتھ کرتی ہے۔ بڑی بیگم تو کہکر چلی گئیں حسن آرا اس قدر روئی اسقدر روئی کہ آنکھیں سُرخ ہوگئیں۔ روح افزا نے سمجھایا تو حسن آرا نے کہا بہن اب سمجھانا بیکار ہے۔ امّا جان مانیں گی نہیں اور ہم سوا آزاد کے اور کسی کے ساتھ شادی نہ کریں گے۔ نتیجہ یہی ہونا ہے کہ ہم ہی نہونگے جنازہ کل ہی پرسوں تک نکلتا ہوگا۔ سپہر آرا نے جو یہ سُنا تو حسن آرا سے چمٹ کر خوب زار زار روئی۔

غم و غصہ و یاس و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

حسن آرا بیگم کی جان عذاب میں تھی بڑی بیگم سے بول چال ترک بہار النسا سے محبت یکقلم القط۔ محمد عسکری روز ایک نیا گل کھلاتے تھے روح افزا بھی اِن سے خلاف ہوگئی تھیں۔ مُغلانی اور مہری کو سمجھا دیا تھا کہ اگر حسن آرا کی کوئی بات مانی تو گھر سے نکال دیجاؤگی۔

بہار النسا بیگم کے شوہر نواب صاحب بھی اپنی بیوی ہی کا جنبہ کرتے تھے۔ ہاں ایک سپہر آرا بیچاری البتہ انکی ہمدرد تھی۔ دونوں بہنوں کا کھانا پینا حرام تھا۔ دن کو گریہ وزاری شب کو اختر شماری۔ ایک دم چین نہیں۔ دونوں [illegible]

دونون کا گھر بھر دشمن۔ ہنسنا بولنا بالاے طاق۔ زار زار رونے کے سوا اور کوئی کام نہین۔

محمد عسکری ایک ہی کائینان حسن آرا کے جمال مبین پر ہزار جان سے عاشق۔ بہار النسا بیگم کے دل مین اُنکی جگہ۔ بڑی بیگم اُنکی مدّاح۔ روح افزا اُن کی ثنا خوان۔ مغلانی کو پانچ روپیہ دیے اُنکا دم بھرنے لگی۔ پیاری کو جوڑا بنوا دیا۔ اسکی یہ کیفیت کہ اِدھر محمد عسکری دروازے پر آ ملے اور وہ کودتی ہوئی دوڑی کہ "عسکری میان آ گئے" نواب صاحب انکے لنگوٹیے یار۔ حافظ جی کو بھی گانٹھ لیا تھا۔

حسن آرا اور سپہر آرا کے لیے کوٹھے پر کھانا بھیجدیا جاتا تھا اور دوسرے تیسرے دن جب روح افزا رہتی تھین ان سے تھوڑی دیر کے لیے ملتی تھین۔ باقی اللہ اللہ خیر صلاح ایک روز روح افزا چپکے چپکے اوپر آئین۔ دیکھا کمرے کے سب دروازے بند ہین۔ متحیر تھین کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ دروازے بند۔ سناٹا۔ کوئی منکتا تک نہین ایک شیشے کی راہ سے جھانک کر دیکھا کہ حسن آرا ہچکیان لیکر رو رہی ہے۔ اور سپہر آرا سر بزانوے تفکر نہایت ہی داس تھوڑی دیر تک کھڑی دیکھا کین حسن آرا کبھی اُٹھکر بینائی سے ساتھ اِدھر اُدھر جاتی کبھی آہ سرد بھرتی۔ کبھی اسقدر روتی کہ ہچکیان بندھ جاتین۔ روح افزا گو ان دونون بہنون کے خلاف تھین مگر دل بھر آیا آہستہ سے دروازہ کھولا۔ تو سپہر آرا چونک اُٹھی۔ روح افزا مثل پیکر تصویر ایک ساعت تک کھڑی رہی۔ حسن آرا نے انکو دیکھکر مُنھ پھیر لیا سپہر آرا نے پھر زانو پر سر رکھا۔ اور آہستہ آہستہ ٹھنڈی سانسین بھرنے لگین۔ روح افزا بے اختیار (ہاے) کہہ اُٹھی مگر دونون بہنون نے کچھ جواب نہ دیا۔

روح۔ ہاے اپنی کیا حالت کر دی اِن دونون نے۔

دونون بہنین خاموش رہین۔

روح۔ حسن آرا۔

حسن آرا نے اسکا جواب دیا مگر گردن اُٹھاکر روح افزا پر بصد حسرت نظر ڈالی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی روح افزا کا دل اور بھی بھر آیا۔ لپک کر حسن آرا کو گلے لگایا اور دونون بہنین گلے مل ملکر خوب روئین سپہر آرا بدستور سر بزانوے تفکر وہ اس درجہ محو تھی کہ ان دونون کے رونے کی آواز اُسکے کان تک نہ پہونچی۔

روح۔ اب ذری مُنھ دھو ڈالو۔ اور آؤ اِدھر ہوا مین بیٹھین۔

جبکہ حسن آرا نے رومال سے آنسو پونچھے تو رومال تر ہو گیا۔ مگر روح افزا کی خاطر سے دریچے کے قریب جا بیٹھین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے ذرا دل کو ڈھارس ہوئی۔ روح افزا نے اپنے ہاتھ سے مُنھ دُھلایا۔ اور پنکھا جھلنے لگی۔ سپہر آرا اُسی طرح بیٹھی تھین۔ گویا دنیا و ما فیہا سے بیخبر۔ روح افزا نے آہستہ سے پکارا (سپہر آرا) جواب ندارد پھر ذرا زور سے کہا (سپہر آرا) صداے بر نخاست پھر باواز بلند پکارا۔ (سپہر آرا) مگر بے سود۔ آہستہ سے اُٹھکر سپہر آرا کو گلے لگایا۔ سپہر آرا نے دیکھا تو روح افزا بیگم۔ غنچۂ دل کھل گیا۔ سوچی کہ اخاہ روح افزا اور اس درجہ عنایت۔ لیکن سمجھی کہ شاید اب محبت اور پیار کرکے دھوکا دین۔ ہاے۔ سے

ہے بس کہ ہر اک اُنکے اشارے مین نشان اور
کرتے ہین محبت تو گذرتا ہے گمان اور

روح۔ اب ذرا اِدھر ہوا مین چلکر بیٹھو تو باتین کرین۔

سپہر - تشنگی کا غلبہ ہی اسوقت -
روح - اے مہری ذری برف کا پانی تولاؤ صراحی مین -
مہری صراحی مین برف کا پانی لیکر آئی - لیجیے کون پیئے گا
روح - سپہر آرا کو دو -
سپہر آرا نے برف کا پانی پیا اور برف ہی کے پانی سے آنکھین بھی دھوئین - روح افزا نے کہا حسن آرا کو بھی پلاؤ -
روح افزا نے کہا واسطے خدا کے بتاؤ تو کیا ماجرا کیا ہی یہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین کیون بھرتی ہو - کیا ہوا کیا - گھر مین ہنسی خوشی درکنار - جب دیکھو آئے دن نت نیا جھگڑا جسے دیکھو مُنھ پھلائے بیٹھا ہی - یہ ہوا کیا ہی آخر ہمین تو کچھ تحمل بیڑا ہی نہین معلوم ہوتا -
حسن آرا نے جواب نہ دیا سپہر آرا نے کہا کہ جلے ہوئے کو جلانا مرے ہوئے کو مارنا کس مذہب مین روا ہی بھلا - جان بوجھکر انجان بنتی ہو بہن - بھلا تم سے کوئی بات پوشیدہ ہی - مگر افسوس تو یہ ہی کہ تم بھی ہمارے خلاف ہوگئین - خیر اللہ مالک ہی - روح افزا کسی قدر تنک کر بولین جو خوش تمھاری تو نئی باتین ہین - جلے کو جلانا - اللہ اللہ یہ کلمہ اور ہماری نسبت جہان تمھارا پسینہ گرے - وہان ہم لہو گرائین اور تم سمجھتی ہو کہ ہم تمھین جلاتے ہین شان خدا بس انھین باتون سے تو اماں جان بُرا مانتی ہین اور وجہ کیا ہی - ہم تو محبت سے پوچھتے ہین کہ کیا سبب ہی - اماں جان نے کیون بولنا چھوڑ دیا - بہار النسا بہن کیون خلاف ہوگئین - یہ اُلٹا ہمین کو للکارتی ہین - واہ واہ واہ -

حسن آرا نے کہا سُنو باجی - اب صاف صاف کہلواتی ہو تو بسم اللہ یہ بتاؤ کہ تم جانتی کونسی بات نہین ہو جو پوچھتی ہو جو بہار النسا بہن پوچھتین تو ہم سمجھتے کہ چھیڑنے کیلیے کہتی ہین - مگر بہن تمھارا پوچھنا البتہ بُرا معلوم ہوتا ہی - روح افزا کا چہرہ سُرخ ہوگیا پوچھا وہی اُنکا معاملہ نہ - وہ جنکو بہار النسا بہن اُٹھاؤ چولھا کہتی ہین حسن آرا نے کہا جسکا جو جی چاہیے سو کہے - مگر آپ سے یہ امید نہ تھی - روح افزا بولین اے تو ہمسے کیا واسطہ - باجی کہتی ہین کچھ ہم کہتے ہین -
حسن آرا نے کہا تمسے ہم صاف صاف کہہ چکے کہ آزاد کو ہمنے دل مین بُرا کیا یا بھلا کیا - اگر ہمین کوئی بدی کی بات ہو تو اللہ ہمسے سمجھے - پھر اب عسکری کو دل کیونکر دین - یا تو عمر بھر کنوارپنے مین بسر کرینگے یا آزاد کے ساتھ نکاح ہوگا بہن تم اتنا تو سوچو اپنے دل مین کہ ہمارا قصور آپ نے کیا ہی کوئی بدی کی بات دیکھو تو سرزنش کرو - لو کو یہ کیا کہ ہم تو صاف صاف کہہ چکے ہین - اور آپ خواہی نخواہی ہم کو دق کرتی ہین بہار النسا بہن میرے روبرو کوس چلین - اب بتاؤ جی جلے یا نہ جلے - جسپر ہماری جان جائے جسکا آسرا لگائے ہم بیٹھے ہون جسکے نام سے ہمارے بدن مین جان آجائے جسکی زندگی پر ہماری زندگی منحصر ہو جسکی جان کو ہم اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہون جسکے لیے ہم مہینون دن رات روئین - اُسکو جو کوئی ہمارے سامنے بُرا کہے تو ہماری کیا حالت ہو - سرگشتگی کا حال کیا بتاؤن - گو مگو کا معاملہ ہی - یہ نوبت آئی مگر دُھن وہی ہی - ع

گو خاک ہوگئے نہ گئی جستجوے یار
جون گرد راہ پھرتے ہین ہم دربدر ہنوز

اور ہماری بڑی بہن ہمین کو بیستی ہین بس اتنا سوچیے

کہ کچھ تو سبب ہی کہ ہم اس ردی حالت کو پہونچے اور ابھی تک سا کسی کی بات نہین مانتے - ؎

یہ زار ہون کہ موے بدن بھی وبال ہی
تسپر ہی دل مین الفت موے کمر ہنوز

ہاے افسوس کوئی کہان تک سہے - فراق کا صدمہ جان جانے کا دھڑکا اعدا و اقربا کی طعنہ زنی کا خیال - ایک جان اور یہ جنجال - ع

تا کجا ظلم و ستم بس اے ستم ایجاد بس

ظلم کا بھی کوئی ٹھکانا ہی - کوئی حد ہی - اب تو کلیجہ پک گیا اُف کیا کرون کیا بتاؤں بہن -

سپہر آرا بولین بس ہم اس بات سے خوش ہوئے کہ صاف صاف کہدیا - اے آخر تو خون کا بہکا ہی - کچھ معلوم تو ہو - کہدیا سمجھا دیا کہ آزاد آئینگے تب ہی نکاح ہوگا ورنہ نکاح نہوگا - ایسے ایسے تین سو ساٹھ مسکری ہون تو کیا ہی - ہزار دفعہ کہدیا - لاکھ بار کہدیا - پھر اب کیونکر کہین کہتے تو جاتے ہین کہ جو کوئی بدی کی بات ہو تو تنبیہ کرو -

روح - حسن آرا اب اسوقت بات بڑھجائیگی - اور کچھ گفتگو کرو -

حسن - ہم فقط اسقدر چاہتے ہین کہ آپ ذرا انصاف کیجیے انصاف کا خون نہ کیجیے - پیاری بہن - اللہ جانتا ہی ہمارا قصور نہین اور پھر بڑا اجبر ہوتا ہی - ہم کس سے کہین - ہاے کس سے کہین -

روح - ہم تمھارا کہنا مان لین - تمکو بھی تو ہماری نصیحت کا کچھ خیال رہے -

حسن - بیشک - مگر -

امّا جان ہمسے ناحق اسقدر خفا ہین - مگر وہ لاکھ خفا ہون جو بات بس ہی مین نہین اُسکو ہم کیا کرین - ہماری بے بسی پر اُنکو ذرا خیال نہین - بولنا چھوڑ دیا - کہ ہم اُنکا حکم بجا لائین - بہار النسا بیگم الگ خفا ہوگئین - کہ ہم اُنکی خفگی کے سبب سے ڈر کر کہدین منظور - سب پا پڑ بیلے - لیکن - ؎

گر کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائین گے کیا

اب تو ہم نے ٹھان لی ناکہ چاہے جان جائے مگر آزاد کا آسرا لگائے بیٹھے رہین گے - مصیبت سہنا منظور لیکن آزاد کی محبت کم نہوگی - ؎

خانہ زاد زلف ہین زنجیر سے بھاگین گے کیا
ہین گرفتار وفا زندان سے گھبرائین گے کیا

اتنے مین بی مغلانی نے آن کر کہا - کیجیے حضور کہا ہی یہ تصویر ہمارے کمرے مین لٹکا دیجیے - روح افزا نے تصویر لے لی - دیکھتے ہی مسکرائی - اور کہا بس یہی چھچھوندر خانی تو - ابھی نہین - پہلے تو تصویر چھپا لی - مگر تھوڑی دیر مین سپہر آرا کو دے کر کہا بھلا پہچانو تو کس کی ہی - سپہر آرا نے تصویر لے کر کہا کیا معلوم کسکی ہی مگر افوہ بہن ایسی بھدی تصویر آجتک نہین دیکھی - واہ ماشاء اللہ چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ غبی آدمی ہی - ہونٹھ بھدے دانت نکلے ہوئے - آنکھین ذرا ذرا سی گال پھولے پھولے - ناک بڑی اور لمبی - بھون خراب - سارا نقشہ بُرا ہی واہ ماشاء اللہ کیا تصویر دکھائی ہی آپ نے - اے ہٹاؤ بھی - کیا جانے کس موے گھامڑ کی تصویر ہی -

روح افزا نے کہا ماشاء اللہ کیا نظر ہی آپ کی بس جاؤ دیکھ لیا - یہ بھونڈی تصویر ہی - چلو بس رہنے دو - ایسا

ایک جوان تو نظر نہین آتا پتلے پتلے ہونٹھ - لال لال گورا گورا مکھڑا اور پیارے پیارے گال کلّے ٹھلے کا جوان کبھر وہ ہو -

روح - سُنو بہن جو تمنے کہا مین نے سُنا - مگر اماّنجان تو نہتی ہی نہین -

سپہر - اور سُنیے گا ذری - ساری گلستان پڑھ گئین پوچھتی ہین حکایت کے کیا معنی - اور خرابی کیا ہو - یہی تو خرابی ہو کہ اماّنجان نہ ہاری مانین نہ جیتی -

حسن - اماّنجان ہی مان جائین تو یہ رونا کاہے کا تھا اسوقت تو وہی زلیخا زن بود یا مرد والی مثل ہو ئی -

بہار النسا بہن کی دال نہ گلتی پھر -

روح - اچھا اب کچھ کہو تو - گتھی کیونکر سُلجھے گی -

حسن - بتا دُ روح افزا بہن کہ اماّنجان سے کیونکر بولین اب ہماری تو توقع ہی ٹوٹ گئی - بے لحاظی بھی کی مگر وہی ڈھاک کے تین پات اچھا ہمین کسی کا کیا اجارہ ہو - ہم شادی نہین کرتے بے بیاہے ہی رہے سہی - پھر اس مین شرم ہی کیا ہی - کل بہار النسا بیگم نے وہ بات کہی کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے - ہاے غضب - روح افزا نے کہا کس نے بہار النسا بیگم نے - بہار النسا بہن نہین کہتین اب - حُسن آرا بولی پہلے سُن تو لو بہن - وہ بات کہی کہ دل پر تیر کا صدمہ ہو - کہنے لگین کہ ہمارے پاس کیون آ کے بیٹھین گی اپنے ہوتے سوتون کے پاس بیٹھین گی - ہی ہی - یہ آسمان کیون نہین پھٹ پڑتا - ارے غضب - ہمارے حق مین اور یہ کلمہ اور ایک دفعہ کہا تھا کہ بی مغلانی تم نہین سمجھین یہ حُسن آرا کی گھٹ چالین ہین - اب بولیے جگر

پاش پاش ہو کہ نہ ہو - مگر کہون کس سے کوئی سُننے والا بھی ہو جب - خیر جی اللہ مالک ہو - ہم بیگناہ ہین - اِس سے تو وہان اپنے شہر ہی مین اچھے تھے -

بہار النسا بیگم نے آن کر کہا - روح افزا - لو سب ٹھیک ٹھاک ہو گیا - اب اُن دونون سے پوچھ لو منظور ہو تو تیاریان ہون ورنہ اماّنجان تو قسم کھا بیٹھی ہین کہ انکی صورت نہ دیکھین گی - روح افزا اور بہار النسا نے چُپکے چُپکے کچھ باتین کین - بہار النسا چلی گئی روح افزا نے اِن دونون بہنون سے آن کر کہا بڑا برا سامنا ہی کہو کہون کہو نہ کہون - حسن آرا کا کلیجا دھڑ دھڑ کرنے لگا - سپہر آرا کا رنگ فق ہو گیا -

حسن - کہیے یا نہ کہیے - اختیار ہی آپ کو - ؎

پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہی عشق
سامانِ صد ہزار نمکدان کیے ہوئے

روح - ایک بات کہین جو مانو بہن - واسطے خدا کے سُن لو -

سپہر - کچھ سُنائی سُناؤ گی کیا -

حسن - ہم تو سب کچھ سُننے کے لیے مستعد ہین - جب تک آزاد واپس نہین آتے جسکا جو جی چاہے سُنائے - مگر خدا وہ دن دکھائے آزاد کی صورت نظر آئے پھر کوئی کچھ کہے تو جانین -

سپہر - روح افزا بہن یا تو کہا نہ کرو اور جو کہو تو پھر صاف صاف -

حسن - ہان بیان کرو نا بہن - ہم تو سختیان سہنے کیلیے پیدا ہی ہوئے -

روح افزا نے کہا کہ باجی جان ابھی ابھی کہہ گئی ہین کہ

آغا نجان نے قسم کھائی ہی کہ عسکری ہی کے ساتھ حسن آرا کا نکاح ہوا اور سپہر آرا کے لیے نواب باقر علی خان کے بھتیجے کو تجویز ا ہی اگر تم دونون منظور کر وگی تو خیر ورنہ آغا نجان تمہاری صورت عمر بھر نہ دیکھین گی - اور بھی بہت سی باتین کین کہ ناحق بیان کرون - کہتی ہین کہ شاید آغا نجان ایک مکان بہی تھور نہ دین - حسن آرا نے متحیر ہو کر پوچھا - کیا! سپہر آرا نے دانتون کے تلے انگلی دبائی -

مغلانی نے زینے پر سے کہا حضور اخبار آیا ہی - پڑھیے تو لاؤن نہین نواب صاحب کے پاس بھیجدون - حسن آرا نے کہا لاؤ لاؤ ہم پڑھ لین تو بھیجنا - سپہر آرا دوڑ کر اخبار لائی - حسن آرا نے اُدھر اُدھر مضمون اور خبرین پڑھین پڑھتے پڑھتے دفعتہً ایک مضمون کی سُرخی نظر پڑی - دیکھتے ہی چونک اُٹھی بشرے سے حیرت اور حسرت نمودار تھی سپہر آرا نے جو بہن کے چہرے کی طرف نظر ڈالی تو بھانپ گئی کہ آزاد کا حال ہی معلوم ہوتا ہی اس غریب الوطن پر کچھ بنا ہی آئی - روح افزا بھی غور سے دیکھنے لگی - متحیر تھی کہ ماجرا کیا ہی - حسن آرا اُٹھکر کمرے مین چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد سپہر آرا اور روح افزا بھی گئین تو دیکھا کہ حسن آرا ایک پلنگ پر بیخبر سوتی ہین - سپہر آرا نے اخبار کی چارون طرف تلاش کی مگر کہین نہ ملا روح افزا نے بھی ڈھونڈھا مگر نہ پایا - دو دفعہ دونون نے چوطرفہ ڈھونڈھ مارا مگر نہ ملا نہ ملا - دونون متحیر کہ اخبار گیا کہان - زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا آخر رکھا کہین یہان ہی ہوگا - تیسری بار دونون نے پھر اِدھر اُدھر ڈھونڈھا مگر بیسود - روح افزا نے کہا حسن آرا کے نیچے نہو - شاید اخبار ہی پر سو گئین ہون سپہر آرا بولی بہن معلوم ہوتا ہی یہان آکر اخبار پڑھا اور پڑھکر مارے رنج کے سو رہین - روح افزا نے پوچھا رنج کیسا اے یہ رنج کس بات کا - سپہر آرا نے اسکا جواب نہ دیا روح افزا بڑی دیر تک کچھ بڑبڑایا کی اتنے مین بڑی بیگم نے بُلوایا - پیاری نے آن کر کہا چلیے آپ کی سُسرال سے کوئی ماما آئی ہی بڑی بیگم صاحب حضور کو یاد فرماتی ہین - روح افزا بڑی بیگم کے پاس گئین - تو سپہر آرا اپنی بہن کو پنکھیا جھلنے لگی حسن آرا جاگ اُٹھی - دونون بہنون کی چار آنکھین ہوئین تو حسن آرا رونے لگی - سپہر آرا نے کہا ہم تو پہلے ہی سمجھے تھے -

حسن - اُف - ہی ہی -

سپہر - پھر وہی - ہاے اللہ مین کیا کرون اب -

حسن - جاؤ اخبار پڑھ لو - مگر ہم سے کچھ نہ کہنا -

سپہر - سارے مین ڈھونڈھ مارا کہین نہ ملا -

حسن - الماری مین رکھا ہی -

سپہر آرا نے اخبار لیکر مضمون پڑھا -

سائیس کے ساتھ آزاد کی شادی اور حُسن آرا بیگم کی خانہ بربادی

حیف برین دانش و تدبیر او	کور شده دیدهٔ تقدیر او

واہ ری دنیا اور واہ ری ہوا و ہوس - لعنت ہی ان لعینون پر جو بھلے مانسون کا نام بدکرتے ہین پہلے پاکبازی اور عشق صادق کا دم بھرتے ہین - اور پھر دھوکا دیجاتے ہین - ؎

این نہ مردان اند اینہا عورت اند
بستۂ نان اند و مرد شہوت اند

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمنے میان آزاد نامے ایک ہندی کی تعریف کی تھی اور لکھا تھا کہ میان آزاد ٹرکی گئے ہین تاکہ جنگ مین شریک ہون۔ ترکون کا ہاتھ بٹائین۔ روسیون کو نیچا دکھائین۔ ایک نوجوان اور عالی خاندان حسین مہ جبین شائستہ و تربیت یافتہ بیگم صاحبہ نے انکو شیدا بنا لیا ہین اور نجیب الطرفین اور فہمیدہ و سنجیدہ سمجھکر ٹرکی بھیجا ہے کہ اگر وہان سرخرو آؤ گے تو نکاح ہوگا۔ مگر ع

دیگر بخود مساز کہ ترکی تمام شد

ایک معتبر ذریعے سے معلوم ہوا کہ میان آزاد ٹرکی مین ایک سائیس کی نوجوان بیوی پر عاشق ہوئے۔ لاحول ولا قوۃ۔ لاحول ولا قوۃ۔ اسے پھٹکار کیا یہ قول و اقرار کیا یہ کردار۔ اس شخص نے اپنے اس خرد سالوس سے اس خاتون عفیفہ کو بڑا دھوکا دیا مگر الحمد للہ کہ وہ معصوم ہی رہی ہمکو یقین واثق ہے کہ جب بیگم یہ خبر وحشت اثر سُنینگی تو آزاد کے نام پر لاحول پڑھینگی۔ مگر افسوس ہے کہ اس بیچاری تک خبر نہ پہنچنے پائیگی وہ شب و روز آزاد کی جدائی مین جلے گی اور یہ خبر بھی نہ سُننے پائیگی کہ میان آزاد وہان گلچھرے اڑا رہے ہین۔ بیگم کو شکر کرنا چاہیے کہ ایسے دون ہمت کے زور سے انھون نے نجات پائی ہے سے

هان مشو نا امید چون واقف نئی ز اسرار غیب
باشد اندر پردہ بازیہای پنہان غم مخور

بیگم بیچاری کے دل سے کوئی پوچھے یہ خبر اس کے دل کے ساتھ وہ کرے گی جو تیر دل جوان کے ساتھ اور ذلیل پیر فرتوت کے ساتھ کرتا ہے۔ افسوس صد افسوس اس بیچاری کا دل ٹوٹ گیا ہوگا کہ میان آزاد سرخرو آئینگے۔ نام ہوگا اقصائے روم سے ہندوستان تک اہل اسلام اور اہل ہنود انکی تعریف مین رطب اللسان ہونگے

یورپ مین آزاد کی شجاعت و بسالت کا غلغلہ ہوگا۔ مگر سے

ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال
کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال

ہزارون آرزوون کا خون ہوگیا۔ اور دونون تسن پیچے کا کہ ہم خاتون عصمت مآب کو جنون ہوگیا۔ امید کی کمر ٹوٹ گئی وہ سوچین گی کہ لا الٰہ الا اللہ جسکو ہم دل دین وہ ہیچ قوم متبدل۔ عورتون پر بچے بڑے شرم اور خفت و حسرت کی بات ہے اس سے بڑھکر صدمہ اور کیا ہے۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ سے

توان شناخت بیک روز از شمائل مرد | کہ تا کجاش رسید است پایگاہ علوم
ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو
کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

نفس امارہ جب نفس مطمئنہ پر غالب آتا ہے تو انسان کو بے قابو کر دیتا ہے مگر طیب النفس بزرگوار نفس امارہ کو مغلوب کر دیتے ہین۔ ممکن کیا کہ نفس پلید اُن پر غالب آ جائے کیا مجال ہے سے

اے نفس پلید آدمی بن
کہتے ہین ولی کی خصلتین ہین

ہم اسقدر لکھ چکے تھے کہ روم کے ایک معتبر و مستند اخبار سے اس خبر کی صداقت ہوئی۔ اخبار مذکور مین درج ہے کہ میان آزاد نے ایک سائیس کو زہر دلوا دیا اور اُسکی زوجہ بست سالہ کے ساتھ نکاح پڑھوا لیا۔ اسے لعنت خدا۔ تم کلامہ۔

حسن۔ سپہر آرا ہم تو ایسا نہین سمجھتے تھے۔

سپہر۔ باجی یہ سب غلط ہے۔

حسن۔ کیا قسمت کی خوبی ہے۔ جو کام ہوا بُرا ہی ہوا۔

سپہر۔ یہ سب افترا پردازی ہے۔

حسن۔ اخبار والے نے خوب لکھا ہے ع

کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

سپہر۔ باجی جان ہم تو فال دیکھیں گے۔

سپہر آرا نے فال دیکھی کہ یہ خبر سچ ہو یا غلط۔ یہ غزل نکلی ہے ؎

خوش آمد گل وزان خوشتر نباشد | کہ در دستت بجز ساغر نباشد
بیا اے شیخ در خمخانۂ ما | شرابے خور کہ در کوثر نباشد

سپہر آرا کو تو ڈھارس ہو گئی کہ حافظ شیرازی نے سچا سچا حال بتا دیا۔

حسن آرا نے کہا ہمارا تو شیشۂ دل چکنا چور ہو گیا۔ ہائے ہم کیا جانتے تھے کہ عشق خانہ خراب یہ تحفہ اور یہ بُرا دن دکھائے گا ؎

نام اُلفت سے ہم نہ تھے آگاہ | کسی یوسف کی تھی نہ ہر گز چاہ
عیش و عشرت سے کٹتی تھی اوقات | چہچہوں میں گذرتے تھے دن رات
عشق کا سنتے تھے نہ افسانہ | شمع رویوں پہ تھے نہ پروانہ
جان دیتے نہ تھے کسی گل پر | سنتے تھے نالہائے بلبل پر
دل چھپائے ہوئے تھے چور سے ہم | خوف تھا اُکھڑ جائے گی دوروں سے
دم نکلتا تھا تیغ ابرو سے | دل اُلجھتا تھا ذکر گیسو سے
دل کو چاہ ذقن کی چاہ نہ تھی | کسی یوسف لقا سے راہ نہ تھی
قیس کا سنتے تھے جو افسانہ | کہتے تھے وہ بشر تھا دیوانہ

مگر ہائے یہ معلوم ہی نہ تھا ؎

جب طبیعت کسی پہ آئے گی
ساری حکمت یہ بھول جائے گی

جب دل آیا تو معلوم ہوا کہ عشق اسکو کہتے ہیں۔ جب اُن سے جدائی ہوئی تو کڑھنے لگے کبھی غم و افسوس کرتے تھے کبھی دل کو ڈھارس دیتے تھے۔ مگر ؎

حال دل سے یہ نہ تھا ظاہر | کہ اسی غم میں ہو سکے ہم اختر
اپنا کیا اپنے آگے آیا۔ اُف نو بڑا دھوکا کھایا میاں آزاد کے متکھنڈے سے کیا معلوم تھے ؎

ز جوش سینۂ آتش ہم شعلہ افشان شد چراغ من
خدا یا بر دلم رحمے کہ خون گردید داغ من

ہائے یہ کیا ہوا۔ ہمارا ذرا خیال نہ آیا۔ ایک پنچ قوم عورت کو بیاہ حسن آرا کو بھول گئے۔ جنہوں اسی پنچ میں گذر ہے گئے کہ ہٹر کی کیوں بھیجا۔ ہائے بیٹھے بٹھائے اٹکی جان کی کیوں خواہاں ہوئی۔ رات دن دعا مانگی کہ یا الٰہی بامراد واپس آئے۔ مگر یہ کیا معلوم تھا کہ وہ فرنگستان میں امید پہ غم کی بجلی گر پڑے گی۔ نصیبوں کی شامت آج یہ خبر سنائی۔ برسوں کی محنت خاک میں ملائی۔ قسمت پھوٹ گئی۔ ہائے بس آرزو ہے تو یہ ہے کہ ایک دفعہ پیارا آنکھوں ہوں تو جھک کر سلام کر دوں۔

سپہر۔ اگر یہ سچ ہو تو بڑا اچنبھا ہیں کیا یہ ہوئے گی کیا پیدائی دور سے کیا کرتے تھے۔ مگر یہ خبر ضرور غلط ہے۔

روح افزا جو کھیلے سے آئی تو سپہر آرا نے کہا ذری باجی کو تو دیکھو۔ پوچھا کیوں کیوں کیسی ہیں۔ کہا کیا بتاؤں ایسا بخار ہے کہ نبض پر ہاتھ نہیں رکھا جاتا بدن خدا جانے تنور کی طرح جل رہا ہے۔ روح افزا نے دلائی ہٹا کر دیکھا تو کہا آدھ پہر اتنی ہی دیر میں اسی تپ آ گئی۔ حسن آرا نے روح افزا کو دیکھکر رونا شروع کیا۔

روح افزا نے کہا بہن۔ رونے کیا ہو۔ اچھی ہو جاؤ گی ذری دل کو ڈھارس دو۔ طبیعت کو قابو میں رکھو یا الٰہی خیر کوئی بیماری نہیں گھبراؤ۔ ہمارا انا کو بلوایا۔ وہ بھی بیتاب ہو کر آئیں۔ آتے ہی زینے کے پاس سے با آواز بلند پوچھا کیسی ہیں کیسی۔ آن کر دیکھا تو متحیر۔ ایں! یہ کیسے بخار سپہر آرا! اُف۔

بدن پر ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا جیسے کسی نے جھلسا دیا۔ اُف
توبہ۔ توبہ۔ اسوقت اُنکے دل سے کوئی پوچھے۔ بہار النسا کے
یہ کلمات محبت سُنکر حسن آرا نے کہا باجی میرے قلب کی عجیب
کیفیت ہے ہر طرح کی بیماری مین نے اُٹھائی ہے۔ مگر قلب اس
درجہ کبھی ضعیف نہین ہوا ہاتھ پانوں سنسناتے ہین اور یہ معلوم
ہوتا ہے کہ جیسے ہر عضو بدن سے جان نکل رہی ہے بولتی ہون تو کمال
تکلیف ہوتی ہے اور قلب کے پاس بیٹھا بیٹھا درد سا ہوتا ہے
رہ رہ کے درد ہوتا ہے اور سر پھٹا جاتا ہے۔ مین کیا کرون
بہار النسا آبدیدہ ہو گئی۔ بڑی بیگم کو بُلوایا۔ وہ جریبا ٹیکتی
ہوئی بدحواس اور سراسیمگی کی حالت مین آئین۔
سپا۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) اُف۔ اللہ یہ ہوا کیا۔
بہار۔ بخار سا بخار ہے۔

نواب صاحب دوڑتے ہوئے آئے۔ خیریت ہے۔ اوپر آئے
تو اصیلین اور ماما اور روح افزا اور سپہر آرا اور بہار النسا سب کو
افسردہ پایا۔ حسن آرا کو دیکھا تو آنکھین چھت سے لگی ہوئی تھین
دل بہار قرآن کی ہوا دے رہی ہے۔ پیاری کی مان نے
صدقہ اُتارا۔ نواب صاحب نے نبض پر ہاتھ رکھا تو رنگ سا
فق ہو گیا۔ پوچھا یہ حال کب سے ہے۔ ہمین کسی نے اطلاع
بھی نہ کی۔ حسن آرا نے بہت آہستہ سے کہا۔ دولہا بھائی اسکے
بعد کچھ کہنے کو تھی۔ مگر غشی طاری ہو گئی۔ بڑی بیگم نے کہا
سورۂ حمد دم کرو۔ سورۂ حمد دم کرو۔ روح افزا نے کہا دولہا بھائی
ڈاکٹر کو بلوائیے۔ اتنے مین محمد عسکری صاحب تشریف لائے۔
عسکری۔ ہم آئین۔
بہار۔ اے چلے بھی آؤ۔ اسوقت عسکری ذری نبض تو دیکھو
میرا بھائی کچھ بتا۔ اے یہ دم کے دم مین کیا ہو گیا۔

عسکری۔ (نبض دیکھکر) بڑے حکیم صاحب کو بہت جلد بلوائیے۔
ن۔ دوڑو اور جلد بُلا لاؤ۔ کسی سواری پر آئے ہو۔
عسکری۔ پالکی گاڑی پر۔ ابھی بُلاتا ہون۔
بہار النسا نے محمد عسکری کو علیحدہ لیجا کر پوچھا۔ بھائی
عسکری سچ سچ بتا نا حسن آرا کیسی ہے۔ محمد عسکری نے کہا
بہن کیا بتاؤن نبض ہی نہین ملتی۔ اس فقرے پر بہار النسا
دو ہتڑ پیٹنا شروع کیا عسکری نے کہا اب مجھے جانے دو۔ مگر جبتک
وہ آئین یہان خدا جانے کیا ہو جائیگا۔ بہار النسا اور دلبہار روئی
اور سر پیٹنے لگی۔ نواب صاحب نے آ کر سمجھایا اور کہا یہ وقت دوا اور
علاج کا ہے۔ اور رونا تو عمر بھر ہے۔ بہار النسا جی کڑا کر کے کمرے
مین آئی آنکھین لہو کی بوٹیان بدن تھر تھر کانپ رہا ہے۔
محمد عسکری فوراً پالکی پر سوار ہو کر بڑے حکیم صاحب کو
بُلانے گئے اور نواب صاحب نے کوچبین کو حکم دیا کہ ابھی ابھی
فٹن تیار کرو ذرا دیر نہو ہمایون فر نے پوچھا خیر تو ہے۔ یہ آج
سب کے سب بدحواس کیون ہین نواب صاحب نے حال بیان
کیا تو ہمایون فر بھی آبدیدہ ہو گئے۔ کہا آپ یہان ہی رہین۔
مین جا کر سول سرجن کو ساتھ لاتا ہون۔ نواب صاحب نے
شکریہ ادا کیا۔ ہمایون فر فٹن پر سوار ہو کر سول سرجن صاحب
کے ہان گئے کارڈ بھیجا۔ پرنس مرزا ہمایون فر بہادر پڑھکر صاحب
ممدوح باہر نکل آئے اور بڑے تپاک سے ہاتھ ملا کر حال پوچھا اور
کہا مین ابھی آپ کے ساتھ چلتا ہون اسی دم صاحب سول سرجن
آئے۔ نواب صاحب کو اطلاع کی گئی۔ باہر آئے صاحب سے
ہاتھ ملایا۔ خواص نے آن کر کہا پردہ کرا یا گیا آئیے حضور سول سرجن
اور نواب صاحب اندر تشریف لے گئے۔ حسن آرا بیگم کی
نبض دیکھی جیبی گھڑی ملو کے پھر نبض دیکھی۔ حال پوچھا

کہا ہم جانتے ہین کہ کسی سانحے کی خبر سُنی ہی۔ جسکے صدمے سے اس درجہ بیتاب ہو گئین۔ کسی عزیز کے مرنے کی خبر سُنی ہو یا کسی بنک مین روپیہ رکھا ہوا ور دوالہ نکل گیا ہو۔ یا کوئی اور بات اس قسم کی ہوئی ہو۔ ہو کچھ ایسا ہی قلب پر صدمہ پہونچا ہی۔ نواب صاحب سے قلم دوات کاغذ مانگا۔ بیماری نے حاضر کیا نسخہ لکھا اور کہا جانسن اینڈ کمپنی کی کوٹھی سے منگواؤ آٹھ بجے ہم پھر آئین گے۔ نواب صاحب نے باہر دریافت کیا کہ آپکے نزدیک طبیعت کیسی ہی۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ ردی حالت ہی۔ بڑا صدمہ پہونچا ہی۔ علاج مشکل ہی۔ ایک اشرفی پاکٹ مین رکھکر صاحب سول سرجن تشریف لیگئے۔

اتنے مین محمد عسکری صاحب بڑے حکیم جی کو لیکر آئے بڑے حکیم معمر آدمی تجربہ کار۔ لائق فائق۔ عالم و فاضل تمام شہر مین ہوا بندھی تھی۔ لوگون کا مقولہ تھا کہ دست شفا ہی حکیم صاحب محمد عسکری کے ساتھ تشریف لائے بسم اللہ کہکر نبض دیکھی۔ اور سوال کرنے شروع کیے۔

حکیم۔ کتنے دن سے طبیعت علیل ہی۔ صاحبزادی کی۔

نواب صاحب۔ جی بس آج ہی بخار آگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے تپ اسدرجہ شدید ہو گئی۔

حکیم۔ کسی قسم کی خلش پیشتر سے تھی۔ غذا مین بے احتیاطی تو نہین ہونے پائی۔

ن۔ مطلق نہین۔

حکیم۔ گھر مین کسی سے لڑائی یا تکرار ہوئی تھی۔

ن۔ نہین۔

عسکر۔ ان کی دادی ——— وہ والدہ کسی امر پہ لیسے ناراض ہوئین۔ مگر کوئی جھگڑا نہ تھا۔

حکیم۔ ہمارے علم و یقین مین کسی امر کے رنج اور تنہا کے غم نے انکو بیمار کر دیا۔

ن۔ ڈاکٹر صاحب کی بھی یہی راے ہی۔

حکیم۔ کس کی راے۔

ن۔ ڈاکٹر صاحب آئے تھے۔ سول سرجن۔ اُنھون نے بھی یہی فرمایا۔

حکیم۔ (چین بہ جبین ہو کر) کیا معالج ڈاکٹر ہی۔

عسکری۔ نہین حضور بلا لیا تھا اُن کو بھی۔ سب گھبرا گئے تھے۔

حکیم صاحب نے پھر نبض دیکھی۔ باہر جا کر بیٹھے۔ محمد عسکری کے کان مین کہا (کام تمام ہو گیا) نسخہ لکھکر تشریف لیگئے۔ نواب صاحب کے ہاتھ پاؤن پھولے ہوئے تھے۔ میرزا ہمایون فر اسسٹنٹ سرجن کو بُلا لائے نواب صاحب نے کہا حضرت اب ہم آپ کو جانے نہ دینگے۔ اسسٹنٹ سرجن نے بھی جا کر نبض دیکھی۔ حال پوچھا صاحب سول سرجن کا نسخہ دیکھا اور کہا صاحب نے خوب نسخہ لکھا ہی۔ میرزا ہمایون فر نے دریافت کیا کہ طبیعت کیسی ہی سچ سچ بتائیے گا۔ اسسٹنٹ سرجن نے کہا بہت ردی حالت ہی۔ ہم یہ نہین کہتے کہ خدا نخواستہ جان ہی پر بنجائے گی مشکل ہی۔ حکیم کا علاج ہوگا تو پھر ہلاک ہی ہو جائے گی۔

میرزا ہمایون فر اور نواب صاحب اور محمد عسکری باہم مشورہ کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے تو شہزادہ ہمایون فر نے کہا اُنکی راے ہی کہ اگر حکیم کا علاج ہوا تو بچنا محال ہی۔ نواب صاحب نے کہا (اور حکیم جی ڈاکٹر کا نام سُنکر بڑے خفا ہوتے تھے یہ تو اُن لوگون کا قاعدہ ہی) محمد عسکری نے مشورہ دیا کہ طبیب ثانی

معالج ہون۔ مگر شہزادۂ ہمایون فر نے اس رائے سے اتفاق نہ کیا۔ سوداگر کی دُکان سے دوا آئی۔ ایک (مارک) یعنی ایک مرتبہ کی مقدار دی گئی۔ نواب صاحب نے جانچ کر دوا دی اب حسن آرا کی کیفیت سُنیے کہ انتہا کی نقیہ۔ آنکھین چھت سے لگی ہوئی ہین تشنگی کا غلبہ قلب لُٹا جاتا تھا۔ بے چینی کی حد نہ تھی آنکھون سے اشک جاری۔ دماغ پر اسقدر گرمی تھی کہ مثل تنور پُھنک رہا تھا۔ کبھی سپہر آرا کو دیکھکر روتی تھی کبھی روح افزا سے کہتی تھی کہ بہن کہا سُنا معاف مگر اچھی طرح کوئی سمجھ سکتا نہ تھا کہ کیا کہا۔ بہار النسا نہایت سے زیادہ مضطر و بیقرار تھی جب حکیم صاحب نے کہا کہ گھر مین کسی سے جھگڑا تو نہین ہوا تو بہار النسا بیگم اپنے دلمین سخت خفیف ہوئین۔ سپہر آرا کو خوب معلوم تھا کہ حسن آرا کو بیماری کیا ہی بڑی بیگم بیچاری چپ چاپ بیٹھی حسن آرا کی کیفیت دیکھ رہی تھین اس درجہ غم تھا کہ زبان سے کوئی کلمہ نہین نکلتا تھا مگر آنکھین اشکبار اور دل مضطر و بیقرار۔

ن۔ حسن آرا بیگم۔ حسن آرا بیگم۔

حسن آرا نے آنکھین کھول کر دیکھا مگر بات کرنے کی طاقت نہ تھی۔

بہار۔ بولو پیاری بہن۔ آہستہ سے کچھ کہو۔

حسن آرا نے اشارے سے کہا پانی پلاؤ۔ بڑی شدت کی تشنگی ہی۔

حسن آرا کو شدت تشنگی سے سخت بیچینی تھی۔ تھوڑی دیر مین ذرا سا پانی بہار النسا نے دیا پانی پینے سے کسی قدر تشفی ہوئی اتنے مین سول سرجن صاحب پھر آگئے۔ پردہ کیا گیا۔ زبان دیکھی نبض دیکھی۔ نسخہ لکھا۔ اور کہا۔ دو گولیان آئین گی۔ دونون اسوقت کھلا دیجیے۔ اور شیشی مین جو عرق آئیگا۔ وہ گولی کھانے کے آدھ گھنٹے کے بعد پلائیے۔ ایک مارک آدھ آدھ گھنٹے کے بعد ایک ایک مارک پلانا۔ صبح کو ہم پھر آئین گے اور ضرور آئین گے۔ اگر رات کو طبیعت زیادہ بے چین ہو تو ہم کو فوراً اطلاع دیجیے گا۔ پانی بہت کم پائین اسکا ضرور خیال رہے اور جس طرح کمرہ صاف ہی اسیطرح صفائی کا خیال رہے

حسن۔ (آہستہ سے) قلب ازبس ضعیف ہی۔

ن۔ کہتی ہین قلب بہت ضعیف ہی۔

سول سرجن۔ پوچھیے کوئی وجہ بیان کر سکتی ہین۔

حسن۔ ہان دل پر صدمہ پہونچا تھا۔

سول۔ ہم سمجھے ہی تھے۔

یہ کہکر سول سرجن صاحب باہر تشریف لے گئے۔

حسن۔ مگر اب بہن اپنے بچنے کی ذرا اُمید نہین معلوم ہوتا ہی کہ رگ رگ سے کوئی جان نکال رہا ہی۔ اور قلب پر برچھی کی نوک سی لگتی ہی۔ اُف ہاتھ پانون اینٹھے جاتے ہین ذرا کسی پہلو چین نہین آتا۔ انتہا کی بیقراری ہی بات کرنا پہاڑ ہی سپہر آرا کہان ہی۔ بہار النسا بہن کہان ہین۔

بہار۔ سب بیٹھے ہین تمھارے پاس تم گھبراؤ نہین ہم سب بیٹھے ہین۔ ذرا دل کو مضبوط رکھو۔ ڈاکٹر صاحب کہہ گئے ہین کہ بہت باتین نہ کرین (قریب جا کر) بہن بتاؤ تو ایسا کیا صدمہ پہونچا خدانخواستہ کہ دم کے دم مین یہ حالت ہو گئی صورت دیکھے ڈر معلوم ہوتا ہی۔

ڈاکٹر صاحب سے نواب صاحب نے پوچھا۔ اب تو خوف کا مقام نہین ہی۔ سول سرجن نے کہا ابھی آرام نہین ہوا۔ طبیعت ٹھہر گئی ہی۔ صبح آنکر ہم کچھ کہہ سکین گے۔

رات بھر حسن آرا تڑپا کی۔ بڑی بیگم آٹھ دس دفعہ ادھر اُدھر جا کر مُنھ ڈھانپ ڈھانپ کر روئیں۔ بہار النسا اور روح افزا آپس میں گلے مل مل کر اشکبار ہوئیں اور سپہر آرا کی تو عجب ہی کیفیت تھی۔ اشک تمام شب آنکھوں سے جاری رہے نواب صاحب نے سرہانے بیٹھے بیٹھے تڑکا کر دیا۔ مغلانیوں اصیلوں نے آنکھوں میں رات کاٹی۔ باہر شہزادہ ہمایوں فر مثل ماہی بے آب تڑپ رہے تھے۔

رات کو دو مرتبہ شہزادہ معزی الیہ ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجے گئے۔ صبح کے وقت حسن آرا کو اسقدر طاقت نہ تھی کہ بات کر سکتی آنکھوں کے اشارے سے باتیں کرتی تھی۔ مگر بیکلی اور بے چینی صاف ظاہر ہوتی تھی۔

ٹھیک چھ بجے کے وقت سول سرجن صاحب تشریف لائے۔

سول۔ رات کو دوسری مرتبہ نسخہ لکھا اُسنے فائدہ کیا۔

ن۔ جی ہاں ہچکیاں بند ہو گئیں۔

سول۔ بخار شب کو کیسا تھا۔

ن۔ کبھی کم کبھی زیادہ۔ تین بجے کے وقت اس قدر شدت تھی کہ پیشانی پر ہاتھ رکھنا محال تھا۔ سارا بدن پھنک رہا تھا۔ اور بار بار پانی مانگتی تھی۔

سول۔ (نبض دیکھکر) کم ہے۔

اس کے بعد صاحب سول سرجن نے ایک آلہ چوبی سے قلب اور جگر کا امتحان لیا اور باہر آنکر نواب صاحب سے کہا "بہت کم اُمید ہے"۔

اتنے میں ایک ماما نے اندر سے آنکر کہا۔ نواب صاحب حضور جلدی آئیے حسن آرا بیگم کی عجب حالت ہے ہمایوں فر

اور حکیم صاحب سخت متحیر ہوئے اور نواب صاحب دوڑتے ہوئے اندر گئے ڈاکٹر صاحب اور حکیم صاحب دونوں بلوائے گئے مغ۔ ٹھہر گئی۔ ٹھہر گئی طبیعت۔

پیاری کی ماں۔ اُف۔ اُف۔ کیا جانے یہ ہوا کیا تھا۔

ماما۔ اللہ نے عزت رکھی۔

بابو۔ ڈاکٹر صاحب نے دوپہر کے بعد پھر جگر کا آلہ چوبی سے امتحان لیا حکیم صاحب نے نبض دیکھی۔ دونوں کی رائے تھی کہ سابق کی نسبت اب ضعف زیادہ ہے فوراً صاحب سول سرجن طلب ہوئے اُنھوں نے آنکر حال سنا۔ اسسٹنٹ سرجن سے مشورہ کیا نسخہ لکھا۔ نواب صاحب کی تشفی کی اور کہا دوا نے اثر دکھایا اب ہم کو ذرا تشفی ہوئی۔ ابتک تو ہمکو بھی نہیں معلوم تھا کہ دوا اثر کرے گی یا نہیں شکر ہے کہ اب ہم کو تقویت ہوئی۔

حسن۔ دولہا بھائی۔ میرا کام تمام ہوا جاتا ہے۔

ن۔ نہیں گھبراؤ نہیں۔ دو چار گھنٹے میں افاقہ ہو جائیگا۔

بڑی بیگم نے نواب صاحب کو پردے کے پاس بلا کر کہا۔ لو یہ دس اشرفیاں صاحب کو دو اور ہاتھ جوڑ کر کہو کہ اسوقت میں چھٹیں باہر نہ جائیں نواب صاحب نے کہا اچھا۔ دس اشرفیاں صاحب سول سرجن کو بطور نذر دکھائیں۔ اُنھوں نے فوراً قبول کر لیں۔

ن۔ جناب انکی والدہ بہت بیقرار ہیں۔ فرماتی ہیں کہ آپ مہربانی کر کے کچھ عرصے تک یہیں تشریف رکھیں

سول۔ ہاں ہم یہیں کچھ دیر تک اور یا بیٹھے ہیں۔

حکیم۔ میں رخصت ہوتا ہوں۔

ن ۔ نہین قبلہ ۔ آپ یہین تشریف رکھین ۔

حکیم ۔ گھر تک ہو نہ آؤن ۔

ن ۔ ہم تو اِسوقت نہ جانے دینگے ۔

حکیم صاحب نہایت ہی خوش ہوئے کہ دو ڈاکٹرون کے سامنے اسدرجہ خاطر ہوئی اور ڈاکٹر صاحب اپنے دل مین سوچے کہ ایسا نہو یہ لوگ ڈھلمل یقین تو ہین ہی ورعورتون پر یہان دار مدار بھی زیادہ ہی ۔ کہین حکیم صاحب کا علاج نہ شروع کردین ۔ اسسٹنٹ سرجن نے انگریزی مین کہا کہ اِن لوگون کو ذرا بھی انگریزی ادویہ کا بھروسہ نہین ۔

حُسن آرا نے سپہر آرا سے کہا بہن اب تو بچنے کی امید نہین تم لوگ تو چشم ظاہر بین سے دیکھتے ہو تمھین ہمارا حال کیا معلوم کہ قلب کی کیا کیفیت ہی ۔ بس یہی معلوم ہوتا ہی کہ زہر کی بجھی ہوئی برچھی کوئی بھونک رہا ہی ۔ اور اسوقت سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ آزاد بیچارے ہمارے بعد کیا کرین گے ۔

ہر دم از افغان و آہ آتشین و چشم تر
رعد نالان برق سوزان ابر گریان ہم ما

اِدھر حُسن آرا بیگم سپہر آرا سے آہستہ آہستہ گفتگو کرتی تھین اُدھر نواب صاحب کو حکیم جی پٹی پڑھا رہے تھے ۔

حکیم ۔ حضرت اِن کے علاج سے تو ازالۂ مرض معلوم ۔

ن ۔ دیکھیے خدا مالک ہی ۔

حکیم ۔ خدا جانے کیا الم غلم دیتے جاتے ہین ۔

ن ۔ درست ہی ۔

شہزادہ میرزا ہمایون فر ڈاکٹرون کے ازبس معتقد تھے جھلا کر آہستہ سے کہا نواب صاحب آپ بھی عجیب آدمی ہین ۔ درست درست کہتے چلے جاتے ہین ۔ اور حکیم صاحب تو ڈاکٹرون کے خلاف کہا ہی چاہین ۔

اب سُنیے کہ بڑی بیگم صاحب نماز پڑھ رہی ہین بہار النسا چھت پر مغلانی سے باتین کرتی ہین ۔ نواب صاحب اور میرزا ہمایون فر بہادر حکیم جی کی نسبت باتین کر رہے تھے ۔ حکیم صاحب ایک گھنٹے کے لیے رخصت ہو کر گھر گئے تھے ۔ محمد عسکری بھی ہمراہ رکاب حکیم صاحب چلے گئے تھے ۔ کہ دفعتًہ اندر سے رونے کی آواز آئی ۔ سب دنگ کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہی ۔ نواب صاحب فوراً لپکے بڑی بیگم غل مچاتی ہوئی زینون پر جاتی تھین ۔

ن ۔ کیا ہوا کیا ۔ ہوا کیا ۔

بہار ۔ (سر پیٹ کر) جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا ۔

سپہر آرا کونے مین کھڑی سر پیٹ رہی ہی ۔ روح افزا سرہانے زار زار روتی ہی بڑی بیگم صاحب نے اینٹ اُٹھائی اور زور سے سر پر لگائی ۔

نواب صاحب نے جا کر دیکھا تو حُسن آرا بالکل مُردے کی طرح بے حس و حرکت پڑی تھی ۔

ن ۔ یہ کیا ہوا ۔

مغ ۔ ایک ہچکی آئی اور بس آنکھین پھر گئین ۔

نواب صاحب نے نبض دیکھی ۔ اور کہا نہین ابھی گرم ہی مگر گھر بھر مصروف گریہ وزاری تھا ۔ کہرام مچا ہوا ۔ تمام محلے سے بکا اور بین کی آواز بلند تھی ۔ سپہر آرا نے تین دفعہ دیوار سے سر ٹکرایا تو خون جاری ہو گیا ۔ مغلانی نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر بیکار ۔

ن ۔ ارے ذرا چُپ رہو ۔ مین ابھی ڈاکٹر کو لاتا ہون ۔

یہ کہکر نواب صاحب گاڑی پر سوار ہوئے ۔ اور ڈاکٹر کے ہان گئے ۔

قیدی کی رہائی

اتنے عرصے تک قید مین رہکر میان آزاد نہایت ہی پریشان ہوئے ایک روز اُنھون نے وزیر جنگ کے نام خط لکھا۔

حضور اقدس۔

مین قید خانے مین بیٹھا ہوا اُس شخص کیطرف مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھتا ہون جسکی بدولت مین ناکردہ گناہ قید ہوگیا۔ سہ

آنچہ کردی تو بمن ہیچ بہ انسان نہ کند
مرگ با جان نکند کفر بہ ایمان نکند

مگر افسوس ہے کہ گو اب وہ بھی میرے خلاف نہین۔ مگر نامساعدت بخت کو کوئی کیا کرے۔ مین صاف صاف لکھونگا کہ حضور نے تحقیقات کامل نہ کی اور یہان تک اہل معاملہ مین اغماض فرمایا کہ اب تک میری خبر ہی نہین لی جرم تو یہی عائد ہوا نہ کہ مین روسی جاسوس ہون۔ مگر ہندوستان اور انگلستان اور مالٹا تک سے خطوط آئے کہ یہ شخص روسی جاسوس نہین ہندی ہے لیکن اُسپر بھی قید خانے سے نجات نہ ملی۔ افسوس صد افسوس مس میڈا اور کلیرسا نے مجھے روسی جاسوس بتایا وہ خود معترف ہین کہ اُنسے غلطی ہوئی۔ ہُرمزجی کی کوٹھی مین فروکش ہوا وہ اور اُنکے باپ دونون مجھسے واقف ہین لیفٹننٹ اسمتھ مع اپنی لیڈی کے اور کپتان اسمتھ نے شہادت دی مگر ہم قید خانے ہی مین رہے۔ افسوس حیرت اور حسرت کی انتہا نہین اب یا تو میرے قتل کا حکم ہوجائے یا رہائی کا کیونکہ اگر رہائی نہوئی تو جینے سے کیا فائدہ ہندوستان سے آئے تھے کہ ترکون کی طرف سے لڑین۔ مگر اتفاق شامت اعمال۔ سہ

شوق ہر رنگ رقیب سروساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے سے بھی عریاں نکلا

سمجھ ہی مین نہین آتا کہ اب کس مصلحت سے قید ہون

عریضۂ فدوی آزاد مجرم

یہ خط صاحب سپرنٹنڈنٹ سول جیل کے ذریعے سے وزیر جنگ کے پاس بھیجا گیا اُنھون نے پڑھا اور اُسپر لکھدیا جلد رہائی ہوگی۔

میان آزاد کے پاس یہ جواب بھیجدیا گیا پڑھکر خاموش ہو رہے۔

اب سُنیے کہ دوسرے روز سول قید خانے مین ایک اور قیدی آیا۔ میان آزاد نے دیکھا کہ ایک سُرخ و سفید آدمی ہے نہایت ہی حسین و وجیہ۔ باہم گفتگو ہونے لگی۔

آزاد۔ آپ کس ملک کے باشندے ہین۔

دوسرا قیدی۔ فرنچ ہون اور آپ۔

آزاد۔ ہندی۔

فرنچ۔ یہان کب سے ہین آپ۔

آزاد۔ ابھی چند ہی روز ہوئے۔

فن۔ کس جرم مین سول جیل مین آنا ہوا۔

آزاد۔ کیا عرض کرون افسوس ہے۔

فن۔ ہماری نسبت مشہور کیا گیا ہے کہ روسی جاسوس ہے۔

آزاد۔ ہان! تو آپ ہمدرد ہین ہمارے۔

فن۔ کیا آپ پر بھی یہی جرم عائد ہوا ہے۔

آزاد۔ جی ہان۔

فن۔ اندھیر ہے اندھیر۔

آزاد۔ جنگ کا زمانہ ہے نہ۔ جاسوس کے نام سے لوگ

بھڑ کا ہی چاہین۔

ف۔ یہ سچ مگر انتظام بھی ٹھیک نہین ہی۔

آزاد۔ ابھی مین اسکی نسبت کچھ راے نہین دیسکتا۔

ف۔ ہان۔ واقف نہین ہین بخوبی آپ۔

میان آزاد نے اس نوجوان فرانسیسی سے پوچھا آپ روسی زبان سے بھی واقف ہین۔ اُسنے کہا ہان خوب واقف ہون۔ ترکی فرانسیسی روسی تینون زبانین بول سکتا ہون۔ دو دن آزاد اور فرانسیسی ہل مل کر رہے تھے کہ فرانسیسی نے کہا حضرت اب ہم اور آپ رازدان ہو جائین۔

آزاد۔ رازدان ہو جائین اسکے کیا معنی۔

ف۔ ہم آپ سے راز کی باتین کہین۔ آپ ہمسے۔

آزاد۔ بہتر۔

ف۔ ہم روسی جاسوس تو نہین۔ مگر جب سے قید ہوئے۔ تب سے ترکون کے خلاف ہو گئے۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس۔

ف۔ افسوس کاہے کا ایسین۔ ہماری طبیعت۔

آزاد۔ ترک بڑے پاکباز اور سچے آدمی ہین۔

ف۔ آپ ابھی واقف نہین ہمسے پوچھیے۔

آزاد۔ ہم ترکون کے عاشق ہین۔

ف۔ ابھی اس حالت مین بھی۔

آزاد۔ بیشک۔

ف۔ آپ کو بے وجہ قید کر دیا۔

آزاد۔ خوب کیا۔

ف۔ خوب کیا تو ہم دشمن ہو گئے ہین بے وجہ قید کر دیا۔

آزاد۔ جنگ کا وقت ہی نہ۔

ف۔ بڑا بُرا کیا۔

آزاد۔ اور کسی ملک مین ہوتے تو اب تک مار ڈالے گئے ہوتے۔

ف۔ فرانس مین ایسا نہوتا۔ جو ہمارا ملک ہی۔

آزاد۔ جی ہان۔ ہ

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر	خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد	میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

حب وطن کا تقاضا یہی تھا جو آپ نے فرمایا۔

ف۔ آپ جب برس چھ مہینے یہان رہین گے تو کیفیت معلوم ہو گی۔

آزاد۔ ہان! اگر آدمی اچھے ہین۔

ف۔ اور گورنمنٹ۔

آزاد۔ ابھی راے نہین دے سکتے۔

ف۔ سُنا اور پڑھا کیا ہی۔

آزاد۔ ع۔

	شنیدہ کی بود مانند دیدہ	

ف۔ ہان یہ سچ ہی۔

اس نوجوان قیدی نے میان آزاد سے پوچھا آپ یورپ کے علوم سے واقف ہین۔ آزاد نے کہا جی ہان کچھ کچھ۔ فرانسیسی نے پوچھا آپ جانتے ہین کہ شہاب ثاقب کی کیا اصلیت ہی آزاد نے کہا۔ اولاً جبل النار ارضی کے ٹکڑے بعض اوقات اجزاے کبریتیہ ارضیہ کے جوش کھانے سے اوپر چلے جاتے ہین۔ ثانیاً۔ بخارات ارضیہ اوپر چڑھ جاتے ہین اور پھر بصورت شہب زمین پر گرتے ہین۔ ثالثاً۔ کرۂ قمر کے کوہ آتش فشان کے ٹکڑے زمین پر نازل ہوتے ہین۔ رابعاً۔

شہاب بھی اور اجرام کی طرح اجرام فلکی ہین۔
پوچھا کہ یہ پہاڑ جناب باری نے کس مصلحت سے بنائے
آزاد نے کہا پہاڑون کی چوٹیان بادلون کے پانی کو منجمد
کر لیتی ہین جس سے انسان فائدہ کثیر اُٹھاتے ہین۔ پودے
نشو و نما پاتے ہین۔ درخت خضارت و نضارت سے سبزان ہند
کی یاد دلاتے ہین۔ کوسون سبزہ زار چشمہ سار اور دریاے
قہار بہجاتے ہین۔ دور دور کے ملک تراوٹ سے شاداب
ہو جاتے ہین۔

ف۔ زلزلہ کے اسباب بیان کیجیے۔

آزاد۔ بہت اچھا۔

اولاً کسی قسم کے اجزاے ارضیہ کبریتیہ وغیرہ جوش کھاتے
ہین اور اُنسے ابخرہ پیدا ہوتے ہین اور وہ ابخرات محتبسہ باہر
نکلنے کے واسطے متحرک ہوتے ہین جبکہ زمین کی کثافت کے
باعث سے اُسکے مجاری و منافذ مسدود ہو جاتے ہین اور
ابخرہ مذکور نکل نہین سکتے۔ تو ناچار اُنکی حرکت سے زمین ہت
زلزلہ پیدا ہوتا ہی۔

ف۔ آپ بہت لایق آدمی ہین۔

آزاد۔ یہ آپ کی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق ہی۔

ف۔ آپ فرنچ بخوبی بول سکتے ہین۔

آزاد۔ جی نہین مگر مطلب سمجھا دون گا۔

ف۔ آپ آئے کس غرض سے ہین۔

آزاد۔ شریک جنگ ہونے۔

ف۔ آپ کی حالت افسوس ناک ہی۔

آزاد۔ آئے تھے کہ میدان کارزار مین شمشیر لیاقت کے جوہر
دکھائین گے۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ قید خانے جائینگے۔ ع

برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد

اور۔ مصرعہ

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

ف۔ ایک شخص میان آزاد نامے آئے تھے۔

آزاد۔ آئے ہون گے۔

ف۔ آپ ہی کے ملک کے تو ہین۔

آزاد۔ ہون گے۔

ف۔ کیا آپ سے اُنسے ملاقات نہین ہی۔

آزاد۔ چار آنکھین کبھی نہین ہوئین۔

ف۔ سُنا کہ کسی بیگم نے اُنکو بھیجا ہی۔

آزاد۔ باشد۔

ف۔ جنگ کے فنون سے آپ واقف ہین۔

آزاد۔ جی ہان واقف ہون۔

ف۔ مجھے بھولیے گا نہین۔

آزاد۔ نہین ایسی بات ہی بھلا۔

شب کو قیدی کا پتا نہ ملا۔ میان آزاد نے اِدھر اُدھر جستجو کی
مگر بے سود۔ لوگون سے پوچھا مگر بیکار۔ حیرت تھی کہ یا
الٰہی یہ کیا اسرار ہی۔ معلوم ہوتا ہی قیدی بھاگ کھڑا ہوا۔
صبح کو دربار جنگ کے پاس ایک شخص عرضی لیکر گیا جسکا
یہ مضمون تھا۔

حضور والا۔

حسب الارشاد واجب الانقیاد خاکسار دو دن تک
سول جیل مین رہا میان آزاد نامے قیدی سے ملاقات کی
مختلف امور کی نسبت گفتگو ہوئی آدمی نہایت فہمیدہ و سنجیدہ
و ذی علم ہی۔ روسی جاسوس کہنا اُسپر تہمت تراشنا ہی۔

نہایت ملول اور افسردہ ہے۔ خود مین نے کئی بار ترکون کی شکایت کی مگر آزاد نے مجھ سے اتفاق راے نہ کیا۔ یہ شخص ترکون کا عاشق زار اور روم کا جان نثار ہے۔ کمال قلق اور افسوس کا مقام ہے کہ ایسے جانباز دوست اور خیر طلب کے ساتھ لوگ اس طرح پیش آئین حضور از راہ نوازش و کرم اسیوقت اُس بیگناہ کی رہائی کا حکم صادر فرمائین۔ ورنہ وہ کُڑھ کُڑھ کر مرجائے گا اور ہماری بڑی بدنامی ہوگی کہ ایسے جوان مرد کو قید کر کے مار ڈالا اور طرہ یہ کہ بیگناہ ہے۔ اور نہایت ذی علم۔

یہ عرضی پڑھکر وزیر جنگ نے حکم دیا کہ تم خود جا کر رہا کرو اور کہو پرسون ہمسے ملاقات کرین۔

یہ صاحب یعنی اعلےٰ ناظم قید خانہ سول تھے۔ اور وزیر جنگ کے حکم کے بموجب میان آزاد کے پاس قیدیون کی طرح رہتے تھے تاکہ اس بہانے سے اُنکے کل حالات دریافت کرین۔ تھوڑی دیر مین ناظم ممدوح گھوڑے پر سوار ہو کر قید خانے کے پھاٹک پر پہونچے۔ حکم دیا کہ میان آزاد کو طلب کرو۔ آزاد آئے تو دیکھا کہ جو صاحب کل شام کو قیدی تھے۔ وہ اس وقت حاکم بنے گھوڑے پر سوار سامنے کھڑے ہین۔

آزاد۔ کل تو آپ ہمارے ہمدرد بنے تھے۔ مگر خوب خوب بھڑے ویسے آپ فرانسیسی بنے تھے۔ بھلے کو کوئی کلمہ خلاف روم زبان سے نہ نکلا ورنہ لکاتا کیونکر۔

ناظم۔ اب آپ رخصت ہوان۔

آزاد۔ قید خانے کو سلام ہے۔

ناظم۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ آپ نے رہائی پائی۔ مگر افسوس ہے کہ اسقدر عرصے تک آپ کو مفت مین مصیبت سہنا پڑی۔

میان آزاد ہشاش بشاش قید خانے سے چلے۔ ہرمزجی پارسی کی کوٹھی پر پہونچے۔ ہرمزجی نے بڑے تپاک سے مصافحہ کیا اور کہا میڈا ابھی اسی وقت یہان سے گئی ہین۔ وزیر جنگ نے اُنکو بلایا تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا سزاے سخت پاتا مگر اس پری پیکر کی ادائے عین غصّے کے وقت ایسا مجبور کیا کہ سزا نہ دی۔ بس اتنا کہا کہ میڈا اس شکل و صورت کے ساتھ سیرت بھی خدا نے تم کو اچھی دی ہوتی تو سبحان اللہ۔ میڈا نے گردن نیچی کر لی۔

میان آزاد اور ہرمزجی نے کھانا کھایا اور آرام کیا شام کو خاتون مہ لقا مس میڈا تشریف لائین۔ اور بہت جھک کے میان آزاد کو سلام کیا۔ آزاد نے مسکرا کر جواب دیا۔

میڈا۔ آپ سے قول و اقرار ہو گیا ہے کہ گذشتہ را صلواۃ یہ مسکرانا کیا معنی جو کچھ ہوا ہوا مین اپنی غلطی و حماقت پر خود منفعل ہون۔

آزاد مس میڈا کو لیکر ایک کمرے مین گئے میڈا نے کہا آزاد مین نے تم کو سخت مصیبت مین مبتلا کیا۔ مجھے کمال افسوس ہے مگر تم مطمئن رہو کہ مین اسکے عوض مین ایسا سلوک کرونگی کہ تم عمر بھر یاد کروگے۔ وزیر جنگ نے مجھے کل بلایا تھا مین ہاتھ جوڑ کر اُن سے کہا کہ میرا قصور معاف کیجیے اور ایک التماس قبول فرمائیے۔ کہا ہمنے قصور معاف کیا مین نے التجا کی کہ ایک التماس قبول فرمائیے۔ کہا بسر و چشم منظور مین نے کہا آزاد کو کوئی معزز جنگی عہدہ دیجیے۔ یہ کہکر مین بے اختیار رونے لگی میری تشفی کی اور کہا کہ تین چار دن مین ہم اُن کو ایک افسری کا عہدہ دینگے۔ تم اپنے ساتھ اُنکو لاؤ پرسون کا

وعدہ ہی آپ میرے ساتھ چلیے گا۔

آزاد۔ رہے طالع۔

ہُیڈا۔ ضرور چلیے گا۔

آزاد۔ بالضرور ایسی بات ہی بھلا۔

ہُیڈا اور آزاد باہر آئے۔ ہرمز جی نے پوچھا کیا راز و نیاز کی باتین ہوتی تھین۔ آزاد اور ہُیڈا دونون مُسکرائے اور ہُیڈا رخصت ہوئین۔

عبرت اور نصیحت

لب چشمہ سار لطافت بار ایک گلشن پُربہار روکش گلزار فرخار مین ایک پری تمثال جادو جمال نوجوان عورت ہری ہری دوب پر سفید چاندنی بچھائے بصد انداز دلربائی و شان برنائی متمکن ہی اور سامنے ایک ادھیڑ عورت کھڑی باتین کر رہی ہی۔ نوجوان عورت کی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی بڑی مصیبت سے بچ نکلی ہی اور ہنس ہنس کر اپنی پچھلی مصیبت کی نسبت گفتگو کرتی ہی۔

نوجوان۔ (نو) اُف بڑی مصیبت سے اللہ نے بچایا۔

خادمہ۔ (خ) کیسی کچھ۔

نو۔ مگر سچ کہنا۔ کیا تدبیر سوجھی ہی۔ کیون۔

خ۔ اللہ جانتا ہی اور کو نہ سوجھتی۔

نو۔ مگر ہنسو لگاتے رہین گے کہ اب کیا کیفیت ہی۔

خ۔ مین روز روز کا کچا چٹھا کہہ سُناؤن گی۔

نو۔ ہان خوب یاد آیا۔ تم سے کیا واسطہ تھے تو ہم تھے۔

خ۔ اللہ نہ کرے۔

نو۔ اُف۔ اُسوقت تم سے ہنسی کیونکر ضبط ہو سکی۔

خ۔ بیوی مارے ہنسی کے بُرا حال تھا اور اُنکی کیفیت کہ ڈھاڑین مار مار کر روئین۔ تو مین سمجھاؤن کہ دیکھو دیکھو سیانہو سب پر کھُل جائے کہ زہر کھایا ہی۔ بڑی دل لگی ہوئی۔ چہرہ زرد ہوگیا۔ اور ایک دفعہ بڑی زور سے آہ سرد بھر کر نعرہ مارا اور گر پڑے کہا (ہاے افسوس اتنے دن تک اُسکے پیچھے اوقات ضایع کی مگر نتیجہ یہ نکلا) بڑی دیر تک لڑتے رہے کہ مین بھی ساتھ چلون گا۔ مین نے کہا کچھ خیر ہی میان ہوش کی دوا کرو۔ ہم اپنے اللہ جانے کس تدبیر سے دفناتے ہین۔ کس راہ سے جنازہ لیجائین۔ ہمارا گانون ہمارا محلہ تم لاش لیکر نکلو تو محلے بھر مین ہلڑ مچ جائے بہت روئے پیٹے۔

نو۔ اُنکو اپنے تن بدن کی تو سُدھ ہی نہین۔ مین کھانا نہ دیتی تو دو دو دن تک فاقہ ہی کرتے۔ جب کہون کھانا کھالو کہین خدمتگار کو بلاؤ۔ افضل تفضل فضل۔ یہ۔ وہ۔ خدا جانے کیا کیا بکتے تھے واہی تباہی۔ ایک دن کہہ بیٹھے کہ تم ہو کیا بیچاری۔ مین ایسی پری کے ساتھ نکاح کرون کہ تم بھی شرما جاؤ۔ بس دل پر ملال گذرا۔ دن مین سو سو بار بیہودہ بکین ہاتھی لاؤ۔ گھوڑا کسو۔ کبھی نکالو۔ الٰہی توبہ ناک مین دم کر دیا۔ مارے رنج کے کھانا پینا حرام تھا۔ بارے خدا خدا کرکے مصیبت سے بچی۔

خ۔ ہان ہی تو سچ مگر آپ نے اچھا نہ کیا۔

نو۔ یہ کیون۔

خ۔ ہم ہوتے تو ضرور نکاح کر لیتے۔ آدمی صورت دار۔ ہزارون روپیہ پاس۔ شریف پڑھا لکھا۔ بڑھین مفت مین ایسے روپیے والے کو ہاتھ سے کھو دیا۔ کوئی پوچھے

بلا کیا تم کو۔

نوجوان عورت نے اس فقرے پر آہ سرد کھینچکر کہا تم کو کیا معلوم کہ ہم نے کس کو دل دیا ہی اُسکو دل دیا ہی جو اپنا دل کسی اور ہی کو دے چکا مگر خیر خدا ہمارا ابھی مالک ہی یہ ایک راز کی بات ہی۔ ہم کسی پر ظاہر نہ کرینگے۔

ناظرین باتمکین سمجھ ہی گئے ہونگے کہ یہ دونون عورتین کون ہین ان مین ایک جوگن ہی دوسری چمپا۔ اب اکثر صحاب کو حیرت ہوگی کہ جوگن تو مرگئی تھین۔ انھون نے زہر کھایا تھا۔ چمپا کا بھائی لاش کو دفنا آیا تھا۔ یہ پیدا کہان سے ہوگئین سبب سُنیے۔

حقیقت حال یون ہی کہ جوگن نے چمپا کے ذریعے سے ایک شخص کو بلایا تھا جو موم کے کھلونے بنانے مین طاق تھا اُس شخص نے موم کے ہاتھی اور گھوڑے اور اونٹ بنا کر یورپ کی نمایشگاہون مین بھیجے تھے۔ اور انعام پایا تھا جوگن نے اُسکو بلا کر کہا کہ ایک عورت بنالاؤ۔ مگر ہاتھ پاؤن نقشہ چہرہ قد و قامت ہوبہو ہمارا ہی سا ہو۔ چنانچہ وقت مقررہ پر وہ لے آیا جوگن چلی گئی۔ چمپا نے ایک چادر اُڑھادی اور چراغ گل کردیا باقی حال ناظرین کو خود ہی معلوم ہی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ چمپا بار بار کہتی جاتی تھی کہ آپ ساتھ نہ چلیے۔ آپ الگ ہی رہیے۔ آپ غل نہ مچایئے۔ بڑی حسن لیاقت سے چمپا نے موم کی عورت کو اُٹھوایا۔ شہسوار کو ذرا بھی نہ معلوم ہوا کہ انھون نے کیا کارروائی کی ہی۔

جوگن۔ مین اپنا حال کیا بتاؤن۔ کہ میری تقدیر نے کس کس قدر پلٹے کھائے افسوس پہلے کیا تھی پھر کیا ہوئی۔ اب کیا ہون اور آیندہ خدا جانے کیا ہو مگر بیحیائی کی زندگی ہے کاٹے نہین کٹتی۔

سُنو چمپا اللہ جانتا ہی ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم فنس پر سوار ہوکر ٹھسّے سے نکلتے تھے۔ بارہ بارہ سولہ سولہ کہار فنس اُٹھاتے تھے۔ اور یا ایک زمانہ اب ہی۔ ایک وہ وقت تھا کہ لونڈیان اور اصیلین خدمت کے لیے تھین۔ یا اب ایسا وقت آن پڑا۔

ہاے یہ سب ہماری حماقت اور آوارگی کا نتیجہ ہی۔ نہین تو یہ دن ہم کیون دیکھتے۔ اور ہمین ہمارے والدین کا بھی قصور تھا کہ ایک مسن آدمی سے بیاہ کردیا جسکے مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت۔ ہماری زندگی تلخ کردی فعل بد کا نتیجہ بھی بد ہی ہاے ستم مین نے کیا کیا۔ اُسوقت اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری یہ گت ہوگی تو کیون ایسا کرتی۔

چمپا۔ بیوی جو کچھ آپ نے کیا سو کیا۔ ہمین اُسکا حال نہین معلوم مگر یہ بہت بُرا کیا کہ اس خوبصورت روپیے والے کے ساتھ نکاح نہ پڑھوایا۔ مگر اب بھی سویرا ہی اور وہ آپ پر جان دیتا ہی۔

جو۔ چمپا تم کو ہمارے بھید سے اطلاع ہوتی تو تم ایسا نہ کہتین۔

چمپا۔ ہان اب لے مجھے کیا معلوم۔

جو۔ ہاے افسوس مین نے کیا کیا۔ بڑی بُری گھڑی تھی۔ یا خدا جو گت میری ہوئی کسی شریف زادی کی نہو۔

یہ کہکر جوگن بہت روئی چمپا نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر آنسو نہ رُکے اور کیونکر رُکتے خدا جانے کیا یاد آیا تھا۔ ع

تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو
رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی

جوگن نے چمپا سے کہا تم مجھے سمجھاتی کیا ہو میری قسمت مین یہی لکھا ہی کہ مین عمر بھر رویا کرون۔ مین اپنی حماقت اور

بیوقوفی اور غلطی پر روتی ہون۔ یا خدا کبھی کوئی شریف زادی ایسی مصیبت مین مبتلا نہو چمپا متحیر تھی۔ اُسکو جوگن کے درد دل کی خبر نہ تھی۔ بہ اصرار کہا کہ بیوی اب کسی ویرانے کا ذکر چھیڑو۔ اللہ جانے آپ کو ہسوقت کیا یاد آیا میری عقل ہی نہین کام کرتی۔

یہ باتین ہو رہی تھین کہ کسی شخص نے یہ شعر پڑھا۔

نہ داغ یاس سے گھبرا ابر آئیگی امید
گلون کے بعد ہوا کرتے ہین ثمر پیدا

جوگن نے جو یہ شعر سُنا تو ذرا ڈھارس ہوئی۔ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی کہ یہ آواز کہان سے آئی۔ آخر کار ایک پیرمرد نظر آیا۔ جوگن اور پیرمرد کی آنکھین چار ہوئین تو پیرمرد نے جوگن سے کہا اگر مضایقہ نہو تو مین تیرے قریب آنکر بیٹھون ورنہ خیر۔

جو۔ زہے نصیب آئیے۔

پیرمرد۔ مین بڑی دیر سے دیکھ رہا ہون کہ تو اپنا حال تباہ کرتی ہے۔ دو گھنٹے سے زار زار روتے دیکھا۔ اُس کے دو ہی سبب ہین یا فراق و درد اشتیاق یا افعال بد پر نفس کو لعنت ملامت کرتی ہے۔

جو۔ ہان کچھ ایسا ہی ہے۔

جوگن نے کہا جب مین نے آپ کو دیکھا تب بھی ڈر گئی تھی وجہ یہ کہ آپ کے نہ ڈاڑھی ہے نہ مونچھ اور پوشاک بھی دنیا سے نرالی ہے۔ پیرمرد نے مسکرا کر کہا ہان ہے تو ایسا ہی۔ مگر میری شکل اور وضع کا خیال نہ کرو۔ میری نصیحت پر دھیان رکھو۔

یہ کہکر پیرمرد نے جوگن سے التجا کی کہ اگر جی چاہے اور عیب نہ سمجھو تو میرے ساتھ میرے گھر چلو۔

جو۔ کوئی عذر نہین۔

پیرمرد۔ جھٹپٹے وقت چلو۔

جو۔ جب حکم ہو۔

جب آفتاب لب بام آیا تو پیرمرد جوگن کو لیکر اپنے گھر کی طرف چلے۔ چمپا ساتھ ساتھ تھی۔

چمپا۔ کیا آپ کا مکان یہان سے دور ہے۔

پیرمرد۔ نہین پاس ہی ہے۔

چمپا۔ پیسا ڈولی ٹکا ڈولی۔

پیرمرد۔ دو قدم ہے۔

جو۔ اس قدر بتا دیجیے کہ وہان کون کون ہوگا۔

پیرمرد۔ مین اور ایک خادمہ۔

جو۔ بس تو بہتر کیا ہرج ہے۔

تھوڑی دیر مین پیرمرد نے کہا لو یہ مکان ہے۔ جوگن اور چمپا کو لیکر پیرمرد اپنے مکان مین داخل ہوئے اور کہا کہ تم دونون یہان صحن مین مونڈھون پر بیٹھو مین آتا ہون ابھی ابھی آیا۔ یہ کہکر پیرمرد دالان کے اندر گئے۔ چراغ روشن ہوا اور خادمہ نے آن کر کہا چلیے آپ کو بلاتے ہین اور چمپا سے کہا تم یہین بیٹھی رہو۔ جوگن جانے لگی تو چمپا نے کان مین کہا کہ ہمین کچھ دال مین کالا کالا معلوم ہوتا ہے۔ اکیلا مکان تیرہ و تار ایک چراغ اب روشن ہوا۔ کبھی کی جان نہ پہچان۔ آپ نہ جائیے تو اچھا۔

جو۔ گھبراؤ نہین خدا مالک ہے۔

چمپا۔ جیسی خوشی ہو۔

جوگن بے جھجک کمرے کے اندر چلی گئی۔ دیکھا کہ صاف ستھرے کمرے مین فرش مکلّف بچھا ہے۔ چراغ روشن ہے مگر مکین ندارد۔ خادمہ سے پوچھا پیرمرد کہان گئے۔

خادمہ۔ (مُسکرا کر) آتے ہین۔

اِتنے مین جوگن کیا دیکھتی ہے کہ ایک بوڑھی عورت کوٹھری مین سے برآمد ہوئی۔ اور جوگن کے پاس آکر بیٹھی۔ جوگن نے کہا آیئے۔ کیا آپ بھی ——— اسی مکان مین رہتی ہین۔

ضعیفہ۔ پہچانا۔

جو۔ کبھی دیکھا ہو تو پہچانون۔ بن دیکھے کوئی کسیکو کیا پہچانے۔

ضعیفہ۔ مجھکو دیکھا ہے آپ نے۔

جو۔ دیکھا ہو گا۔ یاد نہین آتا۔

ضعیفہ۔ سوچیے۔ غور کیجیے۔

جو۔ (خادمہ سے) پیرمرد کو بُلاؤ کہو صاحب اب آیئے۔

خادمہ۔ (ہنسکر) بہت خوب بُلاتی ہون۔

جو۔ اسمین ہنسی کی کون بات تھی۔ مین سمجھی نہین۔

خادمہ۔ حضور کس کو بُلواتی ہین۔

جو۔ وہ جو پیرمرد ہمارے ساتھ آئے تھے۔ ہم کو ساتھ لائے تھے۔

خادمہ۔ وہ یہ کیا بیٹھے ہین۔ (مسکرا کر) ہین کہ نہین۔

ضعیفہ۔ مین نے تو عمداً پوچھا کہ پہچانا۔ مین پیرمرد نہین عورت ہون۔

جو۔ مین نے تو پہلے ہی کہا تھا آپ سے کہ ڈاڑھی مونچھ اور مردانہ وضع بھی عجیب غریب مگر یہ نہین سمجھی تھی کہ مرد نہین ہین اچھا دھوکا ہوا۔ آپ عورت ہین۔

ضعیفہ۔ اب تم چین سے یہان رہو اور جو کہنا سُننا پوچھنا مشورہ لینا ہو مین حاضر ہون۔

سُنو اب مین تم سے اپنا حال صاف بیان کر دون۔ میرا خاص پیشہ یہ ہے کہ شریفون کی بہو بیٹیون کو اُمور نیک کی تعلیم دون اور سیدھے ڈھرّے پر لگاؤن تم دس پندرہ ہی دن اگر میرے ساتھ رہو گی تو سب حال تم پر کھُل جائیگا کہ مین کیا کارروائی کرتی ہون۔ اور کن کن شریف خاندانون مین میرا گذر ہے۔ سب لوگ مجھکو اُستانی جی کہتے ہین۔

منجملہ اور خاندانون کے اُستانی جی نے حسن آرا اور سپہر آرا کا بھی ذکر کیا کہ اُنکے ہان بھی مین جاتی آتی ہون۔ جوگن اِن دونون کا نام سُنکر چونک پڑی اور متحیر ہو کر پوچھا کہ آپ اُنکو جانتی ہین۔ اُستانی۔ بخوبی۔ دونون بہنون کو مثل اپنی خاص لڑکیون کے سمجھتی ہون۔

امیرون کا کھلونا
چھوٹا موٹا ٹمّا بونا

میان آزاد فرخ نہاد مُہر مرزجی بھائی کی کوٹھی مین بآرام تمام بیٹھے ناول پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے دفعۃً غل مچا کر کہا۔ (اوگیدی نہوئی قرولی) آزاد کے کان کھڑے ہوئے این ایہ کس کی آواز آئی بھئی۔ قرولی اور گیدی میان آزاد سخت متحیر ہوئے اُٹھنے کو تھے کہ پھر آواز آئی قسم خدا کی کتارا کھینچ مارون گا او گیدی۔

آزاد۔ کوئی ہے۔
چپراسی۔ حکم حاضر ہوں۔
آزاد۔ یہ باہر کیا غل مچ رہا ہے۔
چپراسی۔ ایک پستہ قد سا آدمی ہے۔ کہتا ہے کوٹھی کے اندر جانے دو۔
آزاد۔ آنے دو۔

چپراسی نے اُس آدمی سے جاکر کہا۔ اچھا چلیے اندر چلیے تشریف لائے تو آزاد نے ہنسکر کہا۔ اخّاہ خوجی ہیں آؤ بھئی خوب آئے۔
خو۔ شکر ہے کہ تم کو صحیح و تندرست پایا۔
آزاد۔ سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے تھے۔

آزاد نے مختصر طور پر سب حال بیان کیا کہ اتنے عرصے تک قیدخانے میں رہے۔ کچھ کچھ دفعہ تحقیقات ہوئی جرم کچھ ثابت نہوا اگر اتفاق وقت اور شامت اعمال قید سے رہائی نہوئی۔ آخر کار وزیر جنگ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ خدا خدا کرکے اب رہائی پائی۔

خوجی نے باستقلال یہ ساری داستان سُنی اور کہا سچ کہنا اسوقت ہوش ٹھکانے ہیں یا نہیں۔ آزاد نے قسم کھائی تو خوجی کا چہرہ مارے غصے کے سُرخ ہوگیا۔ پوچھا صاف صاف بتاؤ کس جرم میں ماخوذ ہوئے تھے۔ بتاؤ ٹھیک ٹھیک کُل حال مو بمو کہنا۔ آزاد نے کہا ایک عورت کے پھیر میں۔۔

خوجی بہت ہی محظوظ ہوئے اور کھپ گئی کہ اُس نوجوان جمیلہ کو ضرور عقد نکاح میں لائینگے تھوڑی دیر سوچا کرکے میاں آزاد سے پوچھا ہاں یہ بتاؤ کہ قید کیونکر ہوئے یہ تو کوئی جرم نہیں کہ آپنے شادی کرنا قبول نکیا۔ آزاد نے ساری داستان بیان کی تو خوجی نیلے پیلے ہوئے۔
خو۔ سُنا میاں۔ ہم تمھارا بدلا لینگے۔ کُل امور اور امور کی تہ سمجھ گئے ہیں۔ یہ اُس مہوش کا کام نہیں یہ کسی نے ورغلا دیا ہے مطلب یہ کہ کسی کی سکھائی پڑھائی تھی۔ مگر اُس مردود سے انشاءاللہ ہم کھڑے کھڑے بدلا لینگے۔ اُخوہ اتنے دن قیدخانے میں بھی رہے۔ افسوس صد افسوس بڑا رنج ہوا اسوقت واللہ کمال افسوس ہوا۔
آزاد۔ چلیے اب افسوس نہ کیجیے مضیٰ مامضیٰ۔

خوجی نے کہا کہ ہم خوب بن ٹھن کے بیٹھتے ہیں شام کو ہمیں اُن کے پاس لیچلیے دیکھتے ہی عاشق نہو جائیں تو سہی مگر اُستاد شرط یہ ہے کہ قرولی ہمارے پاس ضرور ہو ورنہ بے قرولی کے ہمسے کچھ نہ ہوسکے گا۔ آزاد نے کہا کیا لڑیے گا بوئے نہیں صاحب لڑنا کیسا۔ بے قرولی کے جو ہیں ہم تو اوچھی بن کے جانا چاہتے ہیں نہ۔ آپ باتیں کیا جانیں ؎

تمھاری تیغ کا منھ چڑھ کے لے لیا بوسہ
کبھی نہ آپ سے ہم دب کے بانکپن میں رہے

آزاد۔ خوب کیا برجستہ شعر فرمایا ہے اور حسب حال۔
خو۔ اور نہیں کیا۔ یہاں تو بس یہ جانتے ہیں کہ ؎

الٰہی یہ کس کو لکھا خطِ شوق ۔ کہ دل کی تڑپ نامہ بر ہو گئی

آزاد۔ یہ شعر اور بھی حسب حال ہے۔

اتفاق سے میڈا بھی انا البرق کہتی ہوئی تشریف لائیں۔
آزاد۔ لو وہ خود آگئیں۔
خو۔ ارے۔ غضب ہوگیا۔
آزاد۔ یہ کیوں۔

خو۔ اجی بنے ٹھنے ہوتے تو ریجھتی ۔

حضرت نے وحشت مین آنکر ہوٹل کی ایک میز کا کپڑا اوڑھ لیا اور تولیا سر مین باندھا اور ایک چھری (فورک) ہاتھ مین لیکر اکڑ فون بن کے کھڑے ہوئے ۔

آزاد نے استادہ ہوکر میڈا سے مصافحہ کیا میڈا کا جوبن دیکھکر خوجی ہزار جان سے عاشق ہوگئے ۔ اور بڑے غور سے گھورا کیے ۔ آزاد سے کہنے لگے قسم خدا کی وہ جھمکڑا ہی کہ دیدہ نہ شنید ہ ؎

بصورت تو بتے کمتر آفرید خدا ‖ ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا
چو کرد وصف تو بر صفحۂ وجود رقم ‖ صد آفرین ز زبان قلم شنید خدا

میڈا نے جو انپر نظر ڈالی تو عجیب الخلقت آدمی دیکھکر مسکرا دی ۔

خوجی ازبس محظوظ ہوئے ۔

خو۔ کیون میان آزاد سچ کہنا ۔ ایجانب کے دیکھتے ہی کھل گئین نہ واہ رے ہم ۔ جو عورت دیکھتی ہی گھنٹون گھورا کرتی ہی ۔ جوانی کی اُمنگ اور حسن گلوسوز بھی کیا چیز ہی ؎

من نگویم کہ یار کشت مرا ‖ دل بے اختیار کشت مرا

میڈا نے آزاد سے پوچھا یہ کون شخص ہی ۔ آزاد نے کہا یہ ایک پاگل ہی ۔ اسکو یہ خبط ہی کہ جو عورت مجھے دیکھتی ہی ریجھ جاتی ہی ۔ تم ذرا اسکو بناؤ ۔ اسوقت میڈا شوخ تو تھی ہی اتنی شہ پاتے ہی خوجی کو خوب بنایا ۔ اشارے سے اپنے قریب بلایا ۔ حضرت ریشہ خطمی ہوگئے ۔ مسکراتے ہوئے گئے اور قریب جاکر کرسی پر جا ڈٹے ۔

میڈا ۔ (ہاتھ مین ہاتھ دیکر) آپکا نام کیا ہی ۔

خو ۔ (آزاد سے) سمجھاتے جاؤ جی ۔

آزاد نے سمجھانا شروع کیا ۔ یہ جو کہتی تھی ۔ اُنکو سمجھاتے تھے اور وہ جو کچھ کہتے تھے اِن کو سمجھاتے تھے ۔

خو ۔ آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوا ۔

میڈا ۔ (مسکراکر) کل آپ کی دعوت ہی ۔

خو ۔ (توند پر ہاتھ رکھکر) منظور ۔

میڈا ۔ آپ شراب پیتے ہین ۔

خو ۔ ہان ۔ نہین ۔ مگر ۔ اچھا ۔ نہین نہین ۔

آزاد ۔ مرد آدمی ایک بات کہو تو مین سمجھاؤن یہ نہین اور ہان اور مگر اور اچھا کیا معنی ۔

خو ۔ کہو افیم پیتا ہون ۔

میڈا ۔ یہ آپ کا گلاب سا چہرہ کمھلا جائیگا ۔ افیم نہ پینا چاہیے شراب پیو گے ۔

میڈا نے خوجی کا ہاتھ چوم لیا ۔ اللہ اللہ اب کیا پوچھنا ہی اب تو دماغ عرش برین پر ہی ۔ مزاج ہی نہین ملتا ۔ کھلے جاتے ہین ۔ اکڑے اور آزاد کی طرف گھور کر دیکھا ۔ اور کہا کیون اُستاد ۔ سچ کہنا ہم کیسے جوان رعنا ہین اور تسپر ابھی بنے ٹھنے نہین ۔ ورنہ سیکڑون بار ہاتھ چوم لیتی ۔ واہ رے ہم ۔

آزاد ۔ جبین لکھتا ہی ۔

خو ۔ چلو ۔ چلو ۔ نظر نہ لگاؤ ۔ واہ ۔

میڈا ۔ آپ کا نام کیا ہی ۔ نام بتائیے ۔

آزاد ۔ (اُردو مین) اِنکا نام خوجی ۔

خو ۔ (بگڑکر) کس مردود کا نام خوجی ہی ۔ حضور مجھے لوگ جناب خواجہ بدیع صاحب کہتے ہین ۔

میڈا ۔ اُہو ہو کیا پیارا نام ہی ۔

خو۔ (زمین دوز ہو کر سلام کیا) کیون کتنی تعریف کی ہی نام کی نہ کہو گے۔ اور جو خوجی کہتے تو نظروں سے گر جاتے۔

پلیڈا۔ آپ کچھ تھوڑا تھوڑا گانا بھی جانتے ہین۔

آزاد۔ انکار نہ کرنا۔ کہو ہان جانتا ہون ضرور۔

خو۔ ہان اور ناچنا بھی جانتا ہون۔

پلیڈا۔ اُہو ہو ہو۔ تو پھر ناچو۔

خوجی نے ناچنا شروع کیا۔ پلیڈا اور آزاد کی یہ کیفیت کہ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔

پلیڈا۔ اُف۔ بس۔ اب ختم کرو۔

پلیڈا تھوڑی دیر مین ہوٹل سے گئین۔ تو میان خوجی کے دماغ عرش برین پر تھے۔ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے تھے۔ میان آزاد نے کہا خواجہ صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے فرمایا ہشت۔ پھر آزاد نے کہا قبلہ ذرا اس طرف مخاطب ہو جیے۔ آپ نے کہا دہشت۔

آزاد۔ اب ایک کام کیجیے۔ کہ خوب بن ٹھن کے جائیے خوب نکھر کر جسمین وہ بھی کھلجائین کہ ہان ایسا جوان کہیا۔

خو۔ ہونہہ۔ شان خدا۔ آپ اور ہمکو سکھائین۔

آزاد۔ شُنا نہین پیر شو بیاموز۔

خو۔ افسوس کہ تم نے ہمین ابھی پہچانا ہی نہین کمال افسوس کا مقام ہی۔

آزاد۔ اجی ہمنے آپ کی ذات تک پہچان لی۔

خو۔ کوسو کوسو۔ گالیان دو جسکا خدا بُرا کرے۔

آزاد۔ اُفوہ۔ مین تم کو ایسا نہین جانتا تھا۔

خوجی اپنے دل مین نہایت ہی خوش تھے۔ جامے مین پھولے نہین سماتے تھے اور میان آزاد دل ہی دل مین سوچتے تھے کہ اچھا اُلّو پھنسا۔ یہ معلوم ہی نہین کہ پلیڈا اسے بنا رہی ہے۔

تھوڑی دیر مین پلیڈا کا خط آیا۔ آدمی نے آنکر خوجی کو دیا اور کہا آپ کے نام ہی۔ آزاد بولے جناب خواجہ صاحب ہم کو تو ذرا خط دکھائیے۔

خو۔ بس بس چلیے الگ ہٹیے۔

آزاد۔ لاؤ ہم پڑھ دین تم سے بھلا کیا پڑھا جائیگا۔

خو۔ (حامل خط سے) تم باہر ٹھہرو۔

حامل خط۔ بہت اچھا۔

خو۔ (آزاد سے) عجب آدمی ہین آپ۔ مین نے تو ایسا آدمی ہی نہین دیکھا۔ صریح دیکھتے ہین کہ پلیڈا کا نوکر جو خط لایا ہی وہ کھڑا سُن رہا ہی اور کہنے لگے تمسے بھلا کیا پڑھا جائیگا بڑے عالم کے وہ بن کے آئے ہین وہان سے۔ لاحول ولا قوۃ۔

آزاد۔ اچھا اب تو دکھا دو۔

خوجی نے خط کو تین بار چوما اور میان آزاد کو دے دیا۔ آزاد نے پڑھا تو یون لکھا تھا۔ میرے پیارے جوان تمھاری ایک ایک ادا نے میرے دل مین جگہ کر لی ہی۔ تمھارا سرو سا قد اور تمھاری سارس کی سی گردن اور بیل کے سے گول گول دیدے اور بندر کی سی حرکتین جب یاد آتی ہین تو مین اُچھل اُچھل پڑتی ہون۔ اب یہ بتاؤ کہ آج کسوقت آؤ گے یا نہو کہ نہ آؤ۔ یہ خط اپنے دوست آزاد کو نہ دکھانا مگر تمھین اُسی کی قسم جسکو سب سے زیادہ چاہتے ہو کہ اس خط کو گن کر سو بار چوم لینا۔ اور دو بجے پر آنا ضرور آنا۔

میان آزاد نے یہ خط پڑھکر خواجہ بدیع صاحب کو سُنایا تو از بس مسرور ہوئے۔

خو۔ افسوس ہو کہ تم کو کُل حالات معلوم ہو گئے۔ مگر اُس پری چہرہ سے نہ کہدینا۔

آزاد۔ ضرور کہون اور بالضرور کہون۔

خو۔ (ہاتھ مل کر) ارے غضب بڑی بُری ہوئی۔

آزاد۔ مین تو جاکر شکایت کرونگا کہ ہمسے کیون مخفی رکھا واہ کیا دل لگی ہو۔

خو۔ (سر پیٹ کر) لاحول لاحول لعنت بکار شیطان۔

آزاد۔ مین ابھی ابھی ایک چٹھی بھیجتا ہون۔ آپ گھبرائیے نہین۔

خو۔ ارے ہاے افسوس اور مجھسے کہتے ہو کہ آپ گھبرائیے نہین۔

آزاد۔ بھائی سُنو۔ ہمکو تو حسد ہوتا ہو۔

خو۔ پھر چاہیے جو ہو۔ لے جائیے کہدیجیے۔ وہ ہم پر عاشق ہم اُسکے عاشق زار تم لیئے ہزار لگی لپٹی باتین کرین۔ ہوگا کیا اسے توبہ آپ کی حقیقت ہی کیا ہو۔ لاحول ولاقوۃ۔

آزاد اپنے دل مین خوب ہی ہنسے۔ مگر خواجہ بدیع صاحب کو شک کی جگہہ یقین بلکہ یہی ایمان و دین تھا کہ ہیُنڈا کی ہمپر جان جاتی ہو۔ آزاد اور بھی پُرچیک دیتے جاتے تھے۔

آزاد۔ یار اب تمھارے ساتھ نہ رہین گے۔

خو۔ وجہ۔

آزاد۔ بس سمجھ گئے ہم اب ساتھ نہوگا۔

خو۔ آخر وجہ بتائیے۔

آزاد۔ غضب خدا کا ہیُنڈا اسی ماہرو اور ہمارے سامنے تمھارا عشق ظاہر کرے۔

خو۔ (کھلکھلا کر ہنس پڑے) ہا ہا ہا ہا۔ اب سمجھے۔ ہم جوان ہی ایسے ہین اُسکو کوئی کیا کرے۔ لیکن تم اگر خلاف ہو گئے تو واللہ مین ہیُنڈا سے بات تک نہ کرون۔ مجھکو جان تلک سے زیادہ تم عزیز ہو۔ قسم خدا کی اب دنیا مین تمھارے سوا اور کوئی میرا مربی اور سرپرست نہین ہو۔ باپ دادا مُربی آقا جو کچھ ہو تم ہو۔ بس فقط تم اور کوئی نہین۔ اور ہم تو اب بوڑھے ہوئے۔ یہ بھی اُس پریچہرہ کی عنایت ہو کہ ہمپر اور یہ کرم۔ مگر ہان اسمین شک نہین کہ ہم کلّے ٹھلّے کے گبھرو جوان ہین۔

آزاد۔ یہ تو مین خود جانتا ہون۔

خو۔ ہان بس اسمین جو شک کرے وہ کافر۔

آزاد۔ ہر کہ شک آرد۔

خو۔ سگ است۔

آزاد۔ مگر ایسا بھی کہ ہاتھ تک چوم لیا۔ واہ وا۔

خو۔ (اکڑکر) اجی اسکندریہ مین تم نہ تھے۔ وہان بھی ایک گران ڈیل اور خوبرو عورت ہمپر عاشق ہو گئی تھی۔ مگر خرابی کیا تھی۔ نہ ہم اُسکی بات سمجھین نہ وہ ہماری سمجھ سکے اشارون سے البتہ خوب باتین ہوئین۔

خوجی نے میان آزاد سے پوچھا کیون میان بھلا فارسی مین خط لکھین تو کیسا۔ آزاد نے کہا فارسی یہان کوئی کیا جانے بھلا۔ اُردو مین لکھو تو سب سمجھ جائین۔ خوجی نے ہیُنڈا کے نام خط کا جواب اس طرح بھیجا۔

عزیز از جان سعادت نشان نور چشمی روشن لقا ہیُنڈا کو بعد سلام و نیاز کے گلدستون کے یہ واضح ہو جائے کہ تمھارا نیاز نامہ مؤرخہ تاریخ آج کا واسطے اسکے کہ مین آونگا یا مین بیان کرودن مین نے پایا۔ مژدہ پیغام لایا۔

تیرے گدا کے مشام جان مین طمع کی بو بھی نہین گئی ہی
بری ہی تو میان سے دامن پہ گرد جھوٹی بھی نہین گئی ہی

خط مین نے بغور پڑھا - فائدہ بخشا - اچھا لکھا ہی بقول صفدر - ؎

ستم سہتے ہین نیم جان کیسے کیسے
وہ لیتے ہین روز امتحان کیسے کیسے

مین وقت مقررہ کے پہلے ہی آؤنگا - تمپر جان دیتا ہون - ہر روز صبح کو اُٹھکر نام لیتا ہون برسون کا عاشق ہون -

خو - کیون بھئی گلدستہ کی فارسی کیا ہی -

آزاد - بجلتی -

خو - یہ تو آگرے کے ایک محلے کا نام ہی -

آزاد - اجی گل پھول - دستہ بستی -

خو - ہم سمجھا تھا - لکھین گے - دستی تھوڑا ہی ہی کچھ -

آزاد - ہان ہان ہم ہی بھولے تھے -

خو - اہو ہو ہو - خوب یاد آیا - خدا گواہ ہی کانسل کے نام خط لکھا کہ باید و شاید - اور سُرخی یہ تھی پھڑکتی ہوئی - ؎

لائی قبائے بادشاہی راست بر بالائے تو
مصرعہ ثانی حذف یا فیست والائے تو

آزاد - این ایچ تیج لکھ ہی دیا -

خو - دن سے ایک عرضی داغ ہی تو دی -

میان خوجی دو سطرین لکھتے تھے اور دس منٹ تک ٹہلتے تھے دو سطرین لکھین اور اُٹھکر اکڑنے لگے آدمی نے دیکھا کہ حضرت کے مزاج کا تہلیبڑا ابھی نہین ٹہکا کہا صاحب جواب لیتے گا یا جاؤن - خوجی نے کہا ٹھہرو ہون جانا کیسا بیٹھ - پھر یون لکھنا شروع کیا -

مقتین ہوگئین کہ تمسے دل دو چار ہی - تیر پار ہی آرزو دار اور تمنا مند ہون کہ از راہ کرم مہربانی کرکے اجازت دیجائے کہ آج ہی ساچق لیکر آؤن - ڈھول اور نقارہ اور گھڑ گھڑ جھیر جھیر کی صدا بلند ہو - پھر کیا پوچھنا ہی - بڑی دل لگی ہو واللہ اگر اجازت دو تو دولھا بنکر آؤن اور تمکو بیاہ لیجاؤن مگر شرط یہ کہ بعد خرچ کرنے کے اس قدر رقم کے مین مطالبہ کو اپنے پیچھو چھوڑون - آگے جو رائے ہو - بندہ رائے کا ہون بندہ صلاح کا ہون اور باقی کچھ نہین - ؎

لیا جو ایک دل اُس نے تو دو دیے بوسے
ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا

خواجہ صاحب نے خط لکھکر مس پیڈا کے آدمی کو دیا اور اکڑکر آزاد سے کہا - کیون قبلہ کیسے - ایسا لکھئے - پہونچئے تجھے کہ بس ایک ہم بڑے خوبصورت جوان ہین - اچھا فضلنا بعضکم علی بعض - اُسنے بھی دیکھا کہ سرخ و سفید اور رنگین مزاج اور شگفتہ جبین آدمی ہی - بیشرے سے بانکپن برستا ہی اب اُسکو چھوڑکے اور کس کے ساتھ شادی کرون چلیے تڑسے خط لکھ بھیجا - آزاد نے کہا - آپین کیا فرماتا ہی آپ ایک جوان رعنا اور زیبا اندام ہین - بھلا آپ پہ نہ کیونکر ریجھتی - اور آپ پر نہ ریجھتی تو پھر کس پر ریجھتی مگر خط تو گھٹوا لو - میان خلیفہ کو بلاؤ - خوجی نے فوراً حکم دیا کہ جاؤ ایک آدمی حجام کو بلا لاؤ - حجام آیا خط بنانے لگا -

خو - دکال پر ہاتھ رکھکر گھوٹو - گھوٹو - ابھی گھوٹ لیجاؤ - ابھی گھونٹی باقی ہی - خوب گھوٹو -

حجام نے پھر اُسترہ پھیرا - خوجی نے پھر ٹٹول کر کہا - اور گھوٹو - ابھی گھونٹی باقی ہی - خلیفہ نے پھر اُسترہ پھیرا -

خواجہ صاحب نے جھلّا کر کہا تم کچھ بھی نہین جانتے کھونٹی
کیون رکھی چلو گھوٹو۔
آزاد۔ گھوٹو نہ بھئی۔
حجام۔ تو حضور کب تک گھوٹا کرون۔
خو۔ دونی مزدوری دینگے ہم۔
حجام۔ مانا۔ مگر کوئی حد بھی ہو۔
خو۔ تم کو اس سے کیا مطلب۔
حجام۔ پیرومرشد خون نکلنے لگے گا۔
آزاد۔ اور اچھا ہو۔ لوگ کہین گے نوشہ کے چہرے سے
خون برستا ہو۔
خو۔ ہان واللہ خوب سوجھی۔ گھوٹو۔
حجام۔ (کسبت سنبھالکر) اب کسی اور نائی سے گھٹوائیے۔
آزاد۔ اچھا۔ اچھا بیٹے تو کترتے جاؤ۔
خو۔ پر قینچ کردو۔
حجام نے جھلّا کر آدھے بال کتر ڈالے ایک طرف کی
آدھی مونچھ اڑا دی ڈاڑھی کے سفید سفید بال بدستور رہنے
دیے الغرض چار ابرو کا صفایا کر دیا۔ خوجی ایک تو یون ہی
بڑے حسین تھے۔ حجام نے کتر کترا کے اور بھی ٹھیک بنایا۔
آزاد۔ خواجہ صاحب کے اور تو کل عضو بدن سانچے کے
ڈھلے ہین مگر ناک ذرا بیڈول ہو۔ ہو کہ نہین۔
خو۔ چلیے بس رہنے دیجیے۔
حجام۔ ہان ہو تو بیڈول کہیے کتر لون ذرا سی ناک بھی۔
خوجی نے جو آئینے مین اپنی صورت دیکھی تو مونچھ نہین
لنڈورے بنے ہوے ہین جھلّا کر کہا او گیدی یہ کیا کیا میان
خلیفہ ہوا ہو گئے کہ کہین خواجہ صاحب مار نہ بیٹھین۔ جھلے

آدمی تو ہین ہی۔
آزاد۔ کیون۔ کیون۔ خفا کیون ہو بھئی۔
خو۔ دیکھتے ہین آپ کیا قطع بنائی ہو۔ نہوئی قرولی۔ واللہ
آنتون کا ڈھیر ہوتا سامنے اور آپ نے بھی نہ روکا۔
آزاد۔ آپ کو تو ہو خبط۔ بندہ خبطی نہین۔
خو۔ کیون خبط کیسا۔ بیٹے اول جلول کترے اور آپ نے
ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم پر عمل کیا۔ واہ سبحان اللہ
یہ تو وہی مثل ہوئی کہ۔
آزاد نے کہا مین سچ کہتا ہون آپ اسوقت نہایت
حسین معلوم ہوتے ہین۔ اور وہم کی دوا تو لقمان کے
پاس بھی نہ تھی۔
خو۔ کیون صاحب سہرے کی تو فکر کیجیے۔
آزاد۔ ہان۔ ہان گھبراتے کیون ہو۔
خو۔ ہمکو یاد آتا ہو کہ نوشہ کے سامنے چھوٹے چھوٹے
لڑکے غزلین پڑھتے ہین۔ دو ایک لونڈے کرایہ پر
منگوا لیجیے تو انکو غزلین رٹا دین۔
آزاد۔ بہت خوب یہ تو عمدہ تجویز ہو واللہ۔
دو لونڈے بارہ بارہ برس کے کرایہ پر منگوا لیے گئے اور
میان خوجی انکو غزلین برزبان یاد کرانے لگے۔ ایک
غزل تو میان آزاد نے یہ بتائی۔ ؎

	لاحول ولا قوۃ یہ کون بشر ہو سب صورت لنگور فقط دُم کی کسر ہو	

خو۔ چلیے بس اب دل لگی رہنے دیجیے۔ ہونھہ
اچھے ملے۔
آزاد۔ اچھا اور غزل لکھوائے دیتے ہین۔ ؎

فغان ہی آہ ہی نالہ ہی بے قراری ہی
فراق یار مین حالت عجب ہماری ہی

خو - واہ - شادی کو اس شعر سے کیا واسطہ -

آزاد - اچھا صاحب یہ غزل یاد کرا دیجیے - ؎

کہا تھا بلبل سے حال مین نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
یہ کس نے انکو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
مرے جنازے کو انکے کوچے مین ناحق احباب لیکے آئے
نگاہ حسرت سے دیکھتے ہین وہ رخ سے پردہ اٹھا اٹھا کر

خو - واہ جنازے کو شادی سے کیا تعلق ہی بھلا -

آزاد - اوپر والا شعر پسند ہی مطلع -

خو - ہان ہنسنا اور کھلکھلانا ایسے لفظ ہون تو کیا پوچھنا -

آزاد - اچھا سنیے اور سنیے -

پری رو آدمی کا دل نہو کس طرح دیوانہ
تری بھکی ہین باتین اور تری چالین ہین مستانہ
سر مو فرق کچھ اس مین نہین تشبیہ کامل ہی
کسی زلف پریشان کا دل صد چاک ہی شانہ
بدلتا ہی مرا دل رنگ کیا کیا عشق بازی مین
کبھی بلبل ہی گلشن مین کبھی محفل مین پروانہ

اور کسی قسم کے شعر مطلوب ہون تو کوئی لالہ ڈھونڈھیے مگر یہان کہان -

خوجی نے یہ غزل لکھ لی اور دونون لونڈون کو رٹانے لگے - دو گھنٹے کے بعد پوچھا کہو کیا یاد کیا - پہلا شعر تو پڑھو - ایک نے یون پڑھا - ؎

پری رو ہو نہو طرح ادانہ | ترا بھک چاہین استانہ

خو - (جھلا کر) لاحول - لاحول - دوسرے سے تم پڑھو -

دوسرا - بہت اکڑ کر - ؎

پری رو ماد ما دیوشانہ | بھک بات اور مست مردانہ

خو - واہ من چہ نقش ام - برادر فلان من لیسیار نقش ست -

آزاد - یار یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہی -

خو - کچھ پوچھو نہ بھئی - لاحول ولا قوۃ - رٹاتے رٹاتے ناک مین دم آگیا - مگر کتے کی دم بارہ برس زمین مین گاڑی ٹیڑھی ہی نکلی -

آزاد - توبہ - توبہ -

خو - ہان خوب یاد آیا آپ ذرا باجے والون کی تو فکر کیجیے - ہاتھی گھوڑا ہوادار نالکی پالکی جھنڈی بردار چوبدار نوبت والے - شہنائی والے کے بغیر شادی کیسی مگر ہمارے لیے جو گھوڑا منگوائیے گا ذرا شایستہ ہو - گو رسالداری اور کمیدانی کی حالت مین برسون گھوڑے پر سوار ہوئے ہین مگر اب ربط نہین ہی -

آزاد - دیکھیے سب فکر ہوئی جاتی ہی - بھلا گھوڑا نہ ملے خچر ہو تو کیسا -

خو - واہ آپ نے مجھے بھی کوئی گدھا مقرر کیا ہی -

آزاد - تو حضرت دریافت کر لینے مین کیا ہرج ہی -

میان آزاد نے ہر مزجی سے کہا کہ یہ شخص مسخرہ ہی - مگر سمجھتا ہی کہ مجھ سے بڑھکر حسین اور وجیہ کوئی دنیا مین نہین پیدا ہوا - مس میڈا کے بیاہنے کا شوق چرایا ہی - مین نے میڈا سے کہدیا تھا کہ انکو ذرا بناؤ - وہ تو آپ جانتے ہین ایک ہی شوخ طبع ہی انکا ہاتھ چوم لیا - بس پھر کیا تھا تب سے اینڈتے پھرتے ہین اب سنیے کہ میڈا نے گھر سے آپکے نام ایک خط بھیجا کہ میرے ساتھ شادی منظور ہو تو آج شام کو آؤ

نائی کو بلا کر خط بنوایا ہے۔ ذرا قطع چلکر دیکھ لیجیے۔ اب کہتے ہین جس طرح ہندوستان مین برات نکلتی ہے اُسی طرح یہان بھی ہاتھی اور گھوڑے اور باجے لیکر ہیڈا کو بیاہنے جائین گے۔

ہرمز۔ آپ کہہ دیجیے کہ یہان بالکل شرع کے مطابق شادی ہوتی ہے۔

آزاد۔ چلیے آپ بھی چلیے۔

ہرمز۔ اچھا۔ مگر مجھ سے ہنسی نہ ضبط ہو سکے گی۔

میان آزاد نے جا کر کہا کہ ہرمز جی صاحب کہتے ہین یہان شرع کے مطابق شادی ہوتی ہے۔ باجا لیکر نہین جاتے۔ ہرمز جی نے کہا مبارک۔ ہیڈا ایسی حسین عورت واقعی بیاہنے کے قابل ہے۔ جیسی وہ خوشرو ہے۔ ویسے ہی خوش قطع آپ بھی ہین۔ مگر باجا لیکر جائیے گا۔ تو لوگ یہان ہنسین گے۔ ہان ایک بات ہو سکتی ہے کہ پھول کے برتن دس پانچ آدمیون کو دے دیجیے بانس کی کھپاچ سے وہ بجاتے جائین۔ آواز کی آواز باجے کا باجا۔

خوجی نے اس راے کو بہت پسند کیا۔

خو۔ میان آزاد کی راے لیجیے۔

آزاد۔ بجا ہے۔

خو۔ بندوبست کیجیے پھر اب وقت تھوڑا ہے۔ اور سواری کی کیا فکر کیجیے گا۔

ہرمز۔ ہمارے نزدیک تو پیدل جائیے۔ یا جس طرح یہان اُمرا جاتے ہین اسی طرح جائیے۔ مگر آپ شاید پسند نہ کرین۔ آدمی کی گود مین۔

خو۔ منظور۔ مگر ہم کو اُٹھا سکے گا کوئی۔

آزاد۔ یہی تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔

ہرمز۔ ہم اسکا بندوبست کر دینگے۔ آپ گھبرائیے نہین۔

خو۔ اجی تو پھر اب کب بندوبست کیجیے گا۔ ایسا نہو وقت پہ پھر جگت ہنسائی ہو مفت مین۔

ہرمز۔ کوئی جنازہ اُٹھانے والون مین سے دو ایک ہٹے کٹے آدمیون کو لے آؤ مگر خوب مضبوط ہون۔

بڑی دیر تک یہی گفتگو رہی دو گھڑی دن رہے ہوٹل سے خوجی کی برات چلی۔ تین مزدور پھول کے برتن کو لکڑی سے بجاتے جاتے ہین۔ دو لونڈے آگے پیچھے ساتھ خوجی ایک مزدور کی گود مین گیروے کپڑے پہنے ہوئے سر پر سیاہ پگڑی اور سہرا لٹکا ہوا۔ راہ مین جس طرف نکل جاتے ہین لوگ اُنگلیان اُٹھاتے ہین قہقہے پر قہقہہ پڑتا ہے۔ خوجی اکڑے بیٹھے ہین اور دل ہی دل مین سوچتے ہین کہ لوگ ہمین دیکھکر خوش ہوتے ہین ایسا وجیہ جوان کبھی کسی نے کاہیکو دیکھا تھا۔ لونڈون سے پوچھا۔ کہو غزل یاد ہے۔ ہان کہو پریرو آدمی۔ بولو۔ اب وہ بولین تو کیا بولین۔ بولین تو تب جب کچھ سمجھین۔ میان خوجی نے اُنکو خوب للکارا۔ مگر اُنکے کان پر جون بھی نہین رینگی۔

خو۔ اہاہاہا۔ ارے رے رے۔ لاحول ولاقوۃ۔ روک لو۔ روک لو۔ برات روک لو۔ نشان والے کہان ہین ہائین کوئی بولتا ہی نہین۔ پردیس مین بھی انسان پر کیا مصیبت پڑتی ہے۔ افسوس صد افسوس اب مین دولہا بنکر رہون یا انتظام کرون یا جلوس کا بندوبست کرون۔ کرون تو کیا کرون۔ یہ دونون گیدی نرے جانگلو نکلے۔ توبہ ہی بھلی۔

پھر یاد آیا کہ نشان کا ہاتھی تو ہے ہی نہین۔ اپنے مین

ایک جمائی آئی - پھر ایک جمائی آئی - ارے اُہو ہو افیم پینا بھول گئے - مارے خوشی کے یاد ہی نہ رہا - کہ افیم ابھی نہین کھائی ہی - اب کیا کیا جائے -

پھر یاد آیا کہ قرولی تو پاس ہی ہی نہین - اُف غضب ہو گیا حکم دیا کہ لوٹا دو برات - چلو ہرمزجی کی کوٹھی مین چلیے برات ہرمزجی کی کوٹھی مین داخل ہوئی -

آزاد - یہ کیون واپس کیون آئے - بولو بھائی -

خو - کیا بولین میان -

قیس و فرہاد جو اِس عہد مین زندہ ہوتے
پیتے دھو دھو کے مرے سنگ لحد کے تعویذ

آزاد - سبحان اللہ شعر تو ایسے حسب حال پڑھ دیتے ہو کہ جی خوش ہو جاتا ہی مگر بے نیل مرام واپس آنے کی وجہ تو بتاؤ آخر یہ ہوا کیا -

خو - نشان کا ہاتھی تو تھا ہی نہین -

آزاد - بس اسی وجہ سے واپس آئے -

خو - قرولی تو پاس تھی ہی نہین -

آزاد - عجب آدمی ہو بھئی - آپ جنگ کے میدان مین جاتے ہین یا شادی کرنے - پھر قرولی سے کیا واسطہ -

خو - جس مین بانکے معلوم ہون -

آزاد - واہ کہنے لگے بانکے معلوم ہون -

خو - ہاتھی منگوائیے -

آزاد - بھائی یہان ہاتھی کہا - یہ بھی ہندوستان ہی کچھ ہان ایک بات ہو سکتی ہی کہ خچر پر ایک جھنڈی رکھوا دین - یا تم خود ہی ایک جھنڈی ہاتھ مین لے لو -

خو - کیا مصیبت ہی بھئی - نوشہ بھی ہین نہین جھنڈی بردار

بھی ہین نہین - انتظام بھی نہین کرین - لاحول ولاقوۃ -

اتنے مین مس میڈا بھی آ گئین - آزاد نے کہا لو وہ تو خود ہی یہان آ گئین میڈا نے ہنستے ہوئے کہا ہم نے انکو بازار مین دیکھا تھا ایک مزدور کی گود مین بہت اکڑے ہوئے بیٹھے تھے اور خدا جانے کون چیز دو ایک آدمی بجاتے جاتے تھے خوجی نے جھک کر میڈا کو سلام کیا اور مسکرا کے میڈا نے سلام کا جواب دیا اور کہا واہ آپ خوب آئے - آزاد نے خوجی کو میڈا کا مطلب سمجھا دیا -

خو - کمال خفیف ہوا انتہا کی خفت ہی اسوقت - وجہ یہ ہوئی کہ جب برات آدھی دور نکل گئی تو یاد آیا کہ ہاتھی نہین پھر دس قدم پر جمائی آئی - یاد آیا کہ افیم نہین کھائی ہی اور تھوڑی دور چلا تھا کہ قرولی یاد آئی لہذا اثنا سے راہ سے واپس آیا - اب آپ فرمائیے کیا رائے ہی آپ کی -

میڈا - اب اسوقت تو جانے دیجیے کل سمجھا جائیگا -

میڈا نے کہا چلیے اس کمرے مین یہان کچھ کہنا ہی - خوجی کی باچھین کھل گئین - میان آزاد کی طرف بڑے غرور سے دیکھا اور میڈا کے ساتھ کمرے مین گئے میڈا نے کمرے مین داخل ہوتے ہی تڑ سے ایک چپت دی اور پھرتی کے ساتھ کمرے کے باہر تھی - خوجی نے ٹوپی اٹھا لی اور سوچے کہ بیڈھب سامنا ہی - اچھے گھر بیانہ دیا - ابھی سے کھوپڑی سہلانے لگین - مگر کچھ مضائقہ نہین سمجھا جائیگا - باہر تشریف لائے -

آزاد - کہو کیا کہا -

خو - ایک بوسہ لیا اور چلا ارادہ پھر انکو کمرے کے باہر تھی -

آزاد - بڑے خوش قسمت ہو -

خو۔ (ایک مونچھ پر تاؤ دیکر) ہین ہی۔ ہین نہ سہین تو یون ہی۔

آزاد۔ تم نے بھی بوسہ لیا۔

خو۔ لینے کو تھا مگر وہ شوخی کے ساتھ چل دی۔

آزاد۔ ہمین شک نہین کہ یہ عورت پری ہے۔ حور جنت واللہ حور بہشتی مگر ہمین نے تو پہلے ہی شادی سے انکار کیا تھا۔

خو۔ اگر آپ نے یہ کلمہ اب دوہرایا تو قرولی بھونک کر خود مر جاؤن گا۔ اتفاق سے ایک بیجا بات زبان سے نکل گئی۔

چیست ہندو یا مسلمان کوزہ یا کوزہ گر
گرچہ کوزہ دو شمار آید ولیکن گل یکیست

آزاد۔ لیجیے بس اب تمھارا قصور معاف کر دیا۔ ایسا برجستہ شعر تم نے پڑھ دیا حسب حال کہ جی خوش ہو گیا۔ جاؤ قصور معاف کیا۔ سلام کرو۔

میڈا نے خوجی سے کہا چلو باہر چاندنی مین سیر کرین خوجی نے کہا چلیے میان آزاد کو بھی ساتھ لیا۔ اور تینون سیر چمن کرنے لگے۔ میڈا نے کہا آپ کا نام ہم بھول گئے خوجی بولے کہ خواجہ بدیع صاحب میرا نام ہے۔

میڈا۔ یہان ایک فرانسیسی افسر ہے (روشنقا)۔ وہ مجھے عرصے سے چاہتا ہے پہلے تم اس سے لڑو۔ پھر ہمارے تمہارے ساتھ شادی ہو۔

ایک مرتبہ میان آزاد نے عمداً اور قصداً کہا۔ ارے میان خوجی ذرا ایک بات تو سنو۔ خوجی کے غصے کا پارہ ایک سو بیس درجے پر تھا۔

خوجی پر خدا کرے آسمان پھٹ پڑے۔ خوجی مرد کہ ہو کون مرے خوجی۔ اسی دم خوجی کے دشمن سور کا جنازہ نکلے۔ خوجی

مردود کی ایسی تیسی۔ اب خوش ہوئے معشوق کے سامنے رنگ پھیکا کرتے ہو۔ خوجی خوجی۔ مان باپ نے خواجہ بدیع نام رکھا یارون دوستون نے خواجہ صاحب خواجہ صاحب کہا آپ خوجی بنائے دیتے ہین۔

آزاد۔ معاف کیجیے۔

خو۔ پھننگ کیا پھننگ گیا۔ از سر تا پا بچہ ونگ دیا۔ خوجی کہکر معافی کے خواہان ہونا چلے کو اور جلانا۔

آزاد۔ اچھا پھر اب تو معاف کرو۔

خو۔ اور کروں کیا آخر معاف کرنے کے سوا اور کیا ہے۔ رنگ پھیکا کر دیا۔

میڈا نے کہا کیسے پھر اس افسر سے کس دن لڑائی ہوگی۔ خوجی نے کہا ہم حاضر ہین پچاس افسرون سے جنگ کرنے پر آمادہ ہین۔ ہم میدانی کر چکے ہین۔ رسالدار رہ چکے ہین۔ دنگے والی پلٹن نے وہ نام کیا کہ یاد ہو شاید ایسی لڑی لیسا لڑی۔ کہ واہ ہی اور ہمنے دنگلے والی پلٹن کی وہ رسالداری کی کہ معلوم ہے کوئی پلٹن ایسی نہ تھی۔ اختری۔ نادری جنگی افسر جیسے وہ تھے ویسے ہم تھے۔ دونون فوجی افسر جب لڑ بھڑینگے تو خوب لڑینگے مگر شرط یہ ہے کہ میان آزاد ہمکو ایک قرولی خرید دین۔

میان آزاد اور مس میڈا اور ہرمز جی نے باہم مشورہ کیا اور مشورہ کر کے خوجی سے کہا کہ کل صبح کو آپ تیار ہو رہیے گا۔ خواجہ صاحب نے کہا اجی ہم اب تیار ہین سویرے منھ اندھیرے میان خوجی اٹھے منھ ہاتھ دھویا۔ جوڑی کے کئی ہاتھ ہلائے کوئی تین چار۔ جی اور نہین تو کیا پھینکا پہلوان ہین کہ اپنے کپڑے پہن کر لیس ہو رہے۔ تھوڑی دیر مین میڈا ناز و انداز کے ساتھ اٹھلاتی ہوئی آ گئین۔

اور خوجی کی طرف دیکھکر مسکرائین۔

خوجی۔ واہ رے مین۔ معشوق نے دیکھا اور باچھین کھل گئین۔

آزاد نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ عبید اللہ اس کمرے مین بیٹھے ہین ذرا انکو بلا لو۔ عبید اللہ ایک مشہور و معروف ترکی پہلوان تھے۔ جیسے ہی وہ سامنے آئے اور میان آزاد نے کہا کہ لیجیے آپ کے رقیب یہی ہین۔ خوجی کے ہوش اڑ گئے یا الٰہی یہ دیو کا دیو۔ دنیا بھر کے آدمیون سے دو مٹھی اونچا اس سے عہدہ برآ ہونا محال ہے۔ آج ذلیل ہوئے مگر خیر شاید ڈپٹ مین آجائے۔ ترکی پہلوان نے جو سکھا پڑھایا ہوا تھا تیورا کر جو نظر ڈالی تو خوجی کے رہے سہے حواس بھی غائب ہو گئے۔ دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ آج ہڈی پسلی ٹوٹی۔ یہ تو کچا ہی کھا جائیگا ایک چپت دے تو ہم زمین مین دھنس جائین۔ مقابلہ اس سے کون کریگا بھلا۔ ترکی پہلوان نے پھر ان کی طرف قہر کی نظر سے دیکھا خوجی مارے ڈر کے ذرا تھوڑی دیر بہت بیٹھے بیٹھے اسنے کہا آپ تو ابھی سے ڈرنے لگے۔ خوجی نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک دفعہ بیٹھ گئے اور کہا یارو ذرا ڈاکٹر کو بلاؤ۔ اس طرح کا درد ہو رہا ہے کہ کچھ نہ پوچھو۔ ایک دفعہ جب ہم دنگلے والی پلٹن مین نوکر تھے تب بھی ہوا تھا اور اب بھی ہو رہا ہے اگر مر گئے تو بیٹے ۔ع

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

افسوس یہ ہے کہ ہم اسوقت اپنی پھکیتی اور پہلوانی کے جوہر نہ دکھا سکے واللہ ہی اٹھا کے پٹخ دیتا تو تو یہی بھلی۔ اتنے مین ترکی پہلوان نے ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا تو خوجی کرسی پر سے دس قدم کے فاصلے پر جا گرے اور پیترے بدلکر کہا او گیدی۔ نہوئی قرولی ورنہ ڈھیر کر دیتا۔

آخر کار اس بات پر فیصلہ ہوا کہ خوجی کا درد رفع ہو جائے تو پھر کسی روز زور آزمائی ہو گی۔

کہرام! کہرام!! کہرام!!!

ناظرین با تمکین کو یاد ہوگا کہ نواب نامدار نے جب حسن آرا بیگم کی حالت زار دیکھی تو ڈاکٹر صاحب کے پاس دوڑے گئے ڈاکٹر صاحب سول سرجن فوراً ساتھ آئے۔ ادھر میرزا ہمایون فر بہادر صاحب انسپکٹر جنرل اسپتال کو بلا لائے۔ حسن آرا کی اس کیفیت سے محلے بھر مین کہرام مچ گیا۔ جسے دیکھو کھڑا ماتم کر رہا ہے سپہر آرا بدحواس ہوئی کھڑی ہی بڑی بیگم کے سر سے خون کے فوارے جاری تھے۔ بہار النسا سر بالین بکا و بین کرتی تھین روح افزا سکتے کے عالم مین تھی۔ الغرض اندر باہر کہرام مچا ہوا تھا۔

بڑی بیگم نے رو رو کر کہا۔ ہائے میرے دل کی تپش کلیجہ کی ٹھنڈک۔ ارے لوگو مین لٹ گئی۔ ہائے مجھ نصیبون جلی کی موت نہ آئی۔ ہائے یہ روز بد مین نے دیکھا حسن آرا اپنے ابا کے پاس چلین۔ ہائے کل بھائی کو روتی تھین آج خود ہی اٹھ گئین سپہر آرا دوڑ کر بڑی بہن کی لاش سے چمٹ گئی۔ اور چھاتی سے لگا کر کہا۔ ہائے باجی جان۔ عدم کے جانے کی تیاریان کر دین ہمین ساتھ نہ لیا اب ہم کڑھ کڑھ کر مرین گے باجی جان دغا دے چلین۔ اف اف۔ ارے مرے اللہ (زور سے) ہائے ہائے ہائے ہائے ہائے۔ باجی جان مجھ قول بھی یاد ہے کہ ———— ارے! ہائے ہائے کہکر حسن آرا کے تکیے پر سر رکھ دیا۔

منزلاقی اور ایک ماما نے سپہر آرا کو زبردستی وہان سے ہٹایا

کہ اتنے مین بہار النسا نے دولائی جو مُنھ پر سے اُٹھائی اور حُسن آرا کا زرد زرد چہرہ نظر سے گذرا تو خوب زور سے سر پیٹا - ہے ہے یہ وہی حُسن آرا ہین - ہاے لوگو دھوکا ہوا ہے یہ حُسن آرا نہین ہے (شانہ ہلاکر) بہن کب تک سویا کروگی - نماز کا وقت آگیا بہن اُٹھو - وضو تو کرلو - کیا اب نہ جاگوگی - ہاے (کان کے پاس مُنھ لیجاکر) بہن کیا اب سچ مچ نہ جاگوگی - (سر پیٹ کر) یہ دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوا -

مغ - ابھی ابھی باتین کرتی تھین -

ماما - ایک ہی ہچکی مین کام تمام ہوگیا -

پیاری کی مان - نصیبون کی گردش - ہاے نصیبون کی گردش -

مغ - (چھاتی پیٹ کر) اللہ اس آفت مین ساتوین دشمن کو بھی نہ ڈالے -

پڑوس کی ایک بوڑھی عورت نے سینے پر ہاتھ رکھا -

بوڑھی - (سر پیٹ کر) ہے ہے بالکل سرد ہے -

سپہر آرا اُٹھی کہ بہن کی لاش کو پھر گلے لگائے مگر لڑکھڑا کر گر پڑی پھر اُٹھی تو مُغلانی نے آہستہ سے ہاتھ پکڑ لیا - اُدھر نہ جایئے از براے خدا اُدھر نہ جایئے -

سپہر - ہے ہے اب ہم آنکھ بھر کر دیکھین بھی نہین - دو گھڑی اور صورت دیکھنے دو - ارے لِلّٰہ مجھے نہ روکو -

اِس فقرے پر کل عورتین انتہا سے زیادہ اشکبار ہوئین اور ماتم کی آواز ایسی بلند ہوئی کہ الامان الحذر -

سپہر - ہاے مرتون کی آس توڑی مین ابھی ابھی باتین کرتے کرتے کیا کہ بس چٹ پٹ ہوگئی -

یہ کہکر تین بار پٹی پر سر ٹکرایا - تو مُغلانی نے کہا ہائین ہائین ابھی خون جاری ہے - یہ کیا کرتی ہین حضور آپ یہ کرینگی تو سپہر آرا بیگم کو کون سمجھائے گا -

سپ - مجھ فلک ستائی کو کیا معلوم تھا کہ یون دیکھتے دیکھتے میری کمر توڑ جائینگی - ہاے برسون آئین اللہ کرکے پالا اب سیانی ہوئین تو دغا دے چلین حُسن آرا تم سے - ہاے (ہاتھ ملکر) لوگو مین کیا کرون -

بہار النسا کا یہ حال تھا کہ کبھی سرھانے پر جاکر سر پیٹتی کبھی پائینتی -

سپہر - (مُنھ سے دولائی ہٹاکر) ہمین کس کے سپرد کیے جاتی ہو باجی جان ہاے اتنا تو بتادو - اماجان تو بیچاری بوڑھی ہین اور تم اور بھی انکی کمر توڑ چلین باجی ہاے باجی ہم روئین پیٹین اور تم ذرا خبر نہو -

بڑی بیگم سپہر آرا کو گلے سے لگاکر خوب روئین -

شہر بھر مین خبر ہوگئی جسنے سُنا کف افسوس ملا ڈولیون پر ڈولیان اور فینسون پر فینسین آنے لگین - باہر صدہا آدمیون کا جماؤ ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے - آپس مین یہ باتین کرتے تھے -

ایک - اُٹھتی جوانی تھی ابھی -

دوسرا - ہاے - ہاے -

تیسرا - بڑی بیگم کی کمر توڑ چلین -

چوتھا - اجی یہ تو یہان تھوڑے ہی دن سے رہتی ہین مگر ہمارے مکان سے اُنکا مکان آمنے سامنے ہے - جھٹپٹے مین شام کے وقت بجرون پر دریا کی سیر کو جاتی تھین - مگر ہے نام اللہ کا -

پانچوان - یہی بات ہے بھائی -

چھٹا - سُنا - بس دم کے دم مین جان نکل گئی

ساتوان - ایک ہچکی آئی کچھ بھی نہ تھا -
آٹھوان - وہ ہچکی نہ تھی ملک الموت تھا -
نوان - اِسی جگہ انسان بے بس ہو -
دسوان - ہائے ذرا بس نہین چلتا -
گیارھوان - اے توبہ -
بارھوان - اور سنا بڑی پڑھی لکھی لڑکی تھی - ہائے -
تیرھوان - یہی کارخانے ہین دنیا کے -

اِتنے مین ایک مرد معمر سیاہ پوش نے تھوڑی دور جا کر کل جماعت کو مخاطب کر کے یون تقریر کی - ؎

ہشیار باش خواجہ کہ از مرگ چارہ نیست	غافل مشو کہ عمر عزیزت دوبارہ نیست
در زندگی بکوش کہ فرصت ہمین دم ست	زیرا کہ روز مرگ کسی آشکارہ نیست

بھائیو - اسوقت تم جس قدر آدمی یہان کھڑے ہو سب کا دل بھر آیا ہو - اور وجہ یہ کہ ایک نوجوان کی وفات کی خبر نے تم کو انتہا کا مغموم و ملول کر دیا ہو - یہ وہ حادثہ حسرت انگیز اور سانحہ عبرت خیز ہو کہ جس قدر زیادہ افسوس کرین کم ہو - یہ لڑکی جسنے اپنی جان شیرین جان آفرین کے سپرد کر دی ابھی بہت ہی کمسن تھی - اُٹھتی جوانی اور اسقدر حسین مہ جبین نازک اندام و نازنین کہ لاکھون مین لاجواب کرورون مین انتخاب اگر ایک دفعہ بھی کوئی اُسکو دیکھتا تو ہزار جان سے عاشق ہو جاتا - اور اُس نازنین کی پاک محبت کا دم بھرتا صورت مین جادو - سیرت مین جادو - چال ڈھال مین جادو - بال بال مین جادو - پور پور مین جادو کوٹ کوٹ کر بھرا تھا - اور عفیفہ اِس درجہ کہ اُنکی پاکدامنی کی قسم کھانی چاہیے - صورت اور سیرت دونون باتین اللہ نے عطا کی تھین - مگر جس خدا نے اُس کو پیدا کیا تھا - اُسنے واپس لے لیا - امانت تھی لے لی تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ اگر اِس مجمع کثیر مین سے کسی شخص کی اِس دختر شکر لب پر نظر پڑتی تو کہہ اُٹھتا کہ خدا کی قدرت کاملہ کا بہترین نمونہ ہو - اُس صناع کی صناعی کے صدقے جس نے یہ پیاری صورت بنائی - ؎

بصورت تو بتے کمتر آفرید خدا	ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ابرو شمشیر بران - بلکہ تیغ اصفہان چشم جادو وانہ جمال مستانہ - ایک ایک اشارے مین لاکھ لاکھ انداز مجسم خوبی سراپا ناز پیشانی نورانی جبین جبین رگ برگ گل - یا موج جام مل - مژگان سحر ساز - جادو طراز - زلف لچکیلی باز - سیہ بہار دم تقریر یہ معلوم ہوتا تھا کہ پھول جھڑ رہے ہین ؎

سرتا قدمش کرشمہ و ناز	ہم سرکش عشق و ہم سرانداز
افگندہ بدوش زلف چون شست	او بنجیر و نظارہ گرمست
معجون لبش بہ دُرفشانی	پروردہ بہ آب زندگانی

اب جا کر دیکھو تو وہی صورت جس کو دیکھکر کل خدا کی قدرت مجسم نظر آتی تھی بھیانک اور ڈراونی معلوم ہو - وہ آنکھین جو کل سحر سامری کو سبق دینے کا دم بھرتی تھین - اب بند ہین - وہ دہن جو بقول شعراء رمز حدیث لن ترانی تھا اب حشر تک نہ کھلے گا - وہ گورا گورا مکھڑا جو بن گہے چاند کو شرماتا تھا آپ خود گہنا گیا اور اِس طرح گہن مین آیا کہ قیامت تک نہ چھوٹے گا - وہ لب لعل شکر خا اب سیاہ ہو گئے - ابھی ابھی لبون سے قند گھولتی تھی، ہنستی بولتی تھی - اب لب ہلانے کی قسم کھا بیٹھی - ؎

صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند	وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنانکہ بصد زبان سخن می گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

اللہ بس باقی ہوس -

اعضا وہی ہین - جسم وہی ہی - ہاتھ وہی - پانوں وہی - مُنھ وہی - زبان وہی - مگر سب بیکار - آمین اللہ کرکے اُسکی مان نے پالا ہوگا - امیر کی لڑکی تھی - نازو نعم پروردہ مگر تھوڑی دیر مین نحوشتی تمام خاص اسی کے اعزا و اقربا اسکو گورستان لیجائینگے اور دفنا دینگے - وہ سیم بدن جو دھوپ مین شبنشین سے باہر نہین نکلتی تھی اب خاک کے سپرد کیجائیگی - ع

این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد

اُٹھتی جوانی تھی - عین عالم شباب اور وہ آب و تاب کہ زاہد صد سالہ تک دیکھتا تو اُسی کا کلمہ پڑھتا - ؎

حُسنِ یوسف بھی جسکے آگے ماند
چہرہ زلفون مین جیسے ابر مین چاند
جلوۂ حسن رشکِ شعلۂ طور
چشم بد دور آنکھین مولی چور
رخ پہ وہ بکھرے بکھرے زلف کے بال
رگِ گل سے وہ ہونٹھ پان سے لال
رگِ گل سی کمر لچکتی ہوئی
چوٹی ایڑی تلک لٹکتی ہوئی

وہی چوٹی اب بھی ہے مگر بیکار - ؎

دردیست اجل کہ نیست درمان اورا
بر شاہ و گدا است حکم و فرمان اورا
شاہے کہ بحکم دوش گردان میخورد
امروز ہمی خورند کرمان اورا

اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے - کہ انسان کو دو روزہ زندگی کے لیے بغض اور تعصب سے کنارہ کش ہونا لازم ہے - عداوت کس زندگی کے لیے افسوس صد افسوس ایک ایک دیوار کے جھگڑے پر لوگون نے اپنی جان دی ہے یا پڑوسی کی جان لی ہے - مر گئے تو نہ در ساتھ گیا نہ دیوار گئی - جانتے سب ہین کہ موت سے چارہ نہین مگر جو نتیجہ اس امر کے علم سے مستخرج ہونا چاہیے اُس سے ذرا سروکار نہین - حیف صد حیف کیا معاملہ مشکل ہے - ؎

بیننده کہ اصل و فرع خود نیکو یافت
این ہستی این گوئے ہمہ زان سو یافت
زینسان ہمی روان راکہ جہان میگویند
سر چشمہ نیافت غیر خود ہر گو یافت

لوگون کا قاعدہ ہے کہ کار امروز بفردا گذار کے مفہوم پر مطلق نظر نہین ڈالتے سوچتے ہین کہ رفتہ رفتہ منہیات و معصیات سے اجتناب کرینگے - ساٹھ برس کے ہولین تو توبہ کرین مگر افسوس ہے کہ وہ غافل ذرا عبرت نہین حاصل کرتے - ذرا نہین سوچتے کہ آج مرے کل دوسرا دن زندگی کا بھروسا کیا - یہ کس برتے پر کہتے ہین کہ آج نہین کل - کل نہین پرسون - جو کام آج ممکن ہے - اسمین دریغ نہ کرو - کل کی کل سمجھی جائے گی - یہ سمجھنا کہ مرینگے تو خاک مین ملجائین گے - پھر عذاب ثواب کون بھگتے گا - بڑی غلطی ہے - جسم چاہے جہان جائے مگر ملک جسم کے شہنشاہ سے اُسکا ضرور مواخذہ کیا جائے گا - ؎

صد سال اگر سخن زبان خواہد رفت
آخر بہ نخست فیہ واخواہد رفت
ہر کس گوید بخاک خواہم رفتن
فکرے نہ کہ اصل من کجا خواہد رفت

اسی دو روزہ زندگانی کے لیے حرص اور طمع اور حسد اور بغض اور تعصب اور نفسانیت اور خودی اور نخوت اور فساد اور عناد اور غضب اور غصّہ یہ سب انسان کے روز مرہ کے مہمان ہین - ؎

خواہی کہ دلت صاف شود چون آئینہ
دو چیز برون کن ز درون سینہ
حرص و حسد و بخل و حرام و غیبت
بغض و غضب و کبر و ریا و کینہ

بعض آدمی سمجھتے ہین کہ جب ہم توبہ کرین گے تو بفحوائے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ - وہ بالکل معصوم ہوجائے گا - یہ سچ - مگر - ع

نکتہ ہا ہست بسے محرم اسرار کجا

دیکھو یہ نوجوان و حسین لڑکی ابھی ابھی ہنس رہی تھی اور اب دم کے دم مین یہ کیفیت ہو گئی کہ وہ خود دونیا و ما فیہا سے بیخبر ہے - مگر اُس کے اعزا و اقربا ماتم کرتے ہین - پر ظاہر ہے

کہ بات کی بات مین جان نکل گئی ہس بے ثبات زندگی پر حسد اور نفسانیت یعنی چہ - اس دوروزہ زندگانی پر یہ گھمنڈ کہ ہم امیر کبیر ہین - ہم درویش کامل ہین - ہم حاکم - ہم شاہ ہین ہم شاعر ہم عالم وفاضل ہین - ہیچو من دیگرے نیست - ع

این جہان نقشے برآبی بیش نیست	موج آبے یا سرابے بیش نیست
پیش نو بہ چشم عبرت بین ما	اوج گردون جز حبابے بیش نیست
اینہمہ جوش وخروش ہر دو کون	جز خیالاتے و خوابے بیش نیست

اللہ بس باقی ہوس -

مقبول بندے خدا کے وہی ہین جو دنیا سے نفرت کرتے ہین -

ایک شخص نے اپنے دوست سے پوچھا کیون صاحب یہ انکی مونچھ نہ ڈاڑھی یہ کوئی خواجہ سرا تو نہین ہین اسکے دوست نے کہا آپ کو انکا حال ہی نہین معلوم یہ مرد نہین عورت ہین - اُستانی جی اُستانی جی مشہور ہین -

اسکے بعد پیرمرد چلے گئے -

تھوڑی دیر مین اُستانی جی نے گھر پر جا کر کپڑے بدلے اور ڈولی منگوائی اور آئین تو دیکھا حشر بپا ہی - دور تک ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے - ایک پر ایک گرا پڑتا ہی - اُستانی جی اندر گئین -

اِتنے مین نواب صاحب نے کہا پردہ کرو ڈاکٹر صاحب آتے ہین پردہ ہوگیا مگر بڑی بیگم حُسن آرا کی لاش کے قریب ہی بیٹھی رہین - وقت ہی ایسا تھا - صاحب انسپکٹر جنرل اور صاحب سول سرجن تشریف لائے نبض دیکھی - آلات چوبی سے جگر کا امتحان لیا - انگریزی مین باہم یون گفتگو کرنے لگے -

سول سرجن - زندہ ہی -

انسپکٹر جنرل - ہان - ہان -

سول - یہ لوگ ناحق گھبرا گئے -

انسپکٹر - وجہ یہ ہی ایک تو بالکل بیہوش ہی - دوسرے نبض بڑی وقت سے ملتی ہی - انتہا کا ضعف ہی کیا کوئی صدمہ پہونچا تھا -

سول - ہان گھر مین شاید کچھ لڑائی ہوئی تھی -

صاحب انسپکٹر جنرل نے نسخہ لکھا اور سول سرجن کو بھی دکھا دیا -

سپہر - کیا حال ہی -

سول - غفلت ہی گھبرائیے نہین - آپ لوگ -

سپہر - کیا زندہ ہی -

سول - ہان بیشک زندہ ہی بیشک زندہ ہی -

سپہر - زندہ - زندہ ہی - حُسن آرا زندہ ہی - سچ !!!

سول - بیشک ابھی آنکھ کھول دینگی -

سپہر - اُن فوہ - ارے مین خواب دیکھ رہی ہون یا سچ مچ -

انسپکٹر - ابھی اچھی ہو جائے گی - آپ گھبرائیے نہین -

اِن دونون نے کچھ چٹکلے کیے تو دوا کے آنے کے قبل ہی حُسن آرا کی نبض گرم ہوگئی -

سول - حضور بیگم صاحب ذرا نبض پر ہاتھ رکھیے -

بڑی بیگم نے جو نبض پر ہاتھ رکھا تو کہا شکر ہی شکر ہی - بہار النسا اور روح افزا اور سپہر آرا بڑے غور سے سُن رہی تھین -

سپہر - شکر ہی - شکر ہی - ہزار شکر کا مقام ہی -

بہار - ہم سب جی اُٹھے -

روح - ابھی کیا معلوم -
بہار - بس اب ہمین کچھ فکر نہین -
دوا آئی فوراً پلائی گئی -
انسپکٹر - ہم باہر کوٹھی مین ٹھہرے ہین -
سول - جب یہ آپ سے باتین کرینگی - تب ہم جائینگے -
سب - بندگی -

نواب صاحب اور محمد عسکری سول سرجن صاحب اور انسپکٹر جنرل صاحب کو ساتھ لیکر باہر آئے -

سول سرجن نے ہدایت کی تھی کہ دس دس منٹ کے بعد ایک ایک مارک دوا پلائی جائے - چنانچہ اُسی کے مطابق نواب صاحب دس دس منٹ کے بعد دوا پلاتے جاتے تھے - آدھ گھنٹے کے عرصے مین حُسن آرا نے آنکھ کھول دی سپہر آرا نے کہا باجی - اسکے بعد کچھ کہنے کو تھی کہ بڑی بیگم نے کہا اب ان کو دق نہ کرو - بہار النسا اور روح افزا اور مغلانیون نے مارے خوشی کے گھیر لیا تھا - نواب صاحب نے سب کو پلنگ کے پاس سے ہٹا دیا -

ب - آج عمر بھر مین انگریز سے بات کی -
ن - ہان وقت ہی ایسا نازک تھا -
روح - چلیے اب اسکے ذکر سے کیا واسطہ -

نواب صاحب نے باہر جاکر کہا (ابھی آنکھ کھولی) -

سول - دس بارہ منٹ مین ہم بھی دیکھین گے -
ن - بہت خوب -
انسپکٹر - اب آپ دوسری شیشی کی دوا پلا دیجیے -
ن - کس قدر -
سول - جس قدر اُس چھوٹی شیشی مین ہو سب پلا دیجیے -
ن - بہت اچھا -
انسپکٹر - اُنکو تکلیف نہ دیجیے گا - نہ بہت باتین کیجیے گا آرام اور سکون مقدم ہے -
ن - درست -

نواب صاحب نے اندر آکر چھوٹی شیشی کی دوا حُسن آرا کو پلا دی -

سپہر آرا - باجی جان -
ن - باتین نہ کرو انکو آرام سے لیٹے رہنے دو -
ب - مین نے تو پہلے ہی کہا تھا -
ن - ڈاکٹر صاحب خود آنکر دیکھین گے -
روح - پردہ کیا جائے -
ن - ابھی نہین -
روح - ڈاکٹر کا آج سے ہم کو عقیدہ ہو گیا -
سپہر - اب بھی نہ ہوگا -
بہار - یہ کسکو امید تھی - اللہ جانتا ہے ہم تو سمجھے تھے کہ -
ب - اونھ تو اس ذکر سے کیا واسطہ -
ن - مین ذرا ڈاکٹر صاحب کے پاس ہو آؤن -

نواب صاحب باہر تشریف لائے - ڈاکٹر صاحب سے کہا دوا پلا دی -

سول - ہم چلنا چاہتے ہین -
ن - تشریف لائیے -

سول سرجن صاحب چلے - مگر انسپکٹر جنرل بیٹھے ہی رہے - نواب صاحب نے پوچھا کیا آپ نہ تشریف لے چلین گے - صاحب ممدوح نے کہا نہین - ہم صاحب اچھی طرح دیکھ لین گے - پردہ کیا گیا - سول سرجن نے بعد معائنہ وغیرہ کے کہا - اب آرام ہے

ہم ایک نسخہ اور لکھتے ہین - جو دوا ابتک دی تھی اب اسکی ضرورت نہین پھینک دیجائے - نسخہ لکھکر فرمایا کہ آدھ آدھ گھنٹے مین ایک ایک مارک دیجیے شام تک - اور اس دوا کے قبل دو گولیان کھلا دیجیے گا - اُسکا یہ نسخہ ہے دروازہ بند کر دیجیے اور پنکھا جھلوائیے - مگر غل اور شور ہونے نپائے اِنکے ارد گرد بھیڑ نہو - اس کمرے مین جو بولے آہستہ بولے

بہت جلد آرام ہو جائے گا -

سول سرجن اور انسپکٹر جنرل گاڑی پر سوار ہونے لگے تو نواب صاحب نے کہا ذرا کوٹھی مین تشریف لائیے - کچھ عرض کرنا ہے -

سول - اچھا -

دونون صاحب تشریف لائے بیٹھے - نواب صاحب نے ایک ایک ہار نذر کیا اور سو سو اشرفیان -

سول - ہم بہت مشکور ہوئے -

انسپکٹر - ہم بھی شکر ادا کرتے ہین -

ن - جناب یہ تو اسوقت نذر کیا جاتا ہے مگر منت ہے کہ یہ رقم ہی کیا ہے جس روز غسل صحت ہوگا اُس روز آپکو پھر تکلیف دیجائے گی -

سول - ایک گھنٹے مین ہمارے پاس حال کہلا بھیجیے گا شام کو ہم پھر آئین گے -

دونون صاحب سوار ہو گئے -

مرزا ہمایون فر بہادر نواب صاحب باتین کرنے لگے - شہ زور - حضرت یہ لوگ مسیحا ہین اپنے وقت کے خدا کی قسم وہ کار نمایان کیا کہ باید و شاید سبحان اللہ سبحان اللہ جس قدر زیادہ تعریف کیجیے کم ہے مین تو آج سے اور بھی زیادہ معتقد ہو گیا

اور حضرت حق تو یون ہے کہ مردے کو زندہ کر دیا - واہ ری حکمت -

ن - عرض کرون جو تحقیقات کامل انھون نے کی ہے کبھی کسی نے کا ہے کو کی تھی اور جو تحقیقات ابتک کرتے جاتے ہین - لاکھون روپیہ صرف کرتے ہین اور ہر قسم کی بوٹی اور دوا اور پھل پھول کو تجربے کی کسوٹی پر کستے ہین - وہ کسی کو نصیب کہان -

مولوی صاحب - ہان پھر اب انکا تو راج ہی ہے - جو چاہیے کہہ لیجیے - ورنہ جب ڈاکٹر نہ تھے تو کیا جیتا نہین بچتا تھا آدمی -

ن - یہ اور بات ہے مولوی صاحب - یون تو گانون کے باشندے بخار مین بیٹھے کھاتے ہین - اس سے کیا مطلب -

مولوی - خداوند الناس علے دین ملوکہم -

شہ زور - نواب صاحب آپ لاکھ ثبوت دیجیے مولوی صاحب نہ مانین گے -

مولوی - یون کہیے ہان یون - مگر عقیدے کو کیا کرون -

نواب صاحب محلسرا مین تشریف لے گئے - حسن آرا بیگم نے ہاتھ اُٹھا کر سلام کیا - نواب صاحب نے کہا شکر ہے شکر ہے آج تو بس غضب ہی ہو گیا تھا - دو تین گھڑی تک حواس ٹھکانے نہ تھے -

سپہ آرا - بارے اللہ نے بڑی خیر کی -

سپہر آرا لیٹ رہی اور آنکھ لگ گئی -

حسن آرا ایک گھنٹے تک چپ چاپ لیٹی رہی - ایک گھنٹے کے بعد پانی مانگا پانی پی کر کہا اب ذرا ذرا آرام سا معلوم ہوتا ہے - اُف ہلکان ہو گئی مجھے کچھ خبر ہی نہین کہ کیا ہوا ہوش ہی نہ تھا خبر کیونکر ہوتی - اُف فوہ اسکے بعد کہا مین نیند آتی ہے - بڑی بیگم نے کہا کیا معلوم ہوتا اسوقت اچھا پایا -

ن۔ ضرور سوئین صحت کی دلیل ہی۔ اب آرام کیجیے۔ پنکھا برابر جھلا جائے۔ آدھ آدھ گھنٹے مین بدلی ہو مگر ذرا سے خدا غل نہ مچنے پائے۔

روح افزا اُستانی جی کے پاس جاکر باتین کرنے لگین۔

اُستانی جی۔ مبارک ہو۔

دو گھنٹے کامل حُسن آرا بیگم نے آرام کیا۔ جاگین مُنھ دھویا اور کہا امان جان اب طبیعت کچھ کچھ بحال ہی۔ اس عرصے مین بہار النسا اور محمد عسکری مین باہم جو گفتگو ہوئی سُننے کے قابل ہی۔

بہار۔ محمد عسکری غضب ہی ہو گیا تھا۔ سمجھے کیا تھے ہوا کیا جو امان جان کو یا کسی اور کو معلوم ہو جائے تو ہماری صورت سے بیزار ہو جائین اُف جان ہی لی تھی خدا نخواستہ بیچاری کی۔

ع۔ ایک بات کہون بس اب خاموشی ہی کا موقع ہی۔ اسکا ذکر نہ کیجیے مین اپنے دل مین خود خفیف ہون۔

بہار۔ ہم تو حُسن آرا کے معاملات مین دخل ہی نہ دینگے۔

ع۔ بالکل نہین کچھ واسطہ ہی نہ رکھنا چاہیے۔ ورنہ۔

بہار۔ ورنہ اب کی خدا جانے کیا ہو جائے بیٹھے بٹھائے۔

عسکری۔ ہان کیا شک ہی خدا نے بڑی خیر کی ورنہ ایسا غضب ہوا تھا کہ شاید خون ہماری ہی گردن پر ہوتا۔

حُسن آرا نے بڑی بیگم صاحب سے کہا امان جان گلوری کھانے کو جی چاہتا ہی۔ بڑی بیگم نے کہا بے ڈاکٹر کے پوچھے مین گلوری تو نہ دونگی مگر الایچی چاہے کھا لو۔

ایک الایچی حسن آرا بیگم کو دی۔

نواب صاحب نے کہا مین ڈاکٹر کے ہان گیا تھا مینے کہا سو رہی ہین کہا صحت کی علامت ہی۔

ب۔ شکر ہی۔ شکر ہی۔ خدا کا شکر ہی۔

ن۔ فرمایا سونے دو۔ جگانا نہین۔ خود ہی جاگین گی۔

ب۔ دو گھنٹے تو سوئین۔ اب اور کیا سوئین۔

ن۔ خود ہی جاگین نہ۔

حُسن۔ جی ہان۔

ن۔ یہ دوا لایا ہون۔ ابھی پلا دیجیے۔ اسی وقت۔

حُسن۔ کڑوی ہوگی۔

ن۔ اس درجہ خوشبو ہی کہ عطر کو بھول جاؤ سونگھ کر دیکھ لو چاہیے۔

ب۔ نہین۔ نہین۔ دوا کو سونگھتے نہین۔ اثر جاتا رہتا ہی۔

حُسن۔ کیون امان جان۔

ب۔ اثر جاتا رہتا ہی۔

حُسن آرا مُسکرانے لگین۔ بڑی بیگم نے کہا تم نہ مانو مگر ہم تو سونگھنے نہ دینگے اسپر بہار النسا اور روح افزا اور سپہر آرا کھلکھلا کر ہنس پڑین اُستانی جی بولین شکر ہی پاک پروردگار کا کہ اب ہم سب ہنس بول رہے ہین۔ شکر کرو۔ شکر کرو۔

الغرض ایک ہفتے کے بعد بڑی بیگم صاحب صاحبزادیون کو لے کر روانہ ہوئین۔

آزاد پاشا جنیر فسر افواج ٹرکی

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

اللہ اللہ آج کچھ عجب سمان ہی۔ ہر سمت خوشی کا ڈنکا بج رہا ہی۔ قلم کی باچھیں کھلی جاتی ہین۔ نو خیز معشوقون کے مزاج کی طرح بل کرتا ہی اور کیون نہو وہ مژدہ طرب انگیز معرض بیان مین آتا ہی کہ۔ع

برین مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ این مژدہ آسایش جان ماست

نور کے تڑکے میان آزاد فرخ نہاد بستر استراحت سے اُٹھے اور ہرمزجی کے گلگون صرصر تک پر سوار ہو کر ساحل بحر کی راہ لی۔ کہ اِدھر اُدھر ہوا کھائین۔ دو گھڑی دل بہلائین۔ صبح کا سُہانا سمان۔ بادِ گل بیز دلخلخہ آمیز۔ مرغان خوشنوا اشجار پُر بہار پر فرط طرب سے چہکتے تھے۔ انواع و اقسام کے خوشنما پھول چو طرفہ مہکتے تھے۔

عجب ہی نام خدا لطف ہی گلگشت چمن | خفا ہوتے ہین یاسے بتان شوخ رفتار
نسیم گل مین ہی تاثیر معجزِ عیسےٰ | نہ کوئی دیدۂ نرگس کو اب کہے بیمار

میان آزاد کا دل غنچۂ گُل کی طرح کھل گیا۔ بہار گلزار کے مزے اُڑاتے نرگس سے آنکھین لڑاتے حضرت ایک فرح بخش باغ مین بڑی دیر تک ٹہلتے رہے جس تختے کو دیکھتے ہین۔ دُلھن ہی۔ سبزان چمن کا جوبن پھٹا پڑتا ہی۔

سرو مینا ہی تو لے فاختہ مستانہ ہی | دست ساقی شاخ ہی ہر ایک گل پیمانہ ہی
لڑکھڑاتی پھرتی ہی گلشن مین مستانہ نسیم | ساغر گل ساغری ہی چمن میخانہ ہی

قدرت حق مشاہدہ کر کے میان آزاد با دلِ شاد ہرمزجی کی کوٹھی پر واپس آئے ہرمزجی کے ساتھ کھانا کھایا۔ بعد فراغ طعام دونون مین باتین ہونے لگین۔

آزاد۔ خدا کرے کہین پروانہ تقرری آ جائے الانتظار اشد من الموت۔

ہرمز۔ گھبرائیے نہین آتا ہوگا۔ صبح شام آیا داخل ہی۔ دل گواہی دیتا ہی دو ہی دن مین دیکھین گے کہ ہمارے کرم فرما میان آزاد جنگی وردی پہنے مورچے پر جا رہے ہین۔

آزاد۔ خدا وہ دن دکھائے ہمکو تو نومیدی سی ہو گئی ہی۔

ہرمز۔ یہ کیون۔ مایوسی کیسی۔ کل تک ضرور پروانہ آ جائے گا۔

آزاد۔ سچ کہون یقین نہین آتا۔ خیر۔ دو دن اور سہی۔ دنیا بامید قائم۔ مگر اب ایک ایک دن ایک ایک برس کے برابر ہی۔ انتظار تا بہ کے۔

ہرمز۔ اب آپ تو اپنا ناول مطالعہ فرمائیے۔ اور مین یہ کتاب پڑھتا ہون۔

آزاد۔ یہ کون کتاب ہی حضرت۔ کوئی ناول ہی یا فکشن۔

ہرمز۔ شاہ رسلس کا تذکرہ ہی۔ کیا کتاب ہی۔ سبحان اللہ۔

آزاد۔ مین پڑھ چکا ہون نصف کے قریب ایک مرتبہ ترجمہ بھی کر چکا ہون دو چار شعر سُنیے گا۔ آپ بھی تو فارسی سے واقف ہین۔

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار | تا کجے در پے اصنام خیالی افکار
کب تلک فکر ہم آغوشی محبوب امید | تا کجا خود غلط از بہر نشاط جاوید
کیا سمجھتے ہو کہ اُمید بر آئے گی | آج یا کل کبھی حسرت یہ نکل جائے گی
کب نکل سکتی ہی پیری مین تمنا شباب | یہ خیالات تمھارے ہین فقط نقش بر آب
دُ تسکین شہ رسلس کا فسانہ دیکھو | آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو

ہرمز۔ بہت خوب اُردو لفظ دو ایک اچھی طرح نہین سمجھا۔ مگر جہان تک سمجھا مین ایمان سے کہتا ہون کہ ہو بہو ترجمہ ہی اور درد انگیز۔ سبحان اللہ۔

آزاد۔ تسلیم۔ اسیطرح پر کوشش کی تھی مگر عدیم الفرصتی مانع ہوئی۔

ہرمز۔ اگر نصف کے قریب آپ ترجمہ کر چکے ہین تو وقت فرصت ہم کو اسکو پورا کرنا چاہیے۔ خدا کی قسم کیا ترجمہ کیا ہی جی خوش ہو گیا۔

آزاد - ان کلمات کو مین آپکی ذاتی لیاقت اور حسن اخلاق پر محمول کرتا ہون ورنہ من آنم کہ من دانم - حضرت حقیقت حال یون ہے کہ ترجمہ سخت مشکل کام ہے جب تک دونون زبانون سے بخوبی واقف نہو ممکن نہین کہ ترجمہ مین لطف آئے -

یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ ایک آدمی نے پوچھا میان آزاد یہان فروکش ہین - ہرمز جی نے اس آدمی کو غور سے دیکھا اور کہا - آپکا مطلب کیا ہے - اس نے کہا انکے نام ایک خط لایا ہون ہرمز جی نے کہا میان آزاد یہ بیٹھے ہین - خط انکو دیجیے - آزاد نے خط کھولا - پڑھا تو اچھل پڑے اور کہا لیجیے - حضرت بہت عمدہ تو فضل خدا سے ملگیا -

ہرمز - ہان انشکر ہے - شکر ہے - کیون مین نے کیا کہا تھا کہ صبح شام پروانہ آیا داخل ہے - مبارک ہو - اب آپ تیاری کیجیے - خدا آپکو اسی طرح کامیاب کرے -

آزاد - رسالے مین جو نمبر کمیشن ملی - مگر خوشی یہ ہے کہ لے کی افسری عطا ہوئی -

ہرمز - ہان اسمین کیا شک ہے - ہم بھی رسالے ہی کو پسند کرتے ہین -

آزاد نے خط پڑھکر سنایا -

آزاد - حضور وزیر جنگ کے حکم سے آپکو اطلاع دیجاتی ہے - کہ آپ بعہدہ اکر دولت عثمانیہ روم کے جونیئر کمیشنڈ افسر مقرر ہوئے - آپکو رسالے کی جونیئر افسری حضور وزیری الیہ نے عطا کی ہے - پارچہ نسخہ سب ضابطہ آپکے پاس بھیجا جائیگا -

ہرمز - اسوقت یہان جامے مین پھولے نہین سماتا -

آزاد - امید ہی آپ سے ایسی تھی - آپ میرے سچے دوست ہین

ہرمز - اب دعا یہ ہے کہ آپ کامیاب آئین اور میدان کارزار مین آپکا نام ہو -

آزاد - آمین - انشاء اللہ - یون تو ناکامی اور خوش نصیبی اتفاق پر منحصر ہے مگر مین اپنی طرف سے کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھونگا - آینده اختیار بدست مختار است

این بندہ چہ داند کہ چہ می باید جست
داننده توئی ہر انچہ دانی آن دہ

ہرمز - میان خوجی سے تو خوشخبری کہیے - وہ ہین کہان اسوقت -

آزاد - ہان خوب یاد آیا اُن کو تو بھول ہی گئے تھے ہم - بلوائیے - بلوائیے -

ہرمز - ایک آدمی ادھر آؤ - انکے ساتھ جو صاحب آئے ہین انکو بلا لاؤ -

اب سنیے کہ خواجہ صاحب کو آدمی نے کوٹھری بھر مین ڈھونڈھ مارا - ہوٹل مین تلاش کیا ہر طرف دیکھا - مگر انکا پتا ہی نہین جب تھک گیا تو آکر کہا کہ حضور وہ تو کہین ملتے ہی نہین ہرمز جی نے ہنسکر کہا کہین مینڈا کی تلاش مین تو نہین گئے ہین میان آزاد اٹھے کہ پھر ڈھونڈھین ہمرز جی اور دو چار آدمی ساتھ چلے - اسکے کمرے مین دیکھا - اس کمرے مین دیکھا - ادھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا کہین پتا ہی نہین -

ہرمز - کہین مینڈا کے پھیر مین تو نہین گئے ہین سچ سچ -

آزاد - جناب اُنسے کسی بات کا تعجب نہین عجب بے تکا آدمی ہے - لاحول ولا قوۃ -

ہرمز - یہ چلے کہان گئے کچھ دال مین کالا ضرور ہے -

آزاد - خدا جانے لڑ بیٹھا کسی سے یا کسی کو گالی دے بیٹھا

خدا کی مار ہر دکس پر۔

ہرمز۔ یہ آپ انکو ساتھ کیون لائے۔ آپ بھی دل لگی باز آدمی ہین یہ باتین ہوتی تھین کہ ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ مسکراکر کہا۔ حضور آئیے مین بتا دون کہان ہین۔ مگر چلیے آئیے میان آزاد اور ہرمز جی اُس کے ساتھ چلے تو دیکھا کہ ایک کوٹھری مین انگیٹھی کے قریب سر نگون ہین۔ ایک ہاتھ مین دست پناہ دوسرے مین چلم۔ دونون کو بے اختیار ہنسی آئی۔ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ مگر وہ پینک ہی مین ہین۔

میان آزاد نے لکڑی سے سر کو سہلانا شروع کیا۔ تو بولے منمنا کر بولے۔ اوگیدی بھونکا دون قرولی۔ آزاد جھلائے ہوئے تو تھے ہی۔ ایک چپت جمائی چپت کے کھاتے ہی خوجی آگ بگولہ ہوگئے۔ آنکھ کھولی تو دیکھا۔ اِدھر انگیٹھی اُدھر چلم اور چمٹا زمین پر اوندھے پڑے ہین۔ اور میان آزاد سات آٹھ آدمیون کو لیے کلّے پر کھڑے ہین۔ جھینپ۔ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

نہایت ہی خفیف ہوئے۔

میان آزاد خوجی کو کوٹھی مین لائے ہرمز جی نے کہا خواجہ صاحب مبارک ہو آپ کے میان آزاد نے فوجی عہدہ پایا خوجی کی باچھین کھل گئین اُچھل پڑے ہرمز جی کے قدمون پر ٹوپی رکھدی اور کہا دیکھیے اور چاہے جس امر مین ہنسی مذاق کیجیے۔ مگر اسمین نہین۔ اب سچ سچ بتائیے۔ کیا واقعی حکم آگیا

میان آزاد نے وہ پروانہ دکھا دیا خوجی نے چھین لیا اور دس بارہ مرتبے اُس پروانہ کو چوما اور رو رو کر کہا آزاد جس عنایت سے تم ہمارے ساتھ پیش آئے اُس کا شکریہ ہم ادا نہین کر سکتے ہین۔ بس اب ہم چاہے زندہ رہین یا مرجائین کچھ پروا نہین اور تو ہم کسی مصرف کے ہین نہین یہانبھی کرینگے اِسپر میان آزاد اور ہرمز جی مسکرائے۔ تو خواجہ بدیع صاحب بہت جھلائے۔ کچھ تمیز بھی ہے یہ بھی ہنس دیے سائیسی علم دریا ہی کچھ دل لگی نہین۔ برسون مین انسان گھر پا لینا سیکھتا ہی جی ہر کسی کا کام نہین۔ ع

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

آزاد۔ سوچ لون تو جواب دون۔ جلدی کیا ہی۔ کہون گا۔ کہون گا۔

میان آزاد کمرے مین جا کر پلنگ پر لیٹے۔ کمرے کے دروازے سب بند کر دیے اور سوچنے لگے کہ لڑکا تو ہمارے پاس نہین اور ہم کیولری افسر یعنی رسالے کے افسر مقرر ہوئے جب دس ہزار روپیہ ہو تو کہین انتظام مناسب عمل مین آئے دس ہزار کے بغیر تیاری محال ہی۔ اور دس ہزار روپیہ ملنا غیر ممکن مرزا چاہے جی بھی اُٹھے مگر دس ہزار روپیہ ہم کو کوئی نہ دیگا۔ اجنبی آدمی۔ پرایا ملک دس ہزار روپیہ یکمشت مل جانا کچھ خالہ جی کا گھر تھوڑا ہی ہے۔ گورنمنٹ ٹرکی سے پیشگی بطریق قرض مانگنا نامناسب ہی۔ ہرمز جی گو بڑے سچے دوست اور بڑے عنایت فرما ہین مگر ایسے اسقدر زر خطیر کیونکر مانگین ممکن نہین کہ دو دن کی ملاقات مین دس ہزار روپیہ کوئی دیدے۔ نکلے مفت مین بات کھونا محض فضول ہی۔ اب روپیہ آئے تو کہان سے آئے۔ اِس خیال نے میان آزاد کو متفکر اور پریشان خاطر کر دیا۔ یہانتک کہ مایوس ہوگئے۔ اور سوچے کہ بس یہین سے جو کچھ سلام سپہ سپہر کر ہندوستان واپس جانے کا نام زبان پر نہ لاؤ۔ ہرچہ باداباد حسن آرا بیگم

بیوفا سمجھینگی مگر مجبوری ہے۔ اپنی حالت زار پر میان آزاد نے کمال افسوس کیا۔ سوچے کہ ہم آئے کس لیے تھے خاص اسی غرض سے کہ جنگی عہدہ پائین اور سرخرو جائین اور حسن آرا بیگم کو بیاہین۔ مگر افسوس صد افسوس بعد خرابی بصرہ یہان پہونچکر عہدہ بھی پایا لیکن بے سود۔ بخت برگشتہ یہان بھی ساتھ آیا۔ میان آزاد کی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے۔ ؎

داغ دل تازہ ہوا آہِ دلِ ناشاد سے
ہوگیا روشن چراغ اپنا گزار باد سے

بڑی دیر تک میان آزاد اسی خیال مین آہ سرد بھرا کیے۔ یقین واثق ہوگیا کہ میدان کارزار مین جانا نصیب نہوگا۔ سوچے کہ رنج وغم کرنا فضول ہے راضی بہ رضا ہین۔ مگر ہندوستان نہ واپس جائینگے اِتنے مین ہُرمز جی نے پکارا میان آزاد میان آزاد۔ آپ بہت سوئے آج۔

آزاد چُپ چاپ سُنا کیے تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھولا باہر آئے۔ اور میان آزاد اور ہرمز جی اور خوجی نے چائے پی۔ ہُرمز جی نے کہا اسوقت میان آزاد کچھ افسردہ سے پائے جاتے ہین۔ وہ لطف صحبت اور وہ لطیفہ گوئی اور بذلہ سنجی نہین ہے۔ بلبل کی طرح چہکتے ہوتے اسوقت مگر خلاف معمول جو اتنی دیر سوئے تو طبیعت مضمحل ہوگئی۔

آزاد۔ جی ہان اسوقت درد سر ہے اور طبیعت بھی پریشان ہے۔

چائے پیکر ہُرمز جی اپنے ایک دوست کے ہان گئے۔ خوجی سے کہا کہ آج محفل رقص وسرود مین چلیے آپ کو بھی لیے چلین۔ اور میان آزاد تو چلین ہی گے۔

آزاد نے زبان حال سے کہا ؎

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

جب ہُرمز جی نے اصرار کیا تو آزاد نے کہا۔ آج معاف فرمائیے۔ ہُرمز جی نے خوجی کو ساتھ لیا اور چلے۔

اِتنے مین ہیڈا آئین معطر ومعنبر۔ اٹھلاتی ہوئی کمرے مین تشریف لائین آزاد کو دیکھا کہ ایک کرسی پر بیٹھے کچھ سوچ رہے ہین مُسکرا کر مصافحہ کیا مگر آزاد کی سردمہری پر کمال رنج ہوا قریب کی ایک کرسی پر بیٹھین۔ جس تپاک کے ساتھ آزاد پیش آیا کرتے تھے۔ وہ منزلون کا فور تھا۔ ماتھا ٹھنکا۔

ہیڈا۔ کیون طبیعت کیسی ہے۔ اسوقت چہرہ اُترا ہوا ہے اور کمال ملول معلوم ہوتے ہو۔ کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے۔ عہدہ فوجی ملنے کی ہم خبر پاتے ہی آئے کہ مبارکباد دین تمکو اسوقت مسرور ہونا چاہیے یا مغموم۔ یہ اُلٹی بات کیسی۔ جو کچھ سمجھ مین نہین آتا۔

آزاد۔ کچھ نہین طبیعت ہی تو ہے۔ اچھا ہون۔

ہیڈا۔ کوئی وجہ ضرور ہے۔ بلا سبب انسان ملول نہین ہوتا۔ وجہ خاص بیان کیجیے۔ تعجب یہ ہے کہ عہدہ افسری پاتے ہی آپ افسردہ اور پژمردہ ہوگئے اسکا کیا سبب۔

آزاد نے مس ہیڈا کے دست سیمین کو اپنے ہاتھون مین لیکر کہا۔ پیاری ہیڈا تم صحیح کہتی ہو۔ مین واقعی ملول ہون بیشک میرے بشرے سے ملال اور غم اور رنج ظاہر ہوتا ہوگا۔ اور مجھے اسقدر رنج ہے کہ عمر بھر کبھی نہین ہوا تھا مگر درد لا دوا ہے علاج ممکن نہین۔ ہیڈا نے کہا آخر کچھ تو معلوم ہو۔ اگر درد لا دوا ہے تو مجبوری کا مقام ہے۔ مگر سُنین تو سہی آزاد نے کہا۔ پیاری ہیڈا تم سے مین نے کوئی بات مخفی نہین رکھی

کل امور صاف صاف بیان کر دیے اب مین کمال انفعال کے ساتھ کہتا ہون کہ مجھے جونیر افسری رسالے کی ملی ہو لیکن ہمارا پاس نہین اور کم سے کم دس ہزار روپیہ ہو تو کام نکلے۔ یہان یہ کیفیت ہو کہ دس ہزار روپیہ کیا معنی۔ دو سو کا بھی کہین سہارا نہین حُسن آرا بڑی مالدار ہین۔ اک ذرا سے اشارے مین ہزارہا روپیہ بھیجدین۔ مگر حُسن آرا سے روپیہ منگوایا تو عزت خاک مین مل گئی۔

میڈا۔ اے ابسکی تم کچھ فکر نہ کرو۔ ہم سمجھ لین گے۔ دس ہزار روپیہ ہی نا۔ پھر یہ کون بات ہی مین ابھی آتی ہون۔

میڈا اسے رخصت ہوئین اور آن کے میان آزاد کو ایک لفافہ دیا اور کہا اسوقت جاتی ہون کل آؤنگی اب ادھر میڈا رخصت ہوئین اُدھر میان آزاد نے لفافہ کھولا تو اُچھل پڑے استنبول بنک کے نام بیس ہزار کا چک پایا اور ایک خط جسکا یہ مطلب تھا۔

جان سے زیادہ عزیز آزاد پاشا۔ یہ لفافہ نذر ہی بس اِس بارے مین اور کچھ نہ لکھونگی۔ اتنا یاد رہے کہ مین دل و جان سے تیری عاشق ہون جانتی ہون کہ جو بات چاہتی ہون وہ غیر ممکن ہے تم قول کے سچے ہو۔ مگر تاہم پیار کرتی ہون ۔ ؎

	نہ تلطف نہ محبت نہ مروت نہ وفا سادگی دیکھ کہ اسیر بھی ہی جاتی ہون	

خدا کرے تم نیکنامی حاصل کرو۔ اور سکندر ثانی مرادآباد۔

تمہاری پیاری میڈا

آزاد حضور وزیر جنگ کی ملاقات کو گئے جھک کر آداب بجا لائے اور کہا مین تیار ہون کہ اپنے لشکر مین شامل ہون۔ جس روز حکم دیجیے۔ حاضر خدمت ہون۔

حضور وزیر جنگ بکمال عنایت و مہربانی پیش آئے۔ فرمایا۔ ہم تمسے نہایت خوش ہین دو تین دن مین تم ہمارا حکم پاؤ گے یہ کہکر آزاد کو بیش بہا خارا شگاف تیغ آبدار دی اور کہا خدا کرے اِس شمشیر بُرّان سے تم بڑے بڑے کارنمایان کرو۔

وزیر جنگ سے رخصت ہو کر آزاد پاشا بنک گئے۔ چک دیا اور ٹرکی کے چمکتے دمکتے سکّے گنوا لیے بنک کے ایک اہلکار سے پوچھا کہ ہندوستان کے سکّے کے مطابق کیں قدر روپیہ ہوا۔ اُسنے کہا بیس ہزار۔ گھوڑے پر سوار ہو کر مرزا جی بھائی کی کوٹھی مین داخل ہوئے اور اُسی مالدار و ذی وقار تاجر کے ذریعے سے انتظام خاطر خواہ کر لیا دوسرے دن صبح کو میڈا آئی اور آزاد کو نہایت ہی مسرور و محظوظ پایا آزاد نے سرو قد تعظیم کی ادب کے ساتھ ملایا اور میڈا کو قریب کی کُرسی پر بٹھایا۔

آزاد۔ جان من۔ بس اب ایک بات اور باقی ہو۔ صرف ایک ہی بات۔

میڈا۔ کہو کہو اسقدر اصرار کیون کرتے ہو۔

آزاد۔ تم خوب جانتی ہو میڈا کہ مین تمھارا کمال شکر گزار اور ممنون ہون۔

میڈا۔ ایسی باتین ہم سُننا ہی نہین چاہتے صاف صاف مطلب کہیے۔

آزاد۔ اِس درجہ احسان کر کے زبان پر نہ لانا بڑے عالی ظرفون کا کام ہو سچا عشق اسی کو کہتے ہین حق تو یہ ہو کہ تم بادہ عشق کے نشے مین چور ہو ۔ ؎

صوفی زیر تو می راز نہانی دانست	گوہر ہر کس ازین لعل توانی دانست

میڈا۔ اِس سے مخارت پائی جاتی ہو اب ایسا زبان پر نہ لانا۔

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ آزاد کے نام وزیر جنگ کا
پروانہ آیا۔ جسکے لفافے پر یہ لکھا تھا (پاس آزاد پاشا جنیر
کیولیری افسر کے پہونچے)۔

بی شبو جان مرنجان مرنج
اور
میان سلار وخادم بذلہ سنج

جانانہ رنگین ادا ناطورۂ ماہ سیما یعنی جوگن بیچاری
اس شہسوار سے جان بچا کر تو بھاگی مگر استانی کے ہان
ایک اور بلا مین مبتلا ہو گئی ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا
پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

کچھ دن تو استانی جی کے ہان خوش خرم آرام سے ساتھ
رہین مگر ایک روز استانی جی باہر جو گئین تو پڑوس کی ایک
ماما نے کہ کٹنی بھی تھی اور جوگن کا حسن و جمال دیکھ چکی تھی تھانہ دار
سے جا کے کہا کہ حضور آج وہ مال دکھاؤن کہ حضور بھی عش عش
کر جائین عمر بھر لونڈی کے احسانمند رہین۔ تھانہ دار کی بانچھین
کھل گئین۔ کہا ارے لے خدا جلد لاؤ اور وہ پری ہو تو دکھاؤ دیکھون
تو کون پرکالۂ آتش ہے جسکی تم اسقدر تعریف کرتی ہو۔ ماما نے کہا
حضور ہمارے ساتھ چلے چلیان۔ وہ گھر گرہست ہین دو دو پہرون
مین راہ پر لے آؤن گی۔ تھانہ دار نے وردی اُتار ڈالی اور
معمولی کپڑے پہن کر ماما کٹنی کے ہمراہ چلے۔ ماما پہلے چلی گئی دیکھا تو
استانی جی کا لونڈا شمو بھی غائب ہے اور استانی جی بھی دو دن
سے نہین آئی ہین۔ دو چار گھڑی جوگن سے باتین کین اور
باہر جا کے تھانہ دار کو اشارہ کیا تو وہ دن سے مکان کے
اندر موجود۔ جوگن سمجھی کوئی اہل غرض اُستانی جی کے پاس
آیا ہوگا۔ کہا اُستانی جی نہین ہین۔ تھانہ دار نے جوان کو
دیکھا تو ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔

تھانہ دار (ت) وہ نہین ہین تو جان من تم تو ہو۔ خدا ایک
کی قسم کیا حُسن ہے۔ ایسی عورت کبھی نہین دیکھی ہے۔
ماما۔ اے تو ذری سنبھل کے بات چیت کیجئے گا میان۔
ت۔ کیون بی صاحب ہم کیا کوئی چمار یا جولاہے ہین جانتی ہو
کہ نہین ہین شہر کا کوتوال ہون۔
ماما۔ یہ بیچاری کنواری لڑکی ہے اس سے نہ ہنسو بولو۔
ت۔ کنواری ہی کی تو ہم کو بھی تلاش ہے۔ اگر یون باتین کرو
تو آج ہی دو چار بدمعاشون کو بھیجکر نکلوا منگوا لون گا۔
اِتنے مین شمو آ گیا۔ اور تھانہ دار دوسرے دروازے
سے چلے گئے اور تھوڑی دیر مین دو برقنداز لیکر دروازے پر
آ گئے اور اندر دھنس پڑے۔
شمو۔ اے میان زنانہ مکان ہے پردے والیان رہتی ہین۔
ت۔ چُپ۔ خفیہ خفیہ۔ افیم بیچتے ہو اور پردے والیان
بتاتے ہو۔ تلاشی لو جی اور افیم برآمد ہو تو ایک سرے سے
سب کو باندھ لے چلو۔ کیا دل لگی ہے۔
جوگن کا رنگ فق ہو گیا کہ دھری گئی اور ماما چپ چاپ
کھڑی رہی اور شمو کل کا لونڈا ڈپٹ مین آ گیا اور ادھر ایک
برقنداز نے کہا حضور افیم برآمد ہوئی۔ مخبر نے کتنا ٹھیک
پتا دیا تھا۔ تھانہ دار نے کہا اچھا تم دونون کانسٹبل
دروازے پر ٹھہرو۔ وہ دونون چلے گئے تو جوگن کے قریب
آ کر کہا۔ اگر نہ مانوگی تو سات برس کو بھیجدونگا یہ کہکر قریب جا کے
لپٹ کے ایک بوسہ لے لیا اور کہا جان من ہمارے ساتھ

چل کے رہو۔ یہاں کہاں پڑی ہو۔ شمو نے جان کھپل کر کہا صوبہ دار صاحب یہ بات اچھی نہیں ہی۔ ادھر جوگن نے ہاتھ جوڑے اور عرض کی حضور کل شب کو کسی وقت آئیے گا اسوقت اُستانی جی آتی ہونگی۔ کوتوال نے کہا اچھا تو پھر ہم ایم کی رپٹ نہ لکھیں گے۔ اگر کل وعدہ خلافی ہوئی تو جان ہی لے لونگا۔

کوتوال نے پھر ایک بوسہ لیا اور چلدیا مگر استانی جی کا نام کر کسیقدر اضافہ ہوا کہ عورت بڑی رسا ہی ایسا نہو کہ مجھے بھی پھنسا جاؤن۔ جوگن نے اس ماما کو وہین بٹھایا اور شمو سے کہا ذرا میں ایک کام کو جاتی ہون ابھی ابھی آتی ہون۔ یہ کہکر باہر گئی بہت ہی سہمی ہوئی تھی جانا کہین تھا راستہ بھول گئی چلتے چلتے ایک نالہ ملا نالے میں دو چور بیٹھے چوری کے مال کے حصے بخرے کر رہے تھے۔ جوگن کے آنے کی آہٹ پاکر دونون بے تحاشا بھاگے مگر قم ساتھ لیتے گئے۔ بدحواسی مین کوئی ستر روپیہ اور کچھ کپڑا وہین چھوٹ گیا جوگن سمجھ گئی کہ چور تھے مگر ایسی گھبرا گئی کہ قدم کا اٹھانا محال تھا۔ نالا بھیانک چوطرفہ ہی ملبی گھاس کہین کہین سنسنے بھونکتے کہین کانٹے چبھتے تھے۔ کہین اونچے نیچے پر پاؤن پڑتا تھا جب اُس مقام پر پہونچی جہان چور بیٹھے تھے تو دو چار روپیہ پاؤن کے تلے آئے اور کسیقدر کھنکا ہٹ بھی ہوئی جھک کر دیکھا تو روپیہ اور کپڑے بھی جا با کہ روپیہ اٹھا لے مگر جراُت نہوئی سردی کے سبب سے کانپ اُٹھی تھی۔ کپڑون کو جو دیکھا تو جامہ وار کا تین چار گز کا ٹکڑا نظر آیا۔ فوراً اٹھا کر اوڑھ لیا اور چلی خدا خدا کرکے وہ کا قزالاطی ہوا تو دیکھا کہ لالٹین لیے ایک آدمی سامنے سے آتا ہی اور اسکے ساتھ ساتھ ایک سفید پوش ہین سمجھی کہ سفید پوش آقا ہین

اور خدمتگار کے ہاتھ مین لالٹین جب وہ قریب آئے تو جوگن نے جامہ وار سے مُنھ کو چھپا لیا سفید پوش آدمی تھے رنگین مزاج چھپنے سے چٹکی لی۔ جوگن شوخی کے ساتھ دبکی سفید پوش نے چادر کو چہرے سے ہٹایا تو نور کا بکا نظر آیا۔ جوگن کی پیشانی نورانی اور چاند سا مکھڑا اور گورے گورے گال اور بیش بہا جامہ وار اوڑھے جو دیکھا تو سمجھے کہ کوئی رئیس زادی ہی مگر حیرت تھی کہ یہ سن و سال یہ حسن و جمال اور آدمی تک ساتھ نہین ہی

سفید پوش۔ حضور کی خدمت مین آداب۔

جو۔ (گردن پھیر کر خاموش)۔

سفید۔ گردن کیا فوارہ ہی۔

جو۔ (آبدیدہ) ہمین نہ چھیڑیے۔

سفید۔ اس لب و لہجے کے قربان۔

جو۔ خیر وقت کی بات ہی۔

سفید۔ یا الٰہی یہ کیا اسرار ہی۔ تم اسقدر طرحدار اور گلعذار۔ یہ تمہاری جوانی یہ بانکی دا یہ چھپا یہ مکھڑا اور اس شب تیرہ و تار مین یہ بیش بہا لباس زیب تن کرکے تنہا کہان جاتی ہو۔

جو۔ وقت کی بات ہی۔

سفید۔ شہزادی ہو۔ نواب زادی ہو۔ رئیس زادی ہو آخر ہو کون۔

جو۔ غریب زادی ہون۔

سفید۔ غریب زادی ہو مگر شریف زادی ہو۔

جو۔ جیسا آپ سمجھیے۔

سفید۔ لیکن آوارہ۔

جو۔ (آبدیدہ ہوکر) پھر یون ہی سہی

سفید - یہی کیا معنی کچھ جھوٹ بھی ہی - بھلا کوئی شریف زادی بھی اسوقت تین بجے رات کو اس طرح پر باہر نکلے گی - لاحول ولا قوۃ اور تمھارے سن کی تو کوئی آوارہ مزاج بھی جرأت نہ کرے گی - تم کل حال بتاؤ ہماری سمجھ مین آتا ہی کہ تم اپنے میان کی چوری سے نکل آئی ہو بس یہی بات ہی ہمین کامل یقین ہو گیا ہی کہ تم کسی کی بیوی ہو -

جو - آپ آدمی شریف ہین - صورت سے شرافت برستی ہی -

سفید - اب ایک کام کیجیے - ہمارا کہنا مانیے - غریب خانہ قریب ہی وہان تک چلی چلیے - بآرام تمام بیٹھیے اور ہمین اپنا کل حال بتائیے ہمین وحشت ہوتی ہی کہ آپ اس درجہ حسین اور خوش پوش ہین اور رات کے وقت اس طرح تنہا نالے کے اندر ——— الامان الامان -

جو - مجھے آپ کے دولت خانہ تک جانے مین ذرا بھی تامل نہین مگر شرط یہ ہی کہ میری عزت کے خلاف کوئی بات نہو -

سفید - استغفر اللہ -

جو - پھر قول جان کے ساتھ ہی -

سفید - بیشک -

جو - چلنے کو تو ہم چلتے ہین مگر قول مردان جان دارد -

سفید - انشاء اللہ -

جو - خیر چلیے -

جوگن نے اپنے دل مین سوچا کہ اگر انکا کہنا نہ مانا تو چھٹکارا محال ہی - علاوہ برین یہ بھی خوف تھا کہ مبادا تھانہ دار پکڑ لیجائے ایسا نہ ہو کہ ماما کہین دیکھ پائے - تڑکا ہوا ہی چاہتا ہی - اب آخر جاؤن گی کہان - انھین کے گھر کو غنیمت سمجھو -

سفید پوش دیکھنے مین تو شریف معلوم ہوتے تھے مگر دل کے بڑے کھوٹے تھے سوچے کہ یہانسے لیچلکر انکو سبز باغ دکھاؤ اور ایسی جگہ بند کر دو جہان سے عمر بھر نکل نہ سکین عورت تھی خوبصورت حضرت بچھ گئے - خدمتگار کو حکم دیا کہ لالٹین کو گل کر دے اُسنے بتی بجھا دی - تو بالکل تاریکی ہو گئی - جوگن کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر چلنے لگے کبھی آہستہ سے چٹکی لیتے تھے کبھی ہنس ہنس کر باتین کرتے تھے - جوگن سمجھ گئی کہ یہ دق ضرور کرینگے جب انکی یہ کیفیت ہی کہ راہ مین میرا ہاتھ پکڑے بے دھڑک چلے آتے ہین اور چھیڑتے جاتے ہین تو خدا ہی حافظ ہی - مگر اسوقت کرتی کیا بیچاری مجبور تھی -

جوگن نے سفید پوش سے کہا کہ میرا ہاتھ آپ چھوڑ دیجیے - ایسا نہ ہو کوئی دیکھ لے تو بدنام ہو جاؤن - مگر سفید پوش نے ایک نہ مانی اور طوعاً و کرہاً جوگن کو بمنت و سماجت لے گئے اور کہا ہم بڑے نامی وکیل ہین - جوگن جو انکے گھر گئی تو دیکھا کہ ایک کمرے مین ٹاٹ پر دری اور چاندنی بچھی ہی - ایک کونے مین چارپائی پر قالیچہ اور دو تکیے رکھے ہین - میز پر بیس پچیس کتابین اور کاغذ قلم دوات ہے باقی اللہ اللہ خیر صلاح سوچی کہ یہ وکیل کوئی ٹٹپونجیے نظر آتے ہین - انکے پاس تو کچھ بھی نہین ہی -

وکیل - آئیے بیٹھیے -

جو - آنکھین جھپکی پڑتی ہین -

وکیل - سوئیے گا -

جو - جی ہان -

وکیل - تو چارپائی تو ایک ہی ہی -

جو - کچھ مضایقہ نہین - ہم زمین پر سوئین گے -

وکیل - اچھا سو رہے -

جوگن جامہ وار اوڑھکر لیٹی لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی - اور خراٹے لینے لگی وکیل نے حقہ پیا اور آدمی کو یون پٹی پڑھائی -

وکیل - سلار بخش تم صبح کو انسے کہنا کہ آپ بڑی خوش نصیب ہین وہ پوچھین گی وجہ - کہنا تم سے بڑھکر کوئی خوش قسمت ہی نہین - بڑی دیر کے بعد وجہ بتانا کہ میان ایسے جوان تم پر عاشق ہوئے اور ہماری بڑی تعریف کرنا کہنا یہ رئیس ہین - انکے باپ چکلہ دار اور ناظم الملک تھے اور ان کے ہان دو بگھیان ہین اور آدمیون کی تنخواہ مہینے مین تین سو روپیہ دیتے ہین اور کہنا میان بڑے سیدھے آدمی ہین اور نواب صاحب کے ہان سے قیمتی اسباب لے آنا -

سلار بخش - قیمتی اسباب کیا؟ زیور کی قسم سے -

وکیل - اُلّو ہی رہے نرے -

سلار بخش - ہان جب سے آپ کے ہان آیا -

وکیل - بکو نہین بس -

سلار بخش - میان آپ تو بوکھلائے ہوئے ہین کچھ بھلا وہ نہ کہین گی - کہ اگر رئیس اور روپیہ والے ہین تو پھٹے حالون کیون رہتے ہین - ایک تو کھٹیا آپکے پاس اور اُسپر یہ باتین کہ ہم ایسے اور ہم ایسے -

وکیل - آہستہ آہستہ باتین کرو -

سلار بخش - مین اتنا کہدون گا کہ ہمارے حضور دل کے بڑے وہ ہین -

وکیل - وہ کیا معنی -

سلار بخش - اجی چالاک ہین -

وکیل - ہان یہ مانا - کہنا دل کے چالاک ہین - چالاک نہین بولتے -

سلار بخش - تو ہم کیا کچھ منشی ہین -

وکیل - اچھا آج کھانا تو دل لگا کر پکانا -

سلار بخش - تو کسی باورچی کو بلوا لیجیے نہ - وہ خوب پکائیگا اچھے سے اچھا باورچی لے آؤن گا اور دو روپیہ خرچیے تو عمدہ سے عمدہ کھانا پکوا دون پھر چیٹ پٹ بولیے مگر ایک مین تو نوکر آپ کا - ان کے لیے کوئی ماما نوکر رکھیے بے اسکے بات نہ بنے گی - خداوند - ہان چاہیے مار ڈالیے ہمین - ہم جھوٹ نہ بولین گے کبھی -

وکیل - دیکھو رفتہ رفتہ سب فکر ہو جائے گی -

سلار بخش - فکر کیا خاک ہوگی - مقدمے والے تو آتے ہی نہین -

وکیل - آئین گے آئین گے -

سلار بخش نے اپنے آقا کو سمجھایا کہ میان اس بکھیڑ مین نہ پڑو - روٹی کپڑے پر راضی ہو تو خیر اور جو بیگم بن کے رہنا چاہین تو دھتا بتاؤ ورنہ بلسٹ جائیے گا -

وکیل - اجی ایک مقدمے مین عمر بھر کی کسر نکل جائیگی -

سلار بخش - تو جب آپ کو بتیا لے جائی کوئی -

وکیل - کہتے ہین تمھین یقین ہی نہین آتا -

سلار بخش - تو کیا ملے گا ایک مقدمے مین کون سی ایسی رقم مل جائے گی -

وکیل - اجی ملنے کی نہ کہو ملے تو دو لاکھ اٹھائے -

سلار بخش - اوہ! اتنا جھوٹ میان مین نوکری نہ کرنے کا

دیکھیے چھت نہ گر پڑے کہیں۔ لوگ کہتے ہیں کال پڑتا ہے۔ ہیضے کا زور ہوتا ہے۔ مینھ نہیں برستا ہے۔ برسے کیا خاک اس جھوٹ کو تو دیکھیے کچھ ٹھکانا ہے دو لاکھ ایک مقدمے میں آپ پائینگے۔ کبھی باپ دادا نے دو ہزار کی بھی صورت دیکھی تھی سپنے تو آپ کے باوا کو بھی جوتیاں چٹخاتے ہی دکھا دو لاکھ پائیں گے ہو نہ ہو۔ پا چکے وہ تو کہیے فقیر کی دعا سے روٹیاں چلی جاتی ہیں۔ یہی غنیمت سمجھو۔

وکیل۔ تم بڑے گستاخ ہو۔

سلار بخش۔ میں تو کھری کھری کہتا ہوں۔

وکیل۔ ایسی کھری کھری کیوں کہو کہ کسی کا دل دکھے۔

سلار بخش۔ تو لگی لپٹی ہمیں نہیں آتی۔

وکیل۔ اچھا ایک کام تو کرنا۔ ذرا دو ایک آدمیوں کو رنگا لانا۔

سلار بخش۔ کیا کرنا؟

وکیل۔ دو چار آدمیوں کو اہل مقدمہ بنا کر لے آنا۔

سلار بخش۔ یہ کیوں۔

وکیل۔ یہ ایک مصلحت ہے۔

سلار بخش۔ یہ تو خبط کھلا تا ہے۔

وکیل۔ تم تو بڑا معقول سمجھتے نہیں در پہر بات میں تنا خین اکالتے ہو تم نوکر ہو یا آقا۔ کہدیا کہ دو چار آدمیوں کو مقدمہ والا بنا کر لاؤ جس میں یہ سمجھیں کہ انکے پاس مقدمے بہت آتے ہیں۔ ہم تو رنگ جاتے ہیں نہ اپنا۔ یہ بات سمجھے۔ وہ ہم کو بہت اچھا سمجھنے لگیں گی اور ہمارا دم بھرینگی تم کو اس بکھیڑے سے کیا واسطہ۔

سلار بخش۔ وہ بیکار باتیں ہیں آپ کی بینکا سر نہ پیر اگر دو ایک کو پھانس پھونس کے لائے بھی تو فائدہ کیا۔ ٹکا تو وصول نہوگا۔

وکیل۔ وہ سمجھیں گی تو کہ یہ بہت بڑے وکیل ہیں۔

سلار بخش۔ اجی چاہے صبح سے شام تک دو سو مقدمے والے آپ کے ہاں آئیں یا چاہے دن بھر سناٹا رہے انکو اپنے زیور ما ما چھو چھو مہری الم غلم سے واسطہ ہے اور جو آپ کے ہاں صبح سے شام تک پانچہزار آدمی بھی آئے اور انکو ایک چھلا بھی آپ نے نہ بنوا دیا تو کیا۔

وکیل۔ دیکھو نکر میں ہیں ہم۔ کوئی نہ کوئی تدبیر نکالیں گے انشاء اللہ۔

سلار بخش۔ آپ ایک کام تو کیجیے۔

وکیل۔ وہ کیا۔

سلار بخش۔ وہ بڑا ضروری کام ہے۔

وکیل۔ تو کچھ کہو گے بھی۔

سلار بخش۔ وہ ضروری کام یہ ہے کہ خود بھی سور ہیں حضور اور غلام کو بھی آزاد کر دیں۔

وکیل۔ خاصی بات ہے۔

سلار بخش۔ سلام۔

وکیل۔ مگر ہم کو اٹھانا نہیں۔ ہم دوپہر تک سونا چاہتے ہیں۔

سلار بخش۔ وہ آپ چاہتے کیا ہیں۔ ایسا تو ہونا ہی ہے۔ اب تڑکا تو ہو ہی۔

وکیل اور انکے خدمتگار بلکہ مصاحب میاں سلار بخش سو رہے۔ سو ئے تو گھوڑے بیچ کر دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہیں۔

جوگن نے تمام شب سردی کھائی تھی اور رات بھر سونے کی بھی نوبت نہین آئی تھی۔ سوئی تو گیارہ بجے آنکھ کھلی۔ سلار بخش نے پانی دیا منھ ہاتھ دھویا گلوری کھائی۔ اور کہا انکو جگادو اب۔

سلار بخش۔ حکم ہے کہ ۱۲ بجے جگانا۔

جو۔ کس کا حکم ہے۔

سلار بخش۔ ہمارے مالک کا۔

جو۔ اب ہمارا راج ہے۔

سلار بخش۔ بہت خوب۔

جو۔ ان کا نام کیا ہے۔

سلار بخش۔ اِن کا نام ہینگن۔

جو۔ کیا؟

سلار بخش۔ ہینگن۔

جو۔ ای ہے ہینگن۔ تو تو شریف ضرور ہون گے۔ اور اِن کے باپ کا نام کیا ہے بینگن۔ ؟

سلار بخش۔ باپ کا نام مداری۔

جو۔ واہ بس معلوم ہو گیا اور پیشہ کیا ہے۔ معلوم شد بافندگی

سلار بخش۔ دلالی کرتے ہین۔

جو۔ اسے یہ دلّال ہے۔

سلار بخش۔ جی اور کیا۔ باپ دادا کے وقت سے دلالی ہوتی آئی ہے وکیل صاحب لیٹے لیٹے سن رہے تھے اور دل ہی دل مین سلار بخش کو گالیان دیتے جاتے تھے کہ مردود نے جما جما یا رنگ سب پھیکا کر دیا۔ حالانکہ سمجھا دیا تھا کہ خبردار خبردار ایسی باتین نہ کرنا کہ بھرم کھل جائے مگر ایک ہی مردک ہے۔ ہمارا نام ہینگن بتایا اباّ کا نام مداری پیشہ دلاّلی اچھا سمجھا۔

اتنے مین بارہ کی توپ دغی۔ اور ساتھ ہی حضرت وکیل بھی اُٹھ بیٹھے۔

وکیل۔ پانی لاؤ۔

سلار بخش۔ حاضر ہوا خداوند۔

وکیل۔ (منھ دھو کر) آج وہ دوسرا خدمتگار کہان ہے۔ الٰہی۔

سلار بخش۔ حضور چھٹی لے گیا ہے۔

وکیل۔ کہیے آپ تو خوب گھوڑے بیچکر سوئین۔

جوگن۔ اسے ہے۔ ذری سچ کہیے گا۔ اور آپ اپنی نہ کہین گے۔

وکیل۔ آج مبارک قدم نہ آئی۔

سلار بخش۔ رات اُس کے لڑکا ہوا ہے۔

راوی۔ واہ رے خدمتگار۔ اچھا نمک ملاتا جاتا ہے۔

وکیل۔ اور کالے خان کہان مر گیا آج۔

سلار بخش۔ لال خان کے پاس بھیجا ہے حضور۔

وکیل۔ اور محرر نہ آیا ہمارا۔

سلار بخش۔ حضور نواب صاحب نے بلوا بھیجا تھا۔

وکیل۔ اہل مقدمہ کوئی آئے تھے۔

سلار بخش۔ حضور سب واپس چلے گئے۔

وکیل۔ کچھ پرواہ نہین۔ ہم تو مقدمون کی کچھ ایسی پروا نہین کرتے۔

سلار بخش۔ حضور کے گھر کی ریاست کیا کم ہے۔

وکیل نے جوگن سے کہا کہ آج آپ ایسی سبز قدم آئین کہ آج کوئی آدمی ہی نظر نہین آتا۔

جو۔ (تنک کر) جب کوئی ہو بھی۔ (مسکرا کر) بس ایک سلار بخش ہی سلار بخش نظر آتے ہیں۔ ہمیں۔ اور ہاں خوب یاد آیا۔ ذری آپ کا نام تو سنوں۔

وکیل۔ ہمارا نام مولوی مرزا محمد صادق علی بیگ وکیل عدالت۔

جو۔ گھر کی پھٹکی باسی ساگ۔

وکیل۔ ایں! اور سنیے۔

جو۔ ہمارا نام جھینگن ہے۔ اور جھینگن کے لڑکے ہو اور ولائتی کرتے ہو۔

وکیل۔ جھینگن کس مردود کا نام ہے۔

جو۔ سلار بخش تمہارے میاں کا کیا نام ہے۔

سلار بخش۔ مرزا جی مرزا جی لوگ کہتے ہیں۔ کوئی کوئی مرزا صاحب بھی کہتا ہے۔

جو۔ یہ نہیں ہم پوچھتے ہیں نام ان کا کیا ہے۔

سلار بخش (مسکرا کر) ہمکو نہیں یاد۔

وکیل۔ ارے نام کیوں نہیں بتاتا۔

سلار بخش۔ انہیں کسی نے کہہ دیا کہ (مسکرا کر) جھینگن ہے

وکیل۔ (جھلا کر) اور اوپر سے ہنستا ہے۔ پاجی (اور کون کہنے بیٹھا۔ تو ہی نے کہا ہوگا۔

سلار بخش۔ اب آپ کے پاس کیا میں ہی اکیلا نوکر ہوں کچھ راتوں کو پندرہ بیس آدمی بیٹھے۔ کسی نے بک دیا اسکو ہم کیا کریں سے بھلا۔

وکیل۔ آپ اس پاجی کے کہنے میں نہ جائیے اسی کے سبب ہمارے یہاں کوئی آدمی نہیں ٹکتا۔ میں سنتا تھا کہ چپکے چپکے باتیں کر رہا ہے جھینگن اور جھینگن تمہارا کہاں کا

اور ہنستا ہے اوپر سے بے غیرت

سلار بخش آڑ میں کھڑا ہو کر خوب ہنسا۔

وکیل۔ ہم سے ایک بہت بڑے درویش نے کہا ہے کہ تم جلد بادشاہ ہونے والے ہو۔

جو۔ (ہنس کر) ہاں پھر الّو تمہارے سر پہ بیٹھا ہی چاہتا ہے۔

وکیل۔ بڑی حاضر جواب اور زبان دراز ہو۔

جو۔ نہیں اللہ جانتا ہے دو ہی طرح سے غریب آدمی بادشاہ ہو سکتا ہے یا تو ٹانگ توڑ ڈالے ادھر ٹانگ ٹوٹی ادھر تیمور کے طور پر چٹ بادشاہ ہو گیا۔ یا الّو سر پہ بیٹھے تو غریب آدمی بادشاہ ہو جائے۔

وکیل۔ (متعجب ہو کر) ہاں!

جو۔ ہم نے تو ایسا ہی سنا ہے۔ جو کہیں الّو سر پہ بیٹھے تو پھر آپ بھی بادشاہی کریں۔ مگر پھر یہاں کا ہے کو پوچھیے گا۔ پھر تو دماغ ہی نہ ملیں گے۔

وکیل۔ واہ اب تمہارا ساتھ چھوٹ سکتا ہے۔

جو۔ آپ کی آمدنی کیا ہے۔

وکیل۔ یہ نہ پوچھو۔ کچھ روپیہ گاؤں سے آتا ہے۔ کچھ وثیقہ ہے۔ کچھ وکالت کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح بسر ہوئی چلی جاتی ہے۔

جو۔ سواری کیا ہے تمہارے پاس فٹن ہوگی۔

سلار بخش۔ (آہستہ سے) گدھا۔

جوگن مسکرائی۔ وکیل نے کہا آج کل تو بس ایک پالکی ہے اور دو گھوڑے۔

سلار بخش اس فقرے پر ہنسے۔

وکیل - یہ کون ہنسا -
سلار بخش - حضور مجھے ہنسی آئی -
وکیل - کیون ہنسی کی اس مین کیا بات تھی -
سلار بخش - حضور نے جو اسوقت کہا کہ دو گھوڑے ہین تو وہ دونون ہنہنائے -
جو - کیا کہین پاس ہی بندھتے ہین -
سلار بخش - جی ہان ادھر ایک اصطبل ہے اور اسکے پاس ہی فیلخانہ ہے -
جو - کس کا فیلخانہ ہے -
سلار بخش - (اشارے سے) انکا -
جو - ایں! کیا فیل نشین ہین آپ -
وکیل - نہین جی کہنے دو اسے یہ یون ہی کہا کرتا ہے -
جو - ذرا ہم کو دکھلاؤ -
وکیل کے ہوش پران کہ گھوڑا کیسا ہاں گدھا تک تو ہے نہین ہم تو ڈینگ ہانکتے تھے کہ دو گھوڑے ہین ایک پالکی اس مردود نے کہان سے سن لیا کہ ہنہناتا ہے اور کہتا ہے کہ ہنہنانے کی آواز آتی ہے -
جو - وکالت مین کیا ملتا ہوگا -
وکیل - اب تو آج کل مقدمے ہی کم ہین -
جو - تو بھی بھلا -
سلار بخش - اسکی نہ پوچھیے - کسی مہینے مین دو چار ہاتھی محنتانے مین کسی مہینے مین دس پانچ اونٹ مل گئے کبھی دو گدھے آ گئے -
وکیل - (خفا ہوکر) تو اٹھ جا یہان سے -
جوگن نے لاکھ چاہا کہ ہنسی ضبط کرے مگر نہ کرسکی
جو - آدمی شریر معلوم ہوتا ہے یہ سلار بخش ملازم ہے کہ مصاحب
وکیل - ہزار بار کہدیا کہ مسخرے پن سے ہم کو نفرت ہے - نابکار -
جو - اب غصہ کو تھوک دو -
جوگن ایک کامنی چھیل چھبیلی عورت اور یائے ٹری ایک انوکھے وکیل کے - وکیل نے پہلے ہی دن سے حماقت کا اظہار کرنا شروع کیا - کانا ٹوٹا بدھو نفر ایک آدمی سٹروان ٹون وہ بھی منھ چڑھا - اور اپنے کو ظاہر کیا چاہین رئیس ابن رئیس مگر وا رے - سلار بخش جواب ترکی بہ ترکی دینے مین قلم بھی خوب مشاق ہو وکیل نے پوچھا آج ماما نہین آئی یہ بولے حضور کل اسکے لڑکا ہوا - وہ عذر بیان کیا کر ایک مہینے تک کی غیر حاضری کے لیے کافی ہے - حضرت نے پوچھا آج مقدمے والے نہین آسکے - کہا حضور سب پکڑ گئے آپ آرام مین تھے -
ان وکیل صاحب کی بڑی لمبی چوڑی کہانی ہے جسکو ہم ضرور بیان کرین گے بالفعل یہ لطیفہ بھی سننے کے قابل ہے کہ وکیل نے سلار بخش کے کان مین جوگن کی چوری سے آہستہ آہستہ یون گفتگو کی
وکیل - سلار بخش وہ بات بھول گئے کیون جی - بو بے وقوف کہ نہین -
سلار بخش - کون بات میان - مجھے تو یاد ہی نہین ہے کچھ -
وکیل - گولی مار دے ایسے آدمی کو -
سلار بخش - تو پھانسی بھی پائے -
وکیل - تجھ سے کچھ کہا تھا ہم نے -

سلار بخش - آپ تو جلدی جلدی گھبرا گھبرا کر بہت کچھ
کہہ گئے - اَپ سہی -
وکیل - کمبخت دو چار مقدمہ والے بنا لا -
سلار بخش - ہان اچھا - مگر میان پہلے اِن کے لیے
کھانا تو پکواؤ -
وکیل - لاحول ولا قوۃ -
سلار بخش - اچھا آپ تشریف رکھیں مین ابھی ابھی جاتا ہون - دو چار کیا معنی دس پندرہ کو پھانس لاؤن - مگر
یہ بھی بیٹھی رہین جس مین لوگ سمجھین کہ وکیل کی بڑی آمدنی
ہے - اور مین کہہ دون گا کہ گانا سننے کے لیے نوکر رکھا
ہے سو روپیہ مہینہ دیتے ہین -
وکیل - سو نہین دو سو کہنا -
سلار بخش - وہی بات کہیے گا جو سج مچ کی ہو - بھلا
کسی کو بھی دنیا مین یقین آئیگا کہ دو سو روپیہ یہ وکیل
خرچ کر سکتا ہے -
وکیل - کیوں یہ کیون -
سلار بخش اجی اب آپ تو ہنڈی کی چنڈی نکالے لیتے
ہین - دھیلے دھیلے پر تو آپ مقدمے لیتے ہین - دو سو
کی رقم بھلا گانے کے لیے کون خرچ کرے گا آپ اپنے
سوا اور سب کو پاگل سمجھتے ہین -
وکیل - اچھا بک نہ بہت جا پھانس لا دو چار
اہل مقدمہ کو -
سلار بخش - بہت اچھا -
وکیل - کہین اس نئے مہمان کے سامنے نہ ایسی ویسی
باتین کر بیٹھنا -

سلار بخش - ہم تو کھری کھری کہتے ہیں حضور
سلار بخش باہر گئے کہ دو چار اہل مقدمہ کو پھانس لائین
مطلب یہ کہ کسی جان پہچان اڑوسی پڑوسی کو سمجھا دین
کہ میان ایک عورت کو کہین سے لائے ہین تم لوگ چلکر کہو کہ
حضور ہمارا مقدمہ ہے - مگر مخنتانے کی بڑی لمبی چوڑی رقمین
بتانا جس مین وہ عورت بھرے مین آجائے اور میان
کا دم بھرنے لگے -
سلار بخش ایک ہی شریر آدمی - دُنیا بھر کا نیا پایا
دس بارہ آدمیون کو پھانس لایا اور کہا کہ باری باری دو
دو چار چار آؤ - سب ایک دفعہ ہی بھڑ بھڑ اکر نہ چلے آنا -
اندر آئے تو وکیل کو دیکھکر سلار بخش موچھون پر تاؤ دینے
لگے مطلب یہ کہ آج وہ کارگزاری کی ہے کہ انعام کا استحقاق
ہو گیا وکیل ازبس خوش جامے مین پھولے نہین سماتے
کہ آج سونے کی چڑیا ہاتھ آئی چین ہی چین لکھنا ہے -
تھوڑی دیر کے بعد سلار بخش حقہ بھر لایا - حقہ مٹی کا جس مین
تین سیر پانی آئے - نیچہ بھدا - جب تک ایک بچہ منھ نہ کھولے
پی نہ سکے - چلم وہ جس مین آدھ سیر تمبا کو بھر لو خدمتگار نے
جوگن کے سامنے حقہ رکھا -
جوگن - کیا ککڑ والے کی دوکان سے لائے - نگوڑے
ککڑ والے بھی تو ایسا بھدا حقہ نہین رکھتے یا تمباکو والے
کی دوکان سے لائے ہو - ہٹا لیجاؤ ہٹا لیجاؤ ہم نہین پینگے
تھین مدریا بھی نہین جڑتا -
وکیل - ارے سلار بخش -
سلار بخش - خداوند -
وکیل - یہ حقہ کہان سے اُٹھا لایا - اتنے چاندی کے جوڑ ہین

وہ حقہ کہاں رکھا جو نصیر الدین حیدر کے پینے کا تھا - وہ چمبر کہاں ہے جو سیٹھ سے لیا تھا جس پر مور بنا تھا اور پینے کے ساتھ ہی مور کی جھنڈ کا رحل پھر کو ڈنگ کر دیتی ہے وہ گنگا جمنی گڑ گڑی کہاں ہے جو ہمارے سالے نے بھیجی تھی -

سالار بخش - وہ جو حضور کے سالے نے بھیجی تھی وہ تو حضور کے بہنوئی لے گئے -

وکیل - بہنوئی ہمارے کون -

سالار بخش - وہ نہیں ہیں ٹھنگنے ٹھنگنے

وکیل - وہ تو ہمارے سالے ہیں -

سالار بخش - مگر وہ تو بہنوئی بتاتے تھے جیسے ہمارے نزدیک جیسے آپ کے سالے ویسے آپ کے بہنوئی دونوں یکساں - ہم آپکے بھی تابعدار اُن کے بھی تابعدار -

وکیل - تو آخر پیچوان اور چاندی کا حقہ اور زیرانداز اور چمبر کیوں نہیں نکالتے جو یہ بھدیسل حقہ اُٹھا لائے وہاں سے - جو حرکت ہے آپ کی وہ ایسی ناشایستہ ہے لاؤ جا کے -

سالار بخش - خداوند وہ تو سب بند ہے - وہ خدمتگار آج آیا کہاں -

جو - تو چلو ہٹاؤ یہاں سے

سالار بخش - حضور ایک دم لگا لیں -

وکیل - بس معاف کیجیے اُٹھا لیجاؤ -

جو - ابھی تو مدریا ہی منگواؤ - یہ سب سامان بند کہاں ہے - فدی - سارا تو مکان - مرغی کے ناپے سے بدتر (برابر)

وہ کن کوٹھوں میں بند ہے سب کا سب -

اتنے میں کسی شخص نے پکارا طالب اوطالب - سالار بخش نے کہا کون ہے اُس نے کہا ہم مقدمہ والے وکیل ازبس محظوظ ہوئے کہ سالار بخش پھانس لایا - فرمایا بلا لو - سالار بخش نے کہا آؤ جی - حضور بلاتے ہیں - کوٹھے کا یہ راستہ ہے -

مقدمے والا آیا سالار بخش نے کہا سامنے جاؤ آپ دل لگی دیکھیے کہ مقدمے والے کے ایک ہاتھ میں جھاڑو دوسرے ہاتھ میں پنچہ - آتے ہی جھاڑو کونے میں کھڑی کر دی اور پنچہ ٹیک کر بیٹھا وکیل از سر تا پا پھنکا گیا پوچھا تم کون ہے اُسنے کہا ہم بھنگی ہیں صاحب جو گن مسکرائی - وکیل نے سالار بخش کی طرف دیکھا - سالار بخش سر کھجلانے لگا -

وکیل - تم کیا کرنے آیا ہے یہاں تمھارا کون کام

بھنگی - حضور کا مہتر ہوں - میری ٹٹی کا ایک بانس کوئی نکال لے گیا ایک شخص پر شک ہے - تو حضور کو وکیل کرنے آیا ہوں - غلام ہوں خداوند -

وکیل - کوئی ہے نکال دو اس پاجی کو چل جا یہاں سے

سالار بخش - خداوند امیروں کا مقدمہ تو آپ لیں اور غریبوں کا کون لے اُس دن وہ راجہ آئے جن کے ساتھ بیس سوار تھے حضور نے اپنی جگہ نہ چھوڑی اور وہ ہاتھ ہی جوڑا کیے - وکیل تو درزی کی سوئی ہے کبھی زربفت میں کبھی ٹاٹ میں - امیروں کا مقدمہ آپ لیں اور غریبوں کا کون لے -

وکیل - غریبوں کا غریب وکیل لے -

راوی - بجا ارشاد ہوا - حضور تو ایڈوکیٹ جنرل ہین مہاراجہ ملہر راؤ نے سرجنٹ بالٹائن کو ناحق ہی ولایت سے بلوایا - حضور تو یہان موجود ہی تھے -

سلار بخش - اچھا مہتر بتاؤ کیا دوگے -

مہتر - (ٹینٹ سے دو پیسے نکال کر) ہمارے پاس تو دو مدّو سا ہی ہین -

وکیل (جھلاکر) نکالو نکالو اس کمبخت کو -

وکیل صاحب اسقدر جھلّائے کہ جھاڑو لے کر مہتر پر خوب ہاتھ صاف کیا وہ جھاڑو پنجہ چھوڑ کر بھاگا - تو حضرت جوگن کے قریب جانے لگے -

جو - (بھاگ کر) الگ ہی رہنا میان الگ ہی رہنا -

وکیل - کیون - کیون -

جو - ارے مہتر کی جھاڑو چھو لی اور فرش پر چلے آئے -

وکیل - ہائے ہائے بھول گئے -

جو - اوئی اللہ مین کہان پھنسی آن کے -

وکیل - پھر اب کیا کرون -

جو - غسل کرو -

وکیل - ہائے افسوس یہ تو نہ ہو سکے گا - آج بڑی سردی ہے

جو - پھر اللہ جانتا ہے غسل کرو نہین تو چھوئین گے نہین -

سلار بخش - ہان سچ تو کہتی ہین -

وکیل - تو چپ رہ مردود -

سلارو شریر تو پرلے سرے کا تھا ہی مسکرانے لگا - اسپر وکیل صاحب اور بھی جھلّائے اور سلارو کو مارنے دوڑے تو سلار بخش نے کہا دوہائی ہے حضور کی (جوگن کی طرف اشارہ کرکے) جوگن نے کہا بس خبردار - ہاتھ نہ اُٹھانا -

وکیل صاحب خاموش ہو رہے -

جو - اب آپ حمام جائیے -

سلار بخش - اے ہے - کہین یہ صلاح بھی نہ دینا میان ایسے آدمی نہانے کے نام سے کانپ اُٹھتے ہین - جھوٹ موٹ کہدین گے کہ حمام خانے گیا تھا اور یون ہی کورے چلے آئین گے -

وکیل - دیکھو اب مین اسکو پیٹ چلون گا -

جو - اے آخر تو نہاؤ گے یا یون ہی بیٹھے رہوگے -

وکیل - اُف اسوقت تو نہانے کے نام سے روح لرزتی ہے جگر تک ٹھٹھرا جاتا ہے -

جوگن نے سلار بخش کو حکم دیا کہ تم پانی بھرو - سلار بخش پانی بھر لائے وکیل صاحب نے روتے روتے کپڑے اُتارے لنگی باندھی - سلار بخش نے کہا لیجیے نہائیے جیسے ہی بدن پر پانی پڑا حضرت غل مچا کر بھاگے اور سلار بخش چمڑے کا ڈول لیے ہوئے پیچھے دوڑا - پھر پانی پڑا پھر روئے جوگن مارے ہنسی کے لوٹ لوٹ گئی - الغرض بعد خرابی بصرہ آپ نے غسل سے فراغت پائی تھر تھر کانپتے تھے - سلار بخش نے اسپر طرہ یہ کیا کہ پنکھا جھلنے لگا - تب تو اور بھی جھلّائے اور کس کے دو تین لاتین لگائین - مگر سلارو بھاگ کھڑے ہوئے جوگن نے دکلا دیا - سلار بخش انگیٹھی مین آگ لے آیا تاپنے لگے -

جو - اب یہ چاندنی تو اٹھواؤ -

وکیل - کیون چاندنی نے کیا قصور کیا ہے بیچاری نے -

سلار بخش - حضور بھنگی اسی پر تو بیٹھا تھا -

وکیل - ارے تو پھر بولا سلار بخش مارتے مارتے

اُدھیڑ کے دھر دونگا۔

سلار بخش۔ خداوند مالک ہین ہمارے۔ مار ڈالیے تو بھی حشر کے دن ہم دامن نہ پکڑین گے۔

سلار بخش ایک لونڈے کو بلا لایا۔ اُس نے چاندنی اُٹھائی تو قلعی کھل گئی چاندنی کے نیچے ایک پھٹا پُرانا ٹاٹ بچھا تھا۔ باباآدم کے وقت کا اور دری نہ کوئی فرش وکیل کٹ گئے۔ جوگن نے کہا سے اب کوئی فرش اسپر بچھواؤ۔

وکیل۔ وہ بڑی دری لے آؤ جو چھکڑے پر لدکر آئی تھی

سلار بخش۔ وہ۔ اُسکو تو ایک لونڈا چُرا لے گیا۔

جو۔ اوئی چھکڑے پر لدکے تو موئی دری آئی اور ذرا سا لونڈا انگوڑا چُرا لیگیا۔

وکیل۔ تو بھنگ تو نہین پی گیا سلارو۔

سلار بخش۔ کون ہ سلارو ! سلارو میان مدارو کے ہان رہتے ہون گے۔

وکیل۔ بھلا اتنی بڑی دری چور کیونکر لیجاتا۔ اور پھر لونڈا تمھارے باپ سے تو اُٹھتی نہین۔

سلار بخش۔ بیشک۔ ہمارے باپ کوئی سر بوجھیے یا مزدور سے تو تھے نہین۔ ہم جانتے ہین لونڈا اپنے ساتھ اونٹ لیکر آیا تھا جب ہی لیگیا۔

وکیل۔ اچھا وہ قلیچے اُٹھا لاؤ جو جیل خانے سے بنکر آئے ہین۔ بیس بیس روپیہ جوڑ ہی۔

سلار بخش۔ خداوند وہ تو سب بند پڑے ہین۔

وکیل۔ اچھا جاکر دیکھو جو کچھ ملے اُٹھا لاؤ۔

سلار بخش جاکر اپنا کمل اور ایک دسترخوان اُٹھا لائے

وکیل تو برآمدے سے بازار کی سیر دیکھتے تھے اُس نے جھپ سے کمل بچھایا اور دسترخوان اُسپر رکھدیا اور کہا آئیے میان بچھ گیا۔ وکیل صاحب جو آئے تو کمل اور دسترخوان اور جوگن کھلکھلا کر ہنس رہی ہے۔ وکیل نہایت برافروختہ ہوئے سلار بخش ایک کوٹھری مین چھپ رہا تھا۔ وکیل نے ڈھونڈا نکالا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دو چار بار دست بحبت سے کھوپڑی سہلائی۔ سلارو ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔

وکیل۔ آخر کمبخت تو جو میرا نمک کھاتا ہے تو رنگ کیون پھیکا کرتا ہے۔ مین ایک کہون تو دو کہا کر۔ خیر خواہی کے یہ معنی ہین۔ سکھلا دیا سمجھا دیا کہ ہم جو کچھ مانگین کہدے بندہ ہندی کی چندی نکالتا ہے۔ نامعقول خبردار اب توبہ کر۔

سلار بخش۔ توبہ (کان پکڑ کر) توبہ (پھر کان پکڑ کر) توبہ! تو ابتک تو ہم یہ سمجھے ہی نہ تھے کہ آپ کیا چاہتے ہین۔ اب آپ ایک کہین گے مین دو کہون گا اور جو کچھ آپ مانگین گے مین کہدونگا بندہ ہے بس یا اور بھی جو کچھ سمجھانا ہو سمجھا لیجیے پھر مین نہین جانتا۔ ہان !۔

وکیل۔ اچھا ہم جاتے ہین تو آنکر کہنا قصور معاف کیجیے۔ اور روتا خوب۔

وکیل صاحب یہ ہدایت کرکے چلے گئے جاکر جاریائی پر جوگن کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ سلار بخش روتا سر پیٹتا ہوا آیا جوگن دھک سے رہ گئی سمجھی کہ انکا کوئی عزیز مرگیا ہے۔ وکیل صاحب کے ہوش پران کہ یا الٰہی کیا ماجرا ہے پوچھا کیا ہوا خیر تو ہے۔ ارے آخر کچھ بتائیگا بھی یا سر ہی پیٹے گا۔ کیا ہوا کیا۔ کیا کوئی مر گیا خدانخواستہ۔ سلارو تھوڑی دیر تک خوب روئے اور وکیل کے قدمون پر گر کر کہا۔

حضور میرا قصور معاف فرمائین۔
وکیل۔ لاحول ولاقوۃ۔ لاحول ولاقوۃ۔ نرا گنوار ہے کمبخت جی چاہتا ہے اپنا منھ پیٹ لون۔
جو۔ اچھا جاؤ معاف کیا۔ کوئی اس طرح روتا ہو اللہ جانتا ہے ہم سمجھے کہ خدا نخواستہ کوئی بیچارہ آپ کے عزیزون سے اب کیا کہون۔ جان نکل گئی تھی کہ کہین سے اچھی سبز قدم آئی۔
اتنے مین وکیل صاحب کے نام ایک خط آیا۔ وکیل کمرے کے باہر خط پڑھنے لگے سلارو بھی قریب کھڑے تھے جوگن نے پوچھا آپ کے ابا جان ہین زندہ
سلار بخش۔ حضور کے باپ؟ ہان۔ دو باپ ہین۔
وکیل نے تیکھی چتون سے سلارو پر نظر ڈالی معلوم ہوتا تھا کہ پھاڑ کھائین گے سلارو نے چپکے سے کہا حضور تو کہہ کر بھول جاتے ہین۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ ہم ایک کہین تو تم دو کہنا۔ قریب تھا کہ وکیل صاحب پیٹ چلین مگر جوگن آ گئی تو دانت پیس کر رہ گئے۔
جو۔ یہ کیا پڑھ رہے ہو۔
وکیل۔ صاحب کے پاس سے ایک چٹھی آئی ہے۔
جو۔ کون صاحب۔ کوئی انگریز ہین۔
وکیل۔ ہان ضلع کے صاحب ہین۔ ہم سے یارانہ ہے۔
سلار بخش۔ آپ سے نہ۔ جی ہان اُنسے اور دوسرے صاحب سے بھی تو بہت جنھون نے جرمانہ ٹھونک دیا تھا۔
وکیل۔ صاحب نے ہمین بلایا ہے۔
جو۔ آخر تم کچھ کھاتے پیتے بھی ہو یا یون ہی ہوا پھانکا کر بیٹھے ہو کچھ ٹھکانا ہے دوپہر ہونے کو آئی۔ پیٹ مین ناٹ کی روٹی باندھے ہو۔
سلار بخش۔ ہو نھ۔ دوپہر ہونے کو آئی! ایک بجا چاہتا ہے۔ آپ کہتی ہین دوپہر ہونے کو آئی۔
جو۔ کیا ایک ہی وقت کھاتے ہو کیا۔ تو ہم تجبے موت مرے میان۔
وکیل۔ ارے سلارو کھانا پکا۔
سلار بخش۔ بند ہے۔
وکیل۔ بند ہے تو بازار سے خرید لا۔
سلار بخش۔ بند ہے۔
وکیل۔ کیا بند ہے۔
سلار بخش۔ بازار۔
وکیل۔ کے بجین گے
سلار بخش۔ دو۔
جو۔ این! ابھی ایک کہا اب کہتا ہے دو۔
سلار بخش۔ حکم ہے کہ ایک کے دو کہو۔
وکیل۔ کھانا پکاؤ۔ جھٹ پٹ۔
سلار بخش بند ہے۔
جو۔ اے آگ لگے تیرے اس مسخرے پن کو۔ میان آنتین تک قل ہو اللہ پڑھتی ہین۔ اسے دل لگیان سوجھتی ہین۔
بڑی دیر کے بعد سلار بخش نے کھانا پکایا اور آکر دست بستہ کہا خداوند خاصہ تیار ہے۔ وکیل صاحب نے فرمایا لاؤ کھانا آیا تو آٹھ موٹی موٹی روٹیان۔ ایک پیالے مین دال ماش۔ دوسرے مین آدھ پاؤ گوشت اور آدھ سیر آلو جوگن بھوکی تو تھی ہی اسی کو غنیمت سمجھی اور وکیل کا شکریہ

اداکر کے کھانا کھایا۔

وکیل - آج پلاؤ نہین پکا -

سلار بخش - حضور بلی کھا گئی

وکیل - اور گوشت بس ایک ہی طرح کا پکایا۔

سلار بخش - خدا او ندا اور آدمی تو ہے نہین مین پانی بھرنے گیا کتا چکھ گیا۔

جو - بلی اور کتا یہان بڑے لاگو ہین -

سلار بخش - کچھ نہ پوچھیے بس -

وکیل نے جوگن سے پوچھا کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے جوگن نے کہا ہمارا نام شبو - وکیل نے کہا یہ انوکھا نام ہے شریف زادیون کا نام شبو تو نہین سنا آج تک جوگن بولی اپنے اپنے ملک کی ریت ہے - ہماری طرف ایسے ہی نام ہوتے ہین -

اتنے مین کسی نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارا اور کہا میان سلارو ہین سلارو نے جواب دیا کہ آئیے کون صاحب ہین - آخاہ - آؤ آؤ - کوٹھے پر چڑھ آؤ - وہ داہنے ہاتھ کی طرف زینے کا راستہ ہے -

وکیل - کون صاحب ہین - کون صاحب ہین - ایسا نہو ماموں صاحب چلے آئین -

سلار بخش - پھر آنے دیجیے - دیکھین گے تو اور خوش ہونگے کہ بھانجا ہونہار نکلا -

اتنے مین جسنے پکارا تھا وہ اوپر آن پہونچا -

وکیل - ادھر ہی رہنا خبردار بے اطلاع کے ادھر نہ آنا -

سلار بخش - حضور وہ ہے ممن تیلی -

وکیل - ممن تیلی کون - ہم تیل ویل نہ لین گے - رات کو لمپ جلتے ہین ہمارے ہان - یا موم کی بتی - اور کھانے مین تیل آتا نہین - پھر تیلی کا یہان کیا کام نکال دو - ایسے ویسون کو کمرے مین نہ بلا لیا کرو -

سلار بخش - مقدمہ لایا ہے حضور - سامنے حاضر ہو - تیلی جو سامنے آیا تو وکیل آگ ہو گیا - تیلی اسوقت میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھا ہاتھون مین ایک کپی - آن کر ٹاٹ پر بیٹھ گیا -

وکیل - کیا مانگتا ہے -

تیلی - ہمپر نالش کردی ہے -

وکیل - دو گے کیا -

سلار بخش - (سر پیٹ کر) ہاے ہاے - اجی پہلے اسکی فریاد تو سنو کہ وہ کہتا کیا ہے بس یہی تو ان مین بڑی خرابی ہے کہ مقدمہ والا آیا اور انھون نے اسکا ٹٹوا لیا - پہلے یہ بتاؤ کہ دیگا کیا تو - بس مردہ چاہے دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے پہلے سن لیجیے کہ وہ کہتا کیا ہے - کچھ جھوٹ سچ اسکو سمجھائیے دو چار سوال کیجیے یہ نہین کہ آتے ہی ہاتھ پھیلا دیا - اچھا بتاؤ تم ہی بتاؤ کیا دوگے -

تیلی - ایک پلی تیل -

وکیل - نکال دو اسکو نکالدو ابھی ابھی -

تیلی - اچھا صاحب تین پلی لیلو -

سلار بخش - اچھا آدھی کپی تیل دو - بس اتنا کہنا مانو -

وکیل - ہائین ! ہائین ! کیا شرح بگاڑتے ہو - تم جاؤ جی

سلار بخش۔ پہلے دیکھیے تو آدھی کپی پر راضی بھی ہوتا ہے وہ تیلی چلا گیا اور وکیل نے سلار بخش کو ڈانٹنا شروع کیا کہ تو سخت نابکار ہے تجکو کس نے کہا کہ بیچ مین بول اٹھا کر تو اپنے تئین کیا سمجھتا ہے ۔ آخر تو کون ہے ۔ ٹکے کا خدمتگار اور باتین بناتا ہے اوپر سے ۔ آخر تو ہے کون ۔

سلار بخش نے دبے دانتون کہا ہم مصاحب ہین اور ہین کون۔ جوگن متحیر تھی کہ یہ کس قطع کے آدمی ہین ایک خدمتگار کو کیون اسقدر سر چڑھا رکھا ہے ۔

سلار بخش حضور شام کو کیا پکے گا ۔ ابھی سے تیاری کرون

وکیل ۔ چولھے مین گیا ۔

سلار بخش ۔ تو خداوند آپ کا کھانا چولھا چھوڑ بھاڑ مین جائے چاہے مگر غلام تو دو روپیہ مہینے اور کھانے پر نوکر ہے۔ اگر یون ہی کھانا جائے گا تو ہم تو ٹین ہو جائین گے آپ نہ کھائین ہمارے واسطے تو تجویز ہے ۔

وکیل ۔ تجویز نا کیا معنی ۔ اپنے واسطے چھچھڑے سے آجا کے ۔

سلار بخش ۔ (دبے دانتون) وہ بھی جب بچنے پائین آپ سے

جوگن نے جو یہ فقرہ سنا تو بے اختیار ہنس پڑی وکیل نے متحیر ہو کر پوچھا ۔ کس بات پر ہنسین ۔ آخر کچھ بتاؤ تو اسوقت تو ہنسی کی کوئی بات نہین ہوئی

اخاہ ۔ اب مین سمجھا ۔ یہ جو مین نے چھچھڑون کا فقرہ کہا اسپر ہنسین ۔ مین ایسی ہی کہتا ہون ۔ اسپر جوگن کو اور بھی ہنسی آئی ۔

وکیل ۔ اللہ ری شوخی کچھ ٹھکانا ہے ۔ ع

خوبرو جتنے ہین دل لیتی ہے سب کی شوخی
ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی

جو ۔ آپ نے جو کہا کہ چھچھڑے پکا کر کھاؤ تو مجھے ۔

سلار بخش ۔ اور مین نے پھبتی اپنے اوپر کہی وہ سنی ہی نہین آپ نے ــــ

وکیل ۔ وہ کیا ۔

سلار بخش ۔ مین نے کہا کچھ گٹے سے نے کاٹا ہے ۔ مجھے ۔

وکیل ۔ خوب چھچھڑے سے کے لیے گٹے کا اچھا لفظ ہے مگر پہلے کیون پڑتے ہو ۔

سلار بخش ۔ یہ ڈور سیے کا انگرکھا پہنے ہین نہ آپ ۔

جو ۔ اے واہ ہے ۔ میان اور خدمتگار مین جگت بازی ہونے لگی جیسے میان ویسے میان کے آدمی ۔

اتنے مین آواز آئی ۔ سلجم ۔ گھیان ۔ مولی ۔ بیگن ۔ آلو ترکاری کو ۔ جوگن نے کہا آلو خرید لو ایک روپیہ کے شام کو پکین گے ۔ سلار بخش نے مسکرا کر پکارا ۔ ادھر آ ۔ ادھر آ ۔ او کبڑن ادھر اس پھاٹک مین آ ۔

وکیل ۔ آلو کتنے سیر ہین سچ سچ بتانا ۔

کبڑن ۔ مول تول کرون یا واجبی کہون ۔

سلار بخش ۔ پہلے مول تول کرو پھر واجبی کہو ۔

کبڑن ۔ تین پیسے سیر آئین گے چاہے لو چاہے نہ لو ۔

وکیل ۔ واہ ۔ کل تو ہم نے ٹکے سیر لیے تھے ۔ کیون سلار بخش ۔

سلار بخش ۔ واہ ۔ ایک آنے خریدے تھے ۔

وکیل ۔ عجب نالائق ہے تو ۔

سلار بخش ۔ ہو شاید ایسا ہی ہو ۔

وکیل۔ صریح وہ کہتی ہے کہ تین پیسے سیر دونگی اور تو کہتا ہے ایک آنے سیر لیے تھے۔ بھاؤ بگاڑتا ہے۔
سالار بخش۔ آپ کا حکم تھا نہ کہ ایک ایک کے دو دو کہا کرو آپ نے کہا ٹکے سیر ہم نے اُسکا دونا کہا ایک آنے سیر خود ہی تو ایک بات کہتے ہین آپ اور خود ہی بھول جاتے ہین۔ کہا نہ تھا کہ مین ایک کہون تو تو دو کہنا اب کہیے ایک کے عوض چار کہون۔ کسی طرح آپ خوش تو ہون۔
جوگن نے سیر بھر آلو خریدے اور پیسے اپنے پاس سے دیے۔ کبڑن چلی گئی تو جوگن نے کہا یہ آدمی نکال دینے کے قابل ہے کسی مقام پر مسخرے پن سے نہین چوکتا ہے جب دیکھو بات کاٹ دیتا ہے۔ یہ بُری بات ہے۔
وکیل۔ بی شبو جان صاحب۔
سالار بخش۔ کیا گُل شبو ہین۔
جو۔ ہان جیسے گنوار لوگ گلری کا پھول کہتے ہین۔
وکیل۔ واہ۔ وہ اور یہ اور۔
سالار بخش۔ حضور گل شبو ہین جب ہی کھلی جاتی ہین۔
وکیل۔ اور گلبدن غنچہ دہن۔
سالار بخش۔ آپ بھی تو جامے مین پھولے نہین سماتے۔
وکیل۔ تمکو کیون خار ہوتا ہے۔
سالار بخش۔ تو چٹکتے کیون ہین حضور۔
وکیل۔ جہان گل ہے وہان خار ہے۔
سالار بخش۔ واہ وہ دو یار۔
جوگن کو اپنی حالت زار پر اُسوقت کمال افسوس تھا کہ تو دھری جائے نہ کہے تو دل بیقرار ہو۔ شہسوار کے خوف سے رات کو بھاگنا اور ساری رات جاگنا۔ اپنا نہ بیگانہ خویش نہ یگانہ عزیز نہ رشتہ دار بیکس و بے بس۔ پھر اُستانی جی کی مہربانی سے اس کی پریشانی وحیرانی کا دور ہونا اُستانی جی کی عدم موجودگی مین تھانہ دار کا آنا۔ اور شادی کا شوق چرانا۔ جوگن کی تنہائی اور پارسائی۔ تھانہ دار کی فقرہ بازی۔ یہ باتین یاد کر کے طبیعت از بس بیقرار تھی لاکھ ضبط کیا مگر اشک جاری ہی ہو گئے

دل مین اک درد اُٹھا آنکھ مین آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا

سالار بخش۔ میان۔ میان۔ بولتے ہی نہین میان۔
وکیل۔ کیا میان ٹیان نکالا ہے۔
سالار بخش۔ (اپنے دل مین) گھاس تو نہین کھا گیا ہے۔
(وکیل سے) آپ تو بات کرتے کاٹے کھاتے ہین۔ سیدھی بولتے ہی نہین۔ آخر یہ روتی کیون ہین بولیئے۔
وکیل۔ بولون کیا تیرا سر کوئی بات ذہن مین آتی ہی نہین کہ کیا ماجرا ہے ہمسے تو کوئی قصور نہین ہوا۔ ہوا تو کس طرح کا قصور ہے ہمین بتائین نہ چاہین مگر معاف کر دین۔ ابھی تو خاصے طور سے کھلکھلا رہی تھین اور ابھی یہ حال ہے۔
سالار بخش۔ یہ نہ کہیے۔ یون کہیے کہ چاہے قصور نہ معاف ہو مگر بتا تو دیجیے کہ کونسا قصور سرزد ہوا۔
وکیل۔ معاف نہ کرین تو فائدہ۔
سالار بخش۔ فائدہ! فائدہ یہ کتنا بڑا ہے کہ پھر کبھی وہ قصور نہ سرزد ہوگا۔ بولیے۔ اور جو قصور معاف کیا اور آپ سے پھر وہی خطا ہوئی پھر روٹھ جاوین گی۔ گتھی کو سلجھانا آپ نہین جانتے آپ صرف بات بڑھانا

جانتے ہین - باقی اللہ اللہ خیر صلاح -
وکیل - ہان ہے تو بات عمدہ مگر جو قصور بتا دیا اور معاف نہ کیا تو خالی خولی بتانے سے کیا فائدہ -
سلار بخش - ہاے ہاے - میان تم وکالت کیا خاک کرتے ہو -

اس فقرے پر جوگن ہنس پڑی -
وکیل - شکر ہے شکر ہے - سلار و بات تو تم نے کسی قدر سخت کہی تھی مگر بی شبو کو روتے سے ہنسا دیا اس سبب سے تمکو ہم نے چھوڑ دیا -
راوی - (کسی قدر) کے لفظ نے پھڑکا دیا - اب اور کیا گالیان دیتا -
وکیل - بی شبو جان صاحب ذرا ادھر دیکھیے -
وکیل نے بڑی منت سماجت کی کہ اگر ہم سے کوئی قصور سرزد ہوا ہو تو معاف کرو مگر ہمین اسقدر تو بتا دو کہ کون سا ایسا قصور ہوا جس کے سبب سے آپ خفا ہو گئین -
جو - اللہ جانتا ہے اس بات پر نہین رو ئی - ہمین خدا جانے اسوقت کیا یاد آیا دل ہی تو ہے - تم تردد نہ کرو - تم نے رات کو سونے کو جگہ دی - کھانا کھلایا - دلجوئی کی - مین تم سے بھلا کیون خفا ہونے لگی کوئی بات بھی ہو نہ جب یا یونہی آپ ہی آپ خفا ہو جاؤن گی -
وکیل - (ہاتھ جوڑ کر) زرخرید غلام ہون - مگر سه

ہر دم آزردگی غیر سبب راچہ علاج
ما گزشتیم ز لطف تو غضب راچہ علاج

جو - ہم ناخواندہ ہین - عورت ذات فارسی کیا جانین

وکیل - ایک ایک ادا پر عاشق ہون بس اتنا سمجھ لیجیے
سلار بخش - دو دو - حضور ایک ایک نہین بلکہ دو دو -
وکیل - کیا الو کیا بکتا ہے - دو دو کیا معنی -
سلار بخش - حکم ہے ہمین کہ ہم ایک کہین تو تم دو کہو - ہے کہ نہین -

اتفاق سے اُس روز وکیل کے نام ایک منی آرڈر آیا بیس روپیہ کا منی آرڈر اُس کے ساتھ ہی ایک خط بھی تھا جس مین یہ عبارت درج تھی -

لفافہ بعنوانہ الخ

بشرف ملاحظہ مخدوم و مطاع بندہ میرزا صادق علی صاحب ایجنٹ مال بگذرد

خط - اجی حضرت آداب - مزاج مقطع - یار تمھاری دوستی بھی کچے (سوت) کا ڈورا ہے - میان اور نہین ہماری فرمایشون ہی کی تعمیل کر دیا کرو - بیس روپیہ کا منی آرڈر بھیجتا ہون - چلیے آپ کا قرضہ ادا ہو گیا - اب سُنیے کہ لالہ جگن مل کو ایک بہو کارٹ چاہیے - اگر پچاس تک ملے تو خرید لو دام فوراً بھیجدین گے مگر تم سے امید نہین یہان جو آتا ہے تمھاری شکایت کرتا آتا ہے - کوئی تو کہتا ہے کہ خلل دماغ ہے کوئی کہتا ہے اُنھین پاگل خانے کب تک بھیجے گا - یہ تمکو ہو کیا گیا - اور وہ آپ کے سالار بخش تو بے ادبی معاف آپ کے بھی چچا ہین مصرعہ -

وزیرے چنین شہر یارے چنان

سُنا آج کل آمدنی ٹکا بھی نہین ہے - پھر آخر بسر کیونکر ہوتی ہے ایک شخص نے کہا صاحب جائینٹ مجسٹریٹ سے آپ بھڑ پڑے تھے - یہ ہمکو سوجھی کیا آخر کوئی اہلکار رشوت لے

چاہے جبر کرے آپ کوئی خدائی فوجدار ہین واللہ اس
مہر نے بڑی انسانیت کی ورنہ آپ دھر لیے جاتے -
رو نیو ایجنٹی رکھی رہتی اور ڈپلوما بھی تشریف لے جاتا
ہان خوب یاد آیا اور یہ آپ نے سرشتہ دار سے کیون
عداوت پیدا کرلی - اے لعنت خدا - یا تمکو جنون ہوگیا ہے
فصد کے بغیر اچھے ہوتے نہین نظر آتے -
منشی نعمت خان صاحب بندگی عرض کرتے ہین اور
آپ کی شان مین یہ شعر لکھتے ہین -

	آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور چیز لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا	قطعہ

چو - این ہا ہم تو وکیل سمجھے تھے رونیو ایجنٹ نکلے -
این گل دیگر شگفت اب تو آپ کی قلعی کھل گئی - بس -
ایجنٹ نے بیس روپیہ کا نوٹ پایا تو جامے مین پھولے
نہین سمائے - سوچے کہ پانچ چھ روز خوب گلچھرے اڑائینگے
اُس خط کا جواب اپنے دوست کو یون لکھا -
"مشفقی" بندگی - بیس روپیہ کا نوٹ مین نے پایا
شکر ہے کہ تم نے ہمین یاد تو کیا -
راوی - کیا خوب - اُن کے لیے (تم نے) اور اپنے
لیے (ہمین) -
"باقی جو کچھ لکھا ہے جھک مارا ہے اور آیندہ ایسا لکھو گے
تو نالش دارغ دونگا - مجھے کوئی ایسا ویسا وکیل نہ سمجھیے گا
اور آیندہ خط لکھیے تو ان الفاظ کا استعمال نہو"
ہان بیشک ہم سرشتہ دار سے لڑ پڑے ہم کسی کو
سمجھتے کیا ہین - ہم خوشامد نہ کرین گے کسی کی کیا مجال
اور صاحب سے بھی ہم لڑ پڑے تھے کبھی اُنکا وار چلتا ہے
کبھی ہمارا ہمکو کہا کہ موٹے آدمی ہو اور تمھاری عقل بھی
بھدّی ہے - ہمنے فرمایا کہ "ـــــ"
راوی - کیا خوب آپ نے فرمایا اور حاکم سے عرض کیا
"ہمنے فرمایا کہ تم چھوٹے آدمی ہو اور تمھاری عقل
بھی چھوٹی ہے -
"ہمکو آپ نے کیا سمجھکر ایسا لکھا کہ پاگل ہو اور فصد
لو ـــــ لوگ یون کہتے ہین اور وون کہتے
ہین -
راوی - حضرات ناظرین اس چیستان کو ابھی نہ سمجھ سکینگے
مگر ہم بہت جلد کل امور پوست کندہ معرض بیان مین لائینگے
اور ان حضرت کی ساری داستان کہہ سنائین گے -
"بس آیندہ اگر ایسے خطوط آئے تو بگاڑ ہوجائیگا
ہماری شان کے خلاف کوئی کلمہ زبان پر نہ آئے آج سے
ہم کوئی ایسے ویسے وکیل نہین ہین -
راوی - جی آپ کی وکالت کی دھوم ہے -
"اور اگر پھر کبھی ہمکو خبطی بنایا یا کوئی کلمہ ہماری
شان وکالت کے خلاف لکھا تو آیندہ ع

	القط ہے قلم کی دوستداری	

راقم مولوی مرزا صادق علی بیگ وکیل
راوی - صاحب کا لفظ نہ آگے بڑھا دیا -
چو - یہ دوسرا خط کہان سے آیا ہے -
وکیل - کلکتہ سے ایک صاحب نے بھیجا ہے -
سلار بخش - قرضے کا تقاضا کیا ہوگا
وکیل - (برافروختہ ہوکر) کیا -
سلار بخش - کچھ نہین -

وکیل ۔ قرضہ کیسا ۔

سلار بخش ۔ مہاجن سے آپ نے قرض کیا تھا (مسکرا کر) یاد ہے ۔

وکیل اپنے دل مین سخت نادم ہوئے کہ مین نے مہاجن کا نام کیون لیا شبو کے دل مین کھپ گئی ہوگی کہ یہ قرضدار ہین ۔ اس مردک سلارو کو سوجھی کیا کہ واہی تباہی بک دیا ۔ ہم تو کہتے ہین مہاجن کا خط آیا ہے جسمین شبو سمجھین کہ بڑے بڑے مہاجنون سے انکا یارانہ ہے اور یہ کہتا ہے کہ میان قرضے کے تقاضے کا خط ہوگا ۔

وکیل ۔ سلار بخش نیچے سے چار پائی اُٹھا لاؤ ۔

سلار بخش ۔ لے آؤن گا ۔ ذرا پیاز کتر لون ۔

وکیل ۔ پھر کتر لینا ۔

سلار بخش ۔ نہین میان سب خراب ہو جائیگا ۔

وکیل ۔ (جھلّا کر) آپ کی بلا سے ۔

وکیل صاحب چاہتے تھے کہ سلار بخش کو نیچے لیجا کر خوب پیٹین اسی لیے کہا تھا کہ چار پائی لے آؤ ۔ اور سوچے تھے کہ نیچے گیا اور دُم کے ساتھ ہم بھی پہونچے ۔ مگر وہ ایک ہی کائیان پہلے ہی سمجھ گیا ۔

وکیل ۔ جاؤ لے آؤ ۔

سلار بخش ۔ تو لاؤن کیا ۔ بتائیے کیا لاؤن ۔

وکیل ۔ چار پائی ۔

سلار بخش ۔ چار پائی تو اوپر پڑی ہے ۔

وکیل ۔ اچھا جھاڑو لاؤ ۔

سلار بخش ۔ جھاڑو اب اسوقت کیا ہوگی ۔

جو ۔ ایک جھاڑو چھوئی تو سردی مین نہانا پڑا اب دوسری جھاڑو پھر چھوؤ گے ۔

وکیل ۔ آپ اس بات مین نہ پڑیے ۔

سلار بخش نے کہا بیوی نے دیکھتی جائیے ہم نے کچھ کہا نہ سُنا اور یہ ہمکو لیجا کر پیٹنے پر آمادہ ہین آپ ذری یہان آنکر کھڑی ہو جائین تو جو کچھ کہین مین اُٹھا لاؤن نیچے سے ۔ یا انکو جانے دیجیے ۔ بس دو ہی باتین ۔ یا یہ آپکے پاس رہین ۔ یا آپ یہان آنکر ان کو روکیے ۔

جو ۔ آخر اُسنے اسوقت کیا کہا جو دانت پیس رہے ہو کھڑے اسوقت تو کوئی کام بگاڑا ابھی نہین ۔ بیکار بیکار کو آدمی کو چھیڑنا آپ کی بھی کیا حرکتین ہین ۔ کیا مانگتے ہو ۔ بولو ۔ کیا کیا چاہیے کیا ۔ مین لا دون جاکے ۔

سلار بخش ۔ نہ بیوی ۔ ایسا غضب بھی نہ کرنا کہین تم نیچے گئین اور اُنھون نے بخار نکالا اچھیر

شب کو بھٹیاری کی چار پائی شبو کے لیے منگوائی گئی اور انھون نے آرام کیا جب مرغ نے ککڑون کون کی بانگ دی وکیل صاحب سمجھے کہ تڑکا ہے لحاف ہی کے اندر پڑے پڑے شبو کو آواز دی ۔

وکیل ۔ (لحاف کے اندر سے) بی شبو جان ۔

بی شبو جان صاحب (اپنے دل مین) سوتی ہین ابھی پھر جوانی کی نیند تو مشہور ہی ہے ۔ اچھا سونے دو ۔ اب تو انشاء اللہ ہم اور یہ میان بیوی کہلائین گے ۔ انشاء اللہ سہرا بندھے اس اٹھوارے مین اور گھوڑے پر سوار ہون ہم اسی اٹھوارے مین نوشاہ بنین تو سہی ۔ میان سلارو ۔ ارے سلار بخش کیا سانپ سونگھ گیا ۔ چلو اُٹھو حقہ بھرو ۔ جلد لاؤ حقہ ۔

سلارو انکی باتین سنتا جاتا تھا مگر عمداً مست مارے پڑا تھا - وکیل نے پھر للکارا - اُٹھتا ہے یا مین اُٹھون پھر ایسے خدمتگار ہم نے نہین دیکھے کہ جب آقا اُن کو جگائے تب بیدار ہون - خدمتگار رکھے یہ معنی کہ تڑکے گجردم اُٹھے پانی بھرے حقہ تازہ کرے نہ کہ میان جگائین اور نوکر کی آواز تک نہ نکلے جواب تک نہ دے -

مگر ابھی تک لحاف سے منھ نہین نکالتے لحاف ہی مین سے للکار رہے ہین سلارو نے انگڑائی لی اور دوسرے اون اون کی آواز آئی تو اُنھون نے کہا کیا بڑے رئیس کے بچے بنے ہین - ابھی انگڑائی ہی لے رہے ہین -

سلار بخش - کیا ایک لگائی ہے - میان ابھی ہین تو بجے نہین اور آپ غل مچانے لگے - واہیات بات! -

وکیل (جھلا کر) اونا بکار - اُٹھ تو ذرا - ارے تڑکا ہو گیا - لٹ گئے ہم -

سلارو - (گھبرا کر) کیون کیون - کیا ہوا کیا چوری ہو گئی -

وکیل - اُٹھے گا بھی یا لیٹے لیٹے باتین بنائے گا -

سلارو - تو حضور یہین سردی مین اُٹھکر کیا کرون - اگر چوری ہوئی ہے تو میرے اُٹھنے سے چور واپس نہ آئیگا - پھر بھلا مجکو سردی مین کیون دق کرتے ہو - بھائی جان -

وکیل آگ ہو گئے - ایک تو اُٹھتا نہین دوسرے غُراتا ہے - اور گفتگو تو سنیے آقا سے کہتا ہے اتنا کیون بکتے ہو اب اُٹھنے سے کیا فائدہ - چور واپس آنے سے رہا - آخر مین آقا کے لیے بھائی جان کا لفظ بھی کس قدر موزون ہے وکیل نے آن کر ایک لات لگائی تو سلارو اُٹھ بیٹھے

سلار بخش - وہ چور لے گیا ہوگا - ہے کیا آپ کے پاس جو چور لیجاتا -

وکیل - ارے کمبخت ادھر آ - دیکھ یہ جگہ خالی پڑی ہے

سلار - ارے شبو جان صاحب - اجی شبو جان صاحب - ارے بی شبو جان کدھر گئین - ذرا دیکھیے تو -

وکیل - ہمارے تو ہاتھ پاؤن پھول گئے -

سلار - آئیے گھر بھر مین دیکھین -

وکیل - بی شبو جان صاحب - بس اب چلی آئیے - یہ دل لگی بازی ہمکو پسند نہین - بس اب دل لگی ہو چکی -

وکیل اور سلارو نے گھر بھر مین تلاش کی مگر شبو جان کا پتہ ہی نہین - وہ بوے گل کی طرح روان ہو گئی تھین - پھر شبو تو تھین ہی -

وکیل - سلارو -

سلار - حکم خداوند -

وکیل - (آبدیدہ ہو کر) ہماری قسمت -

سلار - پھوٹ گئی خداوند - آپ کی قسمت پھوٹ گئی -

وکیل - پھر آب -

سلار - کیا عرض کرون حضور -

وکیل - گھر بھر مین تلاش کر چکے نہ تم -

سلار - ہان خداوند - اور تو سب دیکھ چکا - مگر اب بس ایک بدرو باقی ہے وہان آپ جھانک لین -

عید الضحی کی تیاریان

عید قربان ہے یہی دن تو ہے قربانی کا
آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل

عید سعید کے ایک دن قبل عروس ماہ سیما حسن آرا اور خاتون رنگین ادا سپہر آرا پردہ کرا کر مصروف گلگشت چمن و تماشائے نسرین و نسترن تھین کہ اتنے مین ایک دربان نے مہری کو پکار کر کہا عباسی ذرا پردہ کرو سواریان اُتر ینگی

سپہر - لو باجی گیتی آرا اور جہان آرا بہن آ گئین۔

حسن - چلو جلدی سے پردہ ہو جائے۔

دونون بہنین طرارہ بھر کے مکان کے اندر ہو رہین بگھی کھڑکھڑاتی ہوئی احاطے مین آئی اور پھاٹک کے قریب ٹھہری کوچبان اور دربان اور سپاہی الگ ہٹ گئے۔ پہلے نواب صاحب گاڑی پر سے اُترے اسکے بعد مہریون نے چارون طرف پردہ کر لیا۔ جہان آرا بیگم اور گیتی آرا بیگم بدن کو چُراتے ناز و ادا سے قدم اُٹھائے چھم چھم کرتی ہوئی اندر تشریف لے گئین حسن آرا اور سپہر آرا سے ملین اور سب کی سب ملکر بڑی بیگم صاحب کے پاس گئین۔

گیتی آرا - آداب عرض ہے امی جان -

سپہر - امی جان بندگی -

بڑی - جیتی رہو - ممتاز دولھا نہین آئے کیا -

گیتی - آئے تو ہین -

سپہر - اسباب و سامان اُتروا تے ہون گے گاڑی پر سے -

بڑی - روح افزا کی آنکھین ڈھونڈھتی تھین تم دونون کو -

جہان آرا - امی جان پارسال حسینؓ کا تیجا کر کے کوئی دوسرے دن ملی تھین ہم سے مگر ہان اُن سے ملنے کو البتہ کوئی ـــــــ کے برس ہو گئے ہون گے (گیتی آرا کی طرف مخاطب ہو کر)

گیتی - اسے کوئی ڈیڑھ برس ہوا ہوگا -

اتنے مین نواب ممتاز علی خان بہادر جہان آرا بیگم کے شوہر بھی آئے بڑی بیگم صاحب کی خدمت مین باادب آداب بجا لائے اُنھون نے دعا دی پاس بٹھایا باتین کین - ایک فراخ کمرا جو فرش و فروش مکلف سے آراستہ تھا اُنکے لیے تجویز کیا گیا دو گھڑی دن رہے حضور بیگم صاحب نے مہری کو حکم دیا کہ مالیون سے کہو مہندی توڑ کر بھیجین مگر پتی پتی الگ ہو - سر شام ہی آ جائے - مہری نے تعمیل کی مالی جھٹپٹے وقت جھولی مین مہندی لیکر ڈیوڑھی پر حاضر ہوا - عباسی مہری باہر آئی مہری لگن لے آئی جب لگن مین مہندی بھر چکی تو مالی نے کہا بڑی بیگم صاحب کو دعائے دولت پہونچا دو کہ حضور گنگا دین مہندی توڑ لایا عباسی بیگم صاحب کے پاس لگن لیگئی آداب بجا لائی اور کہا حضور مہندی حاضر ہے -

بڑی - پتی پتی الگ ہے نہ - ڈنٹھل تو نہین ہے -

مہری - جی نہین حضور -

بڑی - خواصون کو حکم دو کہ اچھی طرح دیکھ لین کوئی کیڑا ویڑا نہو اور دھو کر پیش خدمتون کو دین کہ وہ خوب باریک سرمہ سا پیس لائین آج نو بجے لڑکیون کے ہاتھون مین لگائی جائے گی - بی مغلانی ذری سو ہاتھ باندھنے کے لیے ہمارے توشہ خانہ سے نکال لینا - خوش رنگ ہو اور لچکا ٹکا ہو -

سب حکم کے مطابق چلین - اور اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئین - بڑی بیگم صاحب نے دونون کو حکم دیا کہ عطر کے کنٹر اور خوشبودار تیل سے آوٗ شام کے وقت منشی نثار حسین صاحب کے کارخانہ سے عطر کے کنٹر اور تیل لا کر

بیگم صاحب کی خدمت مین بھیجے۔
مہری۔ رونے یہ کنٹر لائے ہین۔ پسند کر لیجیے۔
بڑی۔ جہان آرا پسند کرو۔
جہان آرا بیگم نے ہر طرح کے عطر کو سونگھ کر کہا امی جان ہمین تو یہ پسند ہی کیتکی کا عطر۔ کیسی نازک اور بھینی خوشبو ہی حنا کا عطر بھی اچھا ہی مگر بہت تیز ہی۔
بڑی۔ اچھا کیتکی کے عطر کا کنستر رکھ لو تم بھی پسند کرو۔ گیتی آرا۔
گیتی۔ ہم تو موتیا کا عطر لینگے۔
بڑی۔ دونون کنستر رکھ لو باقی پھیر دو۔
اتنے مین آٹھ بجے اور نورن نے آ کر عرض کیا کہ حضور خاصہ تیار ہی حکم ہو تو نکالو۔ پیش خدمتین اور جو اصیلین حکم پاتے ہی اُٹھین باورچی خانے گئین۔ خوانون مین رکابیان اور قابین لگانی شروع کر دین۔ ایک خوان مین پیالے لگائے۔ کسی مین شیر مال اور پراٹھے کسی مین دورغ اور کباب و پلاؤ وغیرہ۔ کسی مین اچار مربا۔ خوانون پر کھانچے ڈھکے۔ اور خوان پوش ڈھانپ کر عرض کیا حضور کھانا نکالا گیا۔ خواصین سلفچی آفتابہ لائین ہاتھ دھلایا ایک خواص نے دسترخوان بچھایا۔ دوسری نے دسترخوان کے چارون طرف لگن روشن کیے۔ پیش خدمتون نے دسترخوان پر پیالے چننے شروع کیے جب چن چکین تو آداب بجا لائین اور ہٹ گئین۔ آبدار خانے والی صراحی اور گلاس لیکر باادب کھڑی ہوئی سب نے بسم اللہ کہکے کھانا تناول فرمانا شروع کیا جہان آرا بیگم اور اُنکے شوہر باوقار علیحدہ کمرے مین کھانا کھاتے تھے قابون مین پلاؤ تھا کسی مین کوکو پلاؤ کسی مین زیر بریانی کسی مین قند کے چاول کندن قلیہ۔ مرغ پلاؤ۔ شامی کباب۔ تلی اردیان۔ مربہ۔ اچار۔ اچار چاشنی دار نیچ کی سراکا۔ نورتن چٹنی انواع و اقسام کی اغذیہ لذیذ چنی ہوئی۔
سپہر۔ آج پلاؤ مین ذرا نمک کم کر دیا ہی۔
حُسن۔ ذری کندن قلیہ چکھیے۔
گیتی۔ زیر بریانی خوب خوش ذائقہ پکی ہی اس مین سلونا پن ہی۔
سپہر۔ شامی کباب۔
بڑی۔ پلاؤ مین ذری نمک کم ہی اور تو سب ہمین پسند ہی۔
گیتی۔ یہ اچار کہان کا ہی امی جان۔
بڑی۔ نیچ کی سراکا۔
گیتی۔ آج کیا جانے کتنے دن بعد امی جان کے ساتھ کھانا کھایا۔
حُسن۔ جی ہان جہان آرا بہن تو کبھی کبھی خط لکھتی بھی تھین مگر آپ نے وہ سون کھینچی کہ توبہ ہی بھلی۔
اب سنیے کہ ادھر تو یہ تینون بہنین بڑی بیگم صاحب کے ساتھ کھانا کھاتی تھین ادھر نواب صاحب اور جہان آرا بیگم مین مزے مزے کی باتین ہوتی جاتی تھین۔
نواب۔ بڑی خوش خور ہین آپ کی امی جان صاحب۔
جہان۔ ہئی ہین۔
ن۔ درین چہ شک۔
جہان۔ اے آخر یہ کیون۔ یہ کاہے سے کہا آپ نے۔
ن۔ اور تو خیر مگر پلاؤ ماشاء اللہ خوب پکا ہی۔

آب و نمک کتنا درست ہے۔

جہان ۔ (مُسکرا کر) یا الٰہی بندہ بشر ہے۔ ذری نمک کم ہو گیا تو طعنے دینے لگے آپ کا باورچی سو بار مر کے بھی زندہ ہو تو ایسا کندن قلیہ نہ پک سکے۔

ن ۔ (ہنسکر) ہم تو اس پلاؤ پر عاشق ہین۔

جہان ۔ چلو بس بہت باتین بنانے کو رہنے دو۔

ن ۔ زیر بریانی خوش ذائقہ ہے۔ اور اچار تو ایسا ہم نے کبھی نہین کھایا تھا ایمان کی بات ہے۔

جہان ۔ یہ دلّی سے آیا ہے حسین بخش کے ہاتھ کا اور یہ آم کا اچار بیچ کی سرا کا ہے۔

اِدھر بڑی بیگم صاحب نے حکم دیا کہ کھانا بڑھاؤ مغلانیون نے خوانون مین قابیا ور رکابیان لگا کر کھانا بڑھایا! ایک پیش خدمت دستر خوان اُٹھا کر لیگئی۔ ایک خوص تسلہ لائی۔ دوسری بیسن دانی لیے کھڑی تھی پہلے بیگم صاحب نے گرم پانی سے ہاتھ دھویا اسکے بعد لڑکیون نے خوص نے وکت پاک حاضر کیا۔ ہاتھ پونچھے خواصون نے پاندان کھولا اور خاصدان مین گلوریان رکھکر سامنے حاضر کیا۔ بھنڈی خانے والی پیچوان تیار کرکے لائی۔ بیگم صاحب پلنگڑی پر لیٹ کر مشکبو اور دھوان دھار پیچوان پینے لگین۔

اتنے مین جہان آرا بیگم بھی آئین اور چارون بہنین علیحدہ کمرے مین جا کر باتین کرنے لگین۔

بڑی ۔ مہندی پس کے تیار ہوئی۔

مغلانی ۔ حاضر ہے حضور۔

بڑی ۔ لڑکیون کو بلاؤ۔

مغلانی ۔ بہت خوب۔

مغلانی نے جا کر کہا۔ بیگم صاحب یاد فرماتی ہین۔

مغلانیون نے دونون ناکتخداؤن کے ہاتھون مین پہلے مہندی لگائی اور ہتھیلی پر چھلّا رکھکر ارنڈ کے پتے لپیٹ دیے۔ اُنپر سوہا لپیٹا اور زربفت کا حنا بند باندھا۔ پھر جہان آرا اور گیتی آرا کے ہاتھون مین مہندی لگائی اور اسی طرح ارنڈ کے پتے اور سوہا لپیٹ کر اطلس کا حنا بند باندھا۔

جہان ۔ بی مغلانی امی جان کے ہاتھون مین تو لگاؤ۔

بڑی ۔ نہین بس صرف پورون پر۔

بی مغلانی نے بیگم صاحب کی دسون پورون پر مہندی لگائی حسن آرا سپہر آرا نے ایک ہی پلنگڑی پر آرام کیا پلنگڑی کے نیچے ایک مغلانی لیٹی رہی کہ حنا بند کھل نہ جائے۔

بڑی ۔ دیکھو تم دیکھتی رہنا بچپنے کی نیند ہے۔

سپہر ۔ نہین امان جان مجال ہے کھلنے دے۔

حسن ۔ اچھا تو بی مغلانی کو یہان سونے دو نہ۔

گیتی ۔ ہماری پلنگڑی بھی پاس ہی لاکے بچھا دو۔

گیتی آرا بھی بہنون کے پاس ہی پلنگڑی پر لیٹین۔

حسن ۔ امان جان سے ابکی ہم لڑ لڑ کے عیدی لین گے۔

گیتی ۔ اور ہم۔ پارسال بھی ہم یہان نہین تھے۔

سپہر ۔ آپکو تو کوئی تیسرا برس ہے کہ عید یہان نہین ہوئی۔

گیتی ۔ ہان تیسرا سال ہے حسن آرا کہو وہ حال تو کہہ چلو۔

حسن ۔ کہین گے بہن۔

سپہر ۔ عسکری نے انکے ساتھ کیا جانے کب کی عداوت نکالی تھی جھوٹا موٹ لگا دی بس انکی بری حالت خدا ناکردہ ہو گئی! اور اما جان نے ہم دونون سے بولنا تک ترک کر دیا تھا اور ادھر بہار النسا بہن نے امان جان کو بھرنا شروع کیا کہ حسن آرا اور محمد عسکری کی شادی ٹھہر جائے اور باجی جان کی یہ کیفیت کہ دن کو گریہ و زاری

رات کو اختر شماری۔ ایکباری اخبار مین کیا جانے کیا واہی تباہی چھپوا دیا۔ سب جھوٹی باتین جنکا سر نہ پیر۔ وہ تو اللہ نے فضل کیا۔ یہی ہو ایک روز تو ایسی بُری گھڑی۔

گیتی۔ ہاں ہم سُن چکے ہین۔ اب اسوقت اُن باتونکا ذکر نکرو۔ اُف بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین سُننے سے ہی ہی۔ اللہ ساتوین دشمن کو بھی ایسی گھڑی نہ دکھائے ہمنے جسوقت سُنا پانوٗن تلے سے مٹی نکل گئی۔ بس دھک سے رہگئی کہ اللہ یہ کیا ہوا۔

حسن۔ مین کس سے کہون بہن کہ میرے قلب پر کیسی گذرتی تھی۔

گیتی۔ اور یہ بہار النسا بہن کو کیا سوجھی اُنسے تو ہم کہ چکے تھے۔

سپہر۔ کہنے لگین ہمنے بھی اُڑتی سی خبر پائی ہے۔

حسن۔ ہماری زندگی تھی کہ بھیائی سے بچگئے۔ ورنہ کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا گیا مگر بہن اتنا ضرور کہین گے کہ وہ اپنی دانست مین ہمارے بھلے کے لیے کہتی تھین۔

گیتی۔ اور نہین تو کیا کچھ دشمن تھوڑا ہی ہین تمھاری۔

حسن۔ اور نواب دولہا نے جو لکھا تھا کہ ہم آئینگے۔

گیتی۔ اے اسٹیشن تک تو آئے تھے۔ ہمکو پہونچا کے چلے گئے اماں جان سے تو کہدیا تھا ممتاز دولہا نے۔

سپہر۔ ہمین دیکھے لے آئی ہوتین۔

گیتی۔ نہین اُنھین ایک ضروری کام تھا۔

جہان آرا بیگم اپنے کمرے مین حضور نواب صاحب سے مزے مزے کی باتین کرتی تھین۔

ن۔ تمھاری سب بہنون مین حُسن آرا بیگم چشم بد دور بڑی نستعلیق ہین۔

جہان۔ ہین ہین۔ اور آپکی ہمشیرہ جان بس کی گانٹھ ساس سے دو گھڑی بھی نہین بنتی۔ شادی کے دوسرے ہی مہینے مان بیٹون مین نخ چلوا دی۔

ن۔ بجا ہے۔ اُنھون نے لڑوا دیا وہ خود کٹ مری۔ لڑکے سے اُنسے بنتی ہی کب تھی۔ اور تم اپنی بہار النسا کو بھول جاتی ہو۔ خدا کی قسم اُنکے میان ہمسے کہتے تھے کہ بھائی بعض اوقات ناک مین دم آجاتا ہے ایکدفعہ کہ بیٹھین کہ تم ساس کا ہے کو ہو تم تو میری سوت ہو۔ بھلا یہ باتین کہین شریفونکی بہو بیٹیون مین جائز ہین۔ مگر ہم خدا کا شکر کرتے ہین کہ ہمکو فہمیدہ بیوی ملی اللہ جانتا ہے جو بہار النسا کی سی بیوی ملتی نہ تو۔

جہان۔ لے کیا باتین کرتے ہو یہ ملتی وہ ملتی اب سونے دو۔ تڑکے اُٹھنا ہے۔ ذری سی منہدی تم بھی لگالو۔

ن۔ اجی ہٹاؤ بھی۔

جہان۔ ہماری خاطر سے۔

ن۔ مین اس عورتون کے جھگڑے مین نہین پڑتا۔

جہان۔ نہین خدا کی قسم تمکو لگانا پڑیگی۔ مین نہ مانون گی کسی صورت۔

ن۔ تم بھی ایک نیا رنگ لاتی ہو ناحق قسم کھا بیٹھتی ہو۔ بے سمجھے بوجھے۔

جہان۔ پھر لگاؤ۔ اتنا ہمارا ہی کہنا کرو۔

ن۔ تمھاری بھی عجیب ضد ہے باہر جاؤنگا تو لوگ ہنسین گے یہ سنگار عورتون کو زیبا ہے۔ یا ہمکو مفت مین نکو بنواؤ گی۔

جہان۔ اے واہ آج شب عید ہے سب ہی لگاتے ہین ہان جو آدمیت سے خارج ہین اُنکی اور بات ہے (مسکرا کر)۔

ن۔ چلیے ہم آدمیت سے خارج ہی سہی۔

جہان۔ واہ تو ہم کیو نکر مانین۔ لے لگاؤ ہمارے سر کی قسم۔

ن - اچھا صاحب لاؤ تمھاری خاطر منظور ہی - تم ضد ہی کرتی ہو تو ہم مجبور ہین -

جہان - تو آدمی تو سب ہی لگاتے ہین جانور کا ذکر نہین -

ن - تو یہ کچھ فرض ہی کہ جو نہ لگائے وہ جانور ہی بنجائے -

نواب صاحب نے ایک ہاتھ مین تھوڑی مہندی ملی - اور کہا گرم پانی منگواؤ ہم دھوئین گے -

جہان - واہ وا - چہ خوش اچھی لگائی کیا تم نے - بلو تو اچھی طرح ورنہ اس سے تو نہ لگائی ہوتی -

ن - لہو لگا کے شہیدون مین داخل ہو گئے -

گرم پانی سے تسلے مین ہاتھ دھو کر - نواب صاحب نے گلوریان کھائین - بیگم صاحب نے حکم دیا کہ چار بجے ہمین جگا دینا پیش خدمتین اور بی مغلانی ٹھیک چار بجے اُٹھین -

مغلانی - (آہستہ سے پانون دبا کے) حضور ؟ -

بیگم - (بیدار ہو کر) کیجے -

مغ - حضور چار بج گئے -

بڑی - حُسن آرا اور سپہر آرا اور گیتی آرا کو جگا دو اور اُن کو بھی اُٹھاؤ - (جہان آرا کو) -

مغ - شمع لاؤ - تسلہ لاؤ -

حُسن آرا بیگم اور سپہر آرا کو جگایا - گیتی آرا ابھی اُٹھین مگر جہان آرا ابھی خواب ناز مین ہین - خیر لگن مین ہاتھ کھولے گئے پیش خدمتون نے مہندی چھڑائی -

حُسن - بس اب چھوٹ گئی - پانی کا لوٹا لاؤ - گرم پانی کیا ہی یا نہین -

پیشخدمت - جی ہان -

سپہر - اُفوہ بتال آگ گرم ہی - ذری ٹھنڈا پانی ملا لو -

جب سب لڑکیان ہاتھ دھو چکین تو بڑی بیگم صاحب نے حکم دیا کہ عطر کے کنٹر لاؤ - مغلانی دو شیشیون مین عطر لائی - لڑکیان شمع کے سامنے ہاتھ لیگئین مغلانیون نے عطر ملا -

بڑی - لے شمع کے سامنے ہاتھ نہ لیجاؤ - رنگ شرما جاتا ہی -

حُسن - بہت خوب (نزاکت سے ہاتھ ہٹا کر) -

سپہر - اس بات کے تو ہم بھی قائل ہین -

گیتی - یہ تو ہی ہی - رنگ بیشک شرما جاتا ہی -

حُسن - جی ہان - کیون نہین -

بڑی - حُسن آرا کا ہیکو ماننے لگین بھلا -

گیتی - یہ نہ مانین امی جان انکے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہی -

ایک مغلانی نے جا کر خواص سے کہا کہ جہان آرا بیگم کو جگا دو - بیگم صاحب فرماتی ہین کہ بیدار کر دو - جہان آرا بیگم جوانی کی نیند کے نشہ مین متوالی ہو رہی تھین - لاکھ لاکھ جگایا مگر انگڑائیان لے لیکر کروٹین بدلا کین - بارے خدا خدا کر کے پانچ بجے آنکھ کھلی -

خواص - حضور صبح ہو گئی -

جہان - اوئی سونے دو ذری -

خواص - بیگم صاحب نے بھیجا ہی کہ اُٹھیے ہاتھ دھوئیے -

جہان - لوٹا اور تسلہ منگواؤ -

خواص - سب حاضر ہی -

خواص نے حنا بند کھولا پتون کو الگ کیا مہندی لگن مین چھڑائی ہاتھ پر پانی ڈالا - پیش خدمت نے دست پاک پیش کیا -

جہان - ہمارا صندوقچہ لاؤ - اور عطر نکالو -

عطر ہاتھون مین ملکر نواب صاحب کو جگایا اور کہا دیکھو ہمارے ہاتھ مین مہندی کیسی رچی ہی -

ن - دست نگارین چوم کر - ؎

منھدی ملکے ہے چوٹ مرجان پر
ہاتھ لانا نگار کیسا کہنا

جہان - گھوڑے بیچ کر سوئے تھے - دیکھو خاصہ تڑکا ہی -
ن - تڑکا نہین بلکہ دھوپ نکل آئی خدا جھوٹ بلائے چار تو بجے ہونگے - ذرا حقہ منگواؤ -
جہان - اُٹھ کے بیٹھو - عید ہی آج - لیٹے کیا ہو -
ن - ہماری تو عید شب کو ہو گئی چلیے ہون گے دیکھینگے -
جہان آرا بیگم مُنھ تو دھو ہی چکی تھین - دوپٹہ سنبھالکر ادب کے ساتھ بڑی بیگم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئین - اور آداب بجالاکر بیٹھین -
بڑی - منھدی اچھی طرح لگائی تھی رات ؟ -
جہان - جی ہان امی جان مگر چھلا رکھنا بھول گئی -
بڑی - بی مغلانی ممتاز دولھا کو بھی جگا دو -
مغ - حضور اُٹھے ہین -
عید کے بیش بہا جوڑے پہلے ہی سے تیار ہو گئے تھے - امیر کا گھر - کسی چیز کی کمی نہین لاکھون روپیہ کا اسباب پور - جواہرات کپڑا پوشاکین سب ہی کچھ تھا - مغلانیون اور خواصون اور نوکرون چاکرون کیلیے بھی اُنکی حیثیت کے موافق جوڑے بنے تھے بی مغلانی کی لڑکی پیاری کی آنکھ جو کھلی تو لحاف ہی کے اندر سے پکارا کہ حضور ہمارا جوڑا اب نکلوا دیجیے تو ہم پہن لین -
مغ - اَیئن! ای واہ ابھی لحاف ہی کے اندر پڑی ہی اور جوڑے کی فرمائشین ہونے لگین - اُٹھو بیٹیا بڑی حضور کو آداب بجالاؤ - اور سب کو بندگی کرو نہاؤ منھ ہاتھ دھوؤ - تو بہنو یہ گھبراہٹ اچھی ٹھکانا ہی -
سپہر - پیاری کے لیے کچھ بنا ہی نہین ابکی -
پیاری - واہ ہمسے بڑی بیگم صاحب نے فرمادیا ہی آپ ہمکو جھٹلاتی ہین ہمین سب معلوم ہی -
گیتی - (آہستہ سے) پہلے میان تو کوئی تجویز ویھر جوڑا پھڑکانا -
پیاری - حضور بہو تیرے ہو جائینگے -
اس بھولے پن کے ساتھ پیاری نے یہ فقرہ کہا کہ چارون بہنین کھلکھلا کر ہنس پڑین - بڑی بیگم صاحب نے پوچھا کیا ہنسین سپہر آرا بولین کچھ نہین آماجان اس پیاری کی باتون پر ہنسی آئی - ہزار داستان کی طرح چہکتی ہی -
حسن - اب اُٹھتی ہی لحاف سے کہ نہین -
پیاری - حضور یہان تو سردی معلوم ہوتی ہی -
سپہر - ہان! اچھا تو ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ڈالین - تب اُٹھیگی -
پیاری - اے ہی نہین بیوی - لو یہ اُٹھ بیٹھی - اب جوڑا لائیے -
سپہر - اچھا گاؤ تو جوڑا دین -
پیاری - پہلے لائیے یا مقبولہ لیجیے -
سپہر - بڑی ایکا ہی -
مغ - اے تو گھبراہٹ ایسی کیا ہی بیٹی حضور حکم دیتی ہین گاؤ گاتی کیون نہین -
جہان - گری ہوئی جاتی ہی دن بدن -
پیاری - آج عید کی صبح ہی آج نہ کچھ کہیے -
اس فقرے پر کبھی پاس فرمائشی قہقہہ پڑا اگر بڑی بیگم صاحب کچھ

خبر ہی نہین کہ کیا باتین ہو رہی ہین - وہ اسی پھیر مین تھین کہ آج کس کس قسم کا پلاؤ پکے - کباب کس طرح کے ہون - تنکی کس سے پکوائین - لڑکیون کو عیدی کیا دین ممتاز دولھا برسون کے بعد آئے ہین - اور عید بڑی - کبھی یہان تھے نہین انکو عیدی کتنی اشرفیان دین نوکرون اور رذالون اور مامائون اور ماماؤن اور بالیون اور چاکرون اور صیلون مغلانیون پیش خدمتون خواصون مہریون کو کیا انعام دیا جائے الغرض انواع و اقسام کے خیالات انکے دل مین جاگزین تھے -

لڑکیون کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ کس کو کیا دین - صبح عید کی خوشی تھی - جہان آرا اور گیتی آرا حسن آرا سپہر آرا برسون کے بعد ملی تھین - اور بشاش تھین کہ سب بہنس ملکر خوش روزہ کرینگے -

حسن - اب ذری اور دن چڑھے تو مہتابی پر چلکر دریا کی سیر دیکھین - چلو گی بہن -

جہان - ضرور ہزار کام چھوڑکے -

گیتی - مگر بے پردگی تو نہو گی - ممتاز دولھا کو اسکی بڑی چڑھ ہے - ریل پر لائے تو اس طرح کہ بس اللہ جانتا ہے دم گھٹ گھٹ جاتا تھا اور مجال کیا کہ بچہ تک بول سکے -

جہان - مجھے تو وہان بڑا غصہ آیا جہان ریل ٹھہری تھی - دو چوکیون کے بعد کہتی ہون کہ پیاس لگی ہے صراحی مین پانی نہین ہے - کہتے ہین یہان نہ بولو - ایک ملا قاتی کھڑا ہے - آگے چل کے پانی ملجائیگا -

گیتی - ہان وہان دونون بہن خوب ہوئی -

حسن - اب دیکھیے ہم بھی ایک دن لڑوا دینگے -

جہان - شاباش - چھوٹی بہنین ایسا ہی کرتی ہین -

حسن - ہان خوب یاد آیا - یہ تو کہنا بھول ہی گئے تھے جب بہار النسا بہن یہان آئین تو خورشید دولھا بھی آئے تھے یہان کوئی مہینہ بھر رہے - تو پہلے دن بڑی دل لگی ہوئی - مگر کہین کسی سے ذکر نہ کرنا - اُف چاہیے تو نہین تھا ہمکو روح افزا بہن نے مجبور کیا - ہم چپکے چپکے بہار النسا بہن اور دولھا بھائی کی باتین سُننے لگے اُسوقت دونون آہستہ آہستہ باتین کر رہے تھے - دروازے سب بند تھے - مگر آواز آتی تھی -

جہان - اچھا یہ کہو - اب ہمارے بھی کان ہوئے -

سپہر - نہین باجی اب روز روز کیا - ایک دفعہ کہین بچپنے کی حرکت ہوگئی -

بیگم صاحب صفائی اور فرش فروش اور تنکی اور پلاؤ اور انعام اور جوڑون کی فکر مین غلطان پیچان تھین - حکم تھا کہ آج کوئی تیل یا مُردے یا جنازے یا تابوت کا لفظ زبان پر نہ لائے - کوئی چھینکنے نہ پائے - یا الٰہی ضعیف الاعتقادی بھی تو کتنی - بات کرتے زبان اور چھینکتے ناک کٹتی ہے خدا خیر کرے مغلانیان اور پیش خدمتین ادب کے ساتھ حکم کی تعمیل مین مصروف تھین - خواصین بھی ڈر رہی تھین کہ کہین ناک سے چھینک یا زبان سے کوئی کلمہ بد نہ نکل جائے تو بڑی بیگم صاحب بد دماغ ہو جائین -

بڑی - کل شام کو جو باتین ہمنے سکھائی تھین یاد ہین -

مغلانیان - ہان حضور -

خواصین - کیا مجال جو ان باتون کے خلاف کرین -

پیش خدمتین - سب یاد ہین حضور -

عباسی مہری - حضور برسون سے ہین اس سرکار مین -

کیا اتنا بھی نہین جانتے۔

حُسن۔ امّاجان بیا بانی کی ڈومنیون کو بُلایا ہی۔

بڑی۔ ڈومنیان حاضر ہونگی فوراً آج اُنھین کی تو عید ہی انعام لینے نہ آئینگی کیا۔ اب ذری دھوپ نکلے تو نہاؤ۔ حمام کرو۔ کپڑے بہنو۔ ڈومنیان وومنیان سب آپ ہی حاضر ہونگی۔

اتنے مین روتّنے عباسی مہری کو پکارا اور وہ چمکتی ہوئی باہر گئی۔

روتّا۔ وہ کنٹر جو ہم کل لائے تھے اُن مین سے جو پسند ہو وہ رکھ لو۔ اور جو پسند نہو وہ واپس کردو۔

مہری۔ ہم لائے تھے اپین لایا تھا نہین کہتا آج عید نہوتی تو نکلوا دیتی کھڑے کھڑے۔

بڑی بیگم صاحب کے ہان چھہ مہینے ادھر کل مغلانیان اور مہریان اور خواصین بوڑھی عورتین تھین مگر یہ عباسی مہری جو کوئی ایک مہینے سے نوکر ہوئی تھی نوجوان اور بلا کی حسینہ تھی جوانی اور جوبن پھٹا پڑتا تھا اور شوخی یک ایک رگ مین کوٹ کوٹکر بھری تھی حسن آرا بیگم اور سپہر آرا دونون اسکے ساتھ عنایت سے پیش آتی تھین۔ گو عباسی نوکر تھی مگر ہمجولی تھی عباسی نے جو روتّے کو للکارا تو وہ خاموش ہو رہا۔ اتنے مین نواب صاحب کی جو اُس طرار اور گلعذار مہری پر نظر پڑی تو بیٹھے بیٹھے باتین کرنے لگے۔

ن۔ کیا ہی بی مہری صاحب۔

عباسی۔ (اُنگلیان مٹکا کر) ای حضور ہی کیا یہ ٹکے کا آدمی اور ہمسے جب بات کرتا ہی تو اپنے کو ہم کہتا ہی۔ موا گنوار۔

ن۔ اچھا جانے دو۔ اب تم اپنی طرف دیکھو۔

عباسی۔ اے حضور مین کچھ کہنی تھوڑا ہی ہون مگر یہ بدتمیز آدمی ہی محلات کی ڈیوڑھی پر آج سے نہ آنے پائے جو بیگم صاحب سے یا صاحبزادیون سے جاکے کہدون۔ موا ہولا خبطہ۔

روتّا۔ حضور یہ تو اندر کی جانے والی ہی جو چاہیے وہان جاکے کہدے مگر مین سچ کہتا ہون کہ فقط عطر کے کنٹر مانگے تھے۔ بس ہزارون صلواتین سُنائین۔

ن۔ اچھا چُپ رہو بدتمیز۔ کنٹر آجائین گے۔

عباسی ایک عورت طرار سمجھ گئی کہ میان ریجھے ہین سر کو اس زور سے جھٹکا دیا کہ دوپٹہ کھسک گیا اور گوری گوری گردن صاف نظر آئی نواب صاحب اور بھی ہزار جان سے عاشق زار ہوگئے۔ اور گھورنا شروع کیا۔ روتّا بوڑھا خرانٹ اور تجربہ کار آدمی تھا۔ چتونون سے تاڑ گیا کہ نواب صاحب کا اس نوخیز مہری پر دل آیا ہی۔ عباسی کے ہاتھ جوڑ کر کہا اب خطا معاف کرو۔ اور کنٹر ذرا لا دو۔

ن۔ جو عطر پسند آیا ہو وہ رکھ لو۔ باقی پھیر دو۔

عباسی۔ (چمک کر) حضور کل ہی شب کو پھیر دیے گئے تھے یہ تو موا سودائی ہی سنری پی پی کر ڈیوڑھی پر آتا ہی ٹھہر جا عید ہولے تو نکلوا دون اللہ جانتا ہی کھڑے کھڑے نکلوا دون اُس دوسرے روتّے سے تو پوچھ جا کم۔

عباسی دل مین کھلی جاتی تھی کہ نواب کی نظر پڑی اب چاندی ہی پانچون گھی مین ہین۔ اور روتّا جلا مرتا تھا کہان کی کہ چاہیے نوکری جائے مگر کسی نہ کسی کے ذریعہ سے بیگم صاحب کو ضرور اسبات کی اطلاع دونگا کہ نواب صاحب عباسی مہری پر ریجھ گئے اور کہلا بھیجون گا کہ بے طور دل آیا ہی جانتے کہان ہین۔ میری نوکری جائے تو پروا نہین مگر عباسی

نہ بہنے پائے جبش ن نواب صاحب کے گھر مین معلوم ہو گیا
اُسی دن نکالی جائے تو سہی - روتا اِدھر اُدھر ہٹ گیا
نواب صاحب نے دربان کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو عیدگاہ مین
لوگ جمع ہوئے یا نہین - وہ سپاہی کو حکم دینے گیا اِدھر
نواب صاحب نے میدان خالی پاکر عباسی سے بشارت آمیز
گفتگو شروع کی -

ن - بی عباسی صاحب مزاج اچھے ہین -
عباسی - (لجاکر) دعا کرتی ہون -
ن - خدا کرے ہماری بھی دعا قبول ہو -
عباسی - آمین -
ن - (مُسکرا کر) پوچھو تو کہ دعا کیا مانگتے ہین ہم -
عباسی - اللہ جانے -
ن - بھلا تم کیا جانتی ہو -

اتنے مین عباسی اندر چلی گئی -

بڑی بیگم صاحب نے محلدار سے کہا کہ چوبدار کو باغ بھیجو اور کہو دیکھ آئے حمام تیار ہو - کہو دوڑ جائے - چوبدار فوراً روانہ ہوا اور آن کر حمامی کو پکارا - عباسی باہر آئی -
چوبدار نے کہا کہدو حمام تیار ہو -

بڑی بیگم نے جہان آرا سے کہا ممتاز دولہا سے کہدو کہ پہلے وہ حمام کر آئین پھر سواریان جائینگی جہان آرا نواب صاحب کے پاس گئین -

جہان - (اندر بلوا کر) امی جان کہتی ہین تم جاکے حمام کر آؤ تو پھر ہم سب جائین گے -
ن - سردی ہین تو ہم ابھی نہ جائینگے -
جہان - اے واہ اچھی سردی ہے - جاؤ ہمارے سر کی قسم
امی جان کی خواہش کرو -

نواب صاحب دوشالہ اوڑھکر اُٹھے ساس کی خدمت مین آداب عرض کیا - بڑی بیگم نے کہا جیتے رہو - جاؤ پہلے تم حمام کر آؤ تو پھر سواریان جائین ہم عورتون کے نہانے مین بڑا بکھیڑا ہوتا ہے -

اِدھر محلدار نے ڈیوڑھی پر حکم دیا کہ تمہارے دولہا برآمد ہوتے ہین چوبدار اور خدمتگار تیار رہین اور کہاربھی تیار ہو رہے حمام خانے جائینگے - سب نے تعمیل حکم کی -

اتنے مین نواب صاحب برآمد ہوئے اور سوار ہو کر چلے - ہرکارہ پہلے ہی سے دوڑ گیا تھا حمامی سے کہا نواب صاحب آتے ہین تیار رہو جب سواری داخل ہوئی تو حمامی آداب بجا لائے چوبدار نے پردہ اُٹھایا حمام کا دروازہ کھلوایا تشریف لے گئے - پانچ منٹ تک توقف کرکے کپڑے اُتارے لنگی باندھی حمامی نے بھی کپڑے اُتارے اور کھڑاؤن سامنے رکھی - ایک حمامی نے کھیسا اُٹھایا - دوسرے نے دروازہ کھولا - حمام کے اندر داخل ہو کر حوض پر متمکن ہوئے - اور نہا کر گھر گئے -

محلدار - (بڑی بیگم سے) حضور تشریف لے آئے -
بیگم - حکم دو کہ فنسین نکالی جائین - سواریان جائین گی مہریان تیار رہون -

فنسین نکالی گئین قنات گھر گئی - چار فنسون پر چارون سوار ہوئین مہریان بصد شان لربائی فنس کا کونا دبائے ناز سے قدم بڑھائے ساتھ ساتھ جاتی تھین اور اپنی اپنی ادا سے نگاہون سے تماشائیون کو لبھاتی تھین سپاہی اور چوبدار بھی ہمراہ تھے - بڑے ٹھسّے سے سواریان حمام مین داخل ہوئین - حمامی فنس کے قریب آنکر آداب بجا لائے - الغرض حمام کرکے اپنے دولتخانے پر

تشریف لائین یہان بڑی بیگم صاحب نے محلدار سے کہا۔ جاؤ چوبدار کو حکم دو کہ امیرن چوڑی والی کو بُلا لائے۔ چوڑی والی آئی۔ پہلے حُسن آرا اور سپہر آرا کو چوڑیان پہنائین اُسکے بعد بڑی بیگم صاحب نے جہان آرا اور گیتی آرا سے کہا ذری آگے بڑھ بیٹھو۔ چوڑی والی نے اُنکے ہاتھ کی چوڑیان الگ کین جہان آرا بیگم نے ایک سلمے کا جوڑا پسند کیا جسکے بندون پر موتی جڑے ہوئے تھے۔ اور سبز بانک بھی چوڑی والی نے جوڑا لگایا۔

اتفاق سے جہان آرا کے سر سے دوپٹہ کھسک گیا تھا۔ بڑی بیگم صاحب ضعیف الاعتقاد تو تھین ہی کسیقدر ترش ہو کر کہا۔ بیٹا سر پر دوپٹہ ڈال لو ننگے سر چوڑی نہ پہنو جب چوڑیان پہن چکین تو دونون نے چوڑی والی کو سلام کیا۔ اُسنے دعا دی کہ وارث زندہ رہے کوکھ مانگ سے ٹھنڈی رہو۔

جہان۔ (اُٹھکر) اماجان بندگی۔

گیتی۔ اماجان تسلیمات عرض ہے۔

بڑی۔ پھلو پھولو۔ پوتا کھلاؤ۔

بڑی بیگم نے حکم دیا کہ دیوان خانے مین دُنبے اور مینڈھے اور بکرے ذبح کراؤ۔ پھر کیا تھا اُن بے زبانون پر چھُری تیز ہونے لگی۔

عباسی۔ دیکھتے رہنا یہ لوگ بوٹیان نہ اُڑا دین۔

چوبدار۔ بہت خوب۔

عباسی۔ کہین پھیڑ ویڑ تو نہین ہے کوئی۔

چوبدار۔ کیا مجال۔ حلال کرکے دھر دون بوچڑ کو۔

عباسی۔ کام تو یہ لوگ ایسا ہی کرتے ہین۔

بوچڑ۔ ہان مگر کھانے کے وقت بھی یاد رہتا ہے؟

چوبدار۔ اسوقت مزے سے ہتے لگاتے ہین۔

بوچڑ۔ اور کیا۔

گھنٹون اور پہرون مین پارچے الگ کیے گئے۔

ادھر بڑی بیگم صاحب نے دوسرا اہتمام شروع کیا۔ بڑی منلائی جہان آرا اور گیتی آرا کی چوٹی گوندھو پیشخدمت نے آئینہ سامنے رکھا۔ خواص نے چنبیلی کا تیل سر مین ڈالا۔ کنگھی سے بال صاف کیے چوٹی گوندھی۔ جوبن اور بھی دوبالا ہو گیا۔ دونون بہنون کی چوٹی گندھ گئی۔

بڑی۔ پوشاک بدلو۔

جہان آرا اور گیتی آرا نے لباس پُر تکلف بہار زیب تن کیا۔ سبز گرنٹ کا پائجامہ۔ اُسپر کارچوبی آڑی بیل کا کام موتیون کی بنت ٹکی ہوئی سنہری کرن لگی ہوئی۔ لوزات کی گوٹ دوپٹہ جامدانی کا اُس پر کام کامدانی کا۔

دوسری کا دوپٹہ ململ کا پیازی رنگا ہوا ہلکا۔ آلو کی ہوئی اودی گوٹ شلوکا پھنسا ہوا آستینون دار کامدانی کا خوشرنگ گلنار۔ ایک کی جامہ وار کی رضائی۔ دوسری کی فوق بھڑک دلائی۔ موتیون کا چھپکا زیب سر۔ ماتھے پر جڑاؤ چاند ٹیکی چوٹی پر سیس پھول کانون مین پتے جھمکے انتیان۔ بجلیان کرن پھول گلے مین دُھکدھکی چمپا کلی موتیون کا ہار۔ بازوؤن پر نورتن جوشن۔ دست سیمین مین ہیرے کے کڑے۔ موتیون کی پہنچیان جو ہے دتیان۔ پانون مین چھڑے کڑے چھاگل۔ جہان آرا بیگم بصفت آرایش سے مزین اور گیتی آرا چہل پیرائش سے آشنین ہوئین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوہ قاف کی پریان آئی ہین۔ ایک تو یون ہی کمسن اور نوخیز تھین ہار آرایش اور نکھار نے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا۔

زاہد صد سالہ کی بھی نظر پڑتی تو انکا کلمہ پڑھنے لگتا۔ ؎

ملائک دوش بر رخسار خوبت آیۃ الکرسی
ہمیخوانند و می گفتند رخسار این چنین باید

گو گیتی آرا بھی آفت کا پرکالہ تھی اور ابھی نام خدا شانزدہ سالہ تھی مگر جہان آرا پر عالم ہی اور تھا۔ رخسار تابان گل تر بلکہ رشک قمر۔ ؎

نگار خانہ صبح ست این نہ رخسار ست
نگاہ کن ورق سادۂ چہ پر کار ست

بڑی۔ (خواص سے) پوشاک بدلی۔

خواص۔ ہان حضور۔

بڑی۔ زیور پنہا دیا گیا۔

خواص۔ ہان حضور۔

بڑی۔ حسن آرا اور سپہر آرا بھی پہن چکین۔

خواص۔ اب پہنتی ہین حضور۔

بڑی۔ جہان آرا اپنے میان سے کہو عیدگاہ جائین اور نماز دوگانہ پڑھ آئین۔ اب وقت بہت تنگ رہگیا ہی۔

جہان آرا بیگم بصد ناز و ادا سے دلربا اُٹھین اور چھم چھم کرتی ہوئی چلین۔ ؎

نہ آہی حلقہ زد نی نالۂ من ہفت دنبالش
خبر از رفتن دل می دہد آواز خلخالش

نواب صاحب کے جو اپنی چاہیتی و رنگین ادا بیوی کے جمال کا نظارہ کیا تو نور کا عالم نظر آیا۔ مسکرائے۔

جہان۔ امی جان کہتی ہین کہ عیدگاہ ہو آؤ۔

ن۔ یہ تمھاری چوٹی کس نے گوندھی ہی۔

جہان۔ کیون آخر پوچھنے کی وجہ۔

ن۔ قسم خدا کی ہم اُسکو انعام دینگے۔

جہان۔ آپ اپنا انعام رہنے دین۔ لے چلو اُٹھو اب۔

ن۔ خدا کی قسم آج تو وہ نور برس ——

جہان۔ چلو چلو۔ آخر بڑی بوڑھی کا کہنا بھی نہ مانو گے کیا۔

نواب صاحب نے کپڑے پہنے۔ دوشالہ اوڑھا اور بڑی بیگم صاحب کے پاس گئے۔

ن۔ آداب عرض ہی۔

بڑی۔ اللہ زندگی دے۔

ن۔ (نذر دکھا کر) قبول کیجیے۔

بڑی بیگم صاحب نے ممتاز دولھا کو چھاتی سے لگایا بلائین لین دعا دی۔ جوانی کا سکھ دیکھو خوش رہو۔ اسکے بعد خاصدان مین دس اشرفیان رکھکر خاصدان سامنے بڑھایا۔

بڑی۔ لو یہ عیدگاہ کا خرچ ہی۔

نواب صاحب نے آداب عرض کرکے اشرفیان اُٹھالین۔ جب چلنے لگے تو سالیون نے کہا ہمارے واسطے کیا لاؤ گے دولھا بھائی:

ن۔ جو کہو۔

حسن۔ جو آپ کا جی چاہے۔

سپہر۔ جو شی آپ کو پسند ہو۔

ن۔ نہین جو کہو۔

حسن۔ آپ ہی کی راے پر چھوڑا۔

بڑی۔ اے تو کس سواری پر جاؤ گے بیٹا۔

ن۔ جی بگھی پر۔

بڑی۔ نہین نہین بھیڑ بھڑکے ہین کہین گھوڑے نہ بھڑکین۔

ہوادار نکلواؤ۔ یا فنس پر جاؤ نہیں مجھے خفقان رہیگا۔

ن ۔ ہوادار پر تو آجتک کبھی سوار ہی نہین ہوا۔

حُسن ۔ اے تو آج ہوادار پر سوار ہو جائیے۔

ن ۔ اچھا اب تو باہر جاتا ہون پھر سمجھا جائیگا۔

نواب صاحب باہر تشریف لیگئے عباسی عمداً اور قصداً خوب بن ٹھن کر دروازے کے پاس کھڑی تھی سُرمئی گرنٹ کا لہنگا۔ پڑا تقے کی ہاتھ بھر چوڑی گوٹ گوٹ پر آٹھ آٹھ پلیٹین سُسپرتاج بنے ہوئے سُرخ گرنٹ کا نیفہ جو یاقوت احمر کو خون رُلائے۔ سُسپین لاہور کا اودا ریشمی ازار بند پڑا ہوا گچھے دار اور کرن ٹکی ہوئی۔ پور پور چھلّے کانون مین انتیان ۔

ن ۔ اوہو ہو ۔ اسوقت تو بڑے ٹھسّے سے کھڑی ہو۔

عباسی ۔ (گلوری چبا کر) جی ہان حضور سب حضور ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے ۔

ن ۔ چلو تمکو عیدگاہ لیچلین ۔

عباسی ۔ (مُسکرا کر) بندگی ۔

ن ۔ کیون کیا کچھ ہرج ہے ۔ بگھی پر بیٹھ لینا ۔

عباسی ۔ کیا نکلوائیے گا گھر سے ۔

ن ۔ اب ہمکو دو چار روز اور ٹکنا پڑا یہان ۔

عباسی ۔ (دوپٹے کو سنبھال کر) یہ کاہے سے ۔

ن ۔ تمھین جانو۔

عباسی ۔ حضور کوئی آنہ جائے اب سوار ہو جائیے۔

ن ۔ بہت اچھا مگر ۔

مگر کہہ ہی چکے تھے کہ محلدار آپڑی ۔ نواب صاحب نے پردہ اُٹھایا اور تڑسے باہر ہو رہے ۔

چوبدار نے کہا بسم اللہ حضرت فٹن پر سوار ہو کر عیدگاہ گئے ۔ اُدھر بڑی بیگم صاحب نے دریافت کیا کہ حُسن آرا اور سپہر آرا نے پوشاک بدلی مغلانی نے کہا حضور پہن رہی ہین ۔

اُنکی پوشاک کا حال سُنیے دونون بہنون کے لیے ایک ہی قسم کا جوڑا بنا تھا سُنہری اطلس کا پائجامہ چھڑیان ٹکی ہوئین ۔ گوٹ کے اوپر تھل ۔ کریپ کا بہار دار دوپٹہ بانکڑی ٹکی ہوئی ۔ کانون مین کرن پھول اور بجلیان گلے مین آڑی ہیکل جگنو ۔ دُھکدھکی ۔ ہاتھون مین ہیرے کے کڑے اور جڑاؤ کنگن ۔ بازوؤن پر نورتن ۔ پاؤن مین پازیب اور چھڑے ۔

حُسن آرا اور سپہر آرا کی پوشاک و زیورون مین فرق صرف اسقدر تھا کہ حُسن آرا کریپ کا دوپٹہ اوڑھے تھین اور سپہر آرا کا کامدانی کا گلابی تھا گیتی آرا کا دوپٹہ آبی تھا ۔

اِن دونون بہنون کی اُٹھتی جوانی اور رخسار تابان اور پیشانی نورانی دست حنائی شان برنائی و دلربائی اُسوقت عجب لطف بہار دکھاتی تھی جہان آرا نے مُسکرا کر کہا چشم بد دور ہماری دونون بہنین چندے آفتاب چندے ماہتاب ہین ۔

حُسن ۔ (لجا کر) بنائیے ۔ بنائیے ۔

سپہر ۔ اللہ جانتا ہے جہان آرا بہن کی ہی شاید ہزار دو ہزار مین کوئی اِنکا دُ‌تکا نکلے ۔ حُسن اسے کہتے ہین ۔

جہان ۔ لے بس اب تعریفین نہ کیجیے ۔

گیتی ۔ بہار النسا بہن سے کہین تو وہ اترا جائین ۔

حُسن ۔ اے واہ لون کیا کم اترائی ہین ۔

گیتی ۔ اب بھی وہ خبط ہے کہ دن رات مانگ چوٹی مین

گرفتار رہتی ہین -
حُسن - اے ہے کیسا کچھ - دو گھنٹے تک ایک دن چھپکا ہی
نہین درست ہوا -
سپہر آرا - اور روح افزا بہن ہنستی ہین انکو -
حُسن - ہنسا ہی چاہین -
سپہر - گھنٹون آئینہ سامنے رہتا ہی -
جہان - بی مغلانی - ذری سُننا یہان آؤ -
(کان مین) کس سواری پر گئے ہین - ہوادار پر تو
نہین گئے ہون گے -
مغ - بھلا ہوادار پر کیا جاتے - دو ایک صاحب اور آ گئے
تھے سب کے سب گاڑی پر سوار ہوکر گئے ہین - ایسین خوف
ہی کیا ہی مگر بڑی حضور سے کون کہے - اب تو
حُسن - ہم تو پہلے ہی سمجھے تھے کہ گھوڑے پر یا بگھی پر
جائینگے - اب پالکی یا ہوادار پر کون سوار ہوتا ہی - ہر
رئیس کے یہان -
اتنے مین بڑی بیگم نے پوچھا اے مغلانی ممتاز دولھا
کس سواری پر عیدگاہ گئے - مغلانی نے کہا حضور کچھ
معلوم نہین دریافت کر لون -
بڑی - ذری باہر پوچھو تو -
مغلانی بہت خوب حضور کہکر باہر گئی - ڈیوڑھی مین
کھڑی رہی - پوچھے کس سے جانتی تو تھی کہ فٹن پر گئے
ہین تھوڑی دیر کے بعد یون عرض کیا -
مغ - حضور ہوادار بھی نکلوایا تھا اور گاڑی بھی مگر سوار نہین
ہوئے تھے دو چار نواب زادون سے باتین کرتے ہوئے
پھاٹک کے باہر آہستہ آہستہ جاتے تھے -

بڑی - تو شاید ہوادار ہی پر گئے ہین -
گیتی - ہان امی جان ہوادار ہی پر گئے ہونگے (ہنسکر)
آپ اتنا گھبراتی کیون ہین امی جان - گاڑی بگھی گھوڑے پر
روز سب ہی جایا کرتے ہین - کیا آج ہی انوکھی عید ہوئی ہی جو
ہوادار پر بھلا کیا جاتے -
بڑی - جب ہمارے برابر ہوگی تب معلوم ہوگا حال -
سپہر - ابھی ہمنے کوٹھے پر دیکھا پچاسون بگھیان و گھوڑے
اور ہاتھی جاتے تھے -
گیتی - ادھر کیون آتے ہین لوگ شہر کو چھوڑ کر اسطرف
کیا کرنے آتے ہین -
حُسن - عیدگاہ اس طرف تو ہی ہی -
سپہر - اماجان ڈومنیان کب آئین گی -
بڑی - آتی ہونگی گھبراتی کیون ہو -
گیتی - عید کی صبح کو بھی کیا سمان ہوتا ہی -
حُسن - ہماری تو عید کل ہی تھی کہ آپ آئین - ع

بخانہ آمدنت عید عشرت افروز ست
مبارک ست کہ امروز روز نوروز ست

سپہر - ہمین بھی عیدگاہ کا ایک شعر یاد ہی -
جہان - چلو اوپر چلین -
حُسن - ذری ٹھہر جاؤ ابھی چلتے ہین -
سپہر - اوپر والے کمرے مین چلکر بیٹھئے -
چارون بہنین کمرے مین گئین -

بچھڑے ہوئے بعد مدت کے ملے

مصنف - خوجی وکیل کا حال تو یہان چھوڑا - انکو سر پیٹنے دیجیے -

اب سنیے کہ صباحت و وجاہت کی کان بی شبو جان صاحب شب کو کمال سراسیمگی و پریشانی مین مصنوعی وکیل کے گھر سے میان سلارو کی صلاح سے بھاگین اثناء راہ مین ایک کانسٹبل نے للکارا۔ کون۔ کون جاتا ہی یہ کون کترایا ہوا چلا جاتا ہی صدا برنخاست۔ جواب ندارد۔ جوگن طرارے بھرتی ہوئی گلیون گلیون بھاگی کانسٹبل اپنے دل مین سوچا کہ بھاگنے کا پیچھا کرنا فضول ہی شاید پھرتی اور تیزی کے ساتھ نکل جائے۔ اور اودھر یہ حضرت بھی چلبیت ہون۔ جوگن تو بےتحاشا بھاگ کر نکل گئی۔ مگر میان سلارو کو اسنے پکڑ لیا۔ پھر جوگن بیچاری مصیبت مین پڑی۔ یکہ و تنہا اپنا نہ بیگانہ خویش نہ یگانہ۔ شب تیرہ و تار جوان عورت۔ تھانہ دار دشمن۔ گلیون گلیون سراسیمگی کے ساتھ جاتی تھی۔ ذرا کھٹکا ہوا اور کانپ اٹھی کسی نے آواز دی اور دم بخود رہی۔ کوئی بولا اسکے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ چلتے چلتے ایک میدان مین پہونچی۔ ہو کا عالم آدھی رات کا وقت جاڑا اور ناک گھونسلون مین دبکے دبکائے پڑے تھے۔ جوگن جو دیکھتی ہی تو چوطرفہ سناٹا اوپر آسمان نیچے زمین اور ہر طرف تاریکی۔ اس مقام پر جوگن ڈاڑھین مار مار کر زار زار رونے لگی سوچی کہ جاؤن تو کدھر جاؤن۔ اور کرون تو کیا کرون۔ گو اسوقت مصیبت کے سبب سے اسکو معلوم نہین ہوا مگر وہ دو کوس زمین طی کر آئی تھی تھوڑی دیر تک اسی لق و دق میدان مین جو ایکایک چپ سے صدہا بھیانک صورتین دکھاتا تھا۔ کھڑی سوچا کی کہ کیا کرے۔ آخرکار ایک سمت کو چلی۔ قدم قدم پر خوف معلوم ہوتا تھا کہ بادا کوئی درندہ آ کر مار ڈالے کھا جائے۔ زخمی کرے کوئی بھوت پریت ستائے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر اسکے کان مین آواز آئی (غرغرا ہا ہا) اس آواز اور انوکھی بولی کے سنتے ہی جوگن کے ہوش اڑ گئے۔ ع

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

اس درجہ خائف ہوئی کہ بدن تھر تھر کانپنے لگا اور قدم اٹھانے کی طاقت تک باقی نہین رہی۔ آٹھ آٹھ آنسو روئی اور دل سے دعا مانگی کہ بارخدایا مجھے اس مصیبت سے بچا۔ اور آگے بڑھی تو ایک ندی پر پہونچی۔ لب جو بیٹھ کر جوگن نے رونا شروع کیا۔ اتنے مین کسی شخص نے آواز دی (ارے بیکسو یا تیاں عورت یا جو کوئی ہو تو کون ہی اور بستی سے اسقدر فاصلے پر آدھی رات کو کیا کام ہی اور اسقدر زار زار رونے کا کیا سبب خاص ہی) جوگن نے جو شخص کی آواز سنی تو جان مین جان آئی کسی قدر تسکین ہوئی۔ اودھر اودھر دیکھنے لگی مگر آدمی نہ آدم زاد متحیر کہ یہ آواز کدھر سے آئی۔ پھر اسی شخص نے یون مخاطب کیا (اے نیک بندے خدا کے مجھے اپنے درد دل سے اطلاع دے شاید کچھ علاج کر سکون۔ ورنہ تن بہ تقدیر) جوگن کھڑی ہو کر اودھر اودھر بغور دیکھنے لگی۔ پورب کے سمت آن روئے چشمہ سار تھوڑی تھوڑی روشنی نظر آئی پہلے تو ڈری کہ شاید آگیا بیتال ہو لڑکپن مین ایسی کہانیان اپنے والدین سے سنی تھین اور وہی خیالات دل مین جمے ہوئے تھے۔ مگر تھوڑی دیر مین یہ خیالات دور ہو گئے وہ روشنی چراغ کی تھی۔ دیکھا کہ ایک جھونپڑے سے ایک پیر مرد چراغ ہاتھ مین لیکر دریا کی طرف آتا ہی جب قریب آیا تو جوگن نے اسکو بغور دیکھا پشت پیرانہ سالی کے سبب سے

ختم ہو گئی تھی۔ آنکھونکی روشنی بھی یون ہی سی باقی تھی کیونکہ گو چراغ ہاتھ مین تھا مگر ٹٹول ٹٹول کر قدم رکھتا تھا۔ اب جو آنے ہی ہوا نے وہ زور باندھا کہ چراغ گل اور پیر مرد (ہاے) کہکر خاموش ہو گیا۔

جوگن ۔ ابا جان ہمین اس مصیبت سے بچاؤ۔ ہاے افسوس ہمارا یہان کوئی نہین ہے۔

پیر مرد ۔ بیٹا ہوا کو بھی تیرے ساتھ عداوت ہے چراغ کو گل کر دیا۔

جوگن ۔ مجھے اب کسی طرح اپنے پاس بلاؤ مین یہان ٹھٹھر ٹھٹھر کے مر جاؤن گی۔

پیر مرد نے کپڑے اُتارے لنگی باندھی اور فوراً ندی مین داخل ہوئے۔ ندی پایاب تھی۔ اس کنارے پر آئے تو شل۔ سو برس کا سن۔ کمر خم۔ لٹھیا ٹیک کے دس بارہ قدم چلنا بھی دوبھر تھا۔ سردی کی راتین میدان فراخ ندی کا واسطہ کانپ اُٹھے۔ جوگن بیچاری کے پاس وہ جامہ وارسا ٹکڑا بھی نہ تھا۔ مگا دوپٹہ اڑھا دیا تھوڑی دیر کے بعد پیر مرد نے آنکھ کھولی اور کہا اب تاب طاقت نہین کہ پار جاؤن اور اگر تمام شب یہان پڑا رہا تو اور بھی ستم کا سامنا ہے۔ صبح کو بالکل کنکر بنا ہوا نظر آؤن گا اگر جرات کر کے پار جاتا ہون تو خوف ہے کہ مبادا جاتے ہی جاتے تحلیل ہو جاؤن۔ مگر تم اس جھونپڑے سے کمبل نکال کر مجھے اڑھا دینا۔

جوگن ۔ ابا جان یہ تو ہم سب کچھ کرین مگر دریا مین قدم رکھتے ہوئے جان نکلتی ہے ہم تو پیرنا جانتے ہی نہین ذرا پاؤن ڈگمگایا اور گئے گذرے۔

پیر مرد ۔ پانی بہت کم ہے دریا پایاب ہے۔ خدا کا نام لیکر چلو بیٹا۔

جوگن کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ مگر کرتی تو کیا کرتی۔ ناچار پیر مرد کا ہاتھ پکڑ کر چلی۔ اور تھوڑی دیر مین اُس پار پہونچی۔

پیر مرد ۔ اس مرتبہ ویسی سردی نہین معلوم ہوئی۔

جوگن ۔ شکر ہے شکر ہے۔ اب چلیے سایے مین چلین۔

پیر مرد جوگن کو لیکر اپنے کلبۂ احزان مین آ گئے۔

پیر مرد ۔ بابا ہم ایک مصیبت زدہ اور ستم رسیدہ آدمی ہین دنیا و ما فیہا سے سروکار نہین بپتا بیتی تھوڑی دیر مین سُناؤنگا پہلے تو اپنا حال کہہ سنا۔

جوگن ۔ ابا جان ہم اسوقت شل ہین اور مارے بھوک کے کلیجہ منھ کو آتا ہے۔

پیر مرد نے کہا جو کچھ حاضر ہے مین سامنے لاتا ہون کھاؤ۔ یہ کہکر پیر مرد ایک رکابی مین دو روٹیان اور ایک پیالے مین ساگ لائے۔ جوگن نے اندھیرے ہی مین بیٹھکر روٹیان کھائین اُن موٹی موٹی روٹیون اور ساگ کی ترکاری مین وہ لطف آیا کہ کبھی کسی قسم کی غذا مین نہین آیا تھا۔

پیر مرد ۔ بابا ہم اسی کو ہزار غنیمت سمجھکر کھاتے ہین۔

جوگن ۔ اسوقت جو لطف کھانا کھانے مین آیا وہ تمام عمر نہین آیا تھا۔

پیر مرد ۔ کھانا کھا کر لیٹو اور لیٹے لیٹے اپنا حال بیان کرو۔

جوگن ۔ غم کی داستان کیا سناؤن۔

پیر مرد ۔ ہماری داستان سے بڑھکر نہو گی۔

جوگن ۔ مین نے کھانے سے فراغت پائی آپ تکلیف کرین

آپ مجھے بتا دین کہ پانی کہان کھا ہے بس مین کھٹکے پی لون

پیر مرد ۔ مجھے اب اٹھنے کی طاقت ہی نہین ہی ۔ مین مارے سردی کے مرا جاتا ہون اور ٹھٹھرا جاتا ہون ۔ سیدھی طرف کونے مین ٹھلیا رکھی ہے ۔

جوگن نے منھ دھویا پانی پیا ۔ پوچھا مین کہان لیٹون ۔

پیر مرد ۔ اس کونے مین دو کمل ہین سفید کو اوڑھو ۔ اور سیاہ کو بچھاؤ بڑے گرم ہین ۔

جوگن نے بہزار دقت کونے سے دونون کمل نکالے اب اندھیرے مین سفید اور سیاہ کی کیونکر تمیز ہو ایک بچھا کر لیٹی اور دوسرا اوڑھا ۔

جوگن ۔ کیا اس جنگل مین بھوت پریت بھی ہین ۔

پیر مرد ۔ مجھے اسمین رہتے ہوئے عرصہ ہوا مگر مین نے بھوت پریت کی شکل تک نہین دیکھی اور نہ مجھے کبھی کسی نے سنایا

جوگن ۔ راہ مین ندی کے اس طرف عجیب طرح کی آواز کان مین آئی ۔ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ۔ تھر تھر کانپنے لگی ۔

پیر مرد ۔ اس جنگل مین طرح طرح کے پیڑ ہین اور انکے پتون سے طرح طرح کی آوازین نکلتی ہین تم شہر کی رہنے والی ہو ۔ یہ باتین کیا جانو ۔ کسی درخت کے پتے کی آواز ہو گی ۔

جوگن ۔ شیر تو اس جنگل مین نہین ہین ؟

پیر مرد ۔ بستی سے اسقدر دور فاصلہ پر جنگل نہین ہے کہ یہان شیر رہ سکے ۔

جوگن ۔ آپ کب سے یہان رہتے ہین ۔

پیر مرد ۔ (ٹھنڈی سانس بھر کے) کیا بتاؤن ۔ ناگفتہ بہ

ہین ایک روز اپنی چاہیتی بیوی کو لیکر سرا مین فروکش ہوا ۔ باہر مین سویا ۔ اندر کی کوٹھری مین اپنے ڈیڑھ مہینے کے ایک معصوم بچے کو لیکر وہ سوئی شب کو ڈاکوؤن نے جھانپا اور دوسری کوٹھری سے سیندھ دیکر چاہا کہ زیور نکال لین سمجھے ہونگے کہ شاید زیور نکالنے مین جاگ اٹھے مع زیور اسکو غائب کر دیا ۔ صبح کو دیکھا کہ وہ غائب ہین مگر ڈیڑھ مہینے کا معصوم بچہ چارپائی پر پڑا بلک رہا ہے ۔ ادھر وہ بیچاری تڑپتی ہو گی ادھر مین رہا ہی نے آب کی طرح اسکی جدائی مین تڑپا کیا بچہ ماں سے چھٹکر ایک دن جیا دوسرے روز اسنے بھی آنکھین پھیر لین اور چل بسا مین نے اس معصوم بچے کو مسافرت کے عالم مین ایک مقام پر زمین کے سپرد کر دیا ۔ ؎

اے خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

ہائے اسوقت دل بھر آیا ۔ وہ بیچاری لڑکے کی جدائی سے کس درجہ بیقرار ہوئی ہو گی ۔ اور شیشۂ ناموس جو چکنا چور ہوا وہ اس سے بڑھکر ستم ہے ۔ میرے بڑھاپس پر خدا کی مار کہ پیرانہ سالی مین مین نے پھر شادی کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ بیوی کا پتہ نہین ملتا ۔ اسنے جا کر کسی نے کہدیا کہ تمھارے میان مر گئے ۔ حالانکہ مین بدبخت ابھی تک زندہ ہون ۔ جوگن نے جو یہ فقرے سنے تو دریائے حیرت مین غوطہ کھانے لگی ۔

شاید یہ بھید اکثر حضرات ناظرین کی سمجھ مین آیا ہو ۔ یہ پیر مرد وہی حضرت ہین جنکے نام انکی بیوی نے ایک مذاق کا خط بھیجا تھا ۔ اور میان آزاد نے اس خط کا جواب لکھا تھا ۔ جوگن انھین کی بیوی ہین جب انکے مرنے کی خبر مشہور ہوئی ۔ تو انکا نام بھی اور طرح پر مشہور ہوا ۔ اور یہ اب جوگن ہو گئی ہین

جو خط انھون نے اُس زمانے مین اس پیرمرد (اپنے شوہر) کے نام لکھا تھا اسکو ہم ذیل مین نقل کرتے ہین تاکہ ناظرین کی سمجھ مین سلسلۂ سخن آجائے۔

وہو ہذا

میرے کھوسٹ شوہر خدا تمسے سمجھے سکندر ظلمات سے پیاسا آیا مگر تمنے آبحیات کے دوچار قطرے ضرور پی لیے ہین جبھی مرنے کا نام نہین لیتے پچھتر اوپر سو برس کا تو سن ہو گیا اب کیا عاقبت کے بورئیے سمیٹو گے ہزارون نوخیز کفن پوش ہوتے جاتے ہین مگر تم بتّیان سے موجود۔ ڈنکو بھی آیا مگر تم جیسے کے تیسے بیٹھے کے باپ کو چیٹ کرجاؤ اور ڈکار تک نہ لو۔ ہٹے ہوے کس ساعت تمھارے پالے پڑی۔ ہاتھون مین رعشہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت۔ کمر کمان کی طرح خم مگر بیاہ کرنیکا شوق چرّایا اور مجھے کہین کا نہ رکھا الخ۔

اسکا جواب یون لکھا گیا تھا۔

وہو ہذا

میری البیلی چھبیلی چھبیلی نازک بدن غنچہ دہن بیوی کو اُسکے سن رسیدہ گرگ باران دیدہ شوہر کی اٹھتی جوانی دیکھنا نصیب ہو اٹھارہ لڑکے ہون اور چھتیس لڑکیان جب مین دہلیز مین قدم رکھون سب بچے کہین ابّا آئے ابّا آئے مٹھائی لائے مگر خدا کے لیے کہین آنکھ دکھا دیکھی تم ابّا نہ کہنے لگنا۔ مجھے تمھاری دادی کی خالہ کا گڑیان کھیلنا اس طرح یاد ہے جیسے کسی کو صبح کا کھانا یاد ہو۔ مین بوڑھا تو ہون مگر دل جوان ہے۔ مانا کہ آنکھون مین نور نہین مگر چشم نگران ہست۔ قوت سامعہ سے بے بہرہ ہی سہی مگر گوش برآواز زن جوان ہست تم عصاے پیری ہو تمھارا پیارا اکھڑا۔ وہ خندہ شکر آمیز وہ زلف عنبر بیز وہ خال مشکین وہ لعل نگارین صحن سے جو طرارہ بھر اتو تڑسے بام پر۔ یہ چلبلا پن۔ اور وہان سے ایک فق مین جھتابی پر ہو رہین۔

تمھارا نابالغ شوہر

جوگن نے اُنکی آواز پہچانی تو بے اختیار آنسو بھر آئے۔ عجب اتفاق ہے عالم مین خبر مشہور ہو گئی تھی کہ پیرمرد چل بسے اور یہ جیتے جاگتے موجود ہین۔ سوچی کہ اِنسے اپنا حال بیان کرون یا نہ کرون۔

اتنے مین پیرمرد نے کہا ہماری پہلی بیوی کا تو پتا ہی نہین مگر ڈاکو ون نے اُنکو قتل کر ڈالا ہو گا۔ دوسری بیوی کا حال سُنکر ہمکو کمال قلق ہوا۔ مگر ہمسے ایسی ہی حماقت سرزد ہوئی تھی خود کردہ را چہ علاج مقام مجبوری ہے ہماری سُسرال کی مہری جھمنا نے شادی کے قبل ہمکو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ میان لڑکی کو ابھی تیرھوان سال ہے۔ اور تم سو برس کے ہو شادی نکرو مگر ہمنے ایک نہ سُنی اب پچتاتے ہین تم خاموش کیون ہو گئین۔

جوگن۔ (دبے دانتون) یون ہی۔

پیرمرد۔ نہین کوئی وجہ ضرور ہے۔

راوی۔ اس لفظ پر جوگن کو اور بھی رنج ہوا۔ بوڑھے میان نے تو اُنکو پہچانا نہ تھا مگر یہ اُنکو خوب پہچان گئی تھی۔

جوگن۔ بھلا دوسری بیوی کا نام کیا تھا۔ تم کو کچھ یاد ہے۔

راوی۔ پیرمرد کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ کل کی لڑکی اور مجھ بوڑھے کو آپ کے عوض تم کہتی ہے۔ یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اسکا درجہ مساوی تھا تم ہی کہنا جائز تھا۔ آپ کا لفظ اسکی زبان سے نہ نکلا۔

پیرمرد۔ ہماری دوسری بیوی کا نام ثریا بیگم تھا۔

جوگن کو اور بھی یقین کامل ہو گیا - اپنا نام بعد مدت سُنکر آہستہ آہستہ رونے لگی - مدت مدید کے بعد یہ نام سُنا تھا کوئی شبو جان کہتا تھا کوئی جوگن کوئی کچھ کوئی کچھ -

پیر مرد - کیا تم جانتی ہو اُنکو -

جوگن - نہین مین کیا جانون -

پیر مرد - ہمنے اُسکی زندگی خراب کی -

جوگن - (اپنے دل مین) ہے تو سچ اسمین شک نہین -

پیر مرد نے کہا اب آرام کرو تھکی ہوئی ہو اور مین بھی اسوقت مارے سردی کے کانپ رہا ہون صبح کو بات چیت ہوگی مگر اپنا حال صاف صاف کہہ سُناؤ -

جوگن - بہت اچھا اب آرام کیجیے -

سویرے جوگن کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ پیر مرد اینٹھے پڑے ہین - چہرے پر ہاتھ رکھا تو سرد - نبض دیکھی تو ساقط - اتنے مین ایک عورت نے آواز دی بابا ہم اندر آئین - جوگن نے کہا آؤ آؤ - خیر اللہ نے صورت تو آدمی کی دکھائی یہ جنکو تم بابا کہہ کے پکارتی ہو وہ چل بسے -

عورت نے کہا ارے ہائے ہائے - دیکھون چہرے پہ ہاتھ لگایا تو برف ہاتھ بالکل سرد - پاؤن بھی بے حرکت - اور اوپر کی سانس لیے جاتے ہین -

عورت - گذر گئے اب ختم ہو گئے یہ تو اچھے ہو گئے مگر ہم اب جنگل مین اکیلے رہ گئے - ہائے اب ہم کس سے لپٹ لپٹ کے اپنے درد دکھ مین کون شریک ہوگا - ہائے بابا دغا دے گئے - اس جنگل مین بس انھین کے سبب جیتے تھے اب کڑھ کڑھ کے مرین گے - مگر خیر اب کہانتک روؤن -

اتنے مین بادل گرجے اور ننھی ننھی بوندیان پڑنے لگین -

عورت - لو اب اور بھی مصیبت آئی - اور یہان جب اس فصل مین مینھ برستا ہے تو دو دو دن برابر برسا ہی کرتا ہے بڑی بیڈھب بات ہوئی -

جوگن - (پیر مرد کے کان مین) کیا داغ دے چلے اُف اُف - لے ذری دیکھو تو - ہائے مین اسوقت بیوہ ہوئی جاتی ہون - ہائے میرے اللہ - ایسے لوگون مین اب تک سہاگن تھی -

عورت - (متحیر ہوکر) کیا کہا ہم سمجھے نہین -

جوگن - ہائے کس سے کہون -

عورت - اب ذرا اسوقت رونا موقوف کرو - مُردے پر عذاب ہوتا ہے -

جوگن - (آنسو پونچھکر) اچھا -

جوگن کو وہ وقت یاد آیا جب ایک شخص نے آنکر جھوٹ موٹ کہدیا تھا کہ اُنکے میان مر گئے اور جوگن کی مان اور خود جوگن نے شادیانے بجائے تھے کہ چلو موا بوڑھا کھوسٹ چل بسا اچھا ہوا - کہا وہ وقت تھا اور کہا یہ وقت ہے کہ زانو پر مُردے کا سر ہے اور یہ بیٹھی رو رہی ہین - جوگن کا دل و رہی بھر آیا اسے خوب یاد تھا جب بھری ہنسی ہنستی باہر سے آئی تھی (لو مبارک بڑھو ڈھاک گئے) اُسپر جوگن اُچھل پڑی اور کہا موئے درگور تھا چھوٹا جائے جہنم مین - جوگن کی مان لڑکی سے ملکر بولین کہ لو دیکھا ہم تو کہتے ہی تھے کہ بوڑھا کھوسٹ دو دن کا مہمان ہے - آج موا کل دوسرا دن آخر ش وہی ہوا نہ - اِن باتون کی جوگن کے سامنے تصویر کھنچی ہوئی تھی -

عورت - اُف تم آخر اُنکی کون ہو جو اسقدر رو رہی ہو -

جوگن - کیا بتاؤن بہن -

عورت۔ نہین ہو کچھ بھید اسمین اپنی ایک رشتہ دار کا نام اکثر زبان پرلاتے تھے۔ تمھارا کیا نام ہی سچ سچ بتانا۔

جوگن۔ ثریا بیگم۔

عورت۔ (متحیر ہوکر) ارے۔ ہاے ہاے۔ بلبین بھی تو ایسے وقت ہین۔

عورت نے بآواز بلند پکارکر کہا بابا لو۔ ثریا بیگم آگئین۔ اے ذری آنکھ کھول کر دیکھو تو ثریا بیگم آگئین۔

جوگن۔ کس سے کہتی ہو بہن۔

عورت۔ (ہاتھ مل کر) ہاے ہاے۔ اسوقت دنیا سے اور بھی جی ہٹ گیا۔ ہاے اسوقت ایک گھڑی کیلیے ہوش آجائے تو انسے کہدین کہ ثریا بیگم آئی ہین۔ آنکھ بھرکر دیکھ تولین کہ جسکا نام روز زبان پرلاتے تھے اُسی کے زانو پر سر رکھکر جان دی۔

پیرمرد پر کملون کے اوپر ایک دری بھی ڈال دی تھی کہ سردی کم اثر کرے گو دونون کو شک کے عوض یقین ہوگیا تھا کہ اب انکا بچنا دشوار ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہی مگر اِس لحاظ سے گرمی پہونچاتی تھین کہ نزع کے وقت آرام سے جان دے سردی سے نہ ٹھٹھر کے بے موت ہی مر جائے۔ عورت بولی ابھی جان باقی ہی۔ جوگن نے کہا اسوقت کو تو دیکھو کچھ بھکا نا ہی ہیضہ کہتا ہی کہ مین آج ہی برسون گا۔ ہوا کہتی ہی کہ مین آج ہی چلونگی۔ درخت کہتے ہین کہ ہم آج ہی گرین گے۔ دریا کہتا ہی کہ آج ہی طوفان آئیگا۔ بادل کہتا ہی کہ آج ہی گرجون گا۔ بجلی کہتی ہی کہ آج ہی کوندونگی۔ اور یہ کہتے ہین کہ ہم اسیوقت دم توڑین گے۔ اور تاریکی کہتی ہی کہ مین مرتے دم انکی صورت نہ دیکھنے دونگی یہ کہکر جوگن خوب روئی یہانتک کہ کمل کا ایک کونا تر ہوگیا اور آنسو نہ تھمے۔ عورت نے آنسو پوچھے اور کہا سنو انکے مرنے پر رونا تو بیوقوفی ہی انکا مرنا ہی بہتر تھا یہ مرتے نہین ہین انکا مرنا گویا جی اُٹھنا ہی۔ ہان گلی پچھلی باتین یاد کرکے اگر روتی ہو تو وہ اور بات ہی مگر مین جو اپنی مصیبت بیان کرنے پر آؤن تو تم اپنی مصیبت بالکل بھول جاؤ۔

ایک مقام پر اُن لوگون نے گڈھا کھودا اور لاش کو دفنایا۔

جوگن جھوپڑے مین واپس آئی وہ تینون آدمی رخصت ہوئے۔ جب جھوپڑے مین پہونچی تو جوگن نے عورت سے ساری داستان بیان کی۔

عورت۔ اب ہمکو یہ تو معلوم ہوگیا کہ ثریا بیگم آپ ہی ہین۔

جوگن۔ ہان تم نے اِس طرح پر پوچھا کہ مجبور ہوکر مجھے کہنا ہی پڑا۔

عورت۔ تم کس محلے مین رہتی ہو۔

جوگن۔ نیب ٹولے مین۔

عورت۔ ٹھیک ہی بڑے میان کو کبھی تمنے خط بھیجا تھا۔

جوگن۔ ہان عمر بھر مین ایک دفعہ۔

عورت۔ اُسمین کیا لکھا تھا۔

جوگن۔ اُس مین مین نے یہی لکھا تھا کہ تم مردونکو موت بھی نہین آتی۔ جوان آدمی مرتے جاتے ہین۔ تم ٹیان سے موجود ہو۔ بیسیون سے بھی تم کو خوف نہین۔ بڑے بیحیا ہو۔ تمنے میری زندگی تلخ کردی۔ یا تم کو موت آئے یا ہمکو تو چھٹکارا ہو۔

عورت۔ بیشک تمھین ہو اسمین شک نہین۔

عورت نے بکمال ایمانداری کہا کہ پیرمرد کے پاس

ایک ڈبیا ہی۔ خدا جانے اُسمین کیا ہی مگر کم سے کم پچاس ہزار روپیہ کے جواہرات ہون گے۔ یہ کہکر ڈبیہ زمین سے کھودی اور جوگن لکھ پتی بن گئی۔

ثریا بیگم نے جو ڈبے کو کھولا تو جواہرات و اشرفیان۔ خوش تو بہت ہوئی کہ خدا نے چھپر پھاڑ کر دولت دی مگر سوچی کہ اس دولت کو صرف مین کیونکر لاسکونگی اول تو اس جنگل سے نکلنا ہی آسان نہین جس طرف نکل جاؤنگی لوگون کی نظر پڑے گی۔ اور یہ دشت بلاخیز ہین اگر کوئی قتل بھی کر ڈالے تو کسی کو کانون کان خبر نہو۔ پھر اپنے حُسن گلوسوز اور نور عالم افروز اور اُٹھتی جوانی سے بھی واقف تھی۔ سوچی کہ مبادا کوئی بد آدمی زبردستی پکڑ لیجائے اور پھر گھر سے نکلنے ندے تو اور بھی مصیبت پڑے دوسرا خیال یہ تھا کہ جواہرات اور اشرفیان بیچون کس کے ہاتھ۔ اور اگر بیچون تو لوگ کہین گے کہ یہ لائی کہان سے۔ کئی گھنٹے تک تدبیرین سوچا کی مگر عقل نے کام نہ کیا۔ آخر کار اس عورت سے کہا کہ بہن اس مین تم بھی تو کچھ لو۔ اس قدر جواہرات لیکر ہم کیا کرینگے۔ اکیلا دم کھانے بھر کو اللہ بہت کچھ دیتا جائیگا پھر ہم جو جواہرات اور اشرفیون سے تم کو محروم کرین تو فائدہ کیا۔ کس دن کے لیے۔ عورت نے کہا مین اس مین سے کچھ نہ لونگی مین تو اس جنگل مین دنیا سے الگ تھلگ رہتی ہون اشرفیان میرے کس کام کی یہ تمھارے شوہر کی جائداد ہی اور یہ تمھارا حق پہونچتا ہی۔ اگر میرے کام کی ہوتین تو مین ضرور لیتی بابا تم سے مانگتی اور کہتی کہ میرے گاڑھے وقت کام آؤ۔ ان باتون سے جوگن کا دل بھر آیا سوچی کہ ایک یہ مین ہون کہ جوگن ہوگئی تھی اور اب روپیہ دیکھکر پھسل پڑی۔ دو تین گھنٹے کے بعد ہی عورت کو ہمراہ لیکر ثریا بیگم اُستانی جی کے ہان گئین اور ساری داستان کہہ سُنائی اور جواہرات کا ڈبا اُنکے حوالے کر دیا کہ آپ جانین آپ کا کام۔

روز عید اور چہل پہل

نواب گردون بدار مع یاران موافق و احباب صادق عیدگاہ مین تشریف لیگئے دیکھا کہ ساقنین بناؤ چناؤ کر کے ٹھٹھے کے ساتھ بیٹھی ہین تختون پر سفید سفید چاندنیان بچھی ہین۔ سامنے پاندان رکھا ہی۔ برنجی حقے لگے ہوئے ہین دائین بائین ایک ایک لگن نیچے آگ روشن۔ چلمین بھرنے کے لیے دو آدمی حاضر ہین یاران سرپل کا جھرمٹ ہی پالون اور جھولداریون مین گھس گھس کے دم لگاتے ہین۔ آسمان تک لو پہونچاتے ہین کسی کی جھولداری مین دائرہ بج رہا ہی کہین ساقن کے سامنے ننھی ڈھولکی پر گائی ہی اور چمک دمک کے تماشائیون کو بھاتی ہی ساتھی چکارہ بجاتے ہین بیفکرے پھبتیان سُناتے ہین۔ حلوائیون کی دُکان پر دھوم ہی افیمیون اور چنڈورون کا ہجوم ہی کھلونے والے بھولے بھالے کھلونے رکھے دُکان جمائے دونون ہاتھون سے لوٹتے ہین۔ ننھے ننھے بچے مچل رہے ہین کہ ہم تو ٹٹی کا بوا لینگے دو پیسے دین گے۔ عیدگاہ کے پھاٹک پر پہونچے تو ہوادار اور گاڑی اور فنس اور گھوڑون کا تانتا لگا ہوا۔ حوض پر بیٹھے۔ مُنھ ہاتھ دھویا دستِ پاک سے ہاتھ پوچھا اتنے مین آواز آئی الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ نمازی جھک پڑے صفین بندھین پیش نماز آگے کھڑے ہوئے

نواب صاحب بھی ایک صف مین داخل ہو گئے نماز پڑھکر احباب سے بغلگیر ہوئے۔

نواب۔ بھائی نثار علی صاحب ہین۔ آج شب کو ضرور آئیے گا۔

نثار علی۔ بہت خوب جلسہ ولسہ دکھائیے گا۔

نواب۔ ضرور ضرور۔

سبحان علی خان۔ حضرت اب اس شہر مین کوئی اس قابل ہی نہین کہ گانا سُنئے اور دو ایک ہین بھی تو صورت حرام۔

نواب۔ خیر دو گھڑی کا لطف ہی سہی۔ آپ بھی ضرور آئیے گا۔

سبحان علی خان۔ انشاء اللہ۔

نواب۔ انشاء اللہ نہین۔ کہیے ضرور آؤن گا۔

نثار علی۔ اجی ہم لینے آئینگے۔ انکو اور محلے بھر کو۔

چوبداروں کو نواب صاحب نے حکم دیا کہ پیڑی اور جوڑی خرید لو کھلونے والون سے کھلونے لو اور رنگسازون سے کاٹھ کی فنسین اور گڑیون کے پلنگ اور رنگے ہوئے صندوق اور کشتیان لے آؤ۔ خدام با ادب نے کُل سودا خرید کر دوسری بگھی مین رکھدیا اور حضور نواب صاحب روانہ ہوئے چٹکیون مین گھر پہونچے باہر کمرے مین بیٹھے۔ رفقا نے نذر دکھائی اس کے بعد اندر تشریف لے گئے محلدار نے پردہ اُٹھایا۔ خدمتگارون اور چوبدارون نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا۔

بڑی بیگم۔ آ گئے۔ کہو عیدگاہ مین کچھ مجمع وجمع تھا۔

نواب۔ جی ہان۔ کچھ تھا تو۔ مگر آگے کا سا بھیڑ بھڑکا کہان ہے۔

بڑی بیگم۔ میلا اچھا تھا۔

نواب۔ جی ہان ساقنون کی دُکانین کثرت سے تھین۔

بڑی۔ نماز کے قبل تو پہونچ گئے ہو گے۔

نواب۔ آدھ گھنٹے کی دیر تھی۔

حسن آرا۔ دولھا بھائی ہماری عیدی لائیے۔

سپہر آرا۔ ابّا جان نے پانچ پانچ اشرفیان دی ہین۔

نواب صاحب نے جیب مین ہاتھ ڈال کر اشرفیان نکالین اور دو دو اشرفیان دونون چھوٹی سالیون کو دین بیگم صاحب کو آداب عرض کر کے کمرے کی طرف چلے۔ کمرے مین پلنگ پر لیٹے۔ پان کھایا۔ جہان آرا بیگم بھی اُٹھکر گئین اور اُنکے پیچھے پیچھے گیتی آرا۔

گیتی آرا۔ دولھا بھائی ہماری عیدی۔

نواب۔ شام کو دین گے۔

گیتی آرا۔ واہ اچھی ہنسی ہنسی ہین عیدی اُڑا دی۔ لائیے۔ لائیے۔

نواب۔ (مُسکرا کر) کہہ تو دیا۔

گیتی آرا۔ اللہ جانتا ہی ہم آپ کا بڑا لحاظ کرتے ہین اور آپ ہمسے ہنستے ہین۔

جہان آرا۔ اے ہان وہ لحاظ کرتی ہی اور تم ہنستے ہو پھر وہ بھی کچھ کہے تو شکایت نکرنا ہمسے۔

نواب۔ تو ہین ہنسا کیا۔

گیتی آرا۔ (مُسکرا کر) اے لو کچھ ہنسے ہی نہین۔ اتنے مین رکابدار نے محلدار کو پکارا۔

محلدار۔ کہو کیا کام ہی۔
رکابدار۔ یہ ڈالی پہونچا دو۔
دو قابون مین نان خطائی۔ ایک قاب مین جوزی کسی مین نہایت خستہ پیڑی۔ سیر بھر سمنک مین آدھ سیر گھی کھپایا ہوا۔ اچاری مین پیٹھے کی سُرخ سُرخ مچھلیان معلوم ہوتا تھا کہ بیچ بیچ مچھلیان تیر رہی ہین قوام آبدار اور برف سا سفید اچاری پر سُرخ اطلس اور کلابتون کی ڈوری بندھی ہوئی اِدھر اُدھر مقیش کے پھندنے لٹکتے ہوئے۔
بیگم صاحب کے سامنے ڈالی لگائی گئی۔ اس کے بعد رحیم بخش باورچی آیا۔ ایک قاب مین شامی کباب ایک مین پراٹھے بلدار مغلی خستہ کسی مین پسندے کباب کسی مین کوفتے کباب سُرخ عمدہ باقرخانی ایک قاب مین ہوائی روٹی ایک مین نان پنیر۔ کوری کاغذی ہنڈیان شکر قند کی گلتھی۔ برابر کی بالائی دی ہوئی کیوڑا پڑا۔ یہ ڈالی بھی بیگم صاحب کے سامنے پیش ہوئی۔ اسکے بعد خوشلیا کبڑن آئی اُسکی بیٹی سہزدیا بھی اُسکے ساتھ تھی۔ گلبدن کا لہنگا پھڑکتا ہوا گلشن لوٹ کا دوپٹہ اودی گوٹ ٹھنگنے کے سامنے ایک بٹوا لٹک رہا ہی۔ دونون نے آداب عرض پیش کرکے ڈالیان پیش کین ڈالی مین کیلے کے ہرے ہرے بڑے بڑے پتے بچھے ہوئے۔ رنگترے کولے امرود کیلے گنڈیریان۔ چکوترے مہتابی کل فواکہ قرینے کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ مجبوبن کسگرن ایک خوان مین کاغذی آبخورے صراحیان۔ توتہیان۔ جھجھریان مٹی کے کبوتر۔ توتے۔ مور لگا کر لائی اور ڈالی پیش کی۔ بڑی بیگم صاحب نے کہا ممتاز دولہا کے سامنے لے جاؤ۔ کہو جو شی پسند ہو رکھ لین۔

پیشخدمتین اور مغلانیان ادب کے ساتھ لیگئین۔
نواب۔ افوہ یہ سب کاہے کو اُٹھا لائین۔
پیشخدمت۔ حضور حکم دیا ہی۔ بیگم صاحب نے۔
نواب۔ تو اسقدر قابین اور خوان کیون اُٹھا لائین۔ اچھا خیر۔ جوزی اور یہ اچاری سُرخ مچھلیون کی اور شامی کباب یہان رکھدو۔ باقی سب اُٹھا لیجاؤ۔
پیشخدمت۔ حضور یہ چکوترے رکھ لیجیے۔
نواب۔ اچھا رکھدو۔
پیشخدمت۔ اسمین سے کچھ نہ پسند فرمایئے گا۔ مجبوبن جو لائی ہی۔
نواب۔ اچھا لاؤ صراحیان رکھتی جاؤ۔
پھر اُٹھا کر بیگم صاحب کے پاس لیگئین۔ لڑکیون نے اپنی اپنی پسند کے موافق چیزین چن لین مغلانی کی لڑکی پیاری کو کھلونے دیے۔
بیگم صاحب نے صندوقچہ کھولا۔ اور انعام تقسیم کیا۔ باورچی کو ایک اشرفی رکابدار کو دو اشرفیان۔ مجبوبن کو دس روپیہ کبڑن کو دس روپیہ۔
بڑی بیگم۔ (محلدار سے) روّنے کو حکم دو کہ بیابانی کی ڈومنیون کو تاکید کر آئے کہ پانچ بجے یہان حاضر ہو جائین۔
محلدار۔ بہت خوب۔
محلدار نے روّنے کو حکم سنایا۔
روّنا۔ وہان تو کئی گھر ہین۔ بیابانی کے تکیے پر کئی ڈومنیان رہتی ہین پوچھ آؤ کس کس کے ہان جائین۔
محلدار۔ (تنک کر) تو تو ہندی کی چندی نکالتا ہی۔

رونّا۔ واہ بے سمجھے بوجھے کیونکر جاؤن۔

محلدار۔ (بیگم صاحب سے) اے حضور رونّا پوچھتا ہے بیابانی کے تکیے پر کس ڈومنی کے پاس جاؤن۔

بڑی بیگم۔ سب گھر ہو آئین۔

حُسن آرا۔ کل تو آدمی کہہ آیا تھا۔

بڑی بیگم۔ ہان بس اُسی کو بھیجدو۔

سپہر آرا۔ امّا جان سب تو نہ آسکین گی۔

حُسن آرا۔ ہان اور جگہ سے بھی بلاوا آیا ہوگا۔

بڑی بیگم۔ دیکھو ممتاز دولہا سے جا کر کہدو کہ اگر جلسہ دیکھین تو چوبدار کو حکم دے دین۔ ابھی سے بندوبست ہو جائے۔

محلدار۔ (نواب صاحب سے) حضور بیگم صاحب فرماتی ہین کہ جو جلسہ دیکھیے تو چوبدار کو ابھی سے بھیجدیجیے۔

اتنے مین عباسی مہری بھی آ گئی۔

نواب۔ خدا جانے آجکل یہان کون کون ہے ہمھین معلوم ہو۔ بی عباسی۔

عباسی۔ حضور نجبا ڈومنی کو بلوائیے۔

نواب۔ این! معقول۔ نجبا ڈومنی کی ایک ہی کہی۔ بھلا تمھارا سا نقشہ ہے سچ کہنا۔

عباسی۔ (شرما کر) حضور تو دل لگی کرتے ہین۔

نواب۔ (محلدار سے) جا کے کہدو کہ ہم سب بندوبست کیے لیتے ہین۔

نواب صاحب نے حکم دیا چوبدار فلان فلان زنانے اور ایک مردانے طائفے کو کچھڑ ای دے آئے۔ اور ہمین اطلاع دے۔ محلدار نے بیگم صاحب سے جا کر کہا۔ بیگم صاحب نے کہا تین زنانے طائفے ہون اور ایک مردانہ۔ صندوقچہ کھول کر چار روپیہ محلدار کو دیے اور کہا چوبدار کو حکم دو کہ فوراً جائے اور کچھڑ ای دے آئے۔ وقت ممتاز دولہا سے دریافت کر لو۔

محلدار۔ حضور طائفے کس وقت تک آجائین۔

نواب۔ یہی کوئی نو بجے تک۔

عباسی۔ تو آٹھ بجے بلوائیے سازندے آئینگے پہلے نشے جمائینگے۔ بے چنڈو پیے ہوئے آ چکے۔ اس موئے چنڈو نے شہر کو اور بھی غارت کر دیا۔

نواب۔ تمھارے میان تو نہین پیتے۔

عباسی۔ (تنک کر) اوئی اللہ نہ کرے۔

محلدار نے چوبدار کو چار روپیہ دیے اور حکم سُنایا کہا ابھی ابھی جاؤ اور جلد آؤ۔ تاکید کر دی ہے۔

چوبدار۔ ابھی لو۔

چوبدار روانہ ہوا۔ ادھر بیگم صاحب نے محلدار کو حکم دیا کہ ممتاز دولہا سے پوچھو آپ کے یارون دوستون کے واسطے کیا پکے فوراً داروغہ کو حکم دو کہ باہر ہی پکوائین۔ محلدار نے دریافت کیا تو نواب صاحب نے یہ فرمائش کی۔ پلاؤ۔ شیرمال۔ باقرخانی۔ تلی ہوئی اروی یان تلے ہوئے آلو۔ قورمہ دو قسم کے کباب۔ فرنی۔ زردہ۔ بس یہی سب پکواؤ کوئی چالیس آدمی ہون گے۔ محلدار نے داروغہ صاحب سے کہا کہ بیگم صاحب نے حکم دیا ہے۔ آٹھ بجے کھانا تیار ملے داروغہ نے کہا یہ کون بڑی بات ہے۔

نواب۔ ہان خوب یاد آیا۔ عباسی۔

مغلانی۔ آئی حضور۔

نواب۔ ذرا مہری کو بھیجدینا۔
حسن آرا۔ (سپہر آرا کے کان میں) مہری کو دولہا بھائی بطور رکھڑی گھڑی بلاتے ہیں۔
سپہر آرا۔ (مسکرا کر) ہان۔
عباسی مہری چمکتی ہوئی چلیں۔
نواب۔ داروغہ سے جا کر کہدو کہ شام کو برف کی قفلیان بھی تیار رہیں۔
عباسی۔ بہت خوب۔
اتنے میں حسن آرا کی خالہ زاد بہنیں آئیں۔ پردہ کرا یا گیا فنسون پر سے اتریں۔ سب بہنوں سے بغلگیر ہوئیں۔
نظیر بیگم۔ جہان آرا کب آئیں۔
حسن آرا۔ کل کہلا نہیں بھیجا تھا۔
نظیر بیگم۔ ہم سے تو مہری نے نہیں کہا۔
سپہر آرا۔ عباسی تمنے انکے یہان جا کے یہ نہیں کہا کہ جہان آرا بیگم اور گیتی آرا بیگم آئی ہیں۔ واہ واہ واہ۔ پوری بات تو سن لیا کرو۔
زیب النسا۔ اور ہمنے پوچھا بھی۔ مگر یہ اپنی جان سے باتیں کرتی رہیں۔ انھون نے سنا نہیں کیا ممتاز دولہا بھی آئے ہیں۔
جہان آرا۔ ہان۔
زیب النسا۔ دیکھو تو سہی آج ہم کیسا آڑے ہاتھوں لیتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے ہمکو بڑا رنج ہے۔
نظیر بیگم۔ (جہان آرا کے کان میں) آج تو بڑا اجوبن ہے بہن اور کیون نہو ممتاز دولہا بھی تو یہیں ہیں۔
جہان آرا۔ (مسکرا کر) آپ سے کم ہی کم۔

اسکے بعد اور سواریان آئیں اور تھوڑی ہی دیر میں غنچہ کھلا ہوا نظر آنے لگا۔
نواب صاحب نے خبر پائی کہ نظیر بیگم اور زیب النسا بیگم آئی ہیں۔ محلدار سے کہا کہ زیب النسا بیگم سے ہمارا سلام کہدو جا کے۔
محلدار۔ (زیب النسا سے) نواب صاحب نے کہا ہمارا سلام کہدو۔
زیب النسا۔ کہو آپ اپنا سلام رہنے دیں۔
محلدار نے جا کر کہا حضور وہ کہتی ہیں کہ آپ اپنا سلام رہنے دیں۔ نواب صاحب ہنسے۔ کہا جا کر پوچھ آؤ کہ آپ خفا کیوں ہیں۔ یہ کونسی انسانیت ہے کہ ہم آداب عرض کرتے ہیں اور آپ کہتی ہیں کہ اپنا سلام رہنے دو۔ محلدار نے نواب صاحب کا پیغام کہا۔ تو نظیر بیگم اور گیتی کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔
زیب النسا۔ کہیے۔ اچھا ہم انسان نہیں حیوان ہی سہی مگر حیوان اور انسان فعلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ہم آپ سے بولتے ہی نہیں۔ آپ کیوں ہمیں چھیڑتے ہیں۔
محلدار نے کہا مجھے اچھی سزا ملی۔ ادھر آؤں پھر ادھر جاؤں۔ جا کر کہا۔ خداوند وہ خفا ہوتی ہیں کہتی ہیں ہم آپ سے نہیں بولتے ہیں۔ آپ کیوں بار بار چھیڑ خانی کرتے ہیں۔
نواب۔ (مسکرا کر) نظیر بیگم سے کہو کہ دیکھیے آپ کی بہن سلام کا جواب تک نہیں دیتیں۔
محلدار نے نظیر بیگم سے کہا۔
نظیر بیگم۔ کہو آپ جانیں وہ جانیں ہمسے کیا واسطہ۔
محلدار۔ حضور وہ کہتی ہیں وہ جانیں آپ جانیں۔

نواب - زیب النسا بیگم سے کہو آپکے میان آجکل کہان ہین -

مخلد ارنے یہ فقرہ کہا تو زیب النسا اور بھی تیکھی ہوئین کہا جاکے کہدو یہ سب کانٹے تمھارے ہی بوئے ہوئے ہین مین خوب جانتی ہون بس اب بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بنائین میری زبان نہ کھلوائین تو بہتر ہے

ان فقرون پر نواب صاحب بہت ہنسے مگر حُسن آرا اور سپہر آرا اور گیتی آرا دنگ تھین کہ ان دونون مین کیون تیغ چلی -

اب سُنیے کہ زیب النسا بیگم کے شوہر اور ممتاز علیخان بہادر مین رشتہ کے علاوہ دلی دوستی تھی - اُنھون نے ایک دن کہا ہم چاہتے ہین کہ ایک شادی اور کرین مگر بیوی حسین اور تربیت یافتہ ہو - نواب صاحب نے کہا بہتر ہے - تین چار دن کے بعد رقعہ لکھا کہ ایک رئیس ہے جنکی صاحبزادی تربیت یافتہ اور خوبرو و قبول صورت ہین ہمنے آپ کی نسبت کا ذکر کیا ہے - دیکھین خوش قسمت ہو یا بدنصیب ایسی جمیلہ بڑے خوش قسمتون کو ملتی ہین - زیب النسا کے چھوٹے دیور نے یہ خط اتفاق سے پڑا پایا اور بھاوج کو حرف بحرف سُنا دیا - سو تیا ڈاہ - سنتے ہی آگ ہوگئین - خط پھر پڑھوایا -

دیور - اپنے بہنوئی کی باتین دیکھین آپ نے -

زیب النسا - مین تو سر سے پانون تک پھنک ہی رہی ہون اس وقت -

دیور - مگر بھائی صاحب سے ہمارا نام نہ لے دیجیے گا -

زیب النسا - افوہ کچھ ٹھکانا ہے - یہ اندر ہی اندر ہنڈیا پک رہی ہے حسین اور پڑھی لکھی ڈھونڈھی جاتی ہے ایڑی چوٹی پر قربان کر دون -

اب سالی اور بہنوئی کا جھگڑا ناظرین کی سمجھ مین آگیا ہوگا -

امشب این محفل رنگین زخا بندان ست
نتوان گفت بہشت ست کہ صد چندان ست

اللہ اللہ آج تو بڑی بیگم صاحب کے یہان واقعی غنچہ ہی کھلا ہے جو ہے رنگین ادا اور ماہ سیما ہے - ہمجولیان ملکے باہم عید سعید کی خوشی مناتی ہین - چہل اور دل لگیان ہوتی جاتی ہین جو ہے نوعمر و نوخیز - حاضر جواب و تیز - زبان دراز و طناز -

ادھر نواب نامدار کے رفقا سلیقہ شعار نے کمرون کو دُلھن کی طرح سجا تھا - اور کمرے کے سامنے ایک شامیانہ عیش کا شانہ نصب کیا تھا -

چھ بجے بیا بانی کی پری چہرہ اور شیرین حرکات ڈومنیان ڈولیون سے اُترنے لگین - اندر جاکر بہ ادب آداب بجا لائین اور قرینے اور تمیز کے ساتھ فرش پر متمکن ہوئین - سات بجے سے ڈومنیون نے گانا شروع کیا اور وہ رنگ جماکہ تڑکے تک دھما چوکڑی مچی رہی - ؎

مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی
سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا

وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی
زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل
فرحناک تھی روح دل شادمان تھا

مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین
مکان وصل کا اک طلسمی مکان تھا

یون تو سب ڈومنیان بلا کی شوخ و طرار پریرو اور گلعذار تھین مگر مُنی ڈومنی پر جو سب سے کمسن تھی ستم کا جوبن تھا - اُسکے بناؤ چناؤ پر سب کی نظر پڑتی تھی - کسی مشاطہ چابکدست نے گیسو ایسے سنوارے تھے کہ غضب ڈھایا تھا - اسکی نوک جھونک اور بھولی تقریر نے حُسن آرا اور اُنکی ہمجولیون پر بڑا اثر کیا -

گانا جو شروع کیا تو فرمائشیں ہونے لگیں۔ وہ فرط مستی سے جھوم جھوم کر گاتی تھیں اور محفل بھر کو لبھاتی تھیں۔
زیب النسا۔ کیون بہن مُنی کی شادی ہوئی یا نہیں
حُسن آرا۔ اچھا بوجھو۔
نظیر بیگم۔ اوئی کیا کچھ چیستان ہی۔
حُسن آرا۔ اچھا تمھاری سمجھ مین کیا آتا ہی بیاہی ہی کہ بن بیاہی۔
نظیر بیگم۔ چیتونون سے تو کنواری پایا جاتا ہی۔
زیب النسا۔ ہان بیشک ابھی شادی نہین ہوئی ہی۔
سپہر آرا۔ اے باجی جان۔ کیا سچ مچ ڈومنیون کی شادی ہوا کرتی ہی۔
اس فقرے پر حسن آرا اور زیب النسا کو ہنسی آئی تو سپہر آرا نے کہا بھلا اسمین ہنسی کی کونسی بات ہی جو آپ ہنس دین ایک شی نہین معلوم ہی ہمکو تو پوچھ نہ لین۔
آٹھ بجے کے وقت سے ارباب نشاط کی آمد آمد شروع ہوئی نو بجے تک سب آ گئے اور کوئی آدھ گھنٹے مین ناچ شروع ہوا۔ بہت صدائے تحسین بلند تھی واقف کار آدمی علم موسیقی کے جاننے والے گردن ہلاتے تھے داد دیتے جاتے تھے ادھر اُدھر ارباب نشاط کا جمگھٹا جیسے دیکھو صندلی رنگ شوخ و شنگ بیباک چست و چالاک۔
بارہ بجے کے وقت نواب صاحب نے کہا حضرات ہم تو ذرا جا کر سوئینگے آپ سب صاحب ناچ دیکھیے۔
ظریف۔ چہ خوش چرا نباشد ع

	طاقت میہمان نبود نشست خانہ میہمان گذشت	

نواب۔ جی ہان ایک سبب ہی۔
ظریف۔ بس ایک ہی سبب ہی فرمائیے کیا سبب ہی۔
نواب۔ درد سر۔ واللہ سر پھٹا پڑتا ہی۔
ظریف۔ جی ہان کیون نہین۔ ؎

	صندلی رنگون سے مانا دل ملا دردِ سر کی کس کے ماتھے جائیگی	

احباب نے اصرار کیا کہ آپ اندر نہ جائیے۔ درد سر ہی تو یہان ہی پلنگ پر آرام فرمائیے۔ مگر نواب صاحب نے خوشامد کی کہ جانے دیجیے طبیعت کسیقدر بے لطف ہی یہان نیند نہ آئیگی یہ کہکر حسب اجازت احباب زنان خانے مین تشریف لے گئے۔
وہان ڈومنیان گاتی تھین۔ اور ہمجولیان فرط طرب سے قہقہے لگاتی تھین۔ یہ چپکے سے اپنے کمرے مین تشریف لیگئے پیشخدمت سے کہا حقہ بھر لاؤ۔ وہ حقہ بھر لیگئی۔ تو بڑی بیگم صاحب نے دریافت کیا کہ حقہ کون مانگتا ہی۔ عرض کیا حضور نواب صاحب تشریف لائے ہین۔
بڑی بیگم۔ کیون یہان کیون حقہ بھروانے بھیجا طبیعت تو اچھی ہی۔ ذری جا کے پوچھ آؤ۔
خواص۔ (نواب صاحب سے) حضور بیگم صاحب پوچھتی ہین۔ کہ مزاج تو اچھا ہی۔
نواب۔ ہان ہان فضل الٰہی ہی کہدو دن کو سونے کا عادی ہون آج لیٹا تک نہین۔ مین نے کہا ذرا کمر سیدھی کرلون گھبرائیے نہین مین اچھا ہون۔
خواص نے جا کر عرض کیا کہ دن کو سوئے نہین تھے اس سبب سے چلے آئے طبیعت اللہ کے فضل سے اچھی ہی۔
نظیر بیگم۔ (جہان آرا کے کان مین) ہم سمجھ گئے۔
سپہر آرا۔ (آہستہ سے) آپ کی سمجھ کے قربان۔

حُسن آرا۔ جہان آرا بہن شرماتی کیون ہو۔
جہان آرا۔ اخاہ تمکو بھی ہمارے لیے زبان آئی۔
سپہر آرا۔ اے بہن دولہا بھائی جلسہ چھوڑ کے کیون چلے آئے۔
حُسن آرا۔ (مُسکرا کر) انکو کیا معلوم۔ یہ دولہا بھائی جانین۔
جہان آرا۔ چھوٹی ہو۔ اب کیا کہون۔

اتنے مین بڑی بیگم صاحب نے کہا۔ جہان آرا جاؤ دو گھڑی تم بھی سو رہو تم بھی آج دن بھر نہین سوئین کہین خدا نخواستہ طبیعت مین ہرج نہو جائے بہنون نے مُسکرانا شروع کیا جہان آرا بیٹھی رہین تو بڑی بیگم نے پھر کہا سلے جاکے لیٹ رہو دم بھر چلو اُٹھو۔ ہائین! جہان آرا اُٹھین تو ہمجولیون نے آنکھ سے اشارہ بازی شروع کی

ایک۔ اے ذری بیٹھو بہن جلدی کیا ہی جانا۔
دوسری۔ اوہو اوہو۔ اللہ ری شتابی۔ اُف ری عجلت جائیے جائیے۔
تیسری۔ اس بیتابی کو تو دیکھیے۔ اللہ اللہ۔
چوتھی۔ اے تو ہٹے پر نہ ٹوکو بہن۔ کس شوق سے جاتی تھین بیچاری۔

جہان آرا پھر کچھ جھینپ کر بیٹھ گئین تو سب بہنین مُسکرانے لگین اور یہ بھی ایک ادا ے دلربا کے ساتھ زیر لب مُسکرائین یہ اور بھی شرمائین۔

بڑی بیگم۔ اے جانے دو۔ کیون دق کرتی ہو سب کی سب ملکر۔
زیب النسا۔ ہم کیا کچھ روکتے ہین خالہ جان۔
نظیر بیگم۔ لے جاؤ نہ۔ ہمارے ہی کہنے سے تو بیٹھ گئی ہین نہ اونہہ۔
حُسن آرا۔ جائیے جائیے۔ دیکھیے امّان جان کا حکم ہے۔
بڑی بیگم۔ جاؤ بیٹی ایک دم کے لیے لیٹ رہو۔ دن بھر کی تھکی ہو۔
زیب النسا۔ (مُسکرا کر آہستہ سے) افوہ بہت تھک گئی ہین۔

جہان آرا جھینپ کر پائینچے اُٹھاتی ناز و ادا سے قدم رکھتی چلین کمرے مین پہونچین۔ تو نواب صاحب نے کہا اخاہ بہت جلد آئین آپ۔ دروازہ تاکتے تاکتے آنکھین تھک گئین بارے اتنی دیر کے بعد کہین چھم چھم کی آواز کان مین آئی۔

جہان آرا۔ (تنک کر) لے آج تم کہان گھر مین گھسے آن بیٹھے آج باہر کی سیر ہی یا بیبیان کی۔ ہم گانا سُن رہے تھے کہ آپ داخل ہوے۔ یہ سوجھی کیا۔ خالہ جان نے بار بار کہا جاؤ جاؤ تو اُٹھنا پڑا ورنہ اللہ جانتا ہے ہم تو ہرگز نہ اُٹھتے۔ ہمجولیان اشارے کرنے لگین۔ تمھارے سبب آج ہمین جھینپنا پڑا۔

نواب۔ چلو خیر عید کے دن سب معاف ہے۔

پردے پڑ گئے خواص باہر چلی آئی۔

ادھر ڈومنیان کسی کا آنچل پکڑتی ہین کسی کا دوپٹہ نہین چھوڑتین۔ روپیہ دو روپیہ اُٹھنی چونی جس نے دیا لے لیا اور پھر ستانا شروع کیا۔

چار بجے جہان آرا کی آنکھ کھُلی چُپکے سے اُٹھین اور دُلائی اوڑھ کر دبے پاؤن جانے ہی کو تھین کہ نواب صاحب بھی جاگ اُٹھے۔

نواب۔ کہان جاتی ہو سردی ہے۔
جہان۔ اے واہ چہ خوش۔ اے لو۔ اور سُنو

سردی کی اچھی کہی۔

نواب - ٹھہرو ٹھہرو۔ مُنھ دھوؤ۔ پان کھاؤ۔ جانا جلدی کیا ہی۔

جہان آرا - اے واہ۔

(اے واہ) کہکر جانے ہی کو تھین کہ نواب صاحب نے دُلائی پکڑ لی۔ تو جہان آرا بیگم نے دلربائی کے ساتھ جھٹک کر کہا چلو۔ چھوڑ دو بس ہین یہ ہنسی نہین بھاتی وہان سب ہین ہنسینگی تمنے تو بیجیائی کا جامہ پہن لیا یار دوست ہنسینگے ہنسین تھین پر واہ کیا ہی اسکی۔ اُٹھو باہر جاؤ۔

نواب صاحب آنکھ ملتے ہوئے اُٹھے۔ اوفوہ ابھی تو تین بھی نہین بجے جہان آرا تو چار کا گجر اپنے کانون سُن چکی تھین کہا کچھ تمکو خبر بھی ہی آؤ کچھ کچھ بدتے ہو۔ تین بج گئے۔

نواب صاحب نے کہا آؤ بدتے ہین۔

جہان آرا - کیا کیا بدتے ہو۔

نواب - ایک اشرفی لاؤ ہاتھ پر ہاتھ مارو۔

جہان آرا - ہم لے لینگے۔ اللہ جانتا ہی۔ تم بدبد کے مکرتے ہو ہم نہین بدتے۔

نواب نکل گئین نہ۔ ہم نہین جانتے۔ ہم ایک اشرفی لین گے۔

جہان آرا - اور جو ہار گئے تم۔

نواب - تو ایک اشرفی دینگے۔ قرآن کی قسم۔

جہان آرا نے کہا دیکھو شرعی قسم کھائی ہی یاد رکھنا عباسی گھڑی بجے ہونگے۔ عباسی نے کہا حضور اب پانچ بجین گے چار بج گئے دیر ہوئی۔

جہان آرا - لائیے اشرفی ہوئی۔

نواب صاحب نے کہا۔ ارے پانچ کا عمل ہے۔ لاحول ولاقوۃ۔

نواب صاحب باہر تشریف لے گئے تو یارون نے بنانا شروع کیا۔ اب تو درد سر نہین ہی حضرت۔ فرمائیے یقین ہی اب سر کا درد جاتا رہا ہوگا۔

ادھر جہان آرا جو کمرے مین پہونچین تو اُنکی بہنون نے اُنکو ہنسنا شروع کیا۔

زیب النسا - آپ تشریف لائین۔

حُسن آرا - باجی جان بندگی (مُسکرا کر) لے لو ہم تو ادب سے بندگی کرتے ہین۔ اور آپ تنکھی ہو کر گھورتی ہین۔ واہ بہن واہ۔

نظیر بیگم - اب تو آنکھین نہین جھکی پڑتین۔

جہان آرا - تو تم کو شاید سورہنے مین نیند نہ ملی ہوگی (جھینپ کر) چھیڑ خانی سے باز نہین آتین۔

ڈومنیون نے جہان آرا بیگم کا آنچل پکڑا۔ اور کہا لائیے۔ جہان آرا نے دو روپیہ دیے۔

ڈومنی - اے واہ سبحان اللہ۔ آپ سے اور دو روپیہ لین۔

جہان آرا - (دو اور ملا کر) اچھا لو۔

ڈومنی - خیر اسوقت تو لیے لیتے ہین۔ مگر پھر دینا ہوگا۔ آپکو آپ تو جا کر سو رہین۔ اور بیبیان ہین نے ان سب سے دس دس دفعہ بیل لی۔ آپ اب آئی ہین۔ مگر لیے ہم نہ مانین گے۔

جہان آرا - (مُسکرا کر) اچھا یہ تو لو۔

ڈومنی - خیر جو حکم۔ مگر اسکی سند نہین۔

جہان آرا ۔ انھون نے دس دفعہ بیل دی تو کیا کمال کیا گانا بھی تو سُنا ہمنے کچھ گانا سُنا تھا ۔

ڈومنی ۔ (مُسکرا کر) اے حضور آپ نے سُنین تو ہم کیا کرین ۔ ہم تو آپ ہی سب کا دیا کھاتے ہین ۔ اللہ کرے نواب صاحب تا دور قیامت زندہ رہین آپ کو کہ مانگ سے ٹھنڈی رہین ۔

حُسن آرا ۔ لے اب سویرا ہوا جاتا ہی ۔ ایک دم چیز اور کہو ۔

ڈومنی ۔ بہت خوب جو حکم ہو ۔

سپہر آرا ۔ ساس بہو کی لڑائی کی نقل کرو ۔

زیب النسا ۔ اسوقت بہار النسا بہن نہوئین کیا کہیے ۔

ایک بوڑھی ڈومنی ساس اور بی منی بہو بنین کیفیت قابل دید تھی ۔ بوڑھی زمانہ دیکھے ہوئے ۔ خرانٹ پوپلے مُنھ سے نئے نئے محاورے ادا کرتی تھی اور منی اُنگلیان مٹکا مُسکرا کر ہاتھ پھیلا پھیلا کر جواب ترکی بہ ترکی دیتی تھی ۔ بڑی بیگم تک ہنس پڑتی تھین بس نقل کی انتہا سے تعریف یہ ہے کہ بڑی بیگم کو ہنستے کسی نے کم دیکھا ہوگا ۔ حُسن آرا اور سپہر آرا اور اُنکی خالہ زاد بہنون اور پھوپیون کی یہ کیفیت تھی کہ مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ۔

نظیر بیگم ۔ منی سے اور انکی ساس سے خوب بنے گی ۔

حُسن آرا ۔ لڑنے بھڑنے کی تو اسی بہن سے تعلیم پا چکی ہین ۔

زیب النسا ۔ کیسی کچھ ناک مین دم آجائے گا اُن کی ساس کا ۔

صبح کو جلسہ برخاست ہوا ۔

ادھر نواب صاحب محفل مین گئے تو کہروے کی فرمایش کی تین پریون نے بصد شان دلربائی کہروا ناچنا شروع کیا ۔ دو کی زلف پریشان ستم ڈھاتی تھی اور ایک کہروا ناچتے ناچتے شرما جاتی تھی ۔

نواب ۔ این! واہ یہ کیا بات آدھے چکر کی سند نہین پورا ہو ۔

سازندہ ۔ حضور لجاتی ہین ۔

نواب ۔ واہ وا ۔

ظریف ۔ تم طریقہ بتا دو بڑے میان ۔

سازندہ ۔ (دانت کھول کر) خداوند یہ ہمکو سکھائین گی یا ہم انکو ۔

ظریف ۔ اب یہ ناچا ہی کرینگی ۔ یا مُنھ سے بھی کچھ کہین گی سرسے تو کھیل چکین اب مُنھ سے بھی بولین ۔

گوری دھیرے چلو گگری چھلک نا جاے ۔ کی آواز دلربا بلند ہوئی ۔ محفل عشرت کی رونق دہ چند ہوئی ۔

سویرے جلسہ برخاست ۔ دو ایک صاحبون نے کہا حضرت ہم بھیرون سُنے بغیر نہ جائینگے ۔ مگر سب رات کے تھکے تھے ہُر ہو گئے ۔

نواب صاحب حمام کرکے اندر تشریف لے گئے ۔ نظیر بیگم سے نوک جھونک ہونے لگی ۔

فوج ظفر موج

میان آزاد ہُرمزجی بھائی کی کوٹھی سے رخصت ہوکر اپنے رجمنٹ مین شریک ہونے گئے تھے کہ تھوڑی دیر مین گھڑگھڑاہٹ کی آواز آئی خوجی نے (چونک کر) کہا یہ کیا ہی یہ آواز کیسی آئی اوہ کس قدر گھڑگھڑاہٹ ہی کہ خدا کی پناہ ۔ اخاہ ۔ اب ہم اسکی لِم سمجھ گئے ۔ زلزلہ آنے والا ہی ۔ ہُرمزجی زلزلہ کے معنے نہین سمجھے مگر خوجی کو شک کے عوض یقین کامل تھا کہ ضرور

زلزلہ آنے والا ہی ایک مرتبہ میاں آزاد سے سُن چکے تھے کہ جب زلزلہ آتا ہی تو اکثر مقامات پر قبل زلزلہ زمین کے اندر سے ایک قسم کی آواز آنے لگتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ جیسے کوئی شخص زمین کے اندر بندوقین داغ رہا ہی۔ یا چاند ماری ہوتی ہی۔

اتنے مین ہُرمزجی کے آدمی نے کہا حضور فوج جاتی ہی۔ ہُرمزجی اور بیٹرا اور میان خواجہ بدیع صاحب کوٹھے پر گئے دیکھا فوج سامنے آرہی ہی پہلے تو چاند دیکھا یہ آئی کی گھڑ گھڑ اُڑا سٹا تھی۔ اُسکے بعد پا پیہ، پا پیہ قرینہ بہ قرینہ فوج آتی رہی دیکھتے دیکھتے مس بیٹرا کی نظر میان آزاد پر پڑی۔ بائین ہاتھ سے گھوڑے کی باگ اُٹھائے عظمت و صولت کے ساتھ بیٹھے ران پڑی جاسئے یہ جا وہ جا۔ خوجی کی سُنیے کوٹھے پر سے پکارتے ہین۔ میان آزاد۔ میان آزاد ہوت۔ ارے میان ادھر ادھر۔

ہُرمز۔ ہائین! خاموش رہو جی۔ بھلا یہ کوئی موقع ہی کسی کے پکارنے کا۔

خوجی۔ واہ خدا جانے کیا گالیان دے رہے ہین سُنتا اور سمجھتا کون ہی۔

ہُرمزجی نے ایک اُردو دان کو بُلوایا اور کہا انکو سمجھا دو کہ جب فوج جاتی ہو تو اس طرح بید ھڑک پکارا کرین اسوقت غل مچا کر میان آزاد میان آزاد پکارنا کیسے عجب وحشتی ہی۔ اور ہم سمجھاتے ہین تو جواب ہی نہین دیتے اُردو دان ہندی آدمی تھے۔ خانساماں خوجی سے کہتے ہوئے کسی قدر ڈرے کیونکہ انکے مزاج سے سب واقف تھے۔ ہُرمزجی نے بہ اصرار کہا کہ جو ہم کہتے ہین وہ انکو سمجھا دو مگر ذرا ملائم الفاظ مین انکو بات کی تاب نہین ہی۔

خانساماں۔ حضور کہتے ہین کہ فوج کا واسطہ بندہ نصب ہی اب کبھی اس طور پر نہ پکاریے گا۔ آپ نے شاید نہین سے آزاد آزاد کہکر پکارا تھا۔

خوجی۔ واہ ہی عجب ڈرپوک آدمی ہین۔ کیا کوئی گولی مارتا یا توپ کھینچ مارتا ہم بھی تو پلٹنون مین رہ چکے ہین بھائی رسالداریان کی ہین۔ کمیدانیان کین۔ سپاہی پر سپاہی کا ہاتھ ہرگز نہ اُٹھے گا۔

خانساماں نے ہُرمزجی کو سمجھا دیا۔

ہُرمز۔ پوچھو تمھارے غل مچانے سے وہ چلے آئے؟ بس اتنا پوچھ لو تم جو چلائے وحشت مین آکر تو اس سے تمھین یہ اُمید تھی کہ وہ چلے ہی آئینگے۔

خوجی۔ (خانساماں سے) پوچھو یہ جھگڑا کیا ہی۔ آپ کو ان باتون سے کیا مطلب ہی۔ میان آزاد نے اس طرف دیکھا تھا۔ ہماری اُنکی چار آنکھین بھی ہوئین۔

ہُرمز۔ (بیٹرا سے) کیا میان آزاد نے اس طرف نظر کی تھی ہمنے نہین دیکھا۔

بیٹرا۔ وہ اسوقت روبین ہر چلے جاتے تھے انکو تو شاید یہ بھی نہ معلوم ہوا ہوگا کہ مسٹر ہُرمزجی کی کوٹھی ہی یا کوئی اور مقام ہی۔

اب سُنیے جسوقت شہر سے فوج ظفر موج جنگی سامان اور آن بان کے ساتھ معرکہ رستخیز کے لیے چلی۔ تو تمام شہر مین دھوم مچ گئی کہ لشکر فیروزی اثر دو رہے پر جاتا ہی گو افسران فوج اور فوج کی سپاہی سب خوش ہر داور سب اگرچہ دل جوان تکریر البتہ کے تمکنت ابر آشام مشہور رشادین عالم حمیت اسلام کے عاشق دل دادہ میان آزاد آزادہ پر اور ہی عالم تھا

کلاگون بادرفتار رو آہو تک کا زمین پر قدم نہیں رکھتا تھا میاں آزاد کے چہرے سے شان سپہ سالاری عیان تھی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شہزادہ بلند ارادہ یا کوئی جنرل جلیل القدر ہے۔ ع

بالاے سرش ز ہوشمندی
میتافت ستارۂ بلندی

از سر تا پا زرق و برق بحر نور میں غرق۔ خلق خدا دعائیں دیتی تھی جرأت بلائیں لیتی تھی۔ گھوڑے کا نازِ معشوقانہ لطف دکھاتا تھا۔ تیزی اور شوخی سے اٹھکیلیاں کرتا جاتا تھا۔ زن و مرد پیران کہن سال اور جوان نو عمر عوام اور عمائد اور رؤسائے شہر اور خاتونان ملکۂ نفیس مرتبت مکانوں اور دکانوں اور کوٹھیوں اور چھتوں اور بازاروں میں بصد جوش و خروش اظہار مسرت کرتے تھے۔ کسی نے لشکر فیروزی اثر کو دیکھ کر رومال ہلایا۔ کسی نے مرحبا مرحبا کا شور مچایا۔ کسی نے دعا مانگی کہ بار خدایا ان ملک کے خیر خواہوں کو شاد و بامراد رکھ۔ سرخرو واپس آئیں۔ خوشی کے ڈنکے بجائیں غنیم شکست فاش پائے۔ ترکی رنگ رلیاں منائیں سلطنت عثمانیہ کی سطوت و عظمت کا علم بلند ہو۔ اقبال و جلال کی ترقی دہ چند ہو۔ ترک دوست مسجدوں میں گئی کے چراغ جلائیں صدا و بہناؤ نچھاور کھیں۔ اعدا منہ کی کھائیں کوئی جزاک اللہ کا نعرہ بلند کرتا تھا کوئی سپاہیوں کی نمک حلالی کا دم بھرتا تھا لڑکے تالیاں بجاتے تھے۔ بوڑھے دل ہی دل میں دعائے خیر دیتے جاتے تھے۔ شہر میں اس درجہ جوش تھا کہ ہر فرد بشر نشۂ بادۂ حمیت سے مدہوش تھا۔

میاں آزاد زبان حال و قال سے یہی کہتے تھے کہ۔ ع

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

ترکوں کی فوج دیکھنے کے قابل ہوتی ہے جو سپاہی ہے خوبروئی کی جان۔ جو افسر ہے بسالت کی کان۔ جوان طناز کشیدہ قامت خوش انداز خوبرو۔ خوشخو بہار طبع رنگین مزاج بڑے کس بل کے لوگ ہیں اور چھوٹ جہاں لے میدان کارزار میں پہونچے اور شیر ژیان بن گئے اور اسلام کے نام پر جان دیتے ہیں چاہے دو دن تک کھانا نہ ملے مگر غنیم کو پشت نہ دکھائینگے قتل کرینگے اور مر جائینگے۔ لو کی شدت آفتاب کی حدت سردی کی کثرت ایک کو نہ یا نہیں چاہے برف گرے چاہے گھر اپڑے یا ہوا سے جگر تک ٹھٹھر جائے مگر ترک کی سپاہی کا قدم پیچھے نہ ہٹے گا۔ اس میں ہر چہ بادا باد۔ اور یوں تو شکست کھائیے کوئی قوم روئے زمین پر نہیں بچی ہے یہ دنیا کے کارخانے ہیں جس میں انسان کو دخل نہیں۔ ع

شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر
مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

ترکوں کے حسن گلو سوز کا ادنی ثبوت ہے کہ جن ترکوں کو قید کر کے روسی لیگئے تھے جب انکو رہا کیا اور وہ ٹرکی کیطرف واپس آنے لگے تو روسی لیڈیوں نے رونا شروع کیا اور مچل گئیں کہ انکے ساتھ ہم جائینگے۔ اکثر لیڈیوں کو بڑی قت سے روسیوں نے باز رکھا۔ ورنہ ان خوش رو جوانوں سے وہ اس درجہ ملتفت ہو گئی تھیں کہ گھر سے نکلی جاتی تھیں۔

سچ ہے۔ ع

سعدیا روز ازل حسن بہ ترکان دادند

یہ پلیونہ کی ایک جنگ کا حال ہے۔

روسی اُسوقت بہت ہی چھپے جب پل کے اسٹشن پر
سترا سّی جوان اور نوخیز لیڈیان تھم تھم کر ڈٹ گئین اور کہا کہ
ان ترکون کے ساتھ ہمین بھی جانے دو۔ ہمارا اُنکی ادا پر دل آیا ہے
بعض بعض ڈاڑھین مار مار کر روئین اور اکثر آبدیدہ ہوگئین
ان ترکون کے دل کی اس وقت عجب کیفیت ہوگئی۔
انکے جمال مبین کا ادنیٰ ثبوت یہ تھا۔

جسوقت فوج شہر سے باہر جاتی تھی ایک میلا سا جما ہوا تھا کوٹھے پٹے پڑتے تھے تماشائی زمین کے ایک ایک چپے کے لیے لڑتے تھے۔ ایک نوجوان خاتون ترکی لیڈی جھروکے سے فوج پر نظر ڈال رہی تھی کہ اپنے پیارے اور حسین شوہر کو شہر کے باہر جانے سے قبل آنکھ بھر کر دیکھ لے اور بصد حسرت دل مین سوچتی تھی کہ خدا جانے یہ آخری دیدار ہے یا پھر کبھی اپنے چہیتے شوہر سے ملونگی۔ مگر افسوس کہ اسکی آرزو پوری نہوئی اور اُسکے شوہر کا گھوڑا اسکو نظر نہ آیا۔ ایک بوڑھا سوا سو برس کا آدمی عصا کے سہارے سے کھڑا دیکھتا ہے کہ اسکا نور بصر لخت جگر پیش نظر آئے تو اسکی آنکھ نور موفور پائے۔ یہ لڑکا اپنے باپ سے لڑکر گیا تھا۔ بوڑھے کی یہی ایک اولاد اور ساری خدائی مین یہی ایک عزیز تھا اس نے باپ سے آنکر جو گفتگو کی تھی اس سے ترکی سپاہیون کی جرأت اور جان نثاری صاف ظاہر ہوتی ہے

بیٹا۔ ابّا۔ اب ہمین رخصت کرو۔ ہم فوج کے ساتھ ضرور جائینگے

بوڑھا۔ جان بابا۔ ع

اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو

جو جو آٹھ دن کی پیدایش میدان جنگ مین بڑے بڑے بہادرون کے چھکے چھوٹ جاتے ہین۔

بیٹا۔ ابّا جان چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہوجائے مین نہ مانون گا۔

بوڑھا۔ بیٹا ناکردہ کار ہو جاکے کیا بناؤ گے۔

بیٹا۔ ابّا ہم زخمیون کو پانی پلائینگے۔

بوڑھا۔ بیٹا اس خیال سے درگذرو۔ یہان ہم اکیلے مر نہ جائینگے تمھارے بغیر۔

بیٹا۔ (زار زار روکر) ابّا جان تم مر جاؤ تو خیر۔ مگر زخمیونکی خبرگیری مقدم ہے۔ میرا قصور اسوقت معاف کرنا۔ ایک تمھاری جان جائیگی اگر سو کا بھلا ہو تو ابّا تم اپنی جان کا خیال نہ کرو۔

باپ نے بیٹے کو گلے لگایا اور بوافیت سرشک سے اسکا دامن تر کردیا اور کہا جان بابا تم کو اب ہم نہ روکینگے تمھاری بس اتنی ہی زندگی تھی مگر خیر۔ بیٹے نے کہا ہماری جان کی کوئی بنیاد نہین۔ جو جوان مرد ہمارے ملک اور ہمارے ظل سبحانی اور خلیفۃ الرحمانی کے لیے جان دیتے جاتے ہین انکی جان ہماری جان سے زیادہ قیمتی ہے۔ یہ کہکر لڑکا اُٹھ کھڑا ہوا۔ بوڑھے نے کہا فی امان اللہ۔ آداب بجالایا اور چلا۔ بوڑھا بیچارہ مصیبت کا مارا کھڑا تاک رہا تھا کہ ایک نظر بھر دیکھوں جب لڑکا فوج کے ساتھ اس مقام پر پہونچا جہان بوڑھا کھڑا تھا تو دونون کی چار آنکھین ہوئین۔

ادھر اُدھر کچھ خواتین ناز و ادا کے ساتھ ان جوانون پر گل افشانی کرتی تھین انمین ایک بیوہ دن بھی تھی صندلی رنگ شوخ و شنگ آگ بھبوکا۔ اس بی بی نے بصد شان دلبری ایک مرتبہ میان آزاد پر تاک کر پھول پھینکا تو آزاد نے ہاتھ سے روک کر پھول کو چوم لیا اور آنکھون سے لگا کر بٹن مین لگا لیا۔ اس بت رنگین ادا اور ناز پرور مہ پارہ نے پھر اپنی نظر ڈالی اور زبان حال و قال سے یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی۔ ؎

سرو از سر ناز جلوہ گر کن | بر ما بغلط یکے نظر کن
از خرمن گل چو می خرامی | بر سوختہ خرمنے نظر کن

رسالہ آگے بڑھا۔ تو ایک مقام پر مکتب کے چند لڑکوں نے نعرہ مارا اور ترکی زبان میں دعا مانگی کہ خداوندا ان نوجوانوں کو نیک نام اور فائز بمرام کر۔
الغرض تمام شہر میں دھوم مچی تھی۔ اور خلق خدا دست بدعا تھی کہ غنیم ایک ہی حملے میں بول جائے۔ چھوٹے بڑے امیر فقیر آیندہ و روندہ سب یہی دعا مانگتے تھے۔ سچ ہے ؎

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر | خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد | میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

جس میں حب وطن نہیں وہ آدمی نہیں۔
جب فوج شہر سے باہر پہنچی تو آزاد پاشا اور ایک افسر علیقو پاشا نامے سے باتیں ہونے لگیں۔
علیقو۔ آپ نے ملاحظہ کیا کس قدر جوش ہے۔
آزاد۔ بیشک اور یہ جوش قابل قدر ہے۔
علیقو پاشا نے میاں آزاد سے پوچھا کہ غنیم اب کس مقام پر ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ شہر کیطرف سے گرد نمودار ہوئی اور رفتہ رفتہ بلند ہونے لگی۔ لشکریوں نے سمجھا کہ وزیر جنگ نے کچھ ہدایت کی ہے۔ کئی سوار سرپٹ اور سرپٹ گھوڑے دوڑاتے آتے ہیں ورنہ اسقدر گرد بلند نہوتی۔ شہر میں کچھ خبریں ہی سب کے سب کسی قدر تردد کے ساتھ آگے بڑھے مگر شہر پناہ کے باہر پہنچکر لوگ جنگی نقارے سے بجاتے تھے۔ جس وقت گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آئی۔ افسر کمانیر نے حکم دیا کہ فوج آگے نہ بڑھے سب رک گئے کہ دیکھیں کیا ہے مگر کچھ نظر نہ آیا اور بجز ٹاپوں کے اور کوئی آواز نہ سنی تو دیکھا کہ دس سوار مارا مار چلے آتے ہیں۔ سواروں نے آنکر کہا وزیر جنگ کا حکم لائے ہیں۔ افسر کمانیر نے وزیر جنگ کا خط لیا اور پڑھا۔ لشکریوں کو سنایا۔ اسکے بعد آزاد پاشا کو حکم دیا کہ کل سواروں اور پیادوں اور توپخانے والوں کو سنادو۔ آزاد پاشا نے گھوڑا اپنی صف سے نکالا اور وہ کاغذ لیکر گھوڑا بڑھایا اور سب کو اسکا مطلب سنادیا۔ اسکے بعد افسر کمانیر نے سب کو مخاطب کر کے یوں کہا۔
اے میرے پیارے جوانو۔ آپکو حضور وزیر جنگ کی ہدایت سے معلوم ہوا ہوگا کہ روسیہ لشکر کے ہزار آدمی دریاے ڈینیوب کے اس پار عبور کر آئے۔ انکے روکنے کا کامل بندوبست کیا گیا تھا مگر واللہ اعلم کس راہ سے چلے آئے۔ جب ہماری فوج انکے مقابلے کے لیے گئی تو کوئی پچیس ہزار روسی اتر آئے تھے۔ اس جماعت نے ہماری فوج سے جو تعداد میں غنیم سے کم تھی مقابلہ کیا۔ گو ہماری جماعت کم تھی مگر عرصۂ دراز تک دشمن سے بہت مردانہ اور جرأت کے ساتھ مقابلہ کرتی رہی اور باوجود حملہ ہاے متواتر اپنی جگہ سے نہ ہٹی۔ اس جنگ سے روسیوں کو ایسا موقع ملا کہ باقیماندہ فوج بھی اُتر آئی۔ اب یہ وقت ہے کہ ایک ایک ترکی اپنے عدو کے خون کا پیاسا ہو۔ اور غنیم کو نیچا دکھائے۔
ایک افسر۔ (جوش کے ساتھ) السعی منی والاتمام من اللہ۔
دوسرا افسر۔ اپنی یہ شمشیر آبدار ہے اور میدان کارزار ہے۔
تیسرا افسر۔ یہ خنجر بران ہے اور ہماری جان ناتوان ہے۔
چوتھا افسر۔ (با آواز بلند) ؎

سر کٹے پڑتے ہیں کہ ہیں بانکے شیر دلوں کے قدم
آپ کا دیکھنا ہو کچھ لیں [illegible] میدان ہم سے

افسر کمانیر۔ ارے حمیت قومی جوش میں آ۔ ای ہمدردی مدد فرما

لشکری - آمین - آمین ثم آمین -
افسر کمانیر - کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھنا -
لشکری - کیا مجال - کیا طاقت - ہم لوگ اُن مین نہین ہین جو بھاگ جایا کرتے ہین -
علیقو پاشا - شاباش ہے جوانان رومین تن -
افسر کمانیر - حضور وزیر جنگ فرماتے ہین کہ آزاد پاشا اور اُس کمسن لڑکے کو جو اپنے باپ سے لڑ لڑ کے فوج کے ساتھ گیا ہے بہت عزیز رکھنا -
لشکری - دل و جان سے زیادہ دونون عزیز ہین -
آزاد - آزاد خادم نام سلام ہے آزاد خادم اہل روم و شام ہے
میدان جنگ مین جان بکف جاتا ہے آزاد زندہ وہ اپنا آئیگا
اور اگر آئیگا تو پہلے روسیہ کو نیچا دکھائے گا - ع

تیرے گلشن کو فقط اک تپش دل کافی ہے
راگ لانا نہ کہین بلبل نالان ہم سے

لشکر نے نعرہ مارا اور فوج آگے بڑھی [illegible] رخصت ہوئے -

علیقو پاشا نے میان آزاد سے پھر گفتگو شروع کی -
علیقو - جس دوشیزہ پری چہرہ کی ہدایت کے بموجب آپ یہان آئے اُسکا نام کیا ہے -
آزاد - (فخر کے ساتھ) حسن آرا بیگم -
علیقو - اگر کامیاب گئے تو فہو المراد - ورنہ بیچاری سمجھے گی کہ اُسنے تم کو قتل کیا -
آزاد - نہین قضا سے کسی حالت مین انسان کو مفر نہین ہے -

خونریز ہوا ہے دل تیغ حکم قضا سے
جلاد کبھی مورد الزام نہین ہے

اور مجھے جان کی تو فکر ہی نہین فکر ہے تو اسقدر کہ اس بت عربدہ جو کی آرزو بر آسکے -

الغرض علیقو پاشا اور میان آزاد سے عرصہ دراز تک گفتگو رہی - قریب شام ایک گانون کے متصل باغ مین فوج نے پڑاؤ ڈالا اور سپاہی رنگ رلیان منانے لگے - کوئی گاتا ہے کوئی شادیانے بجاتا ہے -

ناشاد دولھا

اخاہ میان خواجہ بدیع الزمان ہین - آئیے حضرت مزاج مقطع ماشاء اللہ کیا ٹرخ ٹرخ لور برس رہا ہے - ع

سب صورت لنگور فقط دُم کی کسر ہے

قد و قامت پہ نظر ڈالیے تو پون انچ مگر سمجھتے ہین یہی کہ ہم گران ڈیل جوان ہین - ع

یہ ہیکل ہوئی جون تناور درخت

کوئی عضو بدن عنایت ایزدی سے سڈول نہین کوئی کل درست نہین - آنکھین بڑی گاو دیدہ ایک آبرو صفا چٹ -
میان خوجی ہرمزجی بھائی کی گاڑی پر سوار ہو کر مس روز کمیل کی طرف گئے کمیل باغ پر فضا مین ٹہل رہی تھی - ان سب پیرزادون ہرمزجی نے انکو ملا دیا تھا اور سب انکو بنائی تھین - خوجی گاڑی سے اُترے اور کمیل کو بندگی عرض کر کے یون ہمکلام ہوئے -
خوجی - مس روز کجا است - کجا رفت کجا بود -
کمیل - (مسکرا کر) ہم نہین سمجھتے -
خوجی - من بدیع بری گویدا تابعد از شکوک اللہ -
کمیل - (اشارے سے) بیٹھو -
خوجی - من بدیع میرود - برائے ملاقات تشنہ قد خود

کہ پری پیکری سست -
گیبل نے ایک ترکی باغبان سے کہا کہ انکو سمجھا دو کہ مس روز اور مس میڈا ہوا کھانے گئی ہین - آپ بیٹھیے آتی ہونگی -
باغبان نے کہا بیٹھو آوین - دونون گیا باہر -
خوجی - تم ہندوستان سے آئے ہو -
باغبان - آن رہان، کلکتہ گیا - دو برس بس چلے -
خوجی - ان سے کہدو ہم جاتے ہین ہمارے مکان پر خط لکھوا کے بھیجدین -
باغبان - کہدین - ہم کیون - اچّا - (اچھا) -
خوجی نے مس گیبل سے ہاتھ ملایا اور گاڑی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے ادھر ہُرمزجی کو جو دل لگی سوجھی تو انھون نے مس گیبل اور مس میڈا سے کہا کہ کل ہم خوجی کی برات نکلوائینگے تینون ہاین باہم خوب مشورہ ہوا - اتنے مین خوجی آن پہونچے ہُرمزجی نے کہا لو تمھاری شادی کی فکر ہو گئی مس روز راضی ہین کل برات لیکر آؤ - چاندی ہے چین کرو -
خانساماں بلوایا گیا تاکہ خواجہ صاحب گفتگو سمجھتے جائین -
خوجی - خدا کرے وزیر جنگ وغیرہ بھی خود برات مین رونق افروز ہون -
ہُرمزجی - کل اُمراے عظام ایسی نادر روزگار برات کو آکر بچشم خود ملاحظہ فرمائین گے -
خوجی - واللہ تو پھر ہندوستان کر لیجیے -
میڈا - ہاتھی کا ملنا محال ہے - اور اونٹ خواجہ صاحب کو ناپسند کا واکس اور گدھا اچھا نہین ہے نہ -
ہُرمزجی - یہ کیون -
خوجی - آج ایک صاحب وزیر [illegible]

شتربان آتا تھا باتون باتون مین بگڑ گیا - مین نے کہا مارے قرولیون کے چوندھیا دونگا اُسنے ہنسکر کہا بیدھا تو نہین ہے بس مین لپکا - اب لاکھ لاکھ تدبیر کرتا ہون اُس تک ہاتھ نہین پہونچتا - تب سے مین نے اس جانور پر لاحول بھیجا -
ہُرمزجی - گھوڑا شریر ہوتا ہے - اور بیل اور گدھا واہیات جانور ہین - خچر کی راے بہتر ہے -
خوجی - خوب سوجھی اُستاد - خچر تو امیرون کی سواری مین رہتا ہے - عمدہ خچر کی جوڑی ہزار سے تو کم کو نہ آئیگی - مگر یار طبلے پر تھاپ ضرور ہو -
ہُرمز - یہان شادی بیاہ مین آدمی کا ناچ بالکل ممنوع ہے - ایسے ہی جو کہین کوئی عورت ناچے تو ستم ہی ہو جائے -
خوجی - اچھا پھر کسی سبیل سے ناچ کا تو نام ہو جائے -
ہُرمز - اسکی تدبیر یون کیجیے کہ کسی بچھے یا بندر نچانے والے کو بلا لیجیے کم خرچ اور لطف کا لطف تین بندر والے کافی ہین -
خوجی - حضرت تین چار نہین - پانچ فال مبارک ہے -
ہُرمز - خیر وہ پانچ سہی -
خوجی - مگر وہ ہر شخص سے کہدیا کرین کہ صرف راہگیرون کے خوش کرنے کو تماشا دکھاتے ہین تاکہ دولھا انعام دین اور برات کیطرف سے رقص سرود کا سامان علیحدہ ہوا ہے اور عروس کے گھر انواع و اقسام کا ناچ رنگ ہوتا رہیگا جب لوگ بات سُن چکین گے کہ یہ منجانب دولھا ہے تو اندر کون تحقیقات کرنے بیٹھیگا کہ کس کی طرف سے ناچ ہے خیر چین وہ اور نام یارون کا - کہین یار لوگ چوکنے والے ہین بھلا -
ہُرمز - اوہو ہو کبھی واللہ کیا سوجھی ہے - باقی رہی روشنی مشتعل کیجیا نا - باعث [illegible] دیکھئے ہین ٹوٹا جاتا ہے [illegible]

پھر دس پانچ آدمی بڑے بڑے چراغوں مین تیل بھر کر بانس کے تلے جلاتے لیچلین تو کیسا۔

خوجی۔ ابھی یہان ایسا سمجھنے والا کون ہوگا۔ لوگ غور کرین گے تو سمجھ جائین گے کہ ریچھ اور بندر والے رات کو تماشا دکھانے کے لیے روشنی ساتھ لیے پھرتے ہین۔

دوسرے دن قریب شام سب سامان فراہم ہوا۔ خوجی سج سجا کر سوار ہونے لگے۔

ہرمزجی۔ اس قرولی نے تو اور بھی آپکو اونچی بنا دیا۔

خوجی۔ (خوشی مین آن کر یہ شعر پڑھنے لگے)۔

اگر ڈنڈ کھم گنبد گردون لرزد
ور اُٹھا بیٹھ کنم تخت فریدون لرزد

ہرمز۔ (مسکرا کر) شادی مبارک ہو۔

خوجی۔ ؎

براتِ عاشقان بر شاخ آہو اسکو مت سمجھو
چلے ہین بیاہنے سسرال کو اتنک کنوارے ہم

بدیع الزمان کی جورو کی شادی ہو۔

ہرمزجی جوڑی پر سوار ہو کر ملیڈا کے یہان پہونچے۔

ملیڈا۔ (ہنسکر) اور برات۔

ہرمزجی۔ چل چکی ہو۔ ذرا آج قطع مبارک دیکھیے گا۔

ملیڈا۔ تو چلیے ہم سب ملکر لب سڑک بارہ دری مین بیٹھین

ہرمزجی اور ملیڈا اور مس روز سب ملکر بارہ دری مین بیٹھے اور چار ملازم دروازے پر کھڑے ہو گئے۔

برات چلی۔ آگے نشان کا ہاتھی۔ پیچھے ریچھ اور بندر۔ اسکے بعد دس پانچ آدمی روشنی لیے ہوئے۔ کہین لڑکے تالیان بجاتے ہین۔ بیفکرے فقرے کستے ہین۔

ہرمزجی اور خوجی مین پہلے سے مشورہ ہو چکا تھا کہ برات مین باجے کے عوض تالیان بجین اور ہاتھی پر برات کا نشان ہو اور طالبعلم بھی ساتھ ہون۔ پانچ سات طلبہ جنکو فارسی اردو کے اشعار کئی دن سے رٹا دیے تھے اور روہین رہ کر غل غپاڑا مچاتے جاتے تھے بیچ مین خوجی ٹٹو پر سوار اکڑے ہوئے بیٹھے ہین۔ چوبی قرولی سنبھالے گیروے رنگ کی پوشاک سیاہ پگڑی۔ اوپر پھولون کا سہرا۔ افیون کی ڈبیا کمر مین بار بار ٹٹولتے جاتے تھے۔ ٹٹو کی دم اور پیشانی سرخ اور تمام بدن پر نیلے نیلے رنگ کے گول گول داغ۔ خاصے ہولی کے سوانگ بنے تھے۔ رات بھی چاندنی خوجی کی صورت دیکھ دیکھ کر لڑکے بے اختیار ہنستے تھے جدھر سواری جاتی تھی اس طوفان بے تمیزی کو دیکھ کر لوگ قہقہے لگاتے تھے خوجی نے چونک کر کہا کیا ہے بھئی۔

لڑکے۔ جس گلی زمین سے آپکی سواری مثل باد بہاری گذرتی ہے جس محلے سے آپکی ٹھوڑی نکلتی ہے وہ زعفران زار ہو جاتا ہے۔

خوجی۔ یہ تو مین پہلے ہی سمجھا تھا۔ ایسی مہذب برات یہان والون نے کہان دیکھی ہوگی۔

ایک تماشائی۔ (ہرمزجی کے ملازم سے) کیون بھئی یہ کیا رنگ ہے۔

ملازم۔ یہ بونا مسخرہ بیاہ رچایا ہے

تماشائی ہنس کر۔ واہ رے مردود

خوجی۔ [illegible] خبردار [illegible] اسوقت [illegible] قرولی [illegible] ہوشیار رہنا [illegible]

[illegible]

بغیر مارکھائے تو ون چلے اڑھائی کوس۔ خوجی اُسکی پیٹھ پر اُچھل اُچھل کر ایڑ لگاتے جاتے تھے۔ اور لوگ پھبتیون پر پھبتیان سُناتے جاتے تھے لڑکون سے کہتے جاتے تھے

کہ خبردار غزل بھولنے نہ پائے او باجے والے زور سے بجا مشعلچی بل کے قدم بقدم چلو۔ بھائی دیکھو نامعقول نشان کا چچر بہت بڑھ گیا۔ برات چوک مین داخل ہوئی۔

ہُرمز۔ (ہیڈ ڈا سے) لیجیے برات آ پہونچی۔ یہ نشان کا چچر سامنے آ رہا ہی۔

مِس روز ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئین۔

گیبل۔ زچھ اور بندر کیسے۔

ہُرمز جی۔ یہ ناچنے کے لیے آئے ہین۔

مس روز۔ این۔ ناچنے کا بھی سامان ہی۔

ہُرمز۔ کیسا کچھ کبیدان صاحب ہین کہ باتین۔

اِتنے مین خوجی نمودار ہوئے۔ ملازمون نے بھیڑ کو اغل بغل ہٹا دیا۔ خوجی کی صورت نظر آتے ہی مس روز اور مس ہیڈا اور مس گیبل اور ہُرمز جی ہنستے ہنستے بیتاب ہو گئے۔

ہیڈا۔ ٹٹو کو تو آپ نے خوب ہی رنگ دیا ہی۔

ہُرمز۔ ایسے رنگیلے چھیلا جوان سفید ٹٹو پر سوار ہون بھلا۔

مس روز۔ اور انکی کمر مین یہ کیا ہی۔

ہُرمز۔ کمر سے لکڑی کی قرولی لگی ہی۔ دیا سلائی والی ٹین کی ڈبیا بجاے جیب گھڑی ہی۔

مس روز۔ اور یہ لڑکے تماشائی ہین نہ۔

ہُرمز جی۔ جی نہین مدرسہ کے طالبہ ہین۔ نعرہ خوانی ہوگی۔ فوج طفلان مفت۔

اسپر ایک فرمائشی قہقہہ پڑا۔ اس مقام پر جو لوگون نے گھیرا اور تالیان بجا بجا کر اس زور سے قہقہے لگائے تو خوجی کا ٹٹو بیٹھ گیا۔

خوجی۔ او جانگلو۔ او مسخرے ہنستے کیا ہو۔ جلد کوئی تدبیر بتاؤ۔ ورنہ مارے قرولیون کے پولا دون گا۔ اسوقت تمام زمانے کی نظر مجھ دولھا پر پڑتی ہوگی۔

ملازم۔ مین اس گھوڑے کی عادت خوب جانتا ہون یہ بغیر چابک کھائے اُٹھنے والا نہین۔

خوجی۔ یہان مصلحت کرتے ہو یا کسی تدبیر سے ٹٹو کو مناتے ہو۔

ایک دل لگی باز نے شڑاپ شڑاپ چابک جمانے شروع کیے اتفاق سے خوجی پر بھی ایک چابک پڑ گیا۔

خوجی۔ اوہ اوہ اوہ۔ او نامعقول یہ کیا کیا تو نے۔

دل لگی باز۔ تعمیل حکم۔

خوجی۔ تو گھوڑے کو مارتا تھا۔ یا مجھکو خیر اب بھی کوئی تدبیر کرو گے کم بختو۔

ملازم۔ تدبیر یہی ہی کہ آپ اُتر پڑیے۔

ملازم نے ٹٹو کو مار کر اُٹھایا۔ خوجی پھر سوار ہوئے چلے۔ ایک پانو ن رکاب پر رکھکر دوسرا اُٹھایا ہی تھا کہ ٹٹو چلنے لگا خوجی اراراکر دھم سے زمین پر آ رہے پگڑی یہ گری۔ قرولی وہ گری ڈبیا ایک طرف ٹٹو ایک طرف۔

خوجی۔ او گیدی او نامعقول بہروپیے۔ جہاندیدہ خواہد شد۔ اسوقت ذرا عجلت مین ہون۔

دل لگی باز۔ اُٹھیے اور پھرتی سے سوار ہو لیجیے گھوڑے پر گرنا شہسوارون کا ہی کام ہی جسے گھوڑا نصیب نہین وہ کیا گریگا۔

خوجی - یہ بات ہی ہے مگر بڑی خیریت گذری کہ ہم گھوڑے پر نہ گرا اور نہ میرے بوجھ سے تو اُسکا کام ہی تمام ہو جاتا -

تماشائی - بجا ارشاد ہوا -

خوجی نے پھر سر پر پگڑی رکھی قرولی کمر سے لگائی اور ایک لڑکے سے پوچھا آئینہ تو یہاں نہو گا تمہارے پاس -

لڑکا - ضرور -

خوجی - پھر سے پوشاک سجی ہے - ذرا آئینہ تو دیکھ لیتے -

لڑکا - نہ آئینہ ہے تو پانی میں منھ دیکھ لیجیے -

خوجی نے کہا ہاں ہاں - (ایک ملازم سے) ایک گلاس پانی تو جلد کہیں سے مانگ لینا - ایک بھٹکول آدمی نے گلاس دیا مگر پانی ندارد - خوجی افیم کی پینک میں تو تھے ہی دیکھ کر کہا سب ابلیس ہے معاملہ - دو چار قدم چلکر خوجی کو یاد آیا کہ اس روز کی سرگذشت دریافت ہی نہیں کی چلا اُٹھے یارو غضب ہو گیا ٹھہر جاؤ - جلوس روک لو -

ملازم - خیریت تو ہے -

خوجی - شہر جی بڑے خراب آدمی ہیں - مجکو مکان کا پتہ تک نہیں بتایا مگر تم جانتے ہو گے -

ملازم - کون مکان - کیسا مکان -

خوجی - وہی جی جہاں چلنا ہے -

ملازم - مجکو کیا معلوم جدھر کہیے چلوں -

خوجی - مجھے تو کثرت کار سے فرصت نہ ملی - مگر تم لوگ عجیب آدمی ہو - برات چلی اور عروس کے مکان کا پتہ تک نہ دریافت کیا غضب ہی کر دیا -

ملازم - خیر تو نام بتایئے دریافت کر لیا جائے -

خوجی - ارے کہیں دولہا کو دلھن کا نام نہ لینا چاہیے - اٹکل سے چلے چلو اُسی طرف تو پھر میری سسرال کیوں نہیں چلے چلتے -

ملازم - یا الٰہی تو کچھ نام تو بتایئے -

خوجی - گر گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل - اچھا پھر دریافت ہی کر لو - پری سبز کوہ کی قاف - پورا نام ہم نہ لینگے -

ملازم - (ایک آدمی سے) اجی سبز پری کہاں رہتی ہیں -

آدمی - پرستان میں -

خوجی - دریں چہ شک - آج وہاں تیاریاں ہو رہی ہیں کہ پرستان کی بھی بات ہے مگر پوچھو تو کس طرف سے جائیں -

ایک طرف چار رُشنا رُوکان پر بیٹھے ہوئے تھے ملازم نے پوچھا کہ کوئی پری یہاں رہتی ہے - ایک سُنار نے کہا مجھے اور تو معلوم نہیں مگر شہر باہر پورب کیطرف جو ایک تالاب ہے بڑا سا درخت ہے وہاں پر سال ایک درویش ٹکے تھے اُنکے پاس ایک پری تھی -

ملازم - لیجیے پتہ ملگیا چلیے -

خوجی دو ہی قدم چلے ہونگے کہ بُدّا کی کوٹھی کا تالاب یاد آیا چلا اُٹھے - اخاہ یارو اُس تالاب کی سجاوٹ آج قابل دید ہو گی طلسمات کا نقشہ نمایاں ہو گا طلسمات کا -

ملازم - پھر چلیے کدھر -

خوجی - اب خواہ مخواہ کہلانا ہی چاہتے ہو تو سنو - ہم اپنی عروس چاردہ سالہ کو ہمیشہ بُدّا کی کوٹھی میں دیکھا کیے ہیں وہیں برات چلے -

ملازم - تو آپ نے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا اتنی برات پھر گئی ہوتی بُدّا صاحب تو نہایت مشہور آدمی ہیں چوک کے متصل کوٹھی ہے -

خوجی - پھر اور نہیں کیا۔ کچھ ایسے ویسے کے گھر ہم شادی کرنے جاتے ہیں بھلا۔

وڈ صاحب نامے ملک اسپین کے ایک ملک التجار کی کوٹھی قسطنطنیہ میں تھی بڑے مالدار آدمی تھے ایک فرنگیسی انگریز دوست سے انھوں نے اسپین کے آرمیڈا نامے مشہور جہاز بیڑے کی بہت تعریف کی - دوست نے ہنس کر جواب دیا کہ وہاں ہیڈا صاحب کو تکبر کہا گئے راہ نہ ملی تب سے احباب از راہ مذاق انکو ہیڈا صاحب کہتے تھے بعد چندے وہ کوٹھی عوام میں ہیڈا صاحب کی کوٹھی کے نام سے مشہور ہو گئی۔ ہیڈا صاحب نہایت ترش اور سرکہ جبین آدمی تھے - انکے دو جوان لڑکے تھے - دونوں کا بیاہ ٹھہرا ہوا تھا مہینوں سے تیاریاں ہو رہی تھیں احباب دور دور سے بلائے گئے تھے - اتفاق سے انکی بہو علیل ہو کر تین چار دن میں چل بسیں تیسرے دن ایک لڑکا علیل ہوا - لاکھ لاکھ تدبیر کی مگر بے سود نہیں ہی دن بعد یکے بعد دیگرے دونوں چل بسے ہیڈا صاحب کے نام سے برات انھیں کی کوٹھی پر چلی۔ مس روز کا ملازم سب حال سن رہا تھا - اسنے آکر اسنے کل کیفیت بیان کر دی -

مس روز - این گل دیگر شگفت -

ہرمزجی - پھر آپ کیوں کیدار صاحب کو دق کرتی ہیں۔ کہلا بھیجیے کہ برات لوٹ آئے -

کنیل - غضب ہو گیا - وہاں اس ہفتے میں کئی حادثے ہو گئے ہیں -

ہرمزجی - (نوکر سے) ذرا وڈ صاحب کے آدمی کو سمجھا دو - وہ کہدے گا کہ یہ بہروپیا بیاہ کی خبر سنکر آیا ہے حادثے کا حال اسکو معلوم نہیں - ورنہ بچا کی جان پر بن آئیگی -

برات کوٹھی کے پھاٹک پر پہونچکر ذرا اڑ گئی۔

حادثے کے دوسرے روز آٹھ بجے شب کو صاحب نہایت ملول ہو رہے تھے کہ کان میں شور اور غل کی آواز آئی نیند اچٹ گئی - پوچھا یہ کیسا غل ہے - آدمی نے باہر نکلکر سپاہیوں سے کہا دیکھو کون غل مچاتا ہے - خوب پٹو بدمعاش کو دو تین آدمی پھاٹک سے برآمد ہوئے -

خوجی - واہ وا رے آپ کے یہاں کی امارت و انتظام - کب سے برات کھڑی ہے دروازے پر روشنی تک ندارد -

وہ لوگ بہت بگڑے - ایک نے کہا اجی گردن ناپو اس مردک کی اور خوب پیٹو ہم دو دو کو -

خوجی - (سمجھ گئے کہ گالیاں دیں) اوگیدی یہ گالیاں کیسی -

صاحب کے آدمی نے غصے میں آکر سائیں کو ایک ٹھوکر ماری وہ گر پڑا - خوجی کے سر پر ایک چپت رسید کی تو پگڑی وہ جا کر گری دوسرے نے ایک ڈنڈا لگایا - ٹٹو کے پانوں میں لگا وہ بیٹھ گیا - اب لگی خوجی کے سر پر چپت باری ہونے -

خوجی - نہ بھائی آپکی ایل لگی نہ کرو (پھر بگڑ کر) کچھ تم بخت تو نہیں آئی تم سب کی دیر ہوتی جاتی ہے - اور اندر خبر نہیں کرتے مالک سنیں گے تو نکال ہی کے چھوڑینگے تم سب کو -

دس پانچ آدمی اور دھڑ بڑ کرتے اندر سے نکل آئے - ریچھ اور بندر نچانے والوں پر بے بھاؤ کی پڑیں چراغ والے چراغ پھینک پھینک کر بھاگنے لگے اور لڑکے منتشر ہو گئے -

اتنے میں ہرمزجی کے نوکر نے کہدیا کہ یہ بہروپیا بیاہ کی خبر سنکر انعام کے لالچ سے آیا تھا حادثے کا حال اسکو نہیں معلوم معاف کرو -

آدمی۔ تجکو معلوم نہیں کہ صاحب آج بدحواس ہیں اور مارے رنج کے اُنکی جنون کی سی کیفیت ہو رہی ہے۔

خانساماں نے اسکا مطلب سمجھایا۔

آدمی۔ آج تمھارا خون ہوگا یہاں۔

خوجی۔ زہے نصیب جو معشوق کے کوچے میں جان جائے۔

ایک آدمی نے خوجی پر بھی دو ایک لگا دیں۔

دوسرے نے دس پانچ لٹھ ٹٹو پر جڑے۔ ٹٹو ہنہناتا ہوا بھاگا اور خوجی اپنا سا منہ لیکر ہرمزجی کی کوٹھی کو واپس آئے۔

میدان کارزار

بیا ساقی بیا اے دل نوازم — کہ بے تو ہمچو شمع اندر گدازم
دلی دارم لبریز از می درین باغ — برنگ لالہ فانوس صد داغ
بمن یکجا ہم دہ زاں راحت جان — کہ دل و خاطری دارم پریشان
دمی باہم اگر باشی ہم آہنگ — نوائی برکشم در پردۂ چنگ
صدا دل کشی برخیز دار من — کہ رقصد از سماعش روح در تن
زبزم آن دم بسوی رزم آئیم — بہ روم و روس پیکار آزمائیم

رستم سیستان شجاعت پہلوان ہفتخوان منازل بسالت میاں آزاد فرخ نہاد رجمنٹ کے ساتھ کئی دن تک مختلف مقامات میں پڑاؤ ڈالتے ایکدن ایک دلکش مقام پر پہونچے۔ درخت پھلے پھولے۔ شاخیں ہری بھری گلبن غالیہ بار چپہ چپہ روکش فرخار۔ میاں آزاد پشت توسن سے اُتر کر لب چشمہ سار علیقو پاشا کے ساتھ ٹہلنے لگے۔

علیقو۔ ہماری سپاہ جرار اور افسران آزمودہ کار کا جوش و خروش روز بروز بڑھتا ہی جاتا ہے۔ دو سمت جنگ چھڑ گئی ہے۔ ایک یہاں دوسری ایشیا میں۔ احمد مختار پاشا افواج متعینہ ایشیائے کوچک کے سپہ سالار مقرر ہوئے ہیں دیکھیے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ جنگ دو سروا ہے۔ خدا جسکو فتح دے۔

آزاد۔ احمد مختار پاشا جری اور جنگ آزما ہیں یا ایسے ویسے۔

علیقو۔ ایسے ویسے نہیں۔ بڑے تجربے کار آدمی ہیں اور پابند صوم و صلوٰۃ۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر لشکری سفر کے تھکے ہوئے کمر کھول رہے تھے۔ کوئی گھوڑے سے اُتر کر ستانے لگا۔ کسی نے سبزہ زار پر فرس باد رفتار کو چھوڑ دیا کہ آزادی کے ساتھ چرے کوئی ترکی چرٹ پیتا ہے کوئی دریا کی موج زنی دیکھتا ہے۔ الغرض سب اپنے اپنے کام میں تھے کہ دفعۃً گرد نمودار ہوئی۔ سب کی نظر گرد ہی کیطرف تھی۔ یا الٰہی یہ گرد کیسی۔ میاں آزاد بھی حیرت سے دیکھنے لگے کہ دفعۃً کسی شخص نے انکو مخاطب کرکے یہ شعر سنایا۔ ع

خاکساران جہان را بحقارت منگر
تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

میاں آزاد نے اُنپر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ایک جسیم آدمی ہے۔ سرخ و سفید و ہشیار۔ یہ شخص رجمنٹ کیساتھ تھا میاں آزاد کچھ پوچھنے ہی کو تھے کہ سامنے سے کئی سوار نظر آئے۔ افسر کمانیر اپنے خیمے سے بدحواس ہوکر نکلے اور فرط اشتیاق سے کوئی بارہ قدم بڑھکر سواروں کا استقبال کیا ایک نوجوان سوار نے لفافہ دیکر کہا۔ وزیر جنگ نے دیا ہے۔

افسر کمانیر نے لفافہ پڑھا تو خاص وزیر جنگ کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔ کھولا۔ خط پڑھا۔

افسر کمانیر۔ کوچ۔ کوچ کا حکم ہے۔

اُنکے ماتحت افسرون نے کہا کوچ مین کوئی عذر نہین مگر ابھی فوج تھکی ماندی چلی آتی ہے۔ اگر اسی دم کوچ کر دیا تو بڑی خرابی واقع ہوگی۔ افسر کمانیر نے وزیر جنگ کا حکم سُنا کر کہا اب ہم ایک دم نہین رُک سکتے حکم ہی یہ ہے۔

وزیر جنگ نے لکھا تھا کہ اگر ذرا بھی توقف ہوا تو تمھاری سپاہ کو روسی بالکل بھون ڈالین گے تھوڑی دیر تک افسرون مین سرگوشی ہوتی رہی۔

علیقو پاشا۔ اور جو ایسا فالتو کا حکم بھیجے مین تو کیسا ہو۔

افسر کمانیر۔ کل رجمنٹ کو حکم ہے کہ فوراً کوچ کرے اور آگے بڑھے۔

آزاد پاشا۔ آج راہ ذرا خراب تھی۔ پڑاؤ کا مقام تو صاف ہے مگر راستے مین بڑی بڑی مصیبتین پڑین۔ اگر ایسی راہ اب بھی ملے گی تو بس تباہی ہو جائے گا اور رات کے وقت اور بھی دقت ہے۔

احمد مختار پاشا۔ اب وقت ضائع ہوتا ہے۔

افسر کمانیر۔ کوچ کا حکم دو۔

قاعدے کے موافق کوچ کا حکم دیا گیا تو لشکری سخت متحیر ہوئے کہ یا الٰہی کون آفت آنے والی ہے کہ پہونچنے نہین پائے اور کوچ کا حکم ہو گیا مگر بندگی بیچارگی۔ طرہ اُسپر یہ ہے کہ باوجود اس حمیت کے جوش و خروش کی یہ کیفیت کہ سپاہی زمین پر قدم نہین رکھتے۔ دل سے لگی ہے کہ فوج روس کو نیچا دکھائین وہ وہ تدبیرین عمل مین لائین کہ دشمن عمر بھر کی لکھائین اور پھر شہر تک سامقابلہ پہلے پہر آئین حکم پانے کی دیر تھی دم کے دم مین سب لیس قرینے کے ساتھ کوچ ہوا شام تک فوج نے باسانی و آرام راستہ طے کیا۔ مگر آفتاب کے غروب ہوتے ہی وہ تاریکی چھائی کہ الامان۔ افسر کمانیر نے پہلے ہی سے روشنی کا انتظام مناسب کر دیا تھا۔ القصہ بعد خرابی بصرہ ایک مقام پر پہونچے جہان چوطرفہ جھاڑیان تھین۔ افسر کمانیر نے دو چار واقف کار آدمیون سے پوچھا کہ پہلے پڑاؤ سے یہ مقام کسقدر فاصلے پر ہے معلوم ہوا کہ پہلے پڑاؤ سے گیارہ کوس زمین طے کر آئے۔

اب سُنیے کہ وہان خیمہ نہ خرگاہ نہ کوئی عالی شان محل جسمین لشکری رہین رات کا وقت گانون اُجاڑ۔ رہین تو کہان رہین۔

علیقو پاشا۔ یہان تو بڑی دقت ہوگی سوئینگے کہان۔

آزاد پاشا۔ شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن۔

احمد مختار پاشا۔ خدا جانے وزیر جنگ کو کیا سوجھی گرد اور کے لیے کسی کو ضرور بھیجنا چاہیے۔ معلوم تو ہو کہ غنیم ہے کہان۔

آزاد۔ تیس سوار اور ایک جونیر افسر کو تو وزیر جنگ نے روانہ کر دیا ہے مگر ابھی تک وہ واپس نہین آئے۔

سپاہیون نے ادھر اُدھر دیکھا کہ شاید کوئی عمدہ مقام ہاتھ آئے مگر بجز ایک قبرستان کے اور کچھ نہ دیکھا سب کی صلاح ہوئی کہ قبرستان ہی مین پڑاؤ ڈالین۔ افسر اور سپاہی اور سوار اور کیدر سب قبرستان مین داخل ہوئے۔

افسر کمانیر۔ (ایک افسر سے) اتنا سا گانون اور اتنا بڑا قبرستان اسکی وجہ سمجھے یہان ایک جنگ عظیم ہوئی تھی والد بزرگوار اسی جنگ مین جان بحق تسلیم ہوئے تھے۔

افسر۔ تو آپکی قبر بھی شاید اسی گانو مین ہوگی۔

افسر کمانیر۔ ہان وہ سامنے والی اونچی قبر ہے۔ (آبدیدہ ہو کر)

زمین پر سوتے ہین چھوڑا ہے شہ نشینون کو
اجل کہان لیے کہان لائی ہے مکینون کو

سواروں نے گھوڑے باندھے اور قبروں پر لیٹنا شروع کیا۔ دن بھر کے سفر اور کوچ در کوچ نے ازبس مضمحل اور شل کر دیا تھا۔ گو قبروں اور پتھروں پر لیٹنے میں کوئی آرام نہ تھا لیکن اُس وقت قبریں ہوا کے تکیے اور پتھر فرش گل سے بھی زیادہ آرام دیتے تھے۔ نصف سے زیادہ لشکری قبروں پر لیٹے تھے۔ بعض بعض نے ہتھیار بھی اُتار رکھے تھے۔ بعض بعض مسلح ہی سو رہے کہ جب تک کوئی اور بندوبست ہو تب تک ذرا آرام تو کر لیں۔

علیقو پاشا اور آزاد پاشا میں بڑا یارانہ تھا۔ ایک ہی قبر پہ لیٹ کر باتیں کرنے لگے۔ علیقو پاشا نے کہا آدمیوں اور گھوڑوں کی جس قدر قلت ہو گی اُسی قدر آسانی سے فوج کوچ کرے گی۔ اگر کالم بڑا ہوا اور سڑک پہ کوچ کے وقت سخت دقت پڑے گی جتنے افسر کسی کالم کی کمان کرتے ہوں اُن کو دائیں بائیں کے کالموں کا حال معلوم رہنا چاہیے۔ آج اس مہینہ کے کوچ میں ذرا گڑبڑ ہو گیا تھا۔ چار میل انسان ایک گھنٹے میں چل سکتا ہے لیکن سپاہی فوج کے ساتھ ایک گھنٹے میں چار میل نہیں جا سکتا۔ اور اس قدر بار لیکر اسکے سوا وہ جب کوچ کر کے منزل مقصود پر پہونچا تو آرام نہیں ملتا۔ نہ گدا بچھونا پاتا ہے نہ عمدہ غذا۔ زمین پر سونا نصیب ہوتا ہے اور صبح اُٹھ کر پھر سے حکم ہوتا ہے کہ فلاں ڈیوٹی (کام) پر جاؤ اور کھانا اکثر خراب ملتا ہے۔

آزاد پاشا۔ یورپ کے ملکوں میں اوسط وقت کوچ کرنے کا کیا ہے۔

علیقو پاشا۔ فوج پیادہ کے لیے تین میل فی گھنٹہ رسالہ کے لیے پانچ میل اور توپخانے کے لیے بھی پانچ میل اگر کالم بڑے ہوئے اور فوج زیادہ ہوئی تو اس سے بھی کم زمین طے کرے گی۔ فوج پیادہ انتہا ڈھائی میل فی گھنٹہ جا سکتی اور سڑک خراب ہوئی تو ڈیڑھ میل سے زیادہ گھنٹے میں فوج نہیں جا سکتی۔

اکثر بڑی بڑی لڑائیوں کی کوچ کی حالتوں اور اور امور پہ میں نے غور کیا ہے۔ ایک مقام پر منگولا۔ وہاں نو میل زمین پانچ گھنٹے میں طے کی حالانکہ بڑی عجلت بھی نہ تھی۔ نپولین نے نادری حکم دیا تھا کہ بہت جلد جاؤ۔ سنہ ۱۸۶۶ء میں آسٹریا کا ایک لشکر پانچ گھنٹوں میں صرف بارہ میل جا سکا

آزاد پاشا۔ ہراول کی فوج کے ساتھ ہم کئی بار لڑائی جنگ میں گئے تھے۔

علیقو پاشا۔ ہم کو بکٹ کی فوج کے ساتھ رہنا بہت ہی پسند ہے۔

اسپر ایک لفٹنٹ نے مسکرا کر کہا ہمکو تو دن رات سونا اور آرام کرنا پسند ہے۔ بکٹ اور طلایہ اور ہراول سے بہت طبیعت گھبراتی ہے۔

اتنے میں آواز آئی دھن دھن۔ ایں! یہ توپ کیسی چلی سب کے کان کھڑے ہوئے۔ افسر ابھی تحقیق نہ کرنے پائے تھے کہ پھر آواز کہاں سے آئی اور واقعی حیرت اور پریشانی کی بات ہی تھی۔ اتنے میں پھر آواز آئی دھن دھن۔ جو لوگ غافل ہو رہے تھے وہ بھی چونک چونک کر اُٹھے۔ اب تمام لشکر میں کھلبلی پڑ گئی اتنے میں کیا روسی آ گئے۔ یہ توپ کہاں سے چلی۔ فوراً حکم ہوا کہ جو لوگ لیٹے ہوئے ہیں مستعد ہو جائیں۔ گھوڑوں پر کاٹھیاں ڈال دیں اور جو لوگ [illegible] وہ اُٹھیں اور لڑائی کو تیار ہو جائیں۔ بندوقیں [illegible] ہراول [illegible] آن پہونچے۔

آتے ہی غل مچا کر ایک ایک نے کچا چٹھا کہہ سنایا۔

ایک سوار۔ فوراً پشت توسن پر آؤ۔

دوسرا سوار۔ اب وقت بہت تنگ ہے غنیم سر پر آن پہونچا۔

تیسرا سوار۔ اٹھو اٹھو۔ آرام اب منزلوں دور ہے۔

افسر کمانیر نے حال دریافت کیا تو سواروں نے کہا کہ یہاں سے آدھ میل کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے اسمین ترکی فوج کے چند سپاہی تھے چھ ہزار روسیون نے انکو گھیر لیا ترکون کی قلت اور روسیون کی کثرت سے یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ کی ایک دیوار توڑ کر ترکی نکل گئے قلعہ خالی پاکر روسی اپنے قبضے مین لے آئے اب انکو گویندون نے خبر دی کہ ترکی فوج آن پہونچی۔ افسر کمانیر نے کہا کہ ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ گولے کیون چلانے شروع کیے معلوم ہوتا ہے کہ روسیون کی جماعت ہماری جماعت سے کم ہے خوف لانے کے لیے گولہ اندازی شروع کر دی۔ ورنہ اگر روسی سپاہ کافی ہوتی تو اسوقت وہ دو چار گالون سے ہمین گھیر لیتے۔ کل افسرون اور جونیر افسرون کو بلا کر مشورہ کیا۔ اور مشورہ کے بعد انواع و اقسام کے احکام مناسب جاری کرنے لگے تا کہ فوج قرینے سے آراستہ ہو جائے۔

افسر کمانیر۔ رن مہتابین روشن کرو۔

آزاد پاشا۔ اب آخری راے کیا قرار پائی۔ گڑھی پر حملہ ہوگا یا ملتوی ہوگا۔

ملا قتو پاشا۔ حملہ ہو نہ ہو۔ توپ کا جواب ضرور دینا چاہیے۔

احمد مختار پاشا۔ پہلے اس قبرستان تھوڑی دور پر جو کمین نکلکر کل کمانون کو درستی کے ساتھ آراستہ کیجیے پھر توپخانے سے کام لیجیے۔ اتنے مین پھر توپ چلی اور ادھر سے اسکا جواب دیا گیا۔

اب سنیے کہ یہ قلعہ دریاے ڈینیوب سے کئی کوس کے فاصلے پر واقع تھا بیچ مین قلعہ خاص تھا نہایت مستحکم اور عظیم الشان اردگرد چوطرفہ چھوٹے چھوٹے قلعے چارون کونون پر ایک ایک یہ قلعے گو وسعت مین چھوٹے تھے مگر سر بفلک کشیدہ۔ از بس مضبوط اور سب مین توپین چڑھی ہوئین اس قلعے مین ایک بہت بڑی توپ تھی ترکی اپنی زبان مین اسکو صف شکن کہتے تھے اسکی عظمت کی ادنی تعریف یہ ہے کہ دو درزی اسمین بیٹھکر سی سکتے تھے اس صف شکن کی پیشانی پر یہ مصرعہ کندہ تھا ع

بترس اے مدعی زمن کہ آتش در دہن دارم

اس توپ پر روسیون کو بڑا ناز تھا جب ترکون نے قلعے کو خالی کیا تو صف شکن مین کیل ٹھونک دی تھی قاعدہ ہے کہ جب کبھی میدان مین لڑائی ہوتی ہے تو بھاگتے وقت اکثر توپون مین کیل ٹھونک دیتے ہین تا کہ غنیم آ لے تو دفعتہً توپ کو کام مین نہ لا سکے قلعہ خاص کا بہت بڑا رقبہ تھا قلعہ کیا گویا ایک شہر آباد تھا۔ زراعت بھی اسمین ہوتی تھی دریا سے کاٹ کر ایک نہر لائے تھے جو قلعے کے چارون طرف جاری تھی نہر کے اردگرد کچھ فاصلے پر بنسواڑی تھی۔ اس درجہ گھنی کہ گولہ دقت سے اس پار جائے بنسواڑی کے بعد ببول کے درخت یہ بھی گھنے تھے انکے بعد ایک اور نہر تھی۔ نہایت عمیق۔ نہر کے بعد گہری گہری کھائیان۔ انکے بعد اونچی نیچی زمین اور پھر ریت اور بالو۔ ان سب کے بعد پھر بنسواڑی اور چارون کونون کے اردگرد نہرین اور کھائیان اور جنگل۔

ترکی اس قلعے کو نہ چھوڑتے مگر خرابی یہ ہوئی کہ جب

نو سے ہزار روسیون کے دریاے ڈینیوب کے اس پار
آجانیکی خبر آئی تو اس قلعے کی فوج کو حکم ہوا کہ فوراً اُس لشکر کی
مدد کو جاے جو فوج روس سے لڑنے کے لیے بھیجا گیا ہی۔
بس قلعے مین معدودے چند ہی سپاہی رہ گئے اور رسد بھی
مکتفی نہ تھی لہذا قلعے کی دیوار توڑ کر وہ بھاگ گئے۔ روسی
سمجھے تھے کہ اس قلعے کے قبضے سے ملک کا ایک حصہ گویا انکے
زیر نگین ہی اور تھا بھی ایسا ہی مگر جب انھون نے یہ خبر وحشت اثر
سُنی کہ ترکی فوج ظفر موج آن پہونچی اور سامان جنگ سب
لیس ہی تو پاؤن تلے سے مٹی نکل گئی۔ روسیون کے صرف
ڈیڑھ ہزار آدمی اس قلعے مین تھے۔ قریب تھا کہ رسد کا
سامان بہم پہونچائین مگر ترکون نے اسقدر مہلت نہ دی۔
حضرت وزیر جنگ کی طبیعت داری کے صدقے
کہ دارالسلطنت ہی مین بیٹھے بیٹھے اس قلعے کی فکر کی ورنہ
روسی آئین جم جاتے تو نکالنا مشکل تھا۔ روسیون نے ترکی
فوج کے آنے کی خبر پاکر توپین داغنا شروع کین۔ دونون
طرف سے [illegible] روشن ہوئین اور توپون پر بتیان پڑنے
لگین اور دھنا دھن کی آوازین آنے لگین۔
افسر کمانیر نے دو چار سوارون سے جو اس قلعے کے
حالات سے خوب واقف تھے طرح طرح کے سوال کیے اور
جوابون پر خوب غور کیا۔
کمانیر۔ اس قلعے کے ارد گرد تو چار برج ہین نہ۔
سوار۔ ہان اور چارون مضبوط۔
کمانیر۔ اور توپین چڑھی ہین۔
سوار۔ جی ہان ایک برج مین جو پورب کے رخ ہی
برجی توپین ہین۔

کمانیر۔ خوب معلوم ہی؟
سوار۔ حضور مین اس قلعے مین چھ مہینے رہ گیا ہون۔
کمانیر۔ بھلا کسی ایسے گانون والے سے پوچھو جو تمھارا
دوست ہو۔
سوار۔ آپکو جو کچھ دریافت کرنا ہو کر لیجیے تو پھر مین گانون
والون سے اور خبرین لاؤن۔
کمانیر۔ سواریان جو یہان تھین وہ ہین یا نہین۔
سوار۔ اب ایسی بودی بھی نہین ہی کہ گری ہی پڑتی ہو۔
کمانیر۔ ہان ہم سمجھے خیر۔
سوار سے اور بھی بہت سے سوال کرکے کمانیر نے
حکم دیا کہ توپخانہ تھوڑی سی دور اور بڑھاؤ۔ اور اسکے بعد طلایہ
کے سوارون سے پوچھا کہ قلعہ یہان سے کس قدر فاصلہ پر ہی
سوارون نے کہا آدھ کوس مگر اُس سوار نے جو چھ مہینے
تک قلعے مین رہ چکا تھا۔ اُنکی تردید کی اور کہا آدھ کوس سے
زیادہ ہی کمانیر نے کہا گانون کے لوگون سے دریافت
کرو کہ ٹھیک فاصلہ کسقدر ہی۔
چھ سوار گانون مین پہونچے۔ دیہاتی بیچارے مارے
خوف کے لرز رہے تھے کہ خدا خیر کرے۔ جنگ کے نام سے
رعایا منزلون دور بھاگتی ہی قاعدہ ہی۔ لوگ خوب جانتے ہین کہ
تجارت پر اوس پڑ جائیگی۔ خون کی ندیان بہینگی ملک تباہ
ہوگا۔ گانون جلا دیے جائینگے۔ رعایا صید ظلم ہوگی۔
انواع و اقسام کی مصیبتین پڑینگی۔
طرفین سے گولون کی بوچھار ہونے لگی اور ایک ایسا
گولہ عین فوج مین آکر پھٹا تو ایک ٹکڑا اچٹ کر پاشا کے
گھوڑے کے پٹھے پر پڑا۔ اور میان آزاد کا سمند ناز بسمل کی

کسی قدر جھجکا۔ علیقو پاشا کا گھوڑا گرا۔ مگر وہ پھرتی کے ساتھ اُچک گئے۔

آزاد۔ شاباش۔ بچے!!

بچے کہا ہی تھا کہ ایک سوار کا گھوڑا دوسرے گولے کے ٹکڑے سے دھم سے زمین پر آ رہا۔ اور میاں آزاد کے کان کے پاس سے بھی ایک گولی سنسناتی ہوئی نکل گئی۔

آزاد پاشا۔ ایں یہ گولی کہاں سے آئی۔

ایک افسر۔ (بغل جھانک کر) ایں! اگر قلعہ دو میل ہے تو گولی کہاں سے اتنی دور آئی۔

دوسرا افسر۔ بیشک ۲ میل۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ پشت پر سے روسیوں نے باڑھ ماری۔ دائیں۔ دائیں۔ دائیں۔ تمام فوج میں کھلبلی پڑ گئی۔

طرفین سے گولہ اندازوں نے گولے اُتارے توپوں کے دغنے کی آواز سے سنگ تونی والوں کا زہرہ آب آب ہوا جاتا تھا۔ اور آواز بازگشت اور بھی ستم ڈھاتی تھی ترکی گولہ اندازوں نے چار گولے ایسے اُتارے کہ ایک قلعے کے برج کو ڈھا دیا۔ اتنے میں گھنگھور گھٹا چھائی اور بجلی اس زور سے کوندنے لگی کہ گھوڑے بیقرار ہو گئے۔ ترکوں نے باوجود اس کے گولہ اندازی موقوف نہ کی۔ مگر روسیوں نے جب ایسا دیکھا [illegible] ہی جھنڈا مقام [illegible] قلعہ [illegible] تھا [illegible] توپ نے تمام کا نوٹس کر رہی تھی۔ اور ترک اسکے پیچھے کھلے ہوئے میدان میں تھے لیکن رسد کی قلت سے سپاہی [illegible] روسی پس ہو رہے تھے ترکوں نے بھی جست تعاقب سے مصلحت سکوت اختیار کیا۔ افسر کمانیر نے ایک کالم کو پشت کی طرف تعاقب

سے بھیجدیا تھا۔ تا کہ جو روسی کالم اس طرف سے جنگ کرنے آتا ہو اُسکا جواب دینے جائے مگر آخر کو معلوم ہوا کہ تھوڑے ہی سے آدمی تھے گھٹا چھاتے ہی قلعے میں ہو رہے۔ ترکی فوج کانپ رہی تھی کہ مبادا مینہ برسے تو بڑی ابتری اور خرابی واقع ہو۔ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ مفر کا کوئی مقام نہیں۔ بارے خدا خدا کر کے مینہ نہیں برسا مگر تمام رات بجلی چمکتی رہی اور کالے کالے بادل آسمان پر نظر آتے تھے۔

اتنے میں ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ یہاں سے آدھ کوس کے فاصلے پر ایک جنگل ہے۔ اس میں پہلے درندے جانور کثرت سے رہتے تھے مگر فوج نے شکار کر کے جنگل کو خالی کر دیا۔ اگر شب کو فوج وہاں ہی رہے تو مفر کی صورت ہو۔

افسر کمانیر۔ ایک جونیئر افسر اور بیس سوار جا کر موقع دیکھ آویں اور فوراً آ کر رپورٹ کریں۔

آزاد نے کہا میں جاتا ہوں۔ بیس سوار لیکر گئے اور فوراً واپس آئے۔

افسر کمانیر۔ دیکھ آئے۔ ہے اچھا مقام۔

آزاد۔ بڑا گھنا جنگل ہے اور فوج آرام سے رات کو رہ سکتی ہے۔

ایک سوار۔ اس میدان سے کہیں بہتر ہے۔

دوسرا سوار۔ جب ہم اس قلعے میں تھے تو اس جنگل میں خوب شکار کھیلتے تھے مگر سلطان کا حکم آیا تھا کہ شکار محفوظ رہے اب تو جانور کا وہاں نام ہی نہیں ہے۔

تیسرا سوار۔ نہیں ہے تو اُنکا ڈر تو ضرور ہے مگر بہت کم

چوتھا سوار۔ اب اور بھی گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سُنکر بھاگ جائینگے۔

افسر کمانیر نے حکم دیا کہ جنگل کے قریب چل کر ٹھہرو۔

فوج روانہ ہوئی - روسیون کو بھی گویندون نے خبر دی کہ ترکی اُس جنگل کیطرف گئے افسر کمانیر نے حکم دیا کہ دو سو سوار مسلح ارد گرد پہرا دین اور پکٹ کے لیے چار سو آدمی مقرر ہون اسکے بعد کچھ لوگ نہایت بے چینی کے ساتھ سوئے اور اکثر بیٹھے ہی بیٹھے اونگھنے لگے -

خاکی شادی کا خاکہ

خورشید وحشت و جہالت کے مشرقستان میان بدیع الزمان (نا شاد دولھا) کی خاکی شادی کا حال نذر ناظرین خجستہ خصال ہو چکا ہی - چاند سی بیوی کی تمنا سے ہم آغوشی اور عین گرمجوشی مین چاند گنجی ہو گئی اوس ہی پر گئی میلی ورز تو سمجھے نہ جر بطین نگر ظلم و الم کے تیر جگر دوز نے سینہ چاک کر دیا خوب سے بھاؤ کی پڑین - ٹٹو پر سے زمین پر لڑ کھنی کھائی اور جگت ہنسائی جو ہوئی وہ نگاتے ہین - دوبارہ دولھا بنے پُرانے سر پر نئی دستار جمائی مگر آرزو نہ بر آئی سیکڑون ارمانون کا خون ہوا - خوجی کے دل مین کھُب گئی کہ لڑکون کی شرارت سے اُنپر اوس پڑی نہ وہ منحوس اشعار زبان پر لاتے - نہ یہ جوتیان کھاتے - اپنے حافظے پر بھی دانت کٹکٹا کے رہ جاتے تھے کہ مس روز کا نام کیونکر یاد آیا بڑا غضب کیا یا سر دُھنتے تھے کبھی ہاتھ ملتے تھے - کبھی مرزا جی کا ہنسنا اور بنا نا مس میڈا کا زیر لب مسکرانا مس گیبل کا اُنگلیون پر نچانا اور کبھی سہم کھا خون پی کے رہ جاتے تھے اُف تک زبان پر نہین لاتے تھے - اُس استقلال کے قربان - اِس تحمل کے صدقے -

ایک شاعر نے اُسے نا شاد دولھا کی خاکی شادی کا خاکہ اُڑا دیا اور تاریخ شادی خاکی بطرز تذبیشیہ کی -

	وہو ہذا	

بیا اے خامۂ نیرنگ پرداز — سرود شادیانہ ساز کن ساز
نوائے میکشم در نشۂ مے — باہنگ حجاز و نالۂ نے
بیا ساز ہم جشن دل افروز — کہ عقد خواجہ با روز ست امروز
ز من بشنو کنون تفصیل روداد — کہ چون بر جنگ بگہ تاخت آزاد
ہوس در خاطر خواجہ پے افشرد — ہوائے وصل روز او را ز جا برد
ز بد شورۂ چندے ظریفان — روان شد ہمرہ امادی بخشان
ہجوم کودکان از ہر کنارہ — ہمانا شانزدہ اندر شمارہ
تغولخوانان شدہ ہمراہ بادی — ولے ہر یک سوار توسن نے
دہل از یک طرف اندر صدا بود — نوای تہنیت گوش آشنا بود
ز طرفے شعلہ آواز گل کرد — صدا از تارہاے ساز گل کرد
ز طفلان حلقۂ در دف نوازی — گرفتے زان میان در نغمہ سازی
بناگہ ز اختلاف چار ناچار — جدل ما بین طفلان شد بیازار
بسوے خواجہ طفلے زان میان تاخت — ز پشت توسنش بر خاک انداخت
یکے در گوشمالی ہمچو استاد — بخواجہ درس ضربت ضربہ داد
مدار آتش نمودہ شد چو بسیار — بمسکن راہ دادند آخر کار
اگر تاریخ این خاکہ شماری — سہ بار اعداد خاکہ جمع آری
چو سال ہجریش پرسی بحاسب — ز من بشنو اگر دانی مناسب
ز جیم خواجہ مجذور مکرر — بضرب شانزدہ تاریخ بنگر

سبحان اللہ کیا تاریخ بدیع ہی - پہلے جیم خواجہ لیجیے - ج کے تین عدد - ۳ تین کا مجذور ۹ - اور مجذور مکرر یعنے مجذور کا مجذور کیا ہوا - ۸۱ - ۹×۹ - اب شاعر کہتا ہے کہ اس مجذور کے مجذور یعنے اکاسی کو سوا اسکے ضرب دو بضرب شانزدہ کرنا ہو نہ تو حساب یون ہی -

ہجری ۱۲۹۶-۱۶+۹۱

خوب تاریخ موزون فرمائی ہے - ایک زندہ دل ظریف طبع نے خوجی کے نام خط لکھا اور خط مین تاریخ بھی لکھدی ۔ خط کی عبارت سننے کے قابل ہے -

ایہا الخوجی - والسلام - کہیے مزاج مقطع - کھوپڑی کا حال تو کہیے کہ بلپلی ہو گئی یا نہین - بھلا کیون صاحب - ایک پانون تو آپ قبر مین لٹکائے بیٹھے ہین یہ شادی کا شوق کیسا چرّایا - اس بڑھے بھس کے صدقے - اولاحول - آپ پھٹکار - اس عقل پر خدا کی مار - ع

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت ست
ور شاخ کہنہ میوهٔ نو رس غنیمت ست

منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت اور چلے دولھا بننے پری کو بیاہنے تم اور اُس گلبدن گلرخسار - نازک اندام طرحدار پر رجھیو - اے تیری قدرت - پہلے مُنھ تو بنواؤ - ع

غالب ان سیمین تنون کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

یہ کوہ قاف کی پریان وجیہ اور خوشرو جوانون کے لیے ہین یا تم ایسے بونون کے لیے -

بت کرین آرزو خدائی کی | شان ہے تیری کبریائی کی

میان اس خیال خام سے درگذرو - ورنہ مفت مین اور پٹو گے - اپنی خاکی شادی کا خاکہ پڑھو - خبردار اب ادھر رُخ نہ کرنا مین بھی ہندی ہون لہذا دیکھ نہ سکا کہ اس ملک کے باشندے تمکو بنائین اور ہم مُنھ دیکھکر رہ جائین - سمجھے سمجھا دیا اب تمھین اختیار ہے - ع

سمجھانے سے تھا ہمین سروکار | اب مان نہ مان تو ہے مختار

اس خط اور خاکی شادی کے خاکے کو پڑھکر میان خواجہ بدیع الزمان صاحب نے اپنا سر پیٹ لیا - کئی پڑھے اور بہت ہی جھلّائے - ٹھان لی کہ اس شاعر وقت جب ذرا طبیعت ٹھکانے ہو گی خوب دل کھول کر جو کرونگا - تم بھی سہی تو خواجہ بدیع جو اس سے بڑھکر ہجو کرون - شعر ہی کہنا نہین جانتے تھوڑی دیر کے بعد ہرمز کے آدمی نے دوسرا رقعہ دیا - سمجھے بس روز کا محبت نامہ ہو گا - سر پر رکھا - پھر بوسے لیے - کھولا - تو یہ قطعہ خواجہ کی نظر فیض اثر سے گذرا -

قطعۂ تاریخ شادی ناشاد دولھا

جگت آشنا خواجۂ نامدار	چلے بیاہ کرنے کو
سر راہ جوتیاں سر پاک پر	فقط دو سو سولہ پڑین

اب اور بھی جھلّائے - یا اپنے کے مُنھ ما نے اور سُنیے یک نشد دو شد یہ نقطہ سناتا ہے - اچھا سمجھ اور دو سو سولہ کا یہ کون حساب ہے پڑین تو ضرور مگر کس کمبخت کے سر پر پڑین - سر نوا طبلہ ہوا کہ جو پڑ رہا ہے اور سر راہ کس پر پڑین دروازہ پر سسرال دل لگی دل لگی مین ہاتھ کر آیا تھا - سڑک پر کس پر یہ نہین یاد ہے - وہ تو سہرا سر خوجی - (ہرمز جی کے آدمی سے) یہ خط کون لایا آدمی - ہمکو نہین معلوم - ہم نہین جانتے - احمد نے سامنے آکر کہا یہ خط ایک شخص دراز کشیدہ قامت ہین چھوٹی چھوٹی داڑھی - کالا کہلاتا ہے - ایک ایک مونچھ ایک ایک بالشت کی خوجی نے اُسکا مطلب سمجھا یا تو خواجہ صاحب نے جو نام بھی کچھ ہے یا گمنام تھا -

خوجی - اچھا ہم بھی ہجو کرینگے - دیکھو تو سہی -

شاعرے آمدہ ز ہندستان / درفن نظم و شعر ابجد خوان
خط ہذا شدہ ز ہوٹل گم / دل خواجہ شکست گفتم قم
قم بہ اذن بدیع معنی رس / ہند رہ میں شعر کہدے بس
ہجو کہنا ہی اب شعار مرا / ہو نہ کم روم میں وقار مرا
کام میرا ہی ڈھال اور تلوار / شاعری سے نہیں مجھے سروکار
کئی پلٹنوں میں ہوں سپاہی زاد / ہمدم و مونس میاں آزاد
گرز و خنجر ہیں مثل جان و روح / جنگ میدان کیمیائے فتوح
ایسے شاعر سے میں سمجھ لونگا / کیا کوئی ایسا ویسا میں ہونگا

راوی - سبحان اللہ - ہونگا کتنا پیارا محاورہ ہی -
خوجی کیا عمرو عیار کی زنبیل ہیں - رسالدار کیدان قلم بردار شہسوار کشتی گیر شاعر - کوئی فن خیر سے چھوٹا نہیں - اور طبیعت کسقدر حاضر ہی - اللھم زد فزد -
تھوڑی دیر کے بعد خوجی سوچے کہ دیکھیں مادہ تاریخ صحیح ہی یا نہیں - پہلے اس تاریخ پر غور کرنے لگے گویا کچھ ہی تو جائینگے -

سر راہ بیٹھیں سر پاک پر / فقط دو سو سولہ پڑیں بے نقط

اپنے دل میں سوچے کہ دو سو سولہ کی قید کیوں لگائی - اس سے نہ ہمت نہ انیسوی نہ ہجری سال نکلتا ہی تاریخ کیا چیستان ہی اور چیستان کا حل کرنا سیکھا ہی نہیں سوچتے سوچتے رقعہ کی پشت پر نظر پڑی تو حل معما لکھا پایا -
اسکی عبارت درج ذیل ہی -
خوجی صاحب کہو کبھی پہیلی کہی بوجھی ہی - آپکا سر رخ خوجی کا سر رخ ہونہ - اچھا رخ کے کتنے عدد ہوئے ۶۰۰ - ٹھیک دو سو سولہ سے ضرب دو - تو کتنے ہوے ۱۲۹۶۰۰ -

مگر مطلوب ۱۲۹۶ ہی - یہ دو نقطے کہاں جائیں شاعر کہتا ہی بے نقط دونوں نقطے اڑا دیجیے - تو باقی کیا رہا -
۱۲۹۶ - وہوالمطلوب -
خوجی نے کئی بار اس پر غور کیا اور جب سمجھے تو دل ہی دل میں شاعر کی بڑی تعریف کی کہ گو ہمارا دشمن اور باغی ہی مگر بے نقط کی اچھی کہی - اب دو سو سولہ کا مطلب اتنی دیر میں معلوم ہوا - اچھا تو خواجہ بدیع الزمان بدیع جو ہیں یہی تاریخ کہوں اور اس سے بڑھکر - انشاء اللہ کون بات ہی - ع

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد / اگر خارے بود گلدستہ گردد

شبخون

بیا ساقیا جان مستان بیا / بیار احت می پرستان بیا
بیا ساقی گلبدن لالہ رنگ / بدہ جام اکشا مرا بیدرنگ
بہار ست ای ساقی گلعذار / خدارا برانڈی و سوڈا بیار

بمن دہ یکے جام خورشید رنگ
کہ با روسیان دارم آہنگ جنگ

صف شکنوں کی جان و روح معزز و ممدوح میاں آزاد فرخ نہاد نے اس دشت بلاخیز میں لشکریوں کے ساتھ شب کو قیام کیا سپاہیوں اور سواروں نے اشجار سر فلک کشیدہ کے سایہ میں آگ روشن کی تاکہ زمستان کی سرد مہری پر اوس پڑ جائے اور فوج ظفر موج باد خنک کے جھونکوں سے نجات پائے ادھر آگ کے شعلے بلند ہوگئے ادھر مرغان خوش الحان نشیمن اور آشیان سے زمین پر گرنے لگے - جن لوگوں کے دل چوٹ کھائے ہوئے تھے انکو ان بے زبانوں کی حالت زار پر رحم آیا جھپٹ کے

طیور ذی شعور کو اٹھا یا مگر اُن مین طاقت پرواز کہان تھی۔ بیڑے مین ہر قسم کے آدمی ہوتے ہین۔ بعض بعض شکم بندہ گرسنہ چشمون نے چڑیون کو بھون بھون کھایا۔ جو گھونسلے نیچے کی شاخون پر تھے وہ شعلون کی گرمی سے جل بھُن کے خاک سیاہ ہو گئے ع وائے بیدردی کوئی تا بکسی کا گھر جلے۔ اکثر آشیانون کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی کباب ہو گئے ؎

آشیانہ نہ قفس مین نہ چمن یاد آیا
آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا

اپنے آرام اور اپنے ذائقے کے لیے حضرت انسان ان بے زبانون پر کیا کیا ستم ڈھاتے ہین اور باینہمہ اشرف المخلوقات ہونے کا دم بھرتے ہین۔ اپنے منھ میان مٹھو۔ طوطون کو ذرا اور اسے پنجرون مین بند کرکے نبی جی بھیجو اور ست گورو ت پڑھاتے ہین۔ یہ کچھ اس خیال سے نہین کہ طوطے بھی بہشت یا سرگ کی ہوا کھائین بلکہ صرف اپنا دل بہلانے کے لیے تاکہ اُن کے ہرے ہرے پروبال اور اُنکی لال لال چونچ اور پیاری پیاری بولی سے دو گھڑی اپنا غم غلط کرین۔

میان آزاد کا دل بھر آیا پہلے تو خون پی کے رہ گئے مگر ضبط نہ کر سکے اور بیڑے کے جوانون کی طرف مخاطب ہو کر یون کہنے لگے۔

اے پیارے بھائیو تم سب جان بکف میدان کارزار مین آئے ہو کسی کو پوری پوری امید نہین کہ مورچے سے زندہ واپس جائے۔ ایک جینے کے برابر کوئی ہمارے خرمن زندگی کے جھلسا دینے کو کافی ہے اتنے آدمیون مین شاید ایک بھی ایسا نہو گا جسکا کوئی عزیز نہو رشتہ دار نہو۔ دوست نہو غمگسار نہو کسی کی پیاری چاہتی بیوی راتون کو خواب ناز سے چونک چونک پڑتی ہوگی کہ ہائے میرے پیارے شوہر کا کیا جانے کیا حال ہوگا کسی کی بوڑھی مان کا دل روتا ہو گا کہ خدا جانے اب اپنے نور بصر لخت جگر کے دیدار سے شاد ہون یا نہون۔ کسی کا بھائی دن رات دست بدعا ہو گا کہ بار خدایا میرے قوت بازو کو میدان جنگ سے صحیح و سلامت لا کسی کا دلی دوست اخبارون مین بڑے شوق سے دیکھتا ہو گا کہ فلان رجمنٹ کہان ہمارا یار وفادار تو بخیریت ہے کوئی اپنے پیارے لڑکے اپنے دل کی راحت اور زندگی کے چین کو یاد کرکے آشفتہ حال ہوتا ہو گا کہ خدا کرے ہم اس جنگ مین بچ جائین۔ مگر اسوقت ان بیچارے بیگناہ جانوران صحرائی کی حالت زار پر کسی نے رحم نہ کھایا۔ ہائے یہ بیچارے اپنی عقل یا شعور کے موافق کس کس ناز و نعم سے اپنے بچون کی پرورش کرتے ہونگے ہمیشہ ہی کوشش رہتی ہو گی کہ چاہے وہ خود مر جائین مگر اُنکے بچون پر آنچ نہ آنے پائے۔ ہائے یہ خبر ہی نہ تھی کہ گھونسلون ہی مین وہ بیگناہ جل جل کے کباب ہو جائینگے اور آنکھ بھی اچھی طرح نہ کھولنے پائینگے ؎

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
طپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

ہم لوگون نے انواع اقسام کی بدعتون سے اُنکی جان لی یہ میان سوار جو میرے سامنے بیٹھے ہین انھون نے جانور کی ایک ٹانگ لی اور شعلے کے قریب لے گئے۔ وہ بیچارہ پھڑ پھڑانے لگا تو حضرت کو یہ دل لگی سوجھی کہ چونچ پکڑ کر جیتے جی آگ مین ڈالدیا۔ اتفاق سے وہ ایسے مقام پر گرا جہان آگ بہت کم تھی اور کئی منٹ مین تڑپ تڑپ کر اُسکی جان نکلی۔ ایک سائیس نے ٹانگ ہاتھ مین پھڑپھڑاتے ہوے

جانور کو چھوتا - اُف ری بیرحمی -

حسن اتفاق سے حضرت کمانیر بھی چپکے چپکے میان آزاد کی تقریر سنتے جاتے تھے جب میان آزاد کہہ چکے تو دس بارہ آدمیون نے بھوسے ہوئے جانورون کو اُٹھا کر پھینکدیا اور سخت خفیف ہوئے اُن کی تقریر سحر تخمیر نے بڑا اثر کیا - اسکے بعد آزاد نے اُن کی بڑی تعریف کی - شاباش جوانو - بہادری کے یہی معنی ہین ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + شجاعت اسی کو کہتے ہیں جو رحمدل نہیں وہ شجاع نہیں - وقت رستخیز یہی کوشش کرنا چاہیے کہ غنیم کو بیدریغ تہ تیغ کرین گولہ ایسا اُتارین کہ کالمکے کالم ڈھیر ہو جائین گولی ایسی چلائین کہ ایک بھی زندہ باقی نہ رہے مگر جب دشمن کو عاجز کر دیا تو اُسپر ستم روا نہین ہے ؎

مردے بنود فتادہ را پاے زدن
گر دست فتادۂ بگیرے مردی

افسر کمانیر - کوئی ہے -

پہرے والا - حاضر - حکم - سب لیس ہے حضور -

افسر کمانیر - یہ کون بول رہا تھا ابھی ابھی کون باتین کر رہا تھا

پہرے والا - خداوندا ایک جونیر افسر رسالہ ہین - میان آزاد پاشا -

افسر کمانیر - اچھا آزاد پاشا کو کہو کہ اگر تکلیف نہو تو ذرا یہانتک آئین - پھر جا سے جلد چلے جائین - اور اگر تکلیف ہو تو خیر - کل کہدین گے -

آزاد - مین خود حاضر ہوتا ہون (قریب جاکر) ارشاد فرمایئے -

افسر کمانیر - ہم آپ کی تقریر سے کمال محظوظ ہوے اور ہم بہت جلد آپ کے لیے کوئی عمدہ عہدہ تجویز کرینگے آپکی تقریر ترجمان دل ہے - آپ بڑے جری اور مستقل مزاج اور شجاع افسر ہین -

آزاد - (آداب عرض کر کے) مین حضور کی نوازش کا کمال مشکور ہون مین کچھ عہدے پانے یا دولت حاصل کرنے کے لیے نہین آیا ہون - غرض صرف یہ ہے کہ ترکی کے نام پر جان دون -

افسر کمانیر - شاباش - ع - آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو ؎

جزاک اللہ فی الدارین خیرا
کفاک اللہ عن شر النوائب

اب آپ جاکے آرام کرین صبح کو پھر غنیم سے مقابلہ ہے

میان آزاد آداب عرض کر کے اپنی جگہ پر واپس آئے اور ایک درخت کے سایہ مین لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی - فوج دن بھر کی تھکی تو تھی ہی جو لیٹا اُسکو فوراً نیند آگئی - اب کوئی پانچ چھ گھڑی رات باقی رہی ہوگی کہ ایکا یک غل کھلا بہت قریب سے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز آئی تو سب کے سب بدحواس ہو کر اُٹھ کھڑے ہوے - خیریت ہے خیریت ہے خیریت ہے - یا الٰہی خیر کیجیو - یا خدا مدد دے - اللہم احفظنا من کل البلیات - افسر اور سوار سب حیران و پریشان سمجھ گئے کہ روسیون کی فوج آگئی - ہاتھ پاؤن پھول گئے اور بات ہی ایسی تھی خوب جانتے تھے کہ غنیم سر پر آن موجود ہوا - اب کوچ کر کے بھی بنتا نہین - اس عجلت مین بھلا کیا ہو سکیگا مگر تقدیر جلد ہی جلد مسلح ہونے لگے - افسر کمانیر جھلاتے کہ فوج کی غفلت پر دانت پیس پیس کر رہ جاتے تھے مگر فوج کو بآواز بلند ڈھارس دیتے جاتے تھے کہ گھبرانے کی بات نہین ہے - اطمینان کے ساتھ کمر کسو اور پشت توسن پر آکر

غنیم سے مقابلہ کرو اور مردانہ وار لڑو۔
اتنے میں سوار قلعے پر آ گئے۔ ارے لاحول ولاقوۃ۔ بڑا دھوکا ہوا یہ تو ہماری ہی فوج کے سوار ہیں دیکھا کہ پچاس سوار طلائے کے آتے ہیں۔

افسر کمانیر۔ (استقلال کے ساتھ) کیوں کیا خبر لائے ہو خیریت ہے؟

سوار۔ خیریت اسی میں ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو تیار ہو جائیے۔ روسی آن پہونچے۔ بس اب چھاپہ مارا ہی چاہتے ہیں آ کے داخل ہیں۔ اب دیر نہیں ہے۔

افسر کمانیر۔ سب لیس ہو جاؤ۔ کچھ پروا نہیں آنے دو آئیں آئیں۔ شوق سے آئیں۔ ہم بھی مستعد ہیں۔

اس استقلال کے قربان۔ جنرل ہو تو ایسا۔ کس مستقل مزاجی کے ساتھ فرماتے ہیں کہ کچھ مضائقہ نہیں آنے دو فوراً حکم دیا کہ یہ سوار مع ایک سو سواروں سے جائیں اور کہیں کہ وہ روس کے لشکر سے تب تک مقابلہ کریں ہم بھی کمک کو پہونچتے ہیں مگر دو سوار یہاں رہیں۔ دو سوار حسب الحکم افسر کے پاس رہے باقی گھوڑے کڑکڑاتے ہوئے رجمنٹ کی فوج سے جا ملے اور حکم سنا دیا۔

اُدھر کمانیر نے اُن دونوں سواروں سے سوال کیے۔

افسر کمانیر۔ روسی فوج کس طرف سے آتی ہے۔

سوار۔ حضور سامنے سے۔

افسر کمانیر۔ کیا قلعے کے دروازے سے آتی ہے۔

سوار۔ نہیں حضور وہ جو اِدھر کے رُخ برج ہے اُسکے نیچے ایک تہ خانہ ہے اُسی تہ خانہ میں سے زینہ لگا کر آئے اور میدان میں قلعے کی دیوار کی آڑ میں ٹھہرے اور گھوڑے اُس رخ سے باہر نکالے۔

افسر کمانیر۔ یہ کسی معتبر آدمی نے بیان کیا ہے۔

سوار۔ ایک سوار گانوں کے ایک جولاہے کے ساتھ خبر لانے گیا تھا اُسی نے بیان کیا۔ خبر بہت صحیح ہے۔ اس میں کسی طرح کا فرق نہیں ہے۔

افسر کمانیر۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ تہ خانہ اور برج اور یہ سب اَلّم غَلّم بکتے ہو۔ تم کتنے روز سے فوج میں نوکر ہو۔ ہوئے کوئی دو چار مہینے۔

ایک سوار۔ بس جنگ سرویہ سے ہم فوج میں بھرتی ہوئے ہیں۔

دوسرا۔ خداوند میں چار برس سے نوکر ہوں۔ مگر میرا رجمنٹ اس طرف نہ تھا۔ ذرا فاصلے پر تھا میں نے فقط اتنا سنا کہ روسی میدان میں جمع ہوئے اور قلعے سے نکل آئے۔ مگر واللہ اعلم بھاگنے کی نیت سے نکلے ہیں یا شبخون کی نیت سے۔

احمد پاشا۔ ساٹھ ستر سواروں کو بھیجنے ہی کی کیا ضرورت تھی بھلا۔

افسر کمانیر۔ نہیں یہ تو دانائی کی تاکہ ٹاپوں کی آواز دور ہی سے بیدار کر دے یہ تو اچھی بات کی۔ فوراً کوچ ہو سب کالم آراستہ ہو جائے۔

کمانیر نے اِدھر اُدھر گھوڑا پھیر کر فوج کو ایک نظر دیکھا۔ اور کہا صرف دو توپیں ساتھ چلیں اور باقی کی حفاظت کے لیے دو سو سوار یہاں ہی رہیں کافی ہیں۔

یہ حکم دیکر فوج کو کوچ کی اجازت دی۔
آدھ کوس پر فوج گئی ہو گی کہ ایک گوندے سے نے

آنکر بکٹ کی فوج کا خط علیقو پاشا کو دیا اُنھون نے پڑھا اور کمانیر کے حوالے کیا ۔ مضمون یہ تھا ۔

روسی ہم سے لڑنے پر آمادہ ہین ۔ اب اُنکی طرف سے توپ دغا ہی چاہتی ہے ۔ آپ کی فوج دو طرف سے گھر گئی ہے روسی فوج کا کالم اُس جنگل کی پشت پہ بھی ہے ۔ وہ ادھر سے حملہ آور ہوگا اور قلعے کی فوج جو باہر تھی وہ پھر اندر چلی گئی یا شاید وہی فوج اسطرف چلی گئی ہو ۔ بہرکیف ادھر تو قلعے سے توپ دغے گی اور اُدھر پشت پر سے باڑھ چلیگی

کمانیر نے کل فوج کو یہ مضمون سنایا اور کہا جنگل مین تو ہمارے سوار موجود ہی ہین روسی فوج کے کالم کو بخوبی روکین گے اور توپین بھی ہین بکٹ کی فوج کو اپنے پاس بلا لینا چاہیے تا کہ قلعہ سے جو گولہ آئے اُس سے ہمین ضرر نہ پہونچے ۔ یہ لکھکر فوراً بکٹ کی فوج کے پاس حکم بھیجا کہ تم معاً ہمارے کالم سے آملو ۔ اگر روسی فوج میدان مین ہو تو باڑھ چلاؤ ہم سمجھ جائین گے قلعے مین ہو تو مقابلہ فضول ہے فوراً ہم سے ملجاؤ اور باہر ہو تو بندوقین سر کرو خبردار ہٹنا نہین ۔

تھوڑی دیر مین بکٹ کی فوج اپنے جنرل کے کالم سے ملگئی مگر قلعے سے توپ کی آواز نہ آئی ۔ کمانیر نے اپنے اسسٹنٹون سے مشورہ کیا ۔ اور بہت جلد یہ راے قرار پائی کہ جو سوار جنگل مین ہین اُنکی کمک اسوقت ضرور ہے ۔ جنرل نے نصف فوج تو اُسی میدان مین چھوڑی ۔ اُس حصہ فوج کے پاس صرف دو توپین تھین ۔ باقی ماندہ فوج لیکر چلے ہی تھے کہ جنگل کی طرف سے دائین دائین کی آوازین آنے لگین ۔ لو جنگ شروع ہو گئی ۔ کمانیر نے ایکسا فلائینگ کالم بسرکردگی آزاد پاشا جونیر افسر رسالہ روانہ کیا ۔ فلائینگ کالم فوج سے تیز جاتا ہے عجلت یہ تھی کہ سوارون کو ڈھارس ہو اور کمک وقت سے پہلے ہی پہونچ جائے ۔ اب سنیئے کہ دو سو سوارون مین سے صرف اسیقدر عرصے مین بیس زخمی اور دس ضائع ہو چکے تھے ۔ اور چھ گھوڑون پر گولیان پڑی تھین یہ لوگ اپنی جگہ سے نہین ہٹے ۔ مگر روسی فوج بہت بڑھ آئی تھی روسیون کی طرف صرف دس سوار زخمی ہوئے اور دو مرے جنمین ایک افسر تھا ۔ آزاد پاشا کے کالم نے سوارون کو مدد دی ۔ اور طرفین سے بندوقین دغنے لگین ۔ فیر پر فیر اُڑتی تھی روسیون کے دو سو سوار جنگل کی ایک اور سمت سے آکر اس کالم پر گرے اور اب مصیبت یہ پڑی کہ ادھر تو باڑھ پر باڑھ پڑتی تھی اور اُدھر تلوار کی لڑائی دست بدست شروع ہو گئی ۔ جبتک جنرل کا کالم کمک کو آئے روسیون نے کسیقدر غلبہ حاصل کرلیا اور اِن سوارون مین چند ہی باقی رہ گئے تھے کہ جنرل کی فوج ترکی بھی دھم سے آکودی ۔ پھر کیا تھا ۔ روسی فوج کا جو کالم آگے بڑھا تھا اور جس سے دست بدست جنگ ہوتی تھی اُس کو ترکون نے کاٹ کر پھینک دیا اور ادھر آزاد پاشا کا کالم بڑھا تو روسی فوج نے اُس سے مقابلہ کیا ۔ تھوڑی دیر تک روسی غالب رہے مگر آزاد پاشا بکمال بسالت بڑھتے ہی گئے انکا فرس دغا پسند سب سے دس قدم آگے جاتا تھا ۔ روسیون نے دیکھا کہ ترکی فوج آن ہی پہونچی تو دریا مین گھوڑے ڈال دیے ۔

یہ وہ دریا تھا جس سے نہرین کٹکر قلعہ معلی کے ارد گرد جاری تھین ادھر روسیون نے دریا مین گھوڑے ڈالے اُدھر ترکون نے باڑھ ماری روسی پلٹ پڑے اور بکمال شجاعت

ترکون کی فوج تک آ گئے ۔ لیکن نصف سے زیادہ کو آزاد پاشا کے کالم نے فی النار کر دیا ۔ اس مقام پر روسیون نے بڑی چالاکی کی تھی وہ خوب جانتے تھے کہ اگر دریا سے باہر نہین آتے ہین تو ترکی رسالہ ہمارے ایک سوار کو بھی نہ چھوڑیگا اور سب اسی دریا مین لقمۂ نہنگ اجل ہونگے ۔ لہذا دریا کے گھوڑے نکالے اور برسر مقابلہ آئے ۔ جب روسیون نے دیکھا کہ نصف سے زیادہ مردان کارزار کام آئے تو تلوارین سوت سوت کر چڑھ دوڑے ۔ ترکون نے اب بھی بندوق ہی سے کام لیا اور نصف کے قریب باقیماندہ روسیون کا بھی وہین ڈھیر ہو گیا ۔ ترکی فوج اس مقام پر نہایت استقلال کے ساتھ لڑی ۔ اب روسیون کے کوئی سوا سو آدمی باقی رہ گئے وہ بھی جان بکف ترکون پر آ گرے ۔ تلوار کی لڑائی شروع ہوئی تین روسیون نے آزاد پاشا کے گھوڑے کو زخمی کیا مگر واہ رے آزاد ۔ ایک روسی نے گھوڑے کے پٹھے پر تلوار لگائی ہی تھی کہ آزاد نے تُلا ہوا ہاتھ لگایا تو پھنڈرا سا کھل گیا ۔ دوسرا جھپٹا اُسنے ناک کے سر اُڑانا چاہا تھا مگر ایک ترکی سوار نے خود روسی کا سر بھٹا سا اُڑا دیا تیسرے روسی نے بڑھکر آزاد کے گھوڑے کی ٹانگ پر ہاتھ لگایا اور گھوڑا تڑپ کر دس پانچ قدم پیچھے ہٹا مگر ایک ترک نے روسی کی دونون ٹانگین ایک ضرب شمشیر مین اُڑا دین ۔

الغرض تھوڑے ہی عرصہ مین ترکی فوج نے غنیم کو کاٹ کے پھینک دیا اور جنرل کے کالم سے جا ملی ۔ تین سو بندوقین دو سو تلوارین اور پچپن گھوڑے ترکون کے ہاتھ آئے ۔

قلعہ کے لشکر روسیہ نے جو اس شکست کی خبر سنی تو ہاتھ پانو پھول گئے سٹی پٹی سب بھول گئے ۔ حال تو اچھی چلے تھے مگر سپہ سالار افواج ترک نے انکی سیکڑون آرزوؤن کا خون کیا ۔ بکٹ کی فوج قلعہ کے پاس چھوڑ کر خود جنگل کی طرف چڑھ دوڑے اور ایک فلاینگ کالم فوراً روانہ کر دیا جب آزاد پاشا واپس آئے تو سپہ سالار نے انکی تعریف کی اور کہا کہ سینیر افسر رسالہ کی علالت کے سبب سے مناسب معلوم ہوا کہ آزاد پاشا ہی بھیجے جائین ۔ اسکے بعد حکم دیا کہ بکٹ کے سوارون سے قلعے کی فوج روس کا حال دریافت کرنے کے لیے سوار بھیجے جائین فوراً تعمیل حکم ہوئی اور سوارون نے آن کر کہا کہ قلعے سے تمام شب ایک توپ بھی نہین دغی ۔ مگر ارد گرد کے قلعون مین کئی بار رن مہتابین روشن ہوئی تھین معلوم ہوتا ہے ۔ افسران فوج دوربین کے ذریعے سے جنگ کی کیفیت دیکھتے ہونگے ۔ ایکبارگی چالیس سوار دریا کے اس پار نظر آئے تھے ۔ شاید وہ کمک کو جاتے ہون اور شاید اور سوار بھی انکے پیچھے ہون مگر بکٹ کی فوج نے اُنپر گولیان چلائین تو وہ بھاگ کے قلعے مین ہو رہے اور جنگل کی فوج کو روسی مدد نہ پہونچا سکے ۔ میان آزاد کا سینہ فرط طرب سے باغ باغ تھا ۔ عرش برین پر دماغ تھا ۔ جامے مین پھولے نہین سماتے تھے ۔ کھلے جاتے تھے کہ آج پہلی فتح پائی ۔ اور ہمت مردانہ اور یاوری طالع سے روسیون نے شکست کھائی اب کچھ کچھ آثار ظفر نمودار ہوئے ۔ کمانیر نے قلعے کے حالات کی تحقیقات کے لیے طرح طرح کی تدبیرین کین ۔ فوج اپنے مقام پر ٹھیری تھی کہ حتی الوسع روسی گولے دراستانہ پہونچنے پائین ۔

شفیقو پاشا ۔ کل شام تک انشاء اللہ قلعہ بھی خالی کرالین گے بڑا مضبوط قلعہ ہے ۔

احمد پاشا ۔ کیا تم نے کبھی اس قلعہ کی سیر نہین کی ہم تو کئی بار جا چکے ہین ۔

آزاد پاشا۔ اب شام تک انشاء اللہ اس قلعے کی سیر کر رہے ہون گے۔

اسکی عظمت کے تو ابھی سے ہم قائل ہو گئے اور سُنا اس مین ایک بہت بڑی توپ ہی جسکی پیشانی پر لکھا ہی ع تترس لے مدعی از من کہ آتش در دہن دارم۔

احمد پاشا۔ مگر ایک بات یاد رکھیے گا جب کبھی غنیم سے میدان مین مقابلہ ہو تو اُسکو یہ موقع نہ دیجیے گا کہ ایک حصۂ فوج لیکر کسی جانب سے آپ کی بقیہ فوج پر جا گرے جیسا کہ آج ہوا۔ یہ عیب ہی۔

آزاد پاشا۔ سُنیے تو کہ خاص باعث کیا ہوا۔ ہم نشیب مین تھے غنیم بلندی پر وہ ہمکو بخوبی دق کر سکتا تھا۔ مگر ہم کچھ نہین کر سکتے تھے وہ تو مین جان پر کھیل کر بڑھتا گیا ورنہ سب کے سب خاک و خون مین لوٹتے ہوتے۔

احمد مختار پاشا۔ تو صحیح ہی۔ ہمکو یہ نہین معلوم تھا ہم اور علیقو پاشا تو دیکھتے جاتے تھے۔ مگر کچھ کچھ کارروائی نظر آتی تھی۔

اتنے مین تڑکا ہو گیا۔

کیونکر یہ کہین سُنکر حال دل عاشق کو
کم سن ہین وہ کیا جانین ارمان کسے کہتے ہین

الٰہی خیر کیجیو۔ آج بڑی بیگم صاحب کے ایوان فلک توامان کی مہتابی پر پریون کا جمگھٹا بے طور نظر آتا ہے۔ الٰہی یہ اندر کا اکھاڑا ہی یا حوران بہشتی زمین پر اتر آئین۔ جہان آرا جادو جمال گیتی آرا مشتری خصال حسن آرا عالم نور از پا تا فرق سپہر آرا زرق برق۔ چارون نوعمر۔ چارون نوخیز۔ نگاہین بشارت آشنا ادائین دلاویز۔ وہ جامہ وار کی شلوارین اور رنگین دُلائیان۔

وہ نستعلیق چال وہ گورے گورے گال کہ عابد شب زندہ دار کی بھی قلیا تمام ہو جائے۔ آہو چشمون کی چھل بل دیکھکر رام ہو جائے اور یہ شعر زبان پر لائے۔ ؎

بعشقم مبتلا کردی چہ کردی	دلم درد آشنا کردی چہ کردی

اتنے مین شہزادۂ عالی گہر مرزا ہمایون فر کے ایک مصاحب خاص نے اپنے آقاے نامدار سے جاکر کہا حضور ذرا کوٹھے پر تو تشریف لائین۔ سلیمانی والی مجلس پر پریون کا تخت اُتر آیا ہی ایسی پیاری پیاری صورتین خیال نے کبھی خواب مین بھی دیکھی ہونگی خصوصاً ایک تو بس چھلاوا ہی۔ ؎

بتے رنگین ادائے سرو قدے یاسمن بوے
چو لالہ آتشین روی چو سنبل مو پریشانی

ہمایون فر کی باچھین کھل گئین۔ بہت دنون سے سپہر آرا کے درد فراق مین شب و روز سر دُھنتے تھے یہ نوید بہجت خیز اور مژدۂ طرب انگیز سُنکر جان مین جان آئی۔ دفور مسرت سے آنکھون مین آنسو بھر آئے دوڑتے ہوئے کوٹھے پر آئے۔ اور آتے ہی یہ شعر حسرت بار زبان پر لائے۔ ؎

بدام زلف دلم را گرفتار خود کردی
ترحمے بکن اکنون کہ کار خود کردی

چارون نازنینین دریا کی موج زنی اور روانی کے مزے لوٹ رہی تھین اور یہ خبر ہی نہین کہ عاشق زار مصروف نظارہ بازی ہی۔ شہزادۂ دلدادہ نے بآواز بلند عین حالت بیتابی مین اس بیت کو جسکے ایک ایک لفظ سے حسرت ٹپکتی ہی ترجمان دل کیا۔ ؎

یا بمن دہ دل غمین مرا	یا بشنو نالۂ حزین مرا

یہ شعر سنتے ہی وہ چارون طرارے بھر کر نظر سے اوجھل ہو گئین

ہمایون فر - ہائے اس زبان کو کہان بند کرون - حرف عشق زبان پر آتے ہی آنکھین اُنکو ڈھونڈھنے لگین - ہائے کاش چپ ہی رہتا تو شاید کچھ دیر اور دور ہی سے آنکھین سینکنے مین آتین - دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہوگئین ہائے اگر ایسا ہی پردہ تھا تو آنا ہی کیا ضرور تھا - ؎

اِس ہجر مین ہین ہم تو نہ دارد کوئی دم مین
اللہ سلامت رکھے اُنکو وہ جہان ہون

رفیق - خداوند یہ بھی ایک شوخی تھی - ع

معشوق ہی نہین اگر اتنی کجی نہو

ہمایون فر - ہمارے درد دل کا تو کچھ علاج کرین - کیا عشق بھی چھپائے سے چھپتا ہی -

رفیق - یہ سچ ہی - ؎

سادگی سے سخن عشق ذرہ گوش نہین
ابھی کمسن ہین کسی بات کا کچھ ہوش نہین

اتنے مین شہزادہ خون در جگر بیقرار و مضطر کے ایک دلی دوست آگئے مرزا ہمایون فر نے با دل پر درد و آہ پُر درد اپنے عشق اور اُنکے استغنا کا حال کہہ سنایا - اور پھر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے دوست نے مسکرا کر کہا آپ عاشق تو ہوئے مگر ذرا صبر و تحمل نہین - ہمایون فر نے اُسکے جواب مین یہ شعر پڑھ دیا - ؎

عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل
اُس بات کو کہتا ہی جو آتی نہین مجھ کو

ہمارا عشق ہی ہماری جان کا گاہک ہی یہ دل کا سودا ہی دل لگی نہین ہی اُنکے دوست نے کہا صحیح ہی مگر عشق اور ضبط لازم و ملزوم ہی - ؎

دعوی جو عشق کا ہی تو فریاد کس لئے
یہ ہائے ہائے اے دل ناشاد کس لئے

ع عشق کے صدمے اُٹھانے کو جگر بھی چاہیئے - ؎

عاشق تو ہوئے پہ میرزا لی نہ گئی
بس ایک کڑی میان اُٹھائی نہ گئی

میرزا ہمایون فر جھت ہی پر دو زانو بیٹھ گئے اُنکے دوست نواب احمد مرزا صاحب نے سمجھایا کہ اُٹھکر کمرے مین بیٹھیے - وہان سے بھی تو نظارۂ جمال ممکن ہی -

ہمایون فر - سچ ہی مگر بندہ نواز -

آئین رضوان بھی جو لینے تو نہ جاؤن سوئے خلد
ٹھن گیا کوچۂ جانان کا ارادہ دل مین

سمجھا بجھا کر کمرے مین لیگئے شہزادہ بلند ارادہ نے کہا آپ مجھے کوئی پاگل نہ سمجھ لیجیے گا مگر کیا کرون دل ہاتھ سے جاتا رہا - سیکڑون ہی تدبیرین کین مگر سپتے پر نہ چڑھین - نواب صاحب نے کہا بھائی کچھ خیر ہی بھلا وہان کسی کا گذر کیونکر ممکن ہی - اس خیال سے درگذرو - ورنہ مفت مین جگت ہنسائی ہوگی - ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانے

شہزادہ - بھائی مین تو نکاح کرنا چاہتا ہون - یہ بھی کوئی گناہ ہی -

نواب - واللہ! تو پھر یہ ہائے ہائے کاہے کی ہی یہ کون مشکل بات ہی -

شہزادہ - ہائے مشکل تو یہی ہی کہ آسان نہین - آپ ہی ہماری مشکل آسان کیجیے تو جانین -

نواب - مین بیڑا اُٹھاتا ہون - اٹھوارے کی مہلت دیجیے بس زیادہ نہین -

شہزادہ - ارے یار تم جھٹلاتے ہو -

نواب - کیا خوب - اس وحشت کے صدقے -

آپ ذرا صبر تو کیجیے -

شہزادہ - واہ بس یہی تو مشکل ہی سُنا نہیں - ؎

بکوے صبر عاشق رہ نیابد | رہ عشق و صبوری مشترک نیست

نواب - حضرت سُنیے وہ جو آپ سُنتے اور پُرانی کتابون مین پڑھتے آئے ہین کہ عاشقون کا حال ابتر ہوتا ہی اور شہزادون نے تاج و تخت پر پامردی سے لات ماری اور طوطے کی زبانی کسی شہزادی کے حُسن گلوسوز کی گرماگرمی سُنکر جنگل اور کوہ و ہامون کی راہ لی اور وہان ساحر ملا اُسنے کہا آنکھ بند کر آنکھ بند کی اور منزل مقصود پر دن سے داخل ہوگئے اور وہان ایک دیو سے مقابلہ کیا اور اُسکو نیچا دکھایا اور بادشاہ نے پوچھا بول کیا مانگتا ہی کہا ہم صرف یہ چاہتے ہین کہ شہزادی کے ساتھ عقد ہو یہ تو سب ڈھکوسلا ہی حسب عقل و حسب عادت دونون طرح محال ہی لیکن اگر ایسے ہی آپ ازخود رفتہ ہین تو مین فکر کرون گا۔ آپ مطمئن رہیے - آپ بادشاہ کی نسل سے ہین اور ماشاءاللہ حسین خوبرو کمسن تربیت یافتہ ہونہار خوش سلیقہ متموّل وجہ کیا کہ شادی نہو اور محبوب مطلوب نہ ملے -

شہزادہ - آپ کی تقریر وہ پچھّے دار ہوتی ہی کہ جادو بھی اسکے مقابل مین گرد ہی -

نواب - کیا! پچھّے دار تقریر کیا معنی - اجی مین کل ہی تو فکر کرتا ہون -

شہزادہ - کچھ ہمنے اتنے دنون خاک چھان کر پایا کچھ آپ اب تدبیر کرینگے -

نواب - گستاخی معاف آپ کی تدبیر تو خالی از جنون نہ تھی اور ہم ایک قرینے سے چلینگے - تدبیر تدبیر مین بھی زمین آسمان کا فرق ہی -

شہزادہ - ہمنے تو وہ وہ فکر کی کہ آپ کے وہم و گمان مین بھی نہو گی - عورت کا بھیس بدل کر اُنسے مل آئے اور پھر اُنپر ظاہر کر دیا کہ ہمایون فر ہمین ہین - ؎

اُن مقامون پہ مقدر نے مجھے پہونچایا | منزلون مجھ سے مرے وہم و گمان دور رہے

نواب - لاحول ولاقوۃ - یہی تو پاگل پن ہی آپ کا - بھلا کسی کے یہان اسطرح پر جانا کونسی دانائی ہی جب ہی آپ سے وہ کھٹکی ہوئی ہین سمجھ گئی ہونگی آدمی خبطی ہی -

شہزادہ - ارے یار جو چاہو کہ لو - اگر دُکان حسن کھلی ہوئی دیکھین تو ہزار جان سے گاہک کیون نہون - اسکو جنون کہو یا فطرت یا سودا - ہم تو یہ سودا ضرور خریدینگے - ؎

وہ گیسوے مشکین مری آنکھون سے نہان ہی | سودے کا سا عالم ہی نہایت خفقان ہی

واللہ آنکھ بھر دیکھا بھی نہ تھا کہ نظر سے نہان ہوگئین - اُدھر تو یہ باتین ہوتی تھین اب اُدھر کا حال سُنیے کہ نامحرم کو دیکھکر چارون پریان شوخی اور ادا کے ساتھ طرارہ بھر کے نظر سے غائب ہوگئین -

حسن آرا اور سپہر آرا تو ہمایون فر سے خوب واقف تھین مگر جہان آرا اور گیتی آرا نے دانتون کے تلے اُنگلی دبائی اور متحیر ہو کر یون باتین کرنے لگین -

جہان آرا - اے کون تھا شکل صورت سے تو کوئی رئیس معلوم ہوتا ہی -

حسن آرا - (دبے دانتون) ہین ایک - اسی مکان مین رہتے ہین -

سپہر آرا - کبھی باہر رہتے ہین کبھی سامنے والی کوٹھی مین -

گیتی آرا ۔ یہ دبے دانتون کیون کہتی ہو۔ بتاؤ تو۔ آخر ماجرا کیا ہی۔

جہان آرا ۔ ہان ہی کچھ دال مین کالا کالا ضرور جب تک آگ نہین ہوتی دھوان نہین اُٹھتا۔

حسن آرا ۔ اہو واہ ہی۔ اور سُنیئے گا۔ اپنا نگ لالی گاہری۔

جہان آرا بہن بہن یہ گنجلک کی باتین اچھی نہین معلوم ہوتین۔

حسن آرا ۔ (مُسکرا کر) اے لو اچھی آئین۔

گیتی آرا ۔ یہ ہی کون ۔ بے جان پہچان کے اتنا ڈھیٹ نہ ہوتا۔

سپہر آرا ۔ اے خیر ہی ہو کہان اسوقت ۔

گیتی آرا ۔ مین تو وہین ہون جہان تم ہو۔ مگر۔

سپہر آرا ۔ ہان مگر — کیا۔ بس مگر ہی مگر۔

حسن آرا ۔ مگر دریا مین ۔

سپہر آرا ۔ یہان مگر کا کیا کام ۔

گیتی آرا ۔ تو اب اس بکھیڑے سے کیا واسطہ۔ صاف صاف بتا دو نہ۔

حسن آرا ۔ بہن ایک شہزادے ہین۔ بڑے امیر آدمی ہین۔ اسوقت ہم سب کو یہان بیحجاب کھڑے دیکھ لیا۔ ہمین کیا معلوم تھا کہ اتنے وقت یہ کبھی کوٹھے پر برآمد ہونگے ورنہ نہ آتے ۔

سپہر آرا ۔ تو آخر آپ دونون بہنون کی سمجھ مین کیا آتا ہی ۔

گیتی آرا ۔ اب مین کیا کہون (مُسکرا کر) بڑا ٹیڑھا سوال ہی ۔

سپہر آرا ۔ (تنک کر) اے واہ ہی۔ خوب یک نشد دو شد۔

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ عباسی بھری ولایتی انار اور سیب لائی جہان آرا بیگم نے کہا عباسی یہ سامنے والی کوٹھی مین کون رہتا ہی۔ عباسی مُسکرا کر بولی حضور یہ حال ہمسے نہ پوچھیے یہ بڑی کہانی ہی۔ کسی دن فرصت کے وقت عرض کرونگی ۔ جہان آرا اور گیتی آرا کا ماتھا ٹھنکا اب یقین واثق ہو گیا کہ اُن کا گمان بے اصل نہ تھا۔ کہا۔ نہین اسی دم بتاؤ اور ضرور بتاؤ۔

عباسی ۔ حضور یہین ایک شہزادے رہتے ہین۔ ہمایون فر اُٹھتی جوانی ہی۔ کوئی بیس بائیس برس کا سن ہوگا۔ بڑے قبول صورت اور گلے ٹھلے کے گبھرو ہین سپہر آرا بیگم کے ساتھ نکاح پڑھوانا چاہتے ہین ہین جب نادر مرزا کے ہان نوکر تھی تو اُنکی سالی نے آن کر کل باتین کہی تھین۔ اور ہمایون فر کے حُسن کی بڑی تعریف کرتی تھین ۔

گیتی آرا ۔ کن کی سالی نے کہا؟ ہمایون فر کی؟

جہان آرا ۔ کیا شادی ہو گئی۔

عباسی ۔ حضور نادر مرزا صاحب کی سالی کی زبانی مین نے سُنا تھا۔ ہمایون فر کی شادی ابھی نہین ہوئی۔ وہ کہتے ہین کہ شادی ہو تو سپہر آرا ہی کے ساتھ ہو۔ اور نہین تو پھر نہو۔

سپہر آرا ۔ (ہنسکر) اے چُپ بھی رہ واہ بڑی وہ بنکے آئی ہی وہان سے ۔

عباسی ۔ لو اس مین چوری کیا ہی۔ کیا بیاہ کسی کا ہوتا نہین؟ ۔

سپہر آرا ۔ (ہنسکر) اللہ جانتا ہی ہمین ہنسی آتی ہی۔

راوی ۔ کیون نہین۔ ہنسی ضرور آتی ہوگی ۔

کیونکر نہ ہنسین سُنکر حال دل عاشق کو
کم سن ہین وہ کیا جانین ارمان کسے کہتے ہین

اتنے ہین کسی نے ہمایون فر کے محل سے یہ شعر گانا شروع کیا۔ ؎

تم ذرا پہلو سے اُٹھے ہم پھڑک کر رہ گئے
یون بھی دیکھا تھا کسی کا دم نکلتے ہوئے

عباسی۔ یہ حضور اُنھین کی آواز ہی۔ اللہ جانتا ہی وہی ہین۔

سپہر آرا۔ (ہنسکر) اسے کیون جھوٹ موٹ قسم کھاتی ہو عباسی۔

حسن آرا۔ انکو ہمایون فر نے کچھ رشوت دی ہی جب ہی اُنکی سی کہ رہی ہین۔

گیتی آرا۔ جو یہ بات ہو تو ہم خالہ جان سے کہین گے کیا بُرا کیا ہی۔ ابھی تو عمر ہین بیس اکیس برس کا سن اور شہزادے حسین۔ روپیہ والے۔ کیا بُرائی کیا ہی ہم خالہ سے ضرور کہین گے۔

جہان آرا۔ مگر پہلے اُنکی (حسن آرا) کی تو فکر کرو۔

گیتی آرا۔ اس بکھیڑے مین ہم نہ پڑینگے مگر سپہر آرا کے لئے تو خالہ جان سے ضرور کہین گے چاہے ادھر کی دُنیا اُدھر ہوجائے۔ ہمایون فر کو ہم نے اسوقت آنکھ بھر کے دیکھ لیا ہی۔ بڑے خوبصورت ہین اور ابھی چشم بد دور کل کے لڑکے ہین۔

سپہر آرا۔ (ہنسکر) وہ خوبصورت کیا معنی بلا تشبیہ یوسف ثانی سہی مگر اپنی اپنی پسند ہی۔ شادی بیاہ مین کسی کا کیا اجارہ۔ اور کل کے لڑکے کیا معنی۔ کیا ننھے ہین کچھ۔

جہان آرا۔ بہن سنو۔ تم چاہے لاکھ بنو۔ دل کی بات کہین چھپی رہتی ہی۔ آنکھین کہے دیتی ہین۔ انداز چھپانے سے نہین چھپتے۔ کوئی لاکھ پوشیدہ رکھے تو کیا ہوتا ہی۔

عباسی۔ حضور شہزادے بہادر کا خدا نخواستہ بُرا حال ہی دن رات یہی کہتے ہین کہ کسی طرح سپہر آرا کے ساتھ نکاح ہو۔

سپہر آرا۔ (تنک کر) سنا عباسی تم ان باتون مین نہ بہت دخل در معقولات دیا کرو۔ تم نہ جا کے نکاح پڑھوا لو تم بھی تو جوان جہان ہو۔

عباسی۔ اے حضور مجھ غریبنی کے ساتھ کون شادی کریگا بھلا۔ اور نہ کہ شہزادے بادشاہ کی اولاد۔ وہ تو نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھین۔

سپہر آرا۔ (ہنسکر) ہان اچھی کہنا جا کے دیکھ لو۔ دیکھو نظر اُٹھاتے ہین کہ نہین۔

گیتی آرا۔ باتین بناتی ہو لڑکی۔ ہم اتنک بولتے نہ تھے کہ چھوٹی بہن ہی کون کہے۔ شادی نہ کروگی تو کیا بن بیاہی ہوگی آخر بُرائی کیا ہی اللہ کا دیا سب کچھ ہی۔ بزرگون کا نام۔ باپ دادا شاہی کرتے تھے۔ ہمہ شما ہزارون خدمت کو۔

اسپر حسن آرا ہنس دی اور بہن کو گلے لگا کر بولی۔ گیتی آرا بہن ذرا سمجھ بوجھ کے بات کیا کرو بکنے کو تو کہہ جاتی ہو مگر خیال نہین رہتا کہ مین کیا کہتی ہون۔ یہ ابھی کونسا کلمہ کہا تھا۔ گیتی آرا نے کہا تم تو سیدھی بات کبھی کرتین ہی نہین بہن۔ سیدھی باتین کرو جو سب کی سمجھ مین آئین۔ یہ تم ہنسین کس بات پر اسوقت تو ہنسی کی کوئی بات

ہوئی نہین -

سپہر آرا - ہم سمجھ گئے - آپ نے کہا نہ تھا ہمہ شما خدمت کے لئے رہتے تھے -

سپہر آرا بہت ہی ہنسی - گیتی آرا نے کہا کھلی ہی جاتی ہین کہ ہماری سفارش کرنے بہن جاتی ہو - دل مین پیار اور ظاہر مین انکار - مگر ہمسے کبتک اُڑوگی بھلا -

جہان آرا اور گیتی آرا دونون بہنین ملکر بڑی بیگم کے پاس پہونچین - جہان آرا نے بڑی بیگم سے یون گفتگو کی -

جہان آرا - خالہ جان اب دعوتین نہ کھلوائیے گا کیا منظور کیا ہے -

بڑی بیگم - کیسی دعوتین بیٹی - جوجی چاہے پکواؤ کھاؤ منع کس نے کیا ہی -

جہان آرا - اے یہ دعوتین نہین خالہ جان - بڑی دعوت جس مین آپ کے ہزارون روپیہ صرف ہون اور ہفتون تک ناچ رنگ رہے -

بڑی بیگم - کیا کہا - ہم سمجھے نہین - ناچ رنگ کیسا - ابھی تو ڈومنیون کا گانا سُن چکی ہو اُس روز جی چاہے تو پھر بلوا بھیجنا -

گیتی آرا - نہین خالہ جان - یہ نہین - انکا مطلب یہ ہی کہ اب ہماری بہنون کی شادی کی فکر نہ کیجیے گا - اب اللہ کی عنایت سے سیانی ہوئی ہین - اب کچھ فکر تو ضرور کیجیے -

بڑی بیگم - اب کسی دن فرصت کیوقت کہونگی وہ جانین تم جانو -

گیتی آرا - خالہ جان یہ جو سامنے رہتے ہین شہزادے یہ کیا بُرے ہین کچھ -

بڑی بیگم - سچ تو کہتی ہو ہمین اب تک خیال ہی نہ تھا انکا -

گیتی آرا - کوئی ایسے ویسے ہین کیا -

بڑی بیگم - اچھا دیکھو - فکر کرونگی سپہر آرا کے لیے - اچھے ہین - ابھی لڑکا ہی تو ہے -

بڑی بیگم سے پکی پوڑھی کر کے جہان آرا اور گیتی آرا پھر چھت پر آئین حسن آرا بیگم بینا بازار پڑھ رہی تھین - دُکان جوہری کجکلاہ کہ درۃ التاج سربلندی و قرۃ العین عزیزی و جگر گوشہ ارجمندی ست ملو بدر یا در یا قرۃ العین صدف و بالا مال بمعدن معدن جگر گوشہ کان ست -

گیتی آرا - چلو اسے رکھو مطلب کی بات سُنو ہمنے خالہ جان سے جا کر کہا اُنھون نے منظور کر لیا - ہمنے کہا کہ یہ شہزادے جو سامنے رہتے ہین کیا بُرے ہین - بڑی تعریف کی خالہ جان نے کہا ہمکو بھی پسند ہی یہ کرینگی کیا بیچاری امّا جان کا کہنا ٹال دینگی اور وجہ کیا کوئی کالا کلوٹا ہوتا تو ہم خود نہ کہتے -

سپہر آرا مہتابی پر ہمایون فر کی چاہ مین گئین - لگی پڑی ہوتی ہو کنکھیون سے چھپکے چھپکے شہزادے پر نظر ڈالی - اسوقت مرزا ہمایون فر دوشالہ اوڑھے ہوے کمرے مین بیٹھے حُقّہ پی رہے تھے سپہر آرا نے آہستہ سے کنکری پھینکی - شہزادے نے جو گردن پھیری تو سپہر آرا کا چاند سا مکھڑا نظر آیا مگر سپہر آرا جھپ دکھا کر فوراً ہٹ گئی -

ہمایون فر - واہ - بھلا ایسی ستم ظریفی سے کیا ملتا ہی - خدا کے لیے ایک نظر دیکھ لو -

س - آڑ مین کھڑی تھی صورت تو نہین دکھائی مگر ڈوپٹے کے آنچل کو ہوا کے رُخ چھوڑ دیا -

ایک خدمتگار نے جو اُنکی تقریر سُنی تو اوپر آیا - دیکھا اکیلے کھڑے ہوے ہین گھبرایا کہ یہ ماجرا کیا ہی -

ڈرتے ڈرتے یون کہا۔
خدمتگار۔ حضور کس سے باتین کرتے تھے۔
ہ۔ دیوار و در سے۔
خ۔ یہان تو کوئی آدم زاد اسوقت نہین ہی۔
ہ۔ اچھا تم جاؤ حقہ بھر لاؤ۔
خ۔ حضور حقہ بھرا رکھا ہی۔ ابھی سُلگا بھی نہین خداوند۔
ہ۔ اچھا جاؤ پان بنالاؤ۔
خ۔ گلوریان بھی خاصدان مین بنی رکھی ہین۔
ہ۔ اچھا کچھ اوڑھنے کے لیے لاؤ جا کے۔
خ۔ خداوند۔ وہ کیا دوشالہ رکھا ہی۔
ہ۔ (جھلاکر) پھر جہنم مین جا کمبخت۔
خ۔ فوراً نیچے چلا گیا۔

وہان اکثر آدمیون سے کہا کہ آج حضور کا مزاج کچھ بگڑا ہوا پایا۔ پان مانگے مین نے کہا سامنے رکھے ہین خداوند کہا حقہ بھر لاؤ۔ عرض کیا بھرا ہوا ہی۔ پھر اوڑھنے کو مانگا عرض کیا کہ دوشالہ حاضر ہی بس اسپر جھلا اُٹھے۔

مصاحب۔ سزا تمھاری۔
دوسرا۔ ہم تم اسی لائق ہو۔ جانگلو بیوقوف۔
سپاہی۔ خدمتگاری کرنے چلے ہین۔ کبھی کسی رئیس کے ہان رہے ہو۔
رفیق۔ مطلب سرکار کا یہ تھا کہ اسوقت ٹل جاؤ۔
خدمتگار۔ یہ کیون۔
رفیق۔ تمھارا سر اور کیون۔ پاگل کہین کا۔
خ۔ ہم تو کچھ سمجھے وجھے نہین۔
سپاہی۔ اجی وہ سامنے والی چھوکریان جانتے ہو کہ نہین جانتے۔
خ۔ ہان ہان بیگمین۔
س۔ بس انھین پر سرکار ریجھے ہوے ہین۔
خ۔ بس جاؤ بھی۔ سٹری مر گئے اولاد چھوڑ گئے کہان وہ کہان ہمارا کوٹھا۔ عجب آدمی ہو تم۔
س۔ اب تم کسی کی مانوگے تھوڑا ہی۔
ر۔ اچھا اس بکھیڑے سے کیا مطلب۔ تم ایسے وقت وہان سے ٹل جایا کرو۔

شہزادے نے یہ شعر بآواز بلند پڑھا۔

جنگجو کجکلہان صلح و صفا نیز کنند
غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند

واسطے خدا کے ایک نظر ادھر دیکھو صورت تو دکھادو۔
سپہر آرا نے ہاتھ دکھایا۔
ہ۔ اس دست حنائی کے قربان۔ مگر۔

قانع بہ تجلی نشود شایق دیدار
پروانہ بہ مہتاب تسلی نتوان کرد

مین تو صورت کے نظارے کا طالب ہون۔ ؎

طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

جب سپہر آرا بیگم کو معلوم ہوا کہ گیتی آرا اور جہان آرا آگئین تو دل مین سوچی کہ بڑا غضب ہوئی اب یہ دونون تاڑ جائینگی۔ ناچار مہتابی سے اُتری۔ جہان آرا نے کمرے مین حسن آرا سے پوچھا کہ سپہر آرا کہان ہی۔
حسن آرا۔ ابھی ابھی یہان تھین۔ کیا جانے کہان چلی گئین۔

مغلانی - وہ کیا اُتر رہی ہین مہتابی پر سے -
جہان آرا - (گردن پھیر کر) اہین اسلیے تو وہ تو مہتابی کی ہوا کھا رہی تھین -
گیتی آرا - (مسکرا کر) چہ خوش - یہ کہیے -
سپہر آرا بہت ہی شرمائی مگر مجبوری کا مقام تھا - کرتی کیا مہتابی سے اُترتے ہوے مغلانی اور تینون بہنون نے دیکھ لیا تھا اب جہان آرا نے بنانا شروع کیا -
جہان آرا - کہان گئین تھین آپا -
سپہر آرا - (لجا کر) واہ مین دیکھتی تھی کہ وہ ہین یا چلے گئے -
ج - اے تو مُنھ کیون لال ہوا جاتا ہو -
گ - آخر شرماتی کیون ہو -
س - اے واہ - دونون بہنین ملکر ہمین بناتی ہو -
گ - بتاؤ تو آخر تم مہتابی پر کسکو دیکھنے گئی تھین -
س - بس اب چھیڑ خانی نہ کرو باجی -
گ - اے لو پھر شرما گئین -
ج - نہین اب شادی ہونا مشکل نہین ہو -
گ - سپہر آرا کی چتونون سے ہم پہلے ہی تاڑ گئے تھے -
س - جی ہان - آپ کا کیا کہنا - آپ یون ہی تاڑ لیا کرتی ہین -
ج - وہ تو بہت گرویدہ ہین مگر ڈھیل ہماری ہی طرف سے ہوئی -
گ - ڈھیل نہین اسے بیوقوفی کہتے ہین - ہم پوچھتے ہین آخر اُن مین عیب کیا ہو - بولو - نک سک سے درست ہین گورے چٹے ہین - روپیہ والے ہین - ابھی ماشاءاللہ کم سن ہین - خاندان کیسا کہ لاکھون کرورون مین ایک پھر بُرائی کیا ہو -
جہان آرا - بہن تو ناحق مُنھ تھکاتی ہو - یہ شادی ٹل نہین سکتی -
سپہر آرا - اے اللہ اللہ کرو بہن -
ج - چلو بس خاموش رہو - آپ ہین کیا اُنکے مقابل ہین -
سپہر آرا - ایڑی چوٹی پر ایسے باون ہزار کو قربان کر دون -
گیتی آرا - اونھ - اونھ - اپنے حُسن کا بڑا غرّہ ہو آپ کو -
ج - نوج کوئی کسی کا دل یون بیدردی سے دُکھائے -
حسن آرا - آپ آنا جان سے کہیے اور ہمارے سامنے کہلا دیجیے تو بس پھر چٹ پٹ فکر ہو جائے -
س - چٹ مری منگنی اور پٹ مرا بیاہ - (مسکرا کر) یہی مثل یاد آئی ہوگی - اچھا صاحب یون ہی سہی -
گ - جو وہ سُن لین - کہ گیتی آرا بیگم ہماری سفارش کرتی ہین تو ہمارے بڑے احسانمند ہون -
س - آپ ہین کس خیال مین -
گ - اس خیال مین کہ تمھارا اور ہمایون فر کا عقد ہو -
س - ہو چکا ہمین پسند ہی نہین -
ج - کیا نہین پسند ہو -
س - نکاح کرنا - ہم بن بیاہے ہی رہینگے - ہم شادی کرنا چاہتے ہی نہین - اسمین کسی کا کیا اجارہ ہو -
گ - دُنیا جہان مین ایسی کوئی بھی عورت تھی جس نے شادی نہ کی ہو -

سپہر آرا - ایک زیب النسا ہی تھی -

گیتی آرا - کون زیب النسا - اے یہ نادر مرزا والی زیب النسا ڈولڑے آگے کھیلتے ہین تمھارے نزدیک اُسکا بیاہ ہی نہین ہوا - واہ -

سپہر آرا - خوب سمجھین (مسکرا کر) خوب سمجھ گئین -

گ - چلو بیٹھی رہو بس -

سپہر آرا - اُس زیب النسا کا ذکر کرتی ہون جو عالمگیر بادشاہ کی بیٹی تھی -

گیتی آرا - تو بادشاہ کی بیٹی بن بیاہی رہی -

سپہر آرا - خاتون جنت کی قسم بن بیاہی تھی -

گ - اے ہے - چلو بس جھوٹی قسمین نہ کھاؤ -

سپہر آرا دل ہی دل مین کھلی جاتی تھی کہ اب ہمایون فر کے ساتھ شادی ہوگی اور برسون کی تمنائین پوری ہونگی - بظاہر مین گو یا دل لگی ہو رہی تھی اس طرح پیش آتی تھین بات بات ہوئی اور مسکرا دیا بات ہوئی اور قہقہہ لگایا - حسن آرا نے بھانپ لیا کہ سپہر آرا کا عشق روز بروز بڑھتا جاتا ہی لہذا اُنکو جرأت ہوئی کہ اس معاملے مین بات چیت کرین بڑی بیگم کے پاس جاکر کہا کیون اماجان گیتی آرا بہن کہتی تو ٹھیک ہین - پھر اب کچھ فکر ہونی چاہیے -

بڑی بیگم - ہان ہان - مین غافل نہین ہون -

ح - تو پھر اب کب -

ب - دیکھو کسی سے کہون سنون -

گ - اُنکے کوئی عزیز رشتہ دار ہین ؟ ضرور ہونگے -

سپہر - ہان ہان - نواب جعفر کے ہان اُنکی پھوپی کی بیٹی بیاہی ہی اور مرزا اسکندر بخت اُنکے حقیقی چچا ہین - اُنکی بیوی سے ہم سے بھی دور دراز کا رشتہ ہی -

حسن آرا - بس اُنھین کو بلائیے -

ب - آج بھیجونگی مہری کو -

عباسی - حضور ان دونون خاندانون کو مین جانتی ہون جب کہیے جاؤن -

ح - ذرا بناؤ چناؤ کرکے جانا -

راوی - وہ یون ہی بناؤ چناؤ کیے رہتی ہین آپ کی تعلیم کی کیا ضرورت ہی - اور لاکھ بناؤ کا ایک بناؤ یہ عباسی کی جوانی ہی -

ح - سمجھی کہ نہین -

ع - حضور یہ تو آپ تب کہین جب کبھی بولی حیران دیکھا ہو - لنڈھ کھنڈ رہنے سے ہمین آپ نفرت ہی - اس ڈھنگ سے جاؤن کہ ہمایون فر بہادر کی لونڈی پر بھی نگاہ پڑے -

ح - کیسا دیدہ دلیل ہی - بڑی زبان دراز عورت ہی -

گ - یہ چھوکری تو گھوڑے پر سے شہسوار کو اُتار لے وہ بلا کی عورت ہی یہ -

ح - جی اور کیا بوٹی بوٹی مین شوخی بھری ہی -

ح - دیکھا لیجان یار عباسی کو بھیجو -

سپہر - ذرا تامل کرو بیٹی - دو ایک سے پوچھ لین - سوچ سمجھ لین - کسی سے پوچھین کسی سے کچھ کہین تب تو کہین یا یون ہی الٹکل پچو -

ح - ہان اچھا بہا تکلف تو مضائقہ نہین ہی -

ح - آمین ہم خوش ہمارا خدا خوش -

بڑی بیگم - ذری سپہر آرا سے تو پوچھ لو - دیکھو منظور ہی یا نہین -

حسن آرا - ہمسے پوچھ لیجیے اماں جان -

گیتی آرا - (ہنسکر) اہین اسکے کیا معنی -

جہان آرا اور گیتی آرا نے ملکر حسن آرا کو خوب بنایا اور حسن آرا بیچاری اسوقت بن گئی بڑی بیگم نے کہا تھا کہ سپہر آرا سے پہلے دریافت کر لو - اسپر حسن آرا بولین کہ ہمسے پوچھ لیجیے مطلب یہ تھا کہ ہم سپہر آرا کے دلکی باتین خوب جانتے ہین ہم سے دریافت فرمائیے - ہم انکی ٹھیک ٹھیک رائے سے اطلاع دینگے - مگر ان دونون نے صرف حسن آرا کے چھیڑنے اور دو گھڑی کی دل لگی کے لیے یہ معنی لگائے کہ حسن آرا اپنی شادی چاہتی ہین جب ہی کہتی ہین کہ ہمسے پوچھ لیجیے مطلب یہ کہ پہلے ہمسے دریافت فرمائیے پھر سپہر آرا سے پوچھیے گا - حالانکہ حسن آرا کا مطلب یہ نہ تھا -

جہان آرا - ہان تو پہلے تم سے پوچھین - اچھا پوچھا جواب دو -

گ - تو پوچھنے کے طریق سے پوچھو یہ کیونکر پوچھتی ہو -

ج - اچھا حسن آرا بہن اگر مرزا ہمایون فر کے ساتھ تمھاری شادی ہو تو تمکو پسند ہی یا نہین -

حسن آرا - تو ہمنے یہ کہا تھا کہ ہمسے پوچھو ہمنے تو یہ کہا تھا کہ سپہر آرا سے کیا پوچھتی ہو -

گیتی آرا اور جہان آرا حسن آرا کو لیکر ہنستی ہوئی اوپر گئین - دیکھا سپہر آرا بڑے کلتے سے ٹہل رہی ہین -

جہان آرا - لو سب بات ٹھیک ہو گئی - اب ذرا سی بھی کسر نہین ہی -

گ - اللہ جانتا ہی - ہنستے نہین خالہ جان نے منظور کر لیا اور کہا سپہر آرا سے بھی ذکر کر دو -

سپہر آرا - ذکر کیسا - واہ - ایک عورت شادی ہی نہین کرتی آپ کی کچھ زبردستی ہی یا اماجان کی زبردستی ہی - اللہ جانتا ہی ہم نہ مانین گے - نہ مانینگے اپنے اپنے اوپر سب کو اختیار رہی - اسمین کسی کا اجارہ تھوڑا ہی ہی کچھ -

ج - اور حسن آرا بیگم تو کچھ اور ہی کہہ آئین -

س - کیا کہہ آئین باجی جان - کہین ایسا غضب نہ کر دینا ہم نہ مانین گے -

ج - یہ تو خود ہی کودی پڑتی ہین - وہان کہہ آئین کہ پہلے ہمارے لیے پیغام ہو - پھر سپہر آرا کے لیے - اب تم جانو یہ جانین ہم نہین جانتے -

گ - ہان بس ہم سے کیا واسطہ مگر خالہ جان نے بھیجا ہی کہ جاکے پوچھو جو کہو وہ ہم انسے کہدین - ہمکو کیا -

ج - ہمکو تو سمجھانے سے کام تھا - بیاہ تمھارا ہوگا چین تم کرو گی شہر بھر کی شہزادیون اور شہزادون سے رشتہ ہوگا بادشاہزادی بنکے رہو گی لاکھون کے جواہرات پاس ہین - زیور کی انتہا ہی نہین - نقد روپیہ الگ نوٹ الگ اور ساڑھے تین ہزار کا وثیقہ مہینے کے مہینے ملتا ہی پھر بھلا کس بات کی کمی ہی -

سپہر آرا - وثیقہ کہین بھی مہینے بھر مین ملجاتا ہی -

گ - اے وہ دس برس مین ملا سہی حساب تو ماہواری ہی اور خوبصورت ابھی مسین بھیگتی ہین -

حسن آرا - تو تم انسے اسقدر اصرار کیون کرتی ہو ہم نے تو کہدیا کہ منظور ہی - منظور - منظور - منظور -

جہان آرا۔ تم کو تو اپنے لیے منظور ہو اور ہم کو اُنکے لیے منظور ہوئے۔

حسن آرا۔ آپ تو بات بات مین مذاق کرتی ہین اور ہم معاملے کی بات کہتے ہین۔ سپہر آرا کہدو منظور ہو۔

سپہر آرا۔ باجی جان آج رات کو غور کرلین تو پھر عرض کرین۔

جہان آرا اور گیتی آرا دونون ہنس پڑین اور کہا لو مبارک۔

حسن آرا بولین ہم تو پہلے ہی سے جانتے تھے ہین مگر کبھی موقع نہ ملا۔

اور پھر یہ بات بھی تھی کہ انجان سے بہنے دیدہ و دانستہ ان باتون کا تذکرہ نہ کیا۔ اسکی ایک خاص وجہ تھی اب آپ دونون نے کہا تو ہمنے بھی ساتھ دیا۔ مگر اب ہمکو یقین ہو کہ شبھ گھڑی شادی ہو جائیگی۔ اب بیاہ رُک نہین سکتا کسی طرح سے رُکتا نظر نہین آتا اللہ کرے شبھ گھڑی کا نکاح ہو دونون دولہا دُلھن ہنسی خوشی رہین۔ جہان آرا بولی ابھی سے دولہا دُلھن نہ بناؤ۔ شاید وہ نہ منظور کرین۔ حسن آرا نے کہا۔ واہ وہ اور نہ منظور کرین! کہین ایسا ہو سکتا ہو۔

ج۔ کیسا جی خوش ہو اسوقت کہ بس کچھ نہ پوچھو اللہ جانتا ہو۔

گ۔ اللہ کرے جلد دروازے پر شہنائی کی آواز آئے۔

اسکے بعد حسن آرا اور سپہر آرا تخلیے مین باتین کرنے لگین۔

قلعے کا محاصرہ

دوسرے روز سے ترکون نے قلعہ کا محاصرہ شروع کر دیا تین جانب سے قلعے کو محصور کرلیا۔ مگر چوتھی طرف دقت تھی۔ اول تو وہان تک جانے کے لیے ایک دریا حائل تھا۔ ترکی انجینر دریا عبور کرنے کی آسانی سے فکر کرسکتے تھے مگر دریا قلعے کی دیوار سے ملحق تھا اور اُسی مقام پر روسیون کی توپین چڑھی ہوئی تھین روسی گولہ انداز خدا سے دعا مانگتے تھے کہ ترکی اس طرف آئین تو ہم پرے کے پرے توپ کے فیرسے اُڑا دین۔

ترکی کالم اُس طرف بڑھا تو روسیون نے قلعے سے توپین چلائین۔ گیارہ ترکی زخمی ہوے اور دو سپاہی دے اُسی مقام پر لوٹ گئے۔ روسیون نے بہت عجلت کی ورنہ اگر ذرا اور ٹھہر جاتے تو پھر پورے کالم کی خیر نہ تھی افسر کمانیر نے اسوقت کسی قدر گھبرا کر کہا شکر ہو کہ دو ہی کے ماتھے گئی ورنہ بڑی بیڈھب ہوتی۔ اب ترکون نے چوتھی جانب سے قلعے کے گھیرنے کا عزم فسخ کر دیا روسی قلعے مین چُپ چاپ بیٹھے تھے۔ اُنکو خوب معلوم تھا کہ ترکی فوج قلعہ خالی کرائیگی لہذا بھاگ جانے کی ایک راہ تجویز کر چکے تھے اور سوچتے تھے کہ اگر ترکون نے گولہ اندازی شروع کر دی تو جبتک ہمارے پاس گولہ بارود ہو تب تک جواب دینگے اور جب سامان ختم ہو جائیگا تب چپکے سے قلعہ چھوڑ کر نکل بھاگینگے۔ دونون اپنی اپنی گھات مین تھے۔ افسر کمانیر نے کہا کہ کانون سے دو کوس پورب کے رُخ روسیون کا ایک رسالہ آپہونچا ہو۔ دس سوار خبر لانے جائین۔ ورنہ پھر ذرا اٹیڑا ہی کھیر ہو۔

ایک پاشا۔ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ روسیون کا رسالہ آگیا ہو۔

کمانیر - ابھی ایک شخص نے آن کر بیان کیا - خبر معتبر معلوم ہوتی ہی -

دوسرا پاشا - ایک رسالہ آن پہونچا - فوراً خبر لانی چاہیے

تیسرا پاشا - قلعے کی تو قلعی کھل گئی - یہان تو بالکل سناٹا ہی -

علیقو پاشا - ہان نہین تو اب تک گولہ نہ چلتا ہوتا -

آزاد - تو اگر اُدھر سے نہ چلے تو کیا کچھ فرض ہی کہ ہم بھی خاموش ہی رہین ہم تو گولے اُتارین - اُنکا مصالح تو خالی ہوگیا نہین دم نہ لیتے -

کمانیر - ہم نے سُنا ہی کہ اس گانون کے پورب کے رُخ روسیون کا رسالہ قلعے والون کی کمک کے لیے آن پہونچا ہی جبتک اس خبر کی تصدیق یا تکذیب نہو گی ہم کوئی کارروائی نہ کرینگے -

آزاد پاشا نے اجازت لیکر گھوڑے کی باگ اُٹھائی دس سوار ساتھ لیے اور چلے کوئی کوس بھر کے فاصلے پر گئے ہونگے کہ روسیون کا رسالہ سامنے سے نظر آیا جو سوار گردآوری کر رہے تھے اُنہین سے کوئی چالیس پینتالیس اُنکی طرف جھپٹے ادھر آزاد پاشا نے گھوڑا بھگایا ادھر اُنھون نے اُنکا پیچھا کیا گو آزاد کا گھوڑا اڑا تیز اور سُبک خیز تھا مگر روس کے دو افسر اور تین سوارون نے اُنکے گھوڑے کے قریب آن کر للکارا - اب آزاد پاشا کے ساتھ نو سوار رہ گئے تھے ایک سوار کو روسیون نے اثنائے راہ مین قتل کر ڈالا تھا آزاد پاشا نے دیکھا کہ چاہے جسقدر تیز گھوڑا جائے انسے آگے نہ بڑھنے پائیگا ناچار مع نو سوارونکے اُنھون نے گھوڑے کی باگ پھیر دی - اب اُنسے اور ایک روسی افسر سے مقابلہ ہونے لگا - اُسنے بندوق سر کی - دائین - یہ گھوڑا پھیر کر الگ ہو رہے اور فوراً بلبلی پر ہاتھ تھا - دائین نشانہ خالی گیا - دونون نے تلوارین سوتین - اُسنے ایک ہاتھ لگایا تلوار آزاد پاشا کے فرس تندخو کے کان تک آئی تھی کہ آزاد نے روسی افسر کا ہاتھ اُڑا دیا - سپنکٹی اسے کہتے ہین - اتنے مین طرفین سے سوار آگئے - ترکی سوارون نے بندوقین چلائین تو روسیون کے دو گھوڑے زخمی ہوکر گر پڑے اور تین آدمی لوٹنے لگے - ادھر آزاد پاشا کے گھوڑے کے پٹھے کے پاس زخم لگا اور خون جاری ہوگیا الغرض ادھر یہ اور اُدھر وہ دونون اپنے اپنے پڑاو کی طرف چلے - وہ اپنے بیڑے مین پہونچے تو ایک افسر کا ہاتھ ندارد - تین سوار غائب - ایک گھوڑے کی پشت پر سوار ندارد - دو گھوڑون کا پتا نہین آزاد پاشا اپنی رجمنٹ مین آئے تو گھوڑا زخمی - ایک سوار کا پتہ نہین - ایک گھوڑا نہین نظر آتا - دس پیچھے تھے نو ہی واپس آئے - دو سوار سخت زخمی ہوگئے تھے مگر ایک گھوڑے پر دو آدمی ایک ترکی وردی پہنے دوسرا روسی - اہل لشکر یون نے خوشی کا نعرہ مارا کہ ایک روسی کو قید کر کے لے آئے -

کمانیر - یہ مُٹھ بھیڑ کس مقام پہ ہوئی -

آزاد - یہان سے کوئی سوا کوس کے فاصلے پر -

کمانیر - کیا روسی سوا کوس پر ہین - ؟

آزاد - نہین کوئی دو کوس پر - مگر گردآوری کے سوارون سے ہمسے مقابلہ ہوگیا - ہم تو دیکھ بھال کر واپس آئے تھے مگر اُنھون نے پیچھا کیا - ہمنے گھوڑے بھگائے کہ آپ کو اطلاع دین لیکن جب وہ گلے ہی پڑ آگئے تو مجبور ہوکر خوب دل کھول کے مقابلہ کیا - اتنے مین سوارون نے آزاد کی تعریف کی - نو سوارون

میں سے آٹھ اُنکے کمال مداح تھے اور نوین سوار کو زخم کی تکلیف اور پیاس کی شدت کے سبب سے بولنے کی طاقت نہ تھی۔

ایک سوار۔ آزاد پاشا نے گھوڑا پھیر کر روسی افسر کا مقابلہ کیا۔ اور اس خوبصورتی کے ساتھ کہ ایک ہی وار مین اُسکا ہاتھ کاٹ کے پھینکدیا۔

دوسرا سوار۔ پہلے دونون کی بندوقون کا نشانہ خالی گیا مگر آزاد پاشا بڑی جوانمردی سے لڑے۔

تیسرا سوار۔ ایسے مقام پر گھوڑا پھیرنا اور بچانا ذرا دل لگی نہین ہے۔

چوتھا سوار۔ جبتک ہم لوگ پہونچین یہ روسی افسر کا ہاتھ کاٹ چکے تھے بالکل بے بس کردیا تھا۔ افسر ہو تو ایسا پہلے تو بھاگین اُٹھا کر ہم سب واپس آتے تھے مگر جب وہ لوگ نکلے پر آگئے تو بجز مقابلے کے چارہ نہ رہا۔ آزاد پاشا پلٹ پڑے اور ہم سب بھی ساتھ ہی ساتھ پلٹے تلوار چلنے لگی۔ ہم غالب رہے۔

پانچوان سوار۔ ہم نے دور سے دیکھا کہ روسی سوار بہت سے جمائے آمادۂ کوچ کھڑے تھے۔

کمانیر۔ ہون! (ذرا غور کرکے) تو اب قلعے کا خالی کرانا ایک کام ہے اور اُس رسالے سے مقابلہ کرکے اسکو ہٹانا دوسرا کام ہے اگر ہم اُدھر جاتے ہین تو ادھر یہ لوگ قلعہ چھوڑ کر نلوہ نکل جاتے ہین یا شاید ادھر سے یہ مقابلہ کرین اُدھر سے وہ۔ اگر ہم نہین بڑھتے تو وہ رسالہ بڑھتا ہے۔ اس صورت مین ہم دو جانب سے گھر جائینگے غور طلب بات ہے۔ اچھا جبتک وہ رسالہ آئے۔ قلعے پر توگولہ اندازی شروع کردو۔ مگر ذرا اور غور کرنے دو۔ مصرع کہ تعجیل کار شیاطین بود۔ کئی پاشا شورے کے لیے آئے اور آخر کار یہ رائے قرار پائی کہ پھر سوار بھیجے جائین اور وہ جاکر دیکھین کہ روسی رسالہ کس طرف جانے کا قصد رکھتا ہے۔

آزاد پاشا نے کہا مین جاتا ہون۔ مگر کمانیر نے کہا نہین تم ابھی کسی قدر تھکے ہوے چلے آتے ہو۔ ریاض پاشا پچیس سوار لے کر جائین اور دو گوئندے بھیجے ایک سوار نے جو اُس قلعے مین عرصے تک رہ چکا تھا کہا مین جاکے دو آدمیونکو گانون سے بھیجتا ہون۔ دودھ بیچنے کے بہانے سے وہ جائینگے۔ کمانیر نے کہا بہتر ہے۔ سوار گانون گیا اور ایک بوڑھے آدمی کو بُلایا کان مین کہا کہ یہان سے کوئی ڈیڑھ دو کوس کے فاصلے پر روسیون کی فوج آگئی ہے جاکر ٹوہ لو کہ کدھر جاتے ہین اور کتنے آدمی اُنکے ساتھ ہین بوڑھا ایک اور آدمی کو لے کر چلا تو ادھر روسی قیدی اور ترکون مین باتین ہونے لگین

روسی۔ (آزاد سے) تمسے بڑی کڑی قواعد لیجاتی ہے۔ ذرا چوک ہوئی اور کوڑے پڑنے لگے پچاس کوڑے تک سزا جائز ہے۔ چاہے کیسا ہی سخت جرم ہو پچاس کوڑون سے زیادہ سزا نہین دی جاسکتی سب سے سخت سزا یہ ہے کہ آٹھ دن تک ایک تیرہ و تار کوٹھری مین تنہا قید کردیتے ہین۔ اور کوٹھری قبر سے زیادہ تنگ ہوتی ہے۔ ہم روسی سپاہی اپنے افسر کے حکم کی تعمیل کو خدا کی رسالت سمجھتے ہین۔ اب روس مین بارہ مدارس حرب ہین ہمارے ہان کے افسر بڑے عیاش اوباش ہوتے ہین اور اکثر ناخواندہ و جاہل ہم روسیون کو اس پر البتہ ناز ہے کہ سپاہی اور افسر نہایت جری جیوٹ مستقل مزاج اور کرارے ہوتے ہین۔ آج تک ہمنے شراب کا ایک قطرہ کبھی نہین پیا ہے۔ اسوقت جمائیون کی

ڈاک بیٹھی ہوئی ہے۔ ہم لوگ شراب کے عاشق ہیں۔ کوئی روسی سپاہی ایسا نہیں جو شراب پی کے غین نہ ہو جاتا ہو۔ ہم لوگ اسقدر آوارہ ہیں کہ ہمارے اسپتالوں کو کبھی خالی نہ پائیگا مگر مصیبت کو جسقدر ہم برداشت کرینگے ممکن کیا کوئی اور سپاہی مقابلہ کر سکے۔

آزاد۔ تمھارے ملک میں ایک بڑی خرابی ہے کہ سواروں اور سپاہیوں کی بھرمار کر دیتے ہیں مگر افسر معدودے چند ہی ہوتے ہیں اور افسروں کی تنخواہیں بھی صرف برائے نام ہوتی ہیں۔ پورے جنرل کی تنخواہ تین سو پونڈ یعنی تین ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ ہمنے سنا ہے کہ روسی افسر اکثر بے ایمانی بھی کرتے ہیں۔

روسی۔ مگر وقت جنگ پچاس فی صدی کے حساب سے تنخواہ بڑھادی جاسکتی ہے۔

علیفقو۔ یہ کوئی بڑی تعریف کی بات نہیں ہے کیونکہ ہمارے بڑے بڑے کار نمایاں کرتے ہیں۔

روسی۔ ہمارے جنرل بڑی شیریں زبانی سے پیش آتے ہیں۔ کاسک سپاہی ہمارے لشکر کے جزو اعظم ہیں۔ یہ لوگ بالکل وحشی ہوتے ہیں مگر بڑے جری اور شہسواری میں طاق۔

علیفقو۔ بھلا اُن کو تم کیسا سپاہی سمجھتے ہو۔

روسی۔ بس ہمارا ہی دل جانتا ہے۔ خوش رو جوان شیر کی سی کلائی چیتے کی سی کمر سینے چوڑے شانے بھرے ہوے اور گول گردنیں تیار جسے دیکھیے کلّے ٹھلّے کا جوان مگر کاسک بھی اُنسے دبنے والے نہیں۔

علیفقو۔ (مسکرا کر) اور ہمارے ہاں کے باشی بزوقوں کو بھول گئے۔

روسی۔ ہاں اچھی جوڑ ہے۔

روسی قیدی نہایت جوش و خروش میں کھڑا ہو کر بڑی ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ ٹہلنے لگا منھ سے شعلے نکلتے تھے روسی زبان میں کئی بار کہا کہ ہاے اسوقت میرے پاس تلوار نہیں ورنہ کُل ترکوں کا سر بھٹا سا اُڑا دیتا۔ اس پر ایک ترکی سپاہی کو جوش آگیا آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ ڈپٹ کے کہا سنو بھئی تم بھی سپاہی اور ہم بھی سپاہی ہیں ہمارا تمھارا ایک پیشہ ہے مگر اسوقت فرق یہ ہے کہ تم قیدی ہو۔ اور میں آزاد ہوں۔ میں اسوقت تمھاری بات کا جواب نہیں دینا چاہتا بس اور کچھ نہ کہونگا۔ روسی قیدی نے ایک آہ سرد کھینچی اور اس شعر کو ترجمان دل کیا۔

بلبلو کس کو دکھا لی ہو عروج پرواز
ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی

علیفقو پاشا یہ کلمہ سنکر روسی قیدی کے پاس گئے اور یوں گفتگو کی۔ تمھارے قلعہ میں ایک اژدر دہان توپ تھی جسکی پیشانی پر یہ مصرع کندہ ہے۔ ع

بترس اے مدعی از من کہ آتش در دہن دارم

ہم نے اپنی بسالت اور جوانمردی سے اس مصرع کا جواب یوں دیا۔ ع

بکف جان عزیز خود بسر خویش کفن دارم

روسی قیدی نے کہا ہم فارسی زبان سے واقف نہیں ہیں۔ ایک ترکی افسر نے اسکا ترجمہ کیا تو روسی قیدی بھڑک گیا۔ کہا ہم تو اسوقت قیدی ہیں جو چاہو سو کہہ لو جس طرح چاہو پیش آؤ۔ چاہے قتل کرو چاہے گردن مارو تمھارے

بس مین ہین - اسپر کئی ترکون نے نہایت جوش وخروش سے کہا ہم سپاہی ہین جو شخص ہمارے بس مین آیا اُسکا قتل کرنا ہماری وضع کے خلاف ہے ہمارے امکان مین ہے کہ اسوقت تمھین قتل کرڈالین یا چورنگ کرین یا ٹکڑا ٹکڑا اڑوادین سنگسار کرین جو چاہین کرین مگر سے

مردی نہ بود فتادہ را پائی دن	گر دست فتادہ را بگیری مردی

ہم اس مسالک کے سالک ہین -

روسی - ہم مرد میدان ہین - ہم جوانمرد ہین مگر اسوقت قیدی ہین اگر تم سپاہی اور بہادر ہو تو ہمکو شراب پلاؤ -

علیقو پاشا اس فقرے پر بہت ہنسے - روسی قیدی نے جھلّا کر کہا - آپ ہنستے ہین اگر آپکے سپاہی ہین تو برانڈی کا ایک جام پلائیے - ورنہ ہم تو قیدی ہین -

ترکی سپاہی - ہم تمکو مثل اپنے بھائیون کے سمجھتے ہین تم اسوقت ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ ہم تمکو قیدی سمجھکر ستانا چاہتے ہین ہرگز نہین ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے سپاہی اور سوار بھی کسی وقت مین قیدی ہوجائینگے جنگ دو سردارون کی ہار جیت کا نام ہے اس جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا لیکن ہمکو خوب یقین ہے کہ ترکی اور روسی دونون سپاہی ہین اگر ترکون کو روسی قید کرینگے تو مثل اپنے بھائیون کے سمجھینگے اور قسم علی ہذا اگر ترکی روسیون کو قید کرلے گئے تو وہ بھی اپنے قیدیون پر رحم روا رکھینگے -

جو سوار ریاض پاشا کے ساتھ روسیون کے رسالے کی خبر لانے کیلیے گئے تھے وہ اتنے مین واپس آگئے - انھون نے کہا روسیون کا رسالہ خاص قلعے والون کی کمک کو آیا ہے - بیرونی مدد دیکر وہ قلعے کی فوج کو اپنے ساتھ لیجائینگے یا اگر موقع ملا تو ہمکو یہان سے ہٹا دینگے - مگر رسالے کے گھوڑے اور سوار سب جوان اور خوبصورت ہین - اور جوش خروش سے آتے ہین - قلعے سے اُنکے پاس لوگ گئے تھے - کل شب کی شکست کا حال سُنکر روسی بہت ہی جھلّائے ہوئے ہین اور تُلے ہوئے ہین کہ بدلا لین -

اتنے مین وہ دونون جاسوس بھی آگئے جنہین ظاہر مین دودھ بیچنے لے گئے تھے وہ سامنے بھیک دیتے گئے سوارون نے بڑھکر پوچھا کہو کچھ پتا لگایا - کوئی امر دریافت ہوا -

بوڑھا - بڑی فوج ہے - اور وردیان ایسی چمکتی ہین جیسے شیشہ -

سوار - کبھی پہلے بھی فوج دیکھی تھی -

بوڑھا - ہونہہ - عمر گذر گئی - بیسون لڑائیان دیکھ ڈالین یہ ایک دو لیے پھرتے ہین -

سوار - دودھ بکا یا نہین بکا -

بوڑھا - فوج مین دودھ لیکر گئے ہم - پہلے تو دو ایک افسرون نے پوچھا تم کون ہو ہمنے کہا دودھ بیچنے آئے ہین کہا دودھ مین سنکھیا تو نہین ہے ہمنے کہا چکھ کے دیکھ لو - اسپر وہ لوگ ہنسے اور کہا چکھتے ہی لوٹ جائین - مین نے تھوڑا سا دودھ خود دکھایا - تب دودھ لیا اور دام دیے -

پاشا - ہم لوگون کا حال کچھ پوچھتے تھے -

سوار - بہت کچھ پوچھا رات کو جو لڑائی ہوئی اُسکا حال ہمنے کہا دونون طرف سے باڑھ چلتی تھی ہم نے پہلے دیکھا اپنے جھونپڑے مین بیٹھے تھے صبح کو معلوم ہوا کہ روسی ہار گئے اور ترکون نے فتح پائی لاشین تو ہمنے بھی دیکھی تھین -

پاشا - کچھ سنا کہ کس طرف جانے والے ہین -
بوڑھا - ہان ہان - اسی طرف آتے ہین -
سوار - خوب معلوم ہی کہ اس طرف آئینگے -
ب - ہان بس کوئی دو گھنٹے مین اس طرف بڑھینگے -
کمانیر - (سوارون سے) تم کو دیکھ کر روسیون نے پیچھا نہین کیا -
سوار - نہین ہم آڑ مین تھے جھاڑی کی آڑ مین کھڑے تھے ہم جب ہمنے دیکھا کہ گرد آوری کے ساتھ آتے ہین تو آہستہ آہستہ چل کھڑے ہوے مگر ہمنے کئی بار دیکھا فوج مین بڑا جوش و خروش تھا - یقین تو ہین ہم کو نظر آئین - ایک کوئی چودہ توپین تھین -
پاشا - توپخانہ بھی ساتھ ہی -
کمانیر - ہماری رائے یہ ہی کہ نصف فوج یہان مورچہ بندی کرے اور قلعے پر گولے برسائے تینون طرف سے قلعے کو ہم نے محصور کر لیا - نصف نصف فوج ہر سمت رہے - اور باقیماندہ فوج روسی رسالے کیطرف بڑھ رہی تاکہ اسکو راستے ہی مین روک دے آگے نہ بڑھنے پائے اور ہم صرف دو سو سوار لیکر وسط مین ٹھہرین تاکہ طرفین کا حال ہمین معلوم رہے -
اس رائے سے کل افسرون نے اتفاق کیا فوج ترتیب کے ساتھ آراستہ ہوئی الہ جلی آزاد پاشا اُس کالم کے ہمراہ تھے جو پچھم کے رُخ پر قلعے کا محاصرہ کیے ہوے تھا -
علیقو پاشا اُس کالم کے ہمراہ گئے جو فوج روسیہ سے مقابلہ کرنے گیا تھا -
اب سنیے کہ ایک کوس کے فاصلے پر ترکی رسالہ رُک گیا اور جنگ شروع ہو گئی کمانیر کے کان مین دائین بائین

کی آواز آنا شروع ہوئی - سوارون نے غل مچایا کہ وہ جنگ شروع ہو گئی - جو کالم قلعے کو گھیرے ہوے تھے اُنھون نے بھی آواز سُنی اور دفعۃً قلعے سے بھی گولہ چلنے لگا - و دفعتا اور تینون طرف سے گولے برسانے لگے کمانیر جنرل افواج دونون طرفون کی جنگ کا حال دیکھ رہے تھے -
ترکون کے ایک گولے نے پچھم رُخ کے بیرونی قلعے کے برج کو ڈھا یا - اور کئی توپین مع چالیس روسیون اور گولہ اندازون کے اراراکے گر پڑین اور اُس برج نے تیس ۳۰ گھوڑون اور گیارہ سائیسون کی بھی جان لی اس برج کے نیچے ہی گھوڑے بندھے تھے - ترکون نے خوشی کا نعرہ بلند کیا - اُسپر روسی اور بھی جھلائے جھلا کر گولے اُتارنے لگے کہ اتنے مین ترکون کا ایک گولہ قلعۂ معلی کے ایک کوٹھے پر پہونچا - جس کے ٹکڑون سے تین روسی افسر دو گولہ انداز دو سپاہی اُسی دم ٹھنڈے ہو گئے -
روسی افسرون نے دیکھا کہ معاملہ نازک ہوتا جاتا ہی بڑی تشویش ہوئی تسکین فقط یہ تھی کہ بیرونی کمک آیا چاہتی ہی مگر یہ خیال خام تھا - پانچ چھ افسر ایک بلند مقام سے دوربین لگا کر میدان کیطرف دیکھنے لگے - دیکھا کہ افسر کمانیر کچھ سوارون کو لیے کر وسط مین ہی اور روسی اور ترکون سے برابر گولی چل رہی ہی - اُنھون نے نعرۂ خوشی مارا کہ ہمارے سوار لڑ بھڑ کر ہماری مدد کو ضرور آئینگے - مگر عین وفور خوشی کی حالت مین ترکی گولہ اُس بلند مقام پر پہونچا جہان یہ روسی افسر دوربین سے دیکھ رہے تھے اور اسی دم وہ سب افسر دنیا سے کوچ کر گئے اپنے رسالے کو دوربین کے ذریعے سے دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے مگر یہ آخری خوشی تھی

اسکے بعد اُنکو فوج اور جنگ سے مطلق سروکار نہ رہا۔

ترکون نے تھوڑی دیر مین قلعے کی مغربی دیوار کو جو ازبس مستحکم تھی مارے گولون اور گولیون کے چھلنی بنا دیا اور مغرب کے علاوہ اور دو جانب سے بھی آگ برسا رہے تھے روسیون کے پاس قلعے مین اسقدر سامان نہ تھا کہ تین طرف سے غنیم کا مقابلہ کرتے۔

الغرض جب ترکون نے تین جانب سے قلعے کو گھیر لیا اور تینون طرف سے گولی اور گولے برسانے لگے روسیون کو قلعے کے اندر سخت عاجز کیا قلعہ کا ایک برج گولون سے اُڑا دیا باقی روسی افسرون کو جو دوربین سے اُس فوج کو دیکھتے تھے جو بیرونی مدد دینے کو آئی تھی ایک ہی گولے مین ٹھنڈا کیا۔ تو ترکون کا دل اور بھی بڑھا۔

مگر روسی بہی تشویش ناک حالت پر افسوس کرتے تھے خصوصًا جب اُنھون نے دیکھا کہ جو فوج اُنکی کمک کے لیے آتی تھی وہ روک دی گئی اور ترکون کے ایک کالم نے بڑھکر اُنکا مقابلہ کیا اور تین جانب سے دوسرے کالم نے قلعے کو گھیر لیا تو رہی سہی اُمید بھی جاتی رہی اور افسران روس قلعے مین باہم مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔

ایک افسر۔ بات بیڈھب ہوئی۔ اب کچھ نہ کچھ فکر کرنا چاہیے۔

دوسرا افسر۔ بجز اِس کے اور کوئی تدبیر نہین ہے کہ قلعہ چھوڑدین اور چپکے سے نکل جائین۔

تیسرا افسر۔ ہان صحیح ہی۔ مگر قلعہ چھوڑا اور دریا کی طرف کے کالم نے ہمارا تعاقب کیا بس پھر جان بری محال ہوجائیگی اور ٹٹے کی موت جان جائیگی پھر کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑے گی۔

چوتھے افسر نے جو سب سے زیادہ تجربہ کار تھے کہا کہ کچھ گولہ انداز دریا کی طرف والے برج مین رہین جب ہم لوگ نکل جائین تب وہ بھی بھاگ کھڑے ہون اِس عرصے مین اگر ترکون کے کالم متعینہ نے دریا کیطرف جانے کی کوشش کی تو گولہ انداز اوپر سے آگ برسائین۔ ہمکو موقع ملے گا کہ ہوشیاری کے ساتھ نکل جائین۔

یہ گفتگو قلعے کے اندر خاص خاص افسرون مین ہو رہی تھی کہ ترکون کا ایک گولہ دوسرے برج پر گرا اور دیوار سے ٹکرایا برج کو گراتا ہوا صحن قلعہ مین بیٹھا تو چونتیس آدمیونکو زخمی کیا۔ ڈو سپاہیون اور ایک لفٹنٹ کی جان لی اب اور بھی کھلبلی مچی۔ یہ گولہ ہنوز سرد نہوا تھا کہ ایک اور گولہ آیا جس سے برج رہا سہا اور بھی خاک مین ملگیا اور روسیون کے جان و مال کا نقصان ہوا۔ ہنوز یہ گولا ٹھنڈا نہ ہوا تھا کہ ایک اور گولا اُترا اور پھٹتے ہی تین آدمیون کو ٹھنڈا کر دیا اِسکے بعد ترکون نے گولون کی بھرمار کردی۔ اور تمام میدان مین دھنا دھنا کی آواز گونجنے لگی روسی جنرل نے اپنے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ جتنی توپین ہین سب پر بتّی پڑے اور صف شکن بھی گولے برسائے گولہ انداز کو پوری پوری خوراک دیجائے کی تو تھوڑی ہی دیر مین سنّاٹا ہو جائے گا۔ خالی توپین پھینکنے سے رہے ہم گولے اُتارتے ہین تو مگر سامان کہان سے لائین۔

ادھر یہ گفتگو ہوتی تھی اُدھر میدان مین ایک اور گل کھلا روسیون کا کالم اسقدر قریب آگیا کہ گولے کی لڑائی بیکار ہوگئی گو ترکون نے برابر باڑھ پر باڑھ ماری مگر روسی گرتے گرتے دڑاتے ہوے فوج کو لے ہی آئے تا کہ اِس کالم کو شکست دیکر

قلعے والون کی مدد کو پہونچین اگر یہ کالم شکست پاتا بھی تو روسیون کی تمنا نہ بر آتی تین طرف سے فوج قلعے کا محاصرہ کیے ہوے تھی اور قلعے کی فوج روسیہ کے پاس سامان بھی نہ تھا کہ ڈٹ کر مقابلہ کرتی روسیون نے تلوار لی اور جھپٹے ترکون نے بھی دست بدست جنگ کی مگر دفعۃً ایسی گھنگھور گھٹا چھائی کہ کل میدان اور دشت نبرد تیرہ و تار ہوگیا - وہ گھٹا ٹوپ اندھیرا کہ کچھ نظر ہی نہین آتا تھا - جو جس مقام پر کھڑا تھا مثل پیکر تصویر خاموش کھڑا رہا - قلعے کی فوج روس نے چاہا کہ نکل بھاگے مگر رستہ ہی نہین سوجھتا تھا بڑے بوڑھے آدمیون کا قول ہی کہ ایسی تاریکی اور ایسے کالے کالے بادل کبھی نہین دیکھے تھے -

آزاد پاشا اور علیقو پاشا اور احمد پاشا اپنے اپنے کالمون کو چھوڑ کر ادھر ادھر ٹٹول ٹٹول کر گشت کرنے لگے - اور بگل بجنا شروع ہوا کہ سب اپنی اپنی جگہ پر رہو جب کچھ یون ہی سی تاریکی کم ہوئی تو یہ تینون دوست ایک مقام پر باہم گفتگو کرنے لگے - مگر ایک کی بھی شکل نہین نظر آتی تھی -

سرویا کی تو کیا اصل و حقیقت تھی کہ ٹرکی کا مقابلہ کرتا مگر روسیون نے بھرتے دے دیکر جنگ پر چڑھایا تھا - سرویا کو شک کی جگہ یقین تھا بلکہ یہی ایمان و دین تھا کہ اگر ترک ذرا بھی غالب آئے تو روسی ہمارا ہاتھ بٹائینگے اور ہم ترکون کو نیچا دکھائینگے مگر جب مقابلہ ہوا تو سرویا کے چھکے چھوٹ گئے اُسنے کھلی کھلا تیاری کی تھی کہ ٹرکی سے نبرد آزما ہو - روس اور فرانس اور اسٹریا کے سفیرون نے سرویا کو سمجھایا کہ خبردار جنگ کا قصد نکرنا لیکن روس کا سمجھانا ناصح نصیحت برا نام تھا - درپردہ شہ دیتا جاتا تھا - جون کے مہینے مین سرویا کی فوج جنگ کے قصد سے سرحد کی طرف بڑھی - اور کوئی چھبیس ستائیس دن کے بعد اعلان جنگ دیا تو گورنمنٹ سرویا نے اپنے ملک مین مشتہر کیا کہ سرکار اہل سرویا کو اغیار کی اطاعت اور ماتحتی اور عملداری سے آزاد کرنے کے لیے جنگ کرتی ہی اور جو عملداری اس ملک مین پیشتر تھی اُسی کو از سر نو قائم کرنا چاہتی ہی وائنا کے ایک اخبار سے معلوم ہوا کہ سرویا نے پوری پوری تیاری جنگ کی ہی -

سرویا کے وزیر جنگ نے حکم دیا کہ جہان جہان مدارس ہین سب بند کر دیے جائین اور فوج کے زخمیون کے لیے وہ بطریق اسپتال بنائے جائین - سرکاری عمارتون مین کہین رسد اور کہین میگزین کا سامان رکھا گیا -

شہزادہ ملن سے جب سلطنت عثمانیہ نے دریافت کیا کہ یہ جنگی تیاریان کس مقصد سے ہو رہی ہین تو شہزادے نے این و آن اور چنین و چنان کے بعد کچھ آئین بائین شائین گپ اُڑا دی کہا کہ ہم سلطنت روم سے مقابلہ نہین کرنا چاہتے اسکے بعد ایک سفیر بحضور سلطان اعظم بھیجا اور اسکو تاکید کی کہ حضرت سلطان کی خدمت مین شہزادہ ملن کیطرف سے کہے کہ سرویا دل و جان سے مطیع و منقاد گورنمنٹ ترکی ہی مگر ٹرکی سمجھ گئی کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہی - گورنمنٹ ٹرکی نے سرویا سے خراج طلب کیا - اور لکھا کہ سرحد سے فوراً اپنی فوج واپس لیجاؤ اور یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ مراد پنجم تخت نشین ہون اور ایک سو اکیس ضرب توپ کی سلامی اُڑے اسکے جواب مین سرویا نے اپنی اور فوج بھی سرحد پر روانہ کی -

اس عرصے مین مانٹی نیگرو کے تیور بھی بیڈھب پڑنے لگے - سرویا کی دیکھا دیکھی اُسنے بھی پر و بال نکالے - مانٹی نیگرو

کے اخبار مین چھپا کہ وہ لوگ بھی اہل سرویا کا ساتھ دینگے اور سب ملکر ترکون سے نبرد آزما ہونگے۔ اب سُنیے کہ بوسنیا اور ہرزیگونیا بھی بگڑ گئے اور اسی عرصے مین بلغارستان بھی بگڑ کھڑا ہوا۔

ادھر تو یہ ہو رہا تھا اُدھر سرویا کے شہزادے نے وزیر جنگ کے نام خط بھیجا کہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ ہم اعلان جنگ کرتے ہین۔

تار برقی نے ساری خدائی مین گھر گھر یہ خبر پہونچائی۔ سرویا کی فوج کے سپہ سالار روسی جنرل سرنیاف تھے اُنھون نے سرویا کو کسی قدر روپیہ بھی دیا کہ سامان جنگ بہم پہونچاؤ۔ اسوقت شہزادہ مِلن کا صرف اکیس برس کا سن تھا۔ سرویا کے پاس کوئی باون ہزار آدمی تھے مگر اُن مین قواعد دان اور آزمودہ کار شاید پانچ ہزار ہون۔ باقی ناواقف محض الغرض ۱۸۷۶ء مین جنگ روم و سرویا شروع ہوئی۔

روسی جنرل کی راے کے مطابق سرویا کی فوج کارروائی کرتی تھی۔

آزاد۔ رومیون کو تو ابتدا ہی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ سب روسیون کی سازش سے ہوا۔

علیقو۔ بخوبی۔ پیشتر ہی سے معلوم تھا۔

احمد پاشا۔ وہ تو تیور چھپے ہی نہین رہتے۔

آزاد۔ مگر اہل سرویا تو بڑے بودے نکلے۔

احمد۔ بالکل کچھ جانتے ہی نہین۔ کسی میدان مین سرسبز نہ ہوے ہر مقام پر شکست پائی جو جنگ ہوئی بھاگتے راہ نہ ملی۔

آزاد۔ ہان صاحب پھر کسی جنگ کا تو حال بیان کیجیے۔

رومی تو مقام نِس مین تھے اور سرویا کی فوج مقام الکسینٹز مین نِس بہت ہی عمدہ مقام تھا۔ سرویا اور بلغارستان دونون کے قبضے کے لیے راس سے زیادہ مقام نہ تھا۔

سرویانے اپنی فوج کے دو کالم بنائے۔ اور روسی جنرل کی چالاکی سے دونون کالم یکے بعد دیگرے نِس کے پہاڑون پر چڑھ گئے اور وہان سے اُترے تو دونون کالم دو مختلف رستون سے چلے۔ ترکون کے پاس پینتیس ہزار آدمی تھے۔

آزاد۔ کیون صاحب یہ فوج پہاڑون پر چڑھ کیونکر گئی۔

علیقو۔ غفلت کے سبب سے۔

آزاد۔ افوہ اتنی غفلت۔

علیقو۔ حضرت سلطان تک خبر پہونچی۔ جواب طلب کیا گیا عبدالکریم پاشا سپہ سالار افواج بھیجے گئے کہ اس کا نبر سے بازپرس کرین۔

آزاد۔ ضرور چاہیے تھا۔

علیقو۔ بس پھر تو ترکون نے چھکے چھوڑا دیے۔

آزاد۔ اخبارون مین پڑھا تھا۔

علیقو۔ مار کے اُڑا دیا۔ شکست پر شکست دی بھاگتے راہ نہ ملی۔

آزاد۔ سرویا تک داخل ہو گئے تھے۔

علیقو۔ جی ہان۔ ۳۱ر جولائی کو سرویا کی سلطنت مین ترک داخل ہوے مگر بڑی جنگ کے بعد سرویا مین جانے پائے۔

آزاد۔ اور وہ روسی جنرل کیا ہوے۔

علیقو۔ روسی جنرل اور کئی افسر سرویا کی مدد کو آئے تھے۔

گورنمنٹ روس نے اُنکو درپردہ بھیجا تھا کہ مدد دین مگر اہل سرویا کی جبلیت نے اُنکو بھی کہین کا نہ رکھا۔ کئی سوار ہمیسے کہتے تھے کہ جب سرویا کے سپاہی ایک جنگ مین بھاگنے لگے تو روسی افسرون نے بندوق کے کندون سے مارنا شروع کیا اور للکار للکار کر کہا کہ اے بزدلو آگے بڑھو۔ مگر وہ بھاگے تو پیچھے پھر کر دیکھنا محال تھا۔ بھاگے سو بھاگے۔

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔

احمد پاشا۔ (ہنسکر) واللہ اس طرح بھاگے کہ کچھ پوچھیے نہ بس بڑے بودے۔ اور بودے نہ بھی ہوتے تو ہمارا مقابلہ کیا خاک کرتے۔ اے لاحول۔

علیقو۔ پھر تو حضرت سلامت سرویا مین چوطرفہ ہمارا ڈنکا بجنے لگا اور غنیم بھاگ کر اور بھی دور ہو رہا۔

آزاد۔ اسکے کیا معنی دور ہو رہا کیا معنی۔

علیقو۔ مطلب یہ کہ ملک کے اندرونی حصّہ مین چلا گیا۔

احمد۔ ہمارے دوست بھی سرویا کی کئی لڑائیون مین شریک تھے۔

آزاد۔ کون دوست۔

احمد۔ حسن پاشا۔

علیقو۔ شہزادہ ملن چکرائے۔ ہاتھ پائون پھول گئے سوچے کہ بڑی غلطی ہوئی۔ ۱۸۔ اگست کو وزرا کو بلوایا ایک مجلس شوریٰ منعقد کی بعض وزرا نے کہا کہ صلح کر لیجیے۔ ورنہ اِس سے زیادہ تباہی پڑیگی۔ اب بھی سویرا ہے مگر اکثرون کی یہی رائے ہوئی کہ چاہے انجام جو کچھ ہو صلح کی درخواست کرنا فضول ہے۔ ہرچہ بادا باد۔

ترک تو بڑھتے آتے ہی تھے سرویا کی فوج کو اُنھون نے پھر شکست دی چند ہی روز مین ترکون نے ایسا نیچا دکھایا کہ سرویا کے صدر مقام الکزینیڑ تک ڈراتے ہوئے چلے گئے۔

آزاد۔ (خوش ہوکر) ہان یہ تو ہمنے اخبار مین پڑھا تھا۔

علیقو۔ اب شہزادہ ملن گھبرائے۔ اور دول خارجہ کے سفیرون کو محل شاہی مین طلب کر کے کہا کہ اب ہم صلح کے خواستگار ہین۔ آپ لوگ صلح کرا دیجیے۔

آزاد۔ (خوش ہوکر) ہات تیرے کی۔

علیقو۔ یکم ستمبر کو سرویا نے ایسی شکست فاش پائی کہ تمام عمر نہ بھولینگے ترکی سپاہیون نے جوش مین آکر ایسا نیچا دکھایا کہ تلملانے لگے مجبور ہو کر بھاگنا پڑا۔ اِس جنگ مین مین بھی شریک تھا۔ یہ اُنکے صدر مقام کے پاس ہوئی تھی۔ سرویا کے سپاہی جنگ کے قابل نہین ہین۔ مگر اِس جنگ مین اُنکے گولہ اندازون نے بڑا کار نمایان کیا۔

احمد۔ بس اب شکست کے بعد ہی تو روس کے والنٹیر آئے تھے۔

علیقو۔ روسی جنرل افسر سپاہی والنٹیر سب آئے تھے اِسی سبب سے تو جنگ نے طول کھینچا ورنہ سرویا والے تو کب کے بول گئے ہوتے۔ اب دل لگی دیکھیے کہ پہلے تو روس نے تھوڑے ہی سے آدمی بھیجے مگر جب ترکون نے سرویا کی فوج کے ہر جنگ اور ہر مقام پر دانت کھٹے کر دیے تو روس نے جھلا کر بہت سے سپاہی اور والنٹیر بھیج دیے روسیون کو سرویا کی فوج سے نفرت ہو گئی اور سرویا کے سپاہی روسیون سے حسد کرنے لگے سوچے کہ یہ ظاہر اتو ہمارے ساتھ ہمدردی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تمھاری کمک کو آئے ہین مگر باطن مین ہمارا ملک چھینینے اور ہمارے غلام بنانے کی فکر مین ہین چلیے دونون قومون مین ایک قسم کی

ناچاقی ہو گئی۔

آزاد۔ اچھی دل لگی ہے۔

احمد۔ ایک افسر فوج سرویا مجھ سے کہتا تھا کہ روسی جنرل سرویا کے سپاہیون کی جنبیت پر دانت پیس پیس کر رہ جاتے تھے اور ہماری فوج کا دل بڑھتا جاتا تھا۔ سرویا کو اچھی سزا ملی۔ بہت چل نکلا تھا۔

علیقو۔ یہانتک نوبت آئی کہ ادھر ترکون نے مقابلہ کیا ادھر بندوقین اور توپین چھوڑ چھوڑ کر بھاگے افسر بیچارے کہی مقام پر اکیلے رہ گئے سپاہی اور سوارون کا پتا ہی نہین افسر ٹرون ٹون کھڑے ہوے ہین آخر کار سلاطین یورپ نے یہ فیصلہ کیا کہ دو ہفتے تک جنگ ملتوی رہے۔ ترک فتح پاکر شیر ہو گئے تھے انکو مہلت منظور نہ تھی مگر جب اُنھون نے دیکھا کہ کُل سلطنتین متفق الراے ہین تو بدرجۂ مجبوری منظور کر لیا۔ مگر ہم تو اہل مانٹی نیگرو کی تعریف کرینگے واللہ سپاہی ہون تو ایسے ہون۔

احمد۔ اور شہزادہ ملن کی حماقت دیکھیے۔ انکو روسیون نے یہ پٹی پڑھائی کہ تم بوسینا اور سرویا کے بادشاہ ہونے کا اعلان کر دو۔ اُنھون نے اپنے ملک مین چوطرفہ مشہور کر دیا کہ ہم بادشاہ ہین لڑائی پھر شروع ہو گئی اور ترکون نے پھر سرویا کو دبایا۔

آزاد۔ ہم نے بڑی کوشش کی تھی کہ اس جنگ مین شریک ہون مگر بوجوہ چند در چند آرزو نہ برآئی۔ خیر۔ ترکون نے سرویا کو نیچا تو دکھایا بس یہی خوشی کا باعث ہے۔

احمد۔ ایک مرتبہ البتہ سرویا نے بڑا سخت حملہ کیا تھا۔ ۲۸ ستمبر کو۔

علیقو۔ واہ۔ کیا خالی سرویا نے حملہ کیا تھا؟ اہل سرویا اور روسی اور مانٹی نیگرو کی فوج نے مل کر چڑھائی کی۔ مگر تعریف نہ کیجیے گا کہ کس بسالت سے ہٹا دیا۔

احمد۔ تو کیا آپ افسر تھے۔

علیقو۔ اجی وہ ہم نہین ہمارے بھائی سہی۔ سرنیاف تو اُس دن فتح ضرور حاصل کرتے مگر اُنکے پاس اسقدر فوج نہ تھی اور ترکون کا جوش وخروش درجۂ اعتدال سے بڑھا ہوا تھا بڑی دیر تک جنگ رہی۔ سرویا کو یقین ہو گیا تھا کہ ترکون پر غالب آجائیگا مگر آخر کار ترکون نے مار کے ہٹا دیا۔ اس جنگ مین طرفین نے بڑا نقصان اُٹھایا اور روسیون کے کوئی ستر افسرونکی لاشین میدان مین ملین۔ ابتو اور ترکون کی بن آئی۔ سرویا نے شکست پر شکست پائی۔ اور روسیون کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ ترکی اہل سرویا سے بدرجہا بڑھ چڑھ کر ہین۔ سمجھ گئے کہ اس طرح کی مدد سے خاک فائدہ نہ نکلے گا اور آخر اکتوبر تک سرویا کی طاقت خاک مین ملگئی۔ نومبر کی پہلی تاریخ کو صدر مقام پر ترکون کا قبضہ ہو گیا۔

آزاد۔ سلطان مراد کی جگہ پر تو عبد الحمید خان اواخر اگست مین تخت نشین ہوے تھے نہ؟

علیقو۔ ہان۔ ۳۱۔ اگست کو۔ سلطان مراد بیچارے کی حالت سخت افسوسناک تھی۔ ابھی نام خدا چونتیسوان سال ہے۔

آزاد۔ خدا خضر والیاس کی عمر عطا کرے۔

علیقو۔ آمین آمین ثم آمین۔ ہین تو ہونہار۔

آزاد۔ مگر انکے اس جوش وخروش کو دیکھیے گا اسوقت

بھی جنگ کا ذکر ہو رہا ہی۔

علیقلو۔ سپاہی جہان میدان مین گیا بس پھر اُسکو جان کا مطلق خیال نہین رہتا۔

اتنے مین بادل چھٹنے لگے اور کچھ کچھ روشنی نمودار ہوئی۔ روسی سمجھے تھے کہ تُرک ابھی کچھ دیر تک خاموش رہینگے اور ہمکو موقع ملیگا کہ دریا کی طرف بھاگ جائین لیکن یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ترکون نے توپ پر بتّی دی اور دھنا دھن کرتا ہوا گولہ آیا۔ ارے ا۔ افوہ۔ ہم سمجھتے تھے کہ ترک غافل ہو گئے ہونگے مگر وہ کب چوکنے والے ہین۔ ابھی تک بادل منتشر نہین ہوے۔ تاریکی موجود ہی مگر اُنھون نے گولا چلا ہی دیا۔ دوسرا آیا۔ تیسرا آیا۔ مجبور ہو کر روسیون نے چند جری گولا اندازون کو قلعے کے ایک برج مین چھوڑا اور تیار ہو گئے کہ نکل بھاگین مگر چند آدمیون نے صلاح دی کہ وحشت اور عجلت کی کارروائی فضول اور فنون سپہ گری کے خلاف ہی پہلے دیکھ لو کہ ترک کیا کارروائی کر رہے ہین۔ تخمینہ کر لو کہ اُنکے کسقدر آدمی ہین۔ پھر البتہ قلعہ چھوڑنے کا قصد کرو تو مضائقہ نہین۔ اسپر سب متفق ہو گئے تھے قلعے والون نے رندون سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دریا کی طرف جماعت کثیر ہی چند گولا انداز اُنکو کسیطرح نہین روک سکتے اب بڑی پریشانی ہی۔ بھاگین تو قتل ہون اور قلعے مین رہین تو گولون سے کھوپڑی پھٹتی ہی۔

یون تو فوج ترک کا ہر ایک سپاہی شیر دل جوانمرد اور نہایت کا جری تھا لیکن آزاد پاشا سب سے دس ہاتھ بڑھ چڑھ کے تھے اُنکے دل سے لگی تھی کہ غنیم روسیہ کو بھگا کر اپنے ثمین شمالی سرحد تک پہونچائین۔

اب سنیے کہ آزاد پاشا چھ جری اور دلاور ترکون کو لیکر قلعے کی طرف چلے۔ دو زینے ساتھ تھے چار مزدور لیٹ کر اُن چوبی زینون کو آہستہ آہستہ لیے جاتے تھے۔ آزاد پاشا کے ساتھ وہ سوار بھی تھا جو قلعے مین عرصۂ دراز تک رہ چکا تھا قلعے کی ایک کھائی اور دو نشیب اونچائیون اور کئی جھاڑیونکو طے کرکے آزاد پاشا بڑی دیر مین ایک ایسے مقام پر پہونچے جہان میدان ہی میدان تھا۔ آڑ مین کھڑے رہے جب مزدور زینے لیکر آئے تو سوار سے اُنھون نے انواع واقسام کے سوالات کرنا شروع کیے۔

آزاد۔ قلعے مین تو بالکل سناٹا ہی۔

سوار۔ آدمی کم ہین۔ سب کے سب قلعہ خاص مین جمع ہو گئے۔

آزاد۔ پھر ہمارا کالم کیون نہین آتا روکنے والا کون ہی۔

س۔ یہ فقط ہمارا خیال ہی خیال تھا کہ یہ مقام خالی ہوگا اگر فوج آتی اور اوپر سے روسی گولہ اندازی کرتے تو کالم کا کالم اُڑ جاتا یا نہین اسی سبب سے تو پانچ چھ آدمی آگئے کہ اگر مار بھی ڈالے گئے تو کیا۔ وطن مالوف کے نام پر جان گئی۔ گئی۔

آزاد۔ اچھا اب فوج کو بلوا لین۔

س۔ ہان اسکا مضائقہ نہین۔

آزاد۔ اب یہانتک آگئے ہین تو قلعے کی سیر بھی کر لین۔

تھوڑی دیر کے بعد آزاد پاشا ایسے مقام پر پہونچے جہان سے قلعہ خاص کی دیوار بہت قریب تھی تُرکی گولہ انداز اب بچا بچا کر گولے اُتارنے لگے تاکہ آزاد پاشا پر کوئی ٹکڑا نہ پڑ جائے کل فوج دست بدعا تھی کہ خداوندا آزاد کو بچانا۔ اور زندہ

وصحیح وسلامت لانا - آزاد پاشا جان بکف تو گئے تھے
درّاتے ہوئے قلعے کی دیوار کے نیچے جا کھڑے ہوئے -
آزاد - زینہ لگا کر اندر کی کیفیت تو دیکھین -
سوار - دیوار اسقدر بلند ہی کہ الامان - زینے اسقدر بلند
کہان ہین کہ قلعے کا حال معلوم ہو جائے -
آزاد - اہا ہا - وہ دیکھو دیوار گری ہوئی ہی - ہمارے
گولے نے ایک حصّہ دیوار کو خاک مین ملا دیا ہی - وہان سے
زینہ لگا کر دیکھین -
سوار - بڑا نازک معاملہ ہی - معلوم ہوتا ہی آپ کا کوئی
رونے والا نہین ہی -
اس فقرے پر آزاد کو حسن آرا اور سپہر آرا اور اللہ رکھی اور اختر النسا
اور زینت النسا اور زنبیا اور مس میڈا یاد آئین لیکن زینہ لگا کر
باواز بلند بسم اللہ کہکر کھٹ کھٹ کرتے ہوئے چڑھ گئے - دوسرا
زینہ بھی لگا یا گیا چھ سپاہی اور سوار جو ساتھ تھے وہ
چڑھنے لگے - جب آخری سیڑھی پر پہونچے تو پھر بسم اللہ کہکر
میان آزاد نے اُسپر پانون رکھا اور دونون زینون سے
لا الٰہ الا اللہ کی آواز بلند کی اور قلعے کی طرف جھانکا
اور سب نے ملکر تالیان بجا دین روسیون نے جو یہ آواز سُنی
اور آزاد پاشا اور دو آدمیون کو دیکھا کہ قلعے کے اوپر آ گئے
تو سمجھے فوج کی فوج مثل بحر مواج اُمنڈ آئی - ایک پر
ایک گرنے لگا بلا مشورہ و اجازت سپاہی اور سوار اور
افسر اور جتنے تھے سب کے سب دریا والے راستے سے بھاگے
گولہ انداز بھی غایب اور افسر بھی ندارد آزاد نے اور اُنکے
ساتھیون نے پھر نعرہ بلند کیا - اس نعرے کی آواز ترکی
فوج تک نہین گئی مگر جب ترکون کے ایک کالم نے دیکھا کہ

روسی فوج دریا کی جانب سے نکلی جاتی ہی تو دو طرف سے اُسپر
حملہ کیا - اور ایک کالم قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اُن دونون
کالمون نے فوج روس کو گھیر لیا - روسی اُسوقت بے بس تھے
جب دیکھا کہ دو طرف سے مجبور ہو گئے اور اب کوچۂ گریز بند ہی
تو سخت متوحش ہوئے -
اتنے مین قلعے مین سے آزاد پاشا نے بندوق سر کی مگر
ترکون نے اشارے سے منع کیا کہ گولی ابھی نہ چلنے پائے اور
ایک سوار روسیون کے پاس بھیجا گیا اُسکو ہدایت ہوئی کہ
اس طرح پر امور متنازعہ فیہ کا تصفیہ کرے -
سوار نے فوراً جا کر اُن لوگون سے یون گفتگو کی -
سوار - افسر فوج ترک نے ہمین بھیجا ہی اور کہا ہی کہ دریافت
کرو یہ لوگ جان دینا چاہتے ہین یا نہین -
ایک افسر - ہم دونون طرف سے محصور ہین - یہ ہمین
خوب معلوم ہی -
سوار - دو ہی طرف سے نہین ادھر قلعے کی جانب بھی
نظر ڈالو -
روسیون نے قلعے کی طرف دیکھا تو ترک ڈٹے ہوئے
ہوش اُڑ گئے -
دوسرا افسر - ہم اسوقت بالکل بے بس ہین -
سوار - پھر کیا ضرور ہی کہ خواہ مخواہ جان دیجیے -
افسر - ہم اب لڑنا نہین چاہتے -
سوار - تو ہتھیار رکھدو -
راوی - مثل مشہور ہی کہ دبی بلی چوہے سے کان کترواتی ہی
باہم مشورہ کرنے لگے -
کرنل - ہتھیار رکھنا تو بڑی شرم کی بات ہی -

لفٹنٹ۔ مگر اب اور تو چارہ بھی نہین -
جنرل۔ وہ ہتھیار ہی کتنے ہین ذرا گنو تو۔
ل۔ ہان سچ تو ہی۔ شاید دس پانچ تلوارین ہون اور پندرہ بیس بندوقین -
ک۔ اچھا ہم ہتھیار رکھے دیتے ہین -
س۔ ہان بس رکھدو۔

روسیون نے ہتھیار رکھدیے اور ترکون نے اُن کو چارون طرف سے گھیر کر قید کر لیا - اور قلعے مین لے گئے۔ اسوقت ایک روسی افسر کی آنکھ سے اشک جاری ہوگئے دل ہی دل مین سوچنے لگا کہ ابتک اس قلعہ پر قبضہ کیے ہوے غنیم سے لڑ رہے تھے اور اب قید مین ہین -

یہ افسر جنگ کریمیا مین کار نمایان کر چکا تھا اور کئی لڑائیون مین اسنے تمغے پائے تھے۔ آجتک کسی جنگ مین اسنے شکست نہین پائی تھی۔ مگر اس قلعے مین آنکر ایسے پھنسے کہ قید ہوگئے۔ اس افسر نے علیقو پاشا کو غور سے دیکھا اور علیقو پاشا نے اسپر غور سے نظر ڈالی -

علیقو۔ کیا ہوا انقلاب زمانہ تو مشہور ہی ہی۔ کبھی ہم غالب کبھی تم غالب -
افسر۔ (خونخوار ہوکر) اتفاق -
ع۔ ایسا ہی اتفاق سب کو ہوتا ہی۔
افسر۔ (چین بہ جبین ہوکر) کیا بز دلون کی سی باتین کرتا ہی
ع۔ اب قید مین ہو اس سبب چھوڑے دیتا ہون ورنہ -
ایک پاشا۔ اس بحث سے کیا واسطہ -
دوسرا۔ قیدی سے کیا جھگڑتے ہو۔
تیسرا۔ بیکار اُسکے مُنھ لگتے ہو -
چوتھا۔ جانتے ہو یہ ہی کون۔ یہ بڑے نامی گرامی افسر ہین -
علیقو۔ ہونہہ۔ مجھسے کہتے ہین۔ جنگ کریمیا مین میرا انکا مقابلہ ہوچکا ہی جب ہی تو جھلا رہا ہی دھوکے دھوکے مین مین گرفتار ہوگیا تھا اور یہی افسر مجھے گرفتار کرلے گیا تھا۔
آزاد۔ اخاہ جب ہی یہ باتین رمز و کنایہ کی ہو رہی ہین۔
علیقو۔ اور کیا۔

روس کے ایک افسر نے آزاد پاشا کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ بھی ترکی جنٹلمین ہین۔ ترکون نے کہا ہان ٹھیٹھ ترک کیون کیا کسی اور ملک کے باشندے معلوم ہوتے ہین روسی نے کہا نہین۔ ہین تو سُرخ و سفید اور خاص یوروپین یہ بھی مگر انکا لب و لہجہ بعض اوقات ترکون کا سا نہین پایا جاتا لوگون نے کہدیا کہ یہ ہندی ہین -

ترک قلعے کی سیر کرنے لگے۔ جو سوار اور افسر اس قلعے مین رہ چکے تھے۔ وہ پُرانی باتون کو یاد کرتے اور پُرانے مقامون کو دیکھتے تھے اور جو لوگ نہین آئے تھے وہ اورون سے کُل حال پوچھتے جاتے تھے۔ الغرض ترک فاتح مزے سے قلعے مین دندناتے تھے -

آزاد۔ آج بہت تھکے -
سوار۔ کار نمایان کیا۔ آفرین۔ آفرین -
دوسرا سوار۔ ہم ڈرتے تھے کہ کہین کوئی روسی دیکھ نہ لے -

اب ادھر کا حال سُنیے - روسی اور ترکی دونون دست بدست جنگ پر آمادہ ہوگئے تھے مگر تاریکی کے سبب سے دونون کچھ کچھ پیچھے ہٹتے گئے حتی کہ فاصلہ زیادہ ہوگیا۔ کمانیر نے ٹیلے پر سے دیکھ ہی لیا تھا کہ انکی فوج نے قلعہ خالی کرالیا۔ فوراً اپنے دو سو سوارون کو حکم دیا کہ اس کالم سے جا کر ملجاؤ

جو میدان مین پڑے جائے کھڑا ہی - سوار روانہ ہوے اور ادھر قلعے سے سوار طلب کیے - میان آزاد نے چاہا کہ سوارون کے ساتھ خود بھی جائین مگر اسقدر شل ہو گئے تھے کہ اُٹھنا محال تھا

علیقو - تم نہ جاؤ - ہم جاتے ہین -

احمد - ہم کو نہ جانے دو -

ع - نہین ہم خود جائینگے -

راوی - سپاہی ایسے ہوتے ہین - نہ کہ سرویا کے بزدلون کے سے -

آزاد - قسطنطنیہ مین اکثر آدمیون کی راے ہی کہ افواج ترک کے افسر جری تو ہوتے ہین مگر اصول جنگ سے کماحقہ واقفیت نہین رکھتے -

افسر - یہ سچ ہی - یہ کوئی قاعدہ عام نہین ہی - اکثر افسر بڑے جنگ آزما اور تجربہ کار ہین - مگر ترکی فوج کے افسرون کی ہم اسقدر تعریف نہین کر سکتے جسقدر ترکی سپاہیون کی تعریف کر سکتے ہین - ترک طاقتور مضبوط مستقل مزاج اشجع سپاہی ہین جنگ کیوقت جان بکف ہتے ہین مگر افسر اچھے نہین اسکی وجہ یہ کہ افسر اکثر سفارشی مقرر ہو جاتے ہین اگر استحقاق اور لیاقت کے لحاظ سے مقرر ہون تو کیا کوئی ترکون کا مقابلہ کر سکے - لاحول ولا قوۃ -

آزاد - وقت صلح کوئی نوے ہزار کے قریب سپاہ رہتی ہی -

افسر - ہان اسکے قریب ہی قریب - کوئی ایک لاکھ آدمی -

آزاد - اور وقت جنگ -

افسر - پونے دو لاکھ تک - مگر جنگ کیوقت مصر پر بھی فرض ہی کہ فوج سے مدد دے -

آزاد - اب احمد مختار پاشا تو ایشیا کی افواج ترک کے سپہ سالار ہین اور عبدالکریم پاشا یورپ کی فوج کے - اور ہوبرٹ پاشا انسپکٹر جنرل افواج بحری ہین -

افسر - اِن سے آپ واقف ہین -

آزاد - صرف اسقدر سُنا ہی کہ انگریز ہین - کپتان ہوبرٹ مگر انکی لیاقت کی بڑی تعریف ہی - سُنا بڑے آزمودہ کار افسر ہین - انکے پدر بزرگوار کوئی بڑے امیر آدمی تھے -

افسر - ارل آف بکنگھم کے لڑکے ہین ۱۹۲۲ء مین پیدا ہوے تھے - اب ۵۴ - برس کا سن ہی - چھہ برس سے ترکونکی فوج بحری مین نوکر ہین برٹش گورنمنٹ نے انکا نام کاٹ ڈالا تھا انھون نے بہت کچھہ منت و سماجت کی کہ میرا نام افسران فوج بحری انگلستان کے زمرے مین بھی شامل رہے لارڈ ڈربی نے منظور کر لیا مگر جنگ روم و روس شروع ہوئی تو انسے کہا گیا کہ یا آپ انگلستان کے افسر فوج بحری رہین یا ترکی کے - انھون نے لکھا کہ مجھے ترکی کی افسری پسند ہی مین واپس آنا نہین چاہتا لہذا انکا نام بحکم خارج کیا گیا -

آزاد - کارنمایان کر رہا ہی -

افسر - اسمین کیا شک ہی -

آزاد - روسیون کا جواب دینے والا وہی تو ہی ایک -

اسکے بعد ایک روسی افسر نے جو قید ہو گیا تھا کہا کہ تم لاکھ لنترانی کی لو مگر دیکھو ہم کس جوانمردی اور استقلال کے ساتھ دریاے ڈینیوب عبور کر آئے -

آزاد - دریائے ڈینیوب پر تو کئی قلعے ہین -

روسی - گنتے جائیے - رشچک - تلنسا - سچن - اسکا کچا نکوپلس - دو ن -

آزاد - پرسوڈا - سلسٹریا - ترنکائی -

روسی۔ ان قلعون مین سلسٹریا سب سے مضبوط قلعہ ہی۔

اتنے مین دس پندرہ آدمیون نے قلعے کے برج سے کہا کہ وہ بھاگے۔ وہ بھاگے جاتے ہین۔ ہان سوار و شاباش جانے نہ پائین۔ جانے نہ پائین۔ آزاد پاشا اور کل افسرون و سوارون و سپاہ ترک اور روسی قیدیون کے کان کھڑے ہوے کہ یہ کیا کہہ رہے ہین۔ کون بھاگا۔ سمجھ گئے کہ روسی بھاگے ہونگے۔

برج پر جا کر دیکھا تو ترک تعاقب کر رہے ہین اور روسی سوار بگٹٹ بھاگے جاتے ہین۔ سب نے ملکر نعرۂ خوشی بلند کیا اور جو لوگ قلعے مین تھے اُنھون نے بھی برج والون کی دیکھا دیکھی نعرہ مارا۔

آزاد۔ یا لا ہمارے ہاتھ ہو (خوش ہو کر) ؎

ساقی کو بڑا ہی ہمسے اچھا یالالا　میخانے مین جب گئے تو چلتا یالالا

جب دیکھیے ہاتھ مین ہی مے کی بوتل
اے قدر یہ تم نے خوب طوطا پالا

ترک اسکا مطلب نہ سمجھے مگر آزاد اسوقت وفور طرب سے جامے مین پھولے نہین سماتے تھے۔

ایک افسر نے دوربین کے ذریعے سے دیکھکر کہا یالا تو ہم جیت گئے مگر ایک خرابی ہی۔ خدا جانے اگر روسی رسالہ اس ٹیلے پر پہونچ گیا تو ہم دب جائینگے۔

آزاد۔ ہمکو وہ ٹیلا نہین سوجھتا۔

افسر۔ ایک عینک اور چڑھایئے۔

آزاد۔ (مسکرا کر) واللہ ہمین نہین سوجھتا۔

افسر۔ اب بہت قریب ہی۔ خدا نہ کرے کہ ٹیلے پر پہونچ جائین۔

آزاد۔ ہان اب نظر آیا۔ خدا خیر کرے۔

روسی قیدیون مین سے دو افسرون نے درخواست کی کہ اگر ترک اجازت دین تو وہ بھی برجون پر سے دیکھین۔

سوار یہان سے بھی روانہ ہوے اور تھوڑی دیر مین میدان کے کالم سے ملکر گھوڑے کڑکڑا دیے تو روسیونکو بھاگتے راہ نہ ملی ترکون نے انکا تعاقب کیا۔ ترک فتح حاصل کر کے قلعہ مین تیغی کی لینے لگے جیسا کہ ہر ایک فاتح فوج کا قاعدہ ہی۔

ایک سپاہی۔ ہماری قوم تو جنگی قوم ہی سلف سے آجتک سپہگری ترکون کا پیشہ ہی۔ یہی ہمارے آبا و اجداد کا پیشہ تھا۔ ممکن نہین کہ رگ تا تار جوش زن ہو ترکون کو کوئی میدان کارزار سے بھاگتے نہ دیکھیگا۔ ترک کٹ جائین یا شکست پائین یہ ممکن ہی مگر روز جنگ غنیم کو پشت نہ دکھائینگے۔

افسر۔ محمود ثانی کے وقت سے ہماری قوم نے یورپ کے فنون حرب مین واقفیت حاصل کی ورنہ گو پہلے بھی ترک جنگ مین بسالت اور جوانمردی ظاہر کرتے تھے لیکن طرز حرب سے چندان واقف نہ تھے صرف اپنے ہاتھ پانون اور اپنی جرأت و شجاعت کے زعم پر انکو ناز تھا اور انکا ناز بیجا نہ تھا جب یونان نے سلطان مغفری الیہ کے عہد مین علم بغاوت بلند کیا تو محمود نے یورپین قواعد جنگی کے مطابق فوج کو لڑایا۔ روس اسوقت بھی چڑھائی کی تیاریان کر رہا تھا۔ اور بعض بعض صوبے بھی باغی ہو گئے تھے۔ ایسے وقت نازک مین نئے قاعدے سے فوج کو میدان جنگ مین لڑوانا آسان امر نہ تھا۔ ترکی سپاہی مدت العمر سے ایک خاص قاعدے کے مطابق لڑتے آئے تھے۔ نئے قاعدے سے انکو کمال دقت ہوئی نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ ترکون کی ناتجربہ کاری سے روسیون نے فائدہ اٹھایا

اور غالب آ گئے لیکن چونکہ ترک سنٹیفک اصول کے مطابق
رہے تھے لہذا روسیون کے بھی چھکے چھوٹ گئے -
آزاد - آگے عیسائیون کو بھی تو فوج مین بھرتی کرتے تھے -
افسر - ہان کچھ دن تک عیسائی بھی فوج مین بھرتی کیے گئے
مگر بعض شرطین سخت تھین -
آزاد - اب اسوقت قلعے مین جو فوج ہے اسمین یوروپین
ٹرکی کے لوگ زیادہ ہین یا ایشیا کے -
افسر - ایشیائی ٹرکی کے لوگ زیادہ ہین -
آزاد - مدرسۂ حرب صرف قسطنطنیہ مین ہے یا کہین اور بھی -
افسر - کئی مدرسے ہین ان مدرسون مین فنون حرب وانجنیری
کے علاوہ فرانسیسی اور عربی اور ترکی زبان کی بھی تعلیم ہوتی
ہے اور تاریخ اور جغرافیہ اور ریاضی اور علم ہیئت بھی سکھایا
جاتا ہے -
آزاد - ہان یہ تو ہم اُس مدرسے مین دیکھ چکے ہین جو قسطنطنیہ
کے قریب ہے - روسیون نے بڑی کوشش کی کہ ٹیلے پر چڑھ جائین
مگر ترکی سوارون نے دم نہ لینے دیا - کئی سو سواران روس ٹیلے
پر چڑھ گئے - مگر باقیماندہ ایسے بدحواس بھاگے کہ پیچھے پھر کر
دیکھنا قسم تھا - جو سوار ٹیلے پر تھے اُنھون نے باڑھ مارنا
شروع کی جس سے ترکون کا کسی قدر نقصان ہوا - ایک افسر
نے فوراً فوج کے دو کالم کر دیے - ایک کالم نے ٹیلے کی سپاہ
روس سے مقابلہ کیا اور دوسرا کالم ان سواران روس کا
تعاقب کرتا گیا جو بھاگے جاتے تھے آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ وہ
سوار تو بھاگ نکلے مگر ٹیلے کے سوارون نے ترکونکو بہت
نقصان پہونچایا اگر تعداد مین کافی ہوتے تو ترکون کو
وہان سے ہٹ جانا پڑتا مگر ترکون کی جماعت کثیر نے اُنکے رُخ
پھیر دیے اور تھوڑی دیر مین نصف سے زیادہ کو اجل کے سپرد
کر دیا باقیماندہ بھاگ کھڑے ہوے شام تک کل فوج ترک
قلعے کے اندر دندناتی تھی شب کو ترکی فوج نے انواع و
اقسام کی دل لگیون سے خوشیان منائین فتح پا کر سپاہی کا
دل ہاتھون بلکہ بانسون بڑھ جاتا ہے دو سوار جا کر ایک چہار دہ
سالہ چھوکری کو لے آئے - اور وہ ناچنے لگی میان آزاد سب سے
زیادہ تھکے ہوے تھے اور میٹھی نیند سو رہے تھے کہ ایک افسر
نے جا کر اُنکو جگایا -
افسر - آزاد - آزاد - آزاد پاشا -
آزاد - (انگڑائی لیکر) کہو بھئی -
افسر - ذرا آنکھ تو کھولو -
آزاد - آپ ہین حضرت ذرا سو نے دیجیے -
افسر - واللہ ہم نہ مانینگے -
اتنے مین علیقو پاشا آ گئے - اُنھون نے آزاد کو جگایا
اور کہا چلو یہان کا ناچ دکھائین -
آزاد - یہ کون ہے - ہے تو حسین -
علیقو - یہ کالہ آتش ہے کافر بلا شبہ ہے - چھلاوا ہے -
آزاد - یہ ترکی ہے ؟
علیقو - بلگیریا کی ہے جسکو بلغارستان کہتے ہین -
آزاد - اسکی وضع تو مردانی ہے -
افسر - یہان عورتین یہی پہنتی ہین -
آزاد - جفتہ بھی ہے اور اچکن کسی ہے اور مندیل بھی ہے -
افسر - اور کمر بند مرصع بھی ہے -
آزاد - مگر کیا ادا ہے - سبحان اللہ سبحان اللہ -
افسر - ہم تو اس کمر بند پر جان دیتے ہین -

راوی۔ حضرات ناظرین اِس بیان کو یاد رکھیے گا۔

آزاد۔ قسم خدا کی آنے دارد۔

افسر۔ بلغارستان مین دو لیڈیان مشہور ہین حسن اور جمال مین بے نظیر ادا پسند و دلپذیر۔

آزاد۔ پھر ہم کیونکر دیکھینگے۔

افسر۔ اگر زندگی ہی تو دکھا دینگے ورنہ مجبوری ہی۔

آزاد۔ آزاد انشاء اللہ۔ یار زندہ و صحبت باقی۔

اُس بُت جادو جمال نے ترکی غزلین گائین مگر میان آزاد کو پسند نہ آئین ہان اُسکے حُسن کا و سوز پر البتہ فریفتہ ہوگئے اور اُسکی ادا نے اِنکے دل پر اثر کیا۔

آزاد۔ کوئی فارسی غزل بھی یاد ہی۔

افسر۔ فارسی غزلین کیا جانین۔ فارس جانے کا کبھی کا ہے کو اتفاق ہوا ہوگا۔

یہ فقرہ سُنکر وہ مسکرانے لگی۔ آزاد پاشا نے کہا یہ فارس ضرور گئی ہین اسمین ذرا شک نہین وہ اور بھی مسکرائی۔ تب اُس افسر کو بھی یقین ہوگیا فارسی غزل گانے کی فرمائش کی تو اُسنے لسان الغیب حافظ شیرازی کے یہ اشعار گائے۔ ؎

نوائے مرغ کہ تنجی ولا مبارکباد	تو ہور نفس نغمہ زا مبارکباد
ہمیشہ نغمہ شنو و عشق لو دلیکا مرو	بلند نغمہ تری این نوا مبارکباد

بڑی دیر تک ٹھا چوکڑی مچی رہی اسکے بعد آزاد اور دو ترکی افسر اپنی اپنی جگہ پر لیٹ کر یون ہمکلام ہوے۔

آزاد۔ جرمنی درپردہ روس کے معین ہین۔

محمود پاشا۔ اسمین کیا شک ہی۔ دونو ہین دانت کاٹی روٹی ہی۔

حامد پاشا۔ بس یہی تو ہمین خوف ہی کہ کئی سلطنتین باہم ملی ہوئی ہین۔

محمود۔ وزرا کی تو راے ہی کہ جرمنی ضرور مدد دیگی فرانس سے اور روس سے جانی دشمنی ہی۔ وہ روس کو اپنا دست بنائیگی اور اطالیہ صوبجات سیولے اور ٹامیس پر قبضہ کرلیگا اور آسٹریا کو بوسینا اور ہرزیگو ونا دے دینگے۔ اور انگلستان مصر اور کینیڈا پائیگا۔

آزاد۔ یہ غلط ہی انگلستان مصر نہ لیگا۔ اور مصر ایسا ملک ہی نہین جسپر کسی خاص یوروپین سلطنت کا قبضہ ہوجاوے۔

حامد۔ وجہ۔ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔

آزاد۔ نہر سویز کا جھگڑا باد ہی۔ بس سمجھ جائیے۔

حامد۔ مگر انگلستان ہمکو ضرور مدد دیگا۔

آزاد۔ انگلستان نے صاف کہدیا ہی کہ ہم کسی طرف نہونگے مگر ہان ایک بات ہی کہ قسطنطنیہ پر کسی کو قابض نہونے دینگے اسکو یاد رکھیے گا اسکے خلاف نہوگا۔

حامد۔ اچھا اطالیہ کو تو حصے بخرے کرنے کی خواہش ہی۔

آزاد۔ لاحول ولا قوۃ۔ اطالیہ اور آسٹریا دونون اگر ملجائین تو بھی ٹرکی کا مقابلہ نہین کرسکتے۔ ہان روس اور جرمنی کی سازش بُری ہی دونون طاقتور سلطنتین ہین۔

محمود۔ روس کی خواہش نہین ہی کہ قسطنطنیہ پر قابض ہو مگر روسی بس اسقدر چاہتے ہین کہ اور کوئی ترکی کے معاملات مین کچھ دخل نہ دے۔

آزاد۔ اور کوئی دخل نہ دیگا۔

محمود۔ نہین انگلستان ضرور دخل دیگا۔
آزاد۔ ہان انگلستان دخل دیگا مگر فوجی مدد نہ دیگا۔
حامد۔ ہندوستان مین ہمارے لشکر کے زخمیون کے لیے چندہ جمع ہو رہا ہی۔
محمود۔ فرانس اب کسی مین نہین ہی۔
آزاد۔ ۱۸۷۱ء کی لڑائی نے رہی سہی طاقت اور بھی توڑ دی۔
محمود۔ اور اصل تو یہ ہی کہ سلطنت جمہوری نے اور بھی مٹّی خراب کی۔
آزاد۔ اس رائے سے ہمین اتفاق ہی۔
محمود۔ یہ عزل و نصب تو دنیا کا کارخانہ ہی۔
آزاد۔ مسٹر ڈزریلی کی حکمت عملی دوراندیشی سے خالی نہین ہی۔
محمود۔ ہان کیسی کچھ۔ اور پرنس بسمارک کی حکمت عملی کیا کم ہی۔
حامد۔ جتنے ہین سب فہمیدہ ہین۔ کونٹ اینڈریسی کیا کچھ کم ہین۔
آزاد۔ پرنس بسمارک ہون یا کونٹ اینڈریسی جبتک ہماری سلطنت کے وزرا لیاقت سے کام کرینگے کسی کا ہمکو خوف نہین ہی۔ بال تک بیکا نہین ہو سکتا۔
حامد۔ خدا مالک ہی۔
محمود۔ مگر آزاد پاشا آدمی لائق ہین۔
بڑی دیر تک ان معاملات کی نسبت گفتگو رہی اسکے بعد احمد پاشا نے کہا کہ ہمارے ملک کو نا چاقی اور نا اتفاقی نے غارت کر دیا۔ ورنہ ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را | پراگندگی آرد انبوہ را

اگر ہم لوگ متفق ہوکر رہین تو کیا بات ہی۔
آزاد۔ مگر سپاہیون کا ایکا دیکھکر تو ہم عش عش کرنے لگے۔
احمد۔ ہان پھر اتنا بھی نہو۔ ایک دن مدحت پاشا کے محل مین مجلس شوری منعقد ہوئی۔ بڑی سرگرمی سے بحث ہو رہی تھی کہ ایک افسر سرکیشیا نے آنکر حسن اوفی وزیر جنگ پر گولی چلائی۔ بندوق کے دغتے ہی کل وزرا بھاگ کر اندر کے کمرے مین چلے گئے۔ مگر رشید پاشا وزیر صیغۂ دول خارجہ اور احمد پاشا وزیر صیغۂ بحری بیٹھے رہے۔ رشید پاشا تو سکتے کے عالم مین تھے مگر احمد پاشا اُس شقی کے گلّے پر پہونچ گئے۔ اُس سے اُلجھے کشمکش تھا ہوا مگر اُسنے اپنا ہاتھ چھوڑا لیا۔ اور اُنکو کئی مقام پر زخمی کیا۔ مجبور ہوکر اُنھون نے چھوڑ دیا۔ حسن اوفی کو زخم تو کاری لگا تھا مگر جان باقی تھی۔ اس شقی القلب نے چلتے چلتے ایک اور ہاتھ لگایا اور وزیر مجروح کا کام تمام ہو گیا۔ ؎

سانس بھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جھٹکا دیا جلاد نے جاتے جاتے

اب سنیے کہ رشید پاشا ابتک اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ بیٹھے ہی بیٹھے مر گئے۔ اسکے بعد اُس کمرے کیطرف جہان اور وزرا تھے گیا اور دروازہ ہلا کر کہا۔ وزیر اعظم دروازہ کھولدو مین تم پر گولی نہ چلاؤنگا۔ خاطر جمع رکھو۔ مدحت پاشا نے جواب دیا کہ اس وقت مین نہ کھولونگا۔ تم دیوانے ہو۔ اُسنے دروازے مین گولی ماری لیکن کمرے مین کسی پر پڑی نہین دو وزرا کمرے مین اُسکے گرفتار کرنے کو گئے۔ مگر اُسنے گولی چلائی جب پولیس والے آئے تو دیکھا کہ وہ

شخص کھڑا ہو اور ادھر اُدھر لاشین پڑی ہین۔ ایک پولیس افسر مقتول ہوا۔ چھہ سپاہی اور کانسٹبل مجروح ہوے تب کہین اُس دیوانے کو گرفتار کیا۔

آزاد۔ آخر پھر کچھ سزا بھی ہوئی۔ یا بلونا بیچ نکلا۔

احمد۔ خون کا خون۔ قصاص۔ حکم ہوا کہ کل زندہ نہ رہنے پائے۔

حامد۔ ہمنے اُسکو دیکھا۔ ہر عضو بدن مین زخم تھا۔

آزاد۔ ہان۔ خود بھی زخمی ہوا۔

حامد۔ اور جراحون کو قریب نہین جانے دیتا تھا۔

آزاد۔ کوئی وجہ بھی دریافت ہوئی یا نہین۔

حامد۔ قاتل نے تو کچھ بتایا نہین مگر لوگون کا قیاس ہے کہ سلطان عبد العزیز کے تخت سے اُترنے پر وہ جھلا اُٹھا اور ازخود رفتہ ہو گیا لہذا وزرا سے بدلا لینے گیا۔

آزاد۔ اور وزرا مین کسی نے گرفتار نہ کیا۔

حامد۔ وزرا اُسوقت مسلح تو تھے نہین کچھ۔ وہ تو باہم مشورہ کر رہے تھے۔

احمد۔ وہ مسلح طیار۔ آمادہ ہو کر لڑنے کو آیا تھا۔ اُنکا مقابلہ اُسوقت آسان نہ تھا اور تین وزیرون نے مقابلہ کیا بھی مگر مسلح اور نہتے مین بڑا فرق ہوتا ہے۔

آزاد۔ سُنا کاسک کے سپاہی بڑا ظلم کر رہے ہین۔

حامد۔ میرے سامنے نام نہ لیجیے۔ وہ سپاہی نہین لوٹیرے ہین۔

احمد۔ اسمین کیا شک ہے۔ ظلم اور تعدی سپاہی کا کام نہین ہے۔

آزاد۔ صلح اور جنگ دونون وقت ان لوگونکی یہی نیت رہتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح لوٹ مار کرین۔ پرایا مال ہاتھ آئے سپاہی کو اس سے کیا کام ہے۔

احمد۔ بس انکا مقابلہ ہمارے باشی بزوق ہی کر سکتے ہین۔

آزاد۔ دونون کرارے اور کس بل کے جوان ہین۔ کیون صاحب سلطان عبد العزیز نے جس وقت یہ حال سُنا ہوگا کہ وہ تخت سے اُتارے جائینگے۔ اُنکے دل کی کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ خدا یہ وقت کسی کو نہ دکھائے اور سلطان مراد کے طرفدارون نے گھی کے چراغ جلائے ہونگے۔

احمد۔ سلطان کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ یہان کیا ہنڈیا پک رہی ہے۔

اُنسے حافظ پاشا نے جو مقرب تھے کہا کہ حضور کی نسبت یہ تجویز ہوئی ہے۔ اُسپر اُنھون نے وزیر جنگ کو طلب کیا اور وزیر جنگ نے صاف انکار کیا کہا ہم نہ آئینگے جسوقت سلطان عبد العزیز کا آدمی پہونچا وزیر جنگ کمیٹی مین تھے۔

آزاد۔ اور کون کون تھا۔

حامد۔ اور کئی وزیر تھے۔ اور مُلّا بھی تھے۔

آزاد۔ سلطان کو کسقدر رنج ہوا ہوگا کہ ہم وزیر کو بُلاتے ہین اور وہ نہین آتا۔

احمد۔ بس سمجھ گئے کہ اب ہم سلطان نہین ہین۔

آزاد۔ افسوس صد افسوس۔

حامد۔ شیخ الاسلام نے بھی راے دے دی کہ سلطان اُتارے جائین۔

آزاد۔ محمد مراد آفندی بھی تو شیخ الاسلام کی راے سے جانشین قرار پائے تھے۔

حامد۔ جی ہان۔ کونسل مین جسوقت شیخ الاسلام کی تحریر آئی

اور پڑھی گئی ہین بھی وہان موجود تھا کسی نے اس راے سے اختلاف نہ کیا -

محمود - سلطان نے کچھ بندوبست نہ کیا -

آزاد - بندوبست کرتے تو کیا کرتے -

محمود - کل وزرا اور رعایا اور قضات ایک طرف تھے -

احمد - محل معلی کو چو طرفہ سے گھیر لیا تھا -

محمود - لیکن خرابی یہ ہوئی کہ شہزادہ مراد سلطان ہی کے پاس تھے -

احمد - ہان جب ہی توقف ہوا -

احمد - جی ہان - سلطان نے اُنکی دعوت کی تھی - وہ مدعو تھے -

محمود - چار سلاطین روم کا مراد نام تھا - یہ مراد پنجم ہین -

احمد - آخر ایک ضرب توپ کی شلک سے کل رعایا کو معلوم ہو گیا کہ اب نئے سلطان تخت نشین ہوے - مختلف صوبونکے گورنرون کے پاس تار بھیجا گیا کہ سلطان مراد کی عملداری ہی ردیف پاشا اُسی صبح کو سلطان عبد العزیز کے پاس گئے - سلطان محلسرا مین تھے اطلاع کرائی - چند خواجہ سراؤن نے خوب غل مچایا اور ردیف پاشا کو اندر نہ جانے دیا مگر سپاہیون نے اُن خواجہ سراؤن کو گرفتار کر لیا - سلطان عبد العزیز نے کہلا بھیجا کہ ہم ملاقات نہ کرینگے - اسپر ردیف پاشا نے کہا کہ اگر آپ تشریف نہین لائینگے تو مین مع سپاہیون کے زنانے مین چلا آؤن گا -

آزاد - افسوس کا مقام ہی -

محمود - پھر سلطان کو مجبور ہو کر باہر آنا پڑا -

احمد - ہاے اُسوقت مین بھی تھا -

آزاد - اُنکے دل کا حال اُنکے بشرے سے ظاہر ہوتا ہو گا -

احمد - اسمین کیا شک ہی - اور اُنکی والدہ بیچاری باہر تک ساتھ آئی تھین اسپر میان آزاد کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے -

احمد - بال بکھرے ہوے تھے اور روتی جاتی تھین -

آزاد - پھر اُنسے کیا کہا گیا -

احمد - کہا کہ اب سلطان نہین ہین آپ - حکمرانی کا اب فاتحہ ہی -

آزاد - توبہ - توبہ - کیا انقلاب زمانہ ہی -

احمد - اور سُنیے - اُنسے کہا گیا کہ محل بھی خالی کر دیجیے -

آزاد - افسوس صد افسوس -

احمد - سلطان عبد العزیز نے جھلا کر کہا تم جھوٹ بولتے ہو ردیف پاشا نے کہا ذرا کھڑکی سے جھانک کر باہر دیکھیے - دیکھا کہ فوج پرے جمائے ہوے باہر کھڑی ہی - ہوش اُڑ گئے اتنے مین کہا گیا کہ اگر جان عزیز ہی تو فوراً محل چھوڑ دیجیے -

محمود - جب جہاز پر سوار ہو کر جانے لگے تو کہا اگر مین جانتا کہ میرا بھتیجا ایسا بودا ہی تو اس بودے کو مین زہر سے پینچتا) -

آزاد - اگر ایک مکان کسی کے قبضے سے نکل جائے تو عمر بھر رنج رہے نہ کہ مُلک -

احمد - تو گویا سلطان عبد العزیز کو وزرا اور شیخ الاسلام نے بیوجہ تخت سے نہین اُتارا - اگر وہ تخت نشین رہتے تو سلطنت کے حق مین اچھا نہوتا -

آزاد - ہان ہی تو ایسا ہی -

محمود - سلطان مراد تو اُنسے زیادہ ناواقف ہین -

آزاد - لیکن حق تو مراد ہی کا ہی -

محمود۔ بلاشبہ جب ہی تو سلطان ردم ہوے۔
احمد۔ ۴۔ جون کو یہ خبر آئی کہ سلطان عبد العزیز مردہ پڑے ملے۔
آزاد۔ کیا کسی نے قتل کر ڈالا۔ یا واقعی خودکشی کی۔
احمد۔ خود کشی کی۔
محمود۔ مراد کو مبارکبادی کا خط بھی لکھا تھا۔
آزاد۔ ہان! کیا لکھا تھا۔
محمود۔ لکھا تھا کہ مین مبارکباد دیتا ہون۔ خدا کرے تم کامیاب ہو۔ مگر اس مقام پر مین نہین رہنا چاہتا۔ دوسری جگہ بھیجدو۔
احمد۔ دماغ مین کسی قدر خلل ہو گیا تھا۔
محمود۔ ہوا ہی چاہے۔
آزاد۔ ہتھیار تو اُنکے پاس نہین تھے۔
محمود۔ بڑی حفاظت کی گئی تھی مگر ایکدن دیکھا کہ مسہری پر پڑے ہین اور ایک ٹانگ نیچے لٹکی ہوئی ہے۔ خون کے فراٹے جاری ہین۔
احمد۔ ۱۹۔ ڈاکٹر گئے جسمین برٹش سفارش کے ڈاکٹر بھی تھے اور خدا جانے کس کس ملک کے اطبا تھے مگر جان ہی باقی نہین تھی کرتے کیا۔
محمود۔ قینچی سے انھون نے رگین کاٹ ڈالی تھین۔
احمد۔ بڑا افسوس ہوا۔ خدا جانتا ہے جسنے سُنا افسوس کیا۔ مگر مجبوری کا مقام تھا۔
آزاد۔ مراد تو خوش ہوے ہونگے کہ اب کوئی اندیشہ نہین رہا۔
احمد۔ اسمین کیا شک ہے۔

محمود۔ مگر سلطان مراد نے عبد العزیز کی قید کی حالت مین خاطر بہت کی ہے۔
احمد۔ بیشک۔ اور چاہیے بھی ایسا ہی۔
آزاد نے کہا مانٹی نیگرو کے آدمیون کو ہمنے اب تک نہین دیکھا ہے۔ اتنے دن تک قسطنطنیہ مین رہے ہر ملک کا آدمی دیکھا۔ مگر نہین دیکھا تو مانٹی نیگرو کا آدمی۔
احمد۔ ترکون سے اور اُنسے اکثر جھگڑا رہا ہے۔
محمود۔ بڑے بہادر ہین۔
آزاد۔ بڑی تعریف سُنی ہے۔
محمود۔ مورچے سے بھاگنا تو جانتے ہی نہین۔
آزاد۔ ہم جانتے ہین ایسے جری سپاہی تمام عالم مین نہ ہونگے۔
محمود۔ آدمی کاہے کو دیو ہین۔
آزاد۔ اگر مانٹی نیگرو کے سپاہی اسوقت ہمکو مدد دین تو کاسک سے اور اُنسے خوب ہو۔
محمود۔ کاسک کی کیا اصل وحقیقت ہے۔
آزاد۔ اللہ اللہ اتنے بڑھے ہوے ہین۔
احمد۔ ایک ایک بچہ سپاہی ہے اور ایسا سپاہی جسکا کوئی مقابلہ نہ کر سکے۔
آزاد۔ اگر زندہ بچے اور قسطنطنیہ کو دیکھنا نصیب ہوا تو مانٹی نیگرو بھی جائینگے۔ قابل دید مقام ہے۔
احمد۔ آپ بشرط خیریت کل یورپ کی سیر کیجیے۔
آزاد۔ آپ کس کس ملک گئے ہین۔
احمد۔ سرویہ۔ بلگیریا۔ مانٹی نیگرو۔ سرکیشیا۔ فرانس جرمنی۔

آزاد ۔ (محمود پاشا سے) اور آپ؟ ۔
محمود ۔ یورپ کا تو کوئی ملک ہمسے بچنے نہین پایا ہی اور ایشیا مین عرب اور فارس اور آرمینیا اور سرکیشیا دیکھا ہی اور ادھر مصر تک ہو آئے ہین ۔
آزاد ۔ ہان! تو آپ دونون صاحب سیاح ہین اور زبان کون کون بول سکتے ہین آپ ۔
احمد ۔ فارسی ۔ عربی ۔ ترکی ۔ فرانسیسی ۔
محمود ۔ ہم فارسی ۔ عربی ۔ فرانسیسی اور انگریزی بول سکتے ہین ۔
آزاد ۔ (ہنسکر) اور ترکی؟ ۔
محمود ۔ (مسکرا کر) کیا خوب ۔ آپ ترکی بھی نہ بول سکین گے بھلا ۔
آزاد ۔ ترکی شعر تو پڑھیے کوئی ۔
محمود نے شعر پڑھا جسکا مطلب یہ تھا کہ سیف اور خنجر ہمارا ہتھیار ہی گھر میدان کارزار ہی ۔ قبر سے ہمین خوف نہین اگر مورچے پر مارے جائین تو ہمسے زیادہ خوش نصیب کوئی نہین ۔
آزاد ۔ کل یہ اشعار ہمکو لکھدیجیے گا ۔
دوسرے روز صبح کے وقت میان آزاد افسران فوج سے جنگ کی نسبت باتین کرنے لگے ۔ ایک افسر نے کہا ہم لوگ پہلے ہی سے جانتے تھے کہ ادھر جنگ سرویہ ختم ہوئی اُدھر روس خود میدان مین آئیگا ۔ وہی ہوا ۔ اور سرویہ کی جنگ مین تو وہ شریک ہی تھا ۔ بلگیریا اور سرویا اور بوسینا اور ہرزیگونیا کو روس نے ورغلانا شروع کیا تھا کہ ترکون کے خلاف ہتھیار اُٹھاؤ جب سرویہ نے شکست پائی تو روس اور بھی جھلایا مگر اس جھلانے سے ہوتا کیا ہی لا حول و لا قوۃ مطلب اسکا یہ تھا کہ سلطان کی عملداری مین کئی صوبون مین علیحدہ علیحدہ گورنمنٹ قائم ہو جائے اور ٹرکی سلطنت کو ضعف آئے اور پھر رفتہ رفتہ اُن صوبون کو اپنے زیر نگین کرے ۔ اس اُستادی کو تو دیکھیے گا ۔ بے ایمانی تو کوئی روس سے سیکھلے ۔
آزاد ۔ اگر سرویہ فتحیاب ہوتی اور بلگیریا اور بوسینا وغیرہ مقامات مین غدر ہو جاتا تو روس خاموش رہتا خوش ہوتا کہ ٹرکی کی مختلف ریاستون اور صوبون مین غدر ہو گیا اور لطف یہ کہ روس سے کوئی سلطنت باز پرس نہ کر سکتی ۔ روسی صاف کہدیتے کہ ہمسے کچھ واسطہ نہین ہم نہین جانتے ٹرکی کے صوبے ٹرکی کے جبر سے تنگ آکر آزاد ہونے کے لیے کوشش کرتے ہین ہمسے کیا واسطہ ۔
افسر ۔ روس کا ہر طرح فائدہ تھا ۔
آزاد ۔ اگر سرویہ اور بلغارستان ترکی سے شکست بھی پاتے تو روس کا کیا نقصان ہی ۔
افسر ۔ ہی تو ۔ مگر کم ۔
آزاد ۔ مطلب یہ کہ اُسکا کوئی صوبہ تو نکلجانے والا نہین اگر کوئی نکلجائیگا تو ٹرکی کا ۔
افسر ۔ ہان یہی تو ہم بھی سوچے ہین ۔
دوسرا افسر ۔ ۲۶ ۔ ستمبر کو کونٹ شو ملائف نے وزیر صیغۂ خارجہ کے نام ایک مراسلہ بھیجا تھا ۔
آزاد ۔ لارڈ ڈربی کے نام ۔
افسر ۔ ہان لکھا تھا کہ سرویہ کی جنگ اب ختم ہونی چاہیے اور اگر ٹرکی صلح نکرے تو سب سلطنتین ملکر کارروائی کرین بلگیریا روس کو دیا جاوے اور بوسینا آسٹریا کو ۔

آزاد - اپنا حصّہ ضرور لگائینگے -

افسر - شہنشاہ روس نے بھی شہنشاہ آسٹریا کے نام ایسا ہی خط بھیجا تھا -

آزاد - کیا لکھا تھا -

افسر - لکھا تھا کہ ٹرکی مین کمال بدنظمی ہے - لہذا ہم سب کے فرض ہے کہ حصّے بخرے کر لین -

آزاد - اور اپنے ہان کے نہلسٹ کی خبر ہی نہین -

افسر - جی ہان -

آزاد - انگلستان ایسی تجویز سے ہرگز اتفاق نہ کریگا -

افسر - اور نہ آسٹریا نے پسند کیا - زار روس اپنا مُنھ لیکر رہ گئے -

آزاد - انگلستان نے اِسقدر البتہ منظور کیا تھا کہ جنگ مین ایک مہینے کی مہلت ملے اور وہ بھی روس کی استدعا کے موافق - روس کی دلی خواہش تھی کہ سرویا اور ٹرکی کی جنگ ملتوی ہو جائے -

سر ہنری ایسٹ کو گورنمنٹ انگلستان نے حکم دیا کہ اگر ٹرکی التواے جنگ پر راضی نہو تو فوراً قسطنطنیہ سے واپس آؤ - اور کہدو کہ انگلستان کی دلی خواہش ہے کہ ٹرکی کی بہبودی ہو - لیکن اگر سلطنت عثمانیہ التواے جنگ پر راضی نہین ہوتی تو آج سے انگلستان اُسکے معاملات مین دخل نہ دیگا -

آزاد - جب ہی تو جنگ ملتوی ہو گئی -

افسر - اور کیا - جب کل سلطنتونکا اتفاق ہوتا ہے تو ایک سلطنت کو بدرجۂ مجبوری تعمیل کرنی ہی پڑتی ہے -

آزاد - ظاہر ہے مگر سرویہ عمر بھر ٹرکی کے سپاہیون کی طاقت نہ بھولے گا -

افسر - اہل سرویہ تو بالکل بودے نکلے -

آزاد - سرویہ تو شہزادۂ ملن کے قبضے مین ہے اور رومینیا ؟ -

افسر - رومینیا کے حکمران شہزادۂ چارلس ہین -

آزاد - کیا یہ بھی روس کے بس مین ہین - ؟

افسر - کیسے کچھ -

آزاد - تو روس نے ٹرکی کے کسی صوبے کو بغیر سازش اور اغوا کے نہین چھوڑا - کوئی مقام باقی ہی نہین رکھا عجب سلطنت ہے - بڑے ایماندار لوگ ہین چشم بد دور -

افسر - روس کے قول و فعل کا کوئی ذی عقل ہرگز اعتبار نہ کریگا -

آزاد - ٹرکی نے تو ایک یادداشت مین لکھا تھا کہ روسی سرویہ کی مدد کرتے ہین روس کے افسر اور سپاہی سرویہ مین کثرت سے ہین - روس کی مدد کے سبب سے سرویہ اترا رہا ہے اور صلح پر آسانی کے ساتھ راضی نہوگا - سرویہ کی گورنمنٹ کو شک کے عوض یقین ہے کہ روس آخر دم تک اُسکو ٹرکی سے بچائیگا ورنہ کبھی جنگ پر راضی نہوتے -

افسر - ایک اخبار مین مین نے پڑھا تھا کہ جنگ سرویہ کی نسبت روس کے ہر شہر اور قصبے بلکہ گانون تک مین چندہ جمع ہو رہا ہے - غریب سے غریب بھی خوشی کے ساتھ چندہ دیتے ہین - اکثر آدمیون نے قرض لیکر سرویہ کی مدد کے لیے چندہ دیا - والنٹیر جب سرویہ کی مدد کو چلے تو پادریون نے اُنکو دعائین دین اور جب سرویہ سے بعد التواے جنگ از سرنو لڑائی شروع ہوئی تو جوش و خروش کی کچھ انتہا ہی نہ تھی اور ادھر ترکون کا بحر خروش موج زن تھا - ترکون نے مارے غصے کے جا بجا اشتہار چپکا دیے کہ اگر وزرا مین سے کوئی شخص ایسی

کارروائی کریگا جو ٹرکی کی عظمت اور جبروت کے خلاف ہو تو رعایا اُسکو گولی ماردیگی۔
آزاد۔ اللہ اللہ
افسر۔ آپ تو یہان تھے نہین۔ ہمسے اِسکا حال پوچھیے۔
آزاد۔ صحیح ہی۔
افسر۔ اب سُنیے کہ روس نے خواہش کی کہ چھہ ہفتے کی مہلت ملے مگر ٹرکی کو منظور نہ تھا۔
آزاد۔ ہان اِسمین ٹرکی کا نقصان ہی کیا تھا۔
افسر۔ ٹرکی نے کہا کہ چھہ ہفتے کی مہلت مین ہمارا نقصان ہے اگر مہلت ہو تو کم سے کم چھہ مہینے کی۔ روس نے منظور نہ کیا۔ اور کہا چھہ مہینے تک سرویہ اپنی فوج کا بار نہ اُٹھا سکیگا۔ اطالیہ نے بھی روس کی سی کہی تب برٹش گورنمنٹ نے پرنس بسمارک کو لکھا کہ آپ بھی اِس بارے مین ہماری مدد کرین اور سرویہ کو سمجھائین کہ چھہ مہینے کی مہلت منظور کرے پرنس بسمارک نے کہا چھہ مہینے کی مہلت ہمارے نزدیک کچھ مضائقہ نہین ہی مگر ہم یہ نہین چاہتے کہ کسی سلطنت پر زور ڈالین۔ اگر سرویہ مان لے تو خیر ورنہ ہم روس یا سرویہ یا اطالیہ پر زور نہین ڈالنا چاہتے۔
آزاد۔ مطلب یہ کہ روس کا ساتھ دیا۔
افسر۔ چھہ مہینے کی مہلت مین روس کا نقصان ہوتا۔
آزاد۔ جب تو منظور نہ کیا۔ ایک ہی کائیان ہی۔
افسر۔ روس اور جرمنی اور اطالیہ تو متفق الرائے تھے مگر فرانس نے مخالفت کی۔
آزاد۔ (مُسکراکر) وہ تو جس طرف جرمنی ہو اُسکے خلاف فرانس ضرور ہوگا۔
افسر۔ آسٹریا نے فرانس کا ساتھ دیا۔
آزاد۔ دو ایک طرف ہو گئے۔
افسر۔ اِس تھوڑے ہی عرصے مین روس خدا جانے کتنے مرتبہ جھوٹ بولا۔
آزاد۔ یہ تو پُرانی بات ہی۔
افسر۔ زار روس نے سفیر برٹش سے خود کہا تھا کہ میرا منشا قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکا نہین ہی اگر اشد ضرورت ہوئی تو شاید بلگیریا کے ایک حصّے پر قابض ہو جاؤن۔
آزاد۔ کیا خوب۔ اشد ضرورت کے یہ معنی کہ بلگیریا کو اب ہم نہ چھوڑینگے۔
افسر۔ جی ہان۔
آزاد۔ ہندوستان کے قبضہ کی نسبت بھی تو کہا تھا کہ لوگون نے مفت مین ہماری سلطنت پر تہمت تراشی ہی کہ ہندوستان کو روسی فتح کرنا چاہتے ہین یہ محض غلط ہی مگر کوئی پوچھے کہ آپکی بات کا یقین کس مردود کو ہی۔
افسر۔ ۱۸۷۳ء مین روس نے صاف کہدیا تھا کہ ہم خیوا کو شامل سلطنت روس نکرینگے۔ جب اعتراض کیا گیا تو کہا کہ ہمنے ضلع خیوا پر قبضہ کیا ہی کچھ شہر خیوا پر قابض نہین ہوے اور نہ خان خیوا کو تخت سے اُتارا۔
آزاد۔ اِس بے ایمانی کو دیکھیے گا۔
افسر۔ لاحول ولا قوۃ۔
آزاد۔ اتنی بڑی سلطنت اور یہ کیفیت۔ افسوس۔
افسر۔ کئی بار روسیون نے برٹش گورنمنٹ کو منت سماجت کے ساتھ لکھا کہ آپ ہماری طرف سے بدظن ہون ہم صلح کے خواہان ہین صلح کل ہمارا خاص مسلک ہی۔ مگر جب لکھا کہ اپنا

مطلب ہی فوراً عہد شکنی کی۔

آزاد۔ ظاہر ہی۔

افسر۔ جب ٹرکی نے مہلت جنگ منظور کر لی تو زار روس نے شہر ماسکو کی کونسل کے ممبرون کے سامنے ایک اسپیچ دی اور کہا کہ آپ لوگون کو بخوبی معلوم ہی کہ ہماری خواہش کے بموجب ٹرکی نے مہلت منظور کر لی۔ اس مہلت سے سرویہ اور مانٹی نیگرو مین کشت و خون نہونے پائیگا اس موقع پر اہل مانٹی نیگرو نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی بڑے بہادر اور بڑے جوانمرد سپاہی ہین اور یہ ذرا سا صوبہ ہمیشہ اپنے باشندون کی جرأت اور شجاعت کے لیے مشہور رہا ہی۔ افسوس ہی کہ سرویہ کی نسبت ہم یہ نہین کہ سکتے کہ اُس ملک کے باشندے جری ہین۔ گو ہمارے ملک کے والنٹیر بھی اُنکی فوج مین شریک تھے مگر اہل سرویہ میدان سے بھاگ ہی کھڑے ہوے اُن سے کسی طرح کی امید نہین ہوسکتی ہم یہ نہین چاہتے کہ ہماری رعایا کا ہمارے سبب سے خون بہے ہمکو اُسکا سچا فائدہ

دل و جان سے عزیز ہی۔

آزاد۔ کیا بڑے رحمدل بنتے ہین۔

افسر۔ جی ہان۔ دلی خواہش ہی کہ صلح ہو۔

آزاد۔ بہشتی آدمی ہین بیچارے۔

افسر۔ کیسے کچھ۔

آزاد۔ اس اسپیچ کے جواب مین کونسل نے کیا کہا۔

افسر۔ کونسل کے ممبر نے کہا اے شہنشاہ روس ہم لوگ حضور کے کمال شکر گذار ہین)۔

آزاد۔ ادھر تو صلح صلح پکارتے تھے ادھر جنگ کی تیاریان کرتے تھے۔

افسر۔ اجی بڑی وعدہ خلاف سلطنت ہی۔

آزاد۔ زار روس کی شکل سے شان خسروی تو ظاہر ہی اور شہنشاہ جرمنی کی صورت سے بھی۔

افسر۔ آسٹریا جرمنی اور روس تینون سلطنتون کے شہنشاہون کا چہرہ رعب دار ہی۔

آزاد۔ آپ نے اسمٰعیل پاشا کو دیکھا ہوگا۔

افسر۔ (مسکرا کر) کیا خوب۔ مین مصر مین برسون رہا ہون۔

آزاد۔ لارڈ سالسبری ہی تو قسطنطنیہ کی کانفرنس مین منجانب برٹش گورنمنٹ گئے تھے۔

افسر۔ ہان لارڈ سالسبری آئے تھے۔

اتنے مین اس افسر کے پاس ایک خط آیا۔ خط کھولا اور میان آزاد کو مخاطب کر کے یون گفتگو کی۔

افسر۔ یہ ایشیائی ٹرکی سے خط آیا ہی۔

آزاد۔ ہان بکسی دوست نے بھیجا ہی۔

افسر۔ ہمارے چچا کے لڑکے کا خط ہی۔ وہ لفٹنٹ ہین۔

آزاد۔ وہان کی جنگ کا کیا حال لکھتے ہین۔

افسر۔ لکھا ہی کہ سردی کی گرم بازاری ہی۔ اور برف کثرت سے گرتی ہی روسی آہستہ آہستہ بڑھتے آتے ہین مگر راستے مین بڑا ظلم کرتے ہین۔ ایک ل لگی یاد رکھنے کے قابل ہی ہم لوگون نے سرکیشیا والون کو ورغلا کر روس کی عملداری مین غدر کرا دیا۔ کوہ قاف کی کئی قومین روس سے باغی ہوگئی ہین۔

آزاد۔ (خوش ہوکر) خوب ہوا مین بہت خوش ہوا۔

افسر۔ سُنیے کہ روسی جابر تو ہین ہی اُنکے ظلم سے اہل سرکیشیا کی ناک مین دم آگیا تھا۔ دیوانہ را ہوئے بس ست ترکون کی شہ پاتے ہی بگڑ کھڑے ہوے۔ ابتدا ابتدا مین روسیون نے کسی قدر کامیابی حاصل کی تھی۔ آرمینیا مین دو چار فتوحات پائی تھین

لیکن ۲۶ اپریل کو باطوم مین ایسا بچا دیکھا کہ یاد ہی تو کرتے ہونگے۔

آزاد۔ قلعۂ باطوم سے قلعۂ ارطون کسقدر فاصلے پر ہی۔

افسر۔ کوئی پینتالیس میل کے قریب۔

آزاد۔ کس جانب۔

افسر۔ جنوب کی طرف اُسپر روسی قابض ہوگئے ہین۔

آزاد۔ روسی افسر بہت جلد جلد بڑھ آئے۔

افسر۔ مگر بُرا کیا۔ اُنکے حق مین مضر ہوگا۔

آزاد۔ یہ کیون۔ اِس مین ہمین اتفاق نہین ہی۔

افسر۔ ایک وجہ ہی۔ مین عرض کرون۔ اگر مع سامان رسد فوج آئے تو تو اچھا ہی لیکن یہ لوگ تو دو منزل طی کر کے آتے ہین۔ اتنی دور بڑھ آئے ہین کہ اگر ایک شکست ہو تو ہوش اُڑ جائین۔ بڑی غلطی کی۔ احمد مختار پاشا تجربہ کار آدمی ہین۔ عجب نہین کہ عمداً اور قصداً بڑھنے دیا ہو کہ بڑھکر جائینگے کہان۔ دو ایک کالم کا مقابلہ مشکل نہین۔

آزاد۔ خاص فوج سے تو روس کے بڑھتے ہوے کالم فاصلے پر ہین۔

افسر۔ تو یہی خرابی ہی۔

آزاد۔ ہان خط تو ختم کیجیے۔

افسر۔ ہمنے کئی مقام پر بند و بست کر لیا ہی کہ روسیون کے پاس رسد نہ جانے پائے اور نہ وہ اپنی فوج سے خط کتابت کر سکین احمد مختار پاشا ہمارے سپہ سالار کے مزاج مین حرارت نام کو نہین۔ بڑے سنجیدہ آدمی ہین اور نماز گزار متشرع۔ روسیون کے جنرل کا نام سُنا ہی ہوگا۔ گرینڈ ڈیوک میکائیل جوان آدمی ہین۔ اور جری۔

قسطنطنیہ کے کانفرنس کی نسبت کہا کہ ٹرکی کی طرف سے صفوت پاشا اور ادہم پاشا مقرر ہوے۔ صفوت پاشا وزیر صیغۂ خارجہ ہین اور نپولین ثالث کے وقت مین سفیر فرانس مین تھے بڑے تجربہ کار آدمی ہین اور ادہم پاشا بھی یورپ کے پولٹیکل امور سے واقفیت رکھتے ہین۔

آزاد۔ جرمنی کی طرف سے تو صرف ایک سفیر تھا۔

افسر۔ ہان جرمنی اور اطالیہ اور روس کی طرف سے ایک ہی ایک سفیر تھا۔

آزاد۔ اور انگلستان کی طرف سے۔

افسر۔ انگلستان فرانس ٹرکی اور آسٹریا نے دو دو سفیر بھیجے تھے۔

آزاد۔ اور پریسیڈنٹ کون تھا۔

افسر۔ صفوت پاشا۔ ترکون نے اپنے صوبون کی بغاوت کی نسبت ایک کاغذ پڑھا۔

آزاد۔ جنرل اغناٹیف بھی تھے۔

افسر۔ انھین کے سبب سے تو دو دو مہینے کی مہلت دی گئی چار گھنٹے تک بحث رہی۔ سلطان نے لارڈ سالسبری سے کہا کہ ہم اُن شرائط کو قبول نہین کر سکتے جو ہماری رعایا کی مرضی کے خلاف ہون۔ ورنہ وہ لوگ ہمین کو قتل کر ڈالینگے اور تھا بھی ایسا ہی۔

آزاد۔ جوش کے سبب سے۔

افسر۔ لارڈ سالسبری نے بلگیریا کے جبر و تعدی کا ذکر کیا تو سلطان المعظم نے فرمایا کہ ترکون کا قصور نہین ہی وہ خاص روسیون کا قصور ہی۔ انھین کے سبب سے یہ جبر و تعدی ہوئی۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک شخص نے آنکر کہا کچھ اور بھی سُنا روسی آ گئے۔ اتنا سُننا تھا کہ لوگ گھبرا گئے۔

آزاد۔ کون آئے ہین؟ روسی۔ کہان سے آئے۔

صفوت پاشا۔ خدا جانے یہ کہتے کیا ہین۔

آزاد۔ کچھ گھبرائے ہوے سے ہین۔

اُس شخص نے کہا یہ خط پڑھ لیجیے۔ خط پڑھا تو یہ مضمون نظر سے گذرا۔ جنرل کمینڈر۔ روسی اُس قلعے سے جسمین تم آجکل ہو سات میل کے فاصلے پر آ گئے ہین اُن کے پاس سات ہزار فوج پیادہ اور چار ہزار سوار اور دس توپین ہین خاص اس نیت سے آتے ہین کہ قلعہ پر قبضہ کرین۔ کل تک قلعے کے قریب پہونچ جائینگے دو روز تک ہم مدد نہین پہونچا سکتے اگر پرسون تک تم اُنکا مقابلہ کرو تو ہم ایک کالم بھیجین ہماری فوج کا ایک راستہ بند کیا گیا ہے ایشیا مین روسی بڑھتے آتے ہین۔

شادی کی چھیڑ چھاڑ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میرزا ہمایون فر بہادر مدت کے بعد اپنے گلبدن غنچہ دہن معشوق کا جمال باکمال مشاہدہ کر کے ازخود رفتہ ہو گئے تھے اور ادھر جہان آرا اور گیتی آرا بیگم نے اپنی خالہ سے کہنا شروع کیا کہ شہزادے کے ساتھ سپہر آرا بیگم کی شادی قرار پائے تو بڑی خوشی کی بات ہے سپہر آرا بیگم دل مین تو خوش ہوئین کہ اگر شہزادۂ ہمایون فر سے شادی ہو تو مدت کی آرزو بر آئے مگر ظاہر مین منظور نہین کرتی تھین۔

جہان آرا۔ میرزا ہمایون فر مین آپ نے عیب کیا دیکھا۔

گیتی آرا۔ اے بہن۔ وہ بھدبسیل مثل نہین سُنی مین بھائے مونڈ یا ہلائے

سپہر آرا۔ ہم ایسی باتین سنتے ہی نہین۔

حسن آرا۔ تو بولتی کیون ہو پھر۔

سپہر آرا۔ کیا باتین کرنے مین کسی کا اجارہ ہے۔ کچھ۔ واہ اب کوئی بولے بھی نہین۔

جہان آرا۔ اللہ جانتا ہے دل مین کھلی جاتی ہین۔

گیتی۔ خالہ جان کی منظوری کا ہمین انتظار تھا۔ اُنھون نے منظور کر لیا۔ اب کیا ہوتا ہے۔ شادی ہوئی داخل ہے۔

سپہر۔ تو آپ گھڑی گھڑی چھیڑ خانی کیون کرتی ہین۔

جہان۔ اب شادی نہین رُکتی۔ جوڑی اچھی ہے۔ دونون گورے چٹے۔

حسن۔ یہ آپ نے اتنی جلدی دیکھا کیونکر۔

جہان۔ اور سُنو۔ کیا خدانخواستہ کوئی آنکھون کا اندھا ہے۔

گیتی۔ ایک ہفتے تک ہم ڈومنیون کا ناچ دیکھین گے۔

حسن۔ آپ کے طفیل مین ہم بھی دیکھ لینگے۔

عباسی۔ اے حضور کیا سچ مچ نکاح ٹھہر ہی گیا ہے مبارک مبارک۔

سپہر۔ سُنا عباسی تم نہ بیچ مین بولا کرو۔ ہماری باتون مین تم کون بولنے والی ہو۔

حسن۔ اب مبارکباد بھی نہ دے۔

عباسی۔ حضور آپ کہنے دیجیے۔ اللہ وہ دن جلد دکھائے تو لونڈی جھک کر سلام کرے گی۔

سپہر۔ اور تمھارے میان کہان ہین عباسی۔

عباسی۔ (مُسکرا کر) خدا گنج پہونچے موا دوانہ سا تھا۔

سپہر۔ تم تو خوش ہو گی۔

عباسی۔ جی مجھے رنج ہوا نہ خوشی۔ اپنا مزاج ہی اور طرح کا ہے۔

جہان ۔ اب یہ تو بتاؤ کہ ہمایون فر کا نام کیا رکھا جائیگا۔

حسن ۔ ہمایون دولھا۔

جہان ۔ لے نہین ۔ بڈھا نام ۔ کوئی اور اچھا سا نام تجویز دو۔ ہمایون دولھا بھی کوئی نامون مین نام ہی۔

گیتی ۔ پھر تم کوئی جوان خطاب تجویز دو۔

حسن ۔ شہزادے دولھا ۔

جہان ۔ یہ بھی نہین ۔ دیکھو ہم ہی تجویز کرینگے اور تم سب سُنکے خوش ہو جاؤگی ۔

حسن ۔ (مُسکراکر) مبارک دولھا ۔

سپہر ۔ نہین مبارک قدم دولھا (شرماکر) ہی نہ اچھا خطاب ۔

جہان ۔ تو دولھا کیا آپکے ہان کی لونڈی ہین یہ اچھا خطاب تجویز ا ۔ کیا کہنا ۔

جہان ۔ حسن آرا سے کہو ۔ جو ساری کتابین چاٹے بیٹھی ہین ۔

حسن ۔ ہم تو فرخ دولھا کہا کرینگے بس اس سے اچھا خطاب نہ ملیگا ۔ جسکا جی چاہے جو کہے ہمکو یہی نام پسند ہی ۔ فرخ دولھا دیکھو اماجان سے پوچھین ۔ دیکھین وہ کیا کہتی ہین ۔

حسن آرا بیگم ناز و ادا سے دلربا کے ساتھ بڑی بیگم کے پاس گئین اور بھولے پن سے پوچھا کیون اماجان سپہر آرا کے دولھا کا خطاب کیا تجویز ا ہی ۔ بڑی بیگم نے حسن آرا کو سر سے پاؤن تک دیکھا مگر جواب نہین دیا ۔ تو انھون نے پھر پوچھا اماجان بتائیے مرزا ہمایون فر کا خطاب کیا ہوگا ۔

بڑی بیگم ۔ کچھ خبر ہی ۔ ہا ۔ ابھی بات نہ چیت خطاب کی فکر پڑ گئی ۔

حسن ۔ فرخ دولھا خطاب رکھیے گا ۔

بڑی بیگم ۔ تو بیٹیا ابھی زبان سے نہ نکالو جب سب باتین ٹھیک ہو جائین تب خطاب سوچ لینا ۔

مغلانی اور محلدار مُسکرائین اور حُسن آرا کے شوق اور بھولے پن کا عرصے تک ذکر رہا ۔

حسن آرا نے آکر جہان آرا سے کہا اماجان کہتی ہین کہ ابھی کسی سے ذکر نہ کرین ۔ جہان آرا نے مسکراکر کہا ذکر کرنا کیسا کیا کوئی ڈھنڈھورا پٹوانا ہی ۔ اپنی جگہ آپس مین باتین کرتے ہین ۔ کیا تمنے سچ مچ اُنسے پوچھا ہی جاکر حسن آرا بولی ہان ۔ مین نے پوچھا کہ مرزا ہمایون فر کا خطاب کیا تجویز ا ہی تو میری طرف سر سے پاؤن تک دیکھا اور چُپکی ہو رہین مین کچھ سمجھی نہین مین نے کہا فرخ دولھا ہو تو کیسا ۔ اسپر کسی قدر ناراض سی ہوئین اور سمجھانے لگین کہ ابھی اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ۔ جب نکاح ہوگا تو خطاب تجویز ا جائیگا ۔ ابھی سے کیا جلدی ہی ۔

اتنے مین پیاری چھوکری نے آن کر کہا کہ بڑی بیگم صاحب پوچھتی ہین کچھ مٹھائی کھائیے گا ۔ ابھی تازی تازی شیرینی آئی ہی ۔ حکم ہو تو لاؤن ۔

حسن ۔ کہان سے آئی ہی ۔

سپہر ۔ اماں جان نے مول منگائی ہوگی ۔

پیاری ۔ جی نہین حضور وہ جو سامنے شہزادے رہتے ہین اُنکے ہان سے آئی ہی ۔

سپہر آرا نے جو شہزادے کا نام سُنا تو جھینپنے لگی ۔ حسن آرا نے مُسکراکر کہا فرخ دولھا نے ہمارے واسطے مٹھائی بھیجی ہوگی ۔ جہان آرا نے ہنسکر کہا مبارک قدم دولھا کے

ہان سے آئی ہی۔
گیتی۔ جاؤ پیاری لے آؤ۔ کہو مانگتی ہین۔
جہان۔ اب یہ نہین معلوم ہوا کسکے واسطے بھیجی۔
پیاری مٹھائی لائی۔ سپہر آرا کے سوا اور سب بہنون نے کھائی۔
جہان۔ لے اب بہت شرماؤ نہین۔ کھاتی کیون نہین ہو۔
سپہر۔ جی کی خوشی۔ ہم نہین کھاتے۔
گیتی۔ جبھی تمہین معلوم ہو کہ انکے میان کے ہان سے آئی ہی۔
جہان۔ لے ہی تو ابھی سے انکے میان کیون کہتی ہو۔
سپہر۔ دیکھتی جاؤ جہان آرا بہن۔ ہمکو چھیڑے جاتی ہین۔ پھر ہم کچھ کہینگے تو بُرا مانین گی۔
گیتی۔ (ہنسکر) لے تو ہمنے کہا کیا بہن۔ خواہی نخواہی بُرا مانتی ہو۔
سپہر۔ میان میان تمنے نہین کہا۔
اسپر قہقہہ پڑا اور سپہر آرا بیگم اُٹھ کے چلدین۔ جاتے ہی بڑی بیگم سے جڑ دی دیکھیے اماں جان بہنین سب مل کے دق کرتی ہین۔ بڑی بیگم نے کہا تم روز بروز بچہ ہی بنی جاتی ہو۔ دق کیا کرتی ہین۔ چٹکیان لیتی ہین کاٹے کھاتی ہین آخر دق کیا کرتی ہین۔ سپہر آرا نے کہا واہیات باتین کرتی ہین۔ بڑی بیگم مسکرائین خدا جانے کتنے سال کے بعد آج ذرا مسکرا دین۔ پوچھا کیا واہیات باتین کچھ کہو گی بھی۔
سپہر آرا۔ میان ٹیان کرتی ہین۔
بڑی بیگم۔ واہ واہ۔ چلو تم اپنا کام کرو۔ بہنین ہین ہنستی ہین ادو گھڑی۔
سپہر۔ تو ہمین ایسی ہنسی گوارا نہین ہی۔

بڑی بیگم۔ تمنے مٹھائی کھائی۔
سپہر آرا۔ نہین اماں جان ہمنے تو چھوئی تک نہین۔
بڑی بیگم۔ یہ کیون۔
سپہر آرا۔ اسوقت خواہش نہ تھی۔
بڑی بیگم نے سپہر آرا کو مٹھائی کھلائی اور سمجھایا کہ اب تم سیانی ہوئین بہنون سے ذرا ذرا سی بات پر بگڑا نہ کرو کوئی بچہ تو ہو نہین۔ بڑی بہنین ہین اگر ایک بات بیجا بھی کہی تو اُسکا بُرا ماننا کیا۔
سپہر۔ اور تو کوئی کچھ نہین کہتا تھا مگر گیتی آرا بہن بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہین۔
اتنے مین بڑی بیگم کوٹھے پر پہونچ گئین۔
عباسی۔ حضور ادھر دیکھیے۔
گیتی آرا نے پوچھا خالہ جان خیر تو ہی۔ اس وقت آپ کہان آئین۔ بڑی بیگم نے کہا تم سب ملکے ہماری لڑکی کو دق کرتی ہو اسکی کیا وجہ وہ بیچاری ہمارے پاس دوڑی آئی۔
گیتی۔ خالہ جان یہ بنتی ہین۔
حسن۔ پوچھیے ہوا کیا تھا۔
بڑی بیگم۔ اب کیا جانین ہمسے تو آنکر کہا کہ گیتی آرا بہن ہمسے واہیات باتین کرتی ہین۔ مین نے کہا کچھ خیر ہی لڑکی واہیات بات کیا گالیان دیتی ہین۔
جہان۔ خالہ جان ہوا یہ کہ انھون نے کہا تم مٹھائی نہ چھوؤ یہ ہمارے واسطے سامنے والے محل سے آئی ہی۔
اسپر قہقہہ پڑا۔ بڑی بیگم نے کہا تم برابر والیان آپس مین ہنسو ہم جاتے ہین۔

سپہر۔ جسنے کہا ہو اُسکے دیدے پٹم ہو جائین۔
حسن۔ اے کوسنتی کیون ہو۔
سپہر۔ ہمنے کہا تھا کہ ہمارے واسطے مٹھائی آئی ہی۔
جہان۔ نہین کہا تھا؟ بھلا قسم تو کھاؤ۔
عباسی۔ حضور جو بُرا نہ مانین تو عرض کرون۔
سپہر۔ کیا۔ کہتی کیا ہو۔
عباسی۔ حضور نے اسقدر تو ضرور کہا تھا کہ ہمارے واسطے آئی ہے۔

سپہر آرا نے کہا سنا عباسی تم بہت چل نکلی ہو تم سے بیس بار کہدیا سمجھا دیا اور تم نہین مانتین اسکے کیا معنی تم کوئی برابر والی ہو جو ہمارے بیچ مین بولتی ہو۔ عباسی کے مزاج مین مسخرہ پن بہت تھا اور پھر منہ لگی تھی۔ منہ لگائی ڈومنی گاوے تال بے تال۔ ادھر تو سپہر آرا بیگم جھلا کر للکارتی تھین اُدھر عباسی نے یہ شعر پڑھنا شروع کیا۔ ؎

پھر بہار آئی کہ ہر شاخ پر پیمانہ ہی
ہر روش مین جلوۂ بادِ صبا مستانہ ہی

سپہر۔ کم اب لگائی جاؤگی۔ بس اتنا ہمین معلوم ہو گیا ہی ہم تو خفا ہوتے ہین اور تم شعر پڑھ رہی ہو۔
عباسی نے ہاتھ جوڑ کر کہا حضور خفگی کسکی۔ لونڈی ہون جو حکم دیجیے۔

عباسی کہری نے مرزا ہمایون فر کے ایک خدمتگار سے باتون باتون مین کہا کہ تمھارے شہزادے کا نکاح ہونیوالا ہی وہ متحیر ہوا کہ نکاح کیسا۔ کہا ہٹنے تو ابھی تک نہین سُنا۔ شاید ہو۔ کہان کس گھر مین۔
عباسی۔ ہماری سرکار مین۔
خدمتگار۔ ہان واہ تو پھر کیا ہی۔
عباسی۔ پڑوس ہی مین دولہا دُلھن دونون۔
خدمتگار۔ کیسی ہین۔ ہین کچھ قبول صورت۔
عباسی۔ چاند سا مکھڑا ہی۔
خدمتگار۔ ہمارے شہزادے بھی تو حسین ہین۔
عباسی۔ اے وہ اُنسے کہین حسین ہین بوٹا سا قد۔ آنکھین بالکل ہرن کی سی۔
خدمتگار۔ بڑی بہن کے ساتھ یا چھوٹی بہن کے ساتھ۔
عباسی۔ چھوٹی بہن کے ساتھ۔
خدمتگار۔ اُنکا نام کیا ہی۔
عباسی۔ سپہر آرا بیگم دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی۔
خدمتگار۔ تو مین جا کے سرکار سے کہون۔ مگر کیا اُن کو اطلاع ہی نہوئی ہوگی۔
عباسی۔ اطلاع تیرا سر ہوئی ہوگی۔ ابھی ابھی کی تو بات ہے اطلاع کیونکر ہوتی بھلا۔
خدمتگار۔ دیکھو جا کے انعام مانگونگا۔
عباسی۔ تو میرا نام لے دینا۔
خدمتگار۔ مین کہونگا خداوند میرے آقا کی شادی تو بیگم صاحب کے ساتھ ہوتی ہی اور میری شادی بی عباسی کے ساتھ قرار پائی ہی۔
عباسی۔ اے دُرِ دُرِ دُر گورا پڑی چوٹی پر قربان کرون۔
خدمتگار۔ ایسی تو صورت دار کبھی نہین ہو۔
عباسی۔ اے واہ صورت دار نہین ہم بدصورت ہی سہی بس۔
خدمتگار۔ تو آخر ہمارے ساتھ بیاہ کرنے مین عذر کیا ہی۔
عباسی۔ اللہ جانتا ہے مین ہزارون گالیان دونگی۔

خدمتگار۔ پھر ہوگا کیا۔ ہزاروں نہیں لاکھوں گالیاں دو تو کیا پروا ہے تو میں جاکر حضور کو اطلاع دوں۔

عباسی۔ ہاں ہاں کہتی تو جاتی ہوں اب کیونکر کہوں۔

خدمتگار نے سات بار جھک کر سلام کیا اور کہا خداوند اسوقت ایک خوشخبری سُنی ہے اور بہت بڑے معتبر آدمی کی زبانی سُنی ہے حضور سُنیں گے تو بہت ہی خوش ہونگے مگر خداوند بے انعام لیے نہ بتاؤں گا۔

شہزادہ۔ اگر انعام کے قابل بات ہوگی تو دینگے۔

خدمتگار۔ حضور کے نکاح کی باتیں ہو رہی ہیں۔

شہزادہ۔ پاگل ہوگیا ہے؟!

خدمتگار۔ قسم کھا کر عرض کرتا ہوں خداوند کہ سامنے والی بیگم صاحب کی چھوٹی صاحبزادی کے ساتھ نکاح ہونیوالا ہے عباسی بھری بیٹھی تھی اُسنے کہا ہماری طرف سے آداب بجالانا اور کہنا مبارک ہو خداوند بہت اچھی خبر ہے۔

تماشا

ایک قصر رفیع و عالیشان کے سہ منزلے پر دلکش و دلربا کمرے میں ایک خاتون آئینہ زانو نوخیز و خوبرو فرش تکلف پر تمکن تھیں اور دریچے کی رنگین چق سے بازار سرا پا بہار کی سیر دیکھ رہی تھیں کہ سامنے کے ایک پھاٹک پر نظر پڑی تو دیکھا کہ گز بھر کے ایک کاغذ پر مختلف الوان کی روشنائی سے انگریزی میں کچھ عبارت لکھی ہے حیرت ہوئی کہ یا خدا یہ کاغذ کیسا ہے۔ ابتک تو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ فوراً مغلانی کو بلایا اور یوں گفتگو کی۔

خاتون۔ بی مغلانی۔ ذری ادھر تو آنا۔ دیکھو یہ کاغذ پھاٹک پر کیسا چپکا ہے۔

مغلانی۔ ہاں حضور چپکا تو ہے۔ مگر اللہ جانے کس نے چپکایا۔

خاتون۔ ہمیں بھی حیرت ہے کہ یہ کہاں سے آیا روز ہم اسی جھروکے سے بازار کی سیر کرتے تھے۔ یہ کاغذ کبھی نہیں دیکھا اور رنگ برنگ کے حرف ہیں۔ نیلے بھی ہیں پیلے بھی آبی بھی ہیں۔ گلابی بھی ہیں۔ دھانی بھی ہیں زعفرانی بھی ہیں۔

مغلانی۔ جھنڈی تو نہیں گڑی ہے۔ جو جھنڈی گڑی ہو تو سمجھ جائیے کہ کسی کا (تالیقہ) ہونے والا ہے یہ پھاٹک تو نور محمد زردوز کے مکان کا ہے۔

خاتون۔ کسی سے دریافت کرو ذری کہ یہ ہے کیا بھلا۔

بی مغلانی باہر گئیں۔ دربان سے کہا احمد بیگ ذری کسی سے پوچھو تو نور محمد زردوز کے مکان پر یہ رنگ برنگی کاغذ کیسا چپکا ہے پھاٹک پر ہے دربان نے کہا اسوقت ڈیوڑھی پر کوئی اور آدمی نہیں ہے چوبدار آئے تو جاؤں۔ مغلانی تنک کر بولی۔ اپنے کچھ سڑی ہے۔ دروازے پر سے پوچھ لے کہ یہ کاغذ کیسا ہے۔ دربان نے باہر جاکر دریافت کیا۔ ایک شخص نے کہا کسی کے گھر میں گڑکی (قرقی) (ہونے والی ہے) دوسرے نے کہا۔ اجی نہیں نہیں نیلام ہوگا۔ اسباب کی فہرست ہے الغرض مختلف زبانیں اُتنی باتیں تھوڑی دیر میں نور محمد زردوز بھی آگیا دربان نے اُس سے دریافت کیا تو اُسنے ٹھیک ٹھیک حال بتادیا۔ دربان نے مغلانی سے کہا۔ مغلانی اوپر گئی اور یوں تقریر کی۔

مغلانی۔ حضور کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ ایک موئے نے کہا

کہ قرقی ہونیوالی ہو دوسرے نے کہا کہین نیلام ہوگا۔
مگر نور محمد خود آ گئے اُنھون نے بتایا کہ تماشہ ہونیوالا ہو۔
خانون۔ تماشا کیسا۔ کیا کہین میلا ہو۔
مغلانی۔ وہ تو یہی کہتے تھے کہ انگریزون کی ولایت سے
کچھ تماشا کرنے والے آئے ہین۔ صاحب لوگ ساتھ ہین۔
میمین ہین۔ گھوڑے ہاتھی۔ ہرن بارہ سنگے اور رُسنا بن مانس
بھی ہین اور نور محمد کہتے تھے کہ گھوڑ موہے آدمی بھی اُنکے
ساتھ ہین وہ دانتون سے کپڑا سیتے ہین۔
خانون۔ لے ہو تمھارے اس جھوٹ کو آگ لگے کہین دانتون
سے کپڑا سی سکتا ہو کوئی۔ اچھا اُس گھوڑ موہے کو لاؤ ہمارے
سامنے دانت سے کپڑا سی دے تو ہم ایک ہزار دین چاہے
سو روپیہ پیشگی لے لو۔
مغلانی۔ وہ قسمین کھا کر کہتے تھے اور اُنھون نے یہ بھی
کہا کہ ایک میم ہو وہ اُلٹی ٹنگ جاتی ہو اور دانت سے
توپ اُٹھا کر داغ دیتی ہو۔
خانون۔ بی مغلانی تم کسی طبیب سے علاج کرواؤ۔
مغلانی۔ بس حضور کو تو یقین ہی نہین آتا۔ اسکو ہم
کیا کرین۔
خانون۔ اور جو بات ہو دانتون ہی سے ہوتی ہو۔
مغلانی۔ اب مین کیا جانون نور محمد کہتے تھے۔
خانون۔ اچھا چوبدار کو حکم دو۔ کہ وہ بھی جا کے
پوچھ آئے۔
بی مغلانی نیچے گئین۔ چوبدار کو حکم دیا کہ جا کے کسی سے
پوچھو یہ کاغذ آج کیسا چپکا ہو۔ پھاٹک پر ایک بڑا سا
کاغذ ہو اور اسپر نیلے اور ہرے اور زرد اور لال موٹے موٹے
حرف ہین۔ چوبدار گیا اور تھوڑی دیر مین واپس آیا۔
چوبدار۔ ماما جی۔ دداجی۔ ذری بی مغلانی سے کہدیجیے۔
چوبدار حاضر ہو۔
مغلانی۔ پوچھا لوگون نے کیا کہا۔
چوبدار۔ پرسون تماشا ہوگا۔ شیر لڑینگے۔
مغلانی۔ اوئی اے شیرون سے لڑیگا کون۔
چوبدار۔ ایک صاحب لڑیگا۔
مغلانی۔ اوئی اللہ۔ شیر سے آدمی لڑے۔ اللہ پناہ
مین رکھے۔
چوبدار۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ شیر سے آدمی لڑیگا۔
مغلانی۔ حضور سے مین نے جا کر کہا۔ اُن کو یقین ہی
نہین آتا۔
چوبدار۔ اب اسکو ہم کیا کرین۔
مغلانی۔ مین پردے کے پاس بلالاؤن۔
چوبدار۔ اب یہ تم کو اختیار ہو۔
مغلانی اوپر گئی اور کہا حضور ہم نے جو کہا تھا۔ وہ
سب صحیح نکلا۔ چوبدار کہتا ہو کہ شیر سے آدمی لڑینگے اور
شیرون کو تھپیان مارینگے۔
خانون۔ اُف۔ اِس جھوٹ سے خدا سمجھے۔
مغلانی۔ اے تو بیوی مجھ سے کیا واسطہ۔
خانون۔ تم کیون قسمین کھاتی ہو۔
مغلانی۔ ہم تو ہزار آدمیون کی زبانی سُن چکے ہین حضور۔
خانون۔ کیا سُن چکی ہو۔ یہ سُن چکی ہو کہ شیر انسان
سے لڑینگے۔
مغلانی۔ ہان ہان۔ اللہ جانتا ہو۔

خاتون ۔ قسم خدا کی اگر آدمی شیر سے لڑے نہ تو ہم دو ہزار روپیہ بدتے ہین ۔

مغلانی ۔ تو حضور مین غریبنی دو ہزار کسکے گھر سے لاؤنگی ۔

خاتون ۔ اچھا تم ہارو تو دو آنے دو ۔ اور ہم ہارین تو دو ہزار روپیہ دین ۔

مغلانی ۔ حضور قسم خدا کی دربان نے نور محمد زردوز نے اور جو بدار نے اور کئی اور آدمیون نے کہا کہ شیر سے لڑینگے ۔

خاتون ۔ اے تو کون لڑیگا ۔ آدمی ؟ ۔

مغلانی ۔ جی ہان ۔ آدمی ۔ آدمی ۔

خاتون ۔ تم نشے مین تو نہین ہو اسوقت ۔

مغلانی ۔ (دانتون کے تلے اُنگلی دباکر) اے ہی حضور کیا مجال ہی ۔

خاتون ۔ اچھا پھر کیا ؟ ۔

مغلانی ۔ مین سمجھی نہین حضور ۔ مگر لوگ یہی کہتے ہین کہ تماشے والون کے پاس تین چار شیر ہین اور شیرون سے وہ لوگ لڑتے ہین ۔ آدمی برابر چھپیان پر چھپیان جماتا ہی اور شیر بکری کی طرح کان دباکر کوڑے کھاتے ہین اور چون تک نہین کرتے ۔

خاتون ۔ چلو بس اب چُپ رہو ۔

مغلانی ۔ بہت خوب ۔

خاتون ۔ شیر کو انسان جو ایک ٹھینگے سے بھی کم ہی مارے کوڑے لگائے ۔ چھپیان جمائے ۔ اور شیر چون تک نہ کرے چھپیان کھائے اور آدمی کو چیر پھاڑ کے نہ پھینکدے ۔ یہ ہمکو تو ایسا یقین نہ آئیگا اگر ہمکو کوئی دکھا دے کہ آدمی شیر سے لڑتا ہی اور شیر کو کوڑے لگاتا ہی اور شیر چون تک نہین کرتا تو ہم قائل ہو جائین مگر یہ تو کبھی گمان بھی نہین ہو سکتا کہ انسان کوڑے لگائے اور شیر ذرا نہ بولے ۔

مغلانی ۔ تو حضور مین اسکا اقرار نہین کر سکتی ۔

خاتون ۔ داروغہ کو بلاؤ ۔ کہو اوپر چلے آئین ۔

مغلانی نے داروغہ صاحب سے کہا چلیے حضور نے یاد کیا ہی ۔ نادری حکم ہی کہ ابھی ابھی داروغہ صاحب کو لاؤ داروغہ نے کہا خیر تو ہی ۔ داروغہ بیچارے سے کیا قصور ہوا کہ اتنا کڑا حکم دیا گیا ۔ اچھا چلیے ۔ کہدیجیے داروغہ حاضر ہی ۔ داروغہ اوپر گئے وہان سے سہ منزلے پر زینے پر کھڑے ہوے کہا اطلاع دو مغلانی نے اطلاع دی حکم ہوا چق کے اُس طرف بلاؤ ۔ داروغہ صاحب پہونچے ۔ ارشاد ۔

خاتون ۔ اے داروغہ صاحب ۔

داروغہ ۔ آداب عرض ہی حضور ۔

خاتون ۔ یہ تم کیا واہیات باتین کرتے ہو ۔ شیر سے آدمی لڑیگا ۔ سب واہیات بات ۔ اور تمکو ان سب باتون کا یقین بھی آگیا ؟ ۔

داروغہ ۔ حضور لکھا ہی ہی ۔ کہیے اشتہار لے آؤن ۔

خاتون ۔ یہ بال تمنے دھوپ مین سفید کیے ہین ۔ کیا ؟ بھلا کہین دانتون سے کپڑا بھی سیا گیا ہی ۔ ہمی دو تو ہزار روپیہ دین ۔

داروغہ ۔ حضور اگر ایسا کمال حاصل ہوتا تو پانچ روپیہ کی نوکری کیون کرتا ۔ مین بھی کہین چار پانچ سو روپیہ کا نوکر ہوتا ۔

خاتون ۔ اچھا اشتہار لے آؤ ۔ اور ہمین پڑھ کے سناؤ ۔

داروغہ ۔ بہت اچھا ۔ ابھی حاضر کرتا ہون ۔

داروغہ صاحب ایک اشتہار کو پھاڑنے لگے۔ اتفاق سے تماشے والے صاحب نے دیکھ لیا پوچھا تم کون ۔ کہا ہم میر افضل ہین ۔ کون میر افضل؟ اجی ہم میر افضل ہین کون کے کیا معنی ۔ کون میر افضل کی ایک ہی کہی صاحب نے کہا تم اشتہار کیون اُکھاڑتا تھا ۔ ہم سے اور اشتہار لے ۔ صاحب نے اُردو کا ایک اشتہار دیا۔

داروغہ صاحب اشتہار لیکر دوڑتے ہوے آئے ۔

مغلانی ۔ کہو میر صاحب لائے ۔

داروغہ ۔ اسی برس کی عمر ہوئی ۔ پانچ کی نوکری بھی کی اور پچاس کی بھی کی مگر یہ باتین کس مردک نے آجتک سُنی بھی ہون جو اب اس پیرانہ سالی مین سننا پڑتی ہین پوچھیے مجکو ان باتون سے کیا مطلب مین تماشے والا ہین بندر والا نہین ریچھ والا نہین مجھے جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ۔ مگر خواہ مخواہ کو حضور بُرا بھلا کہنے لگین ۔

مغلانی ۔ تو اب اس تقریر سے کیا فائدہ ہی ۔ اشتہار لائے کہ نہین لائے ۔

داروغہ ۔ نہ لانا کیا معنی ۔ یہ اشتہار نہین تو اور کیا ہی ۔

مغلانی ۔ بس اب بات بن گئی چلیے جھٹ پٹ ۔

داروغہ اور مغلانی اوپر پہونچے تو بیگم صاحب نے مہری سے کہا دیکھو آ گئے نہ مہری نے کہا حضور داروغہ جی آئے ہین اتنے مین مغلانی کمرے کے اندر داخل ہوئی ۔ اور ہنسکر بولی ۔ لیجیے وہ اشتہار تو لائے حکم ہوا کہ چق کے پاس آرام کرسی بچھے اور ایک پٹ بھیڑ دیا جائے ۔

خاتون ۔ کہو صاحب اشتہار آ گیا؟ ۔

داروغہ ۔ ہان حضور حاضر ہی ۔

خاتون ۔ وہی اشتہار ہی ۔

داروغہ ۔ وہی خاص وہی اشتہار ۔

خاتون ۔ بھلا اسکا کیا ثبوت ہی کہ وہی اشتہار ہی ۔

داروغہ نے بی مغلانی کی طرف اشارہ کر کے اپنی پیشانی پر زور سے ہاتھ لگایا ۔ اس اشارے کا مطلب یہ تھا کہ قسمت پھوٹ گئی ۔ اب ہم ایسے ہو گئے کہ ہماری بات کا انکو یقین ہی نہین آتا ۔ کہا اسکا ثبوت یہ ہی کہ اگر غلط ہو تو شیر کے کٹہرے مین غلام کو ہاتھ پانون باندھکر چھوڑ دیجیے ۔

خاتون ۔ اچھا پڑھکر سُناؤ تو ۔

داروغہ ۔ حضور آپ فرمائیے گا کہ اسکا کیا ثبوت ہی کہ جو کچھ پڑھا وہ سب سچ ہی تو اسکا جواب مین کیا دون گا ۔

خاتون ۔ میرے سوال کا جواب تم دوگے یا مین خود ہی دون گی ۔

داروغہ ۔ حضور کے سوال کا جواب مین دونگی ۔

راوی ۔ (دونگی) کی ایک ہی کہی شیر کا کٹہرا دیکھا ہی نہین اور ابھی سے گھبرا گئے خدا ہی حافظ ہی ۔ اگر یہی بدحواسی ہی تو شیر کے کٹہرے مین خود ہی نہ گھس جائیے کہین ۔

خاتون ۔ آپ جواب دینگی؟ خیر ۔

مغلانی ۔ اے میر صاحب اسوقت آپ ہین کہان ۔

خاتون ۔ شیر کے کٹہرے مین ہین ۔

مغلانی ۔ نہین اللہ جانتا ہی آج کچھ عجیب بہکی بہکی باتین کرتے ہین ۔

داروغہ ۔ مین تو آدمی ہون ۔ اور تم بی مغلانی ۔ بس اب کیا کہون ۔

خاتون ۔ آدمی تو نہین ہین تو بن مانس معلوم ہوتے ہو ۔

مغلانی۔ (مسکرا کر) تو حضور دانت سے کپڑا بھی سی لیتے ہونگے۔

اس فقرے پر جہری اور مغلانی اور بیگم صاحب کھلکھلا کر ہنس پڑین۔ مگر داروغہ دل ہی دل مین سب کو برا بھلا کہتے جاتے تھے۔

مغلانی۔ (مسکرا کر) میر صاحب حکم ہو تو لاؤن۔

داروغہ۔ کیا شے؟

مغلانی۔ جی سوئی تاگا۔

خانون۔ ہان ہان لاؤ۔ ضرور لاؤ۔

مغلانی۔ ایسا نہو میر صاحب ہمسے خفا ہو جائین۔ مگر اللہ جانتا ہی بن مانس کا تماشا دیکھنے کو جی چاہتا ہی۔ کیون میر صاحب سوئی تاگا لاؤن۔

داروغہ صاحب نے اشتہار پڑھ کر سنایا۔

تماشا! تماشا!! تماشا!!!

زندگی زندہ دلی کا ہی نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

خوش مذاقون خوش مزاجون زندہ دلون تماشا بینون رنگین طبعون کو مژدہ ہو کہ ڈیو سے صاحب کی کمپنی ۱۲- ماہ حال سے اس شہر مین طرح طرح کے تماشے دکھائیگی اور تماشائیونکو کرتب اور تماشے سے وجد مین لائیگی ایسے تماشے کسی نے آنکھون دیکھے نہ کانون سنے جو ہی اپنے فن مین طاق ہی۔ چستی اور پھرتی مین شہرۂ آفاق ہی باوصف پیرانہ سالی ایسے چاپک دست اور کامل فن تماشے والے نہ دیکھے ہونگے جنکی رگ رگ مین خون کے ساتھ کمال بھی کوٹ کوٹ کے بھرا ہی۔

ہمارے ساتھ انواع و اقسام کے طیور ذی شعور اور مرغان خوشنوا اور جانوران صحرائی بھی ہین جو مختلف ملکون سے ہم لائے ہین زیبرا نام کا ایک جانور ہی یہ جانور قریب قریب گورخر کی شکل کا ہوتا ہی قد گدھے سے کچھ بڑا ہی۔ خچر کے برابر۔ مگر تمام جسم مین الوان کے خط ہوتے ہین سفید سیاہ اور زرد۔ تاریخ سے ثابت ہی کہ اس وحشی جانور کو آجتک کوئی پالو نہین کر سکا اسکی بھڑک مٹ ہی نہین سکتی۔ رگ و پے مین وحشت بھری ہی۔

بانیس یہ مہیب جانور جنگل کا دیو ہی۔ ارنا بھینسے کی قسم مین اسکا درجہ سب سے بڑھا ہوا ہی۔ ہندوستان کا موٹے سے موٹا بھینسا جسامت اور قد و قامت مین اسکا مقابلہ نہین کر سکتا۔ اسکی شکل بھیانک اور ڈراونی ہی۔ بن مانس اسکا نام اور نیک اٹینک ہی حضرت انسان سے شکل بہت ملتی ہی آدمی کی طرح کھڑا ہو سکتا ہی۔ دنیا مین انسان کے سوا یہی ایک مخلوق ہی جو لکڑی لیکر لڑتا ہی نر اور مادہ دونون ایک ہی کٹہرے مین بند ہین یہ جانور جسکو بن مانس کہتے ہین قابل دید ہی۔

بنگال کے احاطے کے تین شیر ہین۔ انمین ایک شیر بہت بڑا ہی۔ ان شیرون سے مسٹر جان لڑینگے اور شیرون کو اٹھا کے دے دے مارینگے۔

خانون۔ گھر کی ٹکی اور باسی ساگ۔

مغلانی۔ اوی۔ اللہ جانتا ہی سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

جہری۔ تم اپنی نہ کہو۔ تم تو نگوڑی چھپکلی تک سے ڈر جاتی ہو۔

مغلانی - اور تم - ابتک تو گھوڑے پر سے سوار کو اُتار لیتی تھین اب شیر سے بھی مقابلہ کروگی - اللہ جانتا ہی ہماری تو روح لرزتی ہی -

مہری - اخاہ - یہ جب ہی کانپ رہی ہو -

مغلانی - ہان خوب بوجھین -

خاتون - یہ اسمین لکھا ہی کہ شیر سے آدمی لڑیگا؟ -

داروغہ - حضور مجکو تو نظر آتا ہی شاید نہ لکھا ہو اب آپ ایک کام کیجیے کسی اور سے پڑھوائیے تو آپکو یقین آئے -

خاتون - اینٹ کی عینک لگاکے پڑھو -

داروغہ - مین سو برس کا بوڑھا شاید نظر نہ کام کرتی ہو -

مغلانی - اے میر صاحب ابھی تو آپ اسّی برس کے تھے اور بات کرتے ہی سو برس کے بن بیٹھے تو ایک گھڑی کے آپکے ہان بیس برس ہوتے ہین -

داروغہ - لاحول ولا قوۃ -

خاتون - اب کہین بھاگ نہ جائیے گا -

مغلانی - اچھا آگے پڑھیے -

داروغہ - ان شیرون پر مسٹر جان قمچیان لگائینگے -

خاتون - کیا لگائینگے قمچیان -

مغلانی - قمچیان -

خاتون - (مسکراکر) اے واہ - تو میان جی ہوے کہ مکتب خانہ بنایا ہی - قمچیان پڑینگی معلوم ہوتا ہی شیر کھلنڈرے ہین -

داروغہ - جو لکھا ہی وہ مین پڑھتا ہون -

مغلانی - میر صاحب دیکھیے ایک وہ مرد ہین کہ شیر سے لڑتے ہین اور ایک آپ ہین کہ اُس دن بلیان جو لڑین تو آپ نے کوٹھری مین سونا چھوڑ دیا -

داروغہ - تو بلّی کیا کچھ کم ہی - بلّی بھی شیر کی خالہ کہلاتی ہی -

خاتون - ایکدن افیم کی پینک مین تم بھی تو کہتے تھے کہ ہم شیر ہین تو تمھاری بھی خالہ جان ہوئین - بُرا نہ مانیے گا - ہمنے ایک بات کہی - اچھا ہان پڑھیے -

داروغہ - شیر کے کان پکڑینگے اور بٹھا دینگے - تین کٹہرے کھولینگے اور تینون شیرون سے ایک ہی دفعہ مقابلہ کرینگے - کسی پر قمچی جمائینگے - کسی کو تھپڑ لگائینگے کسی کو ڈنڈے مارینگے اور اُسپر پانٔون رکھکر دوسرے شیر سے لڑینگے -

خاتون - یہ آدمی ہین یا دیوزاد -

مغلانی - حضور سب جھوٹھ ہی - جو رتّی بھر بھی صحیح ہو -

داروغہ - اسمین یہی لکھا ہی - جو لکھا ہی وہ پڑھون یا اپنی طرف سے کچھ ملا دون -

مغلانی - تماشا دیکھنے جائیے گا؟ -

داروغہ - اگر حضور نے ٹکٹ کے دام دیے تو بیشک جاؤنگا -

خاتون - ہم ایک شرط سے دام دینگے -

داروغہ - وہ کیا -

خاتون - شیر کے کٹہرے مین جاؤ - اور اُس سے لڑو -

داروغہ - حضور غلام کو ٹکٹ کے دام نہین چاہیین دو روپیہ کا لالچ کرون اور وہان شیر ایک تھپڑ مین کام تمام کردے - غلام ایسے تماشے سے درگذرا -

مغلانی - تھپڑ کیسا - اے میر صاحب کٹہرے مین جاتے جاتے تو آپکی روح فنا ہو جائیگی -

داروغہ - ہان یہ بھی سچ ہی -

مغلانی - جس کی خالہ سے آپ ڈرے اُس سے بھلا کیا بچئیے گا -

خاتون - اور پھر انہی آدمی -
مغلانی - جی اور کیا - اُف - نواب صاحب کے ہان ایک شیرنی تھی دور سے دیکھ کے آدمی ڈر جاتا تھا - نہ کہ ٹھہرے ہین جا کے لڑنا ذری ایک جھونک مارے تو آدمی کے حواس پیترا ہو جائین - یہ سب ڈھکوسلا ہی -
داروغہ - ہان پھر جھوٹ ہی لکھا ہوگا -
خاتون - لے تم اس لکھنے کو اللہ جانے کیا سمجھنے ہو ہماری عقل ہی کام نہین کرتی -
داروغہ - اسکے بعد لکھا ہی کہ طرح طرح کے بندر ہمارے پاس ہین اور جتنے بندر ہین سب شہسوار ہین -
خاتون - شہسوار ہین ؟ بھلا کوئی فیلبان بھی ہی -
داروغہ - (جھلا کر) اب یہ اُنسے پوچھا جائے -
خاتون - نہین - ایمان کی قسم ہم ہاتھی خریدنے والے ہین - ایک فیلبان چاہیے -
مغلانی - ہان بندر تو خوب فیلبانی کرے -
داروغہ - ایک خوبصورت اور نوجوان مس مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر طرح طرح کے مشکل اور نازک کسرتین کرینگی اور وہ کرتب دکھائینگی کہ اچھے اچھے شہسوار شرما جائینگے
شہسوار کے لفظ پر خاتون پریزاد کے کان کھڑے ہوے - اسکے بعد داروغہ نے یون پڑھنا شروع کیا -
مشکی گھوڑا کیا ہین ڈوبا ہوا ہی بینڈ باجے کی لَے کے موافق میدان مین تھرکے گا -
ابتدا مین باجا بجیگا اسکے بعد پندرہ بیس گھوڑے آئینگے اور تھوڑی سی جگہ مین کاوا دیا جائیگا - اس کمپنی کے ساتھ چالیس گھوڑے ہین اور بارہ یابو - گھوڑے سب باد رفتار اور صرصر تگ اور بیش بہا اور خوبصورت ہین اور ایسے یابو ہندوستان مین کسی نے نہ دیکھے ہونگے - یہ مقام انگلینڈ سے یہ صرف زر کثیر منگوائے گئے ہین انکے علاوہ اور بھی کئی قسم کے نایاب جانور ہین - بیل اور گائین بکرون کی برابر اور ایک یابو بکرے سے بھی کسی قدر چھوٹا ہی -
خاتون - تمام دُنیا کی نایاب چیزین ان کے پاس موجود ہین -
مغلانی - بھلا کوئی گدھا بھی ہی ؟ -
داروغہ - ابھی تک تو گدھے کا ذکر نہین آیا -
مغلانی - کہین خچر کا ذکر ہے ؟ -
داروغہ - پڑھنے دیجیے - اسکے بعد لکھا ہی کہ کئی کُتّے طرح طرح کے تماشے کرینگے - اور گھوڑے پر سوار ہونگے -
مغلانی - ادئی کُتّے اور گھوڑے پر سوار ہون ؟ یہ سب جھونٹے کُتّے اور بلیان گدھے اور گھوڑے پر سوار ہون - یہ تو آج ہی سُنا -
داروغہ - اچھا پھر دیکھ لیجیے گا - اسکے بعد لکھا ہی کہ برھما کا ایک سفید ہاتھی بھی اس کمپنی کے ساتھ ہی -
مغلانی - کیسا ہاتھی ؟ -
داروغہ - سفید ہاتھی -
مغلانی - کچھ عقل گئی ہی -
داروغہ - قدرت خدا سے کیا کچھ بعید ہی ؟ بولیے -
مغلانی - اور لال ہاتھی بھی ہوگا -
مہری - نیلی ہاتھی ہو تو ہم بھی دیکھنے جائین -
مغلانی - اور جمہ پہنی ہو -

داروغہ ان فقرہ بازیون پر بہت جھلّائے کاغذ پھینکدیا اور کہا بس اب ہم نہ پڑھینگے مفت مین رنج ہوتا ہی۔ ہم کسی کے نہ لینے مین نہ دینے مین تماشے والے کی صورت بھی دیکھی نہین کہ شاید کسی کو یہ احتمال ہو کہ رشوت لے لی۔

مغلانی نے اشتہار اُٹھا کر دیا اور کہا حضور فرماتی ہین کہ کُل پڑھ کر سُنائیے۔ داروغہ نے کہا غلام کو حکم کی تعمیل مین عذر نہین ہی مگر حضور کو جب یقین ہی نہین آتا تو پھر پڑھنے سے کیا فائدہ اور یون کہیے پڑھ دون لکھا ہی کہ یہ کمپنی ملک اطالیہ سے آئی ہی اور دنیا کے کُل بڑے بڑے ملکون مین اسکی تعریف ہوئی ہی۔ کوئی ملک ایسا نہین جہان کے اخبارون نے تعریف نہ کی ہو۔

دو تین مسین ناچین گی اور ایک خوش گلو مس کی نازک آوازی ستم ڈھائیگی یہ نازک اندام گلفام مس مین بچپن ہی سے علم موسیقی مین تعلیم پائی ہے۔ جس نے اِنکا گانا نہین سُنا وہ علم موسیقی سے واقف ہی نہین ہی۔

خاتون ۔ مس مس کیا پڑھتے ہو۔

داروغہ ۔ انگریزی لفظ ہی۔

خاتون ۔ کچھ معنے بھی ہین یا یون ہی کہدیا۔

داروغہ ۔ کنواری چھوکری کو کہتے ہین۔

خاتون ۔ ہونگی کوئی بیس بیس برس کی۔

داروغہ ۔ کہیے جھوٹ کہہ دون ورنہ اِسمین لکھا تو یہی ہی۔

اتنے مین پڑوس کی چوڑی والی آئی اور آتے ہی کہا بیگم صاحب پرسون یہان بڑا تماشا ہوگا۔ آپ لے چلیے تو ہم بھی آپکے طفیل مین دیکھ لین سُنا بڑا اچھا تماشا ہوگا داروغہ صاحب کی باچھین کھل گئین کہا کیون حضور مین جھوٹ تو نہین عرض کرتا تھا۔ چوڑی والی کو اشتہار دکھا کر کہا یہ اسی تماشے کا اشتہار ہے۔

چوڑی والی ۔ ہمنے تو سُنا ہی کہ شیرون کا رسالہ اُن کے ساتھ ہی۔ ایک شیر پر بندر ہوگا دوسرے پر بھینس تیسرے پر چیتا۔ چوتھے پر لنگور۔ بڑی سیر ہوگی۔

مغلانی ۔ لے لو انھون نے اور بھی اندھیر کر دیا۔ شیر پر بھینس اور لنگور!!!

خاتون ۔ اچھا باقی اشتہار تو ختم کرو۔

داروغہ ۔ ۸ بجے دروازہ کھلیگا تاکہ کل تماشائی رتنے کی سیر کر سکین اور سب جانورونکو بخوبی دیکھین۔ ۹ بجے سے تماشا شروع ہوگا اور ۱۲ بجے ختم ہو جائیگا۔

درجۂ اعلیٰ کا ٹکٹ للعہ درجۂ دوم کا عا درجۂ سوم کا عہ اگر کوئی درجۂ اعلیٰ کے بھی آگے بیٹھنا چاہے تو چھبیس روپیہ دے کچھ کرسیان ملینگی۔ درجۂ دوم مین بنچین ہین مگر خالی۔ اُنپر فرش نہین ہی۔ اگر رئیس زادیان یا عام ہندوستانی عورتین تماشا دیکھنا چاہین تو اُنکے لیے پردے کا کافی انتظام ہو جائیگا مگر درجۂ اول کے پانچ روپیہ اور درجۂ دوم کا ایک روپیہ لیا جائیگا اسمین دو ہی درجے ہین اور دوسری دوسری چقین پڑی ہوئی ہین۔

مغلانی ۔ حضور کی پرورش ہو تو ہم بھی جائین۔

دوسری ۔ واہ تم جاؤ اور ہم نہ جائین

چوڑی والی ۔ پھر تم دونون کو بیگم صاحب بھیجین گی تو لیا ہمنے کچھ چوری کی ہی۔

مغلانی ۔ سب چلینگے دس بارہ روپیہ کی تو بات ہی۔

چوڑی والی ۔ اور تماشا کتنے دن ہوگا۔

مغلانی - یہی کوئی دو تین روز -

داروغہ - چار روز - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - بُدھ - جمعرات جمعہ - ہفتہ - اب تو یقین آ گیا حضور یا اب بھی یقین نہین آیا -

مہری - اگر بے پردگی نہو اور دُہری دُہری موٹی موٹی چقین پڑی ہون تو بیگم صاحب بھی چلی چلین - آپ داروغہ صاحب کو ایک دن بھیجدین تو وہ دیکھ آئین اگر بے پردگی نہو تو کیا ہرج ہی -

داروغہ - جی ہان مین جا کر سب دیکھ لونگا -

مہری - ہزارون ہی آدمی ٹوٹ پڑینگے -

داروغہ - ہزارون - اجی سیکڑون آدمی آئینگے بڑا بھاری تماشا ہی -

مغلانی - (ہنسکر) اس وحشت کے صدقے میان -

خاتون - انکے حواس آج بجا نہین ہین - جب سے شیرون کا حال سُنا بدحواس ہوگئے -

مہری - ہزارون نہین ہزارون سے بڑھکر سیکڑون آئینگے !!! -

چوڑی والی - گنتی بھی نہین آتی -

داروغہ - ایک بات زبان سے نکل گئی -

مہری - ہان چمڑے کی زبان ہی پھسل گئی -

داروغہ - یا الٰہی ایک بات کے چینٹے اُڑا دیتی ہین -

خاتون - پرسون ضرور جاکے دریافت کرنا اور اچھی طرح پوچھ آنا - جو جانے کے قابل ہو تو ہم جائین - ورنہ جاکے نکو بننا اور دس آدمیون مین ذلیل ہونا کون عقلمندی ہی - لیکن عقل سے تو انھین بہرہ ہی نہین - خدا جانے وہان جانے بھی پائین یا نہین -

داروغہ - حضور چار روپیہ عنایت کرین تو ٹیس بن کے غلام جائے اور سب باتین دریافت کر آئے -

تیسرے روز شام کے وقت میر افضل صاحب داروغہ پُرانے فشن کے ایک میانے پر سوار ہو کر تماشا دیکھنے تشریف لیگئے اسّی برس کا سن - پوپلا مُنھ - ہاتھون مین رعشہ - جسم لاغر دراز - کمر خم - سر پر شملہ - شالی چپکن پہنے ہوے خیمے کے دروازے پر کہارون نے میانہ رکھدیا میر افضل صاحب بسم اللہ کہکر اُترے تو دیکھا کہ میدان مین طلسمات کا سمان ہی ہزارون تماشائی ڈٹے ہوے اور یوروپین لیڈیان اور جنٹلمین ٹھٹ کے ٹھٹ لگائے کھڑے ہین - انگریزون سے جان پہچان تو تھی نہین سوچے کہ اگر آگے بڑھین تو شاید ذلیل ہوجائین اس سے بہتر یہی ہی کہ گھر واپس جائین کہارون سے باتین کرنے لگے -

داروغہ - یہان تو ہندوستانیون کے دیکھنے کا موقع نہین ہی -

کہار - ہان حضور -

داروغہ - مگر لوگ موجود تو ہین -

کہار - ہزارون آدمی آئے ہین -

داروغہ - بھلا اب ٹکٹ یہان کہان خریدین - ؟

کہار - "اب" کسو سے دریافت کرین تو بات بنے - مگر ایسا نہو کہ صاحب یہان کھڑے ہوے دیکھ لے تو بن ناحق کو پیٹ چلے -

ایک شخص نے کہا ٹکٹ سامنے بٹ رہے ہین وہین جاکے خرید لو - سب مول لے رہے ہین - میر صاحب نے کہار کو

حکم دیا کہ چار روپیہ کا ایک ٹکٹ خرید لا۔ کہار نے کہا حضور بھاری پوشاک پہنے ہین حضور ہی جا کے لائین ہم کو دُو دھکے دے کے صاحب نکال دینگے۔ داروغہ بولے نہین ہم نہ جائینگے اگر تم پر دو چار چپتین پڑ گئین تو کیا پرواہی۔ کہار تو ہوہی اور جو ہم پر ایک آدھ پڑی تو ستم ہی ہو جائیگا۔

داروغہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد اُترنے میانہ کا ڈنڈا پکڑ کر ٹکٹ بیچنے والے کی طرف دیکھا سیکڑون آدمی ٹکٹ خرید رہے تھے۔ چاہا کہ خود بھی ہو بچین مگر انگریزون کو دیکھکر خائف ہوے کہ مبادا کوئی خفا ہو جائے کہ یہان تم کیون آئے۔ کہارون نے سمجھایا کہ حضور اتنے انگریز او رہندوستانی چلے جاتے ہین کوئی چون بھی نہین کرتا۔ ایک ڈر ہی تو بس آپ ہی کو ہی۔ لائیے ہم ٹکٹ لا دین۔ کہار جا کر درجۂ اول کا ٹکٹ خرید لایا۔

اتنے مین تماشا شروع ہو گیا داروغہ نے کئی بار پوچھا کہ کہار آیا۔ کہارون نے کہا حضور آتا تو آپ ہی کے پاس آتا یا کہین بھاگ جاتا۔ اُسکا کہین پتا ہی نہین ہی داروغہ نے کہا ہان پتا کیونکر ہو۔ وہ تو جعلی ٹکٹ تھا۔ گنوار سمجھا کوئی کاغذ اُٹھا دیا ہوگا۔ اچھا ہوا کہ ہمارے پاس نہ تھا نہین تو ہم بھی دھر لیے جاتے۔ اللہ نے بڑا فضل کیا۔ کہار وہان مزے سے تماشا دیکھ رہا ہی۔ یہان یہ خدا کا شکر کرتے ہین کہ ٹکٹ انکے پاس نہ تھا ورنہ حوالات بھیجے جاتے۔ تینون کہار سمجھ گئے کہ وہ ٹکٹ لیکر تماشا دیکھنے چلا گیا اور میان کو خوب اُلّو بنایا آدھ گھنٹے کے بعد داروغہ نے کہا ارے کیا مر گیا۔ کہار بولے یہ اُسکو معلوم ہوگا۔ ہم کیا جانین ہم بھی آپ ہی کے پاس کھڑے ہین۔ کسی کے مرنے جینے کا حال کیا معلوم۔

داروغہ۔ اچھا میانہ اُٹھا کر درخت کے سایہ مین لے چلو۔

کہار۔ اور اُٹھائے کون۔

داروغہ۔ اس کے کیا معنی۔ تمھارے سوا کوئی اور بھی اُٹھائے گا۔

کہار۔ تو خداوند چوتھے کا تو پتا ہی نہین۔

داروغہ۔ کسی سے کہ دو کہ ذرا مدد دے دے۔

کہار۔ حضور اور تو کوئی یہان نظر نہین آتا ذری آپ ہی کاندھا لگا دین۔

داروغہ۔ ہم کاندھا لگا دین! اسکے کیا معنی۔

کہار۔ چوتھے کہار کے عوض آپ ہی ایک طرف زور لگائین۔

داروغہ۔ تم لوگ داروپیکر تو نہین آئے ہو۔

کہار۔ خداوند۔ دارو ہندو کہار پیتے ہین یہان ایک ہندو ہے دو مسلمان اور ایک ہندو ٹکٹ لیکر غائب ہو گیا۔

داروغہ۔ ذرا اُسکا پتا تو لگاؤ جی۔

اتنے مین دس منٹ کے لیے تماشا ملتوی کیا گیا اور لوگ بھڑ بھڑا کر باہر نکلنے لگے۔ تو کہارون نے میانہ اُٹھا کر درخت کے نیچے رکھا داروغہ نے حکم دیا کہ دو کہار جا کر اُسکو ڈھونڈ لاؤ دو کہار چلے۔

اتنے مین میان واحد العین سے تین تین آنکھین ہوئین ایک کونا آباد تھا۔

واحد العین۔ کیون کیسا گھر اچکما دیا۔ سچ کہنا۔

ایک کہار۔ اب کیا تماشا نہوگا۔ بس اتنی ہی دیر۔

و۔ ہوگا کیون نہین۔ چھٹی دی ہی کہ جسکا جی چاہے باہر جا کے کھا پی آئے۔

دوسرا کہار۔ تو اب ٹکٹ ہم کو دیدو۔
و۔ اچھا اب تم دیکھ آؤ۔
فقیرے کہار نے ٹکٹ لیا جب گھنٹی بجی اور لوگ جانے لگے تو یہ بھی اندر گیا میاں واحدالعین مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے پہنچے
داروغہ۔ ارے تو کہان مر رہا تھا۔
و۔ لوگون سے پوچھتے پھرتے تھے۔
و۔ تو اب تک کہان رہا۔
و۔ رہے کہان ادھر اُدھر۔
و۔ ارے کمبخت ادھر اُدھر اتنی دیر لگائی۔
و۔ تو مین نے دو چکر لگائے نہ۔ ایک کونا تو یہان ویران ہے آپکی طرح دو آنکھین تو ہین نہین۔ بس ایک ہی طرف کے آدمی دیکھ پاتا ہون باقی خیر صلاح۔
و۔ لوگون نے کیا کہا۔
و۔ حضور اس ٹکٹ کا کچھ ٹھیک نہین ہے۔
و۔ اے لعنت خدا تم پر۔ چلو میانہ اُٹھاؤ۔
کہار۔ اُٹھائین کیونکر۔ چوتھا غائب ہے۔
و۔ (جھلا کر) ارے یہ چوتھا پھر غائب ہو گیا۔
ک۔ ہان خداوند۔
و۔ نکالدو۔ آج سے نہ رہنے پائے۔ آخر یہ گیا کہان۔
و۔ حضور جب مجھکو پتا نہ ملا تو فقیرے کو ٹکٹ دیا کہ بھئی تم بھی جاکے لوگون سے دریافت کرلو۔ شاید کوئی تم ہی کو بتا دے ہمسے تو لوگ دل لگی بازی کرتے تھے۔ جدھر گئے لوگون نے کہنا شروع کیا دو ایک لڑکا یا پانسے کی کالی آنکھ تاشے کی بتا تا وتا تا کوئی نہ تھا۔ سب چھیڑون پر اُڑاتے تھے۔
و۔ بھئی فقیرے کو بلاؤ۔

اب سُنیے کہ میان فقیرے سیدھے سادھے آدمی تھے واحدالعین کی طرح شریر تو تھے نہین۔ صاحب نے جو دیکھا کہ درجۂ اعلیٰ مین بیٹھا ہے تو اسکے پاس آئے۔ اور غور کرکے قطع شریف کو دیکھا۔
صاحب۔ تم کون۔
فقیرے۔ (کھڑے ہو کر) خداوند (کانپ کر) خداوند۔
ص۔ تم کون ہے۔
ف۔ حضور مین کہار ہون۔
ص۔ کیا پیشہ کرتا ہے۔
ف۔ مچھلیان بیچتا ہون اور ڈولی اُٹھاتا ہون۔
ایک لیڈی نے جو قریب کی کرسی پر بیٹھی تھین کہا اسکو اُٹھا دو۔ ہم یہ نہین کہتے کہ تماشا نہ دیکھنے پائے مگر ہمارے پاس نہ بیٹھے۔ صاحب نے فقیرے کو فوراً اُٹھا دیا اور کہا ہم تم کو پولیس کے سپرد کرتے ہین نہین بتاؤ یہ ٹکٹ کہان سے لائے۔
ف۔ ہم جنکو میانہ پر لائے ہین اُنکا ٹکٹ ہے۔
ص۔ وہ کہان ہے۔
ف۔ باہر ہین۔
ص۔ چلو باہر۔ ہمکو دکھاؤ وہ کہان ہین۔
ف۔ بہت اچھا۔ چلیے۔ میانہ باہر ہے۔
صاحب کے ساتھ فقیرے باہر آئے اِدھر اُدھر میانہ ڈھونڈھا صاحب کو لیے گئے۔
ف۔ داروغہ صاحب۔ ذرا میانے سے باہر آئیے۔
ص۔ کدھر ہے۔ کون ہے۔ کسکا ٹکٹ ہے۔

صاحب نے جو جھلا جھلا کر کئی بار بیڈ مصب بیڈ مصب
سوال کیے تو داروغہ صاحب کے ہاتھ پانون پھول گئے ۔
شک کی جگہ یقین ہو گیا کہ جعلی ٹکٹ تھا ۔ اب پھانسی ہوئی
کانپتے ہوے میانے سے باہر نکلے اور ہاتھ جوڑ کر کہا حضور
غلام ضابطے سے ناواقف ہی ۔ صاحب جنکو داروغہ کوئی بڑا
جلیل القدر عہدہ دار سمجھتے تھے اطالیہ کے قلی تھے مگر حضرت نے
ہاتھ جوڑے اور تھر تھراتے ہوے اپنی ناواقفیت کا
اظہار کیا اے لاحول ۔

صاحب ۔ یہ ٹکٹ کس کا ہی آپ کا ۔

داروغہ ۔ حضور غلام کی سمجھ مین نہین آتا ۔

ص ۔ تمھارا ٹکٹ ہی یا کسی اور کا ہی ۔

د ۔ ہم کچھ نہین سمجھے ۔ خداوند ہم ہندوستان کا آدمی ہی ۔

اب سنیے کہ میان فقیرے سے جو اندر صاحب نے گفتگو
کی تھی تو ایک انگریز سمجھا تا جاتا تھا ۔ مگر یہان فقط صاحب اور
داروغہ اور ارد گرد کہار صاحب نے ایک یوروپین کو بلایا اور کہا آپ
انکو سمجھاتے جائیے اب سوال وجواب شروع ہوے ۔

ص ۔ یہ ٹکٹ اس قلی کے پاس کہان سے آیا ۔ اسکی حیثیت
نہین ہی کہ یہ ٹکٹ خریدے ۔ یہ چار روپیہ کا ٹکٹ ہی ۔

د ۔ یہ ٹکٹ ہمیں نہ ۔

ص ۔ ہان ہان ۔ یہ اول درجہ کا ہی صاحب پوچھتے ہین
کہ اسکے پاس کہان سے آیا ۔ یہ غریب آدمی چار روپیہ کا
ٹکٹ کہان سے خرید سکے گا ۔ آپ کا ٹکٹ تو نہین ہی ۔

د ۔ حضور بیس روپیہ جرمانہ لے لین ۔

ص ۔ آپ گھبراتے کیون ہین ۔

د ۔ مجھ کو نہین معلوم تھا کہ یہ جعلی ٹکٹ ہی ۔

ص ۔ جعلی نہین ہی ۔ درجۂ اول کا ہی ۔

داروغہ کی جان مین جان آئی صاحب نے سمجھایا کہ ٹکٹ
جعلی نہین ہی مگر تماشے والے پوچھتے ہین کہ اس قلی کے پاس
کہان سے آیا ۔ یہ درجۂ اول مین بیٹھ کر تماشا دیکھتا تھا ۔ تب تو
داروغہ کہارون پر جھلائے اور کہا نابکار وکسی روز آبرو لوگے
ہماری تین گھنٹے تک ہمین یہان ٹھہار رکھا اور خود تماشا دیکھا کیے
صاحب سے کہا کہ اجازت ہو تو ذرا مین بھی دیکھ لون صاحب نے
کہا ہان آپ آئیے ۔ داروغہ صاحب تماشا دیکھنے تشریف لے گئے ۔

د ۔ اگر عورتین آئین تو کہان سے دیکھین ۔

ص ۔ وہ کیا چقین پڑی ہین ۔

د ۔ ہان پردہ تو ہی ۔ صورت نہین دکھائی دیتی ۔

ص ۔ صورت دکھائی دے تو کوئی آئے کیون ۔

د ۔ ہم بھی بیگم صاحب کو لائین گے ۔

ص ۔ ہان آپ کو اختیار ہی ۔ پانچ روپیہ دیجئے ۔ اول درجے
مین بیٹھین ۔ ایک روپیہ دین دوم مین ۔

داروغہ صاحب نے صرف آدھ گھنٹے تماشا دیکھا ہوگا کہ
جلسہ برخاست ہو گیا ۔ داروغہ گھر آئے ۔ بارہ بجے پہونچے
اسوقت بیگم صاحب آرام مین تھین مگر حکم تھا کہ داروغہ جسوقت
آئین اسی دم ہمکو جگا دو ۔ دربان نے اطلاع دی کہ داروغہ
صاحب آ گئے ۔ مغلانی نے بیگم صاحب کو جگایا ۔

داروغہ صاحب صحن مین آئے ۔ اور بیگم صاحب نے
باتین کین ۔

بیگم ۔ کہو سچ نکلا ۔

داروغہ ۔ حضور سچ ۔ بالکل سچ ۔ ہزارون کی بھیڑ تھی
سب بن مانس بھی تھے ۔ ؟

داروغہ ۔ حضور بن مانس تھے مگر دانت سے کپڑا سیتے نہین دیکھا۔

بیگم ۔ شیر تھے ؟ ۔

د ۔ حضور بس کچھ نہ پوچھیے ۔ شیر کیا بکرے تھے ۔

ب ۔ اے ہی ۔ پھر یہ کیا تعریف ہین تھین کہ آدمی شیر سے لڑیگا اور کان پکڑ کے بٹھا دیگا سب جھوٹ مرے ہوے شیرون سے لڑنا کون مشکل ہی ۔ ڈبلے پتلے ہونگے ۔ کھانا نہ پاتے ہونگے ۔

د ۔ حضور ایسے بڑے بڑے شیر کہ آدمی صورت دیکھے ڈر جائے ۔

ب ۔ ہان اور آدمی سے لڑے تھے ۔

د ۔ قسم خدا کی تسمے پر تسما لگا تا تھا اور شیر چون تک نہین کرتے تھے ۔

ب ۔ اوی اللہ جانتا ہی آدمی کیا دیو ہی ۔

د ۔ اور خداوند ۔ کوئی بیس برس کا سن ۔

ب ۔ ڈیل ڈول کیسا ہی ۔

د ۔ میانہ قامت ہی ۔ نہ دبلا ہی نہ موٹا تازہ ہی ۔

ب ۔ ایک ایک شیر سے لڑا تھا ۔

د ۔ تینون شیرون سے لڑا اور اٹھا اٹھا کر دیدے مارا عقل نہین کام کرتی ۔

ب ۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ ہمارے دیکھنے کا بھی ٹھکانا ہی ۔

د ۔ جی ہان چقین پڑی ہوئی ہین ۔ بہت سی عورتین بھی پیچ بھری گئین ۔

بیگم صاحب نے داروغہ سے کہا دو ٹکٹ پانچ پانچ روپیہ والے اور چار ٹکٹ ایک ایک روپیہ والے آج ہی سے لا رکھو تبھین پھر کل دقت نہ واقع ہو ۔ داروغہ صاحب نے چودہ روپیہ لیے اور میانے پہ سوار ہوکر گئے ٹکٹ خریدے دو تین آدمیون سے پڑھوائے ۔ گھر آئے ۔

داروغہ ۔ مہری عرض کرو ٹکٹ لے آئے ۔

مہری ۔ پوچھتی ہین کتنے ٹکٹ ہین ۔

د ۔ حضور دو تو درجۂ اول کے ہین ۔ پانچ پانچ روپیہ والے اور چار درجۂ دوم کے ایک ایک روپیہ والے کل چھ ٹکٹ ہین ۔ بہ آرام تمام تماشا دیکھیے گا ۔

ب ۔ اچھا تم اپنے واسطے لائے یا نہین لائے ۔

د ۔ مجھ سے کسی نے کہا نہین تھا ۔

ب ۔ لے تو اتنا تو سوچے کہ ہم کسکے ساتھ جائین گے اب منگوا لو ۔

داروغہ نے اپنے واسطے بھی درجۂ اعلی کا ٹکٹ منگوایا ۔

تیسرے روز بیگم صاحب مع خواصون کے تشریف لے گئین ۔

نامۂ آزاد

میان آزاد فرخ نہاد اور چند افسر اور کئی ہزار سوار اور پیادے قلعہ کی حفاظت کے لیے مقرر ہوے اور کچھ فوج روسیون کے مقابلے کے لیے روانہ کی گئی گرد آوری کے لیے جو سوار بھیجے گئے تھے اُنھون نے اطلاع دی کہ پانچ میل کے فاصلے پر روسیون کا لشکر جرار مقیم ہی ۔ لشکر خاص اس غرض سے آتا ہی کہ قلعے کو خالی کراوے اور اسی قلعہ کو اپنا صدر مقام بنائے ۔

افسر کمانیر۔ وزیر جنگ کی تاکید اکید ہی کہ یہ قلعہ ہمارے ہی قبضے مین رہے اگر غنیم اس قلعے پر قابض ہو گیا تو ہمارے حق مین اچھا نہین ہی۔ یہ قلعہ یورپین ٹرکی کی کنجی ہی۔ لہذا ہماری سپاہ کو اُسکی حفاظت مین مردی کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

ایک افسر۔ وزیر جنگ کے پاس خط کتابت جاری ہی یا نہین۔

کمانیر۔ برابر راستہ جاری ہی۔

افسر۔ تو بیشک ہماری کامیابی مین شک نہین۔

کمانیر۔ مگر ہماری فوج کمکی اگر آ جائے تو ہم کو کوئی ہٹا نہ سکے۔

افسر۔ وزیر جنگ کو لکھیے۔ سپہ سالار کو لکھیے۔

کمانیر۔ لکھ چکا ہون۔ فوج کمکی بہت جلد آنے والی ہی۔

میان آزاد کو جو معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ تک خط کتابت اور آمد و رفت جاری ہی تو اُنھون نے حسن آرا کے نام خط لکھا۔

میدان جنگ۔ قلعۂ معلی۔ جولائی ۲۷۔ ۱۸۷۷ء

جان آزاد۔ اب میدان کارزار ہی اور یلان روم کی شمشیر آبدار۔ اب جنگ اور توپ تفنگ سے کام ہی جس وقت صف جنگ مین غنیم کے سامنے جاتا ہون یہ خیال کہ سرخرو ہونے مین تمھارے ساتھ نکاح ہوگا آتش جوانمردی کو اور بھی مشتعل کرتا ہی۔ خدا کرے میری آرزو بر آئے آمین۔

اب یہان کا حال سُنو۔ روس اور روم کے درمیان مین ایک دریاے زخّار ہی۔ ڈینیوب۔ یہ دریا دریاے گنگ سے بڑا ہی۔ اور اسکے کنارون پر بڑے بڑے اور مشہور مشہور شہر واقع ہین۔ بارش کے سبب سے آجکل دریا بہت بڑھا ہوا ہی۔ روسیون نے سعی بلیغ کی کہ عبور کر آئین۔ مگر عرصے تک ناکام رہے۔

روس نے صوبۂ رومینیا سے جو روم کا ماتحت ہی سازش کر لی جب ترکون کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اُنھون نے قصبۂ بکٹ واقع رومینیا پر قبضہ کر لیا۔ روسی شمالی کنارۂ دریا کی طرف بڑھتے گئے۔ یہانتک کہ ۱۸ مئی تک کوئی پونے دو لاکھ آدمی جمع ہو گئے۔ ترکون نے ایک جہاز جس کے ساتھ کشتیون پر توپین تھین ایک ٹاپو کی طرف بڑھایا اور ایسے مقام پر لنگر انداز ہوے کہ جنگل کی آڑ کے سبب سے روسیونکو اُنکا جہاز اچھی طرح نظر نہین آتا تھا۔ مگر تین سول البتہ درختون سے بھی اونچے تھے۔ اُنکے سبب سے روسیونکو معلوم ہو گیا۔ کہ ترک کمینگاہ مین ہین۔ روس کے گولہ اندازون نے چھوٹی چھوٹی توپون سے گولے اُتارنے شروع کیے۔ مگر ترکون کا بال بیکا نہوا۔ اُسکے بعد دو بڑی بڑی توپون سے گولے اُتارے۔ اُنھون نے چالاکی یہ کی کہ ایک بلند مقام سے گولے مارے آخرکار ایک گولا ہمارے جہاز پر پڑا اور میگزین کو اُڑا دیا۔ جسوقت روسیون نے دیکھا کہ جہاز سے دھوان اُٹھا تو نعرۂ خوشی بلند کیا۔

اس قدر میان آزاد لکھ چکے تھے کہ ایک افسر نے آن کر پوچھا کیا لکھ رہے ہو۔

آزاد۔ ایک خط لکھتا ہون۔

افسر۔ (مسکرا کر) کسی معشوق کے نام۔

آزاد۔ (ہنسکر) ہان بڑی معشوق کے نام۔

افسر۔ تو پھر ہم اس وقت باتین نہ کرینگے۔ دل لگا کر لکھیے۔

جب جہاز ڈوبنے لگا تو روسیون نے دو چھوٹی چھوٹی کشتیان بھیجین۔ اُنھون نے نشان لے لیا۔ ترکون کے جہاز پر کوئی سوا دو سو آدمیون کے قریب تھے جس مین سے پانچ چھہ آدمی بچ نکلے۔

ایک اخبار سے معلوم ہوا کہ روسی اِس فتح سے بہت ہی خوش ہوئے۔ ٹوپیان اُچھلنے لگین۔ سپاہی افسرون اور افسر سپاہیون کے گلے ملنے لگے۔ کچھ دن کا عرصہ ہوا کہ روس اور روم کے جہاز ایک دوسرے کے مقابل لنگر انداز تھے جب ترکون کو معلوم ہوا کہ شب کو روسیون کا جہاز بھی آگیا ہی اور تاریکی کے سبب سے اُنکو مطلق نظر نہین آیا تو قصد کیا کہ وہان سے چلین۔ پو پھٹتے ہی چلے مگر روسی جہاز نے تعاقب کیا۔ اب سُنیے کہ ایک مقام پر روسیون نے آلہ تارپیڈو چھوڑا۔ تم نے اِسکا نام بھی نہ سُنا ہوگا یہ بڑا مہیب آلہ ہی۔ اِسکے ذریعہ سے جہاز فوراً پھٹ کر تہ آب بیٹھ جاتا ہی یہ آلہ پانی کے اندر جاکر جہاز کے نیچے پھٹتا ہی اور نیچے ہی سے جہاز کو اُڑا دیتا ہی۔ ترکون کو معلوم ہوگیا کہ غنیم نے تارپیڈو چھوڑا ہی اُنھون نے بھی ایک تارپیڈو چھوڑا اور وسط مین دونون باہم ٹکرا کے اور سرد ہو گئے۔ جب روسیون کو معلوم ہوا کہ ترکون نے جواب ترکی بہ ترکی دیا تو سخت خفیف ہوے۔ اب سُنیے کہ ترکون کے جہاز کا کپتان ایک اٹھے اونچے مستول پر جاکر کھڑا ہوا۔ روسیون نے اسکی جرأت دیکھ کر گولہ مارا۔ کپتان نے سر کو ذرا ہٹا لیا گولہ دور جاکر دریا مین گرا اور ٹھنڈا ہوگیا۔ روسی گولہ انداز جھلا گئے۔ پھر تاک کر دوسرا گولہ چلایا ترکی کپتان نے پھر سر ہٹا لیا اور نشانہ خالی گیا۔

اب روسی گولہ انداز سخت نادم ہوے جو گولہ انداز قادر انداز اور کامل فن تھا اُسنے بیڑا اُٹھا لیا کہ ابکی اگر کپتان اسی مقام پر کھڑا رہا تو اُڑا دونگا۔ یہ کہکر گولہ اُتارا۔ اِس مرتبہ ترکی کپتان نے گولے کے قریب پہونچنے کے وقت تک ذرا بھی جنبش نہ کی اور اُس سے پچاس گز کے فاصلے پر گولہ پھٹا تب تو ترکون نے تالیان بجائین۔ نعرۂ خوشی بلند کیا اور ہمارے کپتان نے ٹوپی اُتار کر روسیون کو ٹوپی سے تین بار سلام کیا اور مستول سے اُترے۔ روسیون نے اس لائق افسر کی خود تعریف کی اور بہت ہی شرمندہ ہوے کہ اُنکے گولہ اندازون کے گولے نے تین بار نشانہ خطا کیا۔ روس اور روم اور جرمنی اور آسٹریا اور فرانس اور انگلستان کُل ملکون کے اخبار ہمارے کپتان کی تعریف مین عذب اللسان ہین ہوبرٹ پاشا جو صیغۂ جنگ بحری کے افسر ہین بڑے بڑے کار نمایان کر رہے ہین۔ گو روسیون کے پاس تارپیڈو کثرت سے ہین مگر ہوبرٹ پاشا نے اُنکی دال نہ گلنے دی۔

ترکون کے افسر اچھے نہین ہین میرا دل روتا ہی کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہین یہان ترکی سپاہیون کا ساری خدائی مین کوئی مقابلہ نہین کر سکتا جرأت مین اور استقلال مین بے نظیر ہمدردی مین لاجواب مصیبت برداشت کرنے مین عدیم المثال خوش رو۔ گرانڈیل کڑیل ایسے جوان جان جائے اور قدم پیچھے نہ ہٹیگا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ افسر اچھے نہین ملے دل روتا ہی خدا کی قسم دل روتا ہی۔ اور اگر ترکون نے خدا نخواستہ شکست بھی پائی تو مین یہی کہونگا کہ ترکی سپاہی بسالت مین کسی قوم سے کم نہین ہین اسوقت میرا دل بھر آیا مین لکھتا جاتا ہون اور روتا جاتا ہون کہ یا خدا اگر افسرون کی کارروائی اور بے پروائی ۹۸

کا یہی حال ہی تو انجام کیا ہونا ہی۔ خدا کرے افسر بھی سپاہیونکی طرح جان لڑا دین۔ آمین آمین ثم آمین۔ ع۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔ روم کی سپاہ پر روم کو ناز ہی مگر ؎

طاؤس را ز نقش و نگاریست کہ ہست خلق
تحسین کنند و او خجل از پای زشت خویش

جسوقت افسرونکی کارروائی پر نظر ڈالتا ہون بے اختیار رو دیتا ہون اگر ترکی خدا نخواستہ شکست بھی پائین تو ساری خدائی مین کوئی یہ نہ کہہ سکیگا کہ ترک جری نہین ہین کیا مجال ترکون کی جرأت کے جھنڈے گڑے ہوے ہین اگر ہم غنیم کے مقابلے مین دب بھی نکلین تو رومی سپاہی کی نظر روسی سپاہی کے سامنے نیچی نہوگی کیا طاقت۔ بلکہ ہمارے ملک کے جوانمرد اور شیر دل سپاہی زبان حال سے یہی کہین گے کہ ؎

تمھاری تیغ کا منھ چڑھ کے لے لیا بوسہ
کبھی نہ آپ سے ہم دب کے بانکپن مین رہے

ماہ مئی کے شروع ہی مین کرب کی تو پین مقام باسفورس پر ہونی چاہیے تھین مگر افسوس ہی کہ اسکی کسی نے فکر نہ کی۔ پھر دل چلے یا نہ چلے۔ جہاز اچھی حالت مین نہین۔ مرمت تک نہین ہوئی۔ افسوس صد افسوس۔ اب فرمائیے سپاہ بیچاری کیا کرے۔ ترکون کو یہا تنک منظور ہی کہ تنخواہ نہ ملے مگر آلات حرب تو درست ہون۔ ہاے افسر لائق ہوتے تو ترک اب تک روس کے چھکے چھوڑا دیتے۔ مگر افسرونکی لیاقت ظاہر ہی۔ کسی بات کی پرواہی نہین اور سب سے زیادہ ستم یہ ہی کہ رشوت کی گرم بازاری ہی۔ روسی رشوت دینے اور سازش کرنے مین طاق ہین خدا ہی خیر کرے لیکن ع بیدل نیم ہنوز بہ بینم چہ میشود۔ ترکی مین بارہ بارہ برس کے لڑکے ہتھیار اٹھانے کے لیے آمادہ ہین اور ترک کسی بات مین غنیم سے کم نہین مگر افسرون کو کیا کرین۔ سپاہ کے جوش و خروش وفاداری اور جانبازی کا ادنی ثبوت یہ ہی کہ جب کوئی افسر اچھی کارروائی کرتا ہی تو سوار اور پیادے نماز کے وقت دعا مانگتے ہین کہ بار خدایا اسکی عمر دراز ہو۔ اور اسی کی طرح کل افسر نیکنام اور فائز بمرام ہون۔ تین مرتبہ دو دو ہزار سپاہیون نے میرے قدم لیے ہین اور کہا ہی کہ آزاد پاشا ہم سب تمھارے درم ناخریدہ غلام ہین کہ تمنے فلان میدان و رفلان جنگ مین روم کی عزت رکھ لی خدا ان جان نثارون کو سرخرو کرے۔ آمین۔ ع آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو۔

وزیر جنگ پر فرض تھا کہ افواج ترک متعینۂ ایشیا کی زیادہ خبرداری کرتے مگر وہ اپنی جگہ سے ہلتے تک نہین اور نہ انھین اچھی طرح معلوم ہی کہ ایشیائی ترکی مین جنگ کی حالت کیا ہی۔ سپاہی ہاتھ جوڑ کر بہ منت و سماجت کہتے ہین کہ ہم جان بکف آئے ہین اب ہم زندہ واپس جانا نہین چاہتے ہماری دلی آرزو یہی ہی کہ ہم لڑین اور کٹ مرین یا ورغنیم سے میدان جنگ مین دب کر نہ چلین۔ مگر افسر ادہر ہی دھن مین ہین۔ اور ہی ادھیڑبن مین ہین۔

افسرون کا یہ حال ہی کہ ایک دوسرے کے دشمن اگر کسی افسر فوج نے اچھی کارروائی کی تو اور افسر جل مرتے ہین۔ ہاے افسوس ہمدردی کا انھین نام تک نہین ہی بے پروائی مزاج مین حد سے زیادہ ہی عاقبت اندیشی برائے

نام بھی نہین بعض مراد آفندی کے عزل پر کف افسوس ملتے ہین اور بیدلی سے کارروائی کرتے ہین بعض سلطان مبرور کا اتبک جنبہ کرتے ہین۔ حالانکہ اب وہ وقت ہی کہ چاہے مراد آفندی سلطان روم ہون چاہے عبد الحمید خان۔ فوج کو یکسان کارروائی کرنی چاہیے۔ اب باہمی رنجش کو بالاے طاق رکھنا لازم ہی۔ اب وہ وقت ہی کہ کل ترک ایک جان دو قالب ہوکر غنیم سے لڑین۔ یہ بات سپاہ مین تو ہے مگر افسرون مین مطلق نہین پائی جاتی۔ اعلی افسر ادنی افسر کے خلاف۔ ماتحت افسر کا دشمن پھر بات کیونکر بنے۔ خدا جانے یہ لوگ اس پھوٹ اور ناچاقی سے کیا کرینگے۔ ہاے افسوس واے افسوس۔

جرمنی مین بہت سے آدمی متفق ہوکر اس بات پر آمادہ ہوے کہ وزیر جنگ موقوف کردیے جائین اور سلطان المعظم کے ایک رشتہ دار کا نام لیکر کہا کہ وہ بھی موقوفی کے قابل ہین۔ یہ لوگ یہان کے پارلیمنٹ مین جو اس قسم کے ملکی مشورون کی اعلی انجمن ہی جمع ہوے اور کہا کہ اگر ہماری درخواست کے بموجب کارروائی نہ ہوگی تو ہم بغاوت کرینگے سلطان المعظم نے انکی درخواست قبول کی اور انہین سے بعض کو گرفتار کرلیا۔ وجہ یہ کہ مقربان بارگاہ سلطانی نے سچا سچا حال نہین بتایا تھا۔ حالانکہ یہ درخواست قابل پذیرائی تھی۔

روس کی آبادی نوکرور ہے۔ روم کی آبادی تین کرور کے قریب ہی۔ تگنے کا فرق ہی۔ دونون سلطنتون مین روپیہ نہین ہی۔ دونون کی اندرونی حالت خراب ہی۔ رشوت کی دونون ملکون مین گرم بازاری ہی مگر ترک راست باز ہین تین پانچ نہین جانتے۔ روسی وعدہ خلاف اور عہد شکن ہین۔ ترکون نے جو کہا وہ کیا اور جو کیا وہ وعدے اور عہد کے موافق کیا۔ ترک اتبک نشے سے نفرت کرتے ہین درجۂ اول کے خوش مزاج اور پاکباز خلیق ہین۔ انکی جرأت کا ایک زمانہ معترف ہی اگر کوئی دق کرے یا چھیڑے تو آگ ہوجائین اور شیر کیطرح بپھر پڑین ورنہ انکی مہمان نوازی اور انسانیت مین ذرا فرق نہین۔

ایک لائق انگریز کی راے ہی کہ تمام عالم مین جانوران باربرداری کے ساتھ انسان اس رحمدلی اور سلوک کے ساتھ نہین پیش آتے جس قدر رحم دلی اور محبت کے ساتھ ترک پیش آتے ہین۔

ایک عیسائی پادری کے سامنے چند آدمیون نے کہا کہ ترک بڑے عیاش ہوتے ہین۔ پادری صاحب نے جوابدیا کہ با این ہمہ جن نیکیون کا ہمارے ملک مین زبانی داخلہ ہی انکا سچا برتاؤ ترکی ہی مین ہوتا ہی۔

ہان خوب یاد آیا ہی۔ مین تو روسیون کے ڈینیوب عبور کرنے کا حال بیان کرتا تھا۔ جب روسیون نے دیکھا کہ دریا کی طغیانی کم نہین ہوتی تو سخت پریشان ہوے۔ اس حالت مین پلون کا بنا نا محال تھا شمالی کنارۂ دریا پر روسی فوج بیکار پڑی تھی مگر اس سے روسیون کا فائدہ بھی ہوا۔ انھون نے اس عرصے مین خوب تیاری کرلی اور قس علی ہذا ترکون نے بھی تیاری کی طرفین کا فائدہ ہوا افسوس یہ ہی کہ ترکون کی کل کارروائیون سے روسی واقف ہوتے جاتے تھے مگر روسیون کی کارروائیان خفیہ رہتی تھین اس مقام پر پھر پھوٹ کے رونا آتا ہی۔ یہ افسرونکی غلطی اور سخت بے پروائی کا

نتیجہ ہی سپاہی بیچارون کا کیا قصور۔ روسیون نے لاکھون آدمی دریا پر جمع کر دیے اور ترکون کو کانون کان خبر ہی نہین اگر رعایا کو خبر ہو جاتی تو وزیر جنگ اور بعض افسرون کو فوراً گرفتار کر لیتے کہ ہمارے ملک کی عزت تمھارے ہاتھ ہی اور تم غافل ہو مگر رعایا کو اس کی خبر ہی نہ تھی کہ روسی کیا کارروائی کر رہے ہین۔ سپاہی جان بکف آمادہ تھے کہ ٹرکی کے نام پر اپنا خون بہائین اور غنیم کو نیچا دکھائین مگر جب افسر ہی ویسے ہون کتنی حسرت کی بات ہی۔

اس غفلت سے خدا سمجھے کہ روسی ڈینیوب کے کنارے قلعے بنائے جاتے تھے اور ترک ذرا بھی سکا دفع دخل نہین کرتے تھے آخر کار اُنکے بوٹ آنا شروع ہوے۔ پہلے بوٹ کے آدمی جب اُترے تو ترکون نے اُنکا مقابلہ کیا اتنے مین اور بوٹ آ گئے۔

اس جنگ کی نسبت سرکاری طور پر مشتہر ہوا ہی کہ روسیون کی جماعت کم تھی مگر وہ ایک ایسے مقام پر تھے جہان سے غنیم اُنپر گولے برساتا تھا اور وہ اُس آسانی سے روسیون کو نقصان نہین پہونچا سکتے تھے۔

معتبر طور پر معلوم ہوا ہی کہ ترکون نے اس جنگ مین روسیون کے لوحِ دل پر اپنی بسالت کا نقش منقوش کر دیا روسی افسر خود مقر ہین کہ اُنھون نے باوصف تجربہ کاری تمام عمر مین ایسے جری لڑنے والے نہین دیکھے تھے۔ گولی پر گولی کھاتے تھے اور دڑاتے ہوے چلے جاتے تھے۔

اس جنگ مین ترکون کے ساتھ سرکیشیا کی فوج بھی تھی۔ ان سوارون نے اعلیٰ درجے کی شجاعت کے ساتھ جنگ کی۔ لڑنے کے وقت ایسے خونخوار ہو جاتے تھے کہ الامان جو مشہور ہوا ہی کہ ترکون نے بڑے بڑے جبر کیے اُس کی اصلیت یہ ہی کہ سرکیشیا کے باشندون کو روس سے جانی دشمنی ہی اُنکو خوب یاد ہی کہ روسیون نے اُنپر سخت ظلم کیے تھے لہذا جب کبھی روسی میدان جنگ مین زخمی ہوتے تھے سرکیشیا کے سوار فوراً گھوڑون سے اُتر کر اُنکی ناک اور کان کاٹ لیتے تھے۔

میدان جنگ مین جو کچھ کارروائی مین نے کی اُسکا بیان شاید شیخی پر محمول ہو۔ مگر اسقدر مین ضرور لکھونگا کہ جب اس قلعے مین جسمین بیٹھکر مین یہ خط لکھ رہا ہون۔ روسی فوج مقیم تھی اور جب تین طرف سے ترک اس قلعے کا محاصرہ کیے ہوے تھے اور دونون طرف سے تفنگ آتش فشانی کرتی تھی تو تمھارا پیارا آزاد جان پر کھیل کر صرف پانچ سو سوارون کو ساتھ لیکر قلعے کے اندر گیا تھا۔ جب روسیون کا ایک کالم رات کے وقت دفعتہً جنگل کے ایک کونے سے ہماری فوج پر حملہ آور ہوا تھا تو تمھارا پیارا آزاد ہی اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اور غنیم کو شکست فاش دی تھی۔ نازک نازک وقتون مین جبکہ غنیم کی خبر لانا اور اُسکی نقل و حرکت کا حال دریافت کرنا نہایت ہی جرأت کا کام تھا۔ آزاد ہی صرف دس بارہ سوار لیکر جاتا تھا اور خبر لاتا تھا۔ آزاد نے روسی افسر رسالہ سے دست بدست جنگ کی اور اُسکو زخمی کر کے اپنے سوارون کو بچایا اور اپنی فوج کو روسیون کی نقل و حرکت سے اطلاع دی۔ ع

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

میرے سمند بسالت پر یہ خیال تازیانے کا کام کرتا ہی کہ اگر اسی طرح مین کامیاب اور سرخرو رہا تو اکبرو جستن آرا بیگم

پیاری حسن آرا آزاد کی چاہیتی بیوی ہونگی جو کسی کو اس وقت یہ معلوم ہو جائے کہ تمنے اس قرار سے مجھے ترکی بھیجا ہی کہ سرخرو آؤن ورنہ ترکون کیطرف سے مورچے پر جاؤن اور پھر تمھارے ساتھ نکاح ہو تو تمکو ضرور ہنسے کیونکہ ہندوستان کی رسوم کے خلاف ہی مگر تمنے مجھے جس غرض سے بھیجا ہی وہ تمھاری حمیت پر دال ہی۔ کوئی شریف زادہ تم پر حرف نہین رکھ سکتا ع ہمہ عالم گواہ عصمت اوست ٭ تمھاری پاکبازی اور پاکدامنی کا حال خدا خوب جانتا ہی۔ مجھے ہر دم یہی خیال رہتا ہی کہ خدا جانے میری جدائی سے تم پر کیا گذرتا ہوگا مگر استقلال کو ہاتھ سے نہ دینا۔ صبر عجب نعمت ہی۔ ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد۔ سہ

لٹنے مرنے کا غم ہی امید وصال مین
دل جل کے رہ گئی ہی خوشی بھی ملال مین

خدا چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے مگر وصال ضرور ہو۔ اس جان ناتوان پر لاکھون مصیبتین پڑین سب جھیل لونگا۔ مگر ایکبار نظر اپنے معشوق پری پیکر کو ضرور دیکھ لون اور کوئی آرزو بر آئے یا نہین مگر یہ مراد ضرور پوری ہو۔ آمین۔ سہ

ایک دنیا ہو نہ ہو پروا نہین مطلق ہمین
مین ہون یارب اور مرا معشوق رشک ماہ ہو

اب وعدہ وفائی آپ کے ہاتھ ہی۔ ہم تو صرف قول سکے موافق یہان چلے آئے اور اترا رہے ہین کہ وعدہ ضرور وفا ہوگا۔ سہ

ہنستے ہین یہ کل کے آج قسم کھائے جاتے ہین
ہم ہین کہ اُنکی بات پہ اترائے جاتے ہین

قاصد بشارت رسان اس خط کا جواب لائے تو ہمارے ہان عید ہو جائے۔ ہم تو جان کو ہتھیلی پر لیکر آئے ہین اگر معشوق کی خیر و عافیت کی خبر سنین تو نخل جان کو تازگی پہونچے ورنہ جان کچھ دن کی مہمان ہی سوچ لیے ہین کہ مرنا برحق ہی۔ پھر جوانمردی یہی ہے کیون نہ جان دین جسکو دل دیا اُسکے حکم سے جان دینے بھی آئے دل بھی تمھارا۔ جان بھی تمھاری ملکیت ہی۔ اسکو نادان عزیز رکھتے ہین۔ سہ

ز منجنیق فلک سنگ فتنہ مے بارد
من ابلہانہ گریزم بہ آبگینہ حصار

اگر گولی لگی تو یہی لباس کفن ہوگا زمین تابوت اور بسالت نوحہ خوان یہی کافی ہی۔ سہ

منم آن سیر ز جان گشتہ کہ با تیغ و کفن
بدر خانۂ جلاد غزل خوان رفتم

خدا کی خدائی مین بس ایک آرزو ہی تو یہ ہی کہ وصال جانان ہو کوئی مصر کی شاہی بھی دے تو تمھاری گلی چھوڑکر نہ جاؤن ہرگز نہ جاؤن وہان یہ لطف کہان۔ سہ

آئین رضوان بھی جو لینے تو نہ جاؤن سوے خلد
ٹھن گیا کوچۂ جانان کا ارادہ دل مین

خدا نہ کرے کہ میرے دل کی آرزو کشتہ ہو۔ پیاری سپہر آرا کو یہ خط حرف بحرف پڑھا دینا۔ میری روانگی کے وقت اُس بیچاری کی عجب حالت تھی۔ ہاے وہ رونا اور تم کو سمجھانا کہ باجی جان آزاد کو اتنی دور کیون بھیجتی ہو جسوقت یاد آتا ہی گھنٹون رویا کرتا ہون عید کا دن بڑی مصیبت مین گذرا۔ اب ہماری عید تو اُسی دن ہوگی جس دن زلف مشک ریز و گیسوے نکہت بیز کی بوے عنبر نثار سے ہمارا

دماغ رشک طبلۂ عطار ہوگا۔ دست نگارین ہاتھ مین اور رشے تابان مقابل ہین بغیر رنج کے خوشی حاصل ہی نہین ہوتی جبتک درد نہین ہوتا آرام کا مزا انسان نہین جانتا۔ عرفی

ای متاع درد در بازار جان انداختہ
گوہر ہر سود در جیب زیان انداختہ

یہان کے افسر مجھسے بہت خوش ہین زیر جنگ مداح افسر اعلیٰ میرا دم بھرتے ہین۔

خوجی مسخرے کو مین قسطنطنیہ ہی مین چھوڑ آیا ہون لیکن اگر قلعے مین جمنا ہوا تو بلا لونگا۔

عدم رسی خط کی شکایت تو ضرور کرتی ہوگی مگر۔ ؎

تو ای کبوتر بام حرم چہ میدانی
طپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

میدان جنگ سے کیونکر خط بھیجون بعض بعض مقامون پر اتنک رستہ بند تھا۔ آمد و رفت محال تھی۔ یہان سے یہ خط قسطنطنیہ جائیگا۔ اور وہان سے ہندوستان تمھارے پاس عرصے مین پہونچیگا۔

سپہر آرا کو دلاسا دیا کرو۔ ع۔

ابھی کم سن ہین کسی بات کا کچھ ہوش نہین

اس خط کا جواب اس پتہ سے بھیجنا۔ قسطنطنیہ روم کوٹھی ہرمزجی بھائی نزد آزاد پاشا برسد۔

تو مید مہجور از وطن دور۔ آزاد۔

یہ خط لکھکر میان آزاد قلعے مین ادھر ادھر سیر کرنے لگے دو چار افسر انکے ہمراہ تھے۔

آزاد۔ خالی خولی بیٹھنا تو اچھا نہین معلوم ہوتا تھا۔

علیقلو۔ ہان بس اب تو جنگ سر پہ سوار ہی۔

ریاض پاشا۔ کل افعال قبیحہ سے توبہ کی اب توبہ کرکے مرنے جاتے ہین مگر۔ ؎

توبہ پہ معصیت کی بھروسا نہین ریاض
ہم حوصلہ پہ عفو کے اترائے جاتے ہین

آزاد۔ تو مغفرت تو ہو جائیگی۔

علیقلو۔ اس جنگ مین شہید ہون تو بال بال کی مغفرت ہو جائے۔

آزاد۔ بچنے کی اُمید تو بہت کم ہی۔

ریاض۔ سپاہی کو ہر دم کفن پوش رہنا چاہیے اور ہم اللہ سے لو لگائے بیٹھے ہین۔ اب دنیا ہی کو چھوڑ دیا دنیا کی کوئی بات پسند نہ آئی عاقبت کے لئے توشہ ہمارے پاس موجود ہی اور اگر جنگ مین گئی جان تو ہمارے ولی ہونے مین شک نہین۔ برسون سے دنیا چھوڑے بیٹھے ہین۔ ؎

ہم سے ریاض ہونگے ولایت مآب کم
کافر ہو شک جو لائے ہمارے کمال مین

آزاد۔ ملکی فوج آگئے تو ہم یہان سے ٹل نہ سکین۔

ٹھمر پاشا۔ ہمکو تو یہ قلعہ پہاڑ سے کہا تا ہی۔

علیقلو۔ قس علی ہذا۔

آزاد۔ افسوس ہی کہ اُس کالم کے ساتھ ہم نہ بھیجے گئے۔

ٹھمر پاشا۔ علیقلو شکار کھیلین۔

تھا لیتے ہی سوچ مین وہ سلسان | دھن پاک کی تھی رنگ کا دھیان

بے وقت وہ رالگ خوش نہ آیا
بے فصل وہ پھاگ خوش نہ آیا

آشتے اور دریافت کیا کہ ڈاک لیکر کون لوگ جائینگے

اُنسے جاکر کہا کہ بھائی واسطے خدا کے ذرا حفاظت سے ڈاک لیجانا۔ ہاے کگی بھی کیا بُری ہوتی ہی۔

سوار۔ بہت حفاظت سے لیجا ینگے۔ کیا حضور کا کچھ کوئی خط ہی۔

آزاد۔ ہان بڑا ضروری خط ہی۔

سوار۔ آپ خاطر جمع رکھیے راستہ صاف ہی۔

آزاد۔ ہان راستہ تو صاف ہی۔

میان آزاد قلعے کے ایک برج پر جاکر دوربین سے جنگل کو دیکھنے لگے دیکھا کہ چوطرفہ میدان ہی اور جانب جنوب ترکی فوج مقیم ہی۔ قلعے کے ایک سمت دریا لہرین مارتا ہی سوچے کہ چل کے بوٹ پر سوار ہون اور دو گھڑی دل بہلائین۔ دو چار آدمیون کو ساتھ لیا اور چلے۔ ایک بوٹ پر سوار ہوے۔ دریا کی روانی کے مزے اُڑاتے چلے جاتے تھے کہ دفعتہً گرد نمودار ہوئی۔

آزاد۔ یہ گرد کیسی ہی۔

مانجھی۔ کیا روسی تو نہین آگئے۔

آزاد۔ لاحول ولاقوۃ۔

مانجھی۔ مگر گرد زیادہ نہین ہی۔

سوار۔ دس سے زیادہ آدمی نہین ہین۔

مانجھی۔ معلوم ہوا جاتا ہی۔

آزاد۔ ہان ہین تو سوار مگر کم۔

سوار۔ چھ بندوقین ہم لوگون کے پاس ہین اور سب بھری ہین اگر روسی ہوے اور اُنھون نے بندوق سر کی تو ہم بھی گولی چلا ینگے۔ مگر روسیون کو جرأت کیونکر ہوئی کہ بیا بھڑک قلعے کے قریب چلے آتے اور پھر گرد آوری کے سوار اُنکو نہ دیکھتے۔ یہ صرف شک ہی شک ہی۔ روسی دو ہی نہین ہین۔

آزاد۔ روسی گولی چلائین تو جان جانے کی پروا نہین مگر خرابی یہ ہی کہ بلا کارنمایان کیے ہوے جان جائیگی اگر کسی بڑی جنگ مین قتل ہون اور شمشیر جرأت کے کچھ جوہر دکھائین تو مضائقہ نہین۔ دل کا حوصلہ تو نکلے یہ کیا کہ کشتی پر دس بارہ آدمی سیر دریا کر رہے ہین اور گولی پڑی پٹ سے لوٹ گئے۔ خدا کرے روسی نہون آؤ کنارے پر اُتر رہین۔

اتنے مین ترکون نے قلعہ کے برج سے کہا (فوج آگئی) فوج آگئی آزاد نے کہا لو فوج کمکی آگئی۔ برج والے دوربین سے دیکھ رہے ہین معلوم ہوتا ہی ہماری ہی فوج ہی۔ ورنہ اب تک ہلچل مچ گئی ہوتی۔

ایک سوار نے اشارے سے اہل برج سے دریافت کیا کہ کیا ہماری فوج کمکی آگئی اُسنے اشارے سے کہا ہان اور پندرہ بیس آدمیون نے نعرۂ خوشی بلند کیا۔ ادھر بوٹ پر سے لوگون نے مارے خوشی کے غل مچایا۔ میان آزاد نے حکم دیا کہ کشتی کنارے لگاؤ مانجھی نے فوراً تعمیل حکم کی۔ آزاد نے ایک سوار کو بھجوایا کہ خبر لاؤ۔ سوار نے قلعے کے اندر جاکر دیکھا چو بیس سوار آئے ہین کل حال پوچھا اور کشتی کی طرف واپس چلا۔ آزاد سے یون حال بیان کیا۔

سوار۔ حضور کمکی فوج یہان سے ایک میل پر آگئی ہی۔ آج تھکی ہی کل تک یہان پہونچ جائیگی۔ گرد آوری کے سوار اطلاع کے لیے آئے ہین افسر کمانیر نے اُسی وقت اُس کیمپ کو بھی اطلاع دی ہی جو قلعہ کے باہر ہی۔

آزاد۔ کتنے آدمی ہین۔ ہین کوئی پانچ چھہ ہزار۔
سوار۔ یہ تو نہین پوچھا۔ دریافت کر آؤن لپک کے۔
آزاد۔ نہین کچھ ضرورت نہین (مانجھی سے) چلو جنگل کے رخ۔
مانجھی۔ بہت خوب خداوند۔ اسوقت جنگل ہی کے چلنے کی بہار ہے دریا گھوم گھام کر چکر کھاتا ہوا گیا ہے اور بعض بعض مقامونپر اونچے نیچے درختون کے سایے سے دریا بالکل تیرہ و تار ہے گھنے درختون نے بالکل تاریک کر دیا ہے۔
آزاد۔ بس ایسے مقام سے ہم بہت خوش ہوتے ہین۔
مانجھی۔ حضور ضرور چلیے اور روز چلا کیجیے بس کوئی چار گھڑی دن رہے چلا کیجیے۔ بڑی سیر ہوتی ہے۔ بس ادھر ادھر شکار کیجیے۔ اور بھون بھون کے گوشت کھائیے۔ آجکل شکار کی بہار ہے۔
آزاد۔ یہ ندی کس دریا سے ملی ہے؟
مانجھی۔ دریاے ڈینیوب سے ملی ہے یہان سے دو کوس کے بعد اسکا پاٹ اور بھی چوڑا ہے۔
آزاد۔ یہان پر تو بالکل ذرا سا پاٹ ہے۔
مانجھی۔ دیکھیے سامنے ہی کے جنگل مین شکار کے لیے وزیر اور سلطان آگے جایا کرتے تھے۔

اب اس مقام پر پہونچے جہان اشجار رفیع دریا کے دو رویہ اسقدر گھنے تھے کہ دریا کا پانی اُن کے سایے کے سبب سے بالکل سیاہ نظر آتا تھا اور جا بجا کنارے کے نشیب و فراز اور دریا کا چکر کھا کر بہنا اور درختون پر طیور خوشنوا کا جھرمٹ عجب لطف دکھاتا ہے میان آزاد نے ایک بندوق ماد ہوائی سر کی تو آواز تمام جنگل مین گونجنے لگی ریاض پاشا اور محمد پاشا وغیرہ جو شکار کھیلنے گئے تھے

بندوق کی آواز سنکر متحیر ہوے اُنکی بندوقونکی آواز یہ لوگ سنتے تھے مگر انکو معلوم تھا کہ شکار کھیلنے گئے ہین۔
ریاض۔ یہ بندوق کیسی دغی۔ اور آواز دریا کے رخ آئی ہے۔
محمد۔ ہان بیشک آئی تو اسی طرف سے۔
سوار۔ مین جا کر دیکھتا ہون۔ شاید کسی گانون والے نے سر کی ہو۔
ریاض۔ دو تین آدمی ساتھ جا کر دیکھین۔
محمد۔ اجی کوئی ہمارے ہی لشکر کا ہوگا۔
ریاض۔ تو اس طرف سے آواز کیونکر آئی۔
اتنے مین میان آزاد نے پھر گولی چلائی۔ اب ریاض پاشا متوحش ہوے جتنے آدمی اُنکے ساتھ موجود تھے سب سے کہا کہ بندوقین بھر لو اور دو سوارون کو حکم دیا کہ جسطرف سے گولی کی آواز آئی ادھر جا کر دیکھو کون ہے۔
سوار۔ اگر وہ پھر گولی چلائین تو ہم جواب دین یا نہ دین۔
ریاض۔ بیشک جواب دو۔ مگر ہمکو بھی اطلاع ہونی چاہیے۔
سوار۔ ایک آدمی دوڑا دینگے۔

یہ کہکر سوار اس طرف چلا۔ میان آزاد نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ جب سے ہم نے گولی چلائی ادھر سے ایک گولی کی بھی آواز نہ آئی۔ معلوم ہوتا ہے وہ لوگ خائف ہو گئے شاید سمجھے ہون کہ غنیم کہین گھات مین تھا ورنہ وجہ کیا کہ بندوق کی آواز نہ آئی اتنے مین تین ترکی سوارون نے کشتی دیکھی۔
ایک سوار۔ یہ تو ہمارے ہی لشکر کے ہین۔
دوسرا سوار۔ ہان ہان وہ آزاد پاشا بیٹھے ہین۔

تیسرا سوار۔ بندوق بھی انکے ہاتھ مین ہے۔

ادھر میان آزاد اور اُنکے ساتھیون نے ان سوارون کو دیکھا جب کشتی کے قریب آئے تو ایک سوار نے کہا کہ ادھر آپ نے گولیان چلائین اور اُدھر ہم لوگ متحیر ہوے کہ یا الٰہی یہ کون ہے۔

الغرض آزاد پاشا اور ریاض پاشا کشتی پر سوار ہوے اور قلعہ مین داخل ہوکر کمکی فوج سے حالات دریافت کرنے لگے۔ کمکی فوج کے ایک افسر رسالہ نظام پاشا نے یون بیان کیا۔

نظام پاشا۔ جب دریاے ڈینیوب سے روسی اتر کر مجبور کر آئے تو مقام نکوپولس مین جنگ ہوئی۔ روسی اور اہل رومینیا دونون ملکر ترکون کی فوج پر گولے برسا رہے تھے۔ ایک مقام سے ترکون کو ہٹنا آ پڑا مگر اس عجلت سے کہ کسی قدر سامان رسد وغیرہ وہین چھوٹ گیا اور روسیون نے اسپر قبضہ کرلیا۔ بڑی سخت جنگ ہوئی اور عرصہ دراز تک توپون کی آواز سے میدان گونج رہا تھا۔ اس جنگ مین روسیون اور رومینیا کی فوج کے بہت سے آدمی مقتول ہوے۔ کئی ہزار آدمی کام آئے وجہ اسکی یہ تھی کہ ترکون نے اس مقام پر خوب ہی مقابلہ کیا سوا اس کے اس بسالت سے لڑے کہ باید و شاید اور فوج پیادہ نے بھی وہ کام کیا کہ روسیون کے چھکے چھڑا دیے۔

آزاد۔ الحمد للہ۔ شکر خدا۔

ریاض۔ جنگ نکوپولس ہمارے اہل وطن کی جرأت کا نمونہ ہے۔

علیقلی۔ ابھی دیکھتے جائیے۔

سوار۔ خون کی ندیان بہینگی۔

ریاض۔ پھر جنگ کا تو قاعدہ یہی ہے۔

سوار۔ جنگ کریمیا کے وقت ہمارا سن کوئی اُنیس[19] برس کا تھا۔ ہمین طرفین کی کارروائی کا حال بخوبی یاد ہے۔

ریاض۔ نکوپولس کی جنگ کا اچھا انجام نہوا۔

نظام۔ کئی گھنٹے تک جنگ رہی۔ دونون طرف سے آگ برستی تھی مگر روسیون کی جماعت زیادہ تھی ترک کم تھے۔ گو مقابلہ تو ایسا کیا کہ روسی فوج آجتک مداح ہے مگر ایک کی دوا دو۔ دس آدمی کہین سو کا مقابلہ کرسکتے ہین۔

آزاد۔ فوج مین اسقدر کمی وزیادتی قیامت ہے۔ ترک کہان تک لڑے۔ ہان اگر بیرونی مدد پہونچتی تو روسی تماشہ دیکھ لیتے۔ چھکے چھوٹ جاتے پھر ایک ایک تدبیر کارگر ہوتی۔

نظام۔ جب ترکون نے دیکھا کہ فوج روس کی جماعت بہت زیادہ ہے تو قلعے مین چلے گئے مگر انکے کالم نے روس کی اس فوج پر حملہ کیا جو آگے بڑھی ہوئی تھی روسی گھبرا گئے اور قریب تھا کہ بھاگین مگر رومینیا کی فوج نے بلند مقامون سے باڑھ ماری۔ اب فرمائیے فوج ایک کالم سے لڑے یا دو کالمون سے اور پھر ایسی حالت مین کہ وہ دونون کالم جماعت مین زیادہ ہون بڑا نازک وقت تھا۔ ترکون نے رات کو قلعہ خالی کردیا۔ اور مقتضاے مصلحت بھی یہی تھا ورنہ دوسرے روز روسی محاصرہ کرکے داخل ہوجاتے۔

آزاد۔ قلعے کی رسد تو نہین رہ گئی تھی۔

نظام۔ نہین ترکون نے قلعہ خالی کرنیکے قبل کل سامان کو جلا دیا اور خاص خاص عمارتین بھی سوختہ کردین۔

ایسے کچے تھوڑا ہی ہین - مگر ان کارروائیون مین صرف سوار اور سپاہی قابل تعریف ہین - افسرون نے جنگی امور کی لیاقت مطلق نہین ظاہر کی - ایک زمانہ یہی کہتا ہی -

ریاض - کچھ آدمی قید بھی تو ہوگئے -

نظام - ہان مگر ترکون کی جبنیت کے سبب سے قید نہین ہوے سبب صرف یہ تھا کہ افسرون نے عاقبت اندیشی سے کام نہین لیا -

ریاض - افسوس صد افسوس -

آزاد - بس یہی تو رونا ہی -

نظام قسطنطنیہ مین ایک ایک بچہ جان بکف ہی -

آزاد - یاخدا یہی جوش افسرون مین بھی آجائے -

نظام - اگر افسر لیاقت سے کام کرتے تو نکوپولس اسقدر جلد خالی نہونے پاتا - ترک جس جوانمردی سے لڑتے ہین اُسکا حال کوئی غنیم سے پوچھے - خود روسیون کی مراسلت سے یہ ظاہر ہی - اگر افسران ترک کی رگ حمیت بھی مثل سپاہ جوش زن ہوتی تو نکوپولس اور سٹو اسکے درمیان مین آمدورفت بند کردیتے اور پھر روسیون کے کرتے دھرتے ایک نہ بن پڑتی - کوئی ایسی تدبیر کرتے کہ پُل شکست ہوجاتا -

ریاض - ایشیائی ترکی مین ابھی اچھی کارروائی ہورہی ہی -

نظام - وہان ابھی تک ہم کسی قدر غالب ہین - روسی دور تک بڑھ آئے تھے مگر پیچھے ہٹ گئے پن کے ساتھ - اب وہ ہٹا دیے گئے اور خود اُنکے ایک صوبہ [illegible] پہونچ

پڑ گئی ہی -

نظام پاشا نے کل حالات مفصل بیان کیے - شب کو کوئی دو بجے کے وقت گرد آوری کے سوارون نے آنکر افسر کمانیر کو اطلاع دی کہ جو کالم باہر بھیجا گیا تھا اُس سے روس کے ایک کالم سے چھیڑ گئی اور ہماری فوج کو مدد کی بڑی ضرورت ہی - افسر کمانیر نے اُسی وقت حکم دیا کہ فوج فوراً تیار ہو - حکم پاتے ہی سوارون اور پیادون اور افسرون نے تیاری کی ادھر بگل بجا ادھر فوج جھٹ پٹ تیار ہوگئی اور قاعدے کے موافق پرے جمائے ہوے قلعے سے چلی - افسر کمانیر بھی ساتھ ہوے - آزاد پاشا بھی اس فوج کے ساتھ تھے - راستہ مین انھین خیال تھا تو صرف اسقدر تھا کہ اُنکا خط حسن آرا بیگم کے پاس پہونچ جائے مدت سے کوئی خط نہین بھیجا ہی - وہ بیچاری خدا جانے اس کوتاہ قلمی کو کس امر پر محمول کرتی ہونگی دل مین طرح طرح کے خیالات بد راہ پاتے ہونگے - کبھی کہتی ہونگی کہ آزاد ہمکو بھول گئے ہون کبھی سوچتی ہونگی کہ شاید لڑائی مین قتل کیے گئے ہون کبھی خیال کرتی ہونگی کہ شاید فوج مین کوئی عہدہ نہ ملا ہو یا خدا میرا خط جلد پہونچا دے ایسا نہو کہ راستہ مین ڈاک لٹ جائے یا کوئی اور حادثہ ہو اور خط وہان تک نہ پہونچے -

لیے جاتا ہی نامۂ بیکس | بال بیکا نہو کبوتر کا

پانچ میل پر فوج لگی اُس کالم سے ملی - معلوم ہوا کہ روسیون کا مورچہ سامنے ہی - روسیون نے چار گولے چلائے ترکون نے بھی جواب دیا مگر پھر گولہ اندازی موقوف ہوگئی فوج ایک گانون کے قریب ٹھہری تھی میان آزاد نے دیکھا کہ ایک ہندی اس گانون کے ایک درخت کے سایے مین بیٹھا ہوا

حقہ پی رہا ہی۔ قریب جاکر غور سے دیکھا تو گھٹنا اور کرتا اور انگرکھا اور چوگوشیہ ٹوپی اور چڑھواں مخملی جوتا۔ پوچھا آپ ہندوستان مین رہتے ہین اُس شخص نے مسکرا کر کہا جی ہان۔

آزاد۔ کس شہر مین دولتخانہ ہی خان صاحب۔

خان۔ آپ تو خوب پہچان گئے کہ خانصاحب ہین مین رام پور مین رہتا ہون۔

آزاد۔ یہان کس تقریب سے آنا ہوا۔

خان۔ ایک صاحب کو پڑھاتا ہون۔ اُنھین کے ساتھ چلا آیا۔

آزاد۔ تو میدان جنگ مین آپ کیونکر آئے۔

خان۔ وہ ایک اخبار کے نامہ نگار ہین۔

آزاد۔ ہندوستان کی کوئی خبر کہیے۔

خان۔ ہندوستان مین آج کل گھر گھر یہی ذکر ہی کہ میان آزاد نامے ایک صاحب حسب مقتضائے حمیت اسلام ترکی گئے ہین اور وہان شریک جنگ ہوے ہین۔ اگر سرخرو واپس آ ئینگے تو ایک نوجوان بیگم اُنکو عقد نکاح مین لائینگی۔ میان آزاد کی چوطرفہ دھوم ہی چھوٹے بڑے سب مداح ہین اور واللہ ہم تو اُن بیگم صاحب کی حمیت کے قائل ہین آفرین۔

آزاد۔ وہ بیگم کون ہین۔

خان۔ حسن آرا نام ہی۔

آزاد۔ خوبصورت ہونگی۔

خان۔ ہمنے تو اُنکے حسن و جمال کی بڑی تعریف سُنی ہی اور حسینہ نہوتین تو میان آزاد یہ زحمت کیون اُٹھاتے۔ حسن بھی عجب نعمت خداداد ہی۔

آزاد۔ ہمنے آزاد کا ذکر یہان نہین سُنا۔

خان۔ ہمنے سُنا کہ کسی شخص نے اُن بیگم صاحب سے جاکر جڑدی تھی کہ میان آزاد نے ترکی مین ایک سائیس کو قتل کر ڈالا اور سائیسن سے شادی کر لی۔ تو بیگم صاحب کی حالت کمال ردی ہوگئی اور اس درجہ صدمہ قلب پر پہونچا کہ نبض ساقط ہوگئی۔ آدھ گھنٹے کامل لوگون کو شک کے عوض یقین تھا کہ خدانخواستہ چل بسین۔ اعزا و اقربا نے زار زار رونا شروع کیا شہر بھر مین خبر مشہور ہوگئی کہ حسن آرا بیگم رہگرائے خلد ہوئین۔

گو میان آزاد ضعیف الاعتقاد نہ تھے مگر اس فقرے پر بیساختہ اُنکی زبان سے نکل گیا کہ (خدا نہ کرے) اور یہ حال سُنکر آبدیدہ ہوگئے۔ خانصاحب نے کہا آپ کی آنکھون سے کیون آنسو نکلے۔ آزاد نے بات ٹالنے کے لیے کہا۔ یون ہی۔ غم کا بیان سُنکر مجھے رونا آتا ہی اس مین جسکا ذکر ہو۔

خان۔ لوگ تجہیز و تکفین کی فکر مین تھے۔

آزاد۔ (روکر) افسوس۔

خان۔ اُنکے بہنوئی ایک نواب صاحب ہین وہ فوراً ڈاکٹر صاحب کو بُلا لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ابھی جان باقی ہی معًا دوا پلائی گئی۔ چند منٹ کے بعد بیگم نے آنکھین کھول دین تو خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔

آزاد۔ شکر ہی شکر ہی۔

خان۔ سُنا کوئی اُنکے اعزہ مین سے ہین وہ چاہتے ہین کہ اُنھین کے ساتھ نکاح ہو اور حسن آرا کہتی ہین کہ شادی ہوگی

تو آزاد کے ساتھ یا عمر بھر کنواری ہی رہونگی حشر تک شادی نہ کرونگی۔

آزاد ۔ آفرین صد آفرین۔

خان ۔ تو اُس عزیز نے ایک اخبار مین یہ جھوٹی خبر چھپوادی تھی کہ آزاد نے سائیس کی جورو کو گھر مین ڈال لیا ہی بس حسن آرا ضبط نہ کر سکین۔

آزاد ۔ اُس مردک کا نام بھی معلوم ہی آپ کو؟ -

خان ۔ جی نہین۔ نام تو نہین سُنا۔

آزاد ۔ کیسے کیسے بے ایمان دنیا مین ہین۔

خان ۔ مگر وہ آزاد ہی کا دم بھرتی ہین۔

آزاد ۔ واہ ری بیگم ۔ خدا اُسکو قائم بکرام کرے۔

راوی ۔ کیا خوب اچھی دعا ہی مگر (ہین) ہم بھی کہتے ہین ۔ آمین آمین ثم آمین۔

خان ۔ سُنا ہی کوئی اور نوجوان عورت جوگن ہوگئی ہین وہ کہتی ہین جبتک آزاد نہ آئینگے تب تک مین جوگن ہی کے بھیس مین رہونگی۔

آزاد ۔ (متحیر ہوکر) وہ کون ہین۔

خان ۔ دیکھیے —— اُنکا نام —— شاید اللہ رکھی ہی۔

آزاد ۔ ہان ہونگی۔

راوی ۔ (ہونگی) کی ایک ہی کہی ہی۔ کیا بھولے بنے جاتے ہین۔

خان ۔ کوئی شہر ایسا نہین جہان آزاد کا چرچا نہ ہو۔

آزاد ۔ قابل ملاقات ہین۔

تماشے کی تیاریان

وہی بیگم صاحب جنھون نے تماشے مین جانیکا قصد کیا تھا تماشے کے دن وقت پر بیچ دیچ کے تیار ہوئین کمرے کی سجاوٹ کا حال کچھ نہ پوچھیے دلھن کی طرح آراستہ تھا عمدہ نینن سُکھ کی فیروزی چھت گیری ہمرنگ جھالر لگی ہوئی اردگرد گوٹے کی چسک دی ہوئی ۔ کمرا زنگاری ۔ خوشنما استرکاری ۔ چوطرفہ دیوارگیریان ۔ سبز رنگ کنول بیش بہا موم کی شمع مذرت انتما ۔ بیچون بیچ مین سبز جھاڑ ۔ دائین بائین ایک ایک جھاڑ اُسکا بھی سبز رنگ اور سبز ہی رنگ کی ایک ایک ہنڈیا ۔ دری پر چاندنی شفاف اُسپر قالین چین ایک طرف بیگم صاحب کی مسہری تھی لنگا جمنی پائے ۔ ململ کی پوشش چھپرکی مین جھالر لگی ہوئی لیس ٹکی ہوئی ۔ ہوائی تکیے ادھر اُدھر رکھے ہوے ہین کمرے کے سامان اور سبز رنگ سے مسہری کی رنگت بھی دھانی نظر آتی ہی ۔ ایک طرف گلدستہ ۔ ایک چنگیر مین جوہی کے ہار جنکی بھینی بھینی خوشبو سے تمام کمرہ بسا ہوا تھا دوسری چنگیر مین بیلے چنبیلی کے پھول کرن پھول بدھیان ۔ طوق ۔ کنگن ۔ بجلی ۔ چھپکا کسی طاق پر مربے کی اچاری ۔ کسی مین سیب اور ولایتی انار کسی مین کنٹر کیوڑا ۔ کسی مین گلاب۔

بیگم صاحب نے پانچ بجے سے سنورنا شروع کیا ۔ خلانیان چاندی کی سلفچیان اور آفتابہ لائین جنمین سے بیگم صاحب نے مُنھ ہاتھ دھویا ۔ پھول والی گلی کی خوشبودار مِسّی لگائی ۔ اُسپر مزے دار گلوری کھائی ۔ کتھا کیوڑے کا بسا ہوا چکنی ڈلی الایچی پڑی ہوئی ایک زعفرانی

گرنٹ کا پائجامہ اٹھارہ گز کا۔ اُسپر آٹھ گز سبز گرنٹ کی گوٹ۔ گوٹ پر چٹکی کا لہریا۔ بیچ مین تھل ٹکے ہوئے گوٹ کے آگے بنت لچکا۔ اور پھنسا ہوا شانو کا آستینون دار ڈھاکے کی ململ کا دوپٹہ۔ ہلکا پیازی رنگا ہوا زرد گرنٹ کی اُلٹو کی ہوئی گوٹ۔ پانون مین بلدار بیڑیان اور بانٹے پڑے ہوئے ہاتھون مین کڑے اور چوڑیان گلے مین چمپا کلی کانون مین انتیان۔ ناک مین تلکڑی کی کیل اُسپر خوشرنگ فیروزہ جڑا ہوا سیس پھول چوٹی پر لگا ہوا پیاری پیاری اُنگلیون مین ہیرے کی انگوٹھیان۔

مغلانی۔ حضور کے مزاج مین سادگی بہت ہے۔

مہری۔ حضور عقیق یمنی کی انگوٹھیان دو دن تو پہن لین۔

بیگم۔ اونہہ کیا ضرورت ہی کیا ہے۔

مہری۔ اچھا تو فیروزے ہی کی انگوٹھی پہنیے۔

بیگم۔ نہین بس اب کچھ ضرورت نہین ہے۔

مغلانی۔ اے بیگم صاحب گلے مین تلکڑی کا طوق پہن لیجیے جڑاؤ۔

پیشخدمت۔ اچھا تو جگنو تو پہنیے۔

مغلانی۔ کانون مین خالی خولی انتیان ہین حضور کچھ نہ پہنیں گی تو ہم ضرور پہنا دینگے۔

بیگم۔ (مسکرا کر) اچھا جبر لاؤ۔

مغلانی نے جھمکے پہنائے اور ساتھ ہی اُسکے پتے بالیان بھی پہنا دین۔

بیگم۔ اے لو اور سنو۔

مغلانی۔ حضور اللہ کا دیا سب کچھ ہے اور یہی پہننے کے دن ہین۔

بیگم۔ دیکھو ایسا نہ ہو وہان ہار ہو جائے اور ہمکو جگہ نہ ملے۔

مہری۔ پالکی نکلواؤ۔

داروغہ۔ این! ابھی سے نکلوا کے کیا کرو گی۔ تم تو اور بھی ہلڑ مچائے دیتی ہو لاڈو۔

مہری۔ لاڈو کیا کرے۔ بیگم صاحب کا حکم ہے۔

داروغہ۔ (ڈیوڑھی پر آن کر) حضور ابھی تو سر شام ہے آٹھ بجے کے بعد تماشا شروع ہوتا ہے۔

بیگم۔ اچھا خیر۔

داروغہ۔ اور فنس پر تشریف لیجیے گا۔

بیگم۔ اچھا تو پھر کبھی نہ نکلواؤ۔

سات بجے کے وقت فنس دروازے پر آئی بارہ کہار۔ باناتی وردیان ڈانٹے۔ گول پگڑیان اُنپر چاندی کی مچھلیان وردی پر زردوزی کام کیا ہوا۔ ہاتھون مین چاندی کے موٹے کڑے۔ فنس کے اندر سبز مخملی گدیلے اور سبز ہی مخمل کے تکیے۔ چین کی اطلس کی چھت گیری گرنٹ کی محراب منقش کے پھندنے لٹکے ہوئے۔ زربفت کا چھٹکا۔ اور گرد سبز فیتہ ٹکا ہوا۔ بیگم صاحب چھم چھم کرتی ہوئی اُترین۔ دو مغلانیان آگے پیچھے ایک دائین ایک بائین۔ محلدار نے کہا فنس دروازے کے برابر لگاؤ۔ چپراسی نے چلا کر کہا جلد فنس لاؤ۔ حضور برآمد ہوتی ہین کہارون نے دن سے فنس اُٹھائی اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر دروازے کے پاس لگائی مغلانی نے مقابہ فنس مین رکھا اور ایک طرف صندوقچہ لگا دیا صندوقچے پر زربفت کا غلاف اور مقابے پر گرنٹ کا غلاف دست پاک صندوقچے پر رکھا ہوا۔ بیگم صاحب تشریف لائین موتیے کے عطر مین بسی ہوئی تھین۔

بیگم۔ مغلانیان بیٹھ چکین جلد سوار ہولن۔

مغلانی - بہت خوب حضور -
بیگم - پردہ ہوجائے -
چپراسی - حضور پردہ ہوگیا -

بیگم صاحب فنس مین بصد ناز دلربائی بیٹھین مغلانیون نے چھٹکا چھکوڑا اور ریشمی ڈوریون سے کس دیا دو مہریان فنس کے ادھر اُدھر اگے لیے ہوے دائین بائین ساتھ تھین اور دو مہریان فنس کا کونا دبائے تھین - دو مشعلچی بھی دستی کپّی لیے ہوے آگے آگے جاتے تھے مشعلچیون کے آگے دو چوبدار اور چار خاص بردار جو پہلے پر مغلانی اور پیش خدمت سوار سواری اِس ٹھٹے سے چلی اللہ رے ٹھاٹھ راہ مین فقیر دوڑے اور سوال کرنے لگے -

چناسائین - خدا بیگم صاحب کو زندہ رکھے مراتب اعلی ہون دے ڈالیے چناسائین کو ایک روپیہ پُرا نا دعا گو ہے -

ضعیفہ - اللہ میری بیگم صاحب کو صد و سی سال کی عمر عطا کرے یہ بڑھیا سردی کھاتی ہے -

فقیر - حضور یہ محتاج بیکس کئی دن کا بھوکا پیا سا ہے نظر رحم کیجیے -

فقیرون کو انعام ملتا جاتا تھا -

الغرض تماشا گاہ کے دروازے پر سواری پہونچی جیسے ہی فنس اندر جانے لگی صاحب نے کہا (ٹکٹ) مہری نے بیگم صاحب کا ٹکٹ دکھایا اور اپنے ٹکٹ دکھائے فنس دن سے اندر گئی مگر ویسے ہی صاحب نے کہار روک لو - کہارونکا ٹکٹ فوراً دکھا گیا خاص بردارونکے پاس ٹکٹ موجود تھے -

مہری - پہلے تو پانچ ہی ٹکٹ منگوائے تھے -

لاڈو - واہ - صبح ہی کو تو داروغہ صاحب دو ٹرالے گئے تھے کہ سب کے واسطے ٹکٹ لاؤ -

پیش خدمت اور مغلانی کا چوپہلا بھی فنس کے برابر بائین پر لگا یا گیا -

بیگم - اے مغلانی -
مغلانی - حضور ارشاد -
بیگم - تماشا کیا طلسمات ہے - یہ خیمہ کیونکر کھڑا ہوا ہوگا -
مغلانی - بیگم صاحب عقل کام نہین کرتی -
بیگم - اور نہ شمع ہے نہ جھاڑ نہ کنول - بیچ مین ایک ہوا گیند یہ اتنی روشنی کہان سے آئی -
مغلانی - حضور سب جادو کا کھیل ہے -
لاڈو - بڑے جادوگر ہے ہین -
بیگم - دیکھو یہ فرنگنین کس طرح ڈٹی بیٹھی ہوئی ہین -
لاڈو - حضور انکے یہان پردہ کہان ہے -
بیگم - یہ لال لال وردی پہنے ہوے کون ہندوستانی بیٹھے ہین -
مہری - حضور یہ باجا بجائینگے -
بیگم - اسے کیا باجا بھی بجے گا - اے لو وہ ہندوستانی رئیس آنے لگے یہ مرزا اسکندر شکوہ ہین - وہ نواب ہمایون سطوت آئے - اُف جان مین جان آئی - ہم تو سمجھے تھے یہان صاحب لوگ اور گورے ہی ہین بارے ہمارے شہر کے رئیس بھی آنے لگے -
مغلانی - حضور سب آئے ہین مرزا جعفر بیگ وہ بیٹھے ہین اور یہ دیکھیے اس کونے پر چھوٹے صاحب ہین - ہندوستانی اور فرنگی سب ہی آئے ہین بیٹھے ہین دیکھنے کے لائق ہوا یہ روشنی کس چیز کی ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا

یہ ہی کیا بھید اور سارے خیمے میں اُجالا ہو گیا۔
مہری۔ سب جادو کا زور ہے۔
مغلانی۔ ہاں ہے تو ایسا ہی۔
بیگم۔ اور وہ شیر۔ اور بندر اور بن مانس کہاں ہیں۔
مغلانی۔ اللہ جانے کہاں ہیں۔
مہری۔ ابھی تماشا تو شروع ہی نہیں ہوا۔
بیگم۔ یا اللہ کب تک تماشا شروع ہوگا۔ بی مغلانی یہ انگریز کا لونڈا کیوں سامنے کھڑا ہے۔ کالے کالے کپڑے پہن کے۔
مغلانی۔ خدا جانے حضور۔
بیگم۔ اس سے کہدو کہ سامنے سے ہٹ جائے۔ آڑ ہوتی ہے۔
اتنے میں داروغہ صاحب نے چق کے قریب آنکر کہا آداب بجا لاتا ہوں۔
بیگم۔ اس وحشت کے صدقے آداب عرض کرنے کا کون موقع تھا کہو اب تماشا کب تک شروع ہوگا بڑی دیر ہو گئی۔ چلو بھی۔
داروغہ۔ تماشا شروع ہوا ہی چاہتا ہے۔
بیگم۔ میں تو اُکتا گئی۔
داروغہ۔ بس شروع ہوا ہی چاہتا ہے۔
بیگم۔ اوئی جب سے یہی کہہ رہے ہیں کہ شروع ہوا ہی چاہتا ہے۔ اچھا فنس منگواؤ ہم اب جائینگے بیٹھے بیٹھے اُکتا گئے۔
داروغہ۔ نا حضور۔ اب کوئی دم میں شروع ہوا داخل ہے۔

بیگم۔ ایسے تماشے سے ہم درگذرے۔
داروغہ۔ اچھا دس منٹ اور بیٹھیے۔
مغلانی۔ ہاں ہاں بیٹھیں گی کیوں نہیں۔
داروغہ۔ وہ لیجیے تیاریاں ہونے لگیں۔

تماشا تو ابھی شروع نہیں ہوا جب شروع ہوگا تو اُسکا بیان نذر ناظرین کیا جائیگا بالفعل لگے ہاتھوں ایک خدمتگار کی حاضر جوابی کا حال سُنیے۔ مگر ذرا غور سے۔

خواجہ اور بندہ۔ آقا اور نوکر تو بہت دیکھے لیکن میاں سلارو کے سے شریر اور زبان دراز کم کسی بات میں چوکتا ہی نہ تھا۔ میاں نے کچھ کہا اور سلارو نے بات کاٹ دی۔ آقا نے ایک بات کہی اور سلارو نے ٹہٹوا لیا گالیاں دینا بُرا بھلا کہنا بات بات میں اُلو بنانا انکے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا اور میاں بھی ایسے گوکھے ملے کہ خدا کی پناہ۔ ع

خواجہ با بندۂ پری رخسار — چون درآید ببازی و خندہ
چہ عجب گو چو خواجہ حکم کند
وین کشد بار ناز چون بندہ

یہ البتہ سُنا کرتے تھے مگر اب سنا کہ میاں سلارو ساٹھ برس کا کھوسٹ اور آقا کو بات بات میں ڈپٹ لے۔ اب سُنیے کہ میاں سلارو آدمی تھے چالاک اور شریر آقا ملے بیوقوف اور گوکھے۔ بس ان کی چاندی تھی پانچوں گھی میں اور سر کڑھائی میں ادھر اُدھر سے مقدمے والوں کو پھانس پھونس کے لے آتے تھے اور انھیں کی بدولت رونیو ایجنٹ صاحب کی روٹیاں چلتی تھیں لہذا خواہ مخواہ دبتے تھے۔

ایک روز زردنیوا ایجنٹ نے دروازے پر باہر سے لات ماری اور کہا کھول دو دروازے ۔ جب تک سلارو جائے جائے اُنھون نے آسمان سر پر اُٹھایا اور اس قدر غل مچایا کہ الامان ۔

آقا ۔ کھول ۔ جلدی کھول جلدی کھول ۔

سلارو ۔ تو گڑبڑاتے کیون جاتے ہو ۔

آقا ۔ کھولتا ہی یا باتین بناتا ہی ۔

سلارو ۔ معلوم ہوتا ہی آج بارہ تیرہ گنڈے پیسے کہین سے مل گئے ہین ۔

آقا ۔ کھول ۔

سلارو ۔ (دروازہ کھول کر) لو کھولا ۔

آقا ۔ اتنی دیر لگاتا ہی ۔

سلارو ۔ کیا ماجرا کیا ہی ۔ گھبرائے ہوئے کیون ہو ۔

آقا ۔ ہم گھبرائے ہوئے ہین کیون صاحب ۔

سلارو ۔ اجی گھبرائے نہین بوکھلائے سہی ۔

راوی ۔ سبحان اللہ اچھی تعریف کی ۔

آقا ۔ سلارو تماشا دیکھنے چلوگے ؟ ۔

سلارو ۔ کیسکا تماشہ ۔

آقا ۔ کیسکا تماشا ہوتا ہی ۔

سلارو ۔ بندر والے کا تماشہ ریچھ کا تماشا پتلیون کا تماشہ نٹ کا تماشہ ۔ بھان متی کا تماشہ ناچ کہلاڑی ڈھنک دھنّا ہی کہ نہین ۔

آقا ۔ ارے نادان صاحب کا تماشہ ۔

سلارو ۔ ہمنے آجتک نام بھی نہین سُنا ۔

آقا ۔ ایک روپیہ ٹکٹ ہی ۔

سلارو ۔ اجی ہم روز تڑپکا تماشہ دیکھتے ہین اور ہن کوڑی بن دام جب تماشا دیکھنا ہوا ایک بات چھیڑ دی آپ پر کوئی پھبتی کہدی ۔ کوئی فقرہ چست کیا ۔ کوئی آوازہ کسا آپ جھلائے چلیے تماشہ ہوگیا ۔

آقا ۔ کیون پٹو گے ۔

سلارو ۔ آپ بھی اتنے ہوے ۔

آقا ۔ تماشا قابل دید ہی ۔

سلارو ۔ بھلا ان تماشے والون کو کچھ مل رہیگا ۔

آقا ۔ خوب پیدا کرتے ہین ۔

سلارو ۔ تو پھر ہم آپ کو بندر بنا کے ادھر اُدھر لیا کرین وکالت مین تو آپ کو ٹکا نہ ملیگا ۔ پورے وکیل آپ ہین نہین ایجنٹی مین آپکو کوئی پوچھتا نہین ہم تو جانتے ہین اور کچھ نہ کیجیے دو بندریان لیجیے اور ایک بکرا ۔ ہم اور آپ شہر بھر مین چکر لگایا کرین ۔ کھانے بھر کو مل ہی جائیگا ۔

آقا ۔ بھئی کوئی پیشہ بتاؤ ۔

سلارو ۔ ایک کام کیجیے ۔ دو تین ٹھنیان نوکر رکھ لیجیے ۔ سارنگی آپکے ہاتھ مین ہو ۔ اور آگے آگے وہ چھم چھم کرتی جاتی ہون پھر بڑے دل آوازے کسین آپ بیٹھین چپ ۔ گنڈے پانچ گنڈے روز پیٹ لیا کیجیے اور دل لگی کی دل لگی ۔

آقا ۔ روپیہ پیدا کرنے کی کوئی تدبیر سوچو ۔

سلارو ۔ کیا بتائین آپ تو کچھ سمجھتے ہی نہین ۔

سلارو نے کہا اب بتاؤ کہان تماشا ہی ۔

آقا ۔ بھئی انگریز آئے ہین اُنکے ساتھ چالیس گھوڑے ہین ایک ایک بڑھا ہوا پری کی صورت بیٹھی بیس بھاری

ٹھوڑی چھوٹی پیشانی چوڑی عضو عضو سانچے کا ڈھلا ہوا اور تین شیر ہیں اُنسے ایک آدمی جا کے لڑتا ہے-

سلارو- چلو بس گپ نہ اڑاؤ سوائے ڈینگ کے دوسری بات ہی نہیں جب دیکھو گپ ہی اُڑاتا ہے ڈینگیا زمانے بھر کا-

آقا- (دھول لگا کر) یہ کیا تقریر تھی- کیوں جی یہ کیا گفتگو تھی (اور جما کر) ہا ہیں! بدتمیز- پھر کہیگا-

سلارو- قصور ہوا اگر دھوکے میں پھنس گیا- سمجھا تھا کچھ اور ہوئی کچھ اور-

آقا- سمجھا کیا تھا آخر یہ تو سمجھا کیا تھا-

سلارو- اسوقت کچھ خیال نہ رہا- یہ تو یاد نہ آیا کہ ہمارے آقا سے اور ہمسے گفتگو ہوتی ہے- سمجھا کہ ندی لکڑ ہارے کا لونڈا باتیں کر رہا ہے-

آقا- تو غلطی کی نہ- پھر غلطی کا خمیازہ کھینچو-

سلارو- پھر چون تک بھی تو نہیں کیا- چُپ چاپ پٹا کیا خاموش ہو رہا-

آقا- شاباش مگر کڑی بات ہم نہیں سہہ سکتے چاہے کسیکے دیکھ لو- ادھر کسی نے کڑی بات کہی اور اُدھر ہم پیٹ چلے اسمیں چاہے کوئی ہو-

سلارو- ہاں میاں ہاں- یہی بات ہے-

آقا- بس اب توبہ کرو کہ آج سے نہ بہکینگے-

سلارو- کان پکڑ کے توبہ کی- آج سے کہیں تو جو چور کی سزا وہ ہماری-

آقا- بس اب ہم تم سے خوش ہو گئے-

سلارو- ہو نہہ ہمسے خوش نہو تو بھیک بھی مانگنے لگو-

آقا- پھر وہی بات-

سلارو- کیا کچھ جھوٹ ہے-

آقا- تو ہم تیری بدولت جیتے ہیں- کیوں بے-

سلارو- موقوف کر کے دیکھ لو- دوسرے ہی دن چوری کرا دوں اول تو آپکے لئے کیا ہے مگر مور را شنم طوفان- آفتابہ اور رضائی اور دو جوڑے کپڑے اور دست پناہ اور آبخورہ اور کٹورہ اور پتیلی اور اُگالدان اور بچھونا ہی اگر کوئی سمیٹ لیجائے تو رو دو- ہو نہہ- ہم سے سیانا سو دوانا-

آقا کو جو غصہ آیا تو لکڑی لے کر دوڑے اور سلارو نے کوٹھری کا دروازہ بند کر لیا-

آقا- (دروازے پر لات مار کر) او نابکار اپنے باپ کی قسم کھا-

سلارو- میرا باپ ہی مر جائے جو جھوٹ کہتا ہوں-

آقا- تیرا باپ کہاں ہے-

سلارو- یہاں سے بڑی دور ہے-

آقا- آخر کچھ نام بھی ہے اُس مقام کا کہ نہیں-

سلارو- خدا گنج-

آقا- تو پھر اُسکے مرنے کی قسم کیسی اپنے لڑکے کی قسم کھا-

سلارو- واہ اپنے لڑکے کا تو نمک کھاتا ہوں-

آقا- کِسکا نمک کھاتا ہے یہ تو نے کہا کیا-

سلارو- حضور کا نمک کھاتا ہوں نہ پھر جب حضور میرے شاگرد ہوئے تو لڑکے ہوئے یا نہیں ہوئے-

آقا- بس بہت بکو نہیں جھک نہ مارو-

سلارو- بہت بہتر-

آقا- سنو ہم ایک شرط سے دروازہ نہ کھلوائیں کہ اس شعر کے معنے بتا دو-

سلارو۔ تو مین کچھ پڑھا لکھا ہون بھلا۔

آقا۔ شعر کے معنی بتا دو تو لوگ ہماری تعریف کرین کہ نوکر تک پڑھے لکھے ہین۔

سلارو۔ اچھا فرماؤ۔

آقا۔ دُت گدھے۔ ابے فرمائیے کہا کر۔ فرماؤ نہین کہتے۔

سلارو۔ بہت خوب۔ اب وہ شعر تو فرمائیے۔

آقا۔ ہان یہ صحیح ہے۔ سن۔ سے

چھپا چرا کر کبھی جو پی لی تو اس سے کیا فائدہ ہے قاضی	نہ میکدے مین جگہ ملے گی نہ میکشون مین شمار ہوگا

سلارو۔ اسکے معنی یہ کہ مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے۔

آقا۔ اچھا اور آگے۔

سلارو۔ اجی کوئی چھوٹا سا شعر پڑھو۔ یہ تو شیطان کی آنت ہے۔

آقا۔ اچھا سنو۔ سے

ہو گیا دل بھی انھین کیجانب	یہ بھی کمبخت ہمارا نہ ہوا

سلارو۔ ہمارا دل بھی ہمارا یار نہوا۔

آقا۔ (مسکرا کر) بڑا مسخرہ ہے۔ ہر بات مین مسخرہ پن۔

سلارو۔ آپ تو بن ناحق کانٹون مین گھسیٹتے ہین۔ بڑے حضور ہین یا مین ہون۔

آقا۔ ہان اچھی کہی۔ انعام کے قابل کہی۔ مگر اسوقت کچھ ہے نہین۔

سلارو۔ ہونھ اسوقت کیا معنی۔ اور ہوتا کسوقت ہے۔

آقا۔ ہمارے پاس دولت نہین ہے۔ مگر ایک بہت بڑی دولت ہے وہ کیا ہے؟

سلارو۔ اجی ہم جانتے ہین ہمسے کچھ چھپا نہین ہے۔

آقا۔ واہ۔ اچھا کیا ہے۔ بتاؤ تو۔

سلارو۔ وہ دولت میان سلار بخش ہین۔

آقا۔ دُت پاگل۔ ہماری دولت استغنا ہے۔

سلارو۔ واہ جب ملے اور نہ لو تب البتہ کہین کہ پروا ہی نہین اور جو ملے ہی نہین تو کیا عصمت بی بی از بے چادری۔

آقا۔ اگر چاہون تو خدا کی قسم دس ہزار روپیہ دو دن مین جمع کر لون۔

سلارو۔ مگر دس برس کو بھیجے بھی جاؤ کالے پانی (دروازہ کھولکر)

آقا۔ اس سے کیا مطلب۔

سلارو۔ دس ہزار آپ دو دن مین کیونکر جمع کر سکتے ہین۔ سوائے اسکے کہ چوری کیجیے یا دغا بازی۔

آقا۔ چوٹے کوئی اور ہوتے ہونگے۔

سلارو۔ صورت تو ایسی ہی ہوتی ہے۔

آقا۔ (لکڑی تان کر) کسکی۔

سلارو۔ ہماری اور چور کی۔ اور کسکی۔

آقا۔ ہان یہ مانا۔

سلارو۔ (پیچھے ہٹ کر) تو مین نے فقط اپنی ہی صورت کا ذکر تھوڑا ہی کیا تھا۔ مین نے تو آپ کو بھی شامل کر لیا تھا جی حضرت۔

آقا۔ مسخرے ہو پورے۔

سلارو۔ حضور سے کم ہی کم۔

آقا۔ ارے یار شبو کا پتا لگاؤ۔

راوی۔ یار کی ایکسا ہی کہی۔ نوکر سے اب یار بنے ہوے۔

آقا۔ اگر کوشش کرو تو پتا لگا ہی چھوڑو۔ تم بڑے چالاک اور فقرہ باز آدمی ہو۔ مگر جب کوشش کرو نہ۔

مصیبت تو یہی ہی کہ تم کوشش نہین کرتے ورنہ بنیا ضرور لگ جائے۔ ے

ہر چیز کہ دل بدان گراید	گر جہد کنی بدستت آید

یعنی اگر دل مائل ہو کہ فلان چیز ملے تو کوشش سے وہ ہاتھ آسکتی ہی۔

سلارو۔ تو آپ کوشش کرکے کہین سے عقل تو لے لیجیے۔

آقا۔ ہمکو عقل کی ضرورت ہی کیا ہی۔

سلارو۔ (مسکراکر) ہان گدھے پن کی سلامتی سے عقل کیا کیجیے گا جیسے تو نہ ہوگے جو بات کہتے ہو بھونڈی بے تکی واہیات یون کہنا تھا کہ ہم کو تو عقل کا ہیضہ ہوا ہی کیون کتنا بڑھ کے فقرہ ہوتا۔

آقا۔ چلو اب تماشے کا ذکر کرو۔

سلارو۔ کہہ چلیے۔ مین سنتا ہون۔

آقا۔ درجۂ اول کے چار روپیے ہین۔

سلارو۔ اُف۔ الٰہی توبہ۔

آقا۔ درجۂ دوم کے دو روپیے۔

سلارو۔ الٰہی توبہ۔

آقا۔ درجۂ سوم کا فقط ایک چہرہ شاہی ہی۔

سلارو۔ ہورر اسبنم طوفان۔ یہ بھی بہت ہی۔

آقا۔ ہم تو ایک روز ضرور جائینگے۔

سلارو۔ ایک دن دکھلائینگے۔

آقا۔ شرارت سے نہین چوکتے تم۔ کیون !۔

سلارو۔ پیٹھ پیچھے کہین تو چور بدمعاش چغلخور۔ ہم تو منھ کے سامنے کہتے ہین صاف صاف بے لگاؤ۔

آقا۔ شاباش بڑے کہنے والے ہو ع

عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست	

سلارو۔ فارسی ہم نہین پڑھے ہین۔ گلستان پڑھی تھی وہ بھی بھول گئے۔

آقا۔ پتھر پڑین تمھاری عقل پر۔ بڑے کم فہم ہو۔

سلارو۔ بیش باد۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش۔

آقا۔ کل سے ایک گھنٹے پڑھا کرو۔ ہم پڑھایا کرینگے۔

سلارو۔ واہ کچھ پڑھ کے آپ نے بنا لیا کچھ ہم بنا لین گے اجی بس جاؤ بھی پڑھین فارسی اور بیچین تیل۔ یہ دیکھو قسمت کے کھیل۔

آقا۔ تو ہم تیل بیچتے ہین۔ کیون بے۔

سلارو۔ آپ پڑھے لکھے ہوکر بے لیے کرتے ہین۔ کیون حضور صاحب۔

آقا۔ (مسکراکر) تم پرلے سرے کے بدمعاش ہو۔

سلارو۔ خیر یہی سہی۔ جو کہیے بجا ہی۔

آقا۔ کل سے گلستان پڑھا کرو۔

سلارو۔ اور آیتون کے معنی کون بتائیگا۔

آقا۔ ہم۔ ے

بلغ العلےٰ بکمالہ	کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ	صلوا علیہ وآلہ

سلارو۔ ہان عربی بھی پڑھے ہو۔ واہ وکیل صاحب۔

آقا۔ اجی ہمین کیا نہین آتا۔

سلارو۔ مگر قسمت پھوٹی ہوئی ہی۔

آقا۔ قسمت تمھاری خود پھوٹی ہی۔ بدمعاش۔ کوستا ہی ہمین۔

اس پر آقا بہت جھلّائے اور سلارو دوڑ کے بھاگ گئے۔

تمت

خاتمۃ الطبع سابق مع تاریخ طبع بطرق تقریظ از مولانا مولوی حضرت ابو ناظم محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مرحوم و مغفور سابق مصحح مطبع ہذا تلمیذ امیر مینائی

حمد اور نعت سرور منقبت آل اطہر مدحت اصحاب اکبر رضی کے بعد ہیچمیرز ہیچمدان سراپا عصیان احقر العباد ابو ناظم المدعو بمحمد حامد علی حامد خلف حافظ غلام علیخان متوطن شاہ آباد ضلع ہردوئی عفو ذنوبہ و ستر عیوبہ بخدمتی مطبع ارباب خبرت و اصحاب فطنت و ذکا و طالبان اسرار و شایقان اسرار قصص کی خدمات عالی درجات مین نوید جدید جانفزا و مژدۂ تازہ فرحت افزا ملتمس ہے کہ فی زمانہ بوجہ کساد بازاری علوم متدارسہ و متداولہ معائنہ کتب عربی و فارسی سے عموماً بلکہ خصوصاً لوگون کو مجبوری و دوری ہو گئی ہے علی الخصوص اذہان عوام اور نیز انکے افہام مفہومات اعلیٰ کتب مذکورہ بالا کے مفہوم سے صریح قاصر و متعذر ہین بناءً علیہ سخنوران عالی وقار اور نکتہ سنجان والا تبار نے محض بغرض رعایت عام بمحوائے کلموا الناس علی قدر عقولہم ۔ زبان اُردوئے معلی قدیم مین بعبارت سلیس و مضامین نفیس نہایت لطیف اور بغایت لطف عجائب عجائب قصے اور غرائب غرائب داستانین تحریر فرمائین اکثر کتب قصص بکمال دلچسپی وقتاً فوقتاً شعرائے دلی و فصحائے لکھنؤ نے تالیف و تصنیف کین جنکے ملاحظہ و معائنہ کا عموماً یوماً فیوماً شوق زیادہ ہوا ہر شخص دل و جان سے اُنکے دیکھنے سُننے پر آمادہ ہوا گو متقدمین یا سلف نے کوئی دقیقے اس فن کے فروگذاشت نہین فرمائے ایسے ایسے صنائع بدائع اُنکی تصانیف

و تالیف کے اندر دیکھنے مین آئے کہ سبحان اللہ اسوجہ سے وہ حضرات بابرکات نقاش اول ہین ہر طرح افضل ہین ۔ مگر غور سے جو دیکھا تو بمصداق ع یہ بحر سخن سدا ہے باقی ؎ کسی کمال کسی فن کسی ہنر کا کسی پر خاتمہ نہین ہوا متاخرین با شرف نے بھی وہ وہ داستانین رقم فرمائین کہ مثل اُنکے دیکھنے مین نہ آئین بلکہ اکثر تو ایسی عجیب و انتخاب ہین کہ عدیم النظیر و لاجواب ہین چنانچہ ہمارے محب قلبی دوست دلی فارس مضمار سخندانی یکہ تاز عرصۂ خوش بیانی موجد جادو طرازی ماہر خوش کلامی علامۂ فہامی سخنور نامی گرامی فخر شعرائے ماضی و حال اُستاد عدیم المثال جناب پنڈت رتن ناتھ صاحب سرشار در کاشمیری لکھنوی سلمہ اللہ الغفار نے فسانۂ آزاد کو چار جلد مین تصنیف فرمایا کیسی کیسی داد سخنوری دی ہے کیا کیا شاعری کی ہے ممدوح کا پہلا ناول ہے جو سب ناولون مین درجۂ اول اور سب سے افضل ہے شوخی مضامین رنگین عبارت چستی مطالب درستی بندش مین بے نظیر ہے حقیقت سرائی اسکی خارج از تحریر و تقریر ہے جس جگہ جو زبان ہے ویسی ہی اُس کی بول چال ہے اُسی طرح کی قیل و قال ہے ۔ واللہ بہت بڑا کمال کیا ہے کہ مضامین تہذیب و اخلاق کو ناول کے پیرایہ مین بیان فرمایا ہے یہ آپ ہی کی ایجاد ہے یہ بات خداداد ہے ۔ موصوف کی جو تصنیف ہے وہ فضل خدا سے ایسے ہی کمالون سے بھری ہے آپ پر اس کمال کا خاتمہ ہے گو یا یہ فن آپ ہی کا ایجاد کیا ہوا ہے آپ بہت سے شاستر مین اور کُل علوم و فنون سے ماہر زبان اُردو کو بھی آپ نے ایسا صاف کیا ہے کہ یہ بھی آپ ہی کا حصہ ہے اکثر ناول آپ کے تصنیف فرمودہ اس مطبع عالم مرجع مین چھپے ہین ہزار ہا جلد فروخت ہو رہی ہین یہ فسانہ آزاد کی جلد دوسری ہے پہلی اور تیسری اور چوتھی جلد بھی اسی مطبع مین چھپی ہے یہ فسانہ کامل چار جلد و نین علیحدہ علیحدہ بار ہا اس مطبع مین چھپکر نذر شایقین ہو چکا ہے اس فسانہ

لاجواب کی تعریف جو کچھ لکھیے مختصر ہی خوبی اسکی دیکھنے پر البتہ منحصر ہی فسانۂ مشہور آفاق ہر کل جدید لذیذ کا مصداق ہے۔

قطعات تاریخ طبع سابق

از عذب البیان مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

کیون نہ اہل ذوق کو ہون خوبیان اسکی پسند
ہی اگر حامد تمھین تاریخ ہجری کا خیال

خوب یہ قصہ کیا سرشار نے نادر بیان
لکھدو تم۔ زیبا نکو راحت فزا یہ داستان
سنہ ۱۳۲۴ھ

از سخنور بیعدیل مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسِسٹنٹ مطبع

رقم نمود رتن ناتھ در بہ صد تزئین
نوشت مصرع تاریخ ہجریش عاقل

عجیب قصۂ دلچسپ و راحت آگینے
ببین فسانۂ آزاد عشرت آگینے
سنہ ۱۳۲۴ھ

ولہ

بہتر افسانہ لکھا سرشار نے نام خدا
گر ہوس عاقل ہو تاریخ مسیحی کی تمھین

ایک عالم جان و دل سے مشتری اسکا ہوا
لکھو۔ خوب افسانۂ آزاد کیا عشرت فزا
سنہ ۱۹۰۷ء

از سخنور ذی وقار منشی موہن لال صاحب سرشار خیرآبادی اعلی محاسب مطبع

بخدا جانفزا یہ افسانہ
سال ہجری کی گر ہو دل مین ہوس

لکھا سرشار نے نہایت خوب
لکھو سرشار تم نکو مرغوب
۱۳۲۴ھ

ناظرین

فسانۂ آزاد کے متعلق جو کچھ سابق کے نقادون نے لکھا ہے اسمین ہمارے نزدیک کوئی مبالغہ اور غلو نہین یہی وجہ تھی کہ یہ کتاب متعدد مرتبہ طبع ہو کر مقبول طبائع ناظرین ہو چکی تھی۔ چنانچہ اسمرتبہ بماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء بہ سرپرستی عالیجناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع نولکشور بہ اہتمام بابو کیسری داس صاحب سیٹھ سپرنٹنڈنٹ مطبع۔ بعد تصحیح تمام شائع ہو کر نظر افروز شائقین ہوئی

اعلان حق تصنیف اس فسانۂ آزاد جلد دوم کا بحق مطبع منشی نولکشور محفوظ ہے۔ (مینیجر مطبع نولکشور واقع حسین گنج لکھنؤ)

نام کتاب	قیمت
فسانۂ آکہ دین و لیلیٰ۔ مشہور ناول اسٹار آف سنگر بلیا کا ترجمہ رنگین داستانوں کے ضمن میں بہشت و دوزخ کی سیر کرائی ہے پڑھ کر دل دھڑک جاتا ہے۔ مترجمہ منشی امیر حسین صاحب تحصیلدار کاکوروی۔	عہ ۱۲ ر
فریب حسن۔ ناول فاسٹ کا اردو ترجمہ جس میں قصہ کے پیرایہ میں بدکرداریوں کے زبون نتائج دکھائے گئے ہیں۔	عہ ۱۲ ر
فسانۂ سوزن عشق۔ ناول ٹمپرس کا ترجمہ جس میں دنیا کی خودغرضی اور سیاہ کاری کی ایک عجیب و غریب قصہ کے پیرایہ میں دلکش تصویر دکھائی گئی ہے۔	[illegible]
فسانۂ لارنس و روتھ ایک عفیفہ لڑکی کی داستان فوجی افسروں کی بیباکی چارلس گذشتہ شاہ انگلستان کی بے اعتدالی۔ زنان درباری کی بدکرداری وغیرہ کا خاکہ ترجمہ رائے ہورس بلاسٹ مترجمہ سید امیر حسین صاحب۔	[illegible]
روز الیمبرٹ۔ ایک لڑکی لیمبرٹ کی حسرت اور درد بھری سوانح عمری راہ نیک سے انحراف اور چوری جوئے دغابازی شرابخواری وغیرہ کے برے انجام زبان سلیس اور صاف و حصہ کامل	[illegible]
ایضاً حصہ اول	[illegible]
" حصہ دوم	[illegible]
ناول اسرار رینلڈ و منسٹر کا بامحاورہ اور سلیس	

نام کتاب	قیمت
ترجمہ چھ باعصمت اور حسین زمانہ لیڈیوں کے دلی جذبات کا خاکہ زمانہ کی حیرت انگیز نیرنگیوں اور انقلاب کی عبرت انگیز تصویر	عا ر
ویگز و نسیٹڈا عقل کو چکر میں ڈالنے والے رازوں کا خزانہ ہے شیطانی فریب اور ان سے بچنے کے طریق اور اچھے انجام سمندر اور جزائر کی سیر موقع بموقع تصاویر۔	عہ ۱۲ ر
شام جوانی حصہ اول۔ مسٹر رینالڈ کے ناولوں میں یہ مشہور ناول ہے جس میں مصنف نے اپنا زور قلم دکھایا ہے مگر مترجم نے بھی اردو کے سانچے میں ڈھال کر اسے اردو کا بہترین ناول ثابت کر دیا ہے قصہ کی دلچسپی کے ساتھ عبارت کی روانی وغیرہ قابل دید و داد ہے مترجمہ منشی نوبت رائے صاحب نظر مرحوم۔	[illegible]
" حصہ دوم	۹؍
وہ سوکا یا طلسمی فانوس۔ اس میں بھی قصہ کو نہایت عبرت انگیز پیرایہ میں بیان کیا ہے اور دکھایا گیا ہے کہ اگر انسان کو تمام دنیا کے راز معلوم ہو جائیں تو اس کا کیا نتیجہ ہے اور وہ کیا کر سکتا ہے اور کیسی بالا یطاق تکلیف میں پھنس جاتا ہے اس پر جو اس کے مترجم منشی سجاد حسین صاحب اڈیٹر اودھ پنچ نے ظرافت کی چاشنی دی ہے اس سے اس کی عبارت میں اور بھی گلکاری پیدا ہو گئی ہے۔	[illegible]

۳۳۳۴۱۸۹ س۲۴ق ۱

۲۵

رتن ناتھ سرشار ۸۰۲۴۲ فسانۂ آزاد

DATE	NO.	DATE	NO.
	۸		